يُعلمكم الكتاب والحكمة ويعلمكم ما لم تكونوا تعلمون ؎

مفتاح کنوز اسرار ربانی منشور لامع النور فیوض سبحانی مجموعہ معارف وحقائق ذخیرہ اسرار ودقائق جس میں تفسیر شیخ امام عماد الدین ابو الفداء اسمٰعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی وتفسیر امام ابو جعفر محمد بن جریر الطبری وغیرہ اکابر ائمہ کے افادات کے ساتھ بہت سے مفید التزامات کی رعایت کی گئی ہے عماد دین وایمان

الموسوم بہ

# تفسیر مواہب الرحمٰن

المشتہر بہ

# جامع البیان

مصنفہ

حبر العلوم العقلیۃ النقلیۃ بحر الفنون الفرعیۃ والاصلیۃ قاطع شبہات الملحدین دافع مکائد الغابرین حاوی الفضائل والفواضل عمدۃ الاجلۃ والاماثل المتفرد بالعلم الخفی والجلی مولانا مولوی سید امیر علی صاحب فتاوی الہندیہ ترجمہ عالمگیریہ وعین الہدایہ دام ظلہ العالی بدوام الایام واللیالی مزید اہتمام وحسن انتظام سے

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں بخوبی چھپی ؏

اعلان۔ حق تالیف وتصنیف اس کتاب برکت انتساب کا بحق نولکشور پریس محفوظ ومحدود ہے۔

678



135857

[illegible] حضرت عیسیٰ کے قتل کا فرمان بھیجا اور بیت المقدس کا حاکم اپنے ساتھ یہودیون کو لیکر انکی تلاش مین ہوا اور شیخ ابن کثیر
[illegible] قال ابن ابی حاتم حدثنا احمد بن سنان حدثنا ابو معاویہ عن الاعمش عن المنھال بن عمرو عن سعید بن جبیر عن ابن عباس. کہا ابن عباسؓ نے کہ
[illegible] حضرت عیسیٰ کو آسمان پر اٹھالینا چاہا تو حضرت عیسیٰ نکلکر اپنے یارون کے پاس آئے اور مکان مین بارہ حواری تھے یس مکان کے
[illegible] اُنکے پاس کوٹھری مین آئے گویا انکے سر سے پانی ٹپکتا تھا اور فرمایا کہ تم مین ایک شخص ایسا ہی کہ بارہ مرتبہ میرے ساتھ کفر کریگا بعد ازانکہ
[illegible] ایمان لانا ظاہر کیا ہی پھر فرمایا کہ تم لوگون مین سے کون اس بات کو اختیار کرتا ہی کہ بجاے میرے قتل کیا جاوے اور جنت مین میرے درجہ
[illegible] میرے ساتھ ہو اور اسکے چہرے پر میری شباہت ڈالی جائیگی پس ایک نوجوان اُٹھ کھڑا ہوا کہ مین قبول کرتا ہون اور یہ سب سے کمسن تھا پس آپنے
فرمایا کہ تو بیٹھ جا گویا حضرت عیسیٰ نے اسکو ناتجربہ کار سمجھکر بٹھلایا پھر دوبارہ وہی بات کہی تب بھی وہی نوجوان کمسن اُٹھ کھڑا ہوا پھر بٹھایا پھر تیسری بار
ارشاد کیا تب بھی وہی نوجوان اُٹھ کھڑا ہوا پس آپ نے فرمایا کہ تیری ہی قسمت مین یہ دولت ہی پھر عیسیٰ کو ذراسی نیند آگئی) وہ آسمان کو اٹھا لیے گئے
اور اس نوجوان کے چہرے پر عیسیٰ کی شباہت ڈالی گئی اور یہود کی دوڑ آگئی انھون نے اس شخص کو گرفتار کرلیا جسپر شباہت پڑی تھی اور قتل کرکے
سولی دیدی پھر انہین سے بعض نے حضرت عیسیٰ سے بارہ مرتبہ کفر کیا بعد ازانکہ انپر ایمان لایا تھا اور یہ سب تین گروہ ہو گئے ایک گروہ نے کہا کہ
ہم مین اللہ تعالیٰ رہا جب تک اُسنے چاہا پھر آسمان کو چڑھ گیا۔ یہ لوگ تو یعقوبیہ فرقہ ہی اور دوسرے نے کہا کہ ہم مین اللہ تعالیٰ کا بیٹا تھا پھر
اسکو اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس بلالیا اور یہ نسطوریہ فرقہ ہی اور تیسرے فرقہ نے کہا کہ ہم مین اللہ کا بندہ اور اُسکا رسول برحق رہا پھر اسکو اللہ تعالیٰ نے
اٹھالیا اور یہی مسلمان فرقہ تھا پھر دونون کافر فرقون نے ملکر فرقہ مسلمان کو قتل کرڈالا اور برابر فرقہ مسلمان مٹا ہوا رہا یہانتک کہ اللہ عز وجل نے
محمد صلعم کو مبعوث فرمایا اور اُنپر حق بات کو نازل فرمایا تو ایمان لایا ایک گروہ بنی اسرائیل کا یعنے وہ گروہ جو زمانہ عیسیٰ مین ایمان لایا تھا اور کفر کیا ایک
گروہ بنی اسرائیل نے یعنے جسنے زمانہ عیسیٰ مین کفر کیا تھا پس قولہ تعالیٰ فایدنا الذین آمنوا یعنے محمد صلعم کی مدد سے مسلمان فرقہ کے دین کو کافر فرقہ پر
مدد دی **قال ابن کثیر** وہذا اسناد صحیح وقد رواہ سعید بن منصور والنسائی وابن مردویہ وقد رویت القصۃ بالفاظ مختلفۃ فیما رواہ ابن جریر وعبد بن
حمید وابن المنذر ومحمد بن اسحاق بن یسار رحمہم اللہ تعالیٰ مترجم چاہتا ہی کہ مختصر زوائد ان روایات مختلفہ کے ذکر کردے کیونکہ مزید افادہ سے خالی
نہین و لیکن روایت مذکورۂ بالا ہی اپنے موقع پر رکھنا چاہیے **قال ابن کثیر** اور اس شخص پر عیسیٰ کی شباہت ڈالی گئی گویا وہی عیسیٰ ہی اور کوٹھری
کی چھت مین ایک روزن ہوگیا اور عیسیٰ کو نیند آگئی اسی حال مین آسمان کو اٹھالیے گئے کما قال تعالیٰ واذ قال اللہ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی الآیۃ
پھر ساتھ والے باہر نکلے تو جب یہود کے دوڑ والون نے نوجوان کو دیکھا تو عیسیٰ گمان کرکے رات مین پکڑ کر سولی دیدی اور نصاریٰ کے ایک گروہ نے بھی
یہود کے دعوی کو کہ ہمنے عیسیٰ کو قتل کیا ہے اپنی جہالت و نادانی سے مان لیا اسواسطے ان لوگون کے جنھون نے انکا اٹھایا جانا آنکھون دیکھ لیا تھا
نصرانیون نے اپنی کتابون و انجیلون مین گمان یہود کے موافق یہ بھی ذکر کیا کہ سولی دیے ہوئے کے پاس مریم رو رہی تھین اور جس بڑھیا کے بیٹے کو
حضرت عیسیٰ نے زندہ کیا تھا اُسنے ساتھ دیا۔ بالجملہ یہ سب اللہ تعالیٰ کا امتحان ہی کہ اُسنے بندونکو اسمین مبتلا کیا اور اس ضمن مین عجیب و غریب حکمتین
ہین اور ان لوگونکی جبلت یہی تھی کہ اوہام و گمان کی پیروی مین بہ نسبت امور عقلی و یقینی کے زیادہ سرگرم تھے مبتلا کردیا چنانچہ فرمایا۔ **وَاِنَّ**
**الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا فِیْهِ** یعنی جن لوگون نے دربارہ عیسیٰ کے اختلاف کیا ہی **لَفِیْ شَكٍّ مِّنْهُ**۔ تو وہ اس سے شک مین تھے ف
[illegible] حیث قال بعضہم ہذا والمقتول الوجہ وجہ عیسیٰ والجسد لیس بجسدہ فلیس ہو وقال آخرون بل ہو ہو یعنے عیسیٰ کے قتل سے شک مین
[illegible] بعض نے جب اس مقتول کو دیکھا تو کہا کہ چہرہ تو وہی عیسیٰ کا چہرہ ہی مگر بدن وہ نہین ہی اور دوسرون نے کہا کہ نہین یہی ہی اور بدن

Marfat.com

بوجہ رنج وغم کے بگڑ گیا ہی۔ وَمَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ اور اُسکے قتل کے ساتھ انکو کچھ قطعی علم نہین [illegible]
پیروی کرتے تھے ف یہ استثنا منقطع ہی کہ الا بمعنے لکن ہی ای لکن یہ لوگ پیروی کرتے اُس گمان کی [illegible]
وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا اور نہین قتل کیا اُسکو درحالیکہ یہ بات یقینی ہی۔ پس یقینًا حال ہی جو نفی قتل [illegible]
یعنے نہین قتل کیا اُسکو درحالیکہ یقین رکھتے ہون بلکہ شک ووہم کرنے والے تھے کہ شاید بدل گیا [illegible]
تھے اور یقینًا قتل نہین کیا۔ بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ۔ بلکہ اللہ تعالے نے اسکو اپنی طرف اُٹھا لیا [illegible] کے
بعد لوگون سے اپنا معائنہ ظاہر کیا تو اور بھی زیادہ شک ہو گیا اگر کہا جاوے کہ الیہ کی ضمیر بجانب حق تعالی راجع ہی [illegible] تعالے
جسم وجہت سے پاک ہی! ورنہ اسکی شان پاک کے لائق ہی نہین ہین تو جواب یا گیا کہ مضاف محذوف ہی ای الی سمائہ۔ یعنے اپنے آسمان کی طرف اٹھایا۔ اور
اعتراض کیا گیا کہ اضافت کا کوئی فائدہ نہین بلکہ الی السماء چاہیے تو جواب یا گیا کہ نہین بلکہ اضافت سے یہ فائدہ ہی کہ ایسے مقام کی طرف اُٹھا لیا
جہان کسی آدمی کا ہاتھ نہین پہنچ سکتا اسیواسطے اہل تفسیر نے کہا کہ قولہ الیہ ای الی مکان لا یصل ہناک حکم انسان اور یہ معنے نہین کہ ضمیر مذکور راجع
بجانب مکان ہی کیونکہ آل عمران مین قولہ انی متوفیک ورافعک الی۔ الآیۃ مین ضمیر کا رجوع بجانب اللہ تعالی اصرح ہی۔ اور بعض نے کہا کہ بسبب عظمت جلال الٰہی
کے جہت علو کی نسبت حضرت باری تعالی کیطرف قرار دیگئی ہی چنانچہ ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگتے ہین اور اللہ تعالی نے عرش کو ساتون آسمان کے اوپر فرمایا ہی مگر یہ
اس معنے کر نہین کہ فی الحقیقت اللہ تعالے سبحانہ کے واسطے جہت اعلی محل استقرار ہی کیونکہ بالقطع معلوم ہی کہ اللہ تعالے جسم وجہت سے بری ہی پس معنے قولہ رفعہ اللہ
الیہ کے یہ کہ رفعہ الی السماء اسیواسطے احادیث مین آسمان کیطرف اُٹھا لیا جانا مذکور ہی۔ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا فی ملکہ اور اللہ تعالے غالب ہی اپنی بادشاہت
مین حَكِيمًا فی صنعہ جو کرتا ہی وہ کمال حکمت سے ہی ف اگرچہ بندہ ناچیز مخلوق کی عقل اس حکمت کو نہ پہونچے پھر واضح ہو کہ وہب بن منبہ کے قول
مین سترہ حوارین سب بصورت عیسیٰ ہو گئے اور آخر ایک نے اپنی جان فدا کی بامید جنت اور عیسیٰ اُٹھا لیے گئے اور دوسری روایت مین وہب سے ہی کہ صبح ہوتے
حواریون سے ایک شخص جسکی نسبت حضرت عیسیٰ نے مرتد ہو جانے کا مبہم اشارہ فرمایا تھا اور کہا تھا کہ مجھے قلیل دامونکو فروخت کریگا وہ یہود کے پاس پتہ
بتانے گیا اور تیس درم پر انکو لایا اور اللہ تعالے نے نوجوان پر عیسیٰ کی شباہت ڈالی اور قتل ہوا پھر جو مرتد ہوا تھا نادم ہو کر اپنا گلا گھونٹ کر مر گیا۔ رواہ ابن جریر
اور محمد بن اسحق نے طول روایت مع نام حوارین کے ذکر کرنے کے بعد لکھا کہ یہودی جب ور لیکر داخل ہوے تو تعداد عیسیٰ مع حوارین کے جانتے تھے پھر
جسپر شبہ عیسیٰ ڈالی گئی تھی اُسکو قتل کیا اور عیسیٰ اُٹھائے گئے پھر منجملہ تعداد معلومہ کے ایک کو جسکا نام یودس زکریا یوطا تھا گم پایا اسی مین اختلاف ہوا کہ
یہ جسم تو اُسی حواری کا ہی مگر چہرہ البتہ چہرۂ مسیح ہی اور اگر یہ مسیح ہی تو وہ کہان گیا غرضکہ اختلاف پڑ گیا اور بعض نصاری کا گمان ہی کہ اُسی نے انکو پتہ بتایا
اگرچہ انکا اسی پر شباہت ڈالی گئی تو اُسیکو قتل کیا حالانکہ وہ چلاتا تھا کہ مین نے ہی تمکو پتا دیا ہی مین عیسیٰ نہین ہون مگر اُسکو قتل کیا [illegible] تعالی اعلم ہی کہ
بات کیا واقع ہوئی لیکن یہ قطعی معلوم ہی کہ اللہ تعالے نے مسیح علیہ السلام کو اُٹھا لیا اور دنیاوی خواہش غذا و پانی وغیرہ سے انکو [illegible] کا
ہنوز مشتبہ کر دیا گیا۔ اور ابن جریر نے یہ اختیار کیا کہ حضرت عیسیٰ کی شباہت اُنکے تمام اصحاب پر طاری ہو گئی تھی [illegible] ٹھیک
بتا بتاؤ ورنہ ہم تم سب کو قتل کرینگے اور انہین سے ایک نے اپنی جان فدا کی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُٹھائے گئے تو تعداد [illegible]
آخر انہین اختلاف ہو گیا اور شبہ پیدا ہوا اور مترجم کہتا ہی کہ روایت ابن ابی حاتم وغیرہ من طریق سعید بن جبیر عن ابن عباس [illegible]
ف عرائس مین اس مشابہت واقع ہو جانے کے اسرار کو یون بیان کیا کہ قولہ ولکن شبہ لہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام [illegible]
روحانی تھی جسنے ظہور اسرار الٰہی تھا پس اس نور کے ظہور سے وہ مردونکو زندہ کرتے تھے [illegible]

لہٰذا اس آیت کا آل عمران کی آیت کے خلاف نہین ١٢

[illegible] سے پردہ اُٹھادیا پس اُنکے بعض خاص مریدوں پر اُنکی روح کا ظہور ہوا جس سے
[illegible] عیسیٰ کی صورت اُنکی روح کے نقش سے منقوش تھی اور یہ ظہور قوت آلہیہ کا تھا اور اس سے عیسیٰ کو تائید
[illegible] اُت کو بدل دیتے تھے اور یہ نہین ہو سکتا مگر اسی طرح کہ اللہ عزوجل کا فعل ہو اگرچہ ظہور اُسکا ایک مظہر خاص سے ہوا لیکن فعل
[illegible] انسانی ناسوت کو لاہوت سے کچھ لگاؤ ہو جاوے یعنے مثلاً انسان اگر جمادات سے کوئی کام لیتا ہی تو اُسین دخل نی الجملہ
[illegible] اور فعل باری تعالےٰ کے ظہور مین مظہر عیسیٰ کو کچھ بھی امتزاج نہ تھا۔ اور جاننا چاہیے کہ اللہ تعالےٰ نے جو عیسیٰؑ کو اس کیفیت سے
[illegible] تعالےٰ کے علم قدیم مین یہود و نصاری کی طبیعتین معلوم تھین وہ تمام لوگون پر ظاہر کردین کہ یہ لوگ تقدس و تنزیہ سے نفرت
[illegible] مین پس اللہ عزوجل کمال منزہ و مقدس ہی کسی تصور و وہم و خیال و قیاس کو مجال نہین کہ اُسکو ذہن مین لاوے وہ ہر مشابہت
[illegible] کوئی چیز اسکے مانند نہین ہی اور یہ لوگ ایسے معبود کیطرف مائل ہوتے ہین جسمین مشابہت ہو کیونکہ یہ لوگ ایسے ہین کہ خیال و وہم کے بندے ہین کیا تو
[illegible] کے پوجنے والے کیسی محبت سے اُسکے بندے بن بیٹھے تھے اور کو نہین دیکھتا کہ نصاری کس جرأت سے کلمۂ کفر بولتے ہین کہ ان اللہ
[illegible] اللہ ہی مسیح بن مریم ہی پس اس حلف سے اُٹھا نہین اُنکو قدس صفات کی معرفت ہوتی لیکن وہ غلطی و بدبابی مین اُنکی الوہیت کے قائل ہوگئے یہ دوسری بلا ہے کہ
[illegible] مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ۚ
[illegible] کوئی اہل کتاب مین سے مگر اُنکہ ضرور وہ عیسیٰ پر ایمان لاویگا اسکی موت سے پہلے اور قیامت کے روز عیسےٰ ان لوگون پر گواہ ہوگا
[illegible] مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ۔ یعنے اہل کتاب یہود و نصاری مین سے کوئی نہین مگر وہ ضرور ایمان لاوے گا
[illegible] قَبْلَ مَوْتِهٖ۔ اپنی موت سے پہلے ف جبکہ ملائکہ موت کو معائنہ کریگا مگر اُسوقت یہ ایمان کچھ نفع نہ دیگا یا یہ معنی ہین کہ عیسیٰؑ کی موت
[illegible] پہلے کہ وہ قیامت کے قریب زمین پر اُتارے جاوینگے جیسا کہ ایک حدیث مین آیا ہی۔ جاننا چاہیے کہ اِنْ نافیہ ہی اور قولہ لیؤمنن بہ جملہ قسمیہ صفت ہی
[illegible] موصوف محذوف کی چنانچہ اَحَدٌ کو مفسرؒ نے مقدر کیا اور بہ کا ضمیر حضرت عیسیٰ کیطرف راجع ہی اور عیسیٰ پر ایمان لانے کے یہ معنی کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے
[illegible] بندہ اور اسکا رسول برحق تھا اور قبل موتہ کی ضمیر مین بعض نے کہا کہ اہل کتاب مین سے ہر فرد کی طرف راجع ہی یا حضرت عیسیٰؑ کیطرف راجع
[illegible] اور مفسرؒ نے یہان دونون قول نقل کیے اور ترجیح نہین دی کیونکہ سلف سے دونون قول ثابت ہین مگر قول دوم ترجیح دیا گیا ہی اور شیخ ابن کثیرؒ نے اس مقام کی
[illegible] تفصیل سے بیان فرمایا جسکی تلخیص یہ ہی کہ اہل تاویل نے معنے آیت مین اختلاف کیا اگرچہ سب تاویلات کے معنے صحیح ہین پس علی بن ابی طلحہ نے ابن عباسؓ سے روایت
[illegible] کہ انھون نے آیت کی تفسیر مین کہا کہ نہین مریگا کوئی یہودی مگر اُنکہ عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لاویگا اور ضحاکؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کی
[illegible] اہل کتاب سے خاصۃً یہود مراد ہین وقال عکرمہ۔ کوئی یہودی نہ مریگا مگر اُنکہ گواہی دیگا کہ عیسیٰ بندہ اللہ کا اور [illegible] رسول برحق ہی وعنہ قال کہ یہودی کی
[illegible] تو بھی اُسکی روح نہ نکلیگی یہانتک کہ عیسیٰ پر ایمان لاوے۔ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ ابن عباسؓ سے یہ صحیح ثابت ہی اور ایسا ہی مجاہدؒ ہی
[illegible] سے صحیح ہوا اور یہی قول ضحاک و جویبر وغیرہ کا ہی اور توجیہ اس قول کی یہ کیجائیگی کہ ہر ملت والا جب اُسکی روح نکلنے کا وقت ہوتا ہی
[illegible] اگرچہ اُسوقت ایمان لانا یعنے حق کو سچ جان لینا دو وجہ سے کچھ فائدہ نہین دیتا ایک یہ کہ ایمان کا مدار تصدیق بالغیب پر ہی
[illegible] کی یہ ایمانی تصدیق نہوگی دوم یہ کہ نزع روح کا وقت وہ وقت نہین ہی جس وقت کہ ایمان لانے کی اُسکو تکلیف دی
[illegible] کی تو بے فائدہ ہی۔ پس اس تاویل کی صحت پر حضرت اُبی بن کعب کی قراءۃ بھی دلالت کرتی ہی کہ اُنھون نے
[illegible] موتہ پڑھا ہی کیونکہ اس قراءۃ پر قبل موتہ کی ضمیر لامحالہ اہل کتاب کیطرف راجع ہی ایسے ہی قبل موتہ مین ہر

Marfat.com

واحد از اہل کتاب کیطرف راجع ہے اور ایک جماعت نے کہا کہ ضمیر اول بجانب محمد صلعم اور [illegible]
ذکر کرکے اپنی اسناد سے عکرمہ سے روایت کی کہ اُنھون نے فرمایا کہ کوئی نصرانی یا یہودی نہین مریگا [illegible]
**قال المترجم** قول عکرمہ اس آیت کی تفسیر نہین اور نہ اس سے ضمیر اول کا بجانب حضرت صلعم راجع ہونا [illegible]
بات بیان غرض کی کہ ہر یہودی ونصرانی اگر زندگی مین آنحضرت صلعم پر ایمان نہین لاتا تو موت کے وقت [illegible]
اللہ تعالیٰ کے رسول وبندے ہین بدلیل آنکہ عیسےٰ کی نسبت قولہ وان من اہل الکتاب الآیۃ سے یہ بات ثابت ہوئی [illegible]
ضرور اس حق کو بھی معائنہ کرکے مریگا بنا برآنکہ توجیہ قول اول مین مذکور ہوا ہے اور ایک جماعت نے کہا کہ ہر دو ضمیر [illegible]
آنکہ کوئی کتابی نہین مگر آنکہ ضرور حضرت عیسیٰ پر عیسیٰ کی موت سے پہلے ایمان لاویگا اور اُسکی توجیہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام [illegible]
کرنے کیو اسطے اترینگے تو اس زمانہ مین جہاد سے سب ملتین ایک ہوجاوینگی اور وہ ملت اسلام بشریعت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے [illegible]
وعوفی نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ قولہ وان من اہل الکتاب لایومنن بہ قبل موتہ۔ کہا ابن عباسؓ نے یعنے قبل موت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام
کے اور ابو مالکؒ نے کہا کہ حضرت عیسیٰ کے نزول کے وقت ہوگا کہ اہل کتاب مین سے کوئی باقی نہ رہیگا مگر آنکہ انپر ایمان لاویگا **قال المترجم** یعنے ایمان
لاویگا کہ عیسیٰ بندہ اللہ تعالےٰ کا واُسکا رسول برحق تھا اور اُسنے جو محمد صلعم کے رسول ہونیکی خبر دی تھی وہ برحق ہے جو محمد صلعم پر ایمان لاویگا اور حضرت
عیسےٰ آنحضرت صلعم ہی کی شریعت پر چلینگے۔ اور حسن بصریؒ سے مانند قول ابن عباسؓ کے مروی ہے اور یہی قول قتادہ وعبد الرحمن بن زید بن اسلم و [illegible]
بہتیر ونکا ہے اور ابن جریرؒ نے اسی قول کو اولی بصحت لکھا ہے اور **ابن کثیرؒ** نے کہا کہ یہی قول بے شک صحیح ہے کیونکہ یہود نے دا [illegible] جاہل نصرانیون
نے حضرت عیسیٰ کے مقتول ومصلوب ہونیکا دعویٰ کیا تھا پس اس دعویٰ کو مردود وباطل ظاہر کرنا ان آیات کے سیاق سے مقصود ہے پس اللہ تعالےٰ نے ان
آیات مین خبر دی کہ بات تحقیقی یون نہین ہے جیسے یہود ونصاریٰ کہتے ہین کہ عیسےٰ مسیح مقتول ہوے بلکہ یہودیون نے [illegible] جسپر حضرت عیسیٰ
کی شباہت ڈالی گئی تھی قتل کیا حالانکہ اُنپر یہ بات خود نہین کھلی اور عیسےٰ کو حق تعالےٰ نے آسمان پر اُٹھا لیا اور وہ زندہ موجود ہے اور قیامت سے کچھ پہلے
اُتریگا اور دجال کو قتل کریگا اور صلیب توڑیگا اور جزیہ قبول نہ فرماویگا بلکہ حکم دیگا کہ اسلام لاوین یا تلوار سے قتل کیے جاوین پس اس آیت کریمہ سے
آگاہی ہوئی کہ اسوقت تمام اہل کتاب اسی بات پر ایمان لاوینگے کوئی بھی باقی نہ رہیگا **قال المترجم** اس سے رد ہوگیا قول زجاج کا کہ آیت کریمہ مین عموم ہے
اور اس قول مین خاص اُسوقت کے لوگ ہوے اور وجہ رد یہ کہ عموم اُسوقت کے لوگونکی طرف راجع ہے یعنے جو لوگ اُسوقت ہونگے اُنمین سے کوئی بھی
بدون اُسکے باقی نہوگا کہ ایمان نہ لاوے اور مترجم نے سورۂ بقرہ کے پارۂ الم کی تفسیر مین حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی بشارت دربارۂ حضرت محمد
مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم مفصل لکھدی ہے جسمین مذکور ہے کہ مسیح کی نسبت جو بہتانات لگائے جاوینگے انکو وہی پیغمبر خاتم النبیین آکر دور کریگا اور پھر مسیح
کو جاہلونکے بہتان سے چھوڑاویگا۔ **قال ابن کثیرؒ** اور قول دوم اس آیت کی تفسیر مین ایک بیان واقعی ہے اسواسطے کہ [illegible] ہر
نفس کو حق ظاہر ہوجاتا ہے اگرچہ معائنہ ملک الموت کیوقت کے ایمان کچھ نافع نہین اور اس سے یہ لازم نہین آتا کہ مقصود بھی [illegible]
**قال المترجم** مفسر **جلالؒ** کا کلام مشیر ہے کہ اُنکے نزدیک راجح معنے اول ہین اور شاید یہ بنظر آخر آیت ہے کہ فرمایا **ویوم** [illegible]
**شَہِیدًا** ۔ یعنے قیامت کے روز اُنپر عیسیٰ گواہ ہوگا ف ان اہل کتاب پر اُس چیز کا گواہ ہوگا جو اُنمین [illegible]
قیامت کے روز اہل کتاب کے اُن اعمال کی گواہی دیگا جو اُنھون نے نیک یا بد کیے ہین چنانچہ یہود نے [illegible]
مارڈالنے کا قصد اپنے گمان مین پورا کیا اور نصاریٰ پر یہ گواہی دینگے کہ اُنھون نے راہ توحید سے [illegible]

Marfat.com

[illegible] اور بعد سولہ برس کے اقرار کیا تھا وقال ابن کثیر یعنے حضرت عیسیٰ اپنے
[illegible] گواہی دینگے پھر شیخ ابن کثیرؒ نے حضرت عیسیٰ کے قریب قیامت نازل ہونیکی احادیث
[illegible] الا جمال ذکر فرمایا لیکن مترجم بخوف تطویل کلام ہر حدیث میں جو زائد بات آتی جائے گی ایک بعد
[illegible] شیخ پر مرو اشارہ بیان کرنا مصلحت وقت دیکھتا ہے —

## [illegible] نزول عیسیٰؑ بقرب قیامت با دعوت توحید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

[illegible] جسکے قبضہ قدرت مین میری جان ہے کہ قریب ہوا کہ عیسیٰ بن مریم تمھارے درمیان حکم عدل نازل ہوگا اور
[illegible] جزیہ اٹھائیگا اور مال سے ایسا فیض دیگا کہ کوئی اُسکو قبول نہ کریگا حتی کہ ایک سجدہ آدمی کو دنیا و ما فیہا سے بہتر معلوم
[illegible] کہ پڑھو تمھارا جی چاہے قولہ تعالےٰ وان من اہل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موتہ الآیۃ رواہ البخاری و مسلم اور سجدہ فقط اکیلے رب العلمین
[illegible] قسم ہے کہ ضرور تلبیہ کہیگا عیسیٰ بن مریمؑ راہ روحا سے حج کا یا عمرہ کا یا دونوں کی نیت جمع کرکے دونوں کا۔ رواہ احمد و مسلم اور ایک روایت
[illegible] ان جمع کلا الخ رواہ احمد و ابن ابی حاتم۔ عن ابی ہریرہؓ مرفوعاً کیف بکم۔ یعنے کیا خوشی کا حال تمھارا ہوگا کہ تم مین عیسیٰؑ بن مریمؑ اُتریگا اور
[illegible] ایک ہوگا البخاری و احمد و مسلم۔ اور وہ یعنے عیسیٰؑ تم مین اُترنے والے ہین جب تم اُنکو دیکھنا تو پہچان لینا کہ مرد گداز بدن سرخی سپیدی
[illegible] کپڑے معصفر ہونگے گویا انکے سر سے پانی ٹپکتا ہے اگرچہ سر کو تری نہ پہونچی ہوگی۔ لوگونکو اسلام کی طرف بلاوینگے اور سوائے اسلام کے اُس زمانہ مین سب
[illegible] امانت زمین پر نازل ہوگی حتی کہ اونٹونکے ساتھ چرنے مین شیر پھرینگے اور گاؤن کے ساتھ چیتے اور بکریونکے ساتھ بھیڑیے پھرینگے اور سانپون کیساتھ
[illegible] رہینگا چالیس برس زندہ رہکر مرینگے اور مسلمان اُنپر نماز پڑھینگے ہکذا فیما رواہ احمد و ابوداؤد و ابن جریر و فیہ قال اور لوگونپر اسلام لانے کو جہاد
[illegible] مرفوعاً قیامت قائم نہوگی یہانتک کہ روم اُترینگے اعماق مین یا وابق مین پس اُنسے مقابلہ کو مدینہ سے ایک لشکر جو اُسوقت روے زمین کے
[illegible] نکلیگا پھر جب صف باندھین گے تو روم والے کہینگے کہ تم ہمارے اور ان لوگونکے درمیان روک چھوڑ دو جنھون نے ہم مین سے لوگ قید کیے
[illegible] اہل اسلام کہینگے کہ ہرگز نہین۔ واللہ ہم یہ نہین کرینگے کہ اپنے بھائیونکے اور تمھارے درمیان تخلیہ کردین پس اُنسے قتال کرینگے پھر مسلمانونمین سے
[illegible] شکست کھا کر بھاگیگا کہ اللہ تعالیٰ کبھی اُنکی توبہ قبول نہ فرماویگا اور ایک تہائی لشکر شہید ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ لوگ نہایت بزرگ شہید
[illegible] تہائی لشکر فتح پاویگا جو کبھی شکست نہ پاوینگے پس یہ لوگ قسطنطنیہ فتح کرینگے سو جب لوٹ کا مال تقسیم کرتے ہونگے اور اپنی تلوارین درختونسے لٹکائے
[illegible] شیطان آواز دیگا کہ دجال نے تمھارے پیچھے تمھارے گھر بار کو تباہ کیا پس یہ لوگ قسطنطنیہ سے نکلکر روانہ ہونگے حالانکہ شیطان کا ڈراوا جھوٹ
[illegible] آوینگے تو دجال مقابل ہوگا پس جب نماز کی صفین درست کرتے ہونگے کہ نماز کی اقامت کہی جائیگی [illegible] بن مریمؑ اُترینگے پس اُنھین کی امامت
[illegible] دجال [illegible] اُنکو دیکھیگا تو جیسے پانی مین نمک پگھلتا ہے پگھلیگا سو اگر عیسیٰؑ اسکو یونہی چھوڑتے تو پگھلکر مرجاتا و لیکن اللہ تعالےٰ اُنکے ہاتھون
[illegible] اسکے خون سے بھرا ہوا حربہ لوگونکو دکھلاوینگے رواہ مسلم اور معراج مین عیسیٰ علیہ السلام نے بیان کیا کہ پھر اللہ تعالیٰ دجال کو میرے ہاتھون
[illegible] پتھر بولینگے کہ اے مسلمان بندۂ خدا میرے نیچے یہ کافر ہے اسکو قتل کردے پس اللہ تعالیٰ اُنکو ہلاک کریگا پھر لوگ اپنے شہرون وطنون
[illegible] یاجوج ماجوج نکلینگے جس چیز پر پہونچینگے اسکو ہلاک کرینگے اور جس پانی پر پہونچینگے اُسکو پی جائینگے پھر لوگ اُنکی شکایت لاوینگے
[illegible] دعا کرونگا کہ اُنکو اللہ تعالےٰ موت دیدیگا اور زمین اُنکی بدبو سے گھنیائیگی اور اللہ تعالیٰ پانی برسائیگا کہ اُنکے جسم
[illegible] ایسی ہوگی جیسے پوری دنون والی حاملہ عورت کہ نہین معلوم کسوقت رات یا دن مین ناگہان جنے

کذا فیمار واه احمد وابن ماجہ عن ابن مسعود دفعہ مسلمانونکے تین شہر ہوجاوینگے ایک شہر [illegible]
ستر ہزار ساجد ا[illegible] اکثر [illegible] اور عورتین ہونگی۔لوگونکو سخت بھوک پیاس کی تکلیف ہوچکیگی نماز فجر [illegible]
سے بعضے بعضونپر امیر رہینگے پس اُنکا سردار بڑھکر نماز پڑھائیگا پھر بعد نماز کے عیسیٰ مع [illegible] دجال [illegible]
عثمان بن ابی العاص ور ابو امامہ باہلی رضؓ سے عبدالرحمن المحاربی کے طریق سے مرفوعاً کہ حضرت ابو امامہ [illegible]
بیان دجال کا تھا جس سے ہمکو بہت ڈرایا چنانچہ یہ بھی فرمایا کہ جب سے اللہ تعالےٰ نے آدمؑ کی اولاد کو پیدا کیا تو زمین [illegible]
فتنہ نہین اور اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہین پیدا کیا جسنے اپنی امت کو دجال سے نہ ڈرایا ہو اور مین سب انبیاء سے [illegible]
تم مین ہوگا سو اگر اسوقت نکلا کہ مین تمھاری پس پشت موجود ہون تو مین ہر مسلمان کیطرف حجت کرنیوالا ہون اور اگر میرے بعد نکلا تو ہر مسلمان اپنی ذات کیواسطے
حجت کرنیوالا ہوگا اور اللہ تعالےٰ ہر مسلمان پر میرا خلیفہ ہے اور جان رکھو کہ دجال مردود شام وعراق کے درمیان ایک راہ سے نکلیگا اور دائین بائین پامال کریگا
اے لوگو اے بندگان خدا تم اسوقت مضبوطی سے ثابت قدم رہیو اور مین اُسکی پہچان ایسی صاف تبلائے دیتا ہون جو پہلے کسی نبی نے نہین [illegible]
پہلے ظاہر ہوتے ہی دعوی کریگا کہ مین نبی ہون سو میرے بعد کوئی نبی نہین وہ جھوٹا ہے پھر زبان بدلجائیگا اور کہیگا کہ مین تمھارا رب [illegible] تم
اپنے پروردگار کو دیکھ نہین سکتے ہو جبتک نہ مرو یعنے وہ جھوٹا ہے اور وہ کانا ہوگا اور تمھارا پروردگار کانا نہین ہے اور اس خبیث کی دونو [illegible] کافر لکھا ہے
جسکو ہر پڑھا اور بے پڑھا مسلمان مومن پڑھ لیگا اور اُسکے فتنہ مین سے ایک یہ بھی ہے کہ اُسکے ساتھ جنت ودوزخ ہوگی سو اُسکی دوزخ تو جنت ہے اور اسکی جنت
دوزخ ہے پس جو اُسکی دوزخ مین مبتلا ہو وہ اللہ تعالےٰ سے پناہ مانگے اور سورہ کہف کے شروع کا رکوعؑ پڑھے تو وہ آگ اسپر ٹھنڈک و سلامتی ہوجائیگی جیسے
ابراہیمؑ پر نمرود کی آگ ٹھنڈک و سلامتی ہوگئی تھی اور اُسکے فتنہ سے یہ بھی ہے کہ گنوار سے کہیگا کہ اگر مین تیرے مرے ہوے ماں باپ کو جلا دون تب تو گواہی دیگا
کہ مین تیرا پروردگار ہون وہ گنوار کہیگا کہ ہان پس شیطان اُسکے ماں باپ کی صورت بنکر آوینگے اور کہینگے کہ ہان میرے بیٹے تو اُسکی پیروی کر [illegible] پروردگار ہے
اور اُسکے فتنہ سے یہ ہے کہ ایک مومن پر مسلط ہوگا کہ اُسکو چیر کر دو ٹکڑے کردیگا پھر کہیگا کہ میرے اس بندے کو دیکھو کہ مین ابھی اسکو زندہ کرکے اٹھاتا ہون پھر
بھی وہ گمان کرتا ہے کہ اُسکا پروردگار کوئی اور ہے پھر اللہ تعالی اسکو زندہ کردیگا تو خبیث دجال اس بندے سے کہیگا کہ بتا تیرا پروردگار [illegible] میرا پروردگار
میرا اللہ عز وجل ہے اور تو اے دشمن خدا کے دجال ہے اور قسم اللہ تعالی کی کہ مجھے تیرے حال سے جتنی آج کے روز آنکھون دیکھی خوب آگاہی ہوئی اتنی پہلی نہ تھی
(پھر دوبارہ اُسپر قابو نہ پاویگا) محاربی نے ابو سعیدؓ سے روایت کی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ یہ شخص جنت مین بڑے درجہ کا ہوگا ابو سعیدؓ نے فرمایا کہ واللہ
ہم لوگ جانا کرتے تھے کہ یہ شخص کوئی نہوگا سوائے عمر بن الخطابؓ کے یہانتک کہ وہ اپنی راہ طی کر گئے۔پھر محاربیؒ نے کہا کہ ہم حدیث ابو امامہ کیطرف رجوع کرتے ہین
کہا آنحضرت صلعم نے کہ اور اُسکے فتنہ سے یہ ہوگا کہ آسمان کو پانی برسانیکا حکم کریگا وہ پانی برساویگا اور زمین کو اُگانیکا حکم کریگا وہ اُگاویگی اور اسکے فتنہ سے یہ ہوگا
کہ ایک قوم پر گذریگا جو اُسکی تکذیب کرینگے اور جھٹلا وینگے تو ایک ساعت ہی اُنکے وہان ٹھہریگا کہ وہ تباہ ہوجاوینگے اور ایک گروہ پر گذریگا [illegible] تصدیق
کرینگے اور مان لینگے تو آسمان کو برسانیکا حکم دیگا اور زمین کو اُگانیکا حکم دیگا پس اس گروہ کے چوپایہ اسی روز پہلے سے موٹے [illegible]
پھرے واپس آوینگے۔اور زمین مین کوئی جگہ باقی نرہیگی جسکو دجال پامال نکرے اور اُسپر غالب نہو سوا [illegible]
گھسنے کا قصد کریگا وہان ننگی تلوارین لیے ہوے فرشتے ملینگے یہانتک کہ سرخ ٹیلہ کے پاس [illegible] دجال [illegible]
تین دفعہ ہلا ڈولا آویگا پس کوئی منافق مرد یا عورت اس مدینہ مین باقی نرہیگی بلکہ نکلکر اُسکے پاس [illegible]
ہی اسطرح مدینہ اُنکو دور کردیگا اور لوگ اسدن کو یوم الخلاص کہنے لگینگے [illegible]

[illegible] مین ... بڑا گروہ تو بیت المقدس مین ہوگا اور انکا پیشوا سردار ایک مرد صالح ہوگا اور
[illegible] سے آتا نا جائیگا پس یہ امام مذکور الٹے پائون پیچھے ہٹے گا تا کہ عیسیٰ امامت کرے پس عیسیٰ
[illegible] کہ آگے بڑھکر نماز پڑھا کہ یہ امامت نماز کی تیرے ہی واسطے قائم ہوئی ہے پس امام مذکور سب کو نماز پڑھائیگا پھر بعد سلام
[illegible] اور باہر دجال مع ستر ہزار یہودی تاجدار و پہلی جڑاؤ تلوار ون والونکے ہوگا پھر جب دجال مردود انکی آنکھ
[illegible] نمک کیطرح پگھلنے لگیگا او بھاگ جانیکو پیٹھ پھیر کر چلیگا تو حضرت عیسیٰ فرماویگا کہ میرا ایک وار تیرے جسم ناپاک پر ہے تو
[illegible] شرقی دروازہ لُد پر اسکو جا لیگا او قتل کر ڈالیگا اور یہود مردود بھاگ نکلینگے پھر اللہ تعالیٰ کے مخلوق مین کوئی چیز نہ باقی رہیگی
[illegible] مگر اللہ تعالیٰ اسکو گویائی دیدیگا خواہ درخت ہو یا پتھر ہو دیوار ہو یا جانور ہو وہ بولیگا کہ اے بندۂ خدا مسلمان یہ
[illegible] چھپا ہے آکر اسکو قتل کر دے سوائے ایک غرقد کے کہ وہ ان خبیثونکا درخت ہے وہ نہ بولیگا۔ اور رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ دجال کے
[illegible] ہونگے اس حدیث مین بعد ذکر عیسیٰ کے فرمایا اور زمین مین نور ہوگا اور زمانہ آدم علیہ السلام کے مانند نباتات مین برکت ہوگی کہ ایک خوشۂ
[illegible] انار سے چند آدمی سیر ہو جاوینگے اور اسی حدیث مین ہے کہ۔ اور خروج دجال سے پہلے تین سال سخت ہونگے لوگونکو اسمین کھانے پینے کی
[illegible] اللہ تعالیٰ اول سال آسمان کو حکم دیگا کہ ایک تہائی بارش روک لیگا اور زمین کو حکم کریگا کہ ایک تہائی پیداوار روک لیگی پھر دوسرے سال
[illegible] آسمان کو حکم دیگا کہ دو تہائی بارش روک لیگا اور زمین کو حکم دیگا کہ دو تہائی پیداوار روک لیگی پھر تیسرے سال آسمان کو حکم دیگا کہ پوری بارش روک لیگا
[illegible] قطرہ نہ بریگا اور زمین کو حکم دیگا کہ بالکل پیداوار روک دیگی پس ایک سبزی بھی نہ اگیگی پس کھرون والے جانور مر جاوینگے مگر اسقدر بچینگے جنکو اللہ
[illegible] رکھنا چاہے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ اُس زمانہ مین لوگونکی زیست کس چیز سے ہوگی تو فرمایا کہ تہلیل و تکبیر و تسبیح و تحمید اُنمین کھانے پینے کا کام
[illegible] ابن ماجہ اور کہا کہ مین نے ابو الحسن الطنافسیؒ سے سنا کہ مین نے عبد الرحمن محاربی سے سنا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ یہ حدیث چاہیے کہ معلمونکو کتب مین دی
[illegible] کو پڑھا دیا کرین **قال ابن کثیر** یہ حدیث غریب ہے اور اسکے شواہد مین سے حدیث نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ بروایت صحیح مسلم ذکر فرمائی
[illegible] شام و عراق کے درمیان سے نکلنا مذکور ہے و فیہ ایضا۔ ہمنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ کتنے دنون زمین مین رہیگا فرمایا کہ چالیس دن تک کہ
[illegible] مانند ایک سال کے اور ایک دن مانند ایک ماہ کے اور ایک دن مانند ایک جمعہ کے اور باقی ایام مثل تمہارے ایام کے ہونگے۔ ہمنے عرض کیا
[illegible] رسول اللہ جو روز مثل ایک سال کے ہے اسمین ہمکو ایک دن کی نماز کافی ہوگی فرمایا کہ تم اسکے اندر بقدر پنج وقتی نماز کے اندازہ کرنا یعنے بقدر ایک شب و روز
[illegible] مترجم کہتا ہے کہ جہان رات بہت کم ہوتی ہے وہان بھی عشاء و فجر کا اندازہ ہوگا واللہ تعالیٰ اعلم والبحث فی عین الہدایہ) ہمنے عرض کیا
[illegible] جلدی و تیزی کیونکر ہے فرمایا مانند بادل کے جسکو ہوا اڑا لیجاتی ہے الحدیث۔ پھر اسمین دجال پر ایمان لانیوالے گروہ کا حال بارش و پیداوار وغیرہ
[illegible] بیان کیا اور اُس سے انکار کرنیوالونکا یہ حال بیان کیا کہ وہ صبح کو اُٹھینگے اس حال مین کہ اُنکے مالو مین سے اُنکے ہاتھ کچھ نہ ہوگا مترجم
[illegible] سے اوپر کی حدیث مین یہی مراد ہے کہ اُنکے مال تلف ہو جاوینگے پھر اُسمین بیان ہے کہ دجال کے حکم سے اُجڑے ہوئے مقامونکے خزانے
[illegible] اسکے پیچھے پیچھے زمین سے نکلکر ساتھ ہونگے۔ اور اسمین مذکور ہے کہ سپید منارۂ شرقی دمشق پر دو فرشتونکے بازوؤن پر ہاتھ رکھے اُترینگے۔ اور اسمین
[illegible] کی خوشبو ... مر جاویگا کہ اسکو یہ خوشبو حلال نہین ہے اور انکی سانس کی خوشبو اتنی دور پہونچیگی جہانتک انکی نظر پہونچیگی پھر اسمین خروج
[illegible] نباتات و پھلونکی برکات مذکور ہین اور مجمع بن جاریہؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام دجال کو
[illegible] قال الترمذی حدیث صحیح و فی الباب عن عمرانؓ بن حصین و ابی برزہؓ و حذیفہؓ بن اسید و ابی ہریرہؓ و کیسانؓ و عثمانؓ

Marfat.com

بن ابی العاص و جابرؓ و ابی امامہ و ابن مسعودؓ و عبداللہؓ بن عمروؓ و سمرہ بن جندبؓ و النواسؓ بن سمعان و عمروؓ بن عوف و حذیفہؓ بن الیمان رضی اللہ عنہم
ان صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت کثیر سے احادیث مروی ہین شیخ ابن کثیرؒ نے کہا کہ ان صحابہ کثیر رضی اللہ عنہم کی احادیث اور اُنکے ساتھ مجمع بن جاریہ وابو ہریرہ کی
حدیث سے آنحضرت صلعم سے متواتر طور پر ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُترینگے اور معلوم ہوا کہ دمشق کے اندر سپید منارہ مشرقی پر اُترینگے مترجم کہتا ہے کہ اول
نماز عصر کیوقت اُترینگے اور اسوقت نماز خود پڑھا دینگے پھر صبح کی نماز مین امام مہدیؑ کو حکم کرینگے کہ تم پڑھاؤ۔ پھر نماز فجر پڑھکر دجال سے لڑنے چلین گے۔
شیخؒ نے لکھا کہ اس زمانہ مین ۷۴۱ ہجری مین جامع دمشق اموی کا ایک منارہ شکست ہو جانے سے سنگ مرمر کا ایک منارہ اتفاق سے جانب شرقی پر تیار ہوا اس سے
گمان غالب ہوا کہ شاید یہی منارہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا محل نزول ہوگا مترجم کہتا ہے کہ یہ عجیب نفع نہ ہر بات یہ ہوئی کہ جامع دمشق سب سنگ سرخ کی بنی ہے اور
حدیث مین آیا کہ جامع دمشق کے شرقی منارہ سپید پر اُترینگے تو عجب قدرت الٰہی عز و جل دیکھو کہ منارہ شرقی کے نیچے ایک یہودی کی دُکان تھی اتفاق سے باروت
اُڑی تو وہ منارہ گر گیا پس یہودی نے اپنی جان و مال کے خوف سے فوراً سنگ مرمر کا منارہ بہت جلد بنا یا اور حضور سلطانین ہاتھ جوڑ کر حاضر ہوا اور دمشق کے
مسلمانونکو سفارشی لایا کہ مین نے عداوت سے یہ حرکت نہین کی اُسوقت سلطان نے اُسکو معاف کیا لیکن کہا کہ تو نے سنگ سرخ مین یہ سنگ مرمر کیون لگایا اُسنے
عرض کیا حضور مین نے جان کے خوف سے بجائے سنگ سرخ کے سنگ مرمر بنا دیا تاکہ مسلمانونکو میری جانب سے شک نہو اور یہ غلطی بیشک ہوئی پھر یہودی کو
روپیہ دیدیا گیا لیکن علماءؒ نے فتویٰ دیا کہ اب اسکو گرانا نچاہیے پھر جب حدیث پر نظر پڑی تو تیقن ہوا کہ شاید یہ وہی سفید منارہ تیار ہوا ہے جسپر عیسیٰؑ اُترینگے
الحمد للہ رب العلمین پھر ابن کثیرؒ نے محل نزول عیسیٰؑ اور اُنکا حلیہ ذکر کرنیکے بعد لکھا کہ اوپر حدیث ابو ہریرہؓ سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰؑ بعد نزول کے چالیس
برس ٹھہرینگے پھر وفات پادینگے اور مسلمان اُنپر نماز پڑھینگے اور مسلم کی حدیث عبداللہ بن عمرو مین ہے کہ سات برس ٹھہرینگے پس واللہ اعلم احتمال یہ ہے کہ قبل اُٹھائے
جانے اور بعد اُتارے جانیکے اُنکی مجموع اقامت ایسی ہو کیونکہ صحیح قول یہی ہے کہ وہ تینتیس ۳۳ برس کے اُٹھائے گئے تھے اور ایک حدیث مین میلاد عیسیٰ تینتیس ۳۳ برس
مذکور ہین اور ابن عساکر نے جو اپنی تاریخ مین حضرت عیسیٰؑ کا ایک سو پچاس برس کی عمر مین اور حاکم نے ایک سو بیس برس مین روایت و اُٹھایا جانا حکایت کیا
ہے وہ قول شاذ غریب بعید ہے اور مترجم کہتا ہے کہ شیخ جلالؒ نے بھی اس تفسیر مین یہی قول جو ابن کثیرؒ نے صحیح کہا ہے اختیار کیا اور مترجم نے آل عمران مین
ولادت عیسیٰؑ و اُٹھائے جانے کی تفسیر قولہ اذ قال اللہ یا عیسےٰ انی متوفیک و رافعک الی الآیہ مین یہ بحث ذکر کی ہے اور ابن عساکر نے تاریخ مین بعض سلف سے
حکایت کی کہ وہ نبی صلعم کے حجرے مین دفن ہونگے۔ قلت ایسا ہی دیگر محدثین نے بھی اُسکو بعض آثار کی طرف منسوب کیا اور لطیفہ یہ کہ
حجرہ مبارک مین ایک جگہ خالی ہے

فَبِظُلۡمٍ مِّنَ الَّذِيۡنَ هَادُوۡا حَرَّمۡنَا عَلَيۡهِمۡ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتۡ لَهُمۡ وَبِصَدِّهِمۡ عَنۡ سَبِيۡلِ
سو یہود کے گناہ سے ہمنے حرام کین اُنپر کئی پاک چیزین جو اُنکو حلال تھین اور اس سے کہ اٹکتے تھے اللہ کی راہ

اللّٰهِ كَثِيۡرًا ۙ وَّاَخۡذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدۡ نُهُوۡا عَنۡهُ وَاَكۡلِهِمۡ اَمۡوَالَ النَّاسِ
سے بہت اور اُنکے سود لینے پر اور اُنکو اُس سے منع ہو چکا ہے اور لوگون کے مال کھانے پر

بِالۡبَاطِلِ‌ ؕ وَاَعۡتَدۡنَا لِلۡكٰفِرِيۡنَ مِنۡهُمۡ عَذَابًا اَلِيۡمًا ۝ لٰـكِنِ الرّٰسِخُوۡنَ فِى الۡعِلۡمِ
ناحق اور تیار رکھی ہے ہمنے انین منکرون کے واسطے دُکھ کی مار لیکن جو ثابت ہین علم پر

مِنۡهُمۡ وَالۡمُؤۡمِنُوۡنَ يُؤۡمِنُوۡنَ بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ وَمَاۤ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِكَ وَالۡمُقِيۡمِيۡنَ
اُنمین اور ایمان والے سو مانتے ہین جو اُترا تجھپر اور جو اُترا تجھسے پہلے اور [illegible] نماز

[illegible] الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ
[illegible] اور یقین رکھنے والے اللہ پر اور پچھلے دن پر ایسون کو ہم دینگے
ع ٢٢
اَجْرًا عَظِيْمًا ۔
بڑا ثواب

[illegible] یعنے بسبب ظلم صادر ہونے کے اور بیضاوی نے لکھا ای فبای ظلم یعنے بہت بڑے ظلم صادر ہونے پر ۔ مِّنَ الَّذِيْنَ
[illegible] ہادوا ہم الیہود ۔ ان لوگون کیطرف سے جو یہود ہوے اور وہ یہودی ہین ۔ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ
[illegible] وہ طیبات جو اُنکے لیے حلال تھین ف یہ طیبات جنکو حرام فرمایا وہ سورۂ انعام کے قولہ وعلی الذین ہادوا حرمنا کل ذی ظفر الآیۃ
[illegible] واضح ہو کہ آیت کریمہ سے اتنا ضرور معلوم ہو گیا کہ یہود پر اللہ تعالے نے طیبات کو اُنکی طرف سے ظلم صادر ہونے کے سبب سے حرام کیا او
[illegible] واحدی نے لکھا کہ وجہ تحریم طیبات کی کس نبی کی زبان پر اور کیونکر اور کب ہوتی گئی تو اسمین مجھے کوئی قطعی بات نہین ملی اور
[illegible] نے اس قول کی تصدیق کی اور شیخ ابن کثیر نے فرمایا کہ یہ تحریم کبھی تو قدری ہوتی ہی اسکے یہ معنے کہ اللہ تعالے نے اجراء تقدیر انپر اسطرح
[illegible] نے کتاب توریت مین اسطرح تاویل و تحریف و تبدیل کی جس سے اشیاے حلال اُنپر حرام ہو گئین پس اللہ تعالے کے شکنجہ مین کھینچ
[illegible] اُنھون نے اپنے اوپر سختی کر کے بہت چیزین حرام کر لین ۔ اور کبھی شرعی بمعنے آنکہ اللہ تعالے نے توریت مین بہت وہ چیزین جو پہلے
[illegible] تھین سواے اُنکے جو یعقوب علیہ السلام نے اپنے اوپر حرام کر لی تھین حرام کر دین کما مر فی قولہ کل الطعام کان حلا لبنی اسرائیل الآیۃ ۔
[illegible] باوجود اسکے وہ لوگ افترا باندھے جاتے تھے کہ یہ چیزین کچھ ہمپر نہین بلکہ نوحؑ و ابراہیم سے حرام چلی آتی ہین چنانچہ اسکا بیان گزر چکا پھر ظلم
[illegible] کیا ار ۔ وَبِصَدِّهِمْ ۔ الناس عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۔ دینہ صدا ۔ كَثِيْرًا ۔ اور بسبب اُنکے روکنے کے لوگونکو سبیل اللہ یعنی
[illegible] دین سے بہت روکنا ف یہان یہودیونپر طیبات حرام ہونے کے سبب بیان فرمائے جنکا مرجع اُنھین یہودیونکے فسق و فجور ہین اول سبب
[illegible] نے ظلم بہت کیا دوم سبب یہ کہ اُنھون نے راہ حق سے لوگونکو خوب روکا سبب سوم قولہ تعالے وَّاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا
عَنْهُ ۔ اور یہود کے سود لینے سے حالانکہ اُس سے منع کیے گئے ف یعنی توریت مین اس سے منع کیے تھے اور سبب چہارم قولہ تعالے ۔ وَ
[illegible] اَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ۔ اور ناحق لوگونکے مال کھانے سے ف ناحق مال کھانے سے یہ مراد کہ معاملات کے فیصلہ کرنے مین
[illegible] لیکر ایسا حکم دیتے تھے جو توریت کے خلاف ہوتا ۔ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۔ اور رکھی ہے ان کافرون کے لیے
[illegible] عذاب الیم جہا کیا ہی ف پھر چونکہ یہود مین وہ بعض بھی تھے جو ایمان لائے مانند عبداللہ بن سلامؓ کے تو انکا استدراک فرمایا بقولہ لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ
[illegible] مِنْهُمْ ۔ لیکن وہ مستثنی ہین جو اُنمین سے راسخین فی العلم ہین ف جیسے عبداللہ بن سلام حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا عبداللہ بن سلام
[illegible] یہود مین سعید و اسید بن عبید جو کہ اسلام مین داخل ہوے اور محمد صلعم و قرآن کی تصدیق کی اُنکے حق مین یہ آیت نازل ہوئی بقولہ لکن
[illegible] فی العلم سے مراد یہ کہ علم نافع کے ساتھ دین مین اُنکا قدم ثابت ہی ۔ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۔ المهاجرون والانصار یعنے مومنون سے
[illegible] جو آنحضرت صلعم پر ایمان لائے بدون اسکے کہ اہل کتاب ز سابق ہون اور یہود کے راسخین فی العلم بھی اگرچہ مومنین تھے
[illegible] معروف تھے الحاصل جو لوگ یہود مین سے علم حق پر ثابت قدم ہین اور مومنین مہاجرین و انصار يُؤْمِنُوْنَ
[illegible] بِمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۔ یہ سب یقین مانتے ہین جو تجھپر اُترا اور جو تجھسے پہلے اُترا ۔ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ

Marfat.com

ایک جماعت کی قراءت میں والمقیمون الصلوٰۃ ہے پس ماقبل پر عطف ہے اور ایسا ہی مصحف ابن مسعود میں ہے [illegible]
یہی مصحف ابی بن کعب میں ہے اور ابن جریرؒ نے کہا کہ جمیع مصاحف الائمہ میں یوں ہی ہے اور جسنے اسکو کاتب کا سہو [illegible]
وصحیح ہی پھر اعراب نصب اسکا بنا بر آنکہ منصوب علی المدح ہے ای وامدح المقیمین الصلوٰۃ اور مدح کرتا ہوں ان لوگوں کی جو نماز ٹھیک [illegible]
الموفون بعہدہم اذا عاہدوا والصابرین فی الباساء الآیۃ میں آیا ہے اور یہ وجہ اعراب راجح ہے ابن جریرؒ نے کہا کلام عرب میں ایسا [illegible]
اختیار کیا کہ مراد اس سے ملائکہ ہیں اور ابن کثیرؒ نے اسکو منظور فیہ قرار دیا اور بعض نے کہا کہ انبیاء مراد ہیں یعنی ایمان لاتے ہیں [illegible]
انزل من قبلک انبیاء پر اور یہ وجہ ہے اور اخفش نے جو اسکو مستبعد جانا تو مبردؒ نے بتوجیہ وجیہ اسکو رد کردیا ہے اور جاننا چاہیے [illegible]
اُنسے جب المقیمین الصلوٰۃ وغیرہ کو پوچھا گیا تو جواب دیا کہ یہ کاتب کی غلطی ہے پوشیدہ نہیں کہ ابو عبیدہ وغیرہ نے ایسے آثار کو اخراج کیا [illegible]
مفسر جلالؒ نے مقدمۂ اتقان میں نقل کیا ہے ولیکن محفوظ ہونا ان آثار کا اگرچہ جسطرح منقول ہے بنظر ظاہر بدون جرح راوی ہو لیکن باعلت [illegible]
مقبول ہے اور ایسا ہی جو عثمانؓ سے مروی ہے کہ مصحف جب لکھکر اُنکے سامنے گیا تو کہا کہ میں اسمین کچھ لحن دیکھتا ہوں جسکو عرب اپنی زبانوں [illegible]
تب کہا گیا کہ آپ کیوں نہیں بنا دیتے ہیں تو کہا کہ چھوڑ دو اس سے کوئی حرام حلال یا حلال حرام نہیں ہوا جاتا ہے۔ یہ روایت بھی غیر مقبول ہے [illegible]
نے کہا کہ اسکی اسناد متصل نہیں ہے اور مفسرؒ نے متعدد طرق سے مقدمہ میں نقل کرکے جواب کیطرف اشارہ کیا کہ اسناد متصل ہے لیکن یہ طرق و روایات [illegible]
سے ہیں جنکا محفوظ و غیر معلول ہونا ثابت نہیں ہوا اور ابن الانباریؒ نے خوب کہا کہ یہ بات محال تھی کہ عثمانؓ اپنی نظر سے کوئی فاسد چیز مصحف میں دیکھتے
اور اُسکو غیر کے اصلاح کرنے پر چھوڑ دیتے اور علاوہ بریں قرآن تو رسول اللہ صلعم سے متواتر منقول ہے پس کیونکر ہو سکتا ہے کہ اسمین لحن ہو جبکہ حفاظ صحابہ [illegible] نے
مجتمع ہو کر جمع کیا اور انھیں سے لحن ہو تو دوسرے عرب کیا اصلاح کرینگے علاوہ بریں دقائق خط مصحف اور اسکی خوبیاں ہیں جیسا کہ مفسرؒ نے مقدمۂ اتقان میں لکھا
ہے صحابہؓ کو ایسا غلطی تھا پھر کیونکر یہ گمان روا ہوگا مترجم کہتا ہے کہ سب سے صحیح یہ بات ہے کہ قرآن مجید انسے متواتر منقول ہے اور یہ روایات آحاد شاذ منفرد ہیں تو بھلا [illegible]
کے مقابلہ میں کہیں ایسی روایت پر التفات ہو سکتا ہے نہیں معلوم کہ راوی نے کیا سنا اور کس موقع پر سنا اور کیا سمجھ لیا اور ہی روایت کردیا۔ اور زمخشریؒ
نے کشاف میں لکھا کہ جو کوئی یہ گمان کرے کہ مصحف کے خط میں لحن واقع ہوا اسکی بات قابل التفات نہیں ہے ہاں ایسے بعض لوگوں نے اسطرف التفات
کیا ہے جنھوں نے سیبویہ رحمہ اللہ کی کتاب پر کبھی نظر نہیں ڈالی اور نہ اُنکو زبان عرب اور اُنکی بول چال کے طریقوں سے آگاہی ہے اور نہ اُنکو نصب بمدح
و اختصاص کی خوبیاں جس سے کلام میں تفنن تمام حاصل ہوتا ہے کچھ خبر ہے حالانکہ یہ ایک باب وسیع ہے جسکو سیبویہ نے مثالوں و شواہد سے [illegible]
ذکر فرمایا ہے اور یہ بات اُسپر پوشیدہ رہی کہ اگلے طبقہ والے باوجودیکہ بلند ہمت تھے اور اسلام پر غیرت رکھتے تھے کیسے وہ کتاب اللہ عزوجل میں [illegible]
چھوڑ جاتے جسکو پیچھے نادان لوگ جنکو مذاق عرب میں اسقدر دستگاہ نہیں ہے بند کریں حالانکہ یہ لوگ تو کبھی زبان سے اپنے کو نہیں ملاتے ہیں [illegible]
اور یہ تقریر بہت عمدہ ہے اور بک بک کرنا فضول ہے مرد دیندار کو حق سے درگزر کرنا زہر سے بدتر ہے اور قول سیبویہ کو زجاج وغیرہ ائمہ نحو و تفسیر نے [illegible]
دیا ہے اور نماز کو قائم رکھنا اعلیٰ و اشرف و بہت قابل مدح ہے اور یہ ایک رکن قریب اصل اعتقاد ہے پس اللہ تعالیٰ نے ایک اعراب سے بتلا دیا کہ [illegible]
مدح کرتا ہوں جو نماز ٹھیک رکھتے ہیں۔ والمؤتون الزکوٰۃ۔ اور ایسے بندوں کی مدح ہے جو زکوٰۃ دیتے ہیں۔ والمؤمنون باللہ و
الیوم الآخر۔ اور اُن بندوں کی مدح فرمائی ہے جو اللہ تعالیٰ و روز قیامت پر ایمان لاتے ہیں۔ اولٰئک سنؤتیہم [illegible]
داور سیؤتیہم بالیاء حمزہؒ کی قراءت ہے۔ اجرا عظیما۔ ایسے بندوں کو ہم (اللہ تعالیٰ) ثواب عظیم عطا کرینگے ف وہ جنت ہے [illegible]
تین سے جنت ابھی ہے مگر مفسرؒ نے بنظر مقابلہ کہا کہ یہود کا فروں کو عذاب الیم سے وعید ہوئی جو دوزخ ہے پس [illegible]

Marfat.com

حقائق بیان تک پہونچتے ہیں قال فی العرائس قولہ لکن الراسخون فی العلم یعنے وہ لوگ جو مستقیم و ثابت رہتے ہیں اللہ تعالے کے خطاب
... معارضہ کرنے پاوین اور انکے اسرار باطنہ کو اضطراب ہو کیونکہ وہ الہام حقائق و وسوسہ شیطانی سے تمیز کرتے
... ملکی اور لدنی شیطانی مین فرق جانتے ہین بلکہ خطاب عقل و قلب و نفس و روح و ملک و سر باطن و شیطان ہر ایک کو نور خطاب الٰہی
... خطاب کا موقع پہچانتے ہین انکا علم لدنی ہے اور انکی زبان الہامی ہے اور قلب عرشی ہے اور روح ملکوتی ہے اور انکے اسرار باطنہ مین علوم مجموع
... باوجود اسکے ہر خطاب کو وہ لوگ قرآن و سنت کی ترازو پر تولنا جانتے ہین اور کلام اولیا سے پرکھ لیتے ہین اور بعض نے کہا کہ راسخین فی
... عالم بامر اللہ تعالے ہین جو ہر حال مین سنت رسول اللہ صلعم کے پیرو ہین اُس سے تجاوز نہین کرتے ہین اور بعض نے کہا کہ وہ لوگ
... جو علم کے حدود و شرائط پر ٹھہرے اور ثابت رہتے ہین اُسکے حدود سے کسی رخصت و تاویل کے ساتھ تجاوز نہین کرتے ہین اور بعض نے کہا جو بیان
حقائق بیان تک پہونچتے ہین۔

اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْ بَعْدِهٖ ۚ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ

ہمنے وحی بھیجی تیری طرف۔ جیسے وحی بھیجی نوح کو اور نبیون کو اُسکے بعد اور وحی بھیجی ابراہیم کو اور اسمعیل کو

وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِيْسٰى وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ ۚ وَاٰتَيْنَا

اور اسحق کو اور یعقوب کو اور اُسکی اولاد کو اور عیسے کو اور ایوب کو اور یونس کو اور ہارون کو اور سلیمان کو اور ہمنے دی

دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۚ وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ

داود کو زبور اور کتنے رسول جنکا احوال سنایا ہمنے تجکو آگے اور کتنے رسول جنکا احوال نہین سنایا

عَلَيْكَ ۭ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ۚ رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ

تجکو اور باتین کین اللہ نے موسے سے بول کر کتنے رسول خوشی اور ڈر سنانے والے تا نہ رہے

لِلنَّاسِ عَلَي اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا

لوگون کو اللہ پر الزام کی جگہ رسولون کے بعد اور اللہ زبردست ہے حکمت والا

محمد بن اسحاق نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ دو یہودی سکین اور عدی بن زید نے کہا کہ اے محمد ہم نہین جانتے کہ موسیٰ کے بعد اللہ تعالے نے کسی بشر پر کچھ اتارا ہو تو اسی بارہ مین اللہ تعالے نے نازل فرمایا۔ اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْ بَعْدِهٖ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ۔ یہ بھی تشبیہ ہے۔ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ۔ یعنے حضرت ابراہیم کے دونون بیٹے جنمین سے اسمعیل بڑے تھے وَيَعْقُوْبَ۔ یعنے اسحق کے بیٹے۔ وَالْاَسْبَاطِ۔ اولادہ۔ یعنے یعقوب کی اولاد کیونکہ اسرائیل یعنے یعقوب کی اولاد مین سبط و اسباط کا لفظ ایسا بولا گیا جیسے کہ اولاد اسمعیل مین قبیلہ و قبائل کا لفظ بولا جاتا ہے۔ وَعِيْسٰى وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ۔ ابا۔ یعنے سلیمانؑ کے باپ کو زَبُوْرًا۔ زبور بالفتح جمہور کی قراۃ ہے اور یہ نام اُس کتاب آسمانی کا ہے جو داودؑ کو ملی تھی اور اس مین ... و نصائح و ذکر و اذکار تھے اور عمل احکام و شرائع کا توریت ہی پر رہا پھر انجیل سے کچھ توریت منسوخ ہوئی ہے اور حمزہ کی قراۃ مین ... بالضم ہے یعنی ... مصدر ہے یعنے مفعول ہے مزبور ہے اور معنے اُسکے مکتوب ہین الحاصل اے محمد ہمنے تجھے وحی فرمائی جیسے ہمنے وحی فرمائی تھی نوح پر
... تعالے نے فرمایا جیسے ہمنے وحی فرمائی تھی ابراہیم پر اور انکے دونون بیٹے اسمعیل و اسحق پر اور اسحق کے بیٹے یعقوب پر اور یعقوب کی اولاد

Marfat.com

اسباط پر اور عیسیٰ و ایوب و یونس و ہارون و سلیمان پر اور ہمنے داؤد کو زبور عطا فرمائی ف ان انبیاء مین سے اکثر [illegible]
وحی آتی تھی بالخصوص داؤد علیہ السلام کو زبور وحی فرمائی جو معروف و مشہور ہے پھر یہود خبیث کیونکر انکار کرتے ہین کہ بعد موسیٰ [illegible]
حالانکہ ہر پیغمبر کو وحی ہوا کرتی ہے اور یہ سب رسول تھے جنکا نام بیان فرمایا۔ ورسلا۔ ای وارسلنا رسلا اور بھیجا ہمنے ایسے رسولون
**قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ** ۔ جنکا حال ہمنے تجھپر وحی مین [illegible]
کو جنکا حال تجھپر بیان نہین کیا ف واضح ہو کہ آیت کریمہ سے اتنا معلوم ہوا کہ جسقدر رسول کلام مجید مین مذکور ہین انکے سوائے اور بھی [illegible]
نے بھیجے لیکن انکی تعداد و نام وغیرہ معلوم ہونے مین کوئی نفع نہین جیسے معلوم ہونین سوائے ایک آگاہی کے کوئی اور فائدہ بھی نہین ہو لہذا اسواسطے
سوائے چند انبیاء کے جنکے بیان احوال مین جامع خوبیان درج ہین اور اسیقدر مین کفایت ہوگئی باقیونکو ذکر نہین فرمایا پس جنکو ذکر فرمایا وہ آدم و ادریس
نوح۔ ہود۔ صالح۔ ابراہیم۔ لوط۔ اسمٰعیل۔ اسحٰق۔ یعقوب۔ یوسف۔ شعیب۔ موسیٰ۔ ہارون۔ یونس۔ داؤد۔ سلیمن۔ الیسع۔ ذکریا۔ عیسیٰ۔ یحییٰ۔ اور اکثرون
کے نزدیک ذوالکفل۔ اور سب کے سردار محمد صلعم **کذا ذکرہ ابن کثیر** اور کہا گیا کہ ایوب و الیاس اور سورہ قصص مین سب کا ترجمہ انشاء اللہ تعالیٰ بیان ہو[گا]
پھر جنکو نہین ذکر کیا اسمین روایات ہین قال المفسر مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آٹھ ہزار نبی بھیجے جسمین سے چار ہزار تو بنی اسرائیل مین سے اور چار ہزار باقی
لوگون مین سے تھے یہ **جلال الدین محلی** رحمہ اللہ تعالیٰ نے سورہ غافر مین لکھا ہے **قال المترجم** اور **مفسر سیوطی** رح نے جوامع مین اسپر تفصیل کی ہے
وقد رواہ الحاکم وابو یعلی عن انس رض مرفوعا وضعفہ ابن کثیر ثم رواہ عن شیخہ الحافظ ابو عبد اللہ الذہبی باسنادہ الی انس بن مالک رض قال قال رسول اللہ صلعم فذکر
نحوہ وقال ہذا حدیث غریب من ہذا الوجہ واسنادہ لا باس برجالہ کلہم معروفون الا احمد بن طارق فانی لا اعرفہ بعدالۃ ولا جرح واللہ اعلم۔ یعنی **ابن کثیر** رح نے
اپنے **شیخ ذہبی** رح کی اسناد سے حدیث انس رضی اللہ عنہ روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے بنو اسرائیل مین چار ہزار انبیاء بھیجے اور باقی قومون مین چار ہزار بھیجے۔
اسکی اسناد مین سب لوگ مشہور ہین سوائے احمد بن طارق کے مین انکے بارہ مین کچھ واقف نہین ہون پھر ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث بروایت محمد بن الحسین
الآجری وارد کی کہ ابوذر رض نے کہا کہ مین مسجد مین گیا ناگاہ رسول اللہ صلعم تنہا بیٹھے تھے پس مین آپکے پاس بیٹھ گیا الی آخر الحدیث اور اسمین مذکور ہے کہ پھر مین نے پوچھا کہ
یا رسول اللہ انبیاء کتنے ہوئے ہین فرمایا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار۔ مین نے کہا اسمین سے رسول کتنے ہین فرمایا کہ تین سو تیرہ ایک جم غفیر ہین۔ مین نے کہا
کہ پہلا کون ہے فرمایا کہ آدم مین نے کہا وہ بھی نبی مرسل تھے۔ فرمایا کہ ہان اسکو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اسمین اپنی روح پھونکی اور برابر کیا
پھر فرمایا کہ ای ابوذر اسمین سے چار سریانی تھے آدم و شیث و خنوخ یعنے ادریس جسنے پہلے پہل قلم سے لکھا اور نوح اور چار عرب سے تھے ہود و شعیب
و صالح و تمہارا نبی صلعم اور فرمایا کہ ای ابوذر اول الانبیاء بنی اسرائیل مین موسیٰ اور آخری عیسیٰ تھا اور اول الرسل آدم اور آخری محمد صلعم ہے مین نے کہا یا
رسول اللہ کتنی کتابین اللہ تعالیٰ نے اتارین فرمایا کہ ایکسو چار پس شیث پر پچاس صحیفے اور خنوخ پر تیس اور ابراہیم پر دس اور موسیٰ پر قبل توریت کے
دس صحیفے اور توریت و انجیل و زبور و فرقان چار کتابین بھیجین مین نے کہا کہ یا رسول اللہ صحف ابراہیم مین کیا تھا فرمایا کہ یون کہ ای نمرود مسلط مبتلی
مغرور مین نے تجھے اسطرح نہین مبعوث کیا کہ تو دنیا کو بعض کو بعض پر جمع کرے بلکہ اسواسطے مبعوث کیا کہ مجھسے مظلوم کی دعا ہٹائے رکھے کیونکہ مین مظلوم کی
دعا اگرچہ کافر ہو واپس نہین کرتا ہون اور اسمین نصائح ہین کہ عاقل پر واجب ہے کہ اسکی چند ساعتین ہون ایک ساعت مین اپنے پروردگار سے مناجات
کرے اور ایک ساعت مین اپنے نفس سے حساب لے اور ایک ساعت مین اللہ تعالیٰ کی صنعت مین فکر کرے اور ایک ساعت مین اپنے کھانے پینے کی
حاجات کے واسطے فراغت کرلے اور عاقل پر واجب ہے مشغول نہو مگر تین کام کرے یا تو اپنی آخرت کا توشہ تیار کرے یا معاش [illegible]
اٹھاوے و عاقل پر واجب ہے کہ اپنے وقت کو نگاہ رکھے اپنے حال پر متوجہ رہے اپنی زبان کی حفاظت کرے اور جسنے اپنے کلام کو [illegible]

[illegible] فرمایا کہ سب عبرت تھے عجب اُس شخص سے جو اپنے مرنے کا یقین کرے پھر وہ
[illegible] ہنسنے پر آمادہ ہو کر رنج کرتا ہی عجب اُس سے جو دنیا اور اسکی لوٹ پوٹ کو دیکھتا ہی پھر اُسپر مطمئن ہوتا
[illegible] حساب کا یقین کرتا ہی پھر عمل نہین کرتا ہی میں نے کہا یا رسول اللہ جو آپ پر نازل ہوا اُسمین بھی کچھ ایسے نصائح
[illegible] موسیٰ پر اُترے تھے فرمایا ہان پڑھا اسکو قد افلح من تزکی وذکر اسم ربہ فصلی بل تؤثرون الحیوۃ الدنیا والآخرۃ خیر وابقی ان ہذا لفی الصحف
[illegible] میں نے کہا کہ یا رسول اللہ مجھے وصیت فرمائیے۔ فرمایا کہ میں تجھے اللہ تعالے سے تقوی کرنیکی وصیت کرتا ہون کہ یہ سب کام
[illegible] زیادہ کیجیے۔ فرمایا کہ تلاوت قرآن و یاد الٰہی کو لازم کر اسلیے کہ تیرے لیے آسمان میں ذکر اور زمین میں نور ہی میں نے کہا کہ اور زائد کیجیے فرمایا
[illegible] دلکو مارتی اور چہرہ کا نور کھوتی ہی میں نے کہا اور کچھ زائد کیجیے۔ فرمایا کہ جہاد کرنا لازم کرے کہ میری امت کی رہبانیت یہی ہی میں نے کہا
[illegible] فرمایا کہ خاموشی اختیار کر مگر نیک بات میں بول کیونکہ خاموشی شیطانکو بھگاتی ہی اور دینی کام پر مدد کرتی ہی میں نے کہا کچھ اور زائد کیجیے فرمایا کہ اپنے
[illegible] اور اپنے کو مت دیکھ اس سے سزاوار ہی کہ تو نعمت الٰہی کی تحقیر نہ کرے اور نہ بدکاوے۔ میں نے کہا کہ اور زائد کیجیے فرمایا کہ مسکینونکو دوست رکھ اور
[illegible] بیٹھا کر کہ یہ سزاوار ہی کہ تو نعمت الٰہی کو اُس سے نہ بدکاوے۔ میں نے کہا کہ اور زائد۔ فرمایا کہ اپنے قرابتیوں سے میل رکھ اگرچہ تجھے الگ کرین۔ میں نے کہا
[illegible] فرمایا کہ حق بات کہدے اگرچہ کڑوی لگے۔ میں نے کہا کہ اور زائد۔ فرمایا کہ اللہ تعالی کے معاملہ میں کسی کی ملامت سے مت ڈر [illegible]
[illegible] اور فرمایا کہ اے ابوذر نہین عقل مانند تدبیر کے اور نہین پرہیزگاری مثل باز رہنے کے اور نہین کوئی حسب مانند خوش خلقی کے کذا او رده ابن کثیر بطوله
[illegible] رواه ابو حاتم معلما بالصحة وغيره وتكلم فيه ابن الجوزي من اجل ابراهيم بن هاشم الراوي الذي تكلم فيه غير واحد من ائمة الجرح والتعديل وقد وقع عدد الانبياء زيادة من
[illegible] مقاتلة احمد وغيره وصححه ابن حبان والحاكم یعنے ابن کثیر نے جو روایت وارد کی اسمین ابن الجوزی نے بوجہ ابراہیم بن ہاشم راوی کے کلام کیا اور
روایت امام احمد میں تعداد انبیاء قریب ایک لاکھ مذکور ہی اسکو ابن حبان و حاکم نے صحیح کہا ہی۔ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوسٰى ۔ بلا واسطہ تَكْلِيمًا ۔ یعنے
اللہ تعالی نے کلام کیا موسیٰ سے بدون کسی واسطہ کے کلام کرنا اور معنے یہ کہ اللہ تعالی نے سننے کا حجاب اُٹھا دیا یہانتک کہ موسیٰ نے کلام باری
تعالی کو سنا اور یہ فضیلت خصوص موسیٰ کو حاصل ہوئی۔ اور مفسر نے بلا واسطہ کی قید زائد نہین لگائی بلکہ توضیح کر دی جو نفس کلام سے محاورہ جاننے والے
کو معلوم ہی اور وہ تاکید بقولہ تکلیما ہی کیونکہ اس سے یہ توہم جاتا رہا کہ شاید کہ تکلیم مجازا ہو چنانچہ فراء نے کہا کہ اہل عرب ہر بات کو جو پہنچ جاوے کسی طریق سے
کلام کہتے ہین جبتک کہ مصدر سے تاکید نہ لائی جاوے پھر جب مصدر سے تاکید ہو تو فقط حقیقی کلام مراد ہوگا اور نحاس نے فرمایا کہ نحویون نے اسپر اجماع
کیا ہی کہ جب فعل کو اسکے مصدر سے مؤکد کیا جاوے تو وہ مجازا نہوگا۔ یہانسے معتزلہ وغیرہ کا رد ہو گیا جو کہتے ہین کہ اللہ تعالی نے درخت وغیرہ کسی چیز میں کلام
پیدا کیا تھا اس سے موسیٰ نے سنا تھا اور بعض کم بختون نے اعراب میں تحریف کی کہ اسم اللہ کو نصب [illegible] کا فاعل قرار دیا یعنے موسیٰ نے
[illegible] حالانکہ اس صورت مین قراءۃ متواتر کی مخالفت لازم آتی ہی اور تکلیما کا کوئی فائدہ نہین رہتا ہی علاوہ برین یہ قطعا مردود ہی بدلیل قولہ تعالے
[illegible] کیونکہ اسمین خواہ مخواہ رب فاعل ہی اور کلمہ کی ضمیر منصوب راجع بموسیٰ ہی۔ اور واضح رہے کہ بنی اسرائیل نے تکلیم موسیٰ کی کیفیت وغیرہ
[illegible] قصے روایت کیے ہین جنکا ذکر کرنا بیفائدہ تطویل ہی۔ رُسُلًا مُّبَشِّرِينَ ۔ ہمنے یہ سول ایسے بھیجے کہ جو ایمان لاوے اسکو ثواب کی
[illegible] وَمُنْذِرِينَ اور جو کفر کرے اسکو عذاب سے ڈرانے والے ہین۔ لِئَلَّا يَكُونَ ای ارسلناہم لئلا یکون۔ لِلنَّاسِ ۔
[illegible] ہوتے بندونکے لیے۔ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ ۔ اللہ تعالے پر کوئی حجت ف یعنے گفتگو و عذر۔ اسواسطے حجت یعنے دلیل
[illegible] بھی نہین سکتا اور یہ عذر دفع کرنا بھی محض اللہ تعالے کا فضل ہی پس معنے یہ ہوے تا کہ بندونکو کوئی عذر کی مجال

بحضور باری تعالیٰ نہو۔ لِئَلّا ۔ اسواسطے کہ ۔ اَلرُّسُلِ ۔ انبیاء بعد انکے بھیجنے کے ۔۔۔ یعنی رسولون کے بھیجنے کے بعد
کافرونکو کوئی عذر نہو یا نہ بولین کہ سن کہ ای پروردگار کیون نہین تونے بھیجا کوئی رسول ہماری طرف کہ ہم تیری آیتونکی پیروی کرتے
کلام مجید مین دوسرے مقام پر ہے پس ہمنے رسول انکے عذر قطع کرنیکو بھیجدیے ۔ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ۔ ۔۔۔
مخلوق کی مصلحت کو خوب جانتا ہے ۔ فی العرائس قولہ انا اوحینا ۔ آنحضرت کے ذکر کے ساتھ دیگر انبیاء کو ذکر کرنا آنحضرت صلعم کے ۔۔۔
زیادہ قرب و محبت کی عبرت ہے قولہ کلم اللّٰہ موسیٰ تکلیما ۔ انبیاء کے درمیان مین سے موسیٰؑ کو خطاب خاص بلا واسطہ سے تخصیص کیا اور حضرت
مبادرت کی کہ دیدار کا سوال کر بیٹھے پس حقتعالےٰ نے انکو خطاب سنانے مین متوقف رکھا اور دیدار خالص سے ممنوع رکھا اور ہمارے نبی محمد مصطفیٰ
اسرار پر بار شوق اٹھایا اور انبساط مین آکر سوال دیدار نہ کیا تو انکو یہ کرامت عطا ہوئی کہ او تعالیٰ نے چشم سر اور چشم قلب سے بمشاہدہ
دیدار خاص سے مشرف فرمایا اور بلا واسطہ و بلا حجاب اپنا کلام سنایا چنانچہ فرمایا فاوحی الی عبدہ ما اوحی ما کذب الفواد ما رای الآیۃ
صحاح کی روایات اس مضمون کی شاہد ہین جو شیخ نے لکھا ہے اور اول آیت بلا تکلف مثبت مدعا ہے اور بعض محققین نے ذکر کیا کہ جمہور کے نزدیک
صلعم کو دیدار نصیب ہوا فافہم ۔ اور جب اللّٰہ تعالےٰ کسی نبی یا ولی کو اپنا کلام سنانا چاہتا ہے یعنے آکر ازل سے اُسکے مقدر مین ہوتا ہے تو اسکو
ایک قوت سننے کی دیتا ہے جس سے وہ سنتا ہے کما روی عنہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع الحدیث جو کہ گذر چکی ہے اور تعالےٰ نے اپنا
کلام سنایا وہان کچھ حروف و آواز کو دخل نہ تھا بلکہ حروف ازلی و آواز قدرت سے سنایا جو وسواس و انفاس کے سمجھ سے بالا ہے اور ولایت ازلی مین
رسم اجلی کو دخل نہین

لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ ؕ

لیکن اللّٰہ گواہی دیتا ہے اُسکی جو اُسنے تیری طرف نازل کیا اُسکو اللّٰہ نے اپنے علم کے ساتھ اتارا اور ملائکہ بھی گواہی دیتے ہین

وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝

اور کافی ہے اللّٰہ تعالےٰ گواہ ہونے کو

آنحضرت صلعم نے یہود سے اپنی نبوت کو پوچھا یعنے توریت مین میری بشارات کیونکر پاتے ہو ۔ پس اُنھون نے چھپایا اور ظاہر مین کہا کہ ہم نہین جانتے ہین تب نازل
ہوا کہ یہ کفار اگر انکار کرین تو تجھے کچھ پروا نہونا چاہیے ۔ لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ ۔ لیکن اللّٰہ تعالےٰ تیری نبوت کو ظاہر فرماتا ہے کیونکہ شہادت کے معنے
ظاہر کرنا امر خفی کا یا انکار کیے ہوئے کا پھر یہ شان نزول جو شیخ مفسرؒ نے ذکر کیا ہے اُسکو حافظ ابن کثیرؒ نے ابن عباسؓ سے بروایت محمد بن اسحاق ادا
کیا اور باوجود اسکے تفسیر مین کہا کہ چونکہ قولہ انا اوحینا الیک سے آخر تک متضمن اثبات نبوت آنحضرت صلعم اور صریح ان لوگون پر رد ہے جو اہل کتاب و مشرکین سے منکر تھے
تو فرمایا لکن اللّٰہ یشہد ۔ اور قریب اسکے بیضاویؒ نے کہا کہ یہ استدراک از مفہوم ماقبل ہے گویا بات یہ ہوئی کہ ہرگاہ انھون نے آسمان سے لکھی کتاب
نازل کرنیکے سوال مین تعنت کیا اور قولہ انا اوحینا الیک الآیۃ ۔ سے اُنپر حجت کیگئی کہ طریقہ وحی بر آنحضرت صلعم ویسا ہی ہے جیسا کہ نوح و دیگر انبیاء
علیہم السلام پر تھا تو فرمایا کہ یہ لوگ اپنی خباثت سے گواہی نہ دینگے ولیکن اللّٰہ تعالےٰ شاہد ہوتا ہے اور یہ لوگ انکار کرینگے ولیکن اللّٰہ تعالےٰ اسکو
ثابت فرماتا ہے ۔ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ ۔ من القرآن المعجز ۔ یعنے مبین و ظاہر فرمایا ہے تیری نبوت کو قرآن سے جو جن و انسانکو اپنے مثل فصاحت و ۔۔۔
غیب کو لانے سے عاجز کرنیوالا ہے پس مدعی کیطرف سے جب اعجاز ظاہر ہو تو وہ سچا ہے ۔ واضح ہو کہ دعوت حضرت محمد صلعم عام ۔۔۔
ہر دو جہت کر دیا کہ عارف زبان و دانا پر واضح و ظاہر ہے اور غیر زبان والون پر بسبب فنون بلاغت نجاننے کے خفی ہے اور ۔۔۔

135857

[illegible] سے الگ ہو قول شہور ہی کہ جوہر کو جوہری ہی جانتا ہی پس اسقدر اس اعجاز مین
[illegible] کرنا تو ظہور مین پردنگی موجب غضب بدانجامی ہتردد کیلیے ہوتا اور معلوم ہی کہ عرب سب جز اسلام و توحید
[illegible] اہل عرب مین سے باوجود اُنکی لڑائی و جنگ جدال عداوت بہتا تکے اُنکے فصیح و بلیغ معروف و مشہور شعرا و نثار ونسے
[illegible] مین بڑے بڑے کلمات تعریف کے متواتر مروی ہین اگرچہ ایمان تکے طور پر اُنھون نے نہین سراہا کیونکہ اسمین اُنکے عزتکی ذلت ہے مگر یہ کہنا
[illegible] نہین ور یہ کلام کسی جن کا ہی اور اسکے مقابلے مین قلم توڑ دیا یہ سب اُسکے معجز ہونے پر صریح دلیل ہین اور بہتیرے مسلمان ہوگئے اور
[illegible] فصاحۃ ہذا الکلام مین نے اس کلام کی فصاحت کو سجدہ کیا پس عاقل جانتا ہی کہ جن کی کیا مجال ہی جو ایسا کلام لائے اور
[illegible] کے کہنے والیکو سجدہ کرے۔ اور بعض متقدمین نے اسکی فصاحت و بلاغت مین کتابین لکھی ہین باین معنی کہ اسقدر کمالات اس
[illegible] اس سے بڑھکر مذاق پہونچتا ہی اور فصحاء عرب کے اقوال سب جمع کیے ہین پس اسن مانہین جو بعضے کافر و مشرک اس سے تردد ظاہر کرتے
[illegible] اُنکی باتو نسے شک مین پڑتے ہین اسکا منشا حماقت و جہالت ہی زبردست فصحاے عرب جنکی نظم و نثر موتیون تولی جاتی تھی وہ موجود ہی
[illegible] اسکے مقابلے مین اپنا کان پکڑا اور سوائے تعریف و تحسین کے مجال نہوئی تو اس زمانہ کے بیوقوف جاہل بے تمیز ونکو کیا مجال ہی اور ظاہر ہی کہ عرب والے
[illegible] تھے اگر کچھ بھی گنجایش پاتے یا کوئی بات بدکی ہوتی تو شیطان کی طرح زمانہ مین شہور ہوجاتے اور اگر مسلمان نقل نکرتے تو یہود و نصاریٰ کا کسنے
[illegible] سوائے یہود کے اہل عرب مین زمانہ کفر مین بھی دیانت باین معنی موجود تھی کہ معاملات مین سچائی کا برتاؤ رکھتے تھے اگرچہ خونریز اور جنگجو تھے سو یہان
[illegible] یہودیونکی بھی زبان بند تھی یہ نہین کہتے تھے کہ بشر کا کلام ہی بلکہ کہتے تھے کہ جبرئیل نے وحی لانے مین عداوت کرکے بنی اسرائیل کو چھوڑا اور عرب کے ایک شخص
[illegible] اس حماقت کو دیکھو اسکا رد ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ تیری صدق رسالت کی گواہی دیتا ہی بذریعہ اس قرآن کے کہ جو تجپر نازل فرمایا ہی۔ اَنۡزَلَهٗ
بِعِلۡمِهٖ ۔ حوالیکہ اللہ تعالیٰ نے اُتارا اس کلام کو اپنی آگاہی سے ف یعنے درحالیکہ و تعالیٰ اسکا عالم ہی تو سزاوار نبوت و وحی ہی یا یہ مراد ہی کہ اپنے علوم
[illegible] نازل کیا یعنے اسمین اسکا علم موجود ہی پس معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ شاہد ہی کہ اُسنے یہ کلام معجز ارسال فرمایا مع علوم و اخبار غیب کے جسکے مثل کوئی نہین
[illegible] وَالۡمَلٰٓئِكَةُ يَشۡهَدُوۡنَ ۔ لک ایضا۔ یعنے ملائکہ بھی تیرے صدق نبوت و رسالت کی گواہی دیتے ہین ف فقط جبرئیل علیہ السلام نہین
[illegible] اسرافیل وغیرہ سب گواہ ہین قال البیضاوی اسمین تنبیہ ہی کہ یہ لوگ کافر جو چاہتے ہین کہ بے تامل و غور کے تیری نبوت کا صحیح ہونا جان
[illegible] آسمان سے لکھی لکھائی کتاب اُتار لانیکو آنکھون کے سامنے مانگتے ہین تو اُسکے واسطے نور و صفائے تام چاہیے اور یہ فقط فرشتون کو حاصل ہی آدمی کو تیار
[illegible] نہین ہوتا پس اگر نظر صحیح سے غور کرین جیسے کہ انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح الآیات سے ارشاد کیا تو فوراً جان لین قال المترجم اس تنبیہ
[illegible] سوائے تنت و عناد و الونکے اور ونکی طرف عاید ہی۔ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيۡدًا ۔ علی ذلک یعنے اللہ تعالیٰ کا شاہد ہونا اسپر کافی ہی
[illegible] الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا وَصَدُّوۡا عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ قَدۡ ضَلُّوۡا ضَلٰلًاۢ بَعِيۡدًا ۝ اِنَّ الَّذِيۡنَ
[illegible] اور اُنکے اللہ کی راہ سے وہ دور پڑے ہین بھول کر جو لوگ
[illegible] وَظَلَمُوۡا لَمۡ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغۡفِرَ لَهُمۡ وَلَا لِيَهۡدِيَهُمۡ طَرِيۡقًا ۝ اِلَّا طَرِيۡقَ جَهَنَّمَ
[illegible] ہرگز اللہ بخشنے والا نہین اُنکو اور نہ اُنکو ملاوے راہ مگر راہ دوزخ کی
[illegible] فِيۡهَاۤ اَبَدًا ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيۡرًا ۝ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدۡ جَآءَكُمُ
[illegible] اللہ پر آسان ہی لوگو تم پاس

الرَّسُولُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

رسول آچکا ٹھیک بات لیکر تمھارے رب کی سو مانو کہ بھلا ہو تمھارا اور اگر نہ مانوگے

وَالْاَرْضِ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا

اور زمین میں اور اللہ سب خبر رکھتا ہی حکمت والا

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۔ جنھون نے کفر کیا اللہ تعالے کے ساتھ ف بایںطور کہ رسول برحق نے جسطرح ایمان لانیکو کہا اسکو [illegible]
نہ مانا کیونکہ انکار رسول عین کفر باللہ تعالے ہی اور باوجود اس کفر کے ۔ وَصَدُّوْا ۔ الناس ۔ اور روکا لوگونکو عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۔ [illegible]
ف یعنے دین اسلام مین داخل ہونیسے بایںطور روکا انھون نے صفت محمد صلعم کی جو توریت مین موصوف اور اسپر عہد لیا گیا تھا [illegible] الذين [illegible]
لیس الذین سے یہود مراد ہین حاصل آنکہ جنھون نے گمراہی اختیار کی اور لوگونکو گمراہ کیا ۔ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًا بَعِيْدًا ۔ تو یہ لوگ بہت دور کی گمراہی
مین بھٹکے ہین ف پس ضلال تو گمراہی تھی اور اضلال سے اشد گمراہی مین بعید از حق ہوگئے پس ضلال و ظلم دونون جمع کیے جنکا عذاب بیان فرمایا ۔
اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا جنھون نے کفر کیا اللہ تعالے سے ۔ وَظَلَمُوْا ۔ اور ظلم کیا ف اللہ تعالے کے نبی صلعم کیساتھ بایںطور کہ اسکی صفت چھپائی
یا لوگونکو روکا کہ انکو سچی صفت کے سوائے تحریف کرکے بتلائی اور ایمان سے محروم کیا اور جاہل یہودیونسے کہا کہ نبوت اولاد ہارون و داؤد سے باہر نہوگی تو ایسے
لوگونکا عذاب یہ کہ ۔ لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا ۔ تو اللہ تعالی کی شان نہین کہ انکو بخشے اور نہ انکو
کسی کی اہلی ہدایت دے ف تو ہمیشہ بدکردار رہینگے اور کوئی راہ نہین دیے جاوینگے ۔ اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ ۔ سوائے راہ جہنم کے ف یعنے انکے لیے کوئی
راہ نہین سوائے ایسی راہ کے جو انجام کار جہنم مین پہونچادے اور وہ یہی طریقہ جسپر موجود تھے پس معنے یہ کہ جبتک اسپر جمینگے تبتک اللہ تعالی نہین بخشیگا بلکہ
جہنم مین پہونچا دیگا خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ مقدرین الخلود فیہا اذا دخلوہا ۔ اس تقدیر سے کہ جب داخل ہونگے تو انکے لیے اسمین رہنا ہمیشہ مقدر ہوگا اَبَدًا ۔
تاکید خلود ہی اور تصریح ہی کہ خلود کے معنی یہان مدت دراز تک رہنے کے نہین بلکہ ہمیشہ پڑے رہنے کے ہین اور بعض نے کہا کہ الا طریق جہنم استثناء منقطع ہی یعنے لیکن
جہنم کا راستہ انکو دیگا ۔ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۔ اور یہ سب اللہ تعالے پر آسان ہی ف یعنے اللہ تعالی کے نزدیک یہ کچھ چیز نہین ہی وہ
جو چاہے کرے ۔ پس کوئی عاقل اسکو روا نہین رکھیگا کہ موت پر اسکو یقین ہو پھر ایک ایسے شخص کی پیروی نہ کرے جو عقلاً و نقلاً راہ نیک بتاتا ہی اور
اپنے نفس بد اخلاق کی پیروی کرکے دائمی عذاب مین گرفتار ہو لہذا ارشاد کیا کہ ۔ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ ۔ ای اہل مکہ گویا یہود کو قابل خطاب نہ جانکے تعریض فرمائی
اور مشرکین مکہ کو خطاب کیا مگر بلفظ عام جو مشرکین مکہ و یہود و نصاریٰ وغیرہ سب خلق کو شامل ہی اور ابن عباس سے مروی ہی کہ یا ایہا الناس قرآن مین
اہل مکہ کو خطاب ہی کہ ۔ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۔ آچکا تمھارے پاس یہ رسول مکرم تمھارے رب
کیطرف سے حق کے ساتھ ف یعنے جو کچھ وہ لایا سب حق ہی اللہ کیطرف سے ۔ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ۔ ای فآمنوا بہ واقصدوا خیرا لکم پس ایمان لاؤ تم
اور قصد کرو خیر اپنے واسطے ف کذا قال الخلیل و سیبویہ یا فآمنوا یکن خیرا لکم ۔ ایمان لاؤ تمھارے لیے بہتر ہوگا یعنے بہتر ہوگا اس [illegible]
جسمین تم پڑے ہو کیونکہ تم اپنے گمان مین اسکو بہتر سمجھو مگر وہ سراسر بدتر ہی پھر تمھارے گمان سے بھی تمھارا ایمان لانا بہتر ہی ۔ وَاِنْ تَكْفُرُوْا
اور اگر اس سے کفر کروگے ف تو اللہ تعالے بے پروا غنی ہی تو اپنی عاقبت خراب کروگے اور کسی کا کچھ نہین بگاڑوگے ۔ فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔ کیونکہ جو کچھ آسمانون مین ہی اور جو کچھ زمین مین ہی سب اللہ تعالے ہی کا ہی [illegible]
اسکے غلام بندے و باندیان ہین پس تمھارا کفر کرنا اسکی سلطنت کو کچھ مضر نہین ہی وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا [illegible]

[illegible] اُن رکھی اور جاری کی ہو وہ حکمت سے ہو پس ہدایت کے قابل کو ہدایت دیتا ہو اور گمراہی [illegible] نصرانیون کی مذمت کے ساتھ عام نصیحت فرمائی تاکہ سب گمراہون پر حجت پوری ہو۔

[illegible] لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ط اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ

[illegible] مت مبالغہ کرو اپنے دین کی بات مین اور مت بولو اللہ کے حق مین مگر بات تحقیق مسیح جو ہے عیسے بیٹا

[illegible] رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰهَآ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ

[illegible] رسول ہو اللہ کا اور اسکا کلام جو ڈال دیا مریم کی طرف اور روح ہو اُسکے ہان کی سو مانو اللہ کو اور اُسکے رسولونکو

وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ط اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ط اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ط سُبْحٰنَهٗٓ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ

[illegible] مت بولو اسکو تین یہ بات چھوڑو کہ بھلا ہو تمھارا اللہ جو ہی سو ایک معبود ہی اس لائق نہین کہ اُسکے اولاد ہو

لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ط وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ع

اُسی کا ہی جو کچھ آسمان و زمین مین ہی اور اللہ بس ہی کام بنانے والا

يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ۔ ای اہل کتاب ف اے اہل انجیل لَا تَغْلُوْا۔ ای لا تجاوزوا الحد فِيْ دِيْنِكُمْ مت تجاوز کرو حد سے اپنے دین مین ف پس یہود خبیث تو عیسیٰ کو مع اُنکی والدہ کے بہتان قبیح سے یاد کرتے تھے یہ غلو قبیح تھا جیسے خوارج دربارہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے قبیح کلام کہتے ہین ساور یہودی عزیر کو خدا کا بیٹا بتاتے۔ تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا۔ اور نصاریٰ کو بڑھ چلنے مین غلو تھا کہ حضرت عیسیٰ و مریم بندگان خدا کی نسبت ایسی باتین کہتے ہین جس سے روئین کھڑے ہوتے ہین۔ جیسے روافض دربارہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے طرح طرح کے خیالات لگاتے ہین۔ اور [illegible] راہ مستقیم مانند الصراط کے بہت دقیق اور بال کی راہ باریک ہی اسمین افراط و تفریط دونون سے گمراہی مین پڑ جاتا ہی چنانچہ انس بن مالک رض سے روایت ہی کہ آنحضرت صلعم کو ایک شخص نے کہا کہ اے ہمارے سید اور ہمارے سید کے بیٹے تو حضرت صلعم نے فرمایا کہ اے لوگو بات سمجھ کے کہو اور شیطان تمکو نہ بہکا دے مین محمد بن عبد اللہ [illegible] اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اسکا رسول ہون قسم ہی اللہ تعالیٰ کی کہ مجھے پسند نہین ہی کہ جس منزلت و درجہ پر مجھے اللہ تعالیٰ نے رکھا ہی تم اس سے مجکو بڑھاؤ۔ رواہ احمد اور ابن جریر نے عمر بن الخطاب سے روایت کی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ تم میرے حق مین اترا کر نہ بڑھ چلیو جیسے نصاریٰ نے عیسیٰ کو بڑھایا مین بندہ ہون مجھے اللہ تعالیٰ کا بندہ و رسول اللہ کہیو۔ رواہ احمد و البخاری اور روایت صحیح سے ثابت ہی کہ قریب حضور وفات کے اس بارہ مین بہت تاکید فرمائی حتی کہ فرمایا اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے کہ انھون نے اپنے انبیاء کی قبرونکو مساجد بنا لیا۔ ھ۔ اور فرمایا کہ تم لوگ [illegible] جہان ہو کہ تمہارا درود و سلام مجھے پہونچایا جائیگا تم چاہو جہان ہو۔ ھ۔ اور نصاریٰ نے یہانتک کہ [illegible] الوہیت پر کہنے لگے بلکہ یہود کا بھی یہی حال عزیر کے حق مین ہوا بلکہ دونون فریق نے اپنے اپنے عالمون و درویشون کی نسبت معصوم ہونیکا دعوی کیا جو کچھ حق و باطل انھون نے کہا اس کو [illegible] کما قال اللہ تعالیٰ اتخذوا احبارہم ورہبانہم اربابا من دون اللہ الآیۃ۔ حالانکہ اگر اللہ تعالیٰ کے بندے تھے اسکو معبود جانتے تھے [illegible] کی طرف زیادتی کیطرف اسواسطے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ۔ اور اللہ تعالیٰ پر سوائے حق کے [illegible] عز و جل پاک ہی ہر طرح کی شرکت و شریک سے اور کوئی اسکا فرزند نہین ہی نہ لڑکا نہ لڑکی نہ جورو وہ ہر عیب سے پاک ہی یہ چیزین اسکی [illegible] یہ لوگ عجیب بیوقوف ہین اللہ تعالیٰ سے ہم مسلمان دعا کرتے ہین کہ ہمارے دلونکو ہدایت پر رکھے۔ لوگو عبرت سے دیکھو کہ یہ [illegible] ہین ایسے بیوقوف ہین سچا یقین رکھو کہ ہدایت اللہ تعالیٰ کیطرف سے ہی تم شریک و فرزند کے نام سے تعجب کرتے ہو

اور نصرانی اسی پیچھے ہوئے اعتقاد رکھتے ہین اللہ تعالیٰ انکو رد کرتا ہے کہ ۔ اِنَّمَا الۡمَسِيۡحُ عِيۡسَى ابۡنُ مَرۡيَمَ [illegible]
تھا اللہ تعالیٰ کا ایلچی ف یعنے اللہ تعالیٰ نے اُسکو یہ بزرگی دی تھی کہ اپنا رسول کیا تھا اور نصاری کو وہم پس [illegible]
فرمایا ۔ كَلِمَتُهٗ اَلۡقٰهَاۤ اِلٰى مَرۡيَمَ ۔ اُسکا کلمہ کہ اسکو مریم کی طرف پہونچا دیا ۔ وَرُوۡحٌ مِّنۡهُ ۔ ای [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]
وصدار بندہ تھا ف حاصل [illegible] تو فقط اللہ تعالیٰ کے بندونین سے ایک بندہ اور مخلوقات مین سے ایک مخلوق تھا [illegible]
کہ [illegible] منہ یعنے روح من اللہ تو مفسر نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کیطرف اُسکی اضافت ہونا اُسکا فخر ہے سو جسکو اللہ تعالیٰ فرماوے کہ میرا بندہ ہے [illegible]
درحقیقت سب [illegible] کا ہے اور یہ نہین ہے کہ جیسا تم نصرانیون نے گمان کیا کہ وہ اللہ کا بیٹا یا اللہ کا ساتھی شریک یا تین مین سے ایک ہے کیونکہ [illegible] مرکب ہے [illegible]
پس وہ ضرور ہین اجزا سے بنا ہے ان اجزا کا محتاج ہے کیونکہ جبتک مرکب کے اجزا نہ ہوں تبتک مرکب نہ دارد ہے اور اللہ حق بھلا کسی چیز کا محتاج ہوتا ہے یا کبھی معدوم ہوتا [illegible]
اور جو الٰہ معبود ہو وہ ترکیب دیے جانیسے پاک ہے اور قتادہؒ وغیرہ سے روایت ہے قولہ کلمتہ القاہا الی مریم ۔ بمانند قولہ قال لہ کن فیکون ہے اور اضافت جیسے قولہ ہذہ
ناقۃ اللہ وغیرہ مین ہے قال المترجم اضافت کی توجیہ بے فائدہ ہے کیونکہ سیاق آیت کریمہ اسیواسطے ہے کہ عیسیٰ بندۂ خدا اور رسول اللہ تھا اور جو نصاری تین
قول کفر کے کہتے ہین کہ بیٹا یا ساتھی یا تین مین سے ایک تھا سب غلط و کفر ہے پس یہود و نصاری مین سے کوئی بھی اللہ تعالیٰ پر ایمان نہین لایا لہذا فرمایا ۔
فَاٰمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَلَا تَقُوۡلُوۡا ثَلٰثَةٌ ؕ پس تم ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ پر اور اُسکے رسولونکو مانو اور تین مت کہو ف یعنے جب تم نجات [illegible]
نجات چاہتے ہو تو ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ و اُسکے رسولون پر اور مت کہو ثلثہ ۔ ای لا تقولوا الالہۃ ثلثۃ اللہ و عیسیٰ و امہ یعنی مت کہو کہ تین الٰہ ہین ایک اللہ اور دوسرا
عیسیٰ اور تیسری اُسکی ماں پس جو لوگ بیٹا کہتے تھے وہ تو بندہ مخلوق ثابت ہونے سے رد ہوا پھر جب تین الٰہ کہنے والونکا رد ہوا تو جو فقط شریک کہتے تھے
وہ بھی رد ہوئے پس حق یہ ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰؑ بندے اللہ تعالیٰ کے اور رسول برحق اور اللہ تعالیٰ کے یہاں آبرودار بندہ ہین اور واضح ہو کہ قولہ رسلہ
مین اشارہ ہے کہ سب رسولون پر ایمان لاؤ اور اگر عیسیٰؑ کو فقط بندہ و رسول مان لیا تو بھی ایمان صحیح نہوگا بلکہ ایمان لاؤ کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہے ہر شرک و فرزند
وغیرہ عیب سے پاک و منزہ ہے اور عیسیٰ اُسکا بندہ و رسول برحق تھا اور اللہ تعالیٰ کے سب رسول برحق ہین اور محمد صلعم اللہ تعالیٰ کا بندہ و رسول برحق ہے و قرآن برحق
ہے یعنے ایمان کی سب باتون پر اعتقاد کرو ۔ اور تثلیث و شرک کے قائل مت ہو ۔ اِنۡتَهُوۡا ۔ عن ذلک آتوا خَيۡرًا لَّـكُمۡ ۔ منہ وہو التوحید ۔ باز رہو اس شرک و
تثلیث سے اور لاؤ اُس سے بہتر کو اپنے واسطے ف اور وہ توحید ہے یعنے توحید بجا لاؤ ۔ اِنَّمَا اللّٰهُ ۔ مبتدا ۔ اِلٰـهٌ ۔ خبر ۔ وَّاحِدٌ ۔ تاکیدی صفت ہے یعنے
اللہ تو وہی الوہیت والا اکیلا ہے ۔ سُبۡحٰنَهٗۤ ۔ تنزیہا لہ عن ۔ اَنۡ يَّكُوۡنَ لَهٗ وَلَدٌ ۔ تنزیہ ہے اللہ تعالیٰ کیواسطے اس بات سے کہ اُسکے واسطے فرزند
ہووے ف جاننا چاہیے کہ نصاری کے اقوال حضرت عیسیٰؑ کے بارہ مین بہت مختلف و بے انتظام اور نہایت حماقت آمیز ہین چنانچہ ابن کثیرؒ نے ذکر کیا کہ اس آیت
مین تین الٰہ کا قول مذکور ہے اور ایسے ہی آخر سورۂ مائدہ مین بقولہ واذ قال اللہ یا عیسیٰ بن مریم أانت قلت للناس اتخذونی و امی الہین الآیہ ۔ یعنے جب عیسیٰؑ سے
اللہ تعالیٰ فرماویگا کہ اے عیسیٰ کیا تو نے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے مجھے اور میری ماں کو دو الٰہ بنالو ۔ یہ نسطوریہ فرقہ ہے اور اول سورہ مین کہا و لقد کفر
الذین قالوا ان اللہ ہو المسیح بن مریم الآیہ ۔ واللہ کافر ہوگئے وہ لوگ جنہون نے کہا کہ اللہ وہی مسیح بن مریم ہے ۔ قال ابن کثیرؒ [illegible] نصاری [illegible]
اس رجہ [illegible] کرنا اُنکا کوئی ضابطہ ہے اور نہ کفر کی حد ہے اُنکے فرقے بہت ہین و مختلف رائین پریشان اقوال ہین و بعض متکلمین نے خوب کہا کہ [illegible]
ہے کہ اگر دس نصرانی جمع ہون تو گیارہ قول متفرق ہونگے اور سائیدین تیرک جو اُنکے علما مین سے ایک مشہور شخص تھا اور [illegible] کے حدود مین [illegible]
آیا تھا لکھتا ہے کہ نصاری زمانہ شاہ قسطنطین کے عہد مین جمع ہوئے اور دو ہزار اسقف سے زیادہ تھے مگر [illegible]
لگے مگر ایک قول پر تین سو اٹھارہ نفر مجتمع ہوئے تو اسی کو بادشاہ نے تقویت دیکر جو اس فرقے نے بیان کیا اُسکے اقوال جمع کرکے [illegible]

…… نسطوریہ پیدا ہوا اور انہین سے ہر فرقہ مسیح مین تین اقنوم کا قائل ہے اور اُسکی کیفیت مین باہم
…… جھگڑتے ہین کہ انمین اتحاد ہے یا نہین ہے یا امتزاج ہے یا حلول ہے اور انہین سے ہر ایک فرقہ دوسرے فرقے کو کافر سمجھتا
…… ان سب فرقون کو بد اعتقادی کی وجہ سے کافر جانتے ہین سوائے اسکے جو یہ اعتقاد کرے کہ عیسیٰ بن مریم بندہ اللہ کا اور رسول اللہ تھا
**قال المترجم** …… اہل اسلام نے کتاب اللہ کی پیروی اور اُسکے احکام پر اعتقاد توحید رکھنے مین سستی شروع کی اور جو حدیث صحیح مین آیا ہے کہ اس امت والے
…… قدم بقدم چلینگے اسکے آثار نظر آئے۔ اللھم اید الاسلام بالاید المتین اللھم لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ واجعل لنا من لدنک
…… وصل علی عبدک ورسولک محمد وآلہ واصحابہ وعلی جمیع الانبیاء والمرسلین۔ بالجملہ اللہ تعالیٰ نے بتاکید شدید فرمایا کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لا شریک ہے
…… اسکے فرزند ہو پھر برہان واضح بیان فرمائی۔ **لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ** اللہ تعالیٰ ہی کا ہے جو کچھ آسمانون مین ہے اور
…… یعنے سب اسکے باندی غلام اور مخلوق اور ملک ہین تو عیسیٰ والکی ماں بھی منجملہ تمام مخلوقات کے ملک ہوے اور جو چیز ملک ہو وہ کیونکر بیٹا ہوگی اسلیے
…… منافات ہے بیٹا تو باپ کی قسم سے ہوتا ہے پس ثابت ہوا کہ محض کفر و بہتان و غلط ہے جو عیسیٰ کی نسبت ایسا کہے۔ **وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا** اور بس ہے اللہ تعالیٰ
…… ماحصل **ما قال البیضاوی** اسمین تنبیہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی نسبت کیسے جھوٹے منھ سے بیٹے کا حرف کہتے ہین وہ حی قیوم ہے تمام مخلوقات جسکی
…… کے حیطۂ امکان سے خارج اور تمام دنیا بلکہ زمین و آسمان ایک ذرہ سے کم ہے اُسکی جناب عظمت مین حرف کُن سے انتظام پائی بلکہ حرف کُن بھی سمجھانیکو کہا گیا اسکی بھی
درحقیقت کچھ ہستی نہین پس اسکے فرزند وغیرہ کیسا تعالیٰ اللہ عن ذلک علوا کبیرا —

لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ۭ وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ

مسیح ہرگز برا نہ مانے اس سے کہ بندہ ہو اللہ کا اور نہ فرشتے نزدیک والے اور جو کوئی کنیاوے اللہ کی بندگی سے

وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ۝ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

اور تکبر کرے سو وہ جمع کرے ان سب کو اپنے پاس اکٹھا پھر جو ایمان لائے ہین اور عمل کیے نیک

فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا

اُنکو پورا دے گا انکا ثواب اور بڑھتی دے گا اپنے فضل سے اور جو کنیائے

وَاسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ڏ وَّلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

اور تکبر کیا سو اُنکو مار یگا دکھ کی مار اور نہ پاوین گے اپنے واسطے اللہ کے سوائے

وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاۗءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ

کوئی حمایتی نہ مددگار لوگو تم پاس پہونچ چکی تمھارے رب کی طرف سے سند

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ۝ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ

اور اتاری ہمنے تم پر روشنی واضح سو جو یقین لائے اللہ پر اور اسکو مضبوط پکڑا تو اُنکو داخل کریگا

فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ ۙ وَّيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝

اپنی مہر مین اور فضل مین اور پہونچادیگا اپنی طرف سے سیدھی راہ

**یستنکف** …… نہین تکبر کر سکتا و ناگوار نہین سمجھ سکتا کبھی۔ **المسیح**۔ الذی زعمتم انہ الہ۔ مسیح بن مریم جسکو

Marfat.com

تنے زعم کیا کہ وہ معبود ہے۔ اَنْ یَّکُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰہِ ۔ اس امر سے کہ ہووے بندہ اللہ تعالےٰ کا [illegible]
کا بندہ ہو سبحان اللہ تعالےٰ اسکا بندہ ہونا مین فخر ہے جسکو نصیب ہووے جہان سے بزرگ ہے عالم وغیرہ مین [illegible]
عیب لگاتے ہین کہ انکو بندہ کہتے ہین اور آپ نے فرمایا کہ مسیح کے حق مین یہ عار نہین کہ اللہ تعالیٰ کا بندہ و رسول ہو [illegible]
کا تعلق ماوپر سے ظاہر ہے کہ جمیع جو کچھ آسمان و زمین مین ہے سب اللہ عزوجل کے بندے و مخلوق و مملوک ہین پھر فرمایا [illegible]
ہو کر استنکاف مین اشارہ ہے کہ مسیح بندہ صالح و رسول برگزیدہ ہے اُس سے یہ ہرگز صادر نہین ہوگا اسیواسطے یون فرمایا [illegible]
ان یستنکف پس مسیح سے خود اقرار بطور فخر ثابت ہے کہ ۔ اِنّی عبد اللہ آتانی الکتاب وجعلنی نبیا الآیہ ۔ مین اللہ تعالےٰ کا بندہ ہون [illegible]
پس چھوٹونکے رد کو اسیقدر کافی ہے اور اسپر عطف کر کے زائد کیا ۔ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ۔ مندا اللہ لا یستنکفون ان یکونوا [illegible]
یعنے جو ملائکہ کہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک مقرب ہین نہین استنکاف کرینگے اس امر سے کہ وے اوتعالیٰ کے بندے ہون ف یہ زائد کلام [illegible]
استطراد ہے جو اسواسطے مذکور ہوا کہ ایسے لوگو بیرد ہو جو ملائکہ کو معبود یا اللہ تعالےٰ کی بیٹیان گمان کرتے ہین جیسے پہلے کلام سے نصاریٰ [illegible]
پس مقصود تو خطاب نصاریٰ کا رد ہے اور اس حسن استطراد سے مشرکین مذکور کا رد نکل آیا مترجم کہتا ہے کہ مفسرین نے اس کلام سے زمخشری وغیرہ [illegible]
[illegible] اس امر پر استدلال کرتے تھے کہ ملائکہ افضل ہین انبیاء سے اور دلیل یہ لاتے کہ معطوف علیہ کا درجہ معطوف سے افضل ہوتا ہے ورنہ ملائکہ کے عدم استنکاف [illegible]
عدم استنکاف لازم نہ آویگا پس معنی یہ ہین کہ اللہ تعالےٰ کا بندہ ہونیسے مسیح استنکاف نہین کریگا اور نہ ملائکہ مقربین جو اُس سے افضل ہین اور طیبی رحمہ اللہ نے کہا کہ
گر یہی بات ہوتی جو معتزلہ نے بیان کی تو آیت جبھی نصاریٰ پر حجت ہو سکتی تھی کہ جب وہ مان لیتے کہ ملائکہ افضل از عیسیٰ ہین وربدون اسکے حجت نہوگی حالانکہ نصاریٰ [illegible]
[illegible] حال ہے کہ انھون نے عیسیٰ کو درجہ الوہیت تک پہونچایا ملائکہ کا کیا ذکر ہے پس یہ عطف از باب ترقی نہین ہے بلکہ استطراد و تتمیم ردہے اور ابن کثیر [illegible] استنکاف
انکار کرنا اور ملائکہ کو بہ نسبت عیسیٰ کے انکار کے زیادہ قدرت ہے پس زیادہ قادر ہونیسے انکا افضل ہونا لازم نہین آتا ہے قال المترجم یہ جواب جبار [illegible]
[illegible] از باب ترقی ہے ولیکن ترقی قدرت استنکاف مین زیادتی کی ہے نہ افضلیت مین اور بقاعی نے بر تقدیر تسلیم ترقی کہا کہ ترقی زیادہ عجیب پیدایش مین [illegible]
[illegible] ومادہ سے پیدا نہین ہین پس عیسیٰ کیا بلکہ آدمؑ سے بھی زیادہ عجیب پیدایش کے ہین پس معنی یہ کہ انکار نہین کریگا عیسیٰ جو فقط بدون باپ پیدا ہوا اور نہ
ملائکہ مقربین جو نر و مادہ دونو نکے بغیر پیدا ہوے ہین اس بات سے کہ اللہ تعالےٰ کے بندے ہون قال المترجم صاحب اصطلاحات صوفیہ وغیرہ اہل حق نے خوب [illegible]
[illegible] بدعت کو شیطان نے بیکار اس مسئلہ مین پھنسایا جسمین کوئی نص از جانب شارع نہین تاکہ رجما بالغیب اسپر بہت سے مسائل ثابتہ حقہ سے بہتر مذکور [illegible]
[illegible] کیونکہ ظاہر ہے کہ شرع مین اس مسئلہ کے ظہور پر مدار ایمان و اعمال سے کچھ بھی موقوف نہین پس ایماندار کو اسمین بحث کرنا لغو و فضول ہے پھر اللہ تعالےٰ نے آگاہ
فرمایا کہ اُسکی نشان الوہیت قہاری ہین ملائکہ و عیسیٰ سب بندگی سے فخر کرتے ہین اور اُسکے قبضہ قدرت مین مسخر ہین اُنکے واسطے کچھ مجال مخالفت نہین [illegible]
وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ۔ اور جسنے اسکی عبادت سے انکار کیا اور تکبر کیا [illegible]
اللہ تعالےٰ اپنی طرف اسکو حشر فرماویگا یعنے آخرت مین سبکو اپنی طرف محشور فرمادیگا اور جمیعًا سے مراد یہ کہ استنکاف کرنیوالے اور نکرنیوالے [illegible]
اللہ تعالےٰ قیامت کو میدان حشر مین جمع فرماویگا پھر اُن دونون قسمونکی تفصیل فرمائی بقولہ تعالےٰ ۔ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ۔ پس جو لوگ کہ ایمان لائے اور نیک کام کیے تو اللہ تعالےٰ اُنکو اپنی مزدوری پوری دیگا ف یعنے انکے عمل [illegible]
پورے عطا فرمادیگا ۔ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۔ اور اپنے فضل سے اُنکے لیے بڑھاویگا ف یعنے ثواب اعمال پر زیادہ بیگا [illegible]
آنکھ نے نہین دیکھی اور نہ کسی کان نے سُنی اور نہ کسی بشر کے دلپر اسکا تصور گذرا ۔ یہ الفاظ حدیث صحیح ہین اور قولہ الحسنیٰ و زیادہ کی تفسیر مین زیادہ [illegible]

Marfat.com

[illegible] دو قسم ہین ایک وہ جنھون نے عبادت الٰہی سے تکبر و استنکاف کیا اور دوم اُنکے برخلاف جنھون نے
[illegible] نے استنکاف نہین کیا بلکہ ایمان لائے و نیک اعمال بندگی کے ادا کیے تو اللہ تعالےٰ اُنکو اس حشر کے
[illegible] عطا کریگا اور اسپر اپنی طرف سے بڑھتی عطا دیگا جو کسی نے نہ دیکھا اور نہ سنا اور اُسکے خیال مین آیا اور سب سے افضل رضوان
[illegible] بندگی بزرگی کون قیاس کر سکتا ہو۔ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا ۔ اور رہے وہ جنھون نے اللہ تعالےٰ
[illegible] و استکبار کیا۔ فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۔ تو انکو اللہ تعالےٰ عذاب الیم دیگا ف وہ عذاب برزخ ہی جسمین بے موت
[illegible] کوئی تدبیر نہ آویگی۔ وَلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا ۔ اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اپنا ولی نہین پاوین گے
[illegible] عذاب دور کرے۔ وَّلَا نَصِيْرًا ۔ اور نہ کوئی ایسا مددگار کہ اپنے قابو سے اُنکے سر سے عذاب کو روکے۔ یہانتک اہل کتاب کو تنبیہ کرکے
[illegible] گمان بہت بھٹکے تھے اُسکو صریح حق بیان سے زائل و دفع کرکے عام خطاب فرمایا بقولہ۔ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ ۔ اے لوگو یعنی اہل کتاب
[illegible] مشرکین بت پرست و آتش پرست وغیرہ سب کے سب ادھر متوجہ ہو کر جانو کہ۔ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۔ آگئی تمہارے
[illegible] حجت ف ابن جریج وغیرہ نے کہا کہ مراد قرآن مجید ہی اور معالم مین کہا کہ اکثر مفسرین کے نزدیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہین اور یہی مفسر نے
[illegible] مابعد۔ وَاَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ۔ اور ہمنے تمہاری جانب نور واضح اتار دیا ف یعنے قرآن مجید اور مبین سے معنے لازمی
[illegible] ظاہر مراد ہی اور نور کی صفت جب بیّن قرار دی تو اتنا ظہور ہو گیا پس اس نور ظاہر پر صدق دل سے یقین لاؤ اور وہ تمہارے حق مین بڑی نعمت ہے
فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ ۔ پس جن بندون نے اللہ تعالےٰ پر یقین کیا اور اُس نور کو مضبوط پکڑ لیا۔ فَسَيُدْخِلُهُمْ
فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ ۔ تو اللہ تعالیٰ اُنکو اپنی طرف سے رحمت و فضل مین داخل کریگا۔ وَيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۔ [illegible]
[illegible] سیدھا دیگا ف جس سے اپنی مراد کو پہنچینگے اور عذاب سے نجات پاوینگے اور اگر نہ مانے تو عذاب برزخ و دائمی خواری و ذلت اُنپر لازم ہی ف [illegible]
[illegible] لن يستنكف المسيح الخ عیسے علیہ السلام نے اپنی عبودیت کا اقرار کیا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اُسکو نور توحید مین مستغرق کر دیا تھا لہذا ابن منصور حلاج کا ذکر
[illegible] مرتبہ علو مین ناقص تھا پھر عیسے کیساتھ ملائکہ کے ذکر سے ملائکہ پر تو بکار د ہو گیا اور ظاہر آیت سے عیسے پر ملائکہ کی تخصیص نکلتی ہی اور مراد اس سے
[illegible] آسمانی و نجیب درگاہ و زیادہ قدرت والے رکھے گئے ہین اور اس امر مین وہ عیسےٰ سے افضل ہین اور یہ کافرونکے وہم و زعم کے موافق ہی ورنہ کوئی
[illegible] افضل نہین ہو سکتے ہین اور کسی نبی پر انکو فضل نہین ہی کیونکہ انبیاء علیہم السلام جمالی و جلالی قدسی ہین اور ملائکہ علیہم السلام روحانی ملکوتی ہین ف و الذین
[illegible] نے کہا کہ قولہ نور امبینا الخ مخلوق پر تاریکی چھائی ہی اور اللہ تعالیٰ کی حجت و نور مبین چمکتا ہی کوئی اپنا حصہ لیگیا اور کسی نے اندھیرے مین ٹکر اکر جان
[illegible] پھر جو اپنا حصہ لیگیا وہ قرب مین محرومونکے حصہ کا وارث ہی بقولہ تعالیٰ اولٰئک ہم الوارثون الذین یرثون الفردوس یعنی یہی نورانی بندے
[illegible] فردوس اُنکو میراث لیتے ہین۔ ف یعنے دنیا کے ملعونوں کو اپنے نسبی بھائیونکیلیے یعنے کافرون و مشرکون کیلیے چھوڑتے ہین اور خود اُنکے مقامات جنت
[illegible] دیکھا یہ حال ہی کہ آدم اول اور خاتم المرسلین آخر دونوسے منقطع ہو گئے اور شیطانکی ذریات مین داخل ہو کر منقطع و معدوم ہو گئے کیونکہ کافر
[illegible] اول و آخر سب سے خارج ہو گئے جیسے دنیاوی مال کے میراث مین کلالہ ہوتا ہی کہ نہ باپ ہا اور نہ بیٹا اور اصل و فرع دونو سے
[illegible] اللہ تعالیٰ نے اس سورۂ مبارک کو مسئلہ کلالہ پر ختم فرمایا جیسے ابتدائے سورہ مین میراث کا ذکر ہی اور اس سورہ مین جملہ مواریث تین بیان
[illegible] دوم جورو و مرد کی میراث اور مادری بھائی بہن کی میراث ان سبکا بیان ہو چکا اور سوم میراث کلالہ اور رشتے ذوی الارحام
[illegible] کی میراث کا بیان آخر انفال مین ہی پس کلالہ کو فرمایا۔

Marfat.com

يَسْتَفْتُوْنَكَ ؕ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ؕ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ

حکم پوچھتے ہین تجسے تو کہہ کہ اللہ حکم بتاتا ہی تمکو کلالہ کا اگر ایک مرد مر گیا اور

فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَهُوَ يَرِثُهَاۤ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ؕ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ

تو اُسکو پہونچے آدھا جو چھوڑ مرا اور وہ بھائی وارث ہی اس بہن کا اگر نہو ے اُسکو بیٹا پھر اگر

فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ؕ وَاِنْ كَانُوْۤا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ

دو تہائی جو کچھ چھوڑ مرا اور اگر کئی شخص ہین اس ناتے کے مرد اور عورتین تو مرد کو ہے

الْاُنْثَيَيْنِ ؕ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ ۠ ع ۵ ۲۴

عورت کا بیان کرتا ہے اللہ تمھارے واسطے کہ نہ بہکو اور اللہ ہر چیز سے واقف ہی

يَسْتَفْتُوْنَكَ ۔ فی الکلالۃ ۔ تجسے فتوی چاہتے ہین ف کلالہ کے بارہ مین پس سوال مین سے کلالہ حذف ہوا کیونکہ جواب مین جو مذکور ہے وہ اسپر دلالت کرتا ہی کیونکہ جواب مطابق سوال ہونا چاہیے۔ اور سائل اگرچہ جابر رضؓ اکیلے تھے جیساکہ شان نزول مین آتا ہی پس یستفتونک بصیغہ جمع لو جہ اسکے کہ سوال ایسی چیز سے نہ تھا جسکا اختصاص حضرت جابرؓ سے ہو پس گویا سوال از جانب صحابہؓ ایک نے بیان کیا تھا بلکہ جمیع امت کی طرف سے ایک نے سوال کیا پس عموم مرعی ہی اگرچہ بلفظ عموم نہو ۔ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ۔ کہدے کہ اللہ تعالیٰ تمکو کلالہ کے بارہ مین فتوی دیتا ہی ف یہانسے ہے کہ فتوی واضح عبارت مین ہو اور پتہ و نشان صریح نقل کیا جاوے ۔ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ ۔ یہین امرؤ رفع بفعل محذوف ہی جسکی تفسیر فعل بعد سے ہی ای ان هلک امرؤ یعنے اگر مر گیا کوئی مرد جسکی صفت یہ کہ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ ۔ ای لا والد وهو الکلالۃ ۔ یعنے ایسا مرد مرا کہ نہین اسکے کوئی فرزند ف لڑکا یا لڑکی اور نہ اسکا والد ہی یعنی باپ پس یہی کلالہ ہی کہ جسکی موت کیوقت نہ فرزند ہو نہ والد ہو۔ اور والد کا نہونا دلالۃ النص سے ثابت ہی جیساکہ آتا ہی ۔ وَّلَهٗۤ اُخْتٌ من ابوین او اب ۔ اور اُسکی بہن موجود ہو ف اور مراد بہن سے وہ ہی جو ایک ماں و باپ سے ہو یا فقط باپ کیطرف سے ہو اور یہان دوسری ہو اور وہ بہن مراد نہین ہے جو فقط ماں کیطرف سے ہو ۔ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۔ تو اُس بہن کو جو عینی یا علاتی ہی نصف ترکہ ملیگا ۔ وَهُوَ يَرِثُهَاۤ ۔ ای الاخ کذلک ترثها جمیع ترکت اور اگر بھائی ایسا ہو کہ اُسکی عینی یا علاتی بہن مری تو بھائی اُسکے کل ترکہ کا وارث ہوگا ۔ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ۔ بشرطیکہ بہن کو نہ کا کوئی فرزند لڑکا یا لڑکی نہو اور اگر اس بہن کی اولاد ہو تو دو صورتین ہین اگر لڑکا ہی تو بھائی کو کچھ نہین ملیگا اور اگر لڑکی ہی تو اُسکے نصف حصہ کو دیکر جو کچھ بچے وہ بھائی کو ملیگا اور اگر بھائی یا بہن عینی یا علاتی نہین بلکہ فقط ماں کیطرف سے ہی تو وہ کلالہ نہین ہی اسکا مفروضہ چھٹا حصہ ہی جیساکہ اسی سورہ کے اول مین گذرا اور ایسے بھائی بہن کے مذکر و مونث مین کچھ تفاوت بھی نہین ہی چنانچہ وہان مفصل مذکور ہو چکا پھر بطور کلالہ میراث پانیوالی بہن ایک سے زیادہ ہو یا بہنون کے ساتھ بھائی بھی ہون تو انکا بیان فرمایا ۔ فَاِنْ كَانَتَا ای الاختان ۔ اثْنَتَيْنِ ۔ پھر اگر دو عورتین ہون ف یعنے اگر بہنین عینی یا علاتی دو ہون اور مراد اسکی دو ہو یا دو سے زیادہ ہون اس دلیل سے کہ آیت کا نزول حضرت جابرؓ کے حق مین ہوا اور وہ دو سے زیادہ بہنین چھوڑنیوالے تھے کما سیاتی تو معلوم ہوا کہ ایک سے زیادہ جسقدر ہون اُنکا حکم یہی کہ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ۔ الایۃ ۔ تو ان دونوں کو دو تہائی اُس مال کا ملیگا جو بھائی چھوڑ مرا ہی اور اگر دو سے زیادہ ہون تب بھی یہی حکم ہی ۔ وَاِنْ كَانُوْۤا ای الورثۃ ۔ اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً ۔ اور اگر ورثہ برادری مرد ہون اور عورتین بھی ہون یعنی بھائی اور بہن دونون موجود ہون ۔ فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۔ تو اُن مین سے مرد کیلیے دو عورتون کے حصہ برابر حصہ ہی ف یعنے بھائی کو دو چند ملیگا ۔ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا ۔ ای یبین اللہ لکم شرائع دینکم لان لا تضلوا ۔ بیان کرتا ہی اللہ تعالیٰ تمہارے لیے دین کے فرائض

[illegible] ومنہ المیراث اور منجملہ کل غنی کے ایک میراث بھی ہے جیسے بیان فرمائی شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ
[illegible] بیان کیا آپ کی تخصیص للالا بسندیدہ ہے براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ آخر جو سورہ نازل ہوا وہ سورہ براءۃ ہے اور آخر جو آیت
[illegible] یستفتونک الآیہ ہے (رواہ الشیخان) **قال المترجم** اور **شیخ سیوطی**ؒ نے لکھا کہ مراد یہ کہ فرائض میں جو سب سے آخر آیت اتری وہ یہی
[illegible] تحت قولہ واتقوا یوما ترجعون فیہ الی اللہ ثم توفی کل نفس ما کسبت الآیہ مترجم لکھ چکا ہے جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم میرے
[illegible] میں مریض تھا اور کچھ سمجھتا نہ تھا پھر وضو فرما کر مجھ پر پانی چھڑکا یا کہا کہ آپکے حکم سے لوگوں نے چھڑکا پس میں ہوش میں آگیا اور میں نے عرض کیا
[illegible] وارث نہیں سوائے کلالہ کے تو میراث کیونکر ہوگی پس اللہ تعالے نے فرائض کی آیت اُتاری (رواہ الشیخان) اور دوسری روایت میں ہے کہ پس اللہ تعالے
نے آیۂ میراث یعنی قولہ یستفتونک فی النساء قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ الآیہ۔ نازل فرمائی۔ (کذا رواہ الجماعۃ) اور جابرؓ نے کہا کہ میرے ہی حال میں آیۂ یستفتونک
قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ نازل ہوئی (رواہ ابن ابی حاتم) اور لفظ کلالہ ماخوذ از اکلیل ہے جیسے اکلیل سر کو محیط ہوتا ہے اپنے کناروں سے ایسے ہی میت کے حواشی
[illegible] وارث ہوں تو کلالہ ہے اسیواسطے اکثر علماء نے کلالہ کی تفسیر میں کہا کہ وہ میت جسکے فرزند و والد نہو اور بعض نے کہا کہ کلالہ وہ میت جسکے فرزند نہ ہو
**قال المترجم** بعض نے کہا کہ کلالہ وہ ورثہ ہیں جو بغیر بیٹے و باپ کے میت کے وارث ہوں **قال ابن کثیر**ؒ اور کلالہ کا حکم حضرت عمرؓ پر مشکل ہوگیا تھا جیسے جدہ کی
میراث میں [illegible] ہوا کہ بعضی صورتوں میں انکو اشکال تھا **قال المترجم** یعنی اُنمیں اجتہاد کو مساغ ہوگیا اور قطعی کوئی امر کھلا ہوا نہیں ہے چنانچہ خود عمرؓ سے مروی ہے کہ مجھے
تمنا ہی کہ جد و کلالہ و ربوا میں حضرت صلعم نے ہمسے کوئی عہد لیا ہوتا کہ جہاں حد پر ہم قطعاً ٹھہرتے (کما رواہ الشیخان) اور نیز روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے
اس سے زیادہ کسی چیز میں سوال نہیں کیا جسقدر کلالہ میں پوچھا یہانتک کہ آپنے میرے سینہ میں اپنی انگلی ماری اور کہا کہ تجکو آیۃ الصیف جو آخر سورۂ نساء میں
ہے کافی ہے (رواہ احمد و مسلم) پھر عمرؓ نے کہا کہ کاش اگر میں نے رسول اللہ صلعم سے سمجھ لیا ہوتا تو وہ مجکو سرخ اونٹ سے زیادہ محبوب تھا (رواہ احمد) اور یعنی
صلعم نے جب آیۃ الصیف کا کافی ہونا فرمایا تو عمرؓ مطمئن ہوگئے اور خوب سمجھ نہ لیا کہ کفایت کیونکر ہے اور آیۃ الصیف سواسطے کہ گرمی میں اتری تھی واللہ اعلم اور
قتادہؓ نے کہا کہ ہمسے ذکر کیا گیا کہ ابوبکر صدیقؓ نے اپنے خطبہ میں کہا کہ خبردار رہو کہ سورۂ نساء کے اول میں جو آیت اُتری فرائض کے بارہ میں وہ ماں باپ و اولاد کے
حق میں اللہ تعالی نے نازل فرمائی اور دوسری آیت جورو و مرد اور ماں کیطرف والے بھائی بہنوں کے حق میں ہے اور ختم سورۂ نساء پر جو آیت ہے وہ ایک ماں باپ کے سگے
بھائی بہنوں کی میراث میں نازل فرمائی ہے اور جو سورۂ انفال کے ختم پر ہے وہ اولی الارحام میں بعض سے بعض ولی ہونیکے حق میں یعنی اُن عصبات میں ہے جو قرابت کی جہ سے
ہیں (رواہ ابن جریر) پھر قولہ تعالی ان امرؤ ہلک لیس لہ ولد بظاہر قول سے بعض نے استدلال کرکے کہا کہ کلالہ ہونیکی شرط سے یہ نہیں ہے کہ باپ بھی نہو بلکہ فقط فرزند نہونا
چاہیے اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے بھی ایک روایت یہی ہے کما رواہ ابن جریر عنہ باسناد صحیح لیکن جس قول کیطرف مرجع ہے وہ یہی ہے کہ باپ نہونا بھی شرط ہے اور یہی
جمہور صحابہؓ کا قول ہے اور حضرت ابوبکر الصدیقؓ نے مصرح کردیا کہ کلالہ وہ ہے جسکا فرزند نہو اور باپ نہو اور [illegible] قولہ تعالی ولہ اخت فلہا نصف ما ترک
کیونکہ اگر اخت کیساتھ باپ موجود ہو تو اخت کچھ بھی ارث نہیں ہوتی اسلیے کہ بالاجماع باپ اُسکو محروم کرتا ہے پس معلوم ہوا کہ کلالہ کیواسطے یہ تو قرآن مجید میں ظاہر صریح مذکور
ہے کہ فرزند نہو اور بعد اس کے النص سے نکلا کہ اسکا باپ بھی نہو اور مکحول و عطیہ و حمزہ و راشدؒ نے زید بن ثابتؓ سے روایت کی کہ زید بن ثابتؓ سے پوچھا گیا کہ میت کا شوہر
اور [illegible] تو زیدؓ نے شوہر کو نصف اور بہن کو نصف دیا پس زیدؓ سے اسمیں گفتگو کیگئی تو فرمایا کہ میں رسول اللہ صلعم کے حضور میں حاضر تھا کہ جب آپنے ایسا حکم دیا تھا
[illegible] ابن جریر وغیرہ نے ابن عباسؓ و ابن الزبیرؓ سے نقل کیا کہ وہ دونوں کہتے تھے کہ میت نے دختر و بہن چھوڑی تو بہن کو کچھ نہیں ملیگا کیونکہ حق تعالی نے
[illegible] ہلک لیس لہ ولد ولہ اخت فلہا نصف ما ترک سو جب اسکی دختر موجود ہے تو فرزند موجود ہے پس بہن کو کچھ نہیں ملیگا اور جمہور صحابہؓ کا قول اُن دونوں سے
[illegible] اس مسئلہ میں معاذؓ دختر کو اور باقی آدھا بوجہ عصبہ ہونیکے بہن کو دوسری آیت کی دلیل سے دلواتے ہیں اور معاذ بن جبلؓ نے زمانۂ آنحضرت صلعم میں

یہی فیصلہ کیا تھا اور ابن مسعودؓ نے بجائے فیصلہ آنحضرت صلعم یہی حکم دیا اور صورت مسئلہ روایت ابن [illegible]
اور پوتی کو چھٹا حصہ دیکر دو تہائی پورا کرے باقی بہن کو دیا (رواہما البخاری) مقصود آنکہ بھائی اس صورت میں وارث ہو [illegible]
اور پوری میراث پائیگی اگر بہن امرء [illegible] سے مرجاوے کہ اسکی میراث کلالہ ہو کہ اُسکے فرزند نہو یعنی فرزند نہو اور باپ بھی نہو کیونکہ اگر باپ ہو [illegible]
کچھ بھی نہ پاویگا۔ اور اگر فرض کیا جاوے کہ سوائے باپ اور کوئی ذوی الفروض میں سے مانند شوہر یا اخیافی بھائی بہن کے ہو یعنی یا علاتی بھائی
ہو تو جو اسکا فرض مقدر ہے وہ دیکر جو باقی رہا وہ عینی یا علاتی بھائی کو ملیگا بدلیل آنکہ ابن عباس نے آنحضرت صلعم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ فرض [illegible]
حصہ پہونچا دو پھر جو فرائض سے باقی رہے وہ اولی مرد مذکر کا ہے (رواہ الشیخان وغیرہما) قولہ فان کانتا اثنتین فلہما الثلثان مما ترک یعنی اگر دو بہنیں ہوں [illegible]
دو تہائی ملیگا پس معلوم ہوا کہ دو بہنوں کے واسطے دو تہائی حصہ ہوتا ہے اسی سے جماعت جمہور نے دو دختروں کا حکم نکالا ہے کیونکہ اولاد کی میراث میں [illegible]
فان کن نساء فوق اثنتین فلہن ثلثا ما ترک یعنی بیٹیاں اگر دو سے اوپر ہوں تو اُنکا دو تہائی ہے۔ اور دو دختروں کا حصہ مذکور نہیں [illegible] یہاں دو سے
زیادہ دختروں کے واسطے دو تہائی مذکور ہے اور فقط دو دختروں کے واسطے کچھ صریح نہیں پس جب یہاں دو بہنوں کے واسطے دو تہائی مذکور ہے تو اس سے [illegible]
حصہ ایک سے زائد کے واسطے ہے خواہ دو ہوں یا دو سے بھی زائد ہوں اور ایسی ہی دختروں کی میراث میں جماعت کے واسطے دو تہائی صریح مذکور ہے وہاں سے مستفاد ہوا کہ اگر
بہنیں دو سے زیادہ ہوں تو بھی دو تہائی پاویگی **قال المترجم** قرآن میں یہ لطافت واسطے مراتب علماء کے اللہ تعالی نے ودیعت کر دی اور ہمارے نزدیک یہ
استدلال اجود ہے یہ سبب اُسکے جو شیخ **سیوطی**ؒ نے یہاں دو سے زائد بہنوں کیلیے دو تہائی ہونے پر اس طرح استدلال کیا ہے کہ سبب نزول جابر رضی اللہ عنہ کے
حق میں ہے اور اُنکی بہنیں دو سے زائد تھیں اور وجہ اجود ہونیکی یہ ہے کہ سبب نزول تو بروایت بخاریؒ ہے ولیکن بہنوں سے زائد ہونیکی تعداد بعض اخبار آحاد سے ثابت ہے اور حنفیہ
باحتیاط و حجیہ اس امر کو روا نہیں رکھتے ہیں کہ ہر خبر آحاد سے کتاب اللہ تعالی پر جو قطعی ہے زیادتی کریں **قال المترجم** حق یہ ہے کہ یہاں ہر خبر آحاد بعد ازانکہ قابل احتجاج
ہو بالاتفاق قبول ہونا چاہیے کیونکہ اس سے ایسی زیادتی لازم نہیں آتی جو حکم کتاب اللہ میں کوئی تغیر پیدا کریگی اور نیز مترجم کو امام ابو حنیفہ و صاحبین رحمہم اللہ سے
کوئی صریح روایت اس مسئلہ کی نہیں ملی کہ کتاب پر زیادتی بخبر واحد نہیں جائز ہے بلکہ موطائے امام محمدؒ سے ظاہر ٹپکتا ہے کہ حدیث جبکہ صحیح ہو جاوے تو اُسکو بحث
اجتہادی میں قبول کرنا انکا دستور تھا اور یہ ضرور نہیں کہ جو ظاہر حدیث ہے وہی اس سے مراد بھی ہو بلکہ یہ تو بعض آیات میں بھی نہیں ہے چنانچہ اسی آیت کلالہ میں کلالہ
وہی نہیں جسکے فقط فرزند نہو بلکہ باجتہاد یہ ثابت کیا گیا کہ فرزند اور باپ دونوں نہوں اور بعض شراح منہاج بیضاوی نے اسکو صریح لکھا ہے جسکی طرف میں نے
اشارہ کیا اور ظاہر یہ ہوتا ہے کہ متاخرین فقہا نے یہ مسئلہ نکالا ہے چنانچہ **مولانا شاہ ولی اللہ**ؒ نے اسکو صریح بیان کیا ہے اور حذیفہؓ سے روایت ہے کہ آیت کلالہ آنحضرت
صلعم پر ایسے حال میں اُتری کہ آپؐ سفر میں چلے جاتے تھے پس آپ ٹھہر گئے اور ناگاہ حذیفہ کی اونٹنی کا سر آپکے راحلہ کے ردیف پاس تھا پس آپ نے دیکھکر حذیفہ کو یہ
آیت تلقین کی پھر حذیفہؓ نے جو نظر کی تو عمرؓ کو پایا اور اُنکو یہ آیت تلقین کی پھر جب حضرت عمر رض کی خلافت کا زمانہ تھا تو عمر رض نے حذیفہ کو بلا کر اُنسے آیت پوچھی تو
حذیفہؓ نے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلعم نے یہ آیت تلقین فرمائی پس میں نے تمکو ویسی ہی تلقین کر دی جیسے مجھے رسول اللہ صلعم نے تلقین کی تھی اور واللہ میں سچا
ہوں (رواہ الحافظ ابو بکر احمد بن عمر البزار) اور پھر عمر رضہ یہ کہا کرتے کہ اے میرے پروردگار اگر تو نے حذیفہ پر اسکے معنی کھولدیے ہیں تو مجھ پر ابتک نہیں ظاہر ہوے
(رواہ ابن جریر بہذہ الزیادۃ) اور عمر رضہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو کلالہ میں اجماع کرنے پر اکٹھا کیا تھا کہ ناگاہ گھر میں ایک سانپ نکل آیا پھر لوگ متفرق ہو گئے تو عمر نے
کہا کہ اگر اللہ تعالی کو یہ امر پورا کرنا منظور ہوتا تو پورا کر دیتا (رواہ ابن جریر عن طارق بن شہاب باسنادہ صحیح) اور جاننا چاہیے کہ حضرت عمر رضہ [illegible]
صلعم سے تین باتیں نہ پوچھنے پر افسوس کیا تھا ویسے ہی حضرت ابو بکرؓ سے بھی نہ پوچھنے پر افسوس کیا ہے اور حضرت عمر رضہ کہتے تھے کہ مجھے حیا آتی ہے [illegible]
سے خلاف کروں اور واضح رہے کہ حضرت ابو بکر الصدیق فرماتے تھے کہ کلالہ ما عدا الوالد والولد ہے یعنی میراث کلالہ میں فرزند اور باپ دونوں نہوں [illegible]

... اکثر صحابہ و تابعین ہین اور یہی مذہب چارون فقیہ امامون اور فقہاء سبعہ مدینہ کا ہی قول ہین اللہ ... لان لا تضلوا بیان کیا اور یہ کسائی و فراء و کوفیین کا قول ہی اور ابو عبید نے کہا کہ مین نے کسائی کو حدیث ابن عمر ... لا یوافق من اللہ ساعۃ اجابۃ۔ یعنے مت بد دعا کرے کوئی تم مین سے اپنے فرزند پر تاکہ ایسا نہو کہ اتفاق سے وہ گھڑی ... مقصود یہ کہ ان یوافق یعنے لان لا یوافق ہی جیسے آیت مین ان تضلوا بمعنے لان لا تضلوا ہی بصریون نے کہا کہ معنے یہ ہین ... ان تضلوا یعنے کھلا بیان فرماتا ہی اللہ تعالیٰ بوجہ کراہت اس امر کے کہ تم گمراہ ہو جاؤ یعنی چونکہ وہ تعالیٰ کو کمال رحمت سے تمھارا بھٹکنا ... صاف صاف تمھاری شریعت کے احکام بیان فرماتا ہی اور اجتہاد کی گنجائش چھوڑ دینا بھی آسانی و رحمت در موجب مزید ثواب ہے اسکو کشاف مین لیا اور بیضاوی نے ترجیح قرار دیا واللہ اعلم

# سُورَةُ الْمَائِدَةِ مِائَةٌ وَعِشْرُونَ آيَةً أَوِ اثْنَانِ أَوْ ثَلَاثٌ

... سورۂ مائدہ ہی اور وہ ایک سو بیس آیتین ہین یا ایک سو بائیس یا ایک سو تیئیس آیتین ہین قرطبی رح نے کہا کہ اس سورہ کے مدنیہ ہونے ... محمد بن کعب قرظی نے کہا کہ حجۃ الوداع مین مکہ و مدینہ کے درمیان حالت رفتار مین اتری ہی اور اسماء بنت یزید سے روایت ہی کہ مین حضرت ... کی اونٹنی عضباء کی مہار پکڑے ہوئے ہون کہ ناگاہ آپ پر سورۂ مائدہ پوری اتری و قریب تھا کہ اسکے بوجھ سے اونٹنی کا بازو ٹوٹ جاوے (رواہ احمد بسند صالح) حالت وحی مین ایک سخت بار عظیم پڑتا تھا حتی کہ حضرت صلعم کے سخت جاڑون مین پسینہ آجاتا تھا اور کبھی اگر کسی صحابی کی ران پر ... ہوتی تو اسکی ران پھٹنے لگتی تھی (م) اور ابن لہیعہ کی روایت مین ہی کہ وہ اٹھا نہ سکی حتی کہ آپ اتر پڑے **قال المترجم** یہ روایت ضعیف ہی کہ آپ ... بلکہ ثابت پہلی روایت ہی اور ام عمرو نے اپنی پھوپھی سے مانند روایت اول کے روایت کیا (رواہ ابن مردویہ) اور حضرت عائشہ رض سے ہی کہ یہ سورۃ ... نازل ہوئی ہی سو اسمین جو تم حلال پاؤ اسکو حلال رکھو اور جو حرام پاؤ اسکو حرام رکھو (رواہ الحاکم وصححہ) اور جبیر بن نفیر نے کہا کہ پھر مین نے حضرت ... سے پوچھا کہ آنحضرت صلعم کا خلق عظیم کیا تھا فرمایا کہ قرآن (رواہ احمد بہذہ الزیادۃ والنسائی ایضًا) اور ضمرہ بن حبیب و عطیہ بن قیس سے روایت ہی کہ ... نے فرمایا کہ سورۂ مائدہ قرآن مین سے آخر مین اتاری گئی تو اسکے حلال کو حلال رکھو اور اسکے حرام کو حرام رکھو (رواہ ابو عبید) اور عمرو بن ... سے ہی کہ مائدہ مین سے کچھ منسوخ نہین ہوا۔ اور شعبی رح نے استثنا کیا قولہ یا ایہا الذین آمنوا لا تحلوا شعائر اللہ ولا الشہر الحرام ولا الہدی ولا القلائد ... ابن عباس نے استثنا زائد کیا قولہ فان جاؤک فاحکم بینہم او اعرض عنہم الآیۃ۔ اور میسرہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے قولہ المنخنقۃ سے قولہ اذا حضر احدکم الموت ... حکم اس سورہ کے سوائے قرآن کے اور سور تو مین نہین فرمائے قلت اور انیسوان حکم ... کیا قولہ اذا نادیتم الی الصلوۃ یعنی اذان کا ذکر اسی ... سورۂ جمعہ مین مخصوص بجمعہ ہی اور واضح رہے کہ آخری نزول اسکا باعتبار احکام حلال و حرام کے یا باعتبار بیشتر سورہ ...

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْآ أَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ۚ أُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْأَنْعَامِ إِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ

... پورا کرو اقرار کو حلال ہوئے تم کو چوپائے مواشی اسکے سوائے جو تم کو سنا دینگے

غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ ۗ إِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ

مگر حلال نہ جانو شکار ... کو اپنے اوپر احرام مین اللہ حکم کرتا ہی جو چاہے

واضح ہو کہ آیت مین کھلی ہوئی بلاغت اس مرتبہ پر ہو کہ آدمی کی عقل حیران ہوتی ہو ذرا سی بات ہو کہ ذرا مختصر کلام
حالانکہ تفصیل مین بڑے بڑے دفتر لکھے گئے ہین وتم بہیمۃ الانعام کی تحلیل سو تم استثنا انکا جو حلال نہین چنانچہ تم احرام
شکار کی تحلیل شتم اللہ تعالی قادر مختار ہو جو تم اللہ تعالی کیواسطے ارادہ کرنا ثابت ہو یہ تو صریحی اس سے نکلتے ہین
بہت طوالت چاہتا ہی اور نقاش رحمہ اللہ نے حکایت لکھی کہ فیلسوف کندی کے لوگون نے اس سے کہا کہ اے دانا
قرآن کے مثل بنا دے اُسنے کہا کہ اچھا اسمین سے ایک ٹکڑے کے مثل بنائے دیتا ہون جو باقی کیواسطے دلیل ہوگا پس بہت دنون
قصور نہین کیا اگرچہ سچ یہ ہو کہ واللہ مین ایسا نہین بنا سکتا ہون ور کوئی نہین بنا سکتا ہی مین نے اس کتاب کو کھولا تو سورہ مائدہ نکلی
دو سطر و نہین سے وفاء عہد کا حکم اور عہد شکنی سے ممانعت و تحلیل عام و استثنا حرام اور خبر از کمال قدرت و حکمت بھرا ہوا ہی اور یہ کسی مین طاقت نہین
و بلیغ والفاظ پاکیزہ و شستہ عبارت اور ایسے مضامین ور اتنے احکام اور ایسے واضح اور اتنے حرفون مین ادا کرے مترجم کہتا ہی کہ اسکی دانشمندی نے اسکو
انصاف پر مجبور کیا کہ اُسنے سچ بات کہدی در دانائی سے بھی خالی نہین کیونکہ اگر بناتا تو علما و حکما کے نزدیک فضیحت ہوتا اور اعتبار جاتا
باللہ العظیم اگر وہ اور اُسکے اگلے پچھلے بلکہ تمام جن و انسان بلکہ تمام عالم جمع ہون تو اس قرآن معجز نظام کے مثل بلکہ اسکے ایک سورہ بلکہ ایک آیت کے
مثل نہین لا سکتے ہین قال تعالیٰ ۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا ۔ یہ خطاب اہل ایمان کو ہی جو اللہ عز وجل کے احکام کے مطیع ہین کیونکہ نافرمانی کرنیوالونکو خطاب
غیر مستحسن ہی اور بیکار ہی اسیواسطے علماء حنفیہ نے کافرونکو فروع اعمال سے مکلف نہین قرار دیا اور علماء شافعیہ نے اس نظر سے مکلف قرار دیا کہ سزائے عذاب
بڑھیگی پھر تابعی جلیل زہری رح سے روایت ہی کہ جب اللہ تعالی نے فرمایا یا ایہا الذین آمنوا ۔ تو اس خطاب مین آنحضرت صلعم بھی شامل ہین (رواہ ابن ابی حاتم)
اور عبداللہ بن مسعود رض نے فرمایا کہ جب تم سنے کہ اللہ تعالی نے فرمایا یا ایہا الذین آمنوا ۔ تو خوب کان لگا کر سُن کہ وہ کوئی بھلائی ہوگی جسکا تجکو حکم فرماتا ہی یا کوئی
برائی ہوگی کہ جس سے تجکو منع فرماتا ہی (رواہ ابن ابی حاتم) چنانچہ یہان حکم دیا کہ ۔ اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ۔ تم پورے کرو عقود ف العہود المؤکدۃ التی بینکم وبین اللہ
تعالی والناس یعنی عقود جمع عقد کی بمعنے گرہ ۔ اور مراد وہ تاکید کیے ہوئے عہد ہین جو اپانی والون اور اللہ تعالی کے درمیان ہین یا مومنون و لوگونکے
درمیان ہین اور لوگ عام ہین خواہ وہ بھی مومن ہون یا کافر ہون اور اللہ تعالی کے عہد سے تکالیف شرعی لیکن نماز و روزہ بجا لانا و حرام و ممنوع سے باز
رہنا مراد ہین ۔ پھر ابن عباس رض و مجاہد و دیگر ائمہ سلف سے عقود کی تفسیر عہود آئی ہی اور ابن جریر رح نے اسپر اجماع نقل کیا مگر مفسر سیوطی رح نے العہود المؤکدۃ سے
تفسیر کی تو اسکی وجہ یہ ہی کہ عقد کا استعمال حقیقت اجسام مین ہی چنانچہ عقدت الحبل ۔ رسی مین گرہ دی یا خوب بل دیا اور جب اسکو معانی مین استعمال کیتے ہین تو
مراد اس سے لزوم و احکام شدید ہوتا ہی پس چونکہ یہان اسی معنی مین مستعمل ہوا لہذا مؤکدۃ اسکی صفت خود ظاہر ہی ۔ اور علی بن ابی طلحہ رح نے ابن عباس سے روایت کی کہ
اوفوا بالعقود یعنی عہود جو اللہ تعالی نے حلال کیا اور جو حرام کیا اور جو فرض کیا اور تمام حدود جو قرآن مین ہین اور یہ کہ غدر و بیوفائی مت کرو اور عہدت تو
اور واضح ہو کہ جو عہود حدیث سے ثابت ہین وہ بھی اسمین داخل ہین اور قتادہ وغیرہ سے روایت ہی کہ زمانہ جاہلیت وغیرہ کے اسمین عہد و قسم وغیرہ اور حق یہ ہی کہ ابن عباس رض
فقط عہد الٰہی کی تفسیر کی اور قول قتادہ بھی اسمین داخل ہی کیونکہ حدیث صحیح مین ثابت ہوا کہ عہود جاہلیت کو اسلام سے شدت و مضبوطی ہوگئی ولیکن جدید
موالات سے منع فرمادیا چنانچہ قولہ ولکل جعلنا موالی مما ترک الوالدان والاقربون الآیہ ۔ کی تفسیر مین مذکور ہوچکا ہی اور آیت عام ہی جملہ عہود کو شامل ہی
مفسر رح نے لکھا لیکن انھین عہود کا وفا کرنا لازم و مؤکد ہی جو موافق کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلعم ہون اور جو ایسے نہون بلکہ نص کے خلاف ہون تو وہ مردود
ہین حتی کہ قسم جو کسی معصیت کرنے پر ہو اُسکا توڑ دینا لازم ہی اور لزوم کفارہ بوجہ جرم کے ہی نہ بوجہ درستی عہد کے اگر کہا جاوے کہ کافرون سے اگر صلح کی
جائز ہی تو جواب یہ ہی کہ انکو کہلا بھیجے کہ ہمنے صلح توڑ دی پھر جو چاہے کرے اور یہ روا نہین ہی کہ حالت صلح مین بدون ذکر نیکے اگر وہ ملک اسلام مین آوین

Marfat.com

[illegible] سا اکرین تو کہوا تکے تاجر کے ساتھ نہین کرنا چاہیے اور زید بن اسلم سے روایت ہی کہ قولہ اوفوا بالعقود سے
[illegible] عقد الشرکت یعنی تجارت وغیرہ مین اور عقد البیع اور عقد النکاح اور عقد قسم اور جو علما اسطرف گئے ہین کہ عقد بیع مین بعد ایجاب و
[illegible] بیع مین اسی حال پر موجود ہونیکے باوجود بائع و مشتری مین سے کسیکو خیار مجلس نہین رہتا ہی اُنھون نے اسی آیت سے استدلال کیا کیونکہ
[illegible] کرنا واجب ہے اور یہی مذہب امام ابوحنیفہ و امام مالک کا ہی اور جمہور نے اسمین خلاف کیا بدین دلیل کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جب دو شخص باہم خرید و
[illegible] تو دونون مین سے ہر ایک کو اختیار ہی جبتک کہ دونون جدا نہو جاوین (رواہ البخاری) اور یہ منافی آیت نہین بلکہ اس عقد کے مقتضیات مین سے
[illegible] الالزام بھی اسکے عقد کے وفا کرنے مین داخل ہی اور تمام یہ بحث متعلق بفروع ہی بالجملہ فرض ہی کہ ایا نذار تمام عہود کو وفا کرے خواہ اللہ تعالیٰ سے عہد ہو
[illegible] قرآن و حدیث مین ہین یا کسی بندے سے موافق شرع شریف کے عہد ہو مانند عہد امانت و معاملات وغیرہ کے سب پورے کرے جسطرح عہد کیا ہو۔ اور اسی
کی تفصیل ہی جو اس سورہ مین احکام مذکور ہین از انجملہ فرمایا۔ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيمَةُ الْأَنْعَامِ تمھارے لیے بہیمۃ الانعام حلال کیے گئے
[illegible] و گاے و بکری بعد ذبح کے کھانا۔ مفسر رح نے بہیمۃ الانعام مین تین قسم بیان کین اونٹ اور گاے اور بکری کذا فسرہ قتادہ و الحسن و غیر واحد۔ سو گاے مین
[illegible] کی قسم بھی شامل ہی اور بکری مین دنبہ و بھیڑی و مینڈھا سب شامل ہے ۔ ور قولہ بعد ذبح کے کھانا یعنے انکی حلت ازراہ اکل ہی کہ کھانا حلال ہی کیونکہ حلت
[illegible] کا تعلق فعل سے ہی کسی چیز کی ذات سے متعلق نہین ہوتا ہی اور یہی فخر الاسلام بزدوی نے صریح لکھا ہی چنانچہ جو جانور مثلاً شیخ صدو کے نام پر
[illegible] کیا گیا تو اس جانور کی ذات مین کچھ خرابی پیدا نہین تاکہ اس سے چھونا و دیکھنا بھی روا نہ ہو بلکہ اسکا کھانا حرام ہی اور دوسری قید مفسر رح نے ذبح کی بڑھا دی اور
[illegible] ہر ہی اور حاصل آنکہ اللہ تعالیٰ نے اُن اقسام کے جانورون سے بیان کر دیا جو حلال ہین پھر شرط اُسکے کھانیکی یہ ہی کہ ذبح کرے پھر واضح ہو کہ تین قسمین جو
[illegible] رح نے بیان کی ہین انعام کی لفظ سے لغت مین بھی یہی مراد ہوتی ہین کما قال ابن جریر اور در اصل وہ چرنیوالے چوپایہ کو کہتے ہین لیکن اہل لغت کا اسپر اجماع
[illegible] قسم والے چوپایہ اسمین شامل نہین ہین اور بہیمہ ہر چوپایہ کو کہتے ہین پس اضافت عام بسوے خاص ہی جیسے سورۃ المائدہ یا انھین چوپایونکو جو انعام مین تو
[illegible] بیانیہ ہوگی اور بہیمہ سے چونکہ جنس مراد لی لہذا اُسکو جمع نہین فرمایا۔ پھر شیخ ابن کثیر نے ذکر کیا کہ حضرت ابن عباس و ابن عمر و غیر واحد نے اسی آیت سے
[illegible] لال کیا کہ اگر انعام مین سے کوئی مادہ ذبح کیگئی اور اُسکے پیٹ مین مردہ بچہ نکلا تو وہ حلال ہی اور یہ ایک حدیث مین بھی منصوص ہی چنانچہ ابو سعید خدری
[illegible] وایت ہے کہ ہم لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کبھی اونٹنی یا گاے یا بکری ذبح کیجاتی ہی اور اُسکے پیٹ مین سے بچہ نکلتا ہی تو ہم اُسکو پھینک دین
[illegible] وین تو فرمایا کہ تمھارا جی چاہے کھاؤ کیونکہ اسکی ماں کا ذبح کر لینا وہی اسکا ذبح کرنا ہی (رواہ ابو داؤد و ابن ماجۃ الترمذی و قال حسن) و عن جابر مرفوعاً ذکوۃ
الجنین ذکوۃ امہ۔ (رواہ ابو داؤد) یعنی پیٹ کے بچہ کا ذبح کرنا وہی اُسکی ماں کا ذبح ہی (ابو داؤد) اور یہی قول امام ابو یوسف و محمد و دیگر ائمہ کا ہی اور امام ابو حنیفہ
[illegible] نزدیک بچہ اگر مردہ نکلے تو اُسکا کھانا حلال نہین ہی پھر عموم بہیمۃ الانعام کی حلت سے استثنا فرمایا اِلَّا مَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ سوا اسکے کہ تلاوت
[illegible] بحرف تحریم اُسکی قولہ تعالیٰ حرمت علیکم المیتۃ والدم الآیۃ یعنی پس یہ استثنا منقطع ہی اور ہو سکتا ہی کہ استثنا متصل ہو اور تحریم بسبب موت وغیرہ عارض
ہو جانیکے ہو پس مفسر رح نے مقدر کیا ای تیلی تحریمہ علیکم یعنی سوا اس چوپایہ کے جسکی تحریم تم پر تلاوت کیگئی ہی اور مراد تلاوت سے منصوص بقولہ حرمت علیکم
المیتۃ والدم ولحم الخنزیر الآیۃ۔ ہی ایسا ہی علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رض سے روایت کیا اور اس صورت مین استثنا متصل نہوگا اسواسطے کہ مستثنے از جنس
[illegible] نہ نہین ہی اور تیلی علیکم بمعنے تلی علیکم ہوگا ولیکن مضارع بمعنے حال اس غرض سے کہ فی الحال وہ ذہن مین حاضر ہو جاوے کہ ملا کر خوب سمجھ مین آوے اور شیخ
[illegible] رح نے فرمایا کہ ظاہر یہی کہ مراد اس سے جو آگے آتا ہی یعنی قولہ حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اہل لغیر اللہ بہ والمنخنقۃ والموقوذۃ والمتردیۃ و
[illegible] اکل السبع کیونکہ یہ چیزین اگرچہ انعام مین سے ہین لیکن اُن عوارض سے حرام ہوئین کہ اپنی موت سے مر کر کھانیکے حکم مین قرار دی گئین یا گلا گھونٹے جانے سے

Marfat.com

مری وغیر ذلک پس تلی علیکم ہستیلے علیکم ہوگا یعنے آگے تحریم آتی ہی کیونکہ یہ سورہ پورا ایکبارگی نازل ہوگیا ہی [illegible]
غَیْرَ مُحِلِّی الصَّیْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ۔ درحالیکہ تم شکار کو حلال کرنیوالے نہو حالانکہ تم محرم ہو ف جاننا چاہیے [illegible]
حج یا عمرہ کا احرام باندھا یا حرم کعبہ مین ۔ اخل ہوا اور نص و اجماع اسکو شکار کرنا یا بتانا یا مدد کرنا حرام ہی پس یہان [illegible]
یعنے بہیمۃ الانعام سوائے ماتلی کے تمپر حلال اس قید سے ہین کہ انکو کھاؤ درحالیکہ تم شکار کے حلال کرنیوالے نہو [illegible]
ظاہر ہوا کہ جو شخص احرام مین ہی اُسکو شکار کا گوشت کھانا حرام نہین جبکہ کسی حلال نے شکار کرکے دیا ہو اور یہ اشکال [illegible]
لکم کی ضمیر سے جو بقوت فاعل ہی غیر محلی الخ حال واقع ہی بمعنے عادمین احلال الصید آور قولہ انتم حرم حال ہی غیر محلی [illegible]
کہ ای احلت لکم ہذہ الاشیاء الا محلین الصید ۔ تو اس صورت مین غیر محلی الصید استثناء ہوا جاتا ہی حالانکہ اسمین تعسف ہی جیسا [illegible]
کیونکہ وہم ہوتا ہی کہ محلین الصید سے مطلقا انکی حلت منتفی ہی حالانکہ ایسا نہین (کذا قیل) پھر وارد ہوتا ہی کہ بہیمۃ الانعام تو پالتو جانور [illegible]
ہوا اور صید وحشی جانور ہوتے ہین تو جواب کمالین یہ کہ جو لوگ استثناء قرار دیتے ہین وہ البتہ بہائم مذکور کو عام شامل ہرن نیل گائے وغیرہ [illegible]
اور ہمنے اُسکو حال قرار دیا تو معنے یہ ہین کہ یہ حلال کردینا اللہ تعالی کیطرف سے احسان ہی اور حرام مین شکار کرنا ممنوع ہی پس حاصل آنکہ [illegible] بہیمۃ الانعام
حلال کیے درحالیکہ تم باز رہو حالت حرام مین شکار کرنیسے کہ جس سے ممانعت ہی تو یہ انعام جاتا ہے **کذا قال الزمخشری فی الکشاف**
**مترجم** کہتا ہی کہ یہ تقریر ضعیف ہوگی جبکہ غیر محلی الصید کو حال مقید فقط بدین غرض قرار دیا جاوے کہ مرتکب جرم نہو حالانکہ غیر تارک الصلوۃ والصوم
وغیرہ اس سے بھی بڑھکر جرم ہین غیر محلی الصید کی خصوصیت ترجیح بلا مرجح ہی اور اگر بہیمۃ الانعام عام لیا جاوے جو وحشی و صید کو شامل ہو تو یہ تقریر دلالۃ
توارد نہین ہوتا ہی اور کلام زمخشری اسکو محتمل ہی اور جو اسنے لفظ بعض بہیمۃ الانعام کہا ہی تو اس سے یہ مراد نہ لیجاوے کہ وحشی کو نکالدیا اور پالتو کو رکھا
لہذا البعض انعام ہے جیسا کہ کمالین مین ہی بلکہ بعض انعام اس معنی کر کہ ماتلی علیکم مستثنے کردیے ہین لہذا البعض کے گئے فلیتامل فی ہذا المقام فانہ مع دفعہ من
مزال الاقدام ۔ اِنَّ اللّٰهَ یَحْكُمُ مَا یُرِیْدُ اللہ تعالی جو ارادہ فرماتا ہی وہ حکم دیتا ہی **ف** یعنی حلال کرنا و حرام کرنا جو چاہتا ہی حکم کرتا ہی کسیکو
اعتراض نہین ہی اور یہ ظاہر ہی اور اس سے کافرونکے ساتھ بحث کرنیکا طریقہ ظاہر ہوا کہ پہلے انکو قائل کرنا چاہیے کہ اللہ تعالے قادر مختار ہی جب [illegible]
تو خود ثابت ہی کہ جو چاہے وہ حکم کرے اسمین سراسر حکمت ہی اور کوئی مالک مختار پر اعتراض نہین کرسکتا ہی اور انھین آیات سے معتزلہ وغیرہ گمراہ فرقہ جو
فلاسفہ کا جھوٹا چاٹنے والے ہین انکا قول مردود ہوا کہ وہ لوگ گستاخی سے کہتے ہین کہ اللہ تعالے پر واجب ہے کہ جو بندونکے واسطے مصلحت ہو وہ حکم کرے
اور اہلسنت کہتے ہین کہ یہ گستاخی محض جھوٹ ہے اللہ تعالی قادر مختار ہی اُسپر واجب و فرض کیسا یہ تو بندونپر احکام کی پابندی ہی اور اگر معتزلہ وغیرہ
جاہل یہ کہتے کہ اللہ تعالی جو کچھ حکم فرماتا ہی وہ سراسر حکمت و مصلحت ہے کیونکہ وہ علیم و خبیر ہی تو انکے حق مین بہتر ہوتا **ف** عرائس مین ہی کہ قولہ یا ایہا الذین
آمنوا ۔ اللہ تعالی کیواسطے پاکیزہ صفات کے نام ہین از انجملہ المومن نام الٰہی ہی پس اس نام کا نور اپنے خاص بندونکو دیکر مومنونکے نام سے خطاب فرمایا [illegible]
اُسیکے نور سے دیکھتے ہین اور اُسکی ہدایت پر نور صفات تک پہونچتے اور وہان یقین و سکون سے متصف ہوتے ہین **ابن عطا** نے کہا ایسے بندے [illegible]
ایسے قلب والے ہین جو مجھسے غافل نہین ہوتے اور ہمارے اُستاد **شیخ ابو عبداللہ** بن خفیف نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے جنکو غیب سے خبر دی انکو دل [illegible]
یہی ایمان ہی اور **ابو الحسین فارسی** نے کہا کہ قولہ اوفوا بالعقود ۔ بندونکو حکم دیا کہ معاملات مین سیاست کو اور محاسبات مین یافت کو اور خطرات [illegible]
سلوک کو اور مشاہدات مین ادب کو نگاہ رکھین کیونکہ بندونکو عالم اسباب مین ان امور سے چارہ نہین ہی اور بعض نے کہا معرفت کے ساتھ قلب کا [illegible]
کی ثنا و صفت بیان کرنے مین بانکا عہد ہی اور اعضا کو خشوع و خضوع سے رکھنے مین عہد جوارح کو پورا کرین اور **جعفر بن محمد** [illegible]

Marfat.com

[illegible] آیا تو ندائی خصوص ندا ہی اور ہا کنایہ ہی اور الذین اشارہ ہی اور آمنوا شہادت ہی اور شیخ رحمہ اللہ نے اس تقسیم
[illegible] ازلی جس سے مشتاق انکو تقاضاے شوق ازلی کی طرف بلایا۔ اور راتیؒ اہل انبساط مین سے خاص لوگونکو خطاب بسط ہی
[illegible] غالب متحیر ہین آمد الذین سان لوگونسے اشارہ ہی جو جلال عظمت مین کہڑے اُسکے دیدار کے مشتاق ہین۔ آمنوا انکا وصف بدین
[illegible] ازلی کو انہون نے قبول کیا اور یہ وہی معرفت ہی جو آسمانون و زمین و پہاڑون پر پیش کیگئی تھی اور انہون نے اسکی عظمت اور اپنی حقارت کو دیکھکر
[illegible] اقرار نکیا قولہ تعالیٰ اوفوا بالعقود۔ یہ خطاب صیغۂ امر ہی جو واسطے طلب فعل کے ہوتا ہی اُن لوگونسے طلب کیا گیا کہ اس عہد ازل کو پورا کرو جو تمنے
[illegible] ازل کے نیکے وقت اقرار کیا تھا اور مشاہدہ کے ساتھ ربوبیت کا اقرار کر چکے۔ یہ عہد اُن روحونکے ساتھ تھا جنکو اپنی صفات ظاہر کرکے ازل مین عارف
[illegible] صفت کے کشف مین ایسی روح کیساتھ ایک عہد ہوگیا کیونکہ روح مذکور اس صفت سے متصف ہوگئی اور اُسکے نور مین اجسام کے اندر اپنے سولے
[illegible] کی طلب مین بلند پرواز ہی اور ارواح و اشباح پر اسیقدر وفا کرنا لازم ہی جسقدر انکو صفات ازلی سے متصف ہونیکی وجہ سے تخلق حاصل ہوا اسیواسطے
اجسام
اوفوا بالعقود کہا کیونکہ عقود جمع عقد و عہد ہی اور عہود یہان تمام مین چنانچہ اول عہد وہ ہی جو ارواح نے قبل اجسام کے میدان ازل مین قبول کیا اور بعض نے کہا
کہ اول عقد [illegible] قبول اس بات کا ہی کہ اللہ تعالیٰ ہمارا پروردگار ہی پس غیر کیطرف رجوع کرکے عہد شکن مت ہو عقد دوم امانت برداشت کرنا اسکو مت توڑو **واسطی** نے
کہا عقد کیساتھ جبتک نیت بالجزم نہو تو مقصود تک پہونچنے مین طرح طرح کے رنگ بدلتے ہین اور **حریری**ؒ نے کہا کہ وفا متصل بصفا ہی استادؒ نے فرمایا کہ ندا دی انکو
قبل اسکے کہ ظہور مین لایا جاوے اور مومن انکا نام رکھدیا قبل زمانیکہ انسے اہلیت پائی جاوے وہ ازل مین ہوا یہ ابد سے ملا تو قولہ یا ایہا الذین آمنوا۔ سے شرف کیا
اور اوفوا بالعقود سے مکلف کیا اور چونکہ تکلیف موجب مشقت ہے تو پہلے نام کا شرف دیکر پھر انکو کام کی مشقت دی قولہ غیر محلی الصید و انتم حرم۔ یہان جس محرم کو ذکر فرمایا
اشارہ مین وہ بندہ ہی جسنے حرم قرب مین انوار عزت کا لباس پہنا اسیکو منع کیا کہ عبودیت کے جنگل مین حظوظ النفس کا شکار نہ کھیلے کیونکہ جس شکار کا قصد کرتا ہی وہ آثار ان
صفات مین اور حقیقت یہ خود صید ہی اور جو صید ہوگیا اُسکے حق مین نکلنا حرام ہی استادؒ نے فرمایا کہ محرم تو اپنی ذات سے مجرد ہی اُسکی طرف ہمہ تن قصد رکھتا ہی اسکی
صفات لائق یہ ہی کہ ہر جاندار کے اذیت دینے سے باز رہے **قال المترجم** حیوان جملہ مخلوقات الٰہی ایک وجہ خاص سے ہین جو اُسکی معرفت پر قربان ہین پس حلال
نہین کسی جانور کو غیر حق کیواسطے قربان کرے پس یہ کمال تشریف ہے کہ بندہ عارف موحد ان جانور بہائم کیلیے قربانی کا مقصود کافی قرار پایا اور بھید ظاہر پس
اگر یہ خود تو ذبح جانور پر ماخوذ ہونا بضمن اپنے بدافعال کے اقرب ہے واللہ اعلم فافہم قولہ تعالیٰ ان اللہ یحکم ما یرید۔ آمین نفوس کی امید کاٹ دی کہ وہ اپنی خواہشون کو
تدبیر سے حاصل نہین کرسکتے ہین اور کوئی چاہے کہ سابقہ مشیت کو اپنی تدبیرات و مشقت سے کھودے تو اسکی تمنا بیکار ہی اپنی ہی ذات عالی متعالی کو فرد واحد قرار دیا
کہ ازل مین جو حکم چاہا دیدیا چنانچہ مخلوق کے ارادات باوجود کمال کوشش و تدبیر کے پورے نہین ہوتے یہی دلیل کافی ہی اولیا پر بلائین نازل فرماتا ہی مگر رحمت ہی کہ پہلے انکو
جمال سے بیہوش کردیا ہی

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحِلُّوا شَعَائِرَ اللَّهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَائِدَ وَلَا

[illegible] جو ایمان لائے ہو مت بے حرمت کرو نشانیون اللہ کی کو اور نہ مہینے حرام کو اور نہ وہ جانور کہ نیاز کعبہ کی ہون اور نہ جنکے گلے مین پٹا ڈالکر لیجاوین کعبہ کو اور

آمِّينَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنْ رَبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ۚ وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا ۚ

[illegible] حرمت والے گھر کو چاہتے ہین فضل پروردگار اپنے کے سے اور رضامندی اور جب حلال ہو تم یعنے احرام سے نکلو پس شکار کرو

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ أَنْ صَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَنْ تَعْتَدُوا ۘ وَتَعَاوَنُوا عَلَى

[illegible] دشمنی کسی قوم کی اسواسطے کہ بند کیا تم کو مسجد حرام سے یہ کہ حد سے نکلجاؤ اور مددگاری کرو آپسمین اوپر

Marfat.com

الربع

الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۖ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ [illegible]

بھلائی کے اور پرہیزگاری کے اور مددگاری کرو اوپر گناہ کے اور تعدی کے اور ڈرو اللہ سے تحقیق اللہ [illegible]

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خطاب اہل ایمان کو ہے لَا تُحِلُّوْا شَعَاۗىِٕرَ اللّٰهِ اے ایمان والو تم حلال مت کرو [illegible]

بروزن فعیلہ اور بعض نے کہا کہ نیز واحد اسکا شعارہ بروزن فعالہ ہے اور یہ احسن ہے اور اسی سے ماخوذ ہے اشعار ہدی [illegible]

جگہیں جن پر نشانات ظاہر کیے گئے ہوں پس شعائر اللہ یعنی مشاعر دین الٰہی ہے بحذف مضاف اور حاصل یہ کہ احرام میں شکار کر [illegible]

شعار میں حلال مت کرو کیونکہ احرام میں شکار حرام ہے ابن عباسؓ نے کہا کہ شعائر اللہ سے مناسک حج مراد ہیں یعنی مواقف حج و مطاف و سعی و دیگر [illegible]

جاتا ہے اور مجاہد نے کہا کہ صفا و مروہ و ہدی و بدنہ شعائر اللہ میں سے ہے اور معنی ان دونوں قول پر یہ ہیں کہ مت حلال کر دان دو اسکو [illegible]

فعل بجانہ لاؤ یا جو بجالاتا ہو اسکو روکو اور اشعار ہدی یوں ہے کہ دھار دار چیز سے سنام البعیر پر چونک دے کہ کچھ خون بہے اور جو علامت ہو [illegible]
کوہان

اُس سے کوئی تعرض نہ کرے اور یہ اونٹ و گائے میں سنت ہے بکری میں نہیں ہے اور احادیث صحیحہ اسپر دلیل ہیں اور یہی امام ابو یوسف اور محمد و دیگر ائمہ کا قول ہے اور امام

ابو حنیفہ نے جو اسکو مکروہ کہا تو اشعار کو جو سنت ہے مکروہ نہیں کہا بلکہ اسوقت کے لوگ اسقدر تیز زخم کر دیتے تھے جو موجب اذیت تھا کذا قالوا اور بعض نے کہا کہ شعائر

اللہ سے محارم مراد ہیں یعنی جو امور اللہ تعالیٰ نے حرام کیے ہیں انکو حلال مت کرو پھر تخصیص کر کے عطف کیا بقولہ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ اور نہ ماہ حرام اور مراد

الشہر سے جنس ہے پس اسمیں ذی قعدہ و ذی الحجہ و محرم و رجب چاروں مہینے داخل ہیں اور معنے آنکہ ولا تحلوا الشہر الحرام بالقتال فیہ یعنے ماہ حرام میں لڑائی کر کے

اُسکو حلال مت کرو قَالَ ابْنُ كَثِيْرٍ اور مراد اس سے یہ کہ اسکی تحریم رکھو اور اُسکی تعظیم کا اقرار کرو اور جس چیز سے ممانعت ہے وہ اسمیں مت کرو جیسا کہ اللہ

تعالےٰ یسئلونک عن الشہر الحرام قتال فیہ قل قتال فیہ کبیر اور فرمایا ان عدة الشہور عند اللہ اثنا عشر شہرا تا قولہ منہا اربعة حرم الآیة و عن ابی بکرةؓ فی خطبة حجة

الوداع مرفوعا کہ زمانہ اُسی ہیأت پر گھوم گیا جیسا آسمان و زمین پیدا کرنیکے روز تھا سال بارہ مہینہ کا جنمیں سے چار ماہ حرام ہیں سو تین مہینے در پے ذی القعدة

اور ذی الحجہ و محرم اور ایک رجب جو درمیان جمادی الثانی و شعبان کے ہے کما فی روایة البخاری اسمیں دلالت ہے کہ اسکی تحریم تا قیامت ہے جیسا کہ سلف میں سے ایک گروہ

کا مذہب ہے اور علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس سے اُسکی تفسیر میں کہا کہ معنی آنکہ ان مہینوں میں قتال کرنا حلال مت سمجھو و کذا قال مقاتل بن حیان و عبد الکریم بن

مالک الجزری اور اسکو ابن جریر نے اختیار کیا اور جمہور علما کا مذہب ہے کہ یہ منسوخ ہے چنانچہ ماہہائے حرام میں اپنی طرف سے قتال کی ابتدا کرنا کافروں کے ساتھ روا

ہے بدلیل قولہ تعالیٰ فاذا انسلخ الاشہر الحرم فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموہم اور امام ابو جعفر نے اجماع نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ماہ حرام و غیر حرام سب میں مشرکون

سے قتال کرنا حلال کر دیا اور اسیطرح اجماع ہے کہ اگر کوئی مشرک تمام درختان حرم کے ریشوں سے گردن و ہاتھ لپیٹ لے تو یہ اسکو امان نہوگی جبکہ پہلے سے اُسکو امان

نہ دیگئی ہو قَالَ الْمُتَرْجِمُ مفسر سیوطیؒ نے تفسیر مطابق قول ابن عباسؓ بیان کی لیکن اُسکو منسوخ قرار دیا کما سیاتی۔ وَلَا الْهَدْيَ اور نہ تم لوگ ہدی کو حلال

بنا ئیو ف ہدی نام اُس جانور کا انعام میں سے ہے جو حرم کو ہدیہ بھیجا جاوے جیسا کہ آیت الحج میں گذرا اور ولا تحلوا الہدی کے معنی یہ کہ ہدی کو [illegible]

یا بیطور کہ اُس سے تعرض کرو اور ہدی جمع ہدیہ ہے اور یہ اگرچہ شعائر اللہ میں داخل ہے پھر مخصوص اُسکو بیان کرنا اسکی مزید خصوصیت پر تنبیہ ہے وَلَا الْقَلَاۗىِٕدَ

اور نہ تم قلائد کو حلال بنا ئیو ف قلائد جمع قلادہ ہے جو ہار کے طور پر گلے میں ڈالیں چنانچہ جاہلیت کے لوگ حرم کے درختوں سے ریشہ وغیرہ گلے میں ڈال لیتے تاکہ [illegible]

اسلیے کہ پھر اُنسے کوئی تعرض نہ کرتا اگرچہ کسیکے باپ کو بھی قتل کیا ہو اور عرب میں یہ صفت امانت کی تھی حاصل آنکہ قلائد سے یا اصحاب قلائد سے تعرض مت کرو اور

کہا گیا کہ تقلید ہدی ہے اور وہ اسطرح کہ ہدی کی گردن میں جوتی وغیرہ کے مانند لٹکا دیتے یا اونٹ کی گردن میں باندھ دیتے کہ یہ علامت ہدی ہونیکی تھی [illegible]

تعرض نہ کرتے اور مراد اس سے یہ کہ ہدی کے تعرض سے باز رہنے کی تاکید ہے اور بعض نے کہا کہ اصحاب قلائد مراد ہیں اور بعض نے کہا کہ قلادہ [illegible]

[illegible]

...شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ نے قولہ ولا الهدی ولا القلائد کی تفسیر مین دو معنی بیان کیے یعنے لا تحلوا الهدی
...کہ ہدی بھیجنا ترک مت کرو کیونکہ بھیجنے مین شعائر اللہ کی تعظیم ہے اور نیز اُسکی تقلید کرنیکو مت چھوڑو بلکہ اُسکی گردنین
...یعنے تمیز ہو اور جو اس سے تعرض کرنیکا قصد کرتا ہو وہ اس علامت سے ہدی جانکر اجتناب کرے اور جو دیکھے اُسکو بھی ہدی بھیجنے کا شوق پیدا
...شروع پید دوسرے کو ہدایت کرتا ہے تو اُسکو بھی کرنیوالیکا ثواب ملتا ہے وقد قال تعالیٰ ومن یعظم شعائر اللہ فانها من تقوی القلوب اور جسنے
...کی تعظیم کی تو یہ دلونکا تقوی ہے۔ **مترجم** کہتا ہے کہ یہ معنی بھی اچھے ہین لیکن اسقدر تامل ضرور ہوگا کہ ہدی بھیجنا و قلادہ کرنا واجب نہین کہا جاتا ہے
...واجب نہین ہے اور قلادہ بالاتفاق سنت ہے بہان ہدی جسکے قلادہ ہو اس سے تعرض کرنا حرام ہے پس شاید یہ مراد ہو کہ لا تحلوا سے ہتک مت کرو کے معنے
...تامل پھر لکھا کہ مقاتل بن حیان کا قول ہے کہ قلائد کو حلال مت کرو اور زمانہ جاہلیت مین دستور تھا کہ ماہہائے حرام کے سوائے اور مہینوں مین جب
...نکلتے تو اپنی گردنین بالون اور ریشم کے قلادہ ڈال لیتے اور اہل حرم وہانکے درختونکی چھالون اور ریشونسے قلادہ ڈال لیتے پس امن مین رہتے تھے
...ابی حاتم) اور مجاہد رح نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ اس سورہ مین سے دو آیتین منسوخ ہین ایک تو آیت قلادہ اور دوم فان جاؤک فاحکم بینهم او
...عنهم الآیۃ منسوخ ہین (رواہ ابن ابی حاتم) **مترجم** کہتا ہے کہ نسخ باینمعنے ہوگا کہ قلادہ باندھنے سے کافر کو امن نہوگا بدلیل آیت سورہ برأۃ کہ آمین کافرون کا
...سب جگہ قتل کرنیکا حکم ہے اور اس آیت مین تھا کہ قلادہ والے کسے تعرض مت کرو اور عطاء رح سے روایت ہے کہ وہ لوگ درختان حرم سے قلادہ ڈالتے تو اللہ تعالے
...درختان حرم قطع کرنے سے منع فرمایا **وکذا قال مطرف بن عبداللہ** پس لا القلائد کے یہ معنی ہوے کہ قلادہ بنانا درختان حرم سے حلال مت
...کو درخت حرم کے۔ اور اس تقدیر پر نسخ نہوگا اور حسن بصری رح سے پوچھا گیا کہ سورہ مائدہ مین سے کچھ منسوخ ہے فرمایا کہ کچھ نہین اور اولی ان
...مین سے مفسر رح کے نزدیک قول مقاتل یا عطاء ہے اور مابعد سے پتہ ملتا ہے کہ بعض رسوم جاہلیت اگرچہ خلاف شرع تھین لیکن جبکا مدار تعظیم شعائر اللہ پر تھا
...عظمت لونسے نہین گھٹائی ہے پھر قول مفسر رح ای فلا تتعرض لها ولا لاصحابها۔ کے معنی یہ ہین قلائد سے تعرض مت کرو یعنے درختان حرم سے قلائد مت بناؤ
...عطاء و مطرف بن عبداللہ سے مذکور ہوا یا یہ معنی ہین کہ ان قلادہ والونسے تعرض مت کرو پس درخت کاٹنے سے ممانعت نہوگی جیسا کہ مقاتل رح سے مذکور ہوا
**ولا آمین** ای لا تحلوا قاصدین۔ **البیت الحرام**۔ بان تقاتلوهم۔ اور مت حلال کرو اُن لوگونکو جو قصد کرنیوالے ہون بیت الحرام کا ف
...کرنا بایطور کہ اُنسے مقاتلہ کرو اُسکو حلال مت کھو اگرچہ وہ کافر ہین پھر ان لوگونکا حال ظاہر کیا کہ کفر اگرچہ فساد ہے مگر یہ فعل اُنھون نے نیکی کی
...ہے اور متضمن فساد نہین ہے شاید راہ پر آوین چنانچہ فرمایا۔ **يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّن رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا** ای حال کونهم یطلبون رزقا
من ربهم بالتجارۃ ورضوانا من اللہ بسبب قصد البیت بزعمهم یعنی بیت الحرام کے قصد کرنیوالونکو مت تعرض کرو درحالیکہ وہ لوگ اس خروج الشمس مین آئے
...تجارت کرکے پروردگار کے فضل سے روزی پاوین اور بیت الحرام کا حج و قصد رکھنے کے سبب سے اللہ تعالیٰ کی بڑی رضامندی حاصل کرین یہ
...اپنے زعم کے موافق سمجھا ہے مفسر رح نے کہا کہ وھذا منسوخ بآیۃ البرأۃ اور یہ منسوخ ہے بسبب آیہ سورہ برأۃ کے واضح ہو کہ آیہ سورہ برأۃ مین دو
...یا مراد قولہ تعالے اقتلوهم حیث وجدتموهم الآیہ۔ پس استدلال سے قولہ ولا الشهر الحرام سے لیکر یہانتک منسوخ ثابت ہوگا اور یہی اولی ہے
...قولہ انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامهم هذا الآیۃ ہے تو قولہ ولا آمین فقط یا مع قولہ ولا الهدی سے یہانتک منسوخ ہوگا کیونکہ
...وقلائد سے اسکو امن نہوگا اور **شیخ حافظ ثقہ عماد کبیر المعروف بابن کثیر** رح نے جو اپنی تفسیر مین لکھا کہ اسکا حال یہ ہے کہ
...حلال رکھو لڑنا ان لوگونسے جو قصد کرنیوالے ہون بیت الحرام کیطرف جسکی شان مین ہے کہ جو اُسمین پہونچگیا وہ بےخوف ہے درحالیکہ
...آئی بھی سمجھتے ہین **قال المترجم** اس جملہ حالیہ سے نکلا کہ جو وہان الحاد و ظلم کی خواہش سے جانا چاہے وہ روکا جاوے جیسا کہ یزید

Marfat.com

خود کلام مجید مین آویگا انشاء اللہ تعالیٰ پھر شیخ نے قولہ یبتغون فضلا من ربہم کی تفسیر مین سیوطی [illegible]
نقل کی اور ابن عباسؓ نے کہا کہ ورضوانا ای اپنے حج کرنیسے اللہ تعالیٰ کی رضامندی چاہتے اور عکرمہ وسدی [illegible]
ابن ہند البکری نازل ہوئی کہ اُسے ایک بار مدینہ کے گلہ اونٹ وغیرہ پر چھاپہ مارا اور دوسرے سال عمرہ ادا کرنیکا ارادہ کعبہ [illegible]
چاہا کہ راستہ مین اُس سے تعرض کرین تب نازل ہوا قولہ ولا آمین البیت الحرام الخ۔ اور ابن جریر نے اختیار کیا کہ قولہ ولا القلائد [illegible]
اگر اُسنے قلادہ ڈال لیا تو اُسکو امن دو اور کہا کہ عرب والے برابر عادت لاتے جو اُسکو نہ مانتا تھا پھر ابن جریرؒ نے اجماع نقل کیا کہ اگر مشرک [illegible]
قتل کرنا روا ہی اگرچہ وہ بیت اللہ کا قصد رکھتا ہو پس جو حکم یہان مذکور ہی وہ منسوخ ہی **قال المترجم** اگر کہا جاوے کہ احمد و نسائی [illegible]
سے موقوفاً و مرفوعاً آیا ہی کہ سورۂ مائدہ کے حلال و حرام پر مرجع ہی کہ یہ آخر نازل ہوئی جیسا کہ حدیث اوپر مذکور ہو چکی تو کمالین مین جواب یا [illegible]
کلیہ نہین ہی بدلیل روایت ابن عباسؓ مذکورہ بالا کہ آیۃ القلائد و قولہ اذا جاؤک لا آیۃ دونون منسوخ ہین وقد رواہ ابوداؤد فی ناسخہ والحاکم وصححہ **وَإِذَا حَلَلْتُمْ**
**فَاصْطَادُوا** ای اذا حللتم من الاحرام فلکم الاصطیاد فالامر للاباحۃ۔ اور جب احرام سے فارغ ہو کر حلال ہو جاؤ تو تمکو روا ہی کہ شکار کرو۔ ف پس صیغہ امر یہان وجوب کے
واسطے نہین بلکہ اباحت کے واسطے ہی اور یہ اسوجہ سے کہ شکار پہلے مباح تھا جو بسبب احرام کے ممنوع ہوا پھر احرام سے فارغ ہونیکے بعد پھر واجب نہ ہو جائیگا اور یہ وجہ نہین ہی
جو بعض اصولیون نے گمان کی کہ بعد ممانعت کے جو امر ہوتا ہی وہ اباحت کے لیے ہوتا ہی کیونکہ یہ کلیہ درست نہین بدلیل قولہ تعالیٰ فاذا انسلخ الاشہر الحرم فاقتلوا
المشرکین الآیہ کیونکہ اسمین فاقتلوا کا حکم بعد ممانعت کے ہوا کہ ماہہاے حرام مین مشرکونکو قتل کرنا منع ہوا تھا پھر ماہ حرام گذرنے پر حکم دیا کہ انکو مارو حالانکہ یہ امر
اباحت نہین بلکہ وجوب ہے اور ایسے ہی قولہ صلے اللہ علیہ وسلم نہیتکم عن زیارۃ القبور فزوروہا یعنی مین نے تمکو زیارت قبور سے منع کیا تھا اب زیارت کیا کرو حالانکہ
زیارت واجب نہین ہو گئی ہی پس صحیح قاعدہ یہ ہی کہ قبل ممانعت کے جس صفت پر تھا اُسی صفت پر وہ لوٹ جاتا ہی اگر پہلے واجب تھا تو واجب جیسے آیۃ القتال مین ہی اور اگر
پہلے مباح تھا تو مباح ہو جاتا ہی جیسے آیۃ الاصطیاد مین اور اگر مستحب تھا تو مستحب جیسے حدیث زیارت مین ہی اور یہ صورتیکہ امر مطلق ہو اور اگر بعد نہی کے اجازت
مین وجوب یا استحباب کی تصریح کر دی جاوے تو وہی ہوگا۔ **وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ** اور نہ کماوے تمکو بغض کسی قوم کا **أَنْ صَدُّوكُمْ**
**عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ** اس جہت سے کہ تمکو اُنھون نے مسجد الحرام سے روکا تھا۔ **أَنْ تَعْتَدُوا** علیہم بالقتل وغیرہ یہ کمائی کہ تم انپر ظلم کرو
قتل وغیرہ سے ف یعنی جس قوم نے تمکو مسجد الحرام کا عمرہ ادا کرنے سے سال حدیبیہ مین روکا تھا جس سے تمکو انکی جانب غصہ پیدا ہوا تو یہ غصہ تمکو اس
قوم پر ظلم کرنیکے واسطے آمادہ نکرے جس سے تم گناہگار ہو جاؤ۔ اور ابن مسعودؓ نے یُجرمن بضم یاء از اجرم۔ پڑھا اور کسائی نے کہا کہ جرم اور اجرم بیک معنے ہین
اور بصریین علماء لغت اجرم نہین جانتے بلکہ اُنکے نزدیک صرف جرم ہی پھر شنان بفتح نون اکثرونکی قراءۃ ہی اور بسکون نون کو ابن عامرؒ نے پڑھا اور ابوبکر عاصم
سے اور اسمٰعیل نے نافع سے روایت کیا اور قولہ ان صدوا مفعول لہ ہی اور وہ شنان کی علت ہی یعنی بغض قوم کا جو اس جہت سے پیدا ہوا کہ تمکو اُنھون نے
بیت الحرام سے روکا تھا اور حاصل آنکہ سال حدیبیہ مین کفار نے حضرت صلعم مع اصحاب کو عمرہ ادا کرنیسے روکا تھا تو منع فرمایا کہ وہ بغض جی مین رکھکر کفار سے
قصاص بچا لینے پر آمادہ مت ہو جیو بلکہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کا حکم ہی اُسی حد پر رہیو اور عدل کو نگاہ رکھیو اور یہ بمانند آیت دیگر ہی جو آتی ہی یعنی قولہ ولا یجرمنکم شنآن قوم
علی الا تعدلوا اعدلوا ہو اقرب للتقوی اور زید بن اسلم سے مرسل روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم و صحابہؓ حدیبیہ مین تھے جبکہ انکو مشرکون نے [illegible]
اُنپر بہت گران گذرا تھا پھر مشرق کیطرف والے مشرکونکا ایک گروہ عمرہ ادا کرنیکے ارادہ سے جاتا تھا تو صحابہؓ نے کہا کہ ہم ان لوگونکو روکینگے جیسے انکے [illegible]
نے ہمکو روکا پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری رواہ ابن ابی حاتم بالجملہ کلام پاک کے معنے تو بلا تامل واضح ہین کہ تم حکم الٰہی کے اوپر حق و عدل [illegible]
بسبب عداوت ایسی قوم کے جنھون نے ظلماً تمکو بیت الحرام سے روکا تھا پس تم بھی بعد صلح کے ناانصافی کرو خواہ بانطور کہ اُسی قوم [illegible]

[illegible] قوم کی [illegible] بدلا جسکا تجاوز ہونا ظاہر ہے کہ روکا مکہ والون نے اور بدلا لیتے ہو غیرون سے کما روی عن زید بن
[illegible] سے یعنی ہین کہ اے ایمان والو عدل کے پابند رہو موافق حکم الٰہی کے اور کسی قوم کے بغض کیوجہ سے جسنے تمھارے ساتھ کچھ برائی
[illegible] ہے قدم باہر مت رکھو مترجم کہتا ہے کہ حد سے تجاوز کرنے سے ممانعت پر یہ کلام نص ہے پس قطعاً معلوم ہوا کہ منسوخ ہونیکی کوئی وجہ
[illegible] حکم تو مفوض ہو حد سے تجاوز کہان ہوا جیسے قصاص وغیرہ کا حال ہے پس مراد یہ کہ جو تمپر شرع عدل ہے اس سے تجاوز مت کرو **وَتَعَاوَنُوا**
**عَلَى الْبِرِّ** اور مدد کرو اس کام کے کرنے پر جسکا تم حکم دیے گئے ہو **ف** اور یہ بنابر آنکہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ بر وہ ہے جسکا تجھے حکم دیا گیا ہے اور ابن عطیہ
نے کہا کہ البر شامل ہے واجب ومستحب دونون کو اور شاید حضرت ابن عباس کے کلام مین بھی حکم دیا جانا بمعنے عام ہے یعنی مدد کرو جس کام کا حکم دیا گیا خواہ وجوباً
یا استحباباً۔ **وَالتَّقْوٰى** ۔ اور معاونت کرو تقوی پر یعنی ترک کرنے پر ایسی چیز کے جس سے تم منع کیے گئے ہو اور حاصل آنکہ آپسمین ایک دوسرے کی معاونت کرنی
چاہیے نیکی بجالانے مین و ممنوع سے باز رہنے مین یعنی جس کام پر شرع مین ثواب کا وعدہ ہے اسکے کرنے مین ایک دوسرے کی مدد کرو اور جس سے ممانعت ہے اسکے
ترک کرنے مین مدد کرو یعنے کہ ایک دوسرے کو سمجھاؤ کہ یہ منع ہے اسکو مت کرو حتی کہ بار کر چھڑاؤ۔ **وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ** ۔ اور مت
معاونت کرو آپسمین کسی جنس کے گناہ پر اور اللہ تعالے کے حدود سے تجاوز کرنے پر **ف** اور بعض نے کہا کہ اثم سے مراد کفر ہے اور عدوان سے مراد ظلم ہے حاصل آنکہ
اللہ تعالے بندگان مومنین کو حکم فرماتا ہے کہ نیک کام کے کرنے پر اور ممنوعات کے چھوڑنے پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور اثم و عدوان پر معاونت نہ کرو۔ اور چونکہ یہ معاونت
اسیوقت ہو سکتی ہے کہ باہم متفق و خیر خواہ ہون لہذا اتفاق رکھنا اور ایک دوسرے کی خیر خواہی چاہنا باقتضاء النص واجب ہے اور یہ مستقل دلائل سے بھی ثابت ہے
اور پہلے اشارہ ہوا کہ بر ہر کار خیر کو جو شرع مین نیک ہو جبتو اب ثابت ہوتا ہے شامل ہے اور معاونت کرنا بھی عام ہے کہ ہاتھ سے زبان سے مال سے جسطرح ممکن ہو
اعانت کرے اور حضرت انس رض سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ مدد کرو اپنے بھائی کی خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم ہو تو عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ
جب وہ مظلوم ہو تو نصرت مدد ہوئی اور جب ظالم ہو تو کیونکر مدد کرین تو فرمایا کہ اسکو ظلم سے روکو و منع کرو کہ یہی اسکی مدد ہے کما رواہ البخاری ومسلم اور نیز حدیث مین ہے
کہ جو مومن کہ لوگون مین مل جلکر بسر کرے اور انکی ایذاؤ پر صبر کرے اسکو بڑا ثواب ہے بہ نسبت اس مومن کے جو لوگون مین مخالطت نہ رکھے اور انکی ایذاؤن پر صبر
نہ کرے کما رواہ احمد والترمذی پھر اثم و عدوان جسپر معاونت سے منع فرمایا اسکا جاننا ضرور ہے پس اثم ہر وہ فعل ہے جو شرع سے ممنوع ہوا اور یہ بقدر مقابلہ
کے ہے پس اگر کوئی شخص کوئی سنت ترک کرتا ہو تو زبان سے اسکے حق مین کوئی ایسی بات نہ کہنی چاہیے جس سے اسکے نفس کو جرأت ہو یا غصہ پیدا ہو بلکہ اچھے کلام سے
اسکو نصیحت کرے اور دل سے چاہے کہ اللہ تعالی اسکو توفیق دے اور ابن جریر نے کہا کہ اللہ تعالی نے دین مین جو حدود مقرر کر دیے ہین انسے تجاوز کرنا عدوان
ہے تو عدوان مین کسیکی مدد نہ کرے خواہ اسکا نفس خود تجاوز کرے یا کوئی غیر تجاوز کرے اور سب سے بڑھکر آدمی کو اپنے نفس سے حساب لینا چاہیے اور احادیث
مین وارد ہوا کہ مرد نیک ہر گناہ کو اپنے دل کی کھٹک سے پہچان لے چنانچہ وابصہ رضی اللہ عنہ کو حضرت صلعم نے فرمایا کہ بر وہ ہے جسپر دل مطمئن ہو اور اثم وہ ہے جو دل
مین کھٹکے اور سینہ مین تردد رہے اگرچہ لوگ تجھے اسکی بابت فتوی دیدین (رواہ البخاری فی تاریخہ واحمد وعبد بن حمید) پس حدیث مین ایسے نیک دل کو تقوی
سمجھایا جو اللہ تعالی کے ساتھ نیک نیت ہو پس اگر مفتی اسکو فتوی دیدے کہ یہ جائز ہے مگر اسکے نیک دل مین کھٹکے تو اسکو چھوڑ دے اور نواس بن سمعانؓ سے روایت
ہے کہ مین نے رسول اللہ صلعم سے البر والاثم کو پوچھا تو فرمایا کہ بر تو خوش خلقی ہے اور اثم وہ ہے جو تیرے دل مین کھٹکے اور تو اسپر لوگون کے آگاہ ہونیکو برا جانے (رواہ البخاری
فی الادب واحمد ومسلم وابن ابی شیبۃ والترمذی والحاکم والبیہقی) اور ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلعم سے سوال کیا کہ اثم کیا
ہے فرمایا کہ جو تیرے دل مین کھٹکے اسکو چھوڑ دے اسنے کہا کہ ایمان کیا ہے فرمایا کہ جسکو اسکی برائیان رنج دین اور بھلائیان خوش کرین وہ مومن ہے (رواہ احمد و
ابن حبان والحاکم والبیہقی) اور معنی یہ ہین کہ اگر نیکی کرے تو اسکا دل خوش ہو اور اللہ تعالی کا شکر ادا کرے اور دل مین نور سے فرحت پاوے

Marfat.com

اور حدیث مین ہر کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جو شخص کسی ظالم کے ساتھ چلا تاکہ اُسکی معاونت کرے [illegible]
باہر ہوا رواہ الطبرانی اب غور کرو کہ ظالم کسقدر خوار ہوگا ظالم وہ شخص جو کسی خلاف شرع فعل کو کرے اگرچہ [illegible]
تو وہ بھی ظالم کے مانند ہی اور اسلام سے باہر ہوا اور باہر ہوجانیکے یہ معنی ہین کہ اس فعل مین اسلام سے خارج ہی پھر اللہ تعالیٰ [illegible]
تاکید فرمائی ۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۔ اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے خوف کرو ف باینطور کہ جو فرمایا اسکی اطاعت کرو ۔ اِنَّ اللّٰهَ شَدِیدُ [illegible]
اللہ تعالیٰ سخت عذاب کرنیوالا ہی ف اس بندے کو جو اُسکی مخالفت کرے تو اللہ تعالیٰ کا عذاب بہت سخت [illegible]
ہی کیونکہ اگر مخلوقات مین ایک آدمی دوسرے پر عذاب مین سختی کرے تو چاہے جسقدر سختی کرے آخر جب وہ مظلوم بیہوش ہوکر مرگیا تو [illegible]
اللہ تعالیٰ کے عذاب مین جہنمیون کو نہ موت آوے نہ عذاب کم ہو بلکہ جب کھال گوشت جلکر گریگا تو پھر دوبارہ ویساہی پیدا ہوجائیگا [illegible]
عذابہ وعقابہ ف فی العرائس قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا لاتحلوا شعائر اللہ واضح ہو کہ ابتدا مین جب آدمی شرک و کفر مین گرفتار ہوتا ہی تو وہ اپنے معبود [illegible]
کے نام ہی کی تعظیم نہین کرتا پھر جب اسلام لایا تو اب اسکو تعلیم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے جن چیزونکی تعظیم رکھی ہی مثلاً خانہ کعبہ و رسول و قرآن وغیرہ کسی کی بے ادبی [illegible]
پھر جب اعلیٰ درجہ پر پہونچے تو وہانکے آداب مین بے ادبی نکرین چنانچہ شیخ نے لکھا کہ ادب مراقبہ یہ کہ دنیاوی کشف کیطرف توجہ نہو ۔ اسیواسطے کشف کی ممانعت [illegible]
نفس کی خواہش مین موافقت کرنا بے ادبی ہی غرضکہ احرام بیت اللہ کعبہ و قلب کی حرمت رکھین پھر واضح ہو کہ بعض مشائخ نے فرمایا کہ تقویٰ کے مرتبہ مین بِرّ وہ چیز ہی کہ
علم شرع سے سب اماموں کے نزدیک بھلائی معلوم ہو اور کسیکے نزدیک وہ مکروہ نہو اور خواہش نفس سے مخالفت کرنا تقویٰ ہی اور شبہات کے اندر قدم رکھنا
عدوان ہی بعض نے فرمایا کہ بِرّ وہ ہی کہ جسکی طرف تیرا دل مطمئن ہو اور قولہ ولاتعاونوا علی الاثم مین اشارہ ہی کہ دنیا مین مشغول نہو اور عدوان یہ کہ نفس کی خواہش مین گرے
شیخ سہل نے فرمایا کہ بِرّ تو ایمان ہی اور تقویٰ سنت ہی اور اثم کفر ہی اور عدوان معاصی ہین

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ
حرام ہوا تمپر مردہ اور خون اور گوشت سور کا اور جس چیز پر نام پکارا گیا اللہ کے سوائے کا اور جو مرا گھٹکر اور جو مرا چوٹ سے
وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ قف وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا
اور جو مرا گرکر اور جو مرا سینگ مارے سے اور جسکو کھایا درندے نے مگر جو تم نے ذبح کرلیا اور جو ذبح ہوا کسی استھان پر اور یہ کہ بانٹا کرو
بِالْأَزْلَامِ ط ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ط اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ دِينِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ط
پانسے ڈالکر یہ گناہ کا کام ہی آج ناامید ہوے کافر تمھارے دین سے سو اُنسے مت ڈرو اور مجھسے ڈرو
اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا ط فَمَنِ
آج مینونے پورا کردیا تمھارا دین اور تمام کردی مینے تمپر اپنی نعمت اور پسند کیا تمھارے لیے دین اسلام پھر جو
اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِإِثْمٍ ط فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝
کوئی لاچار ہوگیا بھوک مین کچھ گناہ پر نہین ڈھلتا تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ ۔ الی آخرہا ۔ تمپر مردار کا کھانا حرام کیا گیا ف کیونکہ حلت و حرمت تو کھانیسے متعلق ہوتی ہی اور خود اس چیز سے [illegible]
اسلیے کہ مثلاً کسی نے حلوا پکایا اُسکو دوسرا شخص اُٹھا لیگیا تو اُسکو کھانا حرام ہی پھر اگر مالک اُسکو اجازت دیدے تو اب حلال ہی پس چیز [illegible]
ذاتی یہان مراد ایسی چیز ہی کہ وہ کسی طرح حلال نہین ہوسکتی مردار سے وہ جانور مراد ہی جو خود بخود اپنی موت سے بدون ذبح کیے [illegible]

... مچھلی و ٹیڈی مستثنی ہین ۔ وَالدَّمُ ۔ اور تم پر خون کھانا حرام کیا گیا ف خون سے مراد خون مسفوح ہے یعنے
... لیکن سورۂ انعام مین تحریم کے بیان مین فرمایا او دما مسفوحا اور یہی تفسیر حضرت عائشہؓ و ابن عباسؓ و سعید بن جبیر سے
... ابن عباس سے تلی کا حکم پوچھا گیا تو فرمایا کہ اُسکو کھاؤ تو عرض کیا گیا کہ وہ تو خون ہے فرمایا کہ حرام تو دم مسفوح رکھا گیا ہے (رواہ
... ابن عمرؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ ہمارے واسطے دو مردہ جانور اور دو خون حلال رکھے گئے ہین پس مردہ جانور دونون تو مچھلی و ٹیڈی ہین
اور دونون خون یہ تلی او جگر ہین (رواہ الشافعی واحمد وابن ماجہ والدارقطنی والبیہقی) ابو زرعہ الرازی نے کہا کہ اصح روایت مین یہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا قول
... مچھلی کے واسطے حدیث ابو ہریرہؓ کافی ہے کہ آنحضرت صلعم سے بحر کے پانی کو پوچھا گیا تو فرمایا کہ اُسکا پانی پاک کرنیوالا ہے اور اُسکا مردار حلال ہے (رواہ مالک والشافعی
واحمد وابو داؤد والترمذی والنسائی وابن ماجہ وابن حبان وابن خزیمہ) [دریا و سمندر ۱۲] اور واضح ہو کہ زمانۂ جاہلیت الوہین جب کوئی بھوک سے تکلیف اُٹھاتا تو کسی دھار دار
چیز سے اپنے اونٹ کو زخمی کرکے اس سے خون نکال لیتا اور اُسکو پی جاتا یا جمنے کے بعد کھالیتا پس اس خونخواری کو اللہ تعالے نے حرام کردیا وَلَحْمُ
الْخِنْزِیرِ ۔ اور سور کا گوشت ف یعنی کل سور سر سے پاؤن تک نجس و حرام ہے لیکن چونکہ غالباً گوشت ہی کھایا جاتا ہے اور یہان کھانے ہی کی چیز ذکر کا
بیان ہے لہذا فرمایا لحم الخنزیر تم پر حرام کیا گیا پس سور کھانا حرام ہے خواہ پالو ہو یا جنگلی ہو اور ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ لحم کہنا شامل ہے تمام اجزا کو بلحاظ زبان
عرب کے اور نیز باعتبار عرف کے بھی اور حدیث صحیح مسلم مین ہے کہ انحضرت صلعم نے فرمایا کہ جسنے نردشیر سے کھیلا گویا اُسنے سور کے گوشت و خون مین اپنا
ہاتھ ڈالا (رواہ مسلم) تو خون کا نجس ہونا ظاہر ہوگیا پس جب چھونیسے ایسی نفرت دلائی تو اُسکو غذا کرنے مین کیسی نفرت ہوگی جسکے تصور سے قے آوے
پس اسمین دلالت ہے کہ اسکی چربی و کھال وغیرہ سب اجزا اسکے گوشت کے حکم مین ہین اور صحیحین مین ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے شراب و مردار
و سور اور بتون کی بیع حرام کی تو عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ لوگ مردار کی چربی کام مین لاتے ہین کہ اس سے کشتیون پر روغن کیا جاتا اور چمڑے چکنائے جاتے
اور لوگ اسکی بتی جلاتے ہین بھلا آپ اسکو روا رکھتے ہین تو فرمایا کہ نہین یعنی نہین روا ہے ۔ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۔ اور وہ چیز حرام کیگئی کہ غیر اللہ کیلیے
پکاری گئی ہو ف یہ حکم عام ہر چیز کو شامل ہے حتی کہ شیطانون کے نام کی روٹی کھانا حرام ہے اور یہان جانور وہین اسطرح کہ ذبیحہ کسی غیر کیواسطے ہو یا گوشت
کسی نے شیطانون کے نام کا دیا تو اُسکا کھانا حرام ہے ۔ جاننا چاہیے کہ اہلال کہتے ہین آواز بلند کرنیکو پس معنی یہ کہ اور وہ جانور کہ آواز بلند کیگئی اُسپر واسطے
غیر اللہ کے اور مفسرینؒ نے کہا کہ یہ اس طور سے کہ اللہ تعالے کے سوائے کسی غیر کے نام سے وہ ذبح کیا گیا ہو کیونکہ اللہ تعالے نے واجب کیا ہے کہ اُسکی مخلوقات
اُسیکے پاک نام سے ذبح ہون سو جب اس سے عدول کرکے ذبیحہ پر کسی بت وغیرہ کا نام لیا گیا اگرچہ تمام مخلوقات مین سے کوئی ہو تو وہ بالاجماع حرام ہوگا
اور اگر اس ذابح نے عمداً یا بھولکر اللہ تعالے کا نام چھوڑا تو عمداً کی صورت مین حنفیہ رحمہم اللہ تعالے کے نزدیک ذبیحہ مردار و حرام ہوگا اور یہی قول صحیح ہے ۔
اور اسمین جو اختلاف ہے سورۂ انعام مین انشاء اللہ تعالی بیان ہوگا اور حنفیہ رحمہم اللہ تعالی کے نزدیک ... ذبیحہ بقصد تعظیم کسی مخلوق کے ہو وہ مردار ہے ... لکھیم
کتاب الذبائح مین لکھا ہے کہ اگر مہمان کی تعظیم کے قصد سے ذبح کیا تو ذبیحہ مردار و کھانا حرام ہوگا قال لو ذبح عند قدوم الضیف تعظیماً لہ لا یحل اکلہا
وکذا عند قدوم الامیر او غیرہ تعظیماً و اما اذا ذبح لاجل الضیافۃ فانہ لا باس بہ (جوہرہ نیرہ) یعنی مہمان کی تعظیم کیلیے اگر ذبح کیا تو ذبیحہ کھانا حلال نہین ہے
اسیطرح اگر بادشاہ و حاکم وغیرہ کی آمد مین اُسکی تعظیم کیلیے ذبح کیا تو حرام ہے ہان اگر اسکی ضیافت و مہمانداری کیلیے اللہ تعالے کے نام پر ذبح کیا
تو حلال ... (جوہرہ نیرہ) اور اسی پر ائمہ فقہاء نے اتفاق کیا ہے و النص علیہ لقولہ لغیر اللہ بہ ۔ اسواسطے کہ تفسیر نیشاپوری مین مصرح ہے کہ
... پس عجب ان لوگون سے کہ خالی منطق و فلسفہ پڑھکر فتوی پر قلم اُٹھاتے ہین اور شیخ صدو کے نام کا بکرا اور مانند اُسکے جائز بتاتے ہین بخلاف
... تعالی و کر خلاف مذہب فقہاء و ائمہ مجتہدین ہے جسکا گناہ تا قیامت اپنے سر پر لیتے ہین نعوذ باللہ من الضلال ہان اگر خالص اللہ تعالی کی رضا مین

Marfat.com

تقرب قربانی کی نیت ہو پھر گوشت کسی ولی کیواسطے فاتحہ دیدے تو جائز ہی اور اگر شیطان کے نام پر ہانکا گیا تو گناہ [illegible]
المیتہ خنقا یعنی حرام کیگئی وہ مردار جو خون سے مرجاوے فی یعنی گلا گھٹ جانیسے خواہ بانیطور کہ آدمی خود گلا گھونٹ دیوے جیسے زمانہ [illegible]
مین نصاری کی طرح مرغی مرغی معروف ہے اور خواہ بانیطور کہ اتفاق سے جانور خود اپنا گلا کسی بندش وغیرہ میں اسطرح پھنسائے کہ [illegible]
ہی اور فرق یہ کہ مرادہ جو بلا کسی ظاہری سبب کے مراہو اور منخنقہ بسبب خنق مراہی۔ **والموقوذة** المقتولة ضربا یعنی حرام کیا گیا تیرے واسطے [illegible]
کسی بھاری چیز سے جو دھار دار نہیں ہی مارا یہانتک کہ وہ مرگیا (قال ابن کثیر) اور اولی یہ کہ بھاری کا لفظ نکالا جاوے اور ابن عباس نے کہا کہ لکڑی
سے مار ڈالے اور مراد وہی ہی جو شیخ نے بیان کی اور زمانہ جاہلیت والے لاٹھی سے مردہ کرکے کھاتے تھے کما قال قتادہؓ اور صحیح بخاری میں عدی بن حاتمؓ سے [illegible]
نے کہا کہ یا رسول اللہ میں معراض سے شکار مار لیتا ہوں تو فرمایا کہ جب تو معراض سے مارے اور وہ شکار کو پھاڑ دے تو اسکو کھا اور اگر اسکی ڈنڈی سے مرجاوے تو وہ
وقیذ ہے اسکو مت کھا۔ حاصل یہ کہ اسکی نوک کی تیزی سے زخمی ہوکر مرنیوالے جانور کو جائز فرمایا جبکہ تیر کیطرح اسپر بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ لیا ہو اور چوٹ کھا کے مردار
کو حرام کیا اور اسپر فقہا کا اجماع ہی اور شکار کا بیان انشاء اللہ تعالی آتا ہی پھر جاننا چاہیے کہ **شیخ ابن عبد البر** رحمہ اللہ نے فرمایا کہ علما میں بندقہ و تیر و معراض
و عصا جسکا سر دھار دار ہی انکے شکار میں اختلاف ہی اور بندقہ سے مراد غلہ ہی جو معروف ہی اور معراض سے مراد وہ تیر جسکے اوپر پھل نہیں ہی پس جو علما اسطرف گئے ہیں
کہ موقیذ ہی تو اسکا کھانا حرام ہی مگر اس صورت میں حلال ہوگا کہ زندہ پاکر اسکو ذبح کر پاوے جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہی اور یہی قول امام مالک کا اور امام ابوحنیفہ
و انکے اصحاب کا اور ثوری و شافعی رحمہم اللہ کا ہی **یقول المترجم** اس زمانہ میں بندوق سے شکار مارنیکا مسئلہ پیش آیا جسکا حکم علمائے متقدمین سے مروی نہیں ہی پس
کلام اسمین متاخرین بلکہ ہجری دسوین صدی و مابعد کے علما سے ملسکتا ہی پس اگر تسمیہ کہکر بندوق سے گولی ماری اور جانور مرگیا قبل اسکے کہ اسکے زندہ حلال کرڈالنے
پر قابو پاوے تو کیا حکم ہی مؤلف فتح البیان نے **شیخ شوکانی**ؒ سے نقل کیا کہ مجھے یہ ظاہر ہوتا ہی کہ وہ حلال ہی کیونکہ گولی خرق کرتی اور ایک جانب سے دوسری جانب پار
ہو جاتی ہی اور حدیث عدی بن حاتمؓ میں شکار کے حلال ہو جانے میں خرق معتبر فرمایا ہی انتہی اور یہی مؤلف فتح البیان رحمہ اللہ تعالی نے اختیار و تسلیم کیا اور **مترجم**
کہتا ہی کہ میرے نزدیک یہ حکم صحیح نہیں ہی بلکہ مین نے پایا کہ **شیخ شوکانی**ؒ نے خود نیل الاوطار میں اسکو حرام لکھا ہی اور تحقیق مسئلہ میں یہ ہی کہ بندقہ یعنے غلہ کا اور بندوق
کی گولی کا ایک حکم ہی پس غلیل میں ہاتھ کی قوت سے جو غلہ مارا جاتا ہی اس سے چھوٹی چڑیاں اکثر مرجاتی ہیں اور بسا اوقات پھٹکر زخم آجاتا اور خون جاری ہو جاتا
ہی لیکن اسمین اتنی قوت نہیں ہوتی کہ پار نکلجاوے بخلاف بندوق کی گولی کے کہ بارود و ترکیب سے اسکا زور ایسا زائد ہوتا ہی جو مشاہدہ ہی پس فرق اسکا بوجہ دھار
کے نہیں ہی حاصل یہ کہ کمان کے غلہ اور بندوق کی گولی کا اثر یکسان ہی پس فرق یہ کہ غلہ کمزور ہوتا ہی اور گولی بسبب طاقت زور کے بسا اوقات پار نکلجاتی ہی مگر دونون
مین دھار نہیں ہی پس دونوں کا حکم یکسان ہی اب غلہ کا حکم تلاش کرنا چاہیے واضح ہو کہ غلیل کے غلہ سے شکار کا حکم بھی امام احمد کی حدیث عدیؓ بن حاتم میں کو ہی
چنانچہ فرمایا کہ ولا تاکل من البندقۃ الا ان ذکیت یعنی غلہ کے مارے ہوئے شکار سے مت کھا اگر وہی شکار کہ جسکو تو حلال کرنے پایا ہو (احمد) اور ابن عمر رضی اللہ عنہما
نے غلہ سے مارے ہوئے شکار کو فرمایا کہ وہ وقیذ ہی یعنی موقوذہ کے مثل حلال نہیں بلکہ مردار حرام ہی (رواہ البخاری فی الصحیح) اور ایسا ہی سالم و قاسم و مجاہد و ابراہیم و
عطا و حسن رحمہم اللہ تعالی سے اسکا مکروہ تحریمی ہونا نقل فرمایا لیکن اسمین مکروہ تحریمی و حرام یکسان ہی اور ڈھیلے و کنکر کے شکار کا بھی یہی حکم ہی چنانچہ عبد اللہ بن مغفلؓ
سے ذکر کہ آنحضرت صلعم نے کنکر مارنیسے منع کیا اور کہا کہ نہ وہ شکار کرتا ہی اور نہ دشمن کو نکایت پہونچاتا ہی لیکن دانت توڑ دیتا ہی اور آنکھ پھوڑ دیتا ہی (کذا فی الصحیحین وغیرہما) اور نیز
دھار والے پتھر کا بھی یہی حکم ہی پس جب غلہ کا یہ حکم معلوم ہوا تو گولی بندوق کا بھی یہی حکم ہی اور گولی میں سوائے زور کی چوٹ کے اور کچھ فرق نہیں ہی اور چوٹ کی شدت
سے جانور کا جسم پھٹ جانا معتبر نہیں ہوتا کیا نہیں دیکھتے کہ اگر بہت زور سے لاٹھی مارے اور جسم پھٹ جاوے تو جانور حلال ہوگا پس صحیح ہوا کہ گولی کی صورت میں
اگر جیتا ہوا پاکر ذبح کرنے نہ پاوے اور قبل ذبح کے جانور مرجاوے تو حرام و وقیذ ہی واللہ تعالی اعلم بالصواب ایسا یہ کہ اگر زندہ پاوے تو ذبح کیلئے [illegible]

Marfat.com

والمتردیة۔ اور تمپر متردیہ حرام کیا گیا یعنے جو جانور کہ اوپر سے نیچے گر کر مر گیا ہو۔ قال ابن عباسؓ متردیہ وہ جو پہاڑ
سے گر کر مرے روایت کیا اسکو ابن ابی حاتم نے وقال قتادۃ جو کنوئیں میں گر کر مرے وہ متردیہ ہے پس خلاصہ یہ کہ جو اوپر سے نیچے گرنے سے مر جاوے خواہ وہ خود
گرے یا کسی نے گرا دے۔ والنطیحۃ۔ اور تمپر نطیحہ حرام کیگئی ف نطیحہ وہ کہ دوسرے کے سینگ مارنے سے مر گئی ہو مثلاً دو بکریاں یا دو ہرن یا گائے وغیرہ
لڑیں یا ایک نے دوسری کو سینگ مارا کہ وہ مر گئی تو مردار حرام ہے وما اکل السبع۔ اور وہ جانور کہ جسمیں سے درندہ نے کھایا ہو یعنی اسمیں
سے کھا لیا اور مرا ہوا باقی رہا تو وہ حرام ہے جبکہ تمنے اسکو زندہ نہ پایا ہو کہ ذبح کر لو جیسے موقوذہ وغیرہ میں حکم ہے الا ما ذکیتم۔ باستثناء اسکے جسکو تمنے
ذبح کر لیا یعنی موقوذہ ونطیحہ ومتردیہ وغیرہ حرام کی گئیں جبکہ مردار ہو جاویں لیکن اگر انمیں سے کسیکو تمنے زندہ پاکر ذبح کر لیا تو یہ ذبیحہ حلال ہے ابن کثیرؒ نے کہا
کہ منخنقہ سے لیکر ما اکل السبع تک جسکو زندہ پاکر ذبح کر لیا ہو وہ حرمت سے مستثنی ہے پھر اسمیں ذبح کے قابل زندگی وہ ہے جو اسمیں مستقر ہو مثلاً بھیڑیے نے بکری کا پیٹ
پھاڑ دیا تو ذبح کے قابل ہے اور اگر اسنے دو ٹکڑے کر ڈالے جو پھڑک رہے ہیں تو ذبح کے قابل نہیں ہے۔ پھر ذکر کیا کہ طاؤس وحسن وقتادہ وغیر واحد علماء تابعین سے
مروی ہے کہ جانور نے اگر بعد ذبح کے ایسی حرکت کی جیسے ذبح کے بعد ہوتی ہے تو معلوم ہوا کہ اسمیں حیات باقی ہے پس وہ حلال ہے اور یہی جمہور فقہا کا مذہب ہے اور یہی قول
امام ابو حنیفہ وشافعی واحمد کا ہے اور امام مالک کا قول دلالت کرتا ہے کہ ایسی حالت باقی ہو کہ بعد درندہ کے پھاڑنے کے وہ زندہ رہ سکتا ہو ورنہ ذبح سے حلال نہوگا
لیکن ظاہر آیت عام ہے جس سے قول ابو حنیفہؒ وغیرہ موافق ہے اور امام مالکؒ نے جس زندگی کی شرط لگائی تو اسکے واسطے کوئی دلیل مخصص چاہیے ہے واللہ تعالی اعلم
اور لبہ وحلق سے ذبح ونحر معروف ہے ولیکن حدیث ابو العشراء عن ابیہ میں آیا ہے کہ میں نے کہا یا رسول اللہ ذکوۃ تو لبہ ودر حلق ہی سے ہوگی فرمایا کہ اگر تو اسکی ران میں
نیزہ مارتا تو تجھکو کافی تھا (رواہ احمد واہل السنن) اور یہ حدیث صحیح ہے ولیکن محمول ہے کہ انھوں نے ایسی صورت بیان کی تھی جب لبہ وحلق سے ذبح کرنا ممکن نہو
مثلاً اونٹ یا ہرن چھوٹ بھاگا تھا تو ایسی صورت میں سب کے نزدیک جہاں ممکن ہو نیزہ وغیرہ مارے اور عنقریب شکار کے مسئلہ میں بیان آویگا وما ذبح
علی النصب۔ اور تمپر وہ جانور حرام کیا گیا جو بتوں کے اوپر ذبح کیا گیا ہو ف نصب بضمتین جمع نصاب ہے یعنی اصنام ہے جو جمع صنم کی بمعنی بت ہے مجاہد وابن جریج
نے فرمایا کہ گرد خانہ کعبہ کے یہ پتھر تھے اور ابن جریج نے بیان کیا کہ وہ تین سو ساٹھ تھے اور عرب اپنی جاہلیت میں ان پتھروں بتوں کے پاس ذبح کرتے اور ذبائح کے
خونوں کو رخ خانہ کعبہ کیطرف چھڑکتے اور گوشت کے ٹکڑے کاٹکر بتوں پر رکھتے تھے اور ایسا ہی دیگر علماء تابعین نے بیان کیا ہے پس اللہ تعالی نے مومنوں کو اس
حرکت سے منع فرمایا اور ایسے ذبائح کا کھانا حرام کیا اگرچہ بتوں کے پاس ذبح کرنے کیوقت ذبیحہ پر اللہ تعالی کا نام لیا جاوے کیونکہ یہ بتوں کے واسطے تقرب ہے جسکو
اللہ تعالی نے سخت بدتر کبیرہ فرمایا ہے اور اس کلام کو اسی معنی پر محمول کرنا چاہیے کیونکہ اوپر ما اہل بہ لغیر اللہ کی تحریم گذر چکی ہے (الشیخ ابن کثیرؒ) وان
تستقسموا بالازلام۔ ای ان تطلبوا القسم والحکم بالازلام یعنی حرام ہے تمپر اے ایمان والو یہ کہ طلب کرو تم قسمت و حکم کو ازلام سے۔ کذا قال ابن جریر)
اور ازلام جمع زلم بالفتح وبالضم وفتح لام یعنی چھوٹے چھوٹے تیر جنمیں نہ ریش تھے اور نہ لوہے اور یہ دربان خانہ کعبہ کے پاس سات عدد تھے جنپر علامتیں بنی تھیں اور
عرب والے انکو پھینکتے تھے پس اگر پانسہ میں نکلا کہ کرو تو اسکی فرمانبرداری سے کرتے تھے اور اگر اسمیں منع آیا تو نہیں کرتے تھے (ابن عباس سے ابن ابی حاتم نے روایت کیا
اور محمد بن اسحاق نے بیان کیا کہ یہ ساتوں ازلام بڑے بت ہبل کے پاس تھے جو کعبہ کے اندر کنوئیں پر تھا اور مانند قول ابن عباسؓ کے مجاہد وابراہیم وحسن وغیرہم
سے منقول ہے اور ابن کثیرؒ نے کہا کہ تین قداح تھے ایک پر لکھا تھا کہ یہ کام کر دوسرے پر تھا کہ مت کر تیسرا خالی تھا اور ایک تھیلی میں بھرے تھے جب ہاتھ
ڈالے پہلا نکلا تو کام کرتا اور دوسرا نکلا تو نہ کرتا اور تیسرا نکلا تو پھر ہاتھ ڈالتا یہانتک کہ دونوں میں سے ایک نکلے اور عرب والے اسی پر قطعی یقین کرتے اور یہ شرک
ہے اسکو حرام فرمایا اور ابو الدرداءؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ نہ پہونچیگا درجات کو وہ شخص جو کاہن سے پوچھے یا استقسام کرے یا شگون دیکھکر سفر سے
[illegible] اور زجاج نے کہا کہ یہی حال نجومیوں کے قول میں کہ اس ستارے کیوجہ سے سفر نہ کرو یا کرو کچھ فرق نہیں ہے اور امام نووی وغیرہ نے

رمل وغیرہ کو اسی مین داخل کیا۔ ذٰلِکُمْ فِسْقٌ۔ یہ فسق ہے یعنی سب مذکور کام حرام ہین کیونکہ فسق ہین اور [illegible]
و شرک مین پڑا کیونکہ علم غیب سوائے اللہ تعالے عز و جل کے اور کسیکو اپنے قصد سے نہین معلوم ہو سکتا ہان اللہ تعالے جسکو چاہتا ہی
اور اللہ تعالے نے مومنونکو جب اپنے کسی کام مین متردد ہون تو استخارہ کرنیکا حکم دیا بایطور کہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
ہمو مین استخارہ کرنا سکھلاتے جیسے ہمکو قرآن کی سورت سکھاتے تھے اور فرماتے کہ جب تم مین سے کسیکو کسی کام مین فکر ہو تو دو رکعت نفل [illegible]
اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْاَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰھُمَّ اِنْ
کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ (اپنی حاجت کہے) خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ اَوْ قَالَ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِهٖ فَاقْدُرْهُ
لِیْ وَیَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْهِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّهٗ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ
وَاقْدُرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ رَضِّنِیْ بِهٖ۔ الٰہی مین استخارہ و بھلائی مانگتا ہون تیری آگاہی سے اور توانائی مانگتا ہون تیری قدرت سے اور تیرا بڑا
فضل مانگتا ہون کیونکہ تجھ مین سب قدرت ہی اور مجھ مین نہین اور تو جانتا ہی اور مین نہین اور توہی سب غیب کا جاننے والا ہی۔ الٰہی اگر تیرے علم مین یہ کام (کام
بیان کرے) میرے حق مین میرے دین و دنیا و معاش و انجام کار مین (یا فرمایا کہ فی الحال و انجام کار مین) بہتر ہو تو مجھے اسپر قابو دے اور مجھپر آسان کردے پھر مجھے اسمین
برکت دے اور اگر تیرے علم مین ہو کہ یہ کام (کام مذکور) میرے دین و دنیا و معاش و انجام کار مین بد ہو تو اسکو مجھسے اور مجھکو اس سے پھیر دے اور جہان بہتری ہو میرے
لیے مقدر فرما پھر اسی پر مجھے راضی کردے (رواہ احمد والبخاری والترمذی وغیرہم) یہانتک ممنوعات و محرمات کا بیان ختم ہوا پھر آگے کا کلام پاک حجۃ الوداع
مین عرفہ کے روز نازل ہوا۔ اَلْیَوْمَ یَئِسَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ دِیْنِکُمْ۔ آج کافر لوگ تمھارے دین سے ناامید ہوے ف اسطرح کہ
تم اب اس دین سے نہین پھروگے حالانکہ پہلے انکو اسکی طمع تھی تو یا اسوجہ سے کہ انھون نے تمھارے دین کی قوت دیکھ لی (کذا روی عن ابن عباس وغیر واحد) اور
صحیح حدیث مین ہی کہ شیطان ناامید ہوگیا کہ جزیرۂ عرب مین نمازی اسکو پوجین ولیکن انمین جھگڑے ڈالوانیکی امید رکھتا ہی (البخاری وغیرہ) اور واضح ہو کہ یہ امر ایک وقت
خاص تک ہی ورنہ حدیث صحیح مین بعض قبائل عرب کا بت پوجنا آخر زمانہ مین آیا ہی چنانچہ فرمایا کہ یہ رات و دن ختم ہونگے کہ پھر لات و عزیٰ پوجے جاوینگے اور ایک حدیث
مین آیا کہ میری امت کے قبائل مشرکون مین داخل ہونگے اور ایک روایت مین فرمایا کہ قبیلہ دوس کی عورتین ذی الخلصہ بتخانہ کے گرد مٹکینگی علماء نے فرمایا کہ آخر زمانہ مین
بعد مہدی رضی اللہ عنہ کے ہوگا۔ بالجملہ اسوقت نازل فرمایا کہ اے اہل ایمان آج مشرکونکو تمھارے دین سے مایوسی ہو گئی۔ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ
پس تم انسے مت ڈرو اور مجھی سے ڈرو ف اس آیت کریمہ سے بعض علماء نے اشارہ لیا کہ اگر اہل ایمان اللہ تعالی سے ڈرتے اور کافرون اہل شرک و کفر سے نہ ڈرتے تو
اللہ تعالی انکو دنیا مین بھی اونچا و بلند رکھتا مترجم کہتا ہی کہ حدیث مین آیا ہی کہ میری امت سے ایک گروہ برابر کافرونپر غالب رہیگا وہ کبھی مغلوب نہونگے خواہ کوئی انکی مدد کرے یا نکرے
انکو کچھ ضرر نہوگا۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ۔ آج مین نے تمھارے لیے تمھارا دین پورا کردیا ف یعنی دین کے احکام اور فرائض کو آج پورا کردیا چنانچہ اسکے
بعد کوئی حلال و حرام کا حکم نہین اترا۔ اگرچہ اسکے بعد وحی اتری چنانچہ قولہ تعالی واتقوا یوما ترجعون فیہ الی اللہ ثم توفی کل نفس ما کسبت الآیۃ اتری جسکے بعد نو
راتین حضرت صلعم نے زندہ رہکر ربیع الاول مین وفات پائی صلے اللہ تعالے علیہ وعلی آلہ واصحابہ وعلی الانبیاء والمرسلین صلوٰۃ وسلاما زاکیۃ نامیۃ الی یوم الدین و
الحمد للہ رب العالمین۔ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ اور مین نے تمپر اپنی نعمت پوری کردی ف ازانجملہ یہ کہ دین تمھارا پورا کردیا اور بعض نے کہا اسطرح
کہ مکہ مین تم بے کھٹکے امن سے داخل ہوے وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ اور مین نے تمھارے لیے دین اسلام کو اپنی پسند سے [illegible]
شیخ ابن کثیر نے لکھا کہ آیت کریمہ اس امت مرحومہ پر اللہ تعالے کی نعمتون مین سے بڑی عظیم نعمت ہی کہ اللہ تعالے نے انکے لیے انکا دین کامل پورا کردیا [illegible]
کے محتاج نہین اور سوائے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی دوسرے نبی کے محتاج نہین اسی واسطے آنحضرت صلعم کو خاتم الانبیاء علیہم السلام کر کے بھیجا [illegible]

[illegible] جسکو حرام کیا اور وہی دین ہی جو شریعت محمدی ہی اور جو خبر دی وہی سچ ہی اسمین کچھ دروغ نہین و
[illegible] اسکی خبرین ہین اسب سچ ہین اور جتنا امر و نواہی ہین سب عدل ہین اسواسطے الیوم اکملت لکم دینکم الآیۃ۔ علی ابن ابی طلحہ نے
[illegible] اسلام ہی اور اللہ تعالے نے نبی صلعم و مومنون کو خبر دی کہ انکا دین کامل کیا کبھی اُسپر زیادتی کے محتاج نہونگے اور تمام کر دیا کبھی ناقص
[illegible] کبھی اس سے ناخوش نہوگا انتہی اور دین مین جن احکام کی ضرورت ہی یا خصوص طور پر منصوص ہین یا عموم کے تحت مین مذکور ہین اور قیاس اُسی کا نام
[illegible] کے تحت مین شامل ہی اسکو اظہار کرے پس اللہ تعالے عز وجل نے دین کو باینمعنے کامل کر دیا کہ اہل ایمان کو اپنے واقعات سب شرع متین سے مل سکتے
[illegible] صریح نہین تو مانند صریح کے اہل علم و اجتہاد کے درجات بڑھانیکو چھوڑے ہین جنھون نے جد و جہد سے الاحکام کو اجتہاد کیا و باللہ التوفیق پھر بیان
[illegible] فرمایا **فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ** پھر جو شخص مضطر ہوا بھوک مین ان حرام چیزون مین کسی چیز کے کھانیکی طرف پس اُسنے کھایا **غَيْرَ مُتَجَانِفٍ**
**لِإِثْمٍ** [illegible] لیکن وہ معصیت کیطرف مائل نہین ہی یعنی اس کھانیمین اُسنے حد سے تجاوز نہین کیا یا اس حالت مین وہ کسی بدکاری کیلیے نہین جاتا ہی۔ **فَإِنَّ**
**اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ**۔ لہ بخلاف المائل للاثم ای المتلبس بہ کقاطع الطریق والباغی مثلا فانہ لا یحل لہ الاکل۔ تو اللہ تعالے بخشنے والا ہی اسکو جو اُسنے کھا لیا اور
[illegible] والا ہی اسپر اُسکے حق مین کہ اسقدر مباح کر دیا ف یہ **شیخ سیوطی** کا قول ہی اور ہمارے علمائے حنفیہ نے کلام کیا کہ جو شخص بھوک سے مضطر ہو کر حرام چیز کھائے
[illegible] جائز ہونا کسطرح ہی آیا اُسوقت اس شخص مضطر کے حق مین یہ چیز مباح ہو جاتی ہی یا یہ چیز تو حرام رہتی ہی مگر اسپر سے گناہ ساقط ہو جاتا ہی پس بعض نے کہا
[illegible] گناہ ساقط ہوتا ہے اور بعض نے کہا کہ نہین بلکہ مباح ہو جاتی ہے **مترجم** کہتا ہی کہ اُسکا کھانا حرام تھا تو یہ فعل حرام نہین ہوا اب
[illegible] کہ غیر متجانف لاثم۔ کے کیا معنے ہین یعنی گناہ کیطرف مائل نہو پس ائمہ حنفیہ نے کہا کہ اس کھانیمین حد سے تجاوز مقصود نہو بلکہ جان باقی رکھنا مقصود ہو اور
[illegible] نے کہا کہ بلکہ یہ مراد ہی کہ وہ اس حالت مین گناہ کا مرتکب نہو چنانچہ **مفسر سیوطی** نے کہا کہ مخمصہ مین یہ چیزین ایسے شخص کو مباح ہو جاتی ہین جو گناہ کا مائل
نہو بر خلاف اُس بندے کے جو گناہ کیطرف مائل ہو یعنی گناہ مین متلبس ہو جیسے راہزن اور سلطان عادل سے بغاوت کرنیوالا پس ایسے شخص کیواسطے ان
حرام چیزون مین کھانا نہین روا ہی اور اگر کھائیگا تو اپنے گناہ کیساتھ اس گناہ مین بھی پکڑا جائیگا اور ایسے ہی سورہ بقر مین بقولہ غیر باغ ولا عاد سے ایسونکو نکالا جو
[illegible] وت و عدوان سے گناہ مین پھنسے ہون پھر واضح ہو کہ یہ یعنی فقہائے حجاز کے نزدیک ہین اور یہی امام شافعی رحمہ اللہ کا قول ہی اور فقہائے عراق کے نزدیک
[illegible] غیر متجانف لاثم کے یہ کہ سد رمق سے زائد نہ کھاوے اور حد سے تجاوز نہ کرے اور قراءۃ غیر متجنف بھی اسپر دلالت کرتی ہی کیونکہ تجنف کے معنے سیری سے زائد
کھانا اور محصل معنی یہ ہین کہ جو شخص ان محرمات مین سے کسی چیز کے تناول کیطرف بسبب ضرورت کے مجبور ہوا تو اُسکو تناول روا ہی بشرطیکہ وہ اس حرام کی خواہش
[illegible] اور حد سے تجاوز نہ کرے اور اللہ تعالے غفور رحیم ہی اُسکو بندے کا محتاج ہونا معلوم ہی پس اُسکو عفو فرماتا ہی مسند احمد و صحیح ابن حبان مین ابن عمر سے روایت
ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالے دوست رکھتا ہی کہ اُسکی رخصت پر عمل کیا جاوے جیسے وہ مکروہ رکھتا ہی [illegible] معصیت کیجاوے اور ایک روایت احمد مین ہی کہ
[illegible] تعالے کی رخصت قبول نکرے اُسپر جبال عرفہ کے برابر گناہ ہوگا۔ اسیواسطے فقہاء نے فرمایا کہ کبھی مردار کھانا واجب ہو جاتا ہی جبکہ اپنی جان جانیکا خوف
[illegible] کے کچھ نپاوے اور کبھی مستحب ہوتا ہی اور کبھی مباح ہوتا ہی اور واضح ہو کہ مردار تناول کرنیکی شرط یہ نہین ہی کہ تین روز اسطرح گذر جاوین کہ آدمی کو کھانا
[illegible] عوام وغیرہ وہم کرتے ہین بلکہ اضطرار شرط ہی چنانچہ جسوقت مردار تناول کرنے پر مضطر ہو جاوے اُسیوقت اُسکو یہ روا ہو جائیگا کذا قال ابن کثیر رح
[illegible] اقد اللیثی انہم قالوا یا رسول اللہ انا بارض تصیبنا المخمصۃ فمتی تحل لنا بہا المیتۃ فقال اذا لم تصطبحوا ولم تغتبقوا ولم تحتفئوا بقلا فشانکم بہا۔ یعنے
[illegible] سے روایت ہی کہ لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم لوگ ایسی زمین مین رہتے ہین کہ ہمکو مخمصہ پہونچتا ہی یعنی کھانے پانی کی تکلیف ذاتیہ
[illegible] کب ہمکو مردار حلال ہو جاتا ہی آپنے فرمایا کہ جب تمکو اصطباح نہ ملے یعنی صبح کا کھانا نہ پاؤ اور اغتباق یعنی شام کا نہ پاؤ اور کھانیکو ساگ پات

بھی نملے تو پھر تمکو مردار مین حق ہے (رواہ احمد و تفرد بہذا الوجہ وہو اسناد صحیح علی شرط الشیخین) و عن ابن عون قال وجدت ... یجزی من الاضطرار غبوق او صبوح یعنے ابن عون نے کہا کہ مین نے حسن بصری رح کے پاس سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کا خط پایا وہ مین ... بھی لکھا تھا کہ اگر کسی شخص کو شام یا صبح ایک وقت ملجاوے تو اضطرار دفع ہونیکے لیے کافی ہے یعنی پھر اضطرار نہین رہیگا۔ و ... اغتباق سے شام کا کھانا مراد ہے اور بعض روایات سے ایک پیالہ دودھ ان دونون اوقات مین کفایت نہین ہے چنانچہ ابوداؤد رح کے سنن مین فجیع عامری سے روایت ہے ... آنحضرت صلعم کے پاس آکر سوال کیا کہ یارسول اللہ مردار سے ہمارے واسطے کیا حلال ہے فرمایا کہ تمھارا طعام کیا ہے عرض کیا کہ نصطبح و نغتبق یعنی صبح کو ... کچھ ملجاتا ہے تو فرمایا کہ یہ تو واللہ بھوک ہے اور اس حال پر انکو مردار حلال کر دی (تفرد بہ ابوداؤد) ابو نعیم یعنی فضل بن دکین نے فرمایا کہ ابن عقبہ نے نصطبح و نغتبق کی ... فرمائی کہ ایک پیالہ صبح کو اور ایک شام کو **ابن کثیر** نے فرمایا کہ شاید صبح و شام سب کو اسیقدر ملتا تھا کہ جان رکھنے کو کافی نہو سکتا تھا پس قدر کفایت تک انکے لیے حلال کر دیا واللہ اعلم اور اسمین اختلاف ہے کہ سد رمق جائز ہے یا سیری بھر جائز ہے یا ذخیرہ رکھ لیوے یہ بھی جائز ہے پس یہ اقوال ہین اور امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک سد رمق جائز ہے واللہ تعالی اعلم ف قال فی العرائس قولہ فلا تخشوہم واخشون۔ خوف الٰہی یہان حوالہ ہے اُس پیدا کیطرف جو ازل مین عارفونکو حاصل ہوا تھا یعنے جب امر امتحان بواسطہ مخلوق کے واقع ہوا تو معرفت کے ساتھ میری طرف متوجہ ہو اور اُنسے خوف و گھبراہٹ مت رکھو کیونکہ وہ لوگ میرے امتحان کیجگہ قرار پائے ہین سو جب تمنے مجھے پہچانا تو میرے امتحان کی جگہ جان لی۔

يَسْئَلُونَكَ مَاذَآ أُحِلَّ لَهُمْ قُلْ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۙ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ

تجھسے پوچھتے ہین کہ انکو کیا حلال ہے تو کہہ تمکو حلال ہین ستھری چیزین اور جو سدھاؤ شکاری جانور دوڑانے کو

تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ ز فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ ص وَاتَّقُوا اللّٰهَ ط

انکو سکھاتے ہو اس سے جو اللہ تعالے نے تمکو سکھایا ہے سو کھاؤ اسمین جو کچھ رکھ چھوڑین تمھارے واسطے اور اللہ کا نام لو اُسپر اور ڈرتے رہو اللہ تعالی سے

اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝

اللہ شتاب لینے والا ہے حساب

يَسْئَلُونَكَ مَاذَآ أُحِلَّ لَهُمْ من الطعام مفسر نے من الطعام سے ماذا کا بیان تبلایا کہ مراد انکی اس سوال سے یہی کہ کھانیکی چیزون مین انکو کیا حلال ہے بقرینہ مابعد کے اور جواب سکا تفصیل نہین فرمایا جیسے محرمات کو بافراد نوعی فرمایا ویسے ہی حلال چیزونکو فرمایا کہ۔ قُلْ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ المستلذات یعنی طیبات سے مراد وہ چیزین ہین جنکو طبع سلیم لذیذ سمجھے اور اُسکو نجس نجانے اور یہ بنا پر قول امام شافعی رح کے ہے چنانچہ جن چیزونکو عرب والے نجس جانتے ہین وہ انکے نزدیک حرام ہین لیکن پوشیدہ نہین کہ جنکو عرب کے لوگ نجس نہین جانتے اُنکا طیبات مین شمار ہونا دشوار ہوگا کیونکہ مردار و خون قبل تحریم کے عرب والے حتی کہ قریش اُنکو استعمال کرتے و کھاتے تھے اور نیز اُسکا موکول ہونا عرب کی رائے پر بہت محل تامل ہے کیونکہ اہل مدینہ عرب تھے بہت سی چیزونکو جنکا طیبات مین سے نہونا قطعی ہے طیبات مین سے جانتے ہین اور اگر بادیہ والے نہین مراد ہین تو تخصیص کیواسطے دلیل چاہیے علاوہ برین غیر بادیہ والونمین سے قریش کا حال بیان ہوا پھر اُنمین طبع سلیم والونکی تخصیص بھی دلیل چاہتی ہے اور نیز طبع سلیم ہونا امر خفی ہے اُسکی شناخت دشوار ہے اور نیز اختلاف ... بلکہ قطعًا موجود ہے اور رہا یہ کہ جسپر وہ طیب کا اطلاق کرین اور خون و مردار پر یہ اطلاق نتھا تو یہ کیسی دشواری ہے کہ دور دراز والے ... محتاج رہے باوجودیکہ بعثت عام ہے اور نیز بہت چیزین عرب والے جانتے ہین بالجملہ تفسیر طیب کی ہمارے نزدیک وہ ہے کہ جسکی حرمت ... وسنت رسول اللہ صلعم و اجماع امت سے ثابت نہو اور مقاتل رح نے کہا کہ طیبات وہ رزق حلال ہے پس ہر چیز سے انکو حلال ...

Marfat.com

[illegible] سے کہا کہ عدی بن حاتم و زید بن مہلہل نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ حضرت بارتعالے نے مردار حرام فرمایا پس ہمارے واسطے کیا حلال ہے تو [illegible] قل احل لکم الآیۃ سعید بن جبیر نے کہا کہ مراد ذبائح ہیں کہ یہ انکو حلال طیب ہیں رواہ ابن ابی حاتم اور آنحضرت صلعم کی صفت بیچ سورۂ اعراف ہیں [illegible] کیلیے طیبات حلال کرتا ہے اور خبائث اُن پر حرام کرتا ہے اور حق یہ ہے کہ لفظ طیبات و خبائث کے اطلاق کو بھی دخل ہے واللہ اعلم لیکن تنہا اخت طیب و خبیث [illegible] نہیں ہو سکتا اور قولہ تعالے قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبات من الرزق الآیۃ ۔ سے نکالا گیا ہے کہ اصل اشیا میں اباحت ہے [illegible] نصوص کتاب و سنت و اجماع ہوں پس حرام کلیات کتاب و سنت و اجماع سے نکلنے کے بعد حلت ہے **وَمَا عَلَّمْتُمْ مِنَ الْجَوَارِحِ** اور جو سکھلایا تمنے جوارح میں سے یعنی باز و کتے وغیرہ جیسا کہ آتا ہے مگر چونکہ خود یہ چیزیں حلال نہیں لہذا مفسر نے صید مقرر کیا یعنی شکار پکڑا ہوا ان جانوروں کا جنکو تمنے سکھلایا اور وہ جوارح ہیں شیخ **ابن کثیر** نے اوپر کی آیت سے ملا کر حاصل یہ بیان کیا کہ حلال ہیں وہ ذبائح جنپر اللہ تعالی کا نام ذکر کیا گیا اور رزق میں طیبات اور حلال کیا گیا تمھارے لیے وہ جو تمنے صید کیا جوارح سے یعنی کتوں و شکرے و باز وغیرہ ایسے شکاری جانور و پرندے جیسا کہ مذہب جمہور صحابہ و تابعین و ائمہ فقہ کا ہے اور یہی ابن عباس سے ابن ابی حاتم نے بطریق علی بن ابی طلحہ روایت کیا اور کہا کہ یہی خثیمہ و طاؤس و مجاہد و مکحول و یحیی بن ابی کثیر سے مروی ہے اور امام علی بن الحسین رضی اللہ عنہما سے ہے کہ باز و شکرہ جوارح میں سے ہے و مثلہ عن الحسن البصری ایضا ۔ اور ابن عمر سے بسند جید روایت کی کہ باز وغیرہ شکاری پرندوں نے جو شکار کرے سو جسکو تو ذبح کر پاوے وہ تجکو حلال ہے ورنہ اُسکو مت کھا اور کراہت سعید بن جبیر و مجاہد سے مروی منقول از ضحاک و سدی ہے **قال ابن کثیر** جمہور سے ذکر کیا گیا کہ شکاری پرندوں سے شکار کرنا مانند شکاری کتوں کے شکار کے ہے کیونکہ وہ اپنے پنجوں سے شکار کو پکڑتے ہیں کتوں کے مانند کلب میں پس کچھ فرق نہیں ہے اور یہی مذہب چاروں فقیہ یا موح غیرہم کا ہے اور اُسکو ابن جریر نے اختیار کیا و قال حدثنا ہناد و حدثنا عیسی بن یونس عن مجالد عن الشعبی عن عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کہا کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے پوچھا کہ باز سے شکار کا کیا حکم ہے فرمایا کہ جو شکار وہ تیرے واسطے پکڑ رکھے اُسکو کھا **قال ابن** [illegible] اور امام احمد نے سیاہ کتے کو مستثنے کیا کیونکہ اُنکے نزدیک واجب القتل ہے اُس سے شکار رکھنا نہیں جائز ہے وفی الحدیث الکلب الاسود شیطان یعنی سیاہ کتا شیطان ہے کما فی صحیح مسلم وغیرہ ۔ اور اُن حیوانوں کو جنسے شکار کیا جاتا ہے جوارح نام رکھا گیا ماخوذ از جرح بمعنے کسب چنانچہ عرب بولتے ہیں فلان جرح لاہلہ خیرا یعنی اُسکے واسطے بھلی کمائی کر دی ۔ و یقولون لا جارح لہ یعنی اُسکا کوئی کمانیوالا نہیں ہے و قال اللہ تعالی و یعلم ما جرحتم بالنہار یعنی جانتا ہے اللہ تعالے جو کچھ تم بھلائی و برائی دن میں کماؤ ۔ پھر سبب نزول آیت میں ابو رافع مولی رسول اللہ صلعم سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے کتوں کے مار ڈالنے کا حکم کیا تو میں نے کتے مار ڈالے پھر لوگوں نے اکر عرض کیا کہ اس امت سے جسکے قتل کا آپنے حکم دیا ہمکو کیا حلال ہے پس آپ خاموش رہے پس اللہ تعالی نے نازل فرمایا یسئلونک ماذا احل لہم الآیۃ پس حضرت صلعم نے فرمایا کہ جب آدمی نے اپنا کتا چھوڑا اور بسم اللہ پڑھ دی پھر کتے نے شکار پکڑ کر اُسکے واسطے روک لیا تو جبتک اُسنے نہیں کھایا تبتک کھاوے (رواہ ابن ابی حاتم و ابن جریر و الحاکم و صححہ) اور عکرمہ و محمد بن کعب سے بھی اسکے مانند مروی ہے کہ سبب کتوں کا قتل واقع ہوا اور مفسر نے قولہ من الجوارح کی تفسیر میں کہا اے الکواسب من الکلاب والسباع والطیر یعنی جوارح جمع جارح یعنی کواسب جمع کاسب بمعنے کمانیوالا عام اس سے کہ کلاب یعنی کتے ہوں یا سباع یعنی چیتا سیاہ گوش وغیرہ ہوں اور یا طیر یعنے شکاری پرند مانند باز و شکرہ وغیرہ ہوں پھر فرمایا **مُكَلِّبِينَ** مکلبین صیغۂ اسم فاعل از تکلیب اور یہ حال ہے ضمیر علمتم سے یعنی سکھلایا تمنے درحالیکہ تم مکلب ہو یعنی سکھلانے اور ادب دینے میں شکار پر چھوڑنے کے واسطے تمنے خوب ہوشیاری سے سکھلایا ہے اور عرب بولتے ہیں کلبت الکلب [illegible] کو شکار پر چھوڑا **قال ابن کثیر** احتمال ہے کہ جوارح سے حال ہو یعنی درحالیکہ یہ جوارح مکلبات ہوں یعنی پنجوں سے شکار کو یا منھ سے دبوچ لینے [illegible] **قال** ایضا اس صورت میں دلیل ہوگی کہ اگر کتے نے اپنے دھکے و صدمہ سے قتل کیا تو شکار روا نہوگا و سیاتی الکلام فیہ چونکہ اسوجہ کا ضعف [illegible] مفسر نے قول اول پر اکتفا کیا پھر اللہ تعالے نے تعلیم جوارح کی تقیید تاکید فرمائی **تُعَلِّمُونَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللَّهُ** یعنی سکھلایا تم نے

Marfat.com

جوارح کو درحالیکہ تم مکلب ہو چھوڑنیوالے ہو شکار پر حذاقت سے سکھلا کر درحالیکہ انکو ادب سکھلانیوالے ہو وہ آداب شکار جو تمکو اللہ تعالیٰ نے سکھلائے
فَكُلُوا مِمَّآ أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ پس کھاؤ اس شکار مین سے جو تمہارے جوارح نے تمہارے لیے رکھ لیا ہو یعنی تمہارے واسطے رکھا اور
خود نہ کھاوین پس حلال ہو جوارح کا شکار ہوا جو اسطرح سکھلائے گئے ہون کہ شکار پکڑ کر مالک کیلیے رکھ چھوڑین بخلاف اسکے جو ایسے نہ
ہون کہ انکا شکار مارا ہوا حلال نہین ہے پھر سکھے ہوے ہو جانیکی پہچان یہ ہے کہ جب تو چھوڑے تو روان ہو اور جب تو زجر کرے تو باز رہے
اور پکڑ رکھے اگر اسمین سے کچھ نہ کھاوے اور یہی مذہب ہے امام مالک کے باقی تینون ائمہ کا ہے لیکن امام ابو حنیفہ نے شکاری پرند مین یہ شرط نہین
کیواسطے قرار دیا کیونکہ انکی تعلیم اس حد تک متعذر ہے اور امام مالک کے نزدیک جانور وہ ہر دو کسی مین یہ شرط نہین کہ نہ کھاوے لیکن امام یہ کہتے ہی
جانور وہ تین شرط مذکور معتبر ہے پھر کب تین بار ایسا کرے کہ جب چھوڑے تب جاوے اور زجر سے باز آوے اور شکار پکڑے مگر نہ کھاوے تو جب کہ یہ
جس سے اسکا سیکھ جانا پہچانا جاتا ہے پھر اگر جارح نے شکار مین سے کچھ کھا لیا تو ظاہر ہوا کہ اسنے اپنے مالک کیواسطے نہین پکڑا تھا پس اس شکار کو کھانا حلال نہین
جیسا کہ عدی بن حاتم طائی کی حدیث مین ہے کہ آنحضرت صلعم نے عدیؓ کو فرمایا کہ جب تو اپنا سیکھا ہوا کتا چھوڑے درحالیکہ تو نے اللہ تعالیٰ کا نام پڑھ دیا تو
جو شکار وہ تیرے واسطے پکڑ رکھے اسکو کھا مین نے عرض کیا کہ اگرچہ مار ڈالے فرمایا کہ ہان اگرچہ مار ڈالے جبتک کہ اسکے ساتھ دوسرا کتا جو ایسا نہین ہے
شریک ہو گیا ہو کیونکہ تو نے اپنے کتے پر تسمیہ پڑھا ہے اور دوسرے پر نہین پڑھا ہے پھر اگر اسنے پکڑ کر اسمین سے کھا لیا تو اسمین سے تو مت کھا کیونکہ خوف ہے کہ
اسنے شاید اپنے واسطے شکار مارا ہو یہ حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم مین ہے اور اس حدیث مین یہ بھی ہے کہ اگر تسمیہ کہکر تیر سے شکار مارا تو بھی جوارح کے شکار کے مثل
حلال ہے اور تسمیہ کہنا ہمارے نزدیک شرط ہے بقولہ تعالیٰ - وَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ - اور چھوڑنے و روان کرتے کے وقت اسپر اللہ تعالیٰ کا نام پڑھ دو
یعنی ابو حنیفہؒ
اور یہی جمہور کا مذہب ہے پھر واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مما امسکن فرمایا یعنی من تبعیضیہ سے باینوجہ فرمایا کہ شکار وغیرہ جانورون سے بعض اجزا حرام ہوتے ہین مانند
کھال و ہڈی وغیرہ کے اور فقہ حنفیہ مین سات شمار کیے ہین اور مولف فتح البیان نے لکھا کہ اگر سکھے ہوے جارح نے بدون روان کرنیکے خود کوئی شکار مارا تو جمہور
علماے سلف و خلف کے نزدیک اسکا کھانا حلال نہین ہے اور ایک جماعت صحابہ و تابعین و فقہا کا نام لکھکر کہا کہ ان لوگون نے کہا کہ اسکا شکار کھایا جاوے اور
مترجم کہتا ہے کہ میرے نزدیک مولف مذکور سے یہ خطاے فاحش سرزد ہوئی اور مجھے نہین معلوم کہ کسی نے ایسا کہا ہو اور یہ تو کھلی بات ہے کہ اگر یہ نقل صحیح ہووے تو
قولہ تعالیٰ واذکروا اسم اللہ بالکل کالعدم ہوا جاتا ہے بسبب یقین اس امر کے کہ جب کسی نے اسکو روان نہین کیا تو جانور خود تسمیہ نہین کہہ سکتا ہے پھر مترجم یہان
تلخیص کلام شیخ ابن کثیرؒ لاتا ہے جس سے مولف مذکور کا منشا غلط ظاہر ہو جائیگا کہ بے سمجھے مضمون لیا ہے واضح ہو کہ شیخؒ نے حدیث عدی بن حاتمؓ کو صحیحین
سے ذکر کر کے کہا کہ امام بخاری و مسلم کی ایک روایت مین ہے فان اکل فلا تاکل فانی اخاف ان یکون امسک علی نفسہ یعنی آنحضرت صلعم نے عدیؓ کو کہا کہ پھر سکھے
ہوے کتے نے جسکو تو نے چھوڑا اور اسنے شکار پکڑا ہے اگر شکار مین سے کھا لیا تو اسکو مت کھا کیونکہ مجھے خوف ہے کہ جارح نے اسکو اپنے واسطے پکڑا ہے پھر شیخ
نے لکھا کہ یہ حدیث جمہور علما کی دلیل ہے اور شافعیؒ کا یہی صحیح قول ہے کہ جب کتے نے شکار مین سے کھا لیا تو وہ مطلقاً حرام ہوتا ہے اور اسمین کوئی تفصیل نہین
ہے جیسا کہ حدیث مین وارد ہے اور سلف کے ایک گروہ سے نقل کیا جاتا ہے کہ وہ مطلقاً حرام نہین ہوتا ہے پھر بروایت ابن جریرؒ از سلمان فارسیؓ و سعد بن ابی وقاصؓ و
ابوہریرہؓ و عبد اللہ بن عمرؓ وارد کیا کہ کتا اس شکار مین سے کھاوے یا نہ کھاوے اسکا کھانا حلال ہے اور لکھا کہ اسانید ان آثار کے ثابت ہین اور کہا کہ حضرت علیؓ و
ابن عباسؓ سے بھی یہی قول نقل کیا جاتا ہے اور عطا و حسن بصری سے اختلاف اقوال منقول ہے اور یہی قول شیخ زہریؒ و ربیعہ و مالک کا ہے اور یہی شافعیؒ کا قدیم قول
ہے پھر ابن جریرؒ کی اسناد بطریق سعید بن المسیب از سلمان فارسیؓ مرفوعاً وارد کی کہ نبی صلعم نے فرمایا کہ آدمی نے جب اپنا کتا شکار پر چھوڑا پھر اسنے اسکے
شکار مین سے کھا لیا ہے تو چاہیے کہ باقی کو کھاوے قال ابن جریر اس حدیث کی اسناد مین نظر ہے اور سعید کا سلمانؓ سے سننا معلوم نہین اور ثقات اسکو موقوف روایت کرتے ہین

[illegible] کھاتے ہیں **قال ابن کثیر** یہ قول ابن جریر کا صحیح ہے لیکن یہ معنی تو دوسرے وجوہ سے مرفوعاً مروی ہیں چنانچہ ابو ثعلبہؓ یعنی
[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو اپنا کتا سکھا ہوا چھوڑے اور اللہ تعالی کا نام پڑھ دے تو شکار کھا اگرچہ کتے نے اُس میں سے کھا لیا ہو
[illegible] الخشنی؛ **شیخ ابن کثیرؒ** نے کہا کہ ان دونوں کی اسناد جید ہیں اور کہا کہ جسکے نزدیک کتے اور اُسکے مانند جانور کے کھا لینے سے شکار حرام
[illegible] ہوتا ہے احادیث و آثار اسکی حجت ہیں اور ایک جماعت نے دونوں میں توفیق دی اسطرح کہ اگر پکڑتے ہی کھا لیا تو حرام ہے بدلیل حدیث عدی بن حاتمؓ اور اگر
[illegible] انتظار کیا اسنے مالک کے لیے پکڑا تھا حتی کہ حلال ہوا پھر بھوک وغیرہ کی وجہ سے کھا لیا تو حلال ہوگا حرام نہو جائیگا اور ایک جماعت نے کہا کہ کتے کے کھانے سے
حرام ہو جاتا ہے بدلیل حدیث عدیؓ وغیرہ اور شکرہ وغیرہ کے کھانے سے حرام نہیں ہوتا کیونکہ وہ کھلا کر سکھلائے جاتے ہیں اور ابن عباسؓ سے بھی ابن جریر نے
روایت کی یہی ہے کہ شکاری پرندے اگر پر نوچ ڈالے اور کچھ کھا لیا تو شکار کھانا حلال رہا اور یہی ابراہیم نخعی و شعبی و حماد بن ابی سلیمان کا قول ہے اور **ابن کثیر**
نے کہا کہ اُنکے واسطے یہ بھی حجت لائی جاتی ہے جو ابن ابی حاتم نے روایت کی کہ حدثنا سعید حدثنا المحاربی حدثنا مجالد عن الشعبی عن عدی بن حاتم کہا انہوں نے عرض
کیا کہ یا رسول اللہ ہم ایسی قوم ہیں کہ کتوں و بازوں سے شکار کرتے ہیں سو ہمکو اُس میں سے کیا حلال ہے فرمایا کہ حلال ہے تمکو ما علمتم من الجوارح مکلبین تعلمونہن مما علمکم
اللہ فکلوا مما امسکن علیکم واذکروا اسم اللہ علیہ پھر فرمایا کہ جو کتا تو چھوڑے اور اسپر اللہ تعالے کا نام لیلے تو جسکو وہ تیرے واسطے پکڑ رکھے اُسکو کھا میں نے کہا
اگرچہ قتل کر ڈالے فرمایا اگرچہ قتل کر ڈالے جبتک کہ اُس میں سے نہ کھاوے میں نے کہا یا رسول اللہ اگر ہمارے کتوں کے ساتھ غیر کتے مل جاویں فرمایا کہ تو مت کھا
یہانتک کہ تجکو معلوم ہو جاوے کہ تیرے ہی کتے نے پکڑا ہے میں نے کہا کہ ہم لوگ تیر مارتے ہیں سو ہمکو کیا حلال ہے فرمایا کہ جسپر تو نے اللہ تعالے کا نام لیکر مارا اور اُسنے
خرق کیا تو اس شکار کو کھا **قال ابن کثیر** پس وجہ دلالت یہ ہے کہ کتے کے حق میں یہ شرط لگائی کہ وہ شکار میں سے نہ کھاوے اور باز میں یہ شرط نہیں لگائی پس
دلالت پائی گئی کہ ان دونوں میں حکماً فرق ہے واللہ تعالی اعلم **قال المترجم** پہلے مذکور ہوا کہ امام ابو حنیفہؒ نے یہی فرق کیا ہے پھر واضح ہو کہ یہاں دو مسئلے باقی
ہے اول آنکہ آیت مقتضی ہے کہ کتے و شکاری جانوروں کا تعلیم کرنا و رکھنا اور سوائے کھانے کے اور انتفاع مانند بیع وغیرہ کے حاصل کرنا مباح ہے اور فقہ میں
سکھے ہوئے کتے و فہد وغیرہ کی بیع کا جواز منصوص ہے ولیکن جس حدیث سے ثابت ہے کہ جس گھر میں کتا ہو تو فرشتے نہیں آتے ہیں اس سے توفیق یہ کہ
سکونت کی جگہ سے الگ رکھے اور دوسرے ظاہر یہ ہے کہ یہ ایسے شخص کیواسطے روا ہوگا جسکو اپنی بسر اوقات میں اُسکے شکار کی حاجت ہے کیونکہ حدیث صحیح میں
یہ بات بھی ثابت ہے کہ جو شخص بلا ضرورت کتے کو پالے ہر روز اسکی پانچ نیکیاں مٹجاتی ہیں لیکن صحیح ہوا کہ چرواہے کو چوپایوں کی نگہبانی اور کھیت والے اور باغ والے کو اسکی نگہبانی اور شکار والے کو
معاش کی ضرورت سے کتا پالنا روا ہے اور فتاوی میں بعض اقسام کو بڑھایا ہے اور جہاں چوروں کا خوف ہو اُسکو اس ضرورت سے پالنے کا جواز فتاوی میں مصرح
ہے پس بقیاس مذکورہ بالا ہے پس بضرورت جواز کا فتوی ہوگا واللہ اعلم اور امت کا اجماع ہے کہ کتا اگر سیاہ [illegible] نے اسکو سکھلایا اور مسلمان نے اسکو
چھوڑنے کے وقت تسمیہ پڑھا ہے پھر اسنے شکار اسکے لیے پکڑ رکھا اُس میں سے خود کچھ نہ کھایا اور شکار کو مجروح کر کے یا دانت گڑا کر مار ڈالا ہے تو بلا خلاف حلال ہے
شکار حلال ہے بدون ذبح کے کھایا جاوے پھر اگر ان شرطوں میں سے کوئی شرط بدلی یا نہ پائی گئی تو اختلاف آ جائیگا اور مذکورہ بالا سے اسکی تفصیل معلوم ہو چکی
[illegible] اگر کتے کو شکار پر تسمیہ پڑھکر چھوڑا پس اُسنے بدون زخمی کرنیکے بوجھ یا دھکے کی چوٹ سے قتل کیا پس آیا حلال ہے یا نہیں و تلخیص
**قال ابن کثیر** اس میں علما کے دو قول ہیں ایک یہ کہ حلال ہے بدلیل عموم قولہ تعالی فکلوا مما امسکن علیکم اور ایسے ہی عمومات حدیث عدی بن حاتم وغیرہ اسکو
[illegible] امام شافعی سے نقل کر کے تصحیح کیا اگر میرے نزدیک یہ کلام شافعی سے ظاہر نہیں ہے و کلامہ یحتمل الوجہین اور ابن الصباغ نے بروایت
[illegible] بھی یہی قول نقل کیا اور ابن جریرؒ نے سلمان و ابو ہریرہ و سعد بن ابی وقاص و ابن عمر رضی اللہ عنہم حکایت کیا ولیکن یہ غریب ہے اور
[illegible] پائی گئی غایۃ ابن جریرؒ نے تصرف سے استنباط کیا ہو قول دوم اس مسئلہ میں یہ کہ جو جانور بدون زخم و جرح کے حلال نہیں اور

Marfat.com

یہی امام شافعیؒ کا ایک قول ہے ورنی کا مختار و بقول ابن الصباغ مرجح ہے اور یہی امام ابو یوسف و محمد نے امام ابو حنیفہ سے روایت کیا
احمد بن حنبل اور یہی اشبہ بصواب اقرب اصول شرع ہے اور ابن الصباغ نے اسپر یہ حجت پیش کی کہ رافع بن خدیج نے کہا کہ یا رسول اللہ ہم کل دشمن سے ملنے والے
ہین اور ہمارے پاس چھری نہین سو بھلا ہم قصب سے ذبح کرلین فرمایا کہ جو چیز خون بہاوے اور نام الٰہی ذکر کیا جاوے اسکو کھاؤ الا دانت و ناخن
یہ سوال خاص ہے پس ورود اگرچہ سبب خاص مین ہے لیکن جمہور علماء کے نزدیک اعتبار عموم لفظ کا ہے پھر اس مسئلہ مین کتے سے خون بہانا پایا گیا تو اسکا حلال ہونا
اگر کہا جاوے کہ آلہ ذبح سے سوال تھا چنانچہ قولہ لیس السن و الظفر حدیث مین استثنا موجود ہے یعنی ہر خون بہانیوالی چیز سے ذبح کرلو سوائے دانت و
ناخن کے پس کتا جو آلہ ذبح نہین بلکہ ذکوٰۃ کیواسطے شکار مین ایک چیز ہے اسمین داخل نہوگا تو جواب یہ کہ لفظ حدیث عام جامع ہے **وقال المزنی** ہمارے
مین خرق یعنی گھائل کرنا معتبر ہے اور کہتے ہین کوئی شرط نہین ہے پس شکار مین دونون متحد ہوے تو کتے مین بھی یہی معتبر ہوگا کیونکہ اتحاد موجب ہے کہ مطلق
کو مقید پر محمول کرنا واجب ہے **قال المترجم** یہ بنا بر اصل اتفاقی کے ہے پس ہماری طرف سے جواب یہ کہ تیر نے جب لکڑی کی چوٹ سے قتل کیا تو حلال
نہین پس کتے نے جب بدون جرح کے قتل کیا تو اسی پر قیاس ہے اور علت جامعہ دونون مین یہ کہ دونون آلہ صید ہین اگر کہا جاوے کہ آیت سے عموم
ثابت ہے پھر قیاس کیون کیا تو جواب یہ کہ قیاس سے جو ظاہر ہو وہ عموم آیت پر مقدم ہوتا ہے جیسا کہ چارون ائمہ فقہا بلکہ جمہور علما کا مذہب ہے اور نیز
قولہ فکلوا مما امسکن علیکم اپنے عموم پر قطعاً نہین ہے کیونکہ اگر انسے ایسے شکار کو پکڑا جو حلال نہین ہے تو نہ کھایا جائیگا بالجملہ اجماع ہے کہ عموم نہین رہا اور
موقوذہ عموماً حرام ہے پس جسکا عموم باقی ہے وہ اسپر مقدم ہے اور وہ قولہ والموقوذۃ والمتردیۃ والنطیحۃ الآیۃ ہے اور نیز صید مسئلہ مذکورہ مین سے دم
مسفوح نہین نکلا تو مردار پر قیاس کرکے حرام ہوا نیز آیۃ التحریم یعنی قولہ حرمت علیکم المیتۃ والدم الی آخرہا محکم ہے کچھ بھی اسمین سے نسخ نہین ہوا اور
نہ تخصیص ہوئی ایسی ہی آیۃ التحلیل یعنی یسئلونک ماذا احل لہم الآیۃ ہونا چاہیے پس ان دونون مین بالکل تعارض نہونا چاہیے اور سنت انکے بیان کے واسطے
ہے پس تیر کے مسئلہ مین جو عرض سے قتل ہوا اسکو سنت نے بیان کردیا کہ داخل آیۃ التحریم ہے اور جو گھائل ہوکر مرا وہ داخل آیۃ التحلیل ہے پس کتے کی صورت مین
بھی یون ہی ہونا واجب ہے چنانچہ جب مجروح کیا تو داخل آیۃ التحلیل ہے اور جب اسطرح قتل کیا جیسا مسئلہ مین ہے تو داخل آیۃ التحریم ہے مگر بوجہ
نادر الوقوع ہونیکے اسکی تفصیل نہین فرمائی اسیواسطے شکار مین سے جب کتا کھالیوے تو یہ صورت کثیر الوقوع تھی اسکو حدیث عدی بن حاتم
مین جو صحیحین وغیرہ مین ہے بیان فرمادیا اور یہ بھی عموم آیۃ التحلیل سے اکثرون کے نزدیک تخصیص ہے کیونکہ صحیح یہ کہ اکثرون کے نزدیک اگر پکڑے ہوے شکار
سے کتے نے کچھ کھالیا تو پھر اسکا کھانا حلال نہین چنانچہ یہی حضرت ابو ہریرہؓ و ابن عباسؓ سے منقول اور حسن بصری و شعبی و نخعی کا قول اور ابو حنیفہ و صاحبین
اور احمد و مشہور شافعیؒ کا مذہب ہے واللہ اعلم پھر جب بحمد اللہ فراغت ہوئی تو تفسیر کیطرف رجوع کرنا چاہیے کہ بعد اس تحریم و تحلیل کے اللہ تعالیٰ نے تاکید فرمائی
بقولہ **وَاتَّقُوا اللّٰهَ** یعنی ڈرو اللہ سے ف یعنی جو حدود مقرر فرمائے ہین انسے تجاوز مت کرو اور مواخذہ و محاسبہ اپنی گردن پر مت لو **اِنَّ اللّٰهَ
سَرِيْعُ الْحِسَابِ** اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب کرنیوالا ہے ف اللہ تعالیٰ علام الغیوب ہے بندونکی ماہیت حقیقت ظاہری باطنی سب کو خوب
جانتا ہے اور تمام عالم جس علم سے نادان ہے سب اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے علم مین ہے پس یہ سب بندونکی سمجھ کے واسطے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ
چنانچہ اول سے آخر تک تمام آدھے دن کی مقدار پر ہوجائیگا جیسا کہ حدیث مین ہے ف عرائس البیان مین ہے قولہ یسئلونک ماذا احل لہم الآیۃ
سے درگاہ الٰہی مین حضوری کے دروازہ پر پڑے ہین دنیا و آخرت مین طیبات ان بندون کیواسطے جو حضرت خالق عز و جل کی محبت مین
اور ما سوائے انپر حرام ہے کیونکہ ان لوگونکو سوال یہ ہے کہ کیا حلال ہے اور حلال فقط مشاہدہ ہے اور سوائے اسکے درحقیقت حلال نہین
قول آئی کہ دنیا تو ان لوگون پر حرام ہے جو اہل آخرت ہین اور آخرت ان لوگون پر حرام ہے جو اللہ والے ہین **شیخ نوری** سے پوچھا گیا کہ

Marfat.com

حدیث صحیح میں ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے کھلاتا پلاتا ہے یہ اول دلیل ہے کہ حیات انسانی اس اوہام سے بالاتر ہے ولیکن جبتک شریعت حقہ وارد
نہیں ہوئی اس سے نہ تکلیف کیا اور حدیث الدجال میں ہے کہ اس وقت میں کہ پانی و دانہ کچھ نہ ملیگا تو یاد الٰہی و اسکی ثنا بصفت اہل ایمان کو کھانے و پانی
کا کام دیگی اور ہمارے شیخ عارف محدث رحمہ اللہ تعالیٰ نے قریب یک ہفتہ کے یا زیادہ بسر فرمایا اور خود مجھے قریب چھ ماہ تک دوسرے شخص کا تذکرہ
... اشارات ہیں و اللہ الہادی الی الصواب والیہ المرجع والمآب شیخ یوسف ابن الحسین رح نے فرمایا کہ پاکیزہ رزق تیرے لیے وہ ہے جو بدون تکلف کے
اور بدون حرص نفس کے تجکو ملجاوے

اَلْیَوْمَ اُحِلَّ لَکُمُ الطَّیِّبٰتُ ؕ وَ طَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ حِلٌّ لَّکُمْ ۪ وَ طَعَامُکُمْ حِلٌّ لَّہُمْ ۫ وَ الْمُحْصَنٰتُ
آج حلال ہوئیں تمکو سب چیزیں ستھری اور کتاب والونکا کھانا تمکو حلال ہے اور تمہارا کھانا اُنکو حلال ہے اور قید والی
مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ اِذَاۤ اٰتَیْتُمُوْہُنَّ اُجُوْرَہُنَّ
عورتیں مسلمان اور قید والی عورتیں اُن لوگوں سے جو کتاب دیے گئے تم سے پہلے جب تم اُنکو اُنکے مہر دیدو
مُحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسٰفِحِیْنَ وَ لَا مُتَّخِذِیْۤ اَخْدَانٍ ؕ وَ مَنْ یَّکْفُرْ بِالْاِیْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُہٗ ۫
قید میں لاجانیکو نہ مستی نکالنے کو اور نہ چھپی آشنائی کرنے کو اور جو کوئی منکر ہو جاوے ایمان سے اُسکی محنت ضائع ہوئی
ع ۱ ۵ ۵ وَ ہُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ٪
اور آخرت میں وہ خسارہ والوں میں سے ہے

اَلْیَوْمَ اُحِلَّ لَکُمُ الطَّیِّبٰتُ ۔ الیوم سے وہ دن مراد ہے جسمیں نزول ہوا اور بعض نے کہا کہ الف لام عہد کا اور مراد الیوم اکملت ۔ کا دن ہے بعض نے کہا کہ
یوم سے مراد نہیں بلکہ اب ایسا کر دیا گیا کہ تمہارے لیے حلال کیگئیں طیبات حلال پاکیزہ چیزیں ۔ وَ طَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ حِلٌّ لَّکُمْ
یہود و نصاریٰ کے ذبح کیے ہوے جانور تمکو حلال ہیں پس مفسر نے طعام کو مخصوص کیا ذبائح سے اور الذین اوتوا الکتاب عام تھا جو صحف ابراہیم کے متبع وغیرہ کو
شامل تھا اسکو فقط یہود و نصاریٰ یعنی پیروان توریت و انجیل سے مخصوص کیا قال فی الکمالین اس بات پر اجماع ہے کہ طعام سے مراد خاصۃً ذبائح ہیں سواسطے
کہ باقی اطعمہ حلال ہونکی خصوصیت اہل کتاب سے نہیں اور اسواسطے کہ آیت سے پہلے صید و ذبائح کا بیان تھا انتہیٰ اور اس دعویٰ اجماع میں تامل ہے اور طعام عرف
میں اسکو ہے جو کھائی جاوے خواہ فی الحال جیسے روٹی یا بعد اصلاح کے اسواسطے گیہوں کو اور عام اناج کو طعام بولتے ہیں اور شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ
ابن عباس و ابو امامہ رضی اللہ عنہما و مجاہد و سعید بن جبیر و عکرمہ و عطاء و حسن و مکحول و نخعی و سدی و مقاتل نے کہا کہ طعام سے مراد اُنکے ذبائح ہیں اور علماء کے
درمیان اس امر پر اجماع ہے کہ انکے ذبائح مسلمانوں کے لیے حلال ہیں اسلیے کہ وے لوگ غیر اللہ تعالیٰ کیواسطے ذبیحہ حرام ہونیکے قائل ہیں اور اپنے ذبیحہ پر فقط اللہ
تعالیٰ کا نام ذکر کرتے ہیں اگرچہ باری تعالیٰ میں ایسے امر کا اعتقاد رکھتے ہوں جس سے وہ وحدہ لاشریک پاک منزہ ہے تعالیٰ اللہ علواً کبیرا پس جو شیخ ابن کثیر رح نے
ذکر کیا ... ساتھ گمان کیا جائیگا کیونکہ وہ آسمانی کتابوں کے معتقد اور ظاہر میں مدعی ہیں جنمیں ذبائح کا حکم مذکور ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے
... فرمایا کہ مت کھاؤ ذبیحہ بنی تغلب کا سبب یہ کہ وے لوگ نصرانیت کے دین میں سے کسی چیز کو نہیں پکڑتے ہیں سواے شراب پینے کے اور مؤلف فتح البیان
... حضرت عائشہ و ابن عمر رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ جب تو نے کسی کو اہل کتاب میں سے کہ ذبیحہ پر اللہ تعالیٰ کے سوائے کسی غیر کا نام لیتا ہے تو اُس ذبیحہ کو
... یہی قول طاؤس و حسن بصری کا ہے اور تمسک اُنکا بقول اللہ تعالیٰ ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ الآیہ ہے ۔ قال المترجم اور یہی اصحاب
... جیسا کتب فقہ میں مصرح ہے اور حدیث صحیح میں ثابت ہوا کہ آنحضرت صلعم کو یہود خیبر نے ایک بکری بھنی ہوئی بھیجی اور اُسکے دست میں

Marfat.com

زہر بھر دیا تھا اور آپکو دست جھا معلوم ہوتا تھا پس آپ نے دست سے لیکر تو چاپھر دست سے آپ نے کہا کہ آپ مجھے دکھائی دیتی [illegible]
ساتھ بشر بن البراء بن معرور رضی اللہ عنہ نے کھایا تھا وہ مر گئے اور زینب نامی یہودیہ جسنے زہر ملایا تھا اُس سے پوچھا گیا کہ [illegible]
کہنی ہونگے تو مر جا دینگے اور ہمکو [illegible] ہوں اور اگر نبی ہونگے تو اثر نہوگا پھر وہ قصاص مین قتل کیگئی اور ایسے ہی کیا احادیث مین [illegible]
اور مؤلف فتح البیان نے لکھا کہ یہود و نصاریٰ یہان مراد ہین اور بعض نے کہا کہ آنحضرت صلعم کے مبعوث ہونیکے پہلے دیگر امت سے جنہوں [illegible]
اُنکے حکم مین ہی لیکن جو اُسکے بعد اُنکے دین مین داخل ہوا اُسکا ذبیحہ حلال نہین اور یہی قول حضرت علیؓ و ابن مسعودؓ کا ہی اور شافعیؒ کے نزدیک [illegible]
قرآن کے داخل ہوا اُسکا ذبیحہ حلال نہین ہے اور ابن عباس سے پوچھا گیا کہ نصاریٰ عرب کے ذبائح کا کیا حکم ہے تو فرمایا کہ کچھ مضائقہ نہین ہے اور [illegible]
یتولہم منکم فانہ منہم الآیہ اور یہی قول حسن و عطا ابن ابی رباح و شعبی و عکرمہ کا اور مذہب ابو حنیفہ کا ہی **شیخ ابن کثیر** نے فرمایا کہ یہود و نصاریٰ کے سوا [illegible]
و صابئہ و متمسک بدین ابراہیم و شیث وغیرہ از انبیاء علیہم السلام اور عرب کے نصاریٰ مانند بنو تغلب و تنوخ و لخم و جذام و عاملہ وغیرہ کے [illegible]
نزدیک نہ کھایا جائیگا پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول در باب بنو تغلب روایت ابن جریر ذکر کر کے کہا کہ ایسا ہی سلف و خلف مین ہی [illegible]
ابن المسیب و حسن کے نزدیک نصاریٰ بنی تغلب کے ذبیحہ مین کچھ مضائقہ نہین ہے اور مؤلف فتح البیان نے نقل کیا کہ **قرطبی** نے فرمایا کہ جمہور امت کا قول ہے [illegible]
ذبیحہ حلال ہے خواہ بنو تغلب مین سے ہو یا کوئی اور ہو اور یہی حکم یہود کا ہے اور پوشیدہ نہین کہ اس زمانہ مین جو نصاریٰ دیکھے جاتے ہین وہ گردن مروڑ کر مرغی [illegible]
وغیرہ بدون ذبح کے روا رکھتے ہین اور یہ کچھ بھی متمسک بکتاب آسمانی نہین ہے اسیواسطے فتویٰ اسپر دیا جاتا ہے کہ انکا ذبیحہ روا نہین واللہ اعلم اور **تفسیر ابن کثیر** مین ہے
کہ رہے مجوس یعنی آگ کے پوجنے والے لوگ (اور ایسے ہندو وغیرہ اہل شرک) تو اگرچہ مجوس سے جزیہ لینے مین انکو اہل کتاب سے ملایا گیا کیونکہ صحیح بخاری مین [illegible]
بن عوفؓ سے ہے کہ آنحضرت صلعم نے مجوس ہجر سے جزیہ قبول کیا لیکن اسپر اتفاق ہے کہ اُنکے ذبیحے نہ کھائے جاوین اور نہ اُنکی عورتون سے نکاح کیا جاوے اور [illegible]
کرنیوالے فقط ابو ثور شاگرد امام شافعی ہین سو جب انکا یہ قول ظاہر ہوا تو فقہا نے اس سے سخت انکار کیا یہانتک کہ امام احمد نے فرمایا کہ ابو ثور اس مسئلے مین اپنے نام پر گیا ہے
بالجملہ اس قول ابو ثور کا کچھ اعتبار نہین ہے **قال المترجم** اس زمانہ مین بعضے گمراہ جاہل جنکی خبر حدیث صحیح مین ہے کہ آخر زمانہ مین پیدا ہونگے اور بے علم خود گمراہ ہو لوگون کو
گمراہ کرینگے اب اُٹھون بیٹھے جاتے ہین جو ہنود و مجوس کو اہل کتاب قرار دیکر بیہودہ باتین لکھتے و گمراہ کرتے ہین پس واجب ہے کہ جبتک وہ کتاب اللہ و حدیث رسول اللہ
صلعم سے جو کتب حدیث مین موجود ہو دلیل نہ لاوے تبتک اُسکو گمراہ جانین **وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ** ای طعامکم ایاہم حل لہم اور طعام تمہارا اُن کیلیے
حلال ہے یعنی تمکو اجازت ہے کہ اُنکو کھانا کھلاؤ **زجاج** نے فرمایا کہ معنی یہ ہین کہ و یحل لکم ان تطعموہم من طعامکم یعنی تمکو حلال ہے کہ تم اُنکو اپنے طعام سے کھلاؤ یعنی
خطاب مومنین کو اور یہ بطریق مکافات و مجازات کے ہے اور بعض نے فرمایا کہ اس کلام کا فائدہ یہ ہے کہ ذبیحہ دو طرفین سے حلال ہے اُنکا ہمکو اور ہمارا اُنکو اور اُنکے
حکم اُنکی عورتون سے نکاح کا ہے وہ جانبین سے نہین ہے فقط یہی روا ہے کہ مرد مسلمان کسی کتابیہ عورت سے نکاح کرے اور یہ روا نہین ہے کہ عورت مسلمہ کسی [illegible]
مرد کو دیجاوے پس متنبہ رہنا چاہیے اور بالجملہ تالیف قلوب و دیگر مصالح کی رعایت ہے **وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ** یعنی حلال کر دین [illegible]
واسطے مومنہ عورتون سے آزادہ پاکدامن عورتین اور یہ مابعد کے توطیہ کے طور پر مذکور ہے یعنی قولہ **وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ**
**مِنْ قَبْلِكُمْ** حلال کر دی گئین تمکو اہل کتاب مین سے محصنات ف مفسرؒ نے یہان محصنات کی تفسیر حرائر سے بیان کی جو جمہور [illegible]
ہی بنا بر آنکہ شافعیؒ کے نزدیک کتابیہ باندی سے نکاح نہین ورنہ اور **شیخ ابن کثیر** نے ذکر کیا کہ محصنات کی تفسیر حرائر کے ساتھ ابن جریر نے [illegible]
نقل کی پس احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ آزادہ عورتین نہ باندیان اور شاید یہ مراد ہو کہ حرائر یعنی پاکدامن عورتین نہ بدکار جیسا کہ مجاہد سے [illegible]
اور یہاں اس مقام پر جمہور کا قول ہے کہ محصنات سے عفیفہ عورتین مراد ہین اور کہا کہ آیت سے ظاہر یہ ہے کہ محصنات سے وہ عورتین مراد ہین [illegible]

Marfat.com

[illegible] اعلان پھر لکھا کہ علماء نے اختلاف کیا ہے کہ آیا ہر کتابیہ عورت مراد ہے خواہ آزادہ ہو یا باندی تو ابن جریر نے
[illegible] محصنات کی قید سے تفسیر کی ہے یہی قول حکایت کیا اور بعض نے کہا کہ اہل کتاب کی عورتوں سے یہاں بنی اسرائیل کی عورتیں
[illegible] اور بعض نے کہا کہ ذمیہ عورتیں مراد ہیں بقولہ تعالیٰ قاتلوا الذین لا یؤمنون باللہ ولا بالیوم الآخر یعنی اس آیت کے آخر میں اہل کتاب
[illegible] عمر رضی اللہ عنہما نصرانیہ عورت سے نکاح روا نہیں جانتے تھے اور فرماتے تھے کہ میرے نزدیک اس سے بڑھکر کیا شرک ہوگا کہ وہ عورت کہے
[illegible] عیسیٰ میرا معبود ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ولا تنکحوا المشرکات حتی یؤمن الآیۃ۔ اور ابن عباس رض نے کہا کہ قولہ ولا تنکحوا المشرکات حتی یؤمن الآیہ نازل ہوئی
[illegible] کتابیہ عورتوں سے لوگ باز رہے یہاں تک کہ یہ آیت اتری یعنی قولہ والمحصنات من الذین اوتوا الکتاب الآیہ پس لوگوں نے اہل کتاب کی عورتوں سے
نکاح کیا رواہ ابن ابی حاتم اور صحابہ رض میں سے ایک جماعت نے اہل کتاب کی عورتوں یہودیہ و نصرانیہ سے نکاح کیا اسی آیت کی دلیل سے اور کچھ نقصان
نہیں سمجھا اور اس آیت کو سورۂ بقرہ کی آیت کا مخصص قرار دیا بشرطیکہ سورۂ بقرہ کی آیت میں زنان اہل کتاب بھی مشرکات میں شامل ہوں کیونکہ یہود و
نصاریٰ بھی مشرک ہیں ولیکن عرف قرآن مجید میں اکثر اطلاق شرک کا ایسے فرقوں پر آیا جو کسی پیغمبر کو نہ مانتے ہوں ورنہ اسکو اہل کتاب فرمایا ہے اور واضح
[illegible] محصنات کی تفسیر عفیفہ عورتوں سے بھی قول جمہور و راجح ہے یعنی عام ہے خواہ عفیفہ آزادہ ہو یا باندی ہو پس یہی آیت دلیل جید ہے کہ کتابیہ باندی سے نکاح
[illegible] اور یہی امام ابو حنیفہ رح کا مذہب ہے اور اسی وجہ سے مسلمان باندی سے بدرجۂ اولیٰ نکاح روا ہے اور اس میں شافعیہ کا قول اضعف ہے کہ کتابیہ باندی سے
نکاح [illegible] اور مسلمان باندی سے بضرورت جائز کہتے ہیں الحاصل یہاں اجازت دی کہ تمکو محصنات مومنات حلال ہیں اور کتابیہ محصنات بھی حلال
ہیں۔ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ ای حل لکم ان تنکحوهن یعنی حلال ہے تمکو اُنسے نکاح کر لینا جبکہ دیدو تم اُنکے اجر یعنی مہور جمع مہر ہے
پس اذا شرطیہ نہیں ہے کیونکہ شرطیہ سے یہ وہم ہوتا ہے کہ مہر دیدینا شرط جواز ہے حالانکہ نکاح بدون مہر و بدون التزام مہر کے بھی جائز ہے گو مہر مقرر ضرور ہوگا
اور یہ وہم بر تقدیر اذا شرطیہ قرار دینے کے زیادہ متاکد ہوتا تھا لہذا مفسر رح نے اذا ظرفیہ اختیار کیا اور ابن کثیر رح نے کہا یعنی جیسے وہ عفائف ہیں ویسے
ہی خوشی خاطر سے انکے مہر انکو دیدو اور جابر رض بن عبد اللہ اور عامر شعبی و ابراہیم نخعی رح و حسن بصری رح نے فتوی دیا کہ مرد نے اگر کسی عورت سے نکاح کیا اور مہر
دیا کچھ دیا پھر اسکے ساتھ دخول ہونے سے پہلے اس عورت نے زنا کیا تو دونوں میں تفریق کر دیجاوے اور عورت مذکورہ اس مہر کو جو مرد نے دیا ہے واپس
کر دے (رواہ ابن جریر) پھر حلت عورتوں سے بطریق نکاح و عفت ہے اور بطور متعہ و کسب نہیں ہے لہذا مصرح فرمایا بقولہ مُحْصِنِينَ یعنی تزوج میں غَيْرَ
مُسَافِحِينَ یعنی حالیکہ تم نکاح کر لینے والے ہو یعنی اُنسے باعلان زنا کرنیوالے نہو۔ وَلَا مُتَّخِذِي أَخْدَانٍ اور نہ یار بنانیوالے ہو کہ پوشیدہ
اُنسے زنا کرو اخدان جمع خدن کی وہ شخص جو پوشیدہ یاری رکھتا ہو خواہ وہ عورت ہو یا مرد ہو پس معنی یہ کہ ظاہر و خفیہ کسی طرح اُنسے زناکاری و عشقبازی میں
[illegible] وقال ابن کثیر رح پس جیسے عورتوں میں احصان و عفت کو شرط کیا کہ زنا سے پاک ہوں ویسے ہی مردوں میں بھی عفیف ہونا شرط کیا اور مسافح وہ ناکار
[illegible] ہے اور جو سامنے آوے اُس سے اپنے کو نہ بچاوے اور متخذی خدان یہ کہ عورت سے آشنائی کرکے خفیہ زنا کرے تو ہر صورت میں
[illegible] ہوئی اور یہ اجرت کچھ مہر نہیں ہے اور دوسری آیت میں ایسی عورتوں کے نکاح سے پرہیز کا حکم دیا جنکے ظاہر و خفیہ یار و آشنا
[illegible] امام احمد کا مذہب ہے کہ جبتک عورت کا توبہ نہ ہو تب تک اسکا نکاح مرد عفیف سے صحیح نہیں ہوتا یہاں تک کہ توبہ کرے اور ایسے ہی جبتک مرد بدکار
[illegible] عورت عفیفہ سے صحیح نہیں ہوتا۔ وَمَنْ يَكْفُرْ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ۔ اور جسنے ایمان سے کفر کیا یعنی مرتد
ہوگیا [illegible] یعنی جو عمل صالح کر رہا ہو جیسے پہلے کیا تھا سب مٹ گیا اُسکا کچھ شمار نہیں اور نہ اُسپر کچھ ثواب دیگا۔ وَهُوَ فِي
الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ۔ اور وہ آخرت میں بہت حال خسارہ والوں میں ہوگا اف جبھی ایسا ہوگا کہ اسی حال پر مرے یعنی مرتد کافر مر جاوے

اور اگر توبہ کرے تو قبول ہو۔ قال فی العرائس قولہ تعالےٰ ومن یکفر بالایمان فقد حبط عملہ اشارہ یہ ہی کہ ایمان یہان [illegible]
مین خوار ہو کر ڈوب گیا اور توحید کے کنارے نہ نکلا جہان سے ذات و صفات کیطرف رسائی ہوتی ہی تو وہ اللہ تعالیٰ سے [illegible]
محبت و معرفت بندھا ہی نہین اور جو کچھ راہ طریقت مین پایا تھا سب جاتا رہا اور اس سے زیادہ دقیق اشارہ یہ ہی کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی [illegible]
انوار توحید سے مست ہو کر مستی مین انانیت کا دعوی کر بیٹھا جو جاہل کی صفت اور غدار کرنیوالی ہی تو وہ محجوب ہی کیونکہ اسنے بسبب انانیت کے [illegible]
لیئے سب باطل ہوئے کیونکہ اعمال تو عبودیت کے تھے اور وہ ربوبیت کیطرف نکل بھاگا ہی تو جب عبودیت کیطرف رجوع کرے اور [illegible]
کرے کیونکہ جو کچھ وہ کر چکا تھا وہ تو سب اسکے دعوی باطل کے مٹ گئے بعض نے فرمایا کہ جسنے اللہ تعالیٰ کی معرفت و یقین عطا فرمانے پر اسکا شکر نہ ادا کیا تو اسنے اعمال [illegible]
اکیو گرا دیا جس سے اسکے اعلی ریاضات و اجتہادات مٹ جاوینگے اور بعض نے فرمایا کہ جس نے خصائص ایمان مین سابقہ احسان الٰہی عزوجل کو نہ دیکھا وہ عمل [illegible]

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا
اے ایمان والو جب تم اٹھو نماز کو تو دھو ڈالو اپنے منھون کو اور ہاتھونکو کہنیون تک اور مسح کرو

بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ۚ وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا ۚ وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ
اپنے سرون کو اور دھو ڈالو پاؤن ٹخنون تک اور اگر تم کو جنابت ہو تو خوب طرح پاک ہولو اور اگر تم بیمار ہو یا

سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا
سفر مین ہو یا کوئی تم مین سے آیا جائے ضرور سے یا لگے ہو عورتون سے پھر تمکو پانی نہ ملے تو قصد کرو زمین

طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ مِنْهُ ۚ مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ وَ
پاک کا سو مسح کرلو اپنے منھون کو اور ہاتھونکو اسمین سے اللہ تعالےٰ نہین چاہتا کہ تم پر کچھ مشکل رکھے و

لَٰكِنْ يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝ وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ
لیکن چاہتا ہی کہ تم کو پاک کردے اور تم پر اپنا احسان پورا کردے شاید تم احسان مانو اور یاد کرو احسان اللہ کا

عَلَيْكُمْ وَمِيثَاقَهُ الَّذِي وَاثَقَكُمْ بِهِ إِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ
اپنے اوپر اور عہد اسکا جو تم سے مضبوط ٹھہرا جبکہ تم نے کہا تھا کہ ہمنے سُنا اور مانا اور ڈرتے رہو اللہ سے اللہ تعالےٰ

عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝
جانتا ہی جیون کی بات کو

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ اے ایمان والو جب تم کھڑے ہو یعنے جب تم قیام کا ارادہ کرو إِلَى الصَّلَاةِ [illegible]
ث وانتم محدثون اور حال یہ ہو کہ تم کو حدث ہو یعنے پیشاب پخانہ وغیرہ کیوجہ سے وضو نہو اور اسی کو فقہا حدث بولتے ہین اور مفسرین نے بیان کیا
کہ قمتم یہان بمعنے ارادہ قیام ہی اور مراد قیام سے یہ کہ نماز مین مشغول ہونا اور اعلیٰ رکن اسکا قیام ہی جو عذر کیوجہ سے البتہ ساقط ہوتا ہی کہ [illegible]
پھر اگر درمیان نماز مین مثلاً قعدہ مین وضو ٹوٹ جائے تو وضو کرکے اسی قعدہ پر بیٹھے پھر واضح ہو کہ قیام نماز کے ارادہ کرنیکے وقت وضو [illegible]
ایک جماعت اسی طرف گئی ہی کہ جب ارادہ نماز ہو تب ہی وضو واجب ہی خواہ پاک ہو یا محدث ہو اور ابن جریر نے کہا کہ بہتر یہ [illegible]
کہ مراد یہ ہی کہ جب تم ایسے حال مین نماز کا ارادہ کرو کہ تم محدث ہو تب وضو واجب ہی اور دوسرون نے کہا کہ [illegible]

Marfat.com

...واجب ہین اور ایک گروہ نے فرمایا کہ آیت مین یہ حکم ہے کہ نماز کیطرف قیام کے ارادہ کیوقت وضو کرو سو اگر ارادہ
...اور اگر طاہر ہو یعنی اسکا وضو موجود ہی تو اُسپر پھر وضو کر لینا مستحب ہے اور کہا گیا کہ ابتدا ے اسلام مین واجب تھا پھر جو طاہر
...بالجملہ بدون وضو کے اللہ تعالے نماز قبول نہین فرماتا اسپر اجماع ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم وضو پر وضو کیا کرتے تھے چنانچہ انسؓ سے
...آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے وقت وضو کیا کرتے تھے تو عمرو بن عامر راوی نے پوچھا کہ پھر آپ لوگ کیونکر کرتے تھے تو فرمایا کہ ہم نمازونکو
ایک ہی وضو سے پڑھتے جبتک کہ ہمکو حدث نہوتا (رواہ البخاری واحمد واہل السنن) اور بریدہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم ہر نماز کیوقت وضو کیا
کرتے تھے پھر جب فتح مکہ کا روز ہوا تو آپ نے وضو کیا اور اپنے دونون موزون پر مسح فرمایا اور نمازون کو ایک ہی وضو سے ادا کیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا
یا رسول اللہ آپ نے ایسی بات کی جو آپ کبھی نہین کرتے تھے تو فرمایا کہ اے عمر مین نے اسکو عمداً کیا ہے (رواہ مسلم واحمد واہل السنن) اور یہ حدیث متعدد
طرق سے مروی ہے اور فتح مکہ سے پہلے غزوۂ خندق مین بھی آنحضرت صلعم نے چار نمازین ایک ہی وضو سے ادا کین اور **شیخ ابن کثیرؒ** نے یہان کثرت سے
احادیث نقل کی ہین بالجملہ یہ متقرر ہو گیا کہ مراد آیت مین وہی معنی ہین جو مفسرؒ نے بیان کیے اور یہی جمہور اہل علم کا قول ہے اور وضو ایک طہارت ہے جو
فضیلت بھی ہے پس اس راہ سے نیت ضرور ہے تاکہ ثواب حاصل ہو اور قرآن مین جس وضو کا حکم ہے وہ عبادت پوری ہو اور اگر نیت نہوئی تو نماز کے
واسطے جو طہارت شرط ہے وہ پائی جاویگی پس نماز اُس سے ادا ہو جائیگی اور یہی امام ابو حنیفہ کے مذہب مین صحیح ہے اور امام شافعی وغیرہ کے نزدیک بدون نیت کے
وضو نہوگا پھر اللہ تعالے نے فرائض وضو مین سے چار باتین ذکر فرمائی ہین اول قولہ **فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ**۔ دھوؤ تم لوگ اپنے چہرونکو ف
اور مستحب ہے کہ برتن مین ہاتھ ڈالنے سے پہلے ہاتھ دھو ڈالے اگر نجس نہو ورنہ واجب ہوگا پس تین مرتبہ دہانہ دھووے پھر تین مرتبہ کلی کرے پھر تین
مرتبہ ناک مین اچھی طرح پانی دیکر صاف کرے اور یہ سب سنت ہین پھر چہرہ دھووے تو ایک مرتبہ تو فرض ہے اور چاہیے کہ دو مرتبہ بدرجہ ادنے ...
امام محمد رح نے موطا مین کہا اور ابن الہمام نے اسمین کلام کیا ہے اور اعلی و اولی یہ کہ تین مرتبہ چہرہ بھی دھووے اور سنت یہی ہین اگر دو مرتبہ کرے تو بھی کافی
ہے لیکن تین مرتبہ آیا ہی اعلی ہے اور چہرہ بال جمنے سے ٹھوڑی تک اور کان سے دوسرے کان تک ہے اور کنپٹی بھی اصح یہ کہ چہرہ مین ہے اور ڈاڑھی کی
تمام تحقیق ہدایہ مین ہے **بیہقیؒ** نے کہا کہ ڈاڑھی مین خلال کرنا عمار و عائشہ و ام سلمہ سے مرفوعاً اور حضرت علیؓ وغیرہ سے موقوفاً مروی ہوا اور اُسکے
ترک کی اجازت ابن عمر و حسن بن علی اور ایک جماعت تابعین سے جنمین نخعی بھی ہین مروی ہوئی اور کلی کرنا و ناک مین پانی دینا غسل مین امام ابو حنیفہ
کے نزدیک واجب ہے اور وضو مین سنت ہے پھر فرض دوم قولہ **وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ**۔ اور دھو ہاتھونکو مرافق تک یعنی مع مرافق کے جیسا کہ سنت
سے اسکا بیان وارد ہوا ہی ظاہر یہ کہ مفسرؒ نے اسمین خلاف پایا کہ الی کا مابعد اپنے ماقبل کے حکم مین داخل ہوتا ہے یا نہین تو سنت کیطرف مرجع قرار دیا اور
سیبویہ اور ایک جماعت نے کہا کہ مابعد اگر جنس ماقبل سے ہو تو داخل ہوتا ہے ورنہ نہین اور ایک قوم نے کہا کہ الی فقط غایت کیواسطے ہے اور مابعد کا داخل
ہونا دلیل پر ہے جہان جیسی دلیل موجود ہو ویسا ہی ہوتا ہے اور بعض نے کہا کہ مابعد نہین داخل ہوتا ہے اور **جملؒ** نے کہا کہ نحویون کے نزدیک یہی اصح ہے اور
بعض نے کہا کہ الی بمعنے مع ہے اور یہی **ابن کثیرؒ** نے تفسیر مین اختیار کیا اور حاصل آنکہ جمہور کے نزدیک مرافق کا دھونا فرض ہے **دارقطنیؒ** نے باسناد حسن از عثمان
...وضو روایت کی اور اسمین ہے کہ پھر ہاتھ دھوئے مرفقین تک یہانتک کہ بازو کے اطراف تک چھو گیا اور بعد وضو کے کہا کہ وضو رسول اللہ صلعم کا ایسا ہی
...اسناد سے جابرؓ سے مرفوعاً ایسی روایت ہے اور ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ مین نے اپنے خلیل صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ مومن کا زیور وہانتک پہونچیگا (یعنے پچھلی وعضد ۱۲)
جہانتک وضو پہونچیگا (رواہ مسلم) ونیز ابو ہریرہؓ کی دوسری روایت مین وضو بڑھانیکی تاکید ہے پس کوتاہی کرنا اعضاء وضو مین اصل ہی نہین ہے پھر فرض
سوم قولہ **وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ**۔ اور مسح کرو اپنے سرونکو مفسرؒ نے کہا یعنے الصاق کرو مسح کو اپنے سرونکے ساتھ بدون پانی بہانے کے ا...

Marfat.com

مسح اسم جنس ہے پس کافی ہے کہ اسقدر جسپر مسح صادق آجاوے اور وہ سر کے بعض بال کا چھونا اور یہی [illegible]
اپنا مذہب بیان کر دیا اور تفصیل یہ ہے کہ بعض کے نزدیک بازائدہ ہے آی امسحوا رؤسکم پس تمام سر کا مسح [illegible]
اور قولہ تعالی فامسحوا بوجوہکم وایدیکم منہ یعنی تیمم میں مسح اور یہی مالک کا مذہب ہے اور بعض نے کہا کہ با واسطے الصاق کے ہے اور [illegible]
اور شرح مہذب میں ایک جماعت سے ہے کہ با جب غیر متعدی پر داخل ہو تو الصاق کیلیے جیسے قولہ تعالی ولیطوفوا بالبیت [illegible]
ہے تبعیض کیلیے ہوتی ہے اور حق یہ ہے کہ زبان عرب میں ایسی صورتمین جسقدر پر فعل صادق آوے اسیقدر کافی ہوتا ہے مثلاً زید نے عمرو [illegible]
ضرور نہین ہے کہ وہ بکر کے تمام اجزا کو بالاستیعاب مار ے یا چھوے بلکہ جسقدر پر مارنا صادق آوے کافی ہے اسیطرح یہان بھی جسقدر پر مسح صادق [illegible]
نے تو کہا کہ ایک بال یا تین بال چھو لینے سے مسح ہو گیا اور یہ مسلم نہین کیونکہ یہ عقلی صورت ہے اور عرف لغت مین جسپر وارد ہے اسکو مسح نہین [illegible]
کرنے سے بعض حصہ سر کا ادنی درجہ معلوم ہوا جیسا کہ حدیث مغیرہ رض مین ناصیہ پر کہ چوتھائی سر ہے مسح مروی ہے پس اسیقدر لیا گیا اور اس [illegible]
مشروع نہین جیسا کہ **ابن کثیر** نے اعتراض کیا لیکن شرع مین فرض مقدر ہے اور مقدار متعین نہین پس ادنی مقدار چونکہ اس سے کم ثابت نہین ہوئی [illegible]
اسی پر مدار ہوا اور کلام کو اسمین مجال باقی ہے فلیتامل واللہ اعلم بالجملہ احادیث مین تمام سر کا مسح کرنا کثرت سے آیا ہے لہذا آدمی کو چاہیے کہ تمام سر کا مسح کرے [illegible]
اس اختلاف سے بچ جاوے اور حضرت عثمان رض سے صحاح مین جو احادیث ہین دلالت کرتی ہین کہ مسح تمام سر کا ایک بار ہے اور بعض روایات مین تین بار آیا ہے اور [illegible]
شمار ہے اور تین بار منع نہین ہے اور واضح ہو کہ مسح کہتے ہین بھیگا ہاتھ پھیرنے کو پس پانی بہانیکو غسل کہتے ہین پھر جو تھا فرق قولہ **وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى**
**الْكَعْبَيْنِ** ۔ اور دھو اپنے پاؤنکو ٹخنون تک۔ وارجلکم ایک قراۃ مین نصب سے پڑھا گیا ہے اور یہ اکثر ہے پس یہ عطف ہے وجوہکم پر اور یہ ظاہر ہے اور بیچ
مین وامسحوا برؤسکم۔ سے فصل ہے بوجہ رعایت ترتیب کے اور ایک قراۃ مین ارجلکم بالجر پڑھا گیا پس اصل تو اسکو نصب ہے لیکن برؤسکم کے پڑوس ہونیکی وجہ
سے ارجلکم زیر کیساتھ آسانی سے نکلتا تھا لہذا اسکو بھی بالجر پڑھا گیا اگرچہ معنی مین نصب کے صورت والے معنے مراد ہین اسلیے کہ مسح یہان ٹخنون تک کہنے سے مقصود ہی
نہین ہے چنانچہ دونون قراۃ پر معنی یہ ہین کہ دھو تم اپنے پاؤنکو کعبین تک یعنی کعبین سمیت جیسا کہ سنت سے اسکا بیان آگیا ہے اور کعبین صیغہ تثنیہ ہے اور وہ دو
ہڈیان ابھری ہوئی ہر پیر مین پنڈلی و قدم کے جوڑ پر ادھر اودھر ہوتی ہین اور یہی چار ون اماموں و جمہور کا قول ہے اور جسنے کلام کے یہ معنی لیے کہ مسح کرو پاؤنکا
کعبین تک وہ کہتا ہے کہ کعب وہ جگہ ہے جہان انگلیونکی نسین جاکر ملگئی ہین اور وہ قدم کی پشت پر ہے ساق کی جڑ پاس اور یہ رد کردیا گیا اسطرح کہ وہ تو ہر پاؤنمین ایک
ایک ہے حالانکہ کعبین صیغہ تثنیہ ہے پس اگر وہی مراد ہوتی تو ارجلکم الی الکعب ہوتا جیسے وجوہ و مرافق ورؤس مین جمع کا صیغہ ہے علاوہ برین اہل اللغۃ کے بالکل خلاف ہے
اگر وہم ہو کہ پھر جب پاؤنکو دھونا مقصود تھا تو منھ و ہاتھونکے ساتھ بیان کردیا جاتا مفسر نے جواب دیا کہ قال المفسر آیت مین جس ترتیب سے جسکا دھونا و مسح کرنا ذکر ہے
یہ ترتیب بھی فرض ہے چنانچہ منھ و ہاتھ دھوئے جاتے ہین اور پاؤن بھی دھوئے جاتے ہین لیکن انکے بیچ مین سر کا مسح مقدم ہے تو اس سے افادہ یہ کیا کہ اعضا کے [illegible]
مین ترتیب رکھو اگر وہم ہو کہ اس سے پاؤنپر مسح کرنیکا وہم پیدا ہوا جواب یہ کہ یہان یہ وہم فقط ایک لفظ کعبین سے دفع ہو گیا کیونکہ مسح [illegible]
معنے یہ کہ دھو ڈالو کعبین تک پھر ترتیب کو مفسر نے کہا کہ یہ ترتیب واجب ہے اور یہی شافعی کا مذہب ہے اور یہی امام مالک و احمد کا قول ہے اور امام ابوحنیفہ کے [illegible]
سنت مؤکدہ ہے اور واو ترتیب کیواسطے اہل لغت کے نزدیک نہین ہے پس فصل کر دینے مین اور ممسوح کے بعد پاؤن دھونا بیان کرنے مین تنبیہ [illegible]
بہانے مین اسراف نہ کرین کیونکہ یہ مظنہ اسراف ہین۔ **ذکرہ العلامۃ الزمخشری** قال المفسر اور سنت سے ثابت ہوا کہ [illegible]
جیسے اور عبادات مین ہے اور یہی دیگر ائمہ کا قول ہے اور ائمہ حنفیہ کے نزدیک یہ مسلم کہ عبادات مین بدون نیت کے ثواب نہین [illegible]
ہے اور دوم یہ کہ وہ نماز کیواسطے شرط ہے پس اگر نیت کرلی تو وضو مین عبادت کا ثواب بھی ہوگا اور شرط نماز بھی ہو جائیگا [illegible]

Marfat.com

[…] بخلاف […] کہ اگر ان مین خالص نیت نہوئی تو وہ کچھ بھی نہو گی کیونکہ ان مین ایک ہی جہت ہے پھر واضح ہو کہ مفسرؒ نے اکلیل مین کہا
[…] واسطے ہے اور جسکی قراءۃ مجرور ہے مسح کرنیکے واسطے ہے کیونکہ قراءتونکا متعدد ہونا بمنزلہ متعدد آیات کے ہے اور یہ قول ٹھیک نہین بلکہ
[…] جاوے کہ قراءتین دونون ثابت ہین پس سنت کیطرف رجوع کیا گیا تو وہانسے معلوم ہوا کہ دھونا واجب ہے کیونکہ احادیث مشہور بلکہ متواتر مین کہ
[…] صحابہ رضی اللہ عنہم پاؤن دھویا کرتے تھے اور حدیث ویل للاعقاب من النار یعنی جو ایڑیان سوکھی رہجاوین وضو کے اندر دھونہین تو انکی سزا ایک
[…] ویل ہی اس حدیث کو اتنی جماعت نے صحابہؓ مین سے روایت کیا کہ مرتبہ شہرت کو پہونچگئی ہے اور **حافظ الحدیث ابن حجر** نے کہا کہ صحابہؓ مین سے
[…] پاؤن دھونے مین اختلاف ثابت نہین سوائے حضرت علی و ابن عباس و انس بن مالک کے کہ انسے مسح کا قول ملتا ہے اگرچہ انکا فعل ثابت نہین کہ کھلے پاؤن پر
[…] مسح کیا ہو اور یہ بھی ثابت ہو کہ ان لوگون نے اس قول سے رجوع کیا ہے اور ابن جریرؒ نے اسی سے استدلال کیا کہ غسل کرنے اور دھونے مین وضو کے […]
کیا ہے انتہی کلامہ **ابن العربیؒ** نے کہا کہ امت نے اتفاق کیا ہے کہ پاؤن دھونا وضو مین واجب ہے اور مجھے نہین معلوم کہ کسی نے اس سے خلاف کیا ہو سوائے
[…] کے جو فقہائے مسلمین سے تھے اور ماسوائے انکے اور لوگون مین سے فرقہ رافضہ نے خلاف کیا ہے **قال ابن کثیرؒ** قولہ تعالی وارجلکم الی الکعبین اسمین ارجلکم بنصب
[…] کہ عطف ہے وجوہکم وایدیکم پر اور عکرمہ نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ ابن عباسؓ نے وارجلکم پڑھا بنصب یعنی کہدیا کہ مین نے اسطرف رجوع کیا کہ پاؤن
[…] واجب ہے اور عبد اللہ بن مسعود و عروہ و عطا و عکرمہ و حسن و مجاہد و ابراہیم و ضحاک و سدی و مقاتل و زہریؒ و ابراہیم تیمی سے مانند اسکے مروی ہے و اس قراءۃ پر پاؤن
[…] واجب ہونا ظاہر ہے جیسا کہ سلف کا قول ہے اور یہین سے جو وضو مین ترتیب واجب ہونیکا قائل ہے ترتیب واجب ہونا ثابت کرتا ہے بنظر اینکہ چہرہ و ہاتھ جنکا دھونا واجب
[…] کے بیچ مین مسح سر کو بیان کر کے پھر وجوہکم پر ارجلکم کو عطف کیا بوجہ وجوب ترتیب کے ورنہ بدون فاصل کے عطف ہوتا اور یہی جمہور کا مذہب ہے مگر امام ابو حنیفہؒ نے
[…] کیا اور کہا کہ ترتیب واجب نہین ہے کیونکہ آیۃ کریمہ ان اعضاء کے طاہر کرنیکا حکم کرتی ہے اور واو کو ترتیب پر دلالت نہین ہے پھر دوسری قراءۃ اسمین ارجلکم بالجر ہے در
[…] فرقہ شیعہ نے مسح راس پر عطف کر کے پاؤنکا مسح نکالا ہے اور سلف صالحین سے بعض ایسی عبارات مروی ہین جنسے وہم ہوتا ہے کہ شاید وہ بھی پاؤن پر مسح کے قائل تھے
[…] انکے قول کا یہ مطلب نہین ہے جیسا کہ مدلل بیان ہوگا اور وہ روایات یہ ہین کہ ابن جریر نے موسی بن انس سے روایت کی کہ موسی نے انس سے کہا کہ اے ابو حمزہ
[…] ہمارے ہین حجاج نے خطبہ سنایا اور کہا کہ اپنے منہ ہاتھ دھو و سر و پیر مسح کرو اور پاؤن دھو اور آدمی مین کوئی چیز زیادہ قریب خبث سے بہ نسبت اسکے پاؤن کے نہین
[…] پس انکے تلوے اور اوپر اور ایڑیان مع اسکی جانب کے دھویا کرو تو انسؓ نے یہ سنکر فرمایا کہ اللہ تعالی سچا ہے اور حجاج جھوٹا ہے اللہ تعالی نے فرمایا وامسحوا برؤسکم
[…] موسی بن انس نے کہا اور انسؓ جب اپنے پاؤنکو مسح کرتے تو دونونکو تر کر دیتے تھے **وقال المترجم** معنی اس روایت مین یہ ہین کہ حجاج نے لوگونکو پاؤن
[…] دھونے اور زیادہ پانی بہانیکو کہا تھا سو حضرت انسؓ نے رد کر دیا کہ اللہ تعالی نے وارجلکم کو وامسحوا برؤسکم کے بعد فرما کر ارشاد کیا ہے کہ پاؤن
[…] بضرورت پانی بہاؤ جیسے مسح مین ہوتا ہے اور اسراف نکرو پس مسح سے مراد خفیف دھونا قرینہ […] اسواسطے حضرت انس اپنے پاؤن تر کر دیتے تھے
[…] زمخشری وغیرہ نے جواب دیا کہ مسح سر کے بعد پاؤن دھونیکا حکم بوجہ وجوب ترتیب کے نہین ہے جیسا کہ شافعیہؒ نے گمان کیا بلکہ اس فائدہ کیواسطے
[…] دھونے مین مسح پر نظر رکھو اور خفیف دھو یعنی پانی ست ہلد ہلاؤ پھر **ابن کثیرؒ** نے باسناد ابن جریر رحمہ اللہ حضرت انسؓ سے روایت کی کہ نازل ہوا
[…] بالغسل (واسنادہ صحیح ایضا) اور ابن جریر نے عکرمہ عن ابن عباس روایت کی کہ وضو دو دھونے اور دو مسح ہین ابن ابی حاتم نے یوسف بن
[…] روایت کی کہ قولہ وامسحوا برؤسکم وارجلکم الی الکعبین کہا کہ یہ مسح ہے پھر ابن ابی حاتم نے کہا کہ ابن عمرؓ و علقمہ و ابو جعفر محمد باقر و حسن بصری کی روایۃ
[…] روایت اسکے مانند مروی ہے اور راوی نے کہا کہ مین نے عکرمہ کو دیکھا کہ دونون پاؤن پر مسح کرتے […] شعبی نے کہا کہ جبرئیلؑ مسح کا حکم لائے
[…] تیمم ہے کہ جو دھویا جاتا تھا اسپر مسح کیا جاتا ہے اور جو مسح کیا جاتا تھا وہ لغو ہوا۔ درواہما ابن جریر **قال المترجم** یہ چند آثار

ہین اور بعض اسناد اگرچہ بظاہر صحیح ہین لیکن وہ نبی صلعم کا قول و فعل نہین روایت ہوا اور نہ وہ سنت [illegible]
ان روایات کے محفوظ ہونے پر محدثین و ناقدین مین سے کسی کی تصریح ہی کیونکہ بسا اوقات ظاہر اسناد مستقیم ہوتی ہی لیکن [illegible]
محدثین کے نزدیک علل خفیہ ہوتے ہین جیسا کہ اصول حدیث مین مصرح ہی چنانچہ انہین آثار کو ظاہر علت کے ساتھ شیخ ابن [illegible]
ثابت ہی اور سخت غریب ہین اور اگر لیے جاوین باوجودیکہ کوئی مرفوع حدیث و سنت نہین ہی تو اس طرح محمول کرینگے [illegible]
خفیف دھونا ہی کیونکہ ہم عنقریب صحیح سنت ثابتہ سے پاؤن دھونیکا واجب ہونا بیان کرینگے اور قراۃ بالجر کو بعض [illegible]
صورت مین مسح کرنے پر محمول ہی یہ قول امام شافعیؒ کا ہی **قال المترجم** اور پوشیدہ نہین کہ ہر دو قراۃ ثابت ہین پس قرآن مجید [illegible]
نازل ہوا از انجملہ یہ بھی ہی کہ قراۃ بالنصب و بالجر یہان مفید دو احکام ہی اور مفسرؒ نے مقدمہ مین اسکو شرح لکھا ہی پس انکو غلط و خلاف صواب [illegible]
جیسا کہ کمالین سے ظاہر ہوتا ہی بعید ہی اسلیے کہ قراۃ بالنصب کے ساتھ احادیث متواترہ یا مشہورہ مفید غسل ہین اور قراۃ بالجر کے ساتھ کوئی حدیث
و سنت نہین تو لامحالہ قراۃ بالجر کے معنے بیان کرنے چاہیے ہین تو منجملہ تاویل کے ایک یہ جو مذکور ہوئی اور بعض نے کہا کہ قراۃ بالجر پر دلالت کوئی ہی [illegible]
لیکن دوسری قراۃ سے و احادیث مذکورہ سے یہان مسح بمعنے خفیف دھونا **وقال المترجم** اگر کہا جاوے کہ اسپر وارد ہوتا ہی کہ جر کی صورت مین
روسکم پر ہی اور وہان مسح سے غسل خفیف مراد نہین ہی تو جواب ہی کہ اسجگہ مسح سے ایک معنی اعم جو بھیگا ہاتھ پھیرنے و خفیف دھونے دونو کو شامل ہی
خواہ بطریق عموم مجاز یا بطریق عموم مشترک مراد ہین پس اشکال مندفع ہوگیا فافہم اور **شیخ ابن کثیر** نے کہا کہ غسل خفیف پر مسح کا اطلاق ہونے کیواسطے
بہت اچھی دلیل وہ روایت ہی جو **حافظ بیہقی** نے اچھی اسناد سے نزال بن سبرہؓ سے روایت کی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نماز ظہر پڑھکر رحبہ کوفہ
مین لوگون کیے حوائج و مقدمات کے واسطے بیٹھے یہانتک کہ عصر کا وقت آگیا پھر انکے پاس ایک چھوٹے برتن مین پانی آیا اُس سے لپ بھر کر منہ و ہاتھون
و سر و پانونکو مسح کیا پھر کھڑے ہو کر باقی پی لیا اور فرمایا کہ کچھ لوگ کھڑے پانی پینے کو مکروہ جانتے ہین اور رسول اللہ صلعم نے ایسا ہی کیا جیسے مین نے
کیا اور فرمایا کہ ہذا وضوء من لم یحدث یعنی یہ ایسے شخص کا وضو ہی جسکو حدث ہو (صحیح بخاری مین بھی اسکے بعض معنی مروی ہین) بالجملہ بدلیل آیت و احادیث صحاح
پانون دھونا ضرور واجب ہی اور جسنے اپنی خواہش سے مسح کو نکالا وہ خود گمراہ و گمراہ کرنے والا ہی اور ایسے ہی جسنے دونونکا مسح و دونونکا دھونا تجویز کیا اسنے
بھی خطا کی ہی اور جسنے شیخ ابن جریر کا یہ مذہب نقل کیا کہ اُسنے آیت سے پانونپر مسح کرنا نکالا اور احادیث سے دھونا واجب نکالا تو اُسکو
شیخ ابن جریر کے مذہب کی تحقیق نہوئی کیونکہ تفسیر مین شیخ ابن جریر کا کلام فقط اتنی بات پر دلالت کرتا ہی کہ اُسنے برخلاف دیگر اعضا کے
پیرونکا ملنا اسوجہ سے ضروری کہا کہ وہ خاک کیچڑ وغیرہ سے ملے رہتے ہین پس ملنا ضرور ہی تاکہ اُنپر جو کچھ ہو وہ جاتا رہے لیکن اس ملنے کو مسح سے تعبیر کیا پس
جسنے غور نہین کیا وہ شیخ کی مراد سمجھنے مین غلط کر گیا۔ بالجملہ اعلی و اولی و اصوب یہ کہ احادیث کیطرف رجوع کیا جاوے پس اگر غسل ہی ثابت ہی جو قراۃ
بالنصب کے معنے ہین تو وہی مذہب ہی پھر ایسے آثار مذکورہ کا عدم و وجود برابر ہی اور قراۃ بالجر ضرور ماؤل ہی پس **ابن کثیر** نے ان احادیث کو [illegible]
ذکر فرمایا کہ حدیث بروایت حضرت علی و عثمان و ابن عباسؓ و معاویہ و عبد اللہ بن زید بن عاصم و مقداد بن معدی کرب جیسے گذرین کہ رسول اللہ
صلعم وضو مین پانون دھوتے تھے اور نیز حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ گذری کہ رسول اللہ صلعم نے وضو مین پانون دھوئے پھر فرمایا
یہی وضو ہی کہ اللہ تعالے نہین قبول کرتا نماز کو مگر اسی کے ساتھ اور عبد اللہ بن عمرو کی حدیث جسمین صحابہ سفر مین آگے بڑھکر وضو کرنے [illegible]
اور آنحضرت صلعم پیچھے تھے جب وہان پہونچے تو عبد اللہ بن عمرو کہتے ہین کہ ہم لوگون نے اپنے پیرونکو چپڑنا شروع کیا پس آپ نے [illegible]
فرمایا کہ پورا وضو کرو ایڑیون کیلیے آگ دوزخ سے عذاب ہی (والحدیث فی الصحیحین) اور ایسی ہی صحیحین مین [illegible]

حدیث انس سے ہے کہ آنحضرت صلعم سے ہے کہ فرمایا اسبغوا الوضوء ویل للاعقاب من النار۔ اور عبداللہ بن الحرث
کہتے ہیں رسول اللہ صلعم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ ویل للاعقاب وبطون الاقدام من النار۔ ایڑیون اور تلوون کے لیے آگ سے
ہلاکت ہے (رواہ البیہقی والحاکم) اور ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ اسکی اسناد صحیح ہے۔ جابر بن عبداللہ نے کہا کہ مین نے آنحضرت صلعم سے سنا کہ آپ
فرماتے تھے ویل للعراقیب من النار رواہ احمد اور نیز جابر ابن عبداللہ سے ہے کہ آنحضرت صلعم نے ایک مرد کے پانون مین بقدر درہم کے خشک دیکھا جسکو
اسنے نہین دھویا تھا تو فرمایا کہ ویل للاعقاب من النار (رواہ احمد وابن ماجہ وابن جریر) اور جابرؓ سے ہے کہ آنحضرت صلعم نے ایک قوم کو وضو کرتے
دیکھا جنکی ایڑیونکو پانی نہین پہونچا تھا تو فرمایا۔ ویل للاعقاب من النار (رواہ ابن جریر) اور معیقیبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ
ویل للاعقاب من النار (رواہ احمد) اور ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ویل للاعقاب من النار ویل للاعقاب من النار یعنی راوی
بتاکید فرمایا پس مسجد مین کوئی شریف ووضیع نہ باقی رہا مگر اسکو مین نے دیکھا تو وہ ایڑیونکو پھیر کر دیکھتا تھا (رواہ ابن جریر) اور ابو امامہ کے
بھائی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ایک قوم کو نماز پڑھتے دیکھا اور اُنمین سے ایک کی ایڑی مین یا ایک کے ٹخنے مین بقدر ایک درم کے
یا بقدر ایک ناخن کے خشک جگہ تھی جسکو پانی نہین چھوا تھا تو فرمایا۔ ویل للاعقاب من النار۔ کہا کہ پھر آدمی نے یہ کرنا شروع کیا کہ جب اپنی
ایڑی مین ایسی کچھ جگہ پاتا جسکو پانی نہین پہونچا تو وضو کا اعادہ کرتا۔ (رواہ ابن جریر) ابن کثیرؒ نے کہا کہ ان احادیث سے وجہ دلالت ظاہر
ہے کہ اگر پانون پر مسح کرنا فرض ہوتا یا ایسا جائز ہوتا تو اُسکے ترک پر آتش دوزخ کی وعید نہ فرمائی جاتی کیونکہ مسح سے تمام پانون بالاستیعاب
نہین تر ہوتا ہے اسباغ درکنار رہا بلکہ مسح مین تو اسیقدر کافی ہے جیسے موزہ پر مسح کرنے مین ہوتا ہے۔ **اور شیخ امام ابو جعفر ابن جریر** نے
فرقہ شیعہ پر یہی حجت وارد کی ہے اور عمر بن الخطاب سے روایت ہے کہ ایک مرد نے وضو کیا اور ایک ناخن برابر جگہ اپنے قدم مین خشک چھوڑ دی
تو نبی صلعم نے دیکھکر اُسکو حکم دیا کہ لوٹ کر اچھی طرح وضو کر (رواہ مسلم فی صحیحہ) اور بیہقی رحمہ اللہ نے انس بن مالکؓ سے روایت کی کہ ایک
شخص وضو کرکے اسیوقت نبی صلعم کے پاس آیا حالانکہ اُسکے قدم پر ایک ناخن برابر جگہ خشک رہگئی تھی تو آنحضرت صلعم نے اُس سے فرمایا
کہ واپس جاکر اچھی طرح وضو کر اور کذا رواہ ابوداؤد وابن ماجہ وقال ابن کثیر الاسناد جید رجالہ کلہم ثقات) یعنے اس حدیث کی اسناد جید ہے
سب راوی ثقہ ہین ولیکن ابو داؤد نے کہا کہ یہ حدیث معروف نہین ہے اسکو فقط ابن وہب نے روایت کیا ہے حالانکہ مجھسے موسیٰ بن اسمٰعیل نے
باسناد خود اس حدیث کے معنے حضرت حسن بصری سے مرسلا روایت کیے ہین اور امام احمدؒ نے کہا کہ حدثنا ابراہیم بن ابی العباس حدثنا بقیۃ
حدثنی بحیر بن سعد عن خالد بن معدان عن بعض ازواج النبی صلعم کہ آنحضرت صلعم نے ایک شخص کو نماز پڑھتے دیکھا اور اسکے پشت قدم پر ایک
خشک جگہ بقدر ایک درم کے تھا جسکو پانی نہین پہونچا تو رسول اللہ صلعم نے اُسکو حکم دیا کہ وضو کو اعادہ کرے اور ابو داؤد نے اس کو حدیث
بقیہ سے روایت کیا جسمین اسقدر زائد ہے کہ وضو اور نماز کو اعادہ کرے (وہذا اسناد جید قوی صحیح) اور حدیث حمران عن عثمانؓ مین جو دربارہ
صفت وضوء آنحضرت صلعم ہے موجود ہے کہ پانون کی انگلیون مین خلال کیا اور لقیط بن صبرہ سے ہے کہ مین نے کہا یا رسول اللہ مجھے وضو سے
خبر دیجیے فرمایا کہ پھر پورا وضو کر اور انگلیون مین خلال کر اور ناک مین پانی چڑھانے مین اچھی طرح مبالغہ کر مگر آنکہ تو روزہ دار ہو (رواہ
اہل السنن) اور امام احمد نے فرمایا کہ حدثنا عبداللہ بن یزید ابو عبدالرحمن المقری حدثنا عکرمۃ بن عمار حدثنا شداد بن عبداللہ الدمشقی کہا شداد نے
کہ ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم لوگون سے عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ مین نے رسول اللہ صلعم سے کہا کہ مجھے
وضو سے آگاہ فرمایئے فرمایا کہ نہین کوئی تم مین سے جو وضو کرنے لگے پس کلی کرے اور ناک مین پانی ڈالے اور ناک جھاڑے مگر آنکہ اُسکے

Marfat.com

گناہ اسکے منہ اور نتھنون سے پانی کے ساتھ گرجاوینگے جبکہ ناک جھاڑیگا پھر دھوئے اپنا چہرہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے
چہرے کے گناہ اسکے جبڑونکے کنارون سے پانی کے ساتھ گرجاوینگے پھر دھوئے دونون ہاتھ کہنیون تک جیسا کہ اللہ تعالیٰ
ہاتھون کے گناہ اسکی انگلیون کے پورون کے سرون سے گرجاوینگے پھر اپنے سر پر مسح کرے مگر اسکے سر کے گناہ اسکے بالون
کے ساتھ گرجاوینگے پھر دھوئے دونون قدم ٹخنون تک جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم کیا مگر اسکے قدمونکے گناہ اسکی انگلیونکے
پانی کے ساتھ گرجاوینگے پھر کھڑا ہو کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرے ایسی چیز کے ساتھ جو اسکے لائق ہے پھر دو رکعتین پڑھے مگر اسکے گناہ
ایسا نکل جائیگا جیسے اُس دن تھا کہ جس دن اسکی مان اسکو جنی تھی ابو امامہ نے کہا کہ اے عمرو دیکھ تو کیا کہتا ہے کہ مین نے اسکو رسول اللہ صلعم سے
سنا ہے بھلا ایسا شخص یہ سب ایک ہی ٹھکانے دیدیا جائیگا تو عمرو بن عبسہ رض نے کہا کہ واللہ میرا سن بڑھاپا ہو گیا اور ہڈیان رقیق ہو گئین اور
موت میری نزدیک پہونچی اور مجھے کوئی حاجت نہین کہ مین اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلعم پر جھوٹ باندھون پھر اگر مین نے ایک دو تین بار
ہی سنا ہوتا مین تو اسکو حضرت صلعم سے سات بار یا زیادہ سنا ہے (رواہ احمد وہذا اسناد صحیح وہو فی صحیح مسلم من وجہ آخر) **قال المترجم**
اور اسی معنی کے قریب حضرت ابو ہریرہ رض سے صحیحین مین ثابت ہے اور صحیح مسلم کی اس روایت مین ہے کہ پھر اپنے دونون پانون دھوئے جیسے
اسکو اللہ تعالیٰ نے حکم کیا ہے پس دلیل ظاہر ہے کہ قرآن مجید مین پانٔون دھونیکا حکم ہے اور ایسا ہی ابو اسحاق سبیعی نے حارث کے طریق سے
علی بن ابی طالب رض سے روایت کی کہ علی رض نے فرمایا کہ تم لوگ اپنے قدمونکو ٹخنون تک دھو جیسا کہ تم حکم کیے گئے ہو اور یہین سے [الاعوذ ۱۲] اس حدیث کی
مراد ظاہر ہوتی ہے جو عبد خیر رح کے طریق سے حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے اپنے دونون قدمون پر
پانی چھڑکا حالانکہ دونون پانون مین جوتیان تھین پس انکو مل دیا۔ مراد یہ کہ جوتیونکے اندر انکو خفیف دھویا پس اسمین تو کوئی تامل نہین
کہ جوتی کے اندر پانٔون کو دھوئے خصوص جبکہ عرب کی جوتیان ہون لیکن بیان حدیث ایسے وسوسہ والون کا رد ہے جنکو اپنے وسوسہ مین
تعمق ہوتا ہے اور یہی حال اس حدیث کا ہے جو ابن جریر رح نے حضرت حذیفہ رض سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم ایک قوم کے گھورے پر گئے اور کھڑے
پیشاب کیا پھر پانی مانگا اور وضو کیا اور دونون نعلین پر مسح کیا (ہذا حدیث صحیح) اور ابن جریر نے اسکا جواب یہ دیا کہ ثقہ حفاظ نے اعمش
کے طریق سے حذیفہ سے اسی حدیث کو روایت کیا اسمین بجائے مسح علی نعلیہ کے مسح علی خفیہ یعنے اپنے موزون پر مسح کیا ہے **شیخ ابن کثیر** رح نے لکھا
کہ دوسری روایت سے نکلا کہ موزے نعل ہوں یعنی موزون پر نعلین تھین پس مراد ایک ہی ہے اور ایسی ہی حدیث امام احمد از حضرت اوس بن اوس
کہ مین نے رسول اللہ صلعم کو دیکھا کہ وضو کیا اور نعلین پر مسح کیا پھر نماز کو کھڑے ہوئے (وقد رواہ ابوداؤد ایضا) اور معنی یہ کہ موزون پر مسح
کیا یا موزے متصل تھے اور بعض علما نے جو وہم کیا کہ اس آیت سورۂ مائدہ سے موزون پر مسح منسوخ ہو گیا تو یہ وہم ہے چنانچہ جریر بن عبد اللہ
البجلی سے روایت ہے کہ جریر رض نے پیشاب کیا پھر وضو کیا اور موزون پر مسح کیا تو ان سے پوچھا گیا تو فرمایا کہ مین نے رسول اللہ صلعم کو دیکھا کہ
پیشاب کیا پھر وضو کیا اور موزون پر مسح کیا (کما رواہ فی الصحیحین) اور مسلم کی روایت مین ہے کہ اعمش رح نے کہا کہ ابراہیم رح تے فرمایا کہ اصحاب
صالحین کو حدیث جریر بہت خوش آتی تھی کیونکہ جریر رض بعد نزول مائدہ کے مسلمان ہوئے تھے اور یہی امام احمد کی روایت میں تو
خود جریر رض سے مصرح ہین اور بتواتر آنحضرت صلعم سے موزون پر مسح کرنا ثابت ہوا ہے بقول و بفعل۔ پس روافض نے جو انکار
کیا وہ جہل و گمراہی سے ہے اور روافض کا حال کیا پوچھتے ہو کہ دیکھو صحیح مسلم مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کہ آنحضرت
نے متعہ حرام کیا اگر یہ لوگ اسکو اپنی خواہش نفسانی سے مباح رکھتے ہین اور جواز مسح موزہ اور حرمت متعہ جیسے

Marfat.com

[illegible] ہونے پر دلیل ہی مع ان احادیث متواترہ کے جو وجوب غسل پر دلالت کرتی ہین بالکل [illegible] اہل طریقہ کے موافق وہم کے پابند ہین کوئی دلیل واقعی اُنکے پاس نہین ہی اور اہل حق و اہل سنت [illegible] اللہ صلعم کے حکم و طریق کے پابند ہین اُسکو بدلیل قطعی ثابت کر دیا والحمد للہ رب العالمین اور دیکھو کہ پاؤن کے مسح [illegible] کعبین کے معنی اپنی طرف سے گڑھ لئے کہ وہ تو پشت قدم پر ساق کی جڑ پاس ہر پاؤن مین ایک ایک ہی حالانکہ جمہور امت [illegible] ساق و قدم کے جوڑ پر ہر پاؤن کے دونون طرف دو اُبھری ہڈیان عربی مین کعبین کہلاتی ہین اور اردو مین ٹخنے کہلاتے ہین پس ہر قدم مین دو دو ہین جیسے اللہ تعالے نے فرمایا ہی اور امام شافعی علیہ الرحمۃ نے کہا کہ کعبین جنکو اللہ تعالے نے ہر قدم مین ذکر فرمایا ہی یہی دونون ہڈیان ہین جو لوگون مین معروف ہین اور لغت مین کہین اُسکے خلاف نہین ہی اور سنت صحیح مین صریح موجود چنانچہ صحیحین کی روایت عثمانؓ مین ہی پھر اپنا دایان پاؤن کعبین تک دھویا پھر بایان پاؤن کعبین تک دھویا نعمان بن بشیرؓ سے روایت [illegible] رسول اللہ صلعم نے ہم لوگون کی طرف اپنا چہرہ مبارک متوجہ کرکے فرمایا کہ ٹھیک راست قائم کرو تم اپنی صفون کو اس کو تین [illegible] کہا کہ واللہ تم لوگ یا تو اپنی صفین ٹھیک قائم کروگے ورنہ اللہ تعالے تمھارے دلون مین پھوٹ ڈال دیگا کہا نعمانؓ نے کہ مین نے دیکھا تو آدمی اپنے برابر والے کے کعب سے کعب ملاتا ہی (رواہ ابن خزیمہ فی صحیحہ و ابوداؤد و علقہ البخاری جزما) یہ صریح ہی کہ کعبین یہی دونون ہڈیان ہین جو لوگون مین ٹخنہ کہلاتی ہین وقال ابن ابی حاتم حدثنا ابی حدثنا موسی بن اسمعیل اخبرنا شریک عن یحیی بن الحرث التیمی الجابر یعنے یحیی الجابر نے کہا کہ مین نے زید بن علی بن الحسین کے ساتھیون مین جو مقتول ہوے تھے دیکھا کہ اُنمین سے بعض کی کعب اُنکے قدم کی پشت پر ہوگئی تھی اور یہ اللہ تعالے کا عذاب تھا کہ بعضے روافض تھے جو حق سے مخالفت کرتے تو اللہ تعالے نے دنیا مین اُنکو فضیحت کر دیا **قال المترجم** یہ تلخیص کلام **ابن کثیر** رحمہ اللہ ہی اور متبع راہ سنت و مطیع حق کو اس سے صریح معلوم ہوگیا کہ وضو مین پاؤن دھونا فرض ہی اور بعد اس تفصیل و توضیح و تحقیق کے گمراہ نہوگا مگر وہی جسکے حق مین گمراہی و ضلالت مقدر ہو چکی ہے اور ہم اللہ تعالے سے پناہ مانگتے ہین کہ ہمارے دل کج ہون پھر حکم وضو کے بعد غسل و تیمم کا حکم اللہ تعالے نے اپنے کرم سے بیان فرمایا۔ **وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا**۔ فاغتسلوا۔ اور اگر تم لوگ جنب ہو تو خوب نکھر لو یعنے غسل کر لو۔ اور چونکہ اطہر بتشدید مبالغہ ہی اسیواسطے کلی کرنا اور ناک مین پانی دینا بھی امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک غسل مین احتیاطاً واجب ہے پھر تیمم سے آسانی دیدی بقولہ تعالے۔ **وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَى**۔ اور اگر تم بیمار ہوف یعنے ایسے مرض سے بیمار ہو کہ اُسکو پانی ضرر پہونچا ہو تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک غالب گمان مضرت کا تیمم مباح ہونے کو کافی ہی۔ **أَوْ عَلَى سَفَرٍ**۔ یا تم مسافر ہو یعنے راہ راہ منزل بیابان طے کرتے جاتے ہو جہان پانی کم ملتا ہی۔ **أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ**۔ یا کوئی تم مین سے پخانہ سے آیاف یعنے اُسکو حدث ہوا پس پخانہ سے آنا اکثری حالت کے موافق ہی اور مراد یہ کہ اُسکو کسی وجہ سے حدث ہوا خواہ پخانہ جانے سے یا پیشاب سے یا ریح خارج ہونے سے اور ایسے ہی دیگر اسباب ہین۔ **أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ**۔ یا تمنے ملامسہ کیا عورتونکو۔ جماع کیا یا فقط چھوا بہرحال اگر مرض یا سفر وغیرہ کی حالت پیش آئی۔ **فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً**۔ پھر تمنے پانی نہ پایاف اگرچہ تلاش کیا یا یہ معنی کہ تم کو پانی کے استعمال پر قدرت نہین ہی کیونکہ مریض جو پانی کو استعمال مین نہین لاسکتا اگر پانی ملا تو بمنزلہ نہ ملنے کے ہی تو ایسی صورتون مین یہ حکم ہے کہ [illegible] **صَعِيدًا طَيِّبًا**۔ روے زمین پاک کا۔ **فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ**

مِّنۡهُ ۔ پس اس پاک زمین ۔ سے اپنے چہرون و ہاتھون پر مسح کرو ف ہاتھون سے مع کہنیان مراد ہی اور بعض کے
ضرب ہے یعنے ایک دفعہ دونون ہاتھ پاک مٹی پر مار کر چہرے پر پھیر واور دوسری دفعہ مار کر ہاتھون پر کہنیون سمیت مسح کرو
اور سنت سے یہ ظاہر ہوا کہ مسح مین چہرے و دونون ہاتھون کا استیعاب مراد ہی یعنے پورے چہرے پر اور پورے دونون ہاتھون کو
ہی اور یہی مذہب چارون ائمہ فقہ کا ہی اور یہی احوط ہی اور ایک جماعت محدثین کے نزدیک ایک ضرب سے چہرہ و دونون ہاتھ
تک مسح کرنا تیمم ہی اور ابن حجرؒ نے اسکو بھی قوی کہا ہی اور یہین سے ظاہر ہوا کہ شعبیؒ سے جو وضوء مین پیرون کے مسح کا قول مروی
ہوا باین تقریر کہ دیکھو تیمم مین مغسول کا مسح رہا اور ممسوح کا مسح لغو ہوا تو یہ کوئی استدلال نہین کیونکہ بنا بر قول محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ
وابن عباسؓ و عمار بن یاسر و ایک جماعت صحابہؓ کے ہاتھون کا فقط پہونچون تک مسح ہی حالانکہ وضو مین کہنیون تک ہاتھ دھونا فرض تھا پھر
واضح ہو کہ دو ضرب سے کہنیون تک مسح کرنا اقوی و اصح ہی چنانچہ ابن حجرؒ نے اسپر ایک حدیث حسن پیش کی اور طحاویؒ نے حدیث بیر جمل
مین تیمم کی یہ کیفیت باسناد حسن روایت کی اور اسکو ابوداؤد نے بھی روایت کیا اور امام احمد سے نقل کیا کہ حدیث منکر ہی یعنی محمد بن ثابت
العبدی متفرد راوی ہی ولیکن اسکی متابعت موجود ہی تو روایت حسن الاسناد سے کم نہوگی فافہم واللہ تعالیٰ اعلم ۔ مَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ
لِیَجۡعَلَ عَلَیۡکُمۡ مِّنۡ حَرَجٍ ۔ اللہ تعالیٰ نہین چاہتا کہ تمپر دین مین تنگی رکھے ف اسی لیے تمپر وضو و غسل کی فرضیت کے ساتھ
تیمم بھی مشروع فرمادیا حالانکہ وضو و غسل و تیمم کے فرض کرنے سے بھی کچھ تنگی مقصود نہین بلکہ پاک کرنا چنانچہ فرمایا وَلٰکِنۡ
یُّرِیۡدُ لِیُطَهِّرَکُمۡ ۔ ولیکن اللہ تعالیٰ چاہتا ہی کہ تمکو پاک کردے ف حدث و گناہون سے ۔ وَلِیُتِمَّ نِعۡمَتَهٗ
عَلَیۡکُمۡ ۔ اور تمام کردے تمپر اپنی نعمت ف یعنے اسلام کی نعمت پوری کرے باین طور کہ دین پسندیدہ کے سب شرائع بیان
کردے ۔ لَعَلَّکُمۡ تَشۡکُرُوۡنَ ۔ شاید تم شکر کرو اسکی نعمتون کا ۔ وَاذۡکُرُوۡا نِعۡمَةَ اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ ۔ اور تم لوگ
یاد کرو اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی نعمت کو ف یعنے نعمت اسلام کو ۔ وَمِیۡثَاقَهُ ۔ عہدہ ۔ اور اللہ تعالیٰ کے عہد کو ۔ الَّذِیۡ
وَاثَقَکُمۡ بِهٖۤ ۔ عاہدتم علیہ ۔ جسکو تمنے باندھا تھا ۔ اِذۡ قُلۡتُمۡ ۔ جبکہ تمنے نبی صلعم سے بیعت کرتے وقت کہا تھا کہ ۔ سَمِعۡنَا
وَاَطَعۡنَا ۔ ہمنے گوش دل سے سنا و فرمانبرداری کی ف ہر اس چیز مین جسکا آپ ہمکو حکم کرینگے یا منع کرینگے خواہ ایسی چیز ہوگی جو
ہمارے جی کو پسند ہی یا ایسی نہوگی ہم ہر طرح فرمانبرداری کرینگے اور یہ عہد اگرچہ آنحضرت صلعم کے ساتھ ہوا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اسکو
اپنا عہد فرمایا یعنے اپنی طرف اسکی اضافت فرمائی تو اسلیے کہ آنحضرت صلعم نے اسکو بحکم اللہ تعالیٰ لیا تھا اور اسمین یہود کو یاد دلانی
ہی کہ اُنھون نے بھی عہد کیا تھا کہ پیغمبر آخر الزمان کے اوصاف ظاہر کرینگے اور اسپر ایمان لاوینگے حالانکہ اسکو توڑے بیٹھے تھے کہ محمد صلعم کے
اوصاف چھپاتے اور انپر ایمان نہین لاتے تھے (رواہ علی بن ابی طلحہ عن ابن عباس) ۔ وَاتَّقُوا اللّٰہَ ۔ اور ڈرو اللہ تعالیٰ سے ف
یعنے اللہ تعالیٰ کے عہد توڑنے سے ڈرو ۔ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ ۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہی جو دلون مین
پوشیدہ ہی ف پس جو پوشیدہ نہین ہی وہ بدرجہ اولیٰ جانتا ہی ف اشارات عرائس البیان مین ہی کہ قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا
اذا قمتم الی الصلوۃ الآیۃ پہلے چہرہ دھونے سے شروع فرمایا کیونکہ وہ تجلی حق شروع ہونے کا محل ہی جو ارواح کے واسطے پر
ظاہر ہوئی پس اسکے لطائف کا عکس چہرون پر پڑا اور پانی سے دھونے مین حکمت یہ ہی کہ غبار شہوات سے گرد آلودہ و صرف
اور جوہر آب کی خاصیت یہ ہی کہ اول الفطرۃ سے اللہ تعالیٰ نے اسکو پیدا کیا جبکہ جوہر اول پر اپنے نور قدم و عظمت سے تجلی فرمائی

...کا تو سواے حق کے غیر کی طرف توجہ سے جو اُسپر لگ گیا ہی پانی کے نور و برکت سے وہ اُس کثافت سے پاکیزہ ہوجائیگا ... بندہ اس صفت سے پاکیزہ ہوا تو لایق ہی کہ اس چہرہ سے اللہ تعالے کیطرف متوجہ ہو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسنے وضو کیا اور وضو کو اچھی طرح کیا تو اُسکی خطائین اُسکے جسم سے حتی کہ اُسکے ناخنون کے نیچے سے نکل جاتی ہین **قال** الملیح ... عمر بن عبسہ رضی اللہ عنہ اسی تفسیر مین گذری اور حدیث صحاح مین بروایت حضرت ابوہریرہ وغیرہ مطول مذکور ہے اگرچہ ... اس جسم کی نہین ہی ولیکن دوسری حدیث جید مین مرفوعًا ہی کہ جسنے وضو کرتے وقت اللہ تعالے کا نام لیکر شروع کیا تو اُس کا سب جسم پاک ہوجاتا ہی اور جسنے اللہ تعالے کا نام نہ لیا تو فقط وہی اعضا پاک ہوتے ہین جنکو اُسنے دھویا۔ قال الشیخ اور آیت مین اشارہ ہی کہ اسرار کو بھی اغیار کی طرف التفات کرنے سے پاک کرے تاکہ انوار حاصل ہون اور اُسکا پاک کرنا غم محبت کے پانی سے جو محبت قلب کی نہرون مین بہتا ہی پھر جب وہ غیر حق سے پاک ہوا تب نماز اُس کی مواصلت ہی اور حرکات اُسکے قربت ہین اور قرارت اُس کی درجہ ہے اور قیام اُسکا محبت ہی اور رکوع اسکا خشیۃ ہی اور سجدہ اُسکا شہود ہے اور نجات اُسکی انبساط ہی اور دعائین اُسکی مستجاب ہین حاصل آنکہ جب تم اپنی خودی سے پاک ہوکر میرے وصال و مشاہدہ کی طرف کھڑے ہوے تو دریاے ربوبیت مین اپنے آپکو حدوث کے میل سے پاک کرو **شیخ ابو عثمان** رح نے فرمایا کہ طہارت کی شرطین تو مشہور ہین لیکن اُنکی حقیقت کو کوئی نہین پاتا سواے اُن بندون کے جنکو توفیق مل گئی ہی اس طرح کہ وہ اپنے سر باطنی کو پاک رکھتے ہین اور حلال کھاتے اور دل سے وسواس دور کرتے ہین اور جہانتک ہوسکتا ہی حکم بجا لاتے ہین اور **سہل** رحمہ اللہ نے کہا کہ سب سے بڑھکر طہارت یہ ہی کہ بندہ اپنی طہارت پر نظر رکھنے سے پاک ہے قولہ ما یرید اللہ لیجعل علیکم من حرج الآیۃ۔ رخصتون کو چھوڑکر فقط عزیمتون ہی پر جم جاتا یہ حرج سخت ہی مگر اُنھین لوگون کے واسطے جو ماسواے سے بے رغبت اور فقط اللہ عزوجل سے مانوس ہین اور جو بندے کہ مجاہدہ مین ہین اُنکو ان قیود سے یہ نفع پہونچتا ہی کہ عالم شہوات مین سے گھسنے کی جرأت نہین ہوتی ہی پس محبین سے حرج اُٹھا دیا اور مشتاقین کے لیے کرم مبذول فرمایا اور عارفون پر بندگی کے احکام آسان کردیے یا یون طور کہ رخصت کے احکام رکھے تاکہ حضرت حق عزوجل کے مشاہدہ کی طرف اُنکے شوق بڑھین اور انوار مشاہدہ سے اُنکا اسرار کو پاکیزگی حاصل ہو پس حاصل اشارہ اس کلام پاک سے یہ ہی کہ اللہ تعالے نہین چاہتا کہ اہل مشاہدہ پر مجاہدہ کا تعلق رکھے بلکہ فرمایا ولکن یرید لیطہرکم یعنی انکے اسرار کا پاکیزہ فرمانا اپنی جناب پاک کیطرف نسبت کیا اور ان بندون کی طرف منسوب نہین فرمایا چنانچہ یون نہ کہا کہ تم پاکیزہ ہوجاؤ پس ظاہر ہوا کہ اللہ تعالے خود بذات پاک اُنکو اُنکے وجود و ہستی سے پاک فرماتا ہی اسطرح کہ اپنے نور مشاہدہ مین اُنکو مستغرق کرتا ہی بعض اکابر نے فرمایا کہ حاصل یہ کہ اللہ تعالے تمکو تمہارے افعال و احوال و اخلاق و یقین سب سے صاف پاک فرماتا ہی تاکہ بدون کسی سبب علاقہ و تعلق کے حقیقی فقر سے اُسکی طرف رجوع کرو حضرت استاذ رح نے فرمایا کہ اس آیت مین اشارہ یہ ہی کہ جب کوئی بندہ احکام ارادت سے خالی ہو تو صحیح بہادر ہو اپنا بستر جاوے اور جب اُسکے سرائر سے لطائف معدوم ہون تو ظاہری وظائف برابر جاری رہے اور جب احکام عبودیت پورے نہو سکین تو آداب شریعت سے خالی نہونا چاہیے اور جب فضیلت مین ثابت نہو تو حلال ادنے درجہ ہی پھر اس سے گرکر حرام و شبہہ مین آلودہ نہو اور قولہ ولکن یرید لیطہرکم مین اشارہ فرمایا کہ اپنی نگاہداشت سے تمہارے ظاہر کو لغزش سے پاک فرماتا ہی اور اپنی رحمت سے تمہارے باطن کو غفلت سے پاک فرماتا ہی۔ قولہ ولیتم نعمتہ علیکم الآیۃ۔ نعمت پوری کرنا یہان یہ ہی کہ بندون کے واسطے بندگی کا طریقہ اور آخرت کے آداب تعلیم فرمائے تاکہ ... انعام فرمانے والے معبود حق سبحانہ کو دیکھین اس صفت کے ساتھ کہ جو بندگی اور جو ادب اُسکی جناب عظمت مآب کے لائق

تھا وہ کسی طرح جیسے اوان۔ اور شرم سے سر در گریبان رہیں سہ باز آی کز شرم گنہ سرتا قدم گردیختم بکدی گرد
گردش + اور یہی وہ شکر ہی جو قولہ لئن شکرتم لازیدنکم سے بندوں کو ارشاد ہوا ہی حضرت استاد رح نے فرمایا کہ تمام نعمت ایک قوم
نفوس کی نجات ہی اور دوسری قوم کے واسطے انکے نفوس سے انکی نجات ہی اور دونوں میں بڑا تفاوت ہی قولہ واذکروا نعمۃ اللہ
الٰہی یہاں ازلی ہدایت ہی جو اہل معرفت کے واسطے انکے نفوس سے چھوڑا کر اپنی ذات پاک کی معرفت دی اس طرح کہ اپنے مشاہدہ سے
انکے دلوں میں بھر دیا اور میثاق جس سے بندوں کو مضبوط عہد میں لیا ہی یہ ہی کہ کبھی اسکے سوا غیر سے مشغول نہوں اگرچہ جنت اسکی
ہوں **شیخ ابو عثمان** نے فرمایا کہ نعمتیں بہت کثرت سے ہیں جنکا شمار نہیں ہو سکتا ہاں یہ بات معلوم کہ سب سے بڑھکر نعمت معرفت
ہے اور مواثیق بہت ہیں اور سب سے بڑا میثاق وعہد یہ ہی کہ ایمان لاویں **قال المترجم** یہ نہایت پاکیزہ قول ہی اور واجب ہی کہ آب
زر سے لکھکر تفسیر میں داخل کیا جاوے **واسطی** رح نے فرمایا کہ اللہ تعالے نے اپنی مخلوق پر نعمتیں فرمائیں تاکہ نعمتوں سے منعم پر شاہد ہو لیں
**قال المترجم** یہ قول بھی اچھا استنباط ہی چنانچہ اللہ تعالے نے فرمایا سنریہم آیاتنا فی الآفاق وفی انفسہم حتی یتبین لہم انہ الحق اولم یکف بربک
انہ علی کل شیء شہید۔ جان رکھو کہ اہل کفر و شک و الحاد و زندقہ کا ہر وہم و شک آیات آفاق و انفس سے خود دفع ہو سکتا ہی اگر ایکدم غور کریں بعد
قلب میں توفیق الٰہی کی درخواست کریں اور بعد ہدایت کے بندے کی آنکھ کھلتی ہی تو سب حق و سب یقین ایسے عقلی برہان و دلائل و اذعان
سے اُسکے سامنے آئینہ ہوتا ہی کہ فلاسفہ جو بڑے کفر و وہم کی جڑ ہیں اُسکے سامنے بالکل اوہام کے بندے معلوم ہوتے ہیں اللہم اہدنا الصراط المستقیم

یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ لِلّٰہِ شُہَدَآءَ بِالْقِسْطِ وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ

اے ایمان والو کھڑے ہو جایا کرو اللہ کے واسطے گواہی دینے کو انصاف کی اور ایک قوم کی دشمنی کے باعث

عَلٰٓی اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا ۟ ہُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی ۫ وَاتَّقُوا اللّٰہَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

عدل نہ چھوڑو عدل کرو یہی بات لگتی ہی تقوی سے اور ڈرتے رہو اللہ سے اللہ کو خبر ہے جو کرتے ہو

**یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا** خطاب عام ہی کسی قوم کے ساتھ خاص نہیں ہی۔ **کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ لِلّٰہِ**۔ اے ایمان والو اللہ تعالے کے
واسطے خوب قائم ہو جاؤ یعنے حقوق الٰہی ادا کرنے میں اللہ تعالی کیواسطے قائم رہو پس قوام صیغہ مبالغہ بغرض تاکید ہی اور اللہ تعالی ہی کے
واسطے یعنی اسکی تعظیم و ثواب کے واسطے اور **شیخ ابن کثیر** رح نے کہا یعنے حق پر اللہ تعالی ہی کیواسطے قیام کرو لوگوں کے دکھلانے سنانیکو نہو۔ **شُہَدَآءَ بِالْقِسْطِ**
بالعدل شاہد ہو عدل کے ساتھ یعنے ظلم و جور پر شاہد نہو اور نعمان بن بشیر رض سے صحیحین میں روایت ہی کہ میرے باپ نے مجھے عطیہ دیا تو عمرہ بنت رواحہ میری
ماں نے کہا کہ میں اسقدر پر اکتفا نہیں کرتی ہوں جبتک کہ تو رسول اللہ صلعم کی گواہی کرادے پس میرا باپ مجھے لیکر آنحضرت صلعم کے حضور میں آیا تاکہ آپکو اس
عطیہ پر گواہ کرے تو آپنے فرمایا کہ تونے اپنے ہر فرزند کو اسکے مثل عطیہ دیا ہی میرے باپ نے عرض کیا کہ نہیں تو فرمایا کہ ڈرو تم لوگ اللہ تعالے سے اور عدل
کرو اپنی اولاد کے درمیان اور فرمایا کہ میں جور پر گواہ نہیں ہوتا ہوں پس میرا باپ لوٹ آیا اور یہ عطیہ رد کردیا۔ **وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ**
**شَنَاٰنُ قَوْمٍ**۔ اور تمکو نہ آمادہ کرے بغض کسی قوم کا **عَلٰٓی اَلَّا تَعْدِلُوْا**۔ اس بات پر کہ تم عدل نہ کرو فـ یعنی اُن نے
کسر لگائی تو بسبب ان کے ساتھ عداوت کے یعنے ہر دوست و دشمن کے ساتھ عدل کا برتاؤ کرو بعض نے کہا کہ یہود خیبر کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے
حضرت صلعم کے قتل کا قصد کیا تھا اور وہ ملک مسلمانوں نے فتح کرلیا تھا پس تنبیہ کردی کہ جو حکم حق ہی اس سے درگذر نہ کرو اور بعض نے کہا
کہ قریش کے حق میں نازل ہوئی کہ مکہ فتح ہوا اور قریش نے سابق میں ایذائیں دی تھیں تو حکم دیا کہ انسے خلاف عدل کوئی برتاؤ مت کرو

Marfat.com

... یہ ہر کہ عدل ایک حق الٰہی ہر خواہ حکم ہو یا گواہی پس کسی قوم سے بغض و عداوت کی وجہ سے عدل
... اس قوم نے ظلم و بدکاری کمائی ہو پس تم اُسکے ثمن ... جیو - اِعۡدِلُوۡا - عدل کرو دشمن اور دوست دونون کے
... تاکید کے واسطے ہی اگرچہ اُوپر سے خود سمجھ لیا گیا تھا - هُوَ - اے العدل - اَقۡرَبُ لِلتَّقۡوٰى
عدل کرنا ... بہت نزدیک ہر ف یہان یہ مراد نہین کہ ظلم کرنا کم نزدیک ہر کیونکہ ظلم تو خلاف تقوی ہر یہان افعل التفضیل کا استعمال
ایسے محل ... کہ دوسری جانب کچھ نہین ہی کیونکہ یہ معنی نہین کہ عدل کرنا اقرب ہر اور غیر عدل قریب تقوی ہر حالانکہ غیر عدل خلاف تقوی
ہر اور یہ استعمال بہت آیا ہر جیسے قولہ اصحاب الجنۃ یومئذ خیر مستقرا و احسن مقیلا - کیونکہ روز قیامت اہل جنت کے سوائے کسی کو مستقر
احسن کچھ نہین ہر - وَاتَّقُوا اللّٰهَ - اور ڈرو اللہ تعالے سے ف اُسکے حکم کے برخلاف مت کیجیو اسمین اور زیادہ تاکید ہے
اِنَّ اللّٰهَ خَبِيۡرٌۢ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ - اللہ تعالے تمھارے کامون سے خوب آگاہ ہے ف تمھاری نیکیون پر ثواب
دیگا - اس مین تاکید کے ساتھ وعدۂ ثواب بھی ہر کہ تقوی کرنا اللہ تعالے پر پوشیدہ نہین پس ثواب جمیل عطا فرما دیگا اور اسمین
خوف بھی دلایا کہ دلون کا بھید و حیلہ پوشیدہ نہین ہر

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ لَهُمۡ مَّغۡفِرَةٌ وَّاَجۡرٌ عَظِيۡمٌ ○ وَالَّذِيۡنَ
وعدہ دیا اللہ نے ایمان والون کو جو نیک عمل کرتے ہین کہ اُنکو بخشنا ہر اور بڑا ثواب ہر اور جو لوگ
كَفَرُوۡا وَكَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَاۤ اُولٰۤئِكَ اَصۡحٰبُ الۡجَحِيۡمِ ○ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اذۡكُرُوۡا
منکر ہوے اور جھٹلائین ہماری آیتین وہ ہین دوزخ والے اے ایمان والو یاد کرو
نِعۡمَتَ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ اِذۡ هَمَّ قَوۡمٌ اَنۡ يَّبۡسُطُوۡۤا اِلَيۡكُمۡ اَيۡدِيَهُمۡ فَكَفَّ اَيۡدِيَهُمۡ
احسان اللہ کا اپنے اوپر جب قصد کیا ایک لوگون نے کہ تمپر ہاتھ چلا دین پھر روک لیے تمسے اُنکے ہاتھ
عَنۡكُمۡ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلۡيَتَوَكَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ○
اور ڈرتے رہو اللہ سے اور اللہ پر چاہیے بھروسا ایمان والون کو

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ - وعدہ دیا اللہ تعالے نے اُن بندون کو جو ایمان لائے و نیک کام کیے
اچھا وعدہ - لَهُمۡ مَّغۡفِرَةٌ وَّاَجۡرٌ عَظِيۡمٌ - اُنکے لیے مغفرت اور ثواب عظیم ہر ف یہ بہت اچھا وعدہ ہے اور وہ جنت ہے
اور ان بندون کے مقابلہ مین کفار ہین تو اُنکا حال سنو بقولہ تعالے - وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا وَكَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَاۤ اُولٰۤئِكَ
اَصۡحٰبُ الۡجَحِيۡمِ - اور جن لوگون نے کفر کیا اور ہماری آیات کو جھٹلایا تو یہ لوگ جہنم کے رہنے والے ہین ف ہمیشہ اسمین
گرفتار عذاب ہونگے - يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اذۡكُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ اِذۡ هَمَّ قَوۡمٌ - اے ایمان والو
اپنے اوپر اللہ تعالے کی نعمت یاد کرو جب ایک قوم نے قصد کیا ف اس قوم سے مراد قریش ہین - مترجم کہتا ہر کہ شاید اس سے
مراد صلح کے موقع کا حال ہر کچھ یون ہی مار دھاڑ ہوئی تھی یعنے ہجرت کے چھٹے سال آپنے عمرہ ادا کرنیکا قصد کیا اور آخر قریش لڑنے سے صلح کیطرف
مائل ہوے ولیکن قریب اسّی اوباش لوگون نے کوہ تنعیم کی طرف سے اُتر کر چاہا کہ چھاپہ مارین لیکن اللہ تعالے نے انکو اسقدر مخبوط کر دیا کہ صحابہ
مین سے ایک ایک آدمی اُنمین سے دس دس بارہ بارہ کو بکریونکی طرح ہانک لایا اور مقید کر کے بٹھلایا پھر حضرت صلعم نے رحم کر کے اُن سب کو

چھوڑ دیا۔ اور بعض نے کہا کہ صلوٰۃ الخوف کا سبب نزول والا قصہ ہی جو قولہ تعالےٰ۔ وَاِذَا کُنْتَ فِیْهِمْ فَاَقَمْتَ [illegible]
اور بعض نے کہا کہ عمرو بن امیہ ضمری رضی نے دو اسلمیون کو مشرک سمجھکر قتل کرڈالا تھا اور حضرت صلعم سے [illegible]
دیت مین شرکت کو لینے گئے بنو [illegible] نے دیت مین شرکت و نہ لڑنیکا معاہدہ کیا تھا اور اُن خبیثون نے اوپر سے پتھر [illegible]
اور جبرئیل نے آپ کو خبردار کردیا کہ آپ مدینہ کو بہانہ سے لوٹ آئے جیسا کہ بعض روایات مغازی مین ہی [illegible] آیت اس قصہ [illegible]
اور بعض نے کہا کہ اشارہ اس قصہ کیطرف ہی جو جابر رض سے روایت ہی اور نبی صلعم ایک منزل پر اُترے اور لوگ متفرق ہوکر درختون کے سایہ مین
ہوگئے اور آنحضرت صلعم نے اپنے ہتھیار ایک درخت سے لٹکائے پس ایک اعرابی آیا اور آنحضرت صلعم کی تلوار نیام سے کھینچکر آنحضرت
صلعم پر آیا اور کہا کہ اب تجھے کون مجھسے بچاویگا آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ مجھے محفوظ رکھیگا۔ اعرابی نے دو یا تین بار یہی کہا
اور آنحضرت صلعم نے ہر بار یہی فرمایا پس اعرابی نے خود بخود تلوار میان مین کی اور مقہور بیٹھ گیا پھر آنحضرت صلعم نے صحابہ کو بلایا اور لوگون کو
اسکی حرکت سے آگاہ فرمایا اور اعرابی مذکور آپکے پہلو مین بیٹھا تھا آپنے اُسکو کچھ عذاب نہین کیا (رواہ عبد الرزاق وابن جریر وابن المنذر
والبیہقی) اور معمر رح نے کہا کہ قتادہ رح اسکے مانند ذکر کرتے اور یہ بھی بیان کرتے کہ جب نبی صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ بچاویگا تو تلوار اُس کے
ہاتھ سے گر گئی پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تلوار لیکر فرمایا کہ تجکو مجھسے کون بچاویگا تو اعرابی نے کہا کہ آپ رحم کرنیوالے ہو جائیے پھر اُسنے گواہی
دی کہ لا الٰہ الا اللہ قال المترجم ایسا ہی ابن کثیر وغیرہ نے ذکر کیا اور سابق مین یہی روایت مذکور ہو چکی اور اُسمین یون ہی کہ جب اعرابی
نے کہا کہ آپ اچھے لینے والے ہو جائیے تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تو گواہی دیتا ہی کہ لا الٰہ الا اللہ۔ اُسنے کہا کہ نہین تو لیکن مین یہ عہد
کرتا ہون کہ کبھی آپ سے لڑون اور نہ لڑنے والون کا ساتھ دون پھر اُسنے قوم سے جاکر کہا کہ مین تمھارے پاس آدمیون مین سب سے بہتر
آدمی کے پاس سے آتا ہون قال المترجم یہ روایت صحیح ہی اور شاید کہ وہ اول انکار کے بعد مسلمان ہوگیا ہو اور معالم وغیرہ مین ہی کہ جبرئیل نے
اُسکو مارا کہ اوندھا جھکا اور تلوار ہاتھ سے گر گئی تھی چنانچہ سابق روایت مین بھی اُسکا جھکنا اور تلوار گرنا مذکور ہی اور اس حدیث کو حاکم نے
بھی روایت کرکے صحیح کہا اور اُسمین اعرابی کا نام غورث بن الحرث مذکور ہی اور حق یہ ہی کہ اعرابی کا قصہ ایک نہین ہی بلکہ دو یا تین مرتبہ ایسا
واقع ہوا ہی پھر بیان تفسیر کی وجہ یہ ہی کہ جو معمر کی روایت قتادہ رح مین ہی کہ عرب مین سے ایک قوم نے آنحضرت صلعم کے واسطے فریب و دغا
کرنے کے لیے اس اعرابی کو بھیجا تھا اور قصہ اعرابی مذکور کا خود صحیحین مین موجود ہی پھر ان وجوہ تاویل مین سے ہر ایک مین قصد قوم ظاہر ہی
لیکن اقرب وارجح وہی معلوم ہوتا ہی جو مفسر سیوطی رح نے اختیار فرمایا ہی کہ قولہ اذ ہم قوم۔ مین قوم سے مراد قریش ہین پھر قوم کا قصد بیان
فرمایا بقولہ۔ اَنْ یَّبْسُطُوْٓا اِلَیْکُمْ اَیْدِیَهُمْ۔ وہ تمھاری طرف اپنے ہاتھ بڑھاوین ف کہ تمھارے ساتھ فتک کرین اور
فتک بمعنی غفلت مین قتل کرنا۔ فَکَفَّ اَیْدِیَهُمْ عَنْکُمْ۔ پس اللہ تعالےٰ نے تم سے اُنکے ہاتھ روک دیے ف
اور تمکو اُنکے مکر سے بچا لیا۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ۔ تقویٰ کرو اللہ تعالےٰ سے وہی بچانے والا ہی اسی پر بھروسا کرو ۔ وَعَلَى اللّٰهِ
فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ اور اللہ تعالےٰ ہی پر مومنون کو توکل چاہیے ہی ف مومنون کو یقین ہی کہ اُسکے قبضہ قدرت مین سب
چیز ہی جو وہ چاہتا ہی وہی ہوتا ہی خود کسیکے فعل مین کوئی تاثیر نہین پس جو کچھ اللہ تعالےٰ فرماوے اُسمین اسکی اطاعت [illegible]
ضرور ہی اور منجملہ ان امور کے جہاد ہی جسکے واسطے اللہ تعالےٰ نے عہد و پیمان بزبان رسول اللہ صلعم لیا پس اسکو قطعًا اللہ تعالےٰ کے لیے
پورا کرنا فرض ہی اور یہ سب امتحان ہی پس موت مقدر کے سوائے جہاد سے کوئی مرتا نہین ہی مگر ظاہر مین آزمائش [illegible]

Marfat.com

... کرنے کے سبب سے اللہ تعالیٰ پر بھروسا نہ کیا تو خوار ہوئے اور بھروسا کیا تو آبرودار ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے جو چاہا ہے وہ
... بیان ذکر ... تلخیص یہ کہ بنی اسرائیل سے جہاد کا عہد لیا انھوں نے جبابرہ عمالقہ کی قوت سے خوف کرکے عہد توڑا تو خوار ہوئے
اور جنھوں نے اللہ تعالیٰ پر توکل کیا وہ عمالقہ پر غالب آئے

وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۚ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا ۭ وَقَالَ اللّٰهُ
اور لے چکا ہے اللہ عہد بنی اسرائیل کا اور اٹھائے ہمنے انہیں بارہ سردار اور کہا اللہ نے

اِنِّىْ مَعَكُمْ ۭ لَىِٕنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ
میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم کھڑی رکھوگے نماز اور دیتے رہوگے زکوٰۃ اور یقین لاؤگے میرے رسولوں پر اور انکی مدد کروگے

وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ
اور قرض دوگے اللہ کو اچھی طرح کا قرض تو میں اتار دونگا تمسے برائیاں تمہاری اور داخل کرونگا تمکو باغوں میں

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاۗءَ السَّبِيْلِ
کہ بہتی نیچے انکے نہریں پھر جو منکر ہوا تم میں اسکے بعد وہ بیشک بھولا سیدھی راہ

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً ۚ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ
سو انکے عہد توڑنے پر ہمنے انکو لعنت کی اور کردیے انکے دل سیاہ بدلتے ہیں کلام کو

مَّوَاضِعِهٖ ۙ وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۚ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰي خَاۗىِٕنَةٍ مِّنْهُمْ
اپنے ٹھکانے سے اور بھول گئے ایک فائدہ لینا اس نصیحت سے جو انکو کی تھی اور ہمیشہ تو خبر پاتا ہے انکی ایک دغا کی

اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَمِنَ
مگر تھوڑے لوگ انہیں سو معاف کر اور درگذر انسے اللہ چاہتا ہے نیکی والوں کو اور وہ

الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۠ فَاَغْرَيْنَا
جو کہتے ہیں آپ کو نصاری انسے بھی لیا تھا ہمنے عہد انکا پھر بھول گئے ایک فائدہ لینا اس نصیحت سے جو انکو کی تھی پھر لگا دی ہمنے

بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاۗءَ اِلٰي يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۭ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ
انکے آپسمیں دشمنی اور کینہ قیامت کے دن تک اور آخر جتا دیگا انکو اللہ جو کچھ کرتے تھے

وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۔ اور بیشک اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کا عہد لیا تھا ف یعنی ہوتے
عہد لیا اور یہ ایک قسم کا عہد وہ ہے جو مابعد میں بقولہ لئن اقمتم الصلوٰۃ الخ مذکور ہے کذافی الکمالین اور ظاہر یہ ہے کہ بنی اسرائیل سے اقامت دین
و جہاد وغیرہ پر عہد لیکر اپنی طرف سے یہ وعدہ دیا تھا مگر انھوں نے جب تک پورا کیا تب تک اچھے رہے اور جب عہد توڑا تو ناخوش ہوئے
بیان ہے انکی امتوں یہود و نصاری سے عہد لینے اور انکے توڑنے اور معذب و ملعون ہونیکا بیان ہے تاکہ عبرت ہو اور حدیث میں ہے کہ سعید
وہ جو غیر سے نصیحت پکڑے قولہ تعالیٰ۔ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا ۔ اور ہمنے بنی اسرائیل میں سے بارہ نقیب
مقرر کیے ف یعنی ہر قبیلہ بنی اسرائیل میں سے جو بارہ بیٹوں حضرت یعقوب کی اولاد بارہ فرقے تھے ایک ایک نقیب مبعوث کیا

Marfat.com

جو اپنی قوم پر عہد وفا کرنے کا کفیل ہوا اور یہ بنی اسرائیل پر خوب استحکام کے طور پر تھا پس نقیب بمعنے کفیل و شاہد ہوا
اور قول بہتر یہ کہ نقیب قوم وہ شخص جو اس قوم مین بزرگ و انکا کار پرداز ہو پس ہر نقیب نے اپنی قوم کی طرف سے کفالت کی
ایمان اور تقوی پر رہینگے۔ وَقَالَ اللّٰهُ۔ اور اُن لوگون سے اللہ تعالے نے تاکید فرمایا کہ۔ اِنِّي مَعَكُمْ۔ مین تمھارے ساتھ
ہون ف یعنے تمھارا مددگار و معاون ہون۔ لَئِنْ۔ لام قسم قسم ہے مجکو اپنی ذات پاک کی کہ اگر تم۔ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ۔ قائم رکھو
نماز کو ف اور مروی ہوا کہ پچاس وقت کی نماز اُنپر مفروض تھی و حدیث معراج اسکی مؤید ہے۔ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ۔ اور ادا کروگے
فرض زکوۃ کو۔ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِي۔ اور ایمان لاؤگے میرے رسولون پر ف یعنے ایمان لاتے رہو اور قائم رہوگے چونکہ یہود
کے لیے نماز و زکوۃ کے تو یہود قائل تھے لیکن بعضے رسولون کے جھٹلانے پر اڑے ہوئے تھے اسلیے اسکو بیان فرمایا کہ نماز و زکوۃ جبھی
کہ میرے رسولون پر سب پر ایمان لاؤ اور شاید پوری تصدیق مراد ہو جو وقت امتحان جہاد کے زائل نہو چنانچہ فرمایا۔ وَعَزَّرْتُمُوهُمْ
نصرتموہم اور انکی مدد کروگے ف یعنے رسولون کی مدد کروگے اور یہی مجاہدؒ سے مروی ہے و عن ابن عباس انکی اعانت کروگے او تعزیر
بمعنے رد کرنا اور نیز بمعنے تعظیم و توقیر پس بنا بر اول معنے آنکہ رسولون سے دشمنون و کافرون کو رد کروگے یا ہر بُری بات اُنسے دور کروگے
اور بنا بر دوم اُنکی توقیر رکھوگے۔ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا۔ اور اللہ تعالے کو قرض حسنہ دوگے ف اس طرح کہ اُسکی
راہ جہاد مین خرچ کروگے کہا گیا کہ ادا زکوۃ سے فرض مراد ہے اور اس سے مستحب و مندوب عام ہے پس اسکی شرافت پر تنبیہ ہے اور فرائض کے
جبر نقصان کی تکمیل کا ارشاد ہے اور شاید کہ یہ جان و مال کو شامل ہو مانند قول تعالے ان اللہ اشتری من المؤمنین اموالہم و انفسہم بان لہم الجنۃ
الآیۃ۔ حاصل یہ کہ اگر یہ سب مور ادا کروگے تو۔ لَاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ۔ تمپر سے تمھارے گناہ کفارہ کردونگا ف یعنی عفو کر بخشدونگا
پس جہنم سے بیخوف ہو جاؤگے۔ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ۔ اور تم کو ایسے باغات مین داخل کرونگا
جنکے نیچے نہرین جاری ہین ف تو اس بے مثل و بے مثال نعمت مین سرفراز ہو جاؤگے اور یہ انتہائے مراد ہے بلکہ مزید یہ کہ دنیا مین
بھی بنی اسرائیل کو بادشاہ شام و مصر کر دیا تھا جب تک عہد پر قائم رہے یعنے قوم مین اکثر لوگ عہد پر رہے۔ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ
ذٰلِكَ مِنْكُمْ۔ پھر بعد اس میثاق کے جو کوئی تم مین سے کافر ہوا۔ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاۤءَ السَّبِيْلِ۔ تو وہ راہ حق سے بھٹکا
ف اور سواء در اصل بمعنے وسط ہے اور ثابت ہو لیا کہ جو راہ ٹھیک وسط ہو وہی راہ مستقیم ہے اسیواسطے یہ باریک راہ اللہ تعالے نے
اپنی شرع و رسولون علیہم السلام سے واضح کر دی کیونکہ ذرا بھی اس سے بھٹکا تو شیطانی راہ پر ہو رہا اور اسکا نمونہ جہنم کا پلصراط ہے پس جو
یہان صراط مستقیم پر ہے وہ اس پُل سے گذر جائیگا پھر بنی اسرائیل نے عہد مذکور توڑ دیا جیسا کہ آگے کا کلام دلالت کرتا ہے اور شیخ
ابن کثیر نے بروایت ابن اسحاق ذکر کیا کہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نقیبون کا قائم کیا جانا اُسوقت تھا کہ بنی اسرائیل کو عمالقہ شام کے جہاد
کا حکم ہوا اور نیز ابن اسحاق نے کلام طویل مین ان نقیبون کے نام ذکر کرنے کے بعد لکھا کہ اسی طرح آنحضرت صلعم نے لیلۃ العقبہ مین جب
انصار سے بیعت و عہد لیا تو اُنمین بارہ نقیب تھے اُسید بن حضیر۔ سعد بن خثیمہ رفاعۃ بن عبد المنذر و قیل ابو الہیثم بن التیہان رضی اللہ عنہم
یہ تین نقیب تو قبیلۂ اوس کے تھے اور اسعد بن زرارہ سعد بن الربیع عبد اللہ بن رواحہ رافع بن مالک براء بن معرور عبادہ و بن الصامت
سعد بن عبادہ عبد اللہ بن عمرو بن حرام منذر بن عمرو بن خنیش یہ سب نو آدمی خزرج کے تھے اور مقصود آنکہ یہی لوگ اپنی قوم کے حال سے
عارف اور اُنکی طرف سے سمع و طاعت پر حضرت صلعم سے بیعت و معاہدہ کرنے والے تھے اور جابر بن سمرہؓ سے صحیحین

... رہیگا جب تک اُنمین بارہ شخص متولی ہونگے اور سب قریش سے ہونگے اسمین بشارت ہی کہ آپ کی امت مین بارہ
... عادل دین کو قائم رکھنے والے ہونگے چنانچہ انمین سے چارون خلیفہ رضی اللہ عنہم پے درپے ہوے اور عمر بن عبد العزیز بھی انھین بارہ مین
سے ہین اور یہ نہین ہی کہ سب کے سب پے درپے ہون چنانچہ مہدی علیہ السلام جنکی بشارت ہی اُنھین مین سے ہونگے اور **مترجم** کہتا ہی کہ انکے
پیدا ہونیکے نشانات جو روایات مین آتے ہین قریب قریب سب ہی موجود ہین فقط قسطنطنیہ ابھی مسلمانون کے قبضہ سے نہین نکلا
اور نہر مصر وغیرہ لیکن قسطنطنیہ نکلنے کے بعد اسی سال کے اندر حضرت مہدی علیہ السلام مسلمانون کے بنانے سے امام بن جاوینگے سو
مبارک ہمکو جسکو انپر جان و مال سے فدا ہونیکی دولت ملے ولیکن اہل اسلام پر اُنسے پہلے کچھ فتنہ وسختیان ہین اسپر اللہ تعالے ہمکو تمکو ثابت
قائم رکھے اور رافضہ نے جو وہم کیا ہی کہ وہ سرداب سامراسے نکلینگے یہ محض جہالت اور شیطانی دھوکا ہی تا آنکہ جب وہ شام مین ظاہر
ہونگے تو اس اعتقاد والے غالبًا اُنسے منحرف ہو کر نہ مانینگے اللہم احفظنا اور **شیخ ابن کثیرؒ** نے بعد اسکے لکھا کہ بہت سے جاہل یہودی
جو مسلمان ہوے تو شیعہ نے اُنکو وہم دلایا کہ یہ بارہ خلیفہ یہی بارہ امام اہل بیت ہین وہ جاہل لوگ وہم کے بندے اسکو مان گئے اعوذ باللہ من
الضلال پھر جب بنی اسرائیل نے یہ عہد توڑا تو اُن پر جو عذاب ہوا وہ آگے فرمایا بقولہ تعالے **فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِيثَاقَهُمْ**
**لَعَنَّاهُمْ** پھر بنی اسرائیل کو بوجہ اپنا عہد توڑنے کے ہمنے ملعون کر دیا ف یعنے دور کر دیا ہمنے ان عہد شکنون کو اپنی رحمت سے
**وَجَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قَاسِيَةً**۔ اور انکے دل سخت کر دیے ف کہ ایمان کو مان لینے کے واسطے نرم نہین ہو سکتے اور
یہان سے کھل گیا کہ جو لوگ اس بات کے قائل ہین کہ بندہ اپنے کام مین خود مختار ہی وہ جھوٹے جاہل ہین اور صحیح حدیث مین مضمون
ہی کہ دل سب اللہ تعالے کے اختیار مین ہین جدھر چاہتا ہی پھیرتا ہی اور آنحضرت صلعم خود ایمان پر ثابت رہنے کی دعا مانگتے تھے اور یہ
حضرت باریتعالے عزوجل کی شان بے نیازی پر نظر تھی اگرچہ اللہ تعالے عزوجل نے آپکو تمام عالم اول و آخر سے محبوب اکرم پیدا فرمایا تھا۔
اہل ایمان کو لازم ہی کہ پانچون وقت نماز مین۔ اھدنا الصراط المستقیم۔ جو پڑھنا واجب فرمایا ہی عاجزی سے اس دعا کو مانگا کرین پھر بجز انبیاء
باستثناے انکے جنکو خود حق تعالے نے محفوظ فرمایا تھا باقی ملعون وسخت دل ہونیکے بعد بد حرکت بد افعال ہو گئے کہ منھ سے ایمان
کے دعوے کرتے اور دل مین کچھ نہین اور فرمایا۔ **يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ**۔ کلمات کو اپنی جگہ سے پھیرتے ف
یحرفون الکلم الذی فی التوراۃ من نعت محمد صلعم وغیرہ عن مواضعہ التی وضعہ اللہ علیہا ای یبدلونہ۔ یعنے تحریف کرنے لگے ان کلمات کو
جو توریت مین آنحضرت صلعم کی شان مین تھے اور نیز دیگر مانند آیت رجم وغیرہ کے تھے ان کلمات کو تحریف کرنے لگے کہ اُنکی جگہون سے
جہان اللہ تعالے نے اُنکو رکھا تھا تبدیل کرنے لگے پس مفسرؒ کے نزدیک صحیح ہی کہ ان لوگون نے توریت کے کلمات مین تحریف تبدیل کی
ہی اگرچہ خاص کتاب توریت مین نہ کی ہو علحدہ لکھکر یہ تحریف کی ہو اور لوگون سے کہا کہ یہ توریت ہی اور ابن خلدون نے بدلیل قولہ تعالے
عندہم التوراۃ فیہا حکم اللہ الآیۃ۔ اور قولہ قل فاتوا بالتوراۃ فاتلوہا ان کنتم صادقین الآیہ کے اور بدلیل روایت بخاری از ابن عباسؓ کے کہ تحریف
فقط تاویل مین تھی اس بات کو صحیح نہین سمجھا کہ اُنھون نے کتاب توریت مین تبدیل کی تھی اور حق یہ ہی کہ اُنھون نے توریت مین سے
اجماً مین کچھ نکالا نہ تھا بلکہ یحرفون الکلم عن مواضعہ کلمات کو اپنی جگہ سے تبدیل کرتے تھے اور اسمین دو صورتین شامل ہین ایک
لفظی دوم معنوی پس لفظ مین تو عیسی علیہ السلام و محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی بشارات اور آیات کو اپنے موقع سے نکالکر دیگر انبیا
علیہم السلام کے ساتھ لاحق کر دیا اور معنوی تحریف ہر فرقہ نے اپنے قول کے موافق معنے بگاڑ لیے لہذا بعض علمانے کہا کہ تمام تحریف

Marfat.com

انکی یہ تھی کہ معانی بگاڑتے اور مراد اللہ تعالےٰ کی نہین بیان کرتے اور ساتھہی الگ کتابین لکھتے انکو [illegible]
حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوا بِهٖ - ای ترکوا نصیبًا مما اُمروا بہ فی التوراۃ من اتباع محمد صلعم - یعنے چھوڑ دیا بڑا حصہ [illegible]
توریت مین حکم کیے گئے تھے اور وہ بڑا حصہ یہ کہ جب محمد صلعم مبعوث ہون تو تم لوگ اُسکی جان و دل سے [illegible]
تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ - آنحضرت صلعم کو خطاب ہی کہ برابر تو اُنکی خیانتون پر اور چوریون پر مطلع [illegible]
ف کرعہد شکنی وغیرہ کرینگے - اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ - سوائے ان مین سے قلیل کے ف یعنے سب تو یہ ایسے ہی [illegible]
انمین سے قلیل آدمیون کے جو مسلمان ہوگئے کہ وہ ایسے نہین تھے - فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ
الْمُحْسِنِيْنَ - پس اُنسے عفو و درگذر کر اللہ تعالےٰ نیکی کرنیوالون کو دوست رکھتا ہی ف مفسرؔ نے فرمایا کہ عفو و چشم پوشی کا حکم
آیۃ السیف سے منسوخ ہی یعنے قولہ قاتلوا الذین لا یومنون باللّٰہ و لا بالیوم الآخر الآیۃ اور یہی قتادہؔ کا قول ہی اور مجاہد وغیرہ نے [illegible]
کہ یہ بطریق تالیف قلوب ہی اور بعض نے کہا کہ یہ ایسے لوگون سے مخصوص ہی جنکے ساتھ معاہدہ تھا منسوخ نہین ہی واللہ اعلم - وَ
مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى - یعنے اُن لوگون سے جنھون نے اپنے حق مین دعوی کیا کہ ہم نصاری ہین اور عیسی علیہ السلام
کے پیرو ہین اگرچہ اس دعوے مین جھوٹے ہین اسیواسطے حقیقی نصاری نفرمایا بالجملہ یہ متعلق ہی بقولہ - اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ
ہمنے ان لوگون سے عہد لیا ف یعنے لیا ہمنے ان مدعیون سے عہد ویسا ہی جیسا ہمنے بنی اسرائیل یہودیون سے لیا تھا کہ ہر نبی
پر ایمان لاوینگے اور خصوص محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاکر مدد کرینگے پس انھون نے بھی عہد توڑ دیا کما قال - فَنَسُوْا حَظًّا
مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ - پس فراموش کر دیا بڑا حصہ اُس چیز سے جسکے ساتھ نصیحت کیے گئے تھے ف یعنے انجیل مین اُن کو گمراہی
سے بچنے کی جو نصیحت تھی اسمین سے بہت بڑا حصہ اُنھون نے بھلا دیا کہ پیغمبر آخر الزمان پر ایمان نہ لائے اور عہد توڑ کر شرک و کفر مین
پڑ گئے فَاَغْرَيْنَا - اوقعنا - بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ - پس ہمنے اُنکے درمیان باہم عداوت
و بغض ڈالدیا قیامت تک ف باینطور کہ آپسمین پھوٹے اور اپنی اپنی خواہشون مین مختلف ہین ہر فرقہ اپنے نفس کی ہوس پر
جو پسند کرتا ہی اُسکو دین سمجھتا ہی پس ہر فرقہ دوسرے کی تکفیر کرتا ہی اور یہ نصاری مین مشاہدہ ہی کہ کثرت سے فرقے ہین اور بعضے بعض کو
کافر کہتے ہین اور ہر ایک دوسرے سے عداوت و بغض رکھتے ہین اور دین کی راہ سے انمین دوستی نہین اگرچہ براہ دنیا ایک کام پر متفق
ہون اور کثرت سے موجودہ زمانہ مین دہریہ ہین اور ہمہ تن اُنکی ہمت دنیا پر مقصور ہی تو یہ لوگ درحقیقت دہریہ ہین اگرچہ برائے نام اپنے آپکو نصرانی
کہین پس جسقدر نام مین شامل ہین اسیقدر انمین عداوت ہوگی برخلاف اُنکے جنھون نے نصرانیت کو اپنا دین بنایا ہی اُنمین ضرور بغض و عداوت
قائم رہیگی اور اغرا یعنے للکارنا و آمادہ کرنا پس اسمین اشارہ ہی کہ یہ لوگ اس عداوت و بغض پر حریص رہینگے - وَسَوْفَ
يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ - اور قریب اُنکو اللہ تعالےٰ تبلا دیگا جو وے کرتے رہے ف پس ان اعمال پر
انکو سزا دیگا اور یہ آخرت مین ضرور ہوگا اور دنیا مین جہانتک اللہ تعالےٰ کو منظور ہی ف قال فی العرائس قولہ تعالےٰ [illegible]
نقیبًا - حضرت حق سبحانہ تعالےٰ نے جب امر عظیم کو اپنے بندون مین چاہا تو پہلے اُسکو اولیا پر رکھا تاکہ اللہ تعالےٰ کی مراد [illegible]
اسوجہ سے کہ خلق ضعیف ہی اور اُنکی نہایت مین قصور ہی پھر جب اولیاء الٰہی نے اسمین لقدر حیثیت اپنی عبودیت کو [illegible]
کیا تو اُسکے بعد اللہ تعالےٰ شانہ نے عوام پر اسکو آسان کر دیا کیونکہ عوام کی پیدایش بصفت ضعف ہی اور اولیا کی پیدایش [illegible]

Marfat.com

[illegible] معارف و کواشف کا بار اُٹھائے ہوئے — تھے اور وہی بلا و امتحان کے میدان مین [illegible] اقسام ہین کہ نقیب و ابدال و نجیب اولیا و اصفیا و مقربین و عارفین و موحدین و صدیقین و شہدا و صالحین و [illegible] ہین اُن سب کا رئیس بنام غوث ہی اور پیشوا اُنکے مختار ہین اور عرفا بنام سیاحین سبعہ ہین اور نقیب اُن کے دس [illegible] نجیب اُنکی چالیس عدد اور خلفا اُنہین ستر عدد اور اُمنا اُنہین تین سو عدد ہوتے ہین اور اُنہین سے (اسات سیاح) ہر ایک کی صورت انبیاء علیہم السلام مین سے کسی کی صورت ہی اور رسولون علیہم السلام مین سے کسی کی سیرت پر ہوتی ہی اور قلب اُن کا کسی فرشتہ کے قلب پر ہوتا ہے مگر [illegible] پہچان نہین سکتا مگر وہی جو اُنکے مثل ہو اور وے خود درحقیقت سوائے حق عز و جل کے کچھ نہین پہچانتے ہین چنانچہ بقول معروف اولیائی تحت قبائی لا یعرفہم سوائی - میرے اولیا میری قبا کے نیچے ہین اُنکو میرے سوائے کوئی نہین پہچانتا ہی حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے مرفوعاً روایت ہی کہ زمین مین اللہ تعالےٰ کے تین سو بندے آدم علیہ السلام کے قلب پر ہوتے ہین اور چالیس بندے حضرت موسیٰ کے قلب پر ہین اور سات بندے حضرت ابراہیم کے قلب پر ہوتے ہین اور پانچ بندے حضرت جبرئیلؑ کے قلب پر ہوتے ہین اور تین بندے حضرت میکائیلؑ کے قلب پر ہوتے ہین اور ایک بندہ حضرت اسرافیلؑ کے قلب پر ہوتا ہی پھر جب اُنہین سے یہ ایک جو قلب اسرافیلؑ پر ہے مرا تو اللہ تعالےٰ بجائے اُسکے تین مین سے ایک کو کر دیتا ہی اور جب تین مین سے کوئی مرا تو اُسکی جگہ پانچ والون مین سے ایک کو کر دیتا ہی اور جب پانچ والون مین سے مرا تو سات والون مین سے ایک اسکی جگہ کر دیتا ہی اور جب سات مین سے مرا تو چالیس والون مین سے ایک اسکا قائم مقام کر دیتا ہی اور جب چالیس مین سے مرا تو تین سو مین سے ایک اُسکے قائم مقام فرماتا ہی اور جب تین سو مین سے کوئی مرا تو عام مین سے کوئی سرفراز ہو کر اُسکا قائم مقام ہوتا ہی اور یہ لوگ امت کے بڑھتی کی دعا مانگتے ہین سو انہین زیادتی و کثرت ہوتی ہی اور جبر و ظلم کرنیوالون پر بددعا کرتے ہین کہ اُنکی کمر ٹوٹ جاتی ہی اور مینھ کا پانی مانگتے ہین تو بارش ہوتی ہے اور سوال کرتے ہین تو مخلوق کے واسطے کھیتی اگتی ہی اور دعا کرتے ہین تو مخلوق سے بلا دفع ہوتی ہی **شیخ ابوبکر الوراق** نے کہا کہ برابر اگلی امتون سے اخیار و ابدال و نجیب دادو تا د ہوتے چلے آئے ہین چنانچہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا وبعثنا منہم اثنی عشر نقیبا - اور یہی وہ لوگ ہین کہ ضرورتون اور حاجات و مصیبتون مین اُن کی طرف رجوع لائی جاتی ہے چنانچہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہی کہ اس امت مین چالس بندے خلق ابراہیمؑ پر ہونگے اور سات بندے خلق موسیٰ پر ہونگے اور تین بندے خلق ابراہیمؑ پر ہونگے اور ایک بندہ خلق محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر ہوگا اور یہ ہر وقت ہوتا رہیگا بس یہی لوگ اپنے اپنے مرتبہ کے موافق تمام خلق کے سردار ہین **قال المترجم** جو حدیث اوپر حضرت ابن مسعودؓ سے مرفوع روایت کی وہ محدثین اہل تنقید کے نزدیک ثابت نہین ہوئی اور چونکہ آنحضرت صلعم کی طرف بدون ثبوت کے کسی امر کی نسبت کرنا [illegible] گناہ ہی چنانچہ حدیث صحیح بلکہ متواتر مین ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جو عمداً مجپر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ مین بناوے یعنے وہ جہنمی ہی اور ظاہر الشیخ رحمہ اللہ کو یہ بات ظاہر نہوئی ہوگی کہ حدیث بدرجۂ ثبوت نہین پہونچی ہی واللہ اعلم پھر مترجم کہتا ہی کہ بدون تعداد کے بیان کے معجم طبرانی بلکہ صحاح کی روایات مین وجود بندگان خاص آلہی کا ذکر ہی اور نیز پانچ سو اولیاء خاص کا وجود ہر زمانہ مین حدیث مرفوع مین مروی ہی اور اس حدیث مین [illegible] اہل تنقید نے کلام کیا ہی چنانچہ **شیخ ابن الجوزی و صاغانی** نے افراط کیا ولیکن حدیث درجہ حسن سے نازل نہین ہی اور [illegible] نے اسکے حسن ہونیکا اقرار کیا ہی بالجملہ بعد ثبوت اصل ایک مسئلہ کے علماء ظاہر کا کلام صرف اسماء غوث و ابدال وغیرہ مین [illegible] نہین ہی اسواسطے کہ مرجع اسکا بحث لفظی کی طرف ہوا جاتا ہی کیونکہ اسماء کوئی ثواب بیان کرنے کے معنے مین

نہین تاکہ اُسکے ثبوت پر دلیل شرعی درکار ہو ورنہ کہا جاوے کہ بلا دلیل شرعی کفف اللّٰہ نعوذ باللّٰہ
اسلیے کہ ثواب وعذاب کی خبر دینا فقط نبی کی شان ہی اور راست والون مین سے کوئی نہین کہہ سکتا کہ فلان بہشتی ہی
اُسی صورت مین کہ شارع علیہ السلام کے دلائل شرعی سے استدلال لاوے پس جب یہ اس معنے کر شرعی مسئلہ
کبار ازاولیا ابرار جنکی صلاحیت پر اتفاق ہی وہ متفق ہین کہ انہین ایسے ایسے اقسام ہین اور نام انکے بمناسبت معنی
طرف نہ گمان کرکے ایسا خیال کرنا کچھ مضر نہین معلوم ہوتا واللّٰہ اعلم بالصواب اور مراد میری اولیاے کبار سے وہ بزرگ
عارف شریعت تابع سنت متقی پرہیزگار عارف باللّٰہ تعالےٰ صابر و شاکر مجتنب جامع فضائل شرعی تھے جنکی نسبت الامام علامہ
نسفی مؤلف مدارک نے اپنے رسالہ مین اچھے کلمات لکھے ہین اور انکی پیروی پر آمادگی دلائی ہی اور ماسواے انکے
وشمراخیہ وغیرہ کے احوال کو مفصل لکھ کر اہل ایمان کو اُنکے مکر و فریب سے نہایت درجہ ہوشیار کیا اور بہت نصیحت کی ہی کہ ہرگز اُنکے اقوال
وافعال پر کاربند نہون اور ایک علامہ نسفی کیا سبھی اُس سے ہوشیار کرتے ہین مولوی روم علیہ الرحمہ نے کہا ؎ اے بسا ابلیس آدم
روے ہست + پس بہر دستے نشاید داد دست + بالجملہ میری غرض یہ کہ شرع سے بیباک لوگ ہر کسی کے معتقد نہون جب تک اسکو شرع پر
نہ پاوین اور اللّٰہ تعالےٰ سے ڈرین اور رسول پاک صلے اللّٰہ علیہ وسلم سے شرم کرین کہ آپ کس کوشش سے شرع پاک پر لوگون کو راہ دکھا
گیا اور یہ وہی شرع ہی جسپر شیطان یا کوئی شیطانی پیر وہین چل سکتا ہی پس جو شرع پر نیک ولی نظر آوے وہ گویا یقینی ولی ہی اور جو شرع پر نہو
تو اگر مجذوب ہو گیا تو خیر مگر اس سے کچھ فائدہ نہین پہونچ سکتا جیسا کہ اکابر اہل تصوف نے اسکو صریح لکھدیا ہی اور اگر وہ بنا ہوا مجذوب ہے
یا اور کسی حال پر ہی بہر حال وہ شیطان کا پیرو ہی پھر مرد ایماندار سے کبھی نہوگا کہ حضرت سید عالم محمد مصطفے صلے اللّٰہ علیہ وسلم و پاک صحابہ
و اچھے تابعین و دیگر نیکون اولیا اللّٰہ تعالےٰ فرمان وحکم وچال چلن سے برخلاف ہو کر اُس شخص کے جو خلاف شرع بیان ہوا ہے چال
چلے یہان سعدی علیہ الرحمہ نے بہت خوب فرمایا ؎ خلاف پیمبر (صلے اللّٰہ علیہ وسلم) کسی رہ گزید + کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید یعنے آنحضرت
صلعم کے برخلاف وہی شخص چال چلیگا جو ہرگز منزل مقصود جنت مین پہونچنے والا نہین بلکہ مرتے ہی جہنم مین جا پڑنے والا ہی نعوذ باللّٰہ منہ
اور دوسری غرض میری یہ ہی کہ جو لوگ تفریط کرتے ہین اور اولیاء اللّٰہ تعالےٰ کے اُن باتون میں بھی جو مسائل شرعیہ نہین ہین تامل کرتے
ہین وہ لوگ عدل وانصاف وحق کی پیروی سے درگذر نکرین والسلام **شیخ ابو عثمان مغربی** رحمہ نے فرمایا کہ ابدال چالیس ہین اور اُمنا
سات ہین اور خلفاے ائمہ تین ہین اور قطب ایک ہوتا ہی پس قطب تو ان سب کو جانتا ہی اور وہ اُنکے احوال پر مطلع ہوتا رہتا ہی مگر اسکو
کوئی نہین پہچانتا ہی اور وہ سب اولیا کا امام ہوتا ہی اور تین جو خلیفہ ہین وہ سات کو پہچانتے ہین اور چالیس کو بھی پہچانتے ہین اور سات
جو امنا ہین وہ چالیس ابدال کو پہچانتے ہین مگر ابدال اُنکو نہین پہچانتے ہین اور ابدال چالیس دیگر اولیا کو امت مین سے پہچانتے ہین
اور اولیا مین سے اُنکو کوئی نہین جانتا ہی پھر جب چالیس مین سے کوئی کم ہوا تو اولیا امت مین سے اللّٰہ تعالےٰ کسی کو قائم مقام فرماتا
ہی اور جب سات مین سے کوئی کم ہوا تو اللّٰہ تعالےٰ چالیس مین سے کوئی اُسکی جگہ کر دیتا ہی اور جب تین مین سے کوئی کم ہوا تو اللّٰہ تعالےٰ
سات مین سے ایک اسکے قائم مقام فرماتا ہی اور جب قطب جو ایک ہی فوت ہوا تو تین مین سے ایک اُسکے قائم مقام ہوتا ہی یہی
حال جاری ہی یہانتک کہ قیامت قائم ہووے **قال المترجم** قطب وقت کے دو وزیر داہنے و بائین ہوتے ہین اور حدیث ترمذی
سے ثابت ہوا کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ہر نبی کے دو وزیر آسمانی اور دو وزیر زمینی ہوتے ہین پس میرے دو وزیر آسمانی

[illegible] وقد مر شرحًا قولہ فبما نقضهم ميثاقهم لعنا هم۔ جب اللہ تعالےٰ غافلون کو اپنی جناب سے دور کرنا چاہتا
[illegible] کے مرتکب ہونے پر آمادہ فرماتا ہی کہ جنپر قہر کے احکام طاری ہوتے ہین اور اُنسے دوری واجب ہوتی ہی پس وہ
[illegible] اسکے عہد حکم کی مخالفت اور اس عہد کا توڑنا جو ایمان کی جڑ ہی واقع ہوتا ہی **یوسف بن الحسین** رح نے فرمایا کہ صحیح
[illegible] میثاق کے برخلاف کرنا لعنت کا موجب ہی **قال المترجم** شیخ یوسف رحمہ اللہ نے آیت کریمہ سے ایک مسئلہ ثابت کیا
[illegible] اللہ تعالےٰ نے یہود کے ملعون اور سخت دل ہوجانیکا صریح سبب یہ بیان فرمایا کہ اُنھون نے عہد توڑ دیا اور اس سبب پر
[illegible] ظاہر ہوا کہ جہان جس شخص سے عہد شکنی ہووے وہ اس سزا کا مستوجب ہی پس اگر ایمان کا عہد توڑا تو ملعون یعنے مرتد ہوگیا
اور اگر کسی اور عہد کو جسکا کرنا واجب تھا یا نہ کرنا واجب تھا مثلاً نماز فرض پڑھنے پر عہد کیا یا شراب نہ پینے پر عہد کیا یا کسی غیر کا واجبی مال
[illegible] پر عہد کیا تو اسکے توڑنے سے فاسق ہوگا اور دوہرا گناہ ہوگا ایک تو یہ کہ فرض و واجب بجا نہ لایا اور دوم خود عہد توڑا اور اگر ظہر سے
پہلے چار سنتین پڑھنے کو ضرور آج لازم کر لیا پھر توڑ دیا تو عہد توڑنے سے ایک حرام کا مرتکب ہوگا اور یہ استنباط صحیح جید ہی واللہ اعلم
اور معلوم کر عہد سے سوال ہوگا جیسا کہ آویگا انشاء اللہ تعالےٰ بعض اکابر نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ سے عہد توڑنا یہ ہی کہ اس کے سوائے
کسی چیز سے سکون کرے **قال المترجم** اللہ تعالےٰ نے یہود و نصاری کی عہد شکنی کو بیان کر کے پھر انکو ارشاد و ہدایت
اپنے کلام پاک سے فرمائی جو بطور معجزہ اُنکے واسطے پوری نصیحت ہی چنانچہ فرمایا

يَاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ

ای کتاب والون آیا ہی تم پاس رسول ہمارا کھولتا ہی تمپر بہت چیزین جو تم چھپاتے تھے

الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ○ يَّهْدِيْ

کتاب کی اور درگذر کرتا ہی بہت چیزسے تم پاس آئی ہی اللہ کی طرف سے روشنی اور کتاب بیان کرتی جس سے اللہ

بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ

راہ پر لاتا ہی جو کوئی تابع ہوا اسکی رضا کا بچاؤ کی راہ پر اور اُنکو نکالتا ہی اندھیرون سے روشنی مین

بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○

اپنے حکم سے اور انکو چلاتا ہی سیدھی راہ

**يَاَهْلَ الْكِتَابِ** ۔ خطاب عام ہی یہود و نصاری دونونکو شامل ہی یہی مفسرین نے [illegible] دوسرونے اختیار کیا ہی اور الکتاب
الف لام جنس شامل ہی توریت و انجیل دونون کو حاصل آنکہ ای یہود و نصاری **قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا** آیا تمھارے پاس
ہمارا رسول یعنے محمد صلعم اس حال سے کہ **يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ** ظاہر کرتا ہی
بہت باتونکو جو تم کتاب مین سے یعنے توریت و انجیل مین سے چھپاتے تھے ف مانند آیۃ الرجم کے چنانچہ کتاب آسمانی مین
[illegible] محصن مرد یا عورت اگر زنا کرے تو سنگسار کر ڈالو جیسے ہماری شریعت مین حکم ہی مگر یہود اسکو چھپاتے اور کہتے کہ منہ کالا کر
[illegible] تشہیر کرانے کے بعد کوڑے مارو پس آیۃ الرجم کو چھپا ڈالا اور مانند اُن آیات کے جو اس رسول کی صفت مین تھین انکو بھی اس
[illegible] ظاہر کر دیا یعنی یہود کو بتلایا کہ تمھاری توریت مین محمد صلعم کی ایسی ایسی صفت و اخلاق و حلیہ و اُنکی امت کے فضائل

Marfat.com

ووضع واخلاق وبعض مسائل ورہبود کو انپر ایمان لانے کا حکم مذکور ہی اور نصاریٰ پر ظاہر کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام [illegible]
کے رسول ہونے کی خبر سے نصرانیوں کو عام آگاہ فرمایا ہی اور یہ امور اگرچہ اہل علم یہود ونصاریٰ پر ظاہر تھے ولیکن [illegible]
مین ہونے کو کھلے کھلے بیان فرماتا ہی۔ وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ - اور ترک کرتا ہی کثیر کو امین سے ف پس بہت کو بیان [illegible]
سمین کوئی مصلحت متعلق نہین الا برائے اقتضاء حکم اور بعض نے کہا کہ یہ دوسرا حال بطریق صفت ہی یعنے ایسا رسول آیا ہی کہ [illegible]
عفو کرتا ہی اور مواخذہ نہین فرماتا لیکن اول ارجح ہی حاصل آنکہ تمنے بہت پوشیدہ کیا سو امین سے بہت باتین ایسی ہین جنکے بیان سے کوئی [illegible]
متعلق نہین تو انکو چھوڑ کر باقی جن سے مصلحت وتعلق کا حکم ہی انکو بیان فرماتا ہی اور ابن عباسؓ سے روایت ہی کہ جسنے رجم کے حکم سے انکار کیا
اسنے قرآن سے انکار کیا اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہی کہ یا اہل الکتاب قد جاءکم رسولنا یبین لکم کثیرا مما تخفون من الکتاب پس رجم اس میں سے
تھا جسکو اُنھون نے چھپایا تھا رواہ الحاکم وقال صحیح الاسناد - قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ - نور سے مراد آنحضرت اور تفسیر
اسلام وحق کے زیادہ مربوط وارجح ہی یعنے آگیا تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کیطرف سے نور یعنے محمد خاتم النبیین - وَكِتَابٌ مُبِينٌ
اور قرآن ظاہر ف مبین بمعنے ظاہر ہی یا بمعنے حق کو باطل سے جدا کرنیوالا - تو امین اشارہ ہی کہ اہل کتاب نے جن باطل امور کو پھیلایا تھا
انکو یہ قرآن مجید مٹاتا ہی اور حق کو لاتا ہی پھر اس کتاب مجید کی صفت فرمائی بقولہ يَهْدِي بِهِ اللَّهُ یعنے یہ کتاب ایسی ہی کہ اللہ تعالیٰ
اُسکے ذریعہ سے ہدایت کرتا ہی - مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ - ہر اس بندے کو جو پیروی کرے اللہ تعالیٰ کے مرضیات کی بایں طور کہ ایمان لاوے
سُبُلَ السَّلَامِ - ای طرق السلامۃ - راہون سلامتی کی - حاصل آنکہ یہ ایسی کتاب ہی کہ جو بندہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا اسکو اللہ تعالیٰ
سلامتی کی راہونکی ہدایت فرماتا ہی اور یہ راہین بھی شرائع اسلام ہین جو صراط مستقیم پر چلنے کے طریقہ ہین یہانسے معلوم ہوا کہ جو اللہ تعالیٰ کی
مرضی پر چلنا چاہے وہ قرآن مجید کی راہ چلے اور نکلا کہ قرآن مجید کے برخلاف چلنا اللہ تعالیٰ کی خلاف مرضی چلنا ہی جسکا انجام جہنم ہی کیونکہ
مخالف تو باطل راہ پر ہی اور جس بندے نے قرآن کی پیروی کی وہ راہ سلامت پر جنت دار السلام کو جاتا ہی وَيُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ
إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ - اور قرآن ایسے شخصونکو تاریکیون سے نور کیطرف لاتا ہی بارادۂ الٰہی ف یعنے اللہ تعالیٰ کے ارادہ وتاثیر و
توفیق سے اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے والونکو یہ کتاب مجید کفر کے اندھیرے سے نکالکر نور ایمان پر لاتی ہی پس جسکو اللہ تعالیٰ نے گمراہ کیا وہ
اندھیرے سے نکلتا ہی نہین کہ اُسکو روشنی سوجھے وہ ایمان ہی نہین لاتا اور نیز مسلمانونکو مژدہ ہی کہ قرآن مجید کو دل سے پڑھین اور اُسکے
حکمون پر عمل کرین انکے دل روشن ہوجائینگے اور حدیث صحیح مین ہی کہ قیامت مین وہ نور وحجت ہی اور نیز ثابت ہی کہ پڑھنے وعمل کرنیوالا قرآن کا
خوشبودار پھول کا درخت ہی اور ثابت ہوا کہ قرآن الاعارف بالکمال اور اُسکا دل منور اور ایمان ویقین روشن ہوتا ہی اور خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا - وَيَهْدِيهِمْ
إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ - اور یہ کتاب اللہ تعالیٰ کی مرضیات کی متبعین بندونکو صراط مستقیم کی راہ بتلاتی ہی اور صراط مستقیم
جیسا کہ مفسرؒ نے کہا کہ وہ دین اسلام ہی پھر معلوم ہی کہ جو شخص اسلام پر یقین کامل کے ساتھ ہی جب وہ ہر وقت نماز مین صراط مستقیم کی ہدایت مانگے اور قرآن پڑھے
اور اُسپر عمل کرے تو کسقدر اُسکے دل کو انوار حاصل ہونگے اور اُسکا یقین جو پہنچا ہوا ہی بڑھتا ہوا ہو رہا ہی کسقدر تاریکی دور ہونے سے منور ہوجاویگا [illegible]
سبب گناہونکے جو اُسکے دلی یقین کے گرد ہجوم کرتے ہین آخرکار ایسا ہوجاتا ہی کہ اُسکے دل کو گویا یقین ہی نہین ہی اور اسی سے کہا گیا کہ ایمان
گھٹتا بڑھتا رہتا ہی ف قال فی العرائس قولہ قد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین - امین اشارہ ہی کہ اہل [illegible]
نور معرفت بدون کسی حیلہ وسبب کے حاصل ہوتا ہی پھر نور وکتاب دونون ازل کے صفات مین سے دو صفت ہین [illegible]

…ہدایت کرنے کو ظاہر ہوئی ہین بعض نے فرمایا کہ تم نور توحید و نور کتاب کو اسی کی عنایت ازلی کی وجہ سے پہونچے ہو قال المترجم شاید یہ تفسیر قولہ تعالیٰ ہے اور شاید کہ قولہ جاءکم من اللہ۔ سے نکالا ہو کہ جاء لازمی ہے یعنے آنا اسکا محض بفضل حق سبحانہ ہے پس ازل مین اسکو اختیار کرلیا اعتقاد حقیقت اس نور و کتاب کا آنا مخلصین کے واسطے ہے ورنہ دوسرون پاس آنا اور نہ آنا یکسان ہے قولہ تعالیٰ یہدی بہ اللہ من اتبع رضوانہ سبل السلام یہان نور و کتاب مین سے فقط ایک ہی کو ذکر فرمایا اسواسطے کہ یہ دونون مقام عین الجمع یعنے معدن الصفات مین واحد ہین۔ اور اس کلام پاک مین اشارہ یہ ہے کہ اوتعالیٰ سبحانہ اپنی ہی صفت سے اپنی معرفت کی راہون کی طرف ہدایت فرماتا ہوا اور اپنی ذات سے اپنی صفات کی معرفت کی راہین بتاتا ہے قال المترجم توجیہ اس اشارہ کی یہ ہے کہ کتاب و نور جب صفات ازلی ہین تو اسی سے ہدایت فرمانے کے معنے یہ ہوے کہ صفت سے اپنی طرف ہدایت کی اور رہا یہ امر کہ ذات سے صفات کیطرف ہدایت اس وجہ سے کہ اس معرفت کے ساتھ ان لوگون کو مخصوص فرمایا کہ جنکو بقولہ من اتبع رضوانہ۔ سے سرفراز فرمایا ہے یعنے ایمان لانیوالون کو اور ایمان بتوحید ذات ہے پس ذات سے صفات کیطرف معرفت ہوئی اور یہ اشارہ لطیف دقیق جید اگرمرد سلیم القلب اسکو غور سے دل مین لاوے تو بہت شیطانی وساوس دور ہون اور حکمت ربانی کا ظہور ہو اور مذہب اہل سنت وجماعت درباب مسئلہ جبر و اختیار و تقدیر و توحید ذات اور یہ کہ ہدایت اسیکی طرف سے ہے اور جملہ حکمت ہے سب اسکے سامنے آئینہ کی مثال ظاہر ہون اور جو شخص ان مقامات مین وساوس شیطانی آنے سے تنگ ہوا اسکو یہ آیت کریمہ بعد صدق ایمان کے بہت مفید ہے اللہم اہدنا الصراط المستقیم۔ رضوان الٰہی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے انبیا و اولیا کے واسطے ازل مین پسند فرمایا جسکو یہ مل گیا وہ رضوان اکبر کے مقام مین پہونچگیا اور نشان یہ ہے کہ اسکی حسن تجلی مین اسکی دراز کے موافق عبادت گذر کے زندگی بسر کرجاوے مگر متابعت نہین ملتی لیکن اسی شخص کو جسکے حق مین سابقہ ازل مین اسکی رضامندی ہوچکی ہو بعض نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہدایت فرماتا ہے نہایت سلامتی کی راہ پر اپنے ارادے کی راہون مین سے اس شخص کو جسکو پیدا کرنے سے پہلے اپنے رضوان سے مخصوص کردیا تھا تاکہ یہ رضوان اسکو محل رضا و تسلیم مین لاتا ہے پھر اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ کے اندھے پن اور ہوسات اور شیطانی خیالات و اسکے دعوے اور انکا بیہودہ ہونا بیان کرکے رد کردیا بقولہ تعالیٰ

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ؕ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا

بیشک کافر ہوے جنھون نے کہا اللہ وہی مسیح ہے مریم کا بیٹا تو کہہ پھر کسکا کچھ چلتا ہے اللہ سے

اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ؕ وَلِلّٰهِ مُلْكُ

اگر وہ چاہے کہ کھپاوے مسیح مریم کے بیٹے کو اور اسکی مان کو اور جتنے لوگ زمین مین ہین سارے اور اللہ کو ہے سلطنت

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۞ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ

آسمان اور زمین کی اور جو دونون کے بیچ ہے بناتا ہے جو چاہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور کہتے ہین یہود

وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ ؕ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ

اور نصاریٰ ہم بیٹے ہین اللہ کے اور اسکے پیارے تو کہہ پھر کیون عذاب کرتا ہے تمکو تمھارے گناہون پر کوئی نہین تم بھی ایک انسان ہو

مِّمَّنْ خَلَقَ ؕ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

اسکی پیدائش مین بخشے جسکو چاہے اور عذاب کرے جسکو چاہے اور اللہ کو ہے سلطنت آسمان اور زمین کی

Marfat.com

وَمَا بَيْنَهُمَا وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ ۝

اور جو دونون کے بیچ ہی اور اُسیکی طرف رجوع ہی

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۔ اور قطعاً کفر کیا ان لوگون نے [illegible]
یہی مسیح ابن مریم ہی ف حیث جعلوہ آلہا وہم الیعقوبیۃ فرقۃ من النصاری ۔ واضح ہو کہ نصاری بہت فرقے ہوگئے [illegible]
اور بہت سے مٹ گئے جیسے معتزلہ وغیرہ مسلمانون مین سے گویا مٹ گئے ہین پس ان فرقہاے نصاری مین اول تین فرقے [illegible]
گذرا کہ حضرت عیسیٰ کے اُٹھائے جانے پر اُنکے ساتھیون کے تین فریق ہوے ایک تو ایمان پر ثابت رہا کہ اللہ تعالے نے اپنے رسول کو اٹھا لیا
اور یہ لوگ معدودے چند تھے اور دوسرے فریق نے کہا کہ وہ اللہ تعالے کا بیٹا تھا اُسکو اپنے پاس بلا لیا اور تیسرے فریق نے کہا کہ نہین بلکہ وہ
خدا تھا ہمکو معلوم نہ تھا سو جب ہمنے نافرمانی کی تو چلا گیا اور ان دونون کافر فریق نے ملکر فریق اول کو جو مسلمان رہے تھے قتل کر ڈالا کذا ذکرہ
ابن کثیر اور ابن عباسؓ سے روایت ہی کہ نصاری نجران بھی اسی اعتقاد پر تھے لیکن اس روایت کے ثبوت مین کلام ہی اور اکثر مفسرین نے
کہا کہ یہ اُنکے قول سے لازم آتا ہی کیونکہ اُنھون نے مسیح علیہ السلام کو آلہ معبود ٹھہرایا اور قطعاً معلوم ہی کہ آلہ معبود فقط ایک پاک پروردگار ہی پس
گویا اُنھون نے کہا کہ اللہ وہی مسیح ابن مریم ہی چنانچہ یہی تاویل کلام مفسرؒ سے ظاہر ہی و لیکن یہ جو مفسرؒ نے فرمایا کہ یہ ایک یعقوبیہ فرقہ ہی نصاری
مین سے تو اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ صریح اُنھون نے کہا کہ اللہ وہی مسیح ابن مریم ہی جیسا کہ ابتدائی تین فریق مین سے فریق سوم کا قول مذکور ہوا
اور یہی ظاہر آیت ہی اور سب نصاری کا یہ قول نہین بلکہ اُنمین سے کچھ لوگ ایسے ہین فافہم اور لقد کفر سے بتاکید اُنکا حکم کافر ہونیکا پہلے بتلا دیا اور
اُنکا قول ذکر کیا تاکہ معلوم رہے کہ یہ نہایت سخت بات کہنے والا قطعی کافر ہی اور واضح ہو کہ مسیحؑ کو ابن مریم سے بیان کیا تاکہ اسی سے اُنکو قائل
ان کافرونکا اندھاپن سمجھے کہ جو مریم کا بیٹا ہو وہ خالق و معبود بلکہ اپنی ماں کا کیونکر خالق ہو سکتا ہی اور اگر قادر معبود ہوتا تو اپنی ماں کو
جنھون نے غم و رنج کے ساتھ انتقال کیا اور دنیا کو مصیبت و تکلیف سے بسر کیا کیون غم و رنج مین چھوڑتا اور کیون مرنے دیتا اور البتہ اُسکو
اللہ عز و جل نے رد فرمایا بقولہ ۔ قُلْ فَمَنْ يَمْلِكُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ۔ یعنے محمد صلعم تو کہدے کہ پھر کون حفاظت کر سکتا ہی حکم
الٰہی سے ۔ إِنْ أَرَادَ أَنْ يُهْلِكَ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ ۔ اگر اللہ تعالے چاہے کہ ہلاک کرے مسیح ابن مریم کو اور
اسکی ماں کو بلکہ ۔ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ۔ اور جو کوئی زمین مین ہی سب کو ف یہ استفہام بطور ملامت و مذمت ہے
یعنے ایسا کوئی بھی نہین ہی جسکو یہ طاقت ہو اور اگر مسیح علیہ السلام آلہ ہوتا تو اُسکو ایسی قدرت ہوتی ۔ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ
وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۔ اور اللہ تعالے ہی کا ہی ملک آسمانون اور زمین اور ان دونون کے بیچ کا
وہ جو چاہتا ہی پیدا کرتا ہی ۔ ف یعنے سب عالم اُسی کی ملک و خلق ہی وہ جو چاہتا ہی کرتا ہی جسطرح چاہے پیدا کرے پھر اگر مسیح علیہ السلام
کو بدون باپ کے پیدا کیا اور اُسکے ہاتھون مردے جلائے تو یہ اللہ تعالے کی قدرت ہی ۔ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۔ اور اللہ
تعالے ہر چیز پر قادر ہی جو چاہے کرے اور جس بندے کو جسطرح چاہے برگزیدہ کرے پس سب اُسکی مخلوق و بندے ہین اور ہر مسلمان
و ہندو و نصرانی و یہودی پر فرض عین ہی کہ اُسکی عبادت کرین شرک نہ کرین اور اُسنے جو حکم دیے ہین اُنکو بجا لاوین اور جو ایسا
کرینگے پاوینگے زبانی باتین نہ بناوین جیسے یہود و نصاری اتراتے ہین ۔ وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَىٰ ۔ یہود و نصاری [illegible]
فریق نے الگ الگ کہا کہ ۔ نَحْنُ أَبْنَاءُ اللَّهِ وَأَحِبَّاؤُهُ ۔ ہم لوگ اللہ کے بیٹے اور پیارے ہین [illegible]

Marfat.com

... نے بیان کیا کہ یہود و نصاری اس کلمہ سے کیا مطلب لیتے تھے چنانچہ چار وجہ سے اسکے معانی بیان کیے اول آنکہ اسمین حذف
مضاف ہے ... نحن ابناء رسل اللہ - یعنے ہم لوگ اللہ تعالے کے رسولون کی اولاد ہین پس ان یہود و نصاری سے مراد بنی اسرائیل
کے یہود و نصاری ہونگے کیونکہ بنی اسرائیل ہی مین انبیا علیہم السلام بہت گذرے ہین اور ان بدکارونکی غرض یہی تھی کہ ہمارے باپ دادونکا
فخر ہمکو حاصل ہو دوسرے ہم کہتا ہے کہ انکی وہی مثل تھی کہ نسل چڑیلون کی اور مزاج پریونکا حالانکہ آدم کی اولاد مین سبھی آدمی ہین دوم
اسکے ... ابن جیسے نطفہ کے فرزند پر بولا جاتا ہے ایسے ہی جسپر مزید شفقت و محبت سے تخصیص ہو اسکو بھی کہتے ہین قال المترجم
اور بعض نے بھی اسی تاویل کو لیا کہ مراد یہ تھی کہ اللہ تعالے کے یہان ہم لوگ قرب و منزلت مین بمانند فرزندون کے ہین اور وہ ہمپر شفقت
ورحمت فرماتے ہین ہمارے باپ کے مانند ہی سوم آنکہ یہود نے زعم کیا کہ عزیز علیہ السلام اللہ تعالی کا بیٹا ہے اور نصاری نے مسیح علیہ السلام کو
بھی زعم کیا اور چونکہ یہ دونون انھین مین سے تھے تو کہا کہ ہم لوگ ایسے ہین کہ ابناء اللہ ہین یعنے ہمارے جنس مین خدا کے بیٹے گذرے ہین
حالانکہ یہ قول پر لعنت تھا چہارم آنکہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلعم نے ایک جماعت یہود کو دین اسلام کی طرف بلایا اور عذاب
الٰہی سے خوف دلایا تو بولے کہ ہمکو کیا عذاب سے ڈراتے ہو ہم تو ابناء اللہ و احباء اللہ ہین قال ابن کثیر قولہ نحن ابناء اللہ و احباؤہ
ای ہم لوگ اسکے انبیا سے نسبت رکھتے ہین جو اسکے بیٹے ہین جنپر اسکی عنایت مبذول ہے اور وہ ہمکو محبوب رکھتا ہے اور اپنی کتاب سے
نقل لائے کہ اللہ تعالے نے اپنے بندے اسرائیل یعنے یعقوبؑ سے کہا کہ انت ابنی بکری - پس اسکو اسکی تاویل صحیح سے پھیر کر غلط معنی
پر محمول کیا اور تاویل مین تحریف کر دی چنانچہ بہت سے انکے عقلا جو اسلام پر ہوئے انھون نے انکو رد کر دیا اور کہا کہ ...
عرف مین تشریف و اکرام پر ہوتا تھا جیسے نصاری نے اپنی کتاب سے نقل کیا کہ عیسی علیہ السلام نے انسے کہا کہ انی ذاہب الی ابی
وابیکم - یعنے ربی و ربکم - یعنی عیسیٰ نے کہا کہ مین اپنے باپ و تمہارے باپ کیطرف چلا جانیوالا ہون یعنے اپنے پروردگار و تمہارے
پروردگار کیطرف جانیوالا ہون اور یہ بات معلوم ہے کہ ان لوگون نے اپنی ذات کے واسطے وہ دعوی بیٹا ہونیکا نہین کیا ... کے
واسطے دعوی کیا ہے پس انکی مراد یہی کہ ہم لوگ اللہ تعالے کے نزدیک معزز و مکرم ہین قال فی المدارک ...
توریت مین پایا کہ یا ابناء احباری میرے احبار کی اولاد پس اسکو بدلکر یا ابناء ابکاری کر ڈالا یعنے کنواریونکی اولاد ...
و احباؤہ - بہرحال کوئی معنے لیے جاوین حاصل کلام یہ ہے کہ یہود و نصاری اپنے واسطے یہ نسبت اور مخلوق کے اللہ تعالے کے نزدیک
فضل و کرامت ثابت کرتے تھے یہانتک کہ یہ دعوی کیا کہ ہم اسکے بیٹے و محبوب ہین پس اللہ تعالے نے ... اسکو رد کر دیا کہ قل
اے محمد کہدے ان جھوٹے لوگون سے اے میرے رسول محمد صلعم - فلم یعذبکم بذنوبکم - پھر کیون تم کو تمہارے
گناہون پر عذاب کرتا ہے اگر تم اسمین سچے ہو حالانکہ باپ اپنے بیٹے کو عذاب نہین کرتا اور نہ حبیب اپنے محبوب کو عقاب
کرتا ہے حالانکہ اسنے تمکو عذاب کیا کہ مسخ کر کے بندر و سور کر دیا تھا جو تڑپ تڑپ کر مر گئے پس ظاہر ہوا کہ تم بڑے جھوٹے ہو اور
امام رازی وغیرہ نے نکالا کہ اسمین رد یون بھی ہے کہ بیٹا بھی باپ کی جنس سے ہوتا ہے اس سے وہ امر صادر نہین ہوتا جو باپ سے صادر ہونا
محال ہو حالانکہ تم لوگ گناہ کرتے ہو یعنے گناہ تمپر ثابت ہے اور حبیب اپنے حبیب کو عذاب نہین کرتا حالانکہ تم معذب ہوتے ہو چنانچہ
... دیکھے گئے اور آخرت مین اقرار کرتے ہو کہ لن تمسنا النار الا ایاما معدودات - یعنے گنتی کے چند دن ہم کو دوزخ کی
... پس تم جھوٹے ہو یہ تمہارا دعوی خلاف ہے اور یہ برہان اہل فن کے نزدیک برہان الخلف کہلاتی ہے قال ابن کثیر رح

مشائخ صوفیہ مین سے ایک نے ایک فقیہ عالم سے پوچھا کہ قرآن مین کہان یہ پایا گیا کہ حبیب اپنے حبیب کو
جواب نہ دیا تب شیخ صوفی نے یہ آیت پڑھ دی شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ شیخ صوفی کا یہ استدلال اچھا ہوا اور ا
مین موجود ہی چنانچہ کہا کہ حدثنا ابن ابی عدی عن حمید عن انس رض کہا کہ آنحضرت صلعم چند صحابہ کے ساتھ جاتے تھے کہ ناگاہ را
کھیلتا تھا سو جب اُسکی ماں نے دیکھا کہ لوگ آتے ہین تو ڈری کہ کچل نجاوے تو تیز چال آئی اور کہتی جاتی کہ میرا لڑکا اور
لے لیا پس صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس عورت سے نہین ہو سکتا کہ اپنے فرزند کو آگ مین ڈالدے پس حضرت صلعم نے فرمایا کہ نہین
و اللہ کبھی اپنے حبیب کو آگ مین نہ ڈالیگا (تفرد بہ احمد) اور کتاب الزہد مین امام احمد نے حسن بصری رح سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا
ہرگز نہین عذاب کریگا اللہ تعالے اپنے محبوب بندے کو ولیکن کبھی اُسکو دنیا مین مبتلائے مصیبت کرتا ہی دیکھا حدیث مرسل اور مبارک ہی
کہ قولہ فلم یعذبکم ۔ ای فلم عذب من قبلکم منکم بذنوبہم فمسخہم قردۃ وخنازیر ۔ یعنے کیون تمھارے اگلون کو اس سبب سے عذاب کیا تھا کہ اُن سے گناہ صادر
ہوے پس اُنکو مسخ کرکے بندر و سور کر دیا یعنے تم لوگ تو سراسر ناپاک ہو تمھارے بعضے باپ دادے جنپر فخر کرتے ہو اُنکو بندر و سور کر دیا تھا
پس تم اس دعوی مین صریح جھوٹے ہو ۔ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ۔ بلکہ تم بھی بشر ہو منجملہ اُن بشر کے جنکو پیدا کیا ہی ف
سو بھلائی کی بات جیسے اُنکے لیے ویسی ہی تمھارے لیے اور بُرائی و عذاب جسطرح اُنپر ہوتا ہی ویسی ہی تمپر ہوتا ہی تم سب کا یکسان حال
ہی ۔ یَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ ۔ اللہ تعالے جسکو چاہتا ہی بخشتا ہی ۔ وَیُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ ۔ اور عذاب کرتا ہی جسکو عذاب دینا
چاہتا ہی ف اور تعالے مالک مختار ہی اُسپر کچھ اعتراض نہین ہی جو چاہے کرے اور جو کریگا اپنے مملوک مخلوق چیز مین ہی کسی کا
اجارہ نہین ۔ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا ۔ اور اللہ تعالے ہی کا ہی ملک آسمانون و زمین کا
و اُنکے بیچ کا ف یعنے تمام عالم اُسکا مملوک مخلوق ہی اُسکا کرم ہی کہ حکم دیدیا جو بندہ جیسا کرے ویسا پاوے ۔ وَاِلَیْهِ الْمَصِیْرُ ۔
اور اُسکی طرف لوٹ کر ٹھکانا ہو گا ف عرائس البیان مین ہی کہ قولہ وقالت الیہود والنصاری نحن ابناؤ اللہ واحباؤہ ۔ کافران یہود و
نصاری نے یہ سن لیا کہ اہل حقیقت ساحت کبریائی مین کشف مشاہدہ لقا سے پہونچے اور وجد قدم سے مست ہو کر مجلس اُنس مین حالت
انبساط مین بسبب بیہوشی کے مدعی قرب ہوے اور اُنس کی بیہوشی و حلاوت انبساط سے انوار اسرار کی فرزندی کا حرف زبان سے
نکالا پس یہود و نصاری نے اپنے اگلے لوگونکے کلام کو اپنی جہالت سے نہ سمجھا پس اللہ تعالے نے اُنکی ناک و گردن توڑ دی چنانچہ اپنے
پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم پر وحی سے حجت بھیجکر اُنکو مردود کیا بقولہ قل فلم یعذبکم بذنوبکم ۔ اسمین حق سبحانہ تعالے نے آگاہ فرمادیا کہ جو
بندہ معرفت و محبت سے راہ ازلی طے کر گیا وہ جسمانی امتحان سے نکل گیا قولہ تعالے بل انتم بشر ممن خلق یعنے او جھوٹ دعوی کرنیوالو
ایسا نہین جیسا کہ تم دعوی کرتے ہو تم اس مرتبہ کو نہین پہونچے ہو بلکہ اپنے نفس مین گرفتار مقام بشریت مین باقی پڑے ہو اور مقام
محبت اس شخص کے واسطے مسلم ہی جو ماسواے حق عز و جل سے پاک ہو گیا ہی قولہ تعالے یغفر لمن یشاء و یعذب من یشاء اشارہ ہی کہ اپنی
مقام مقدس مین امت محمد صلعم مین سے جس ولی کو چاہتا ہی پہونچاتا ہی اور اُسکی تقصیر پر کچھ پروا نہین فرماتا ہی اور اس مقام مقدس
کی خوشبو بھی دشمنون مین سے کسی کو نہین پہونچتی بعض نے کہا کہ بخشدینا محض فضل ہی اور عذاب کرنا عدل ہی
یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا یُبَیِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ
اے کتاب والو آیا ہی تم پاس رسول ہمارا بیان کرتا ہی واسطے تمھارے اوپر موقوف ہو جانے

Marfat.com

۳ع۸

...أَنْ تَقُولُوا مَا جَاءَنَا مِنْ بَشِيرٍ وَلَا نَذِيرٍ فَقَدْ جَاءَكُمْ بَشِيرٌ وَنَذِيرٌ وَاللَّهُ عَلَىٰ

...تم کہو کہ ہم پاس نہ آیا کوئی خوشی یا ڈر سنانے والا سو آچکا تمھارے پاس خوشی اور ڈر سنانے والا اور اللہ اوپر

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

ہر چیز کے قادر ہے

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ - یعنے اے یہود و نصاریٰ - قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا - تمھارے پاس بے شک ہمارا رسول خاتم النبیین آگیا یعنے محمد صلعم اور یہ قطعی دلیل ہے کہ آنحضرت صلعم کی بعثت کچھ عرب سے مخصوص نہ تھی بلکہ عام تھی چنانچہ یہود و نصاریٰ کیواسطے ثابت فرمایا ہے خلاف نبوت موسیٰؑ کے کہ مخصوص بنی اسرائیل تھی اور یہی حال نبوت عیسیٰؑ کا تھا پس محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو سب جہان کے واسطے عام بھیجا - يُبَيِّنُ لَكُمْ - جو تمھارے دین کے شرائع کو ظاہر کھلا ہوا بیان فرماتا ہے - عَلَىٰ فَتْرَةٍ - انقطاع - مِنَ الرُّسُلِ - یعنے محمد صلعم کا آنا اس موقع پر ہوا کہ رسولوں کی آمد کا انقطاع درمیان میں ہوگیا تھا - اذلم یکن بینہ وبین عیسیٰ رسول و مدۃ ذلک خمسمائۃ وتسع وستون سنۃ - کیونکہ آنحضرت صلعم و عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان میں کوئی رسول نہیں ہوا اور اس فترت کی مدت پانچ سو انہتر سال تھی اور فترۃ دراصل بمعنے سکون ہے یعنی رک جانا اور ٹھہر جانا اور ابوعلی فارسی رحمہ اللہ وغیرہ نے بمعنے انقطاع بیان کیا اور یہی مفسرؒ نے لیا ہے اور حاصل آنکہ آنحضرت صلعم کی بعثت سے پہلے ایک مدت تک رسولوں کا انقطاع ہوگیا تھا اور یہاں سے وہ قول رد ہوا جو سراج وغیرہ میں بعض سے منقول ہے کہ عیسیٰؑ و محمد صلعم کے درمیان چار انبیا ہوئے تین بنی اسرائیل سے اور ایک نام خالد بن سنان العبسی جزیرہ عرب سے اور یہ قول اسواسطے مردود ہے کہ ظاہر آیت سے صریح خلاف ہے اور نیز حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا - انا اولی الناس بابن مریم انہ لیس بینی وبینہ نبی - یعنے عیسیٰ بن مریم سے میری ولایت سب سے اقرب ہے کیونکہ میرے اور اُنکے بیچ میں کوئی پیغمبر نہیں ہوا (رواہ البخاری) پس یہ صریح ہے کہ آنحضرت صلعم اور عیسیٰ کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا بلکہ فترت و انقطاع کا زمانہ رہا اور اس مدت کے بیان میں اقوال مختلف ہیں چنانچہ سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ چھ سو برس کا فرق تھا (رواہ البخاری) اور قتادہؒ سے ہے کہ پانچسو ساٹھ برس کا زمانہ تھا اور مفسر سیوطیؒ نے ابن عباسؓ کی روایت لی کہ موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کے درمیان ایک ہزار نو سو برس کا فرق تھا مگر ان دونوں کے درمیان فترت و انقطاع نہ تھا کیونکہ درمیان میں ہزار نبی تو فقط بنی اسرائیل میں سے بھیجے گئے ماسوائے اُنکے جو اور نسل میں سے بھیجے گئے اور ولادت عیسیٰ و محمد صلعم کے درمیان پانچسو انہتر برس کا زمانہ تھا

قال المترجم ولادت عیسیٰ کا سال شمسی اسوقت ۱۸۸۷ء ہے اور ہجرت آنحضرت صلعم کا سال قمری ۱۳۰۴ھ ہے پس جسنے پانچ سو بیاسی برس کا فرق نکالا اُسنے خطا کی اسوجہ سے کہ شمسی و قمری سال میں تفاوت ہوتا ہے اور چونکہ بعض نے سال شمسی سے شمار کیا اور بعض نے قمری سے اور بعض نے درمیان ولادت عیسیٰ و محمد علیہما السلام کے اور بعض نے دونوں کے مبعوث ہونے کیوقت سے فرق نکالا اسوجہ سے روایات مختلف ہوگئیں اور میرے نزدیک سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی روایت بخاریؒ ارجح ہے اور اسمیں کوئی بڑا فائدہ متعلق نہیں لہذا تطویل کلام بیفائدہ ہے مقصود یہ کہ اوتعالے عزوجل نے محمد صلعم کو فترۃ الرسل وطموس سبل وتغیر ادیان وکثرۃ عبادۃ الاوثان والنیران و الصلبان کے وقت مبعوث فرمایا کہ نعمت اسوقت اتم اور حاجت اعم تھی کہ فساد وطغیان جمیع بلاد میں اور جہل و فساد عام عباد میں پھیل گیا سوائے چند بندوں کے جو اگلی شریعت پر ٹھیک قائم اور الشاذ کالمعدوم کے حکم میں تھے چنانچہ حدیث عیاض مجاشعیؓ میں ہے کہ نبی صلعم

Marfat.com

نے ایک روز ہمکو خطبہ سنایا اور خطبہ مین فرمایا کہ اور میرے پروردگار نے مجھے حکم دیا کہ تمکو سکھلاؤن جو تم نہین جانتے جو آج مجھکو
تعلیم فرمایا اللہ تعالے فرماتا ہی کہ ہر مال جو مین نے بندونکو عطا کیا وہ حلال ہی اور مین نے سب اپنے بندونکو حنفا پیدا
کیا پھر شیاطین اُنکے پاس آئے اور انکو اُنکے دین سے بھٹکایا اور جو مین نے اُنپر حلال کیا تھا وہ اُنپر حرام بنلایا اور انکو حکم کیا کہ
شرک کرین اُس چیز سے جسکے لیے مین نے کوئی حجت ظاہر نہین اُتاری پھر اللہ عزوجل نے اہل زمین کی طرف نظر فرمائی تو عرب و عجم سب
رکھا سوا ے چند بندون کے کہ بنی اسرائیل مین سے جو حق پر باقی تھے اور مجکو فرمایا کہ مین نے تجکو اسواسطے بھیجا کہ تجھے آزماؤن اور تیرے
سبب سے مبتلا کرون اور تجپر مین نے ایسی کتاب نازل فرمائی کہ پانی اُسکو نہین دھو سکیگا تو اُسکو سوتے اور جاگتے پڑھیگا اور اللہ تعالے نے
مجھے حکم دیا کہ قریش کو اللہ تعالے کا پیغام پہونچاؤن تو مین نے عرض کیا کہ ای میرے پروردگار وہ تو میرا سر کچلکر روٹی کی طرح ٹکڑا کرینگے فرمایا کہ تو
اُنکو نکال باہر کر جیسے انھون نے تجھے نکالا اور اُنپر جہاد کر اور اُنپر مال خرچ کر کہ عنقریب تجکو مال دیا جائیگا اور تو ایک لشکر روانہ کر ہم ایسے
پانچ گونہ برابر بھیجینگے اور جنھون نے تیری فرمانبرداری کی اُنکو لیکر ایسے لوگون سے جنھون نے تیری نافرمانی کی ہی جہاد کر اور جنتی بندے
تین قسم کے ہین ایک حاکم عادل موفق متصدق اور دوم مرد رحیم دل رقیق القلب ہر مسلمان قرابت دار کے واسطے سوم مرد عفیف فقیر عیالدار
اور دوزخی بندے پانچ قسم ہین ایک وہ ضعیف جسکا کچھ دین نہین دوم وہ جو تم مین تابع ہین نہ اہل چاہتے ہین اور نہ مال سوم خائن کہ نہین
ظاہر ہوتی اُسکے لیے کوئی طمع اگرچہ خفیف ہو مگر آنکہ اُسکی خیانت کرتا ہی یعنے شہوات حقیر کے پیچھے شریعت سے منحرف ہوتا ہی چہارم وہ
مرد کہ نہین صبح کرتا اور نہ شام مگر آنکہ تیرے اہل و مال سے تجکو فریب دیتا ہی اور حضرت صلعم نے بخیل و جھوٹے فاحش کا بیان کیا
(رواہ احمد و مسلم والنسائی) الحاصل اہل کتاب کو نصیحت کی کہ ہم نے تمھارے پاس بعد زمانہ فترت کے جب دین سب مٹ گئے تھے اپنا رسول
برحق بھیجدیا ۔ اَن ۔ لا ۔ تقولوا ۔ تاکہ جب تم عذاب کیے جانے لگو تو یون نہ کہو کہ ۔ مَا جَآءَنَا مِنۡ بَشِيۡرٍ
وَّلَا نَذِيۡرٍ ۔ ہمارے پاس تو نہین آیا کوئی خوشی سنانے والا اور نہ ڈر سنانے والا ۔ ف ۔ اور واضح ہو کہ فترت کے بعد
بندون کو ظاہر مین ایک عذر تھا کہ ای پروردگار تیری عبادت واجبی ہی ولیکن ہم طریقہ عبادت کا نہین جانتے تھے بسبب فترۃ الرسل کے کہ
خلط و خبط ہو گیا تھا اور بدون رسول کے زمانہ دراز گذر گیا تھا پس حضرت صلعم کو بھیجا ۔ ہذا حاصل ما قالہ الرازی فی الکبیر ۔ اور بقاعی
نے کہا کہ قولہ یبین لکم ۔ مین صیغہ مضارع سے تعبیر فرمانے مین شاید اشارہ ہی کہ آنحضرت صلعم کا دین و بیان اگرچہ زمانہ دراز گذر جاوے
کبھی منقطع نہوگا اسوجہ سے کہ اللہ تعالے نے کلام مجید کو معجزہ باقی کر دیا اور بقولہ و انا لہ لحافظون سے حفاظت فرمائی ہی پس برابر اس امت مین
اللہ تعالے اپنے کرم سے کسی ایسے عالم کو پیدا کریگا جو اسی کتاب عزیز معجز قائم کے ساتھ لوگونکو اس بیان معجز نظام کیطرف بلاویگا اور برابر
یہی ہوتا رہیگا پس کسی نبی کی حاجت نہوگی جو دین کو تازہ کرے سواے فتنہ دجال و یاجوج و ماجوج کے کہ عالموں کو اُسکے دفع کی طاقت نہوگی
(انتہت ترجمۃ کلامہ) اور حدیث مین بھی یہ مضمون ہی کہ ہر صدی مین اس دین کا ایک مجدد عالم ہوگا اور مترجم کہتا ہی کہ یہین سے بعض کا بر نے استنباط
کیا کہ علماء ہذہ الامۃ کانبیاء بنی اسرائیل ۔ اس امت کے عالم لوگ مانند بنی اسرائیل کے انبیا علیہم السلام کے ہین یعنے جیسے بنی اسرائیل مین
نبی آتے اور دین کو تازہ کرتے تھے اسیطرح اس امت مرحومہ مین یہ امر اس امت کے عالمون سے پورا ہوگا اور یہ معنی اسی استنباط صحیح کے ہین
عوام مین یہ کلام ایک حدیث مشہور ہو گیا اور اسکے اور ہی معنے لینے لگے اور بات یہی ہی جو مترجم نے بیان کی واللہ اعلم
بالجملہ اللہ تعالے نے بندون کے اوپر ظاہری حجت بھی پوری کردی پھر فرمایا ۔ فَقَدۡ جَآءَكُمۡ بَشِيۡرٌ وَّنَذِيۡرٌ

...اب تمہارے لیے کوئی عذر نہیں رہا یعنے لگتا ہوا عذر اگرچہ لنگڑا ہی سہی کچھ نہ رہا۔ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ
...اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے ومنہ تعذیبکم ان لم تتبعوہ۔ اور منجملہ ہر شے کے ہے کہ تمکو عذاب دیگا اگر تم اس رسول
...کی پیروی نہ کروگے اور منجملہ ہر شے کے یہ ہے کہ چاہے رسولوں کو تترا یعنے ایک بعد دوسرے کے آگے پیچھے بھیجے جیسے موسیٰ علیہ السلام
...چاہے علی فترۃ بھیجے جیسے عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ہوا اور شیخ ابن کثیرؒ نے قولہ واللہ علی کل شئی قدیر۔ مین قول شیخ ابن جریر
...تعالیٰ کا نقل کیا کہ اسکے معنے یہ کہ او تعالیٰ بندہ نافرمان کے عذاب دینے پر اور بندہ فرمانبردار کے ثواب دینے پر قادر ہے واللہ اعلم

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ
اور جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم کو اے قوم یاد کرو احسان اللہ کا اپنے اوپر جب پیدا کیے تم مین نبی

وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ۖ وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۞ يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ
اور کردیا تمکو بادشاہ اور دیا تم کو جو نہین دیا کسیکو جہان مین اے قوم داخل ہو زمین

الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ۞
پاک مین جو لکھدی ہے اللہ نے تم کو اور الٹے نہ جاؤ اپنی پیٹھ پر پھر جا پڑوگے نقصان مین

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ ۖ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ فَاِنْ
بولے اے موسے وہان ایک لوگ ہین زبردست اور ہم ہرگز وہان نجاوینگے جبتک وہ نکل جاوین وہان سے پھر اگر

يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ۞ قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوْا
وہ نکلین وہان سے تو ہم داخل ہونگے کہا دو مرد نے ڈرنے والوں مین سے خدا کی نوازش تھی ان دو پر پیٹھ جاؤ

عَلَيْهِمُ الْبَابَ ۚ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ ۚ۬ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ
ان پر حملہ کرکر دروازے مین پھر جس تم اسمین پیٹھو تو تم غالب ہو اور اللہ پر بھروسہ کرو اگر

مُّؤْمِنِيْنَ ۞ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ
یقین رکھتے ہو بولے اے موسے ہم ہرگز نجاوین ساری عمر جب تک وہ رہینگے اسمین سو تو جا اور تیرا

وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ۞ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِيْ وَاَخِيْ
رب دونوں لڑو ہم یہان ہی بیٹھے ہین بولا اے رب میرے اختیار مین نہین مگر میری جان اور میرا بھائی

فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ۞ قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ
سو تو فرق کر ہم مین اور بے حکم قوم مین کہا تو وہ انپے بند ہوے چالیس

سَنَةً ۚ يَتِيْهُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۭ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ۞
برس سر مارتے پھرینگے ملک مین سو تو افسوس نہ کر بے حکم لوگون پر

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ تعلق ظرف کا بفعل محذوف ہے یعنے واذکر اذ قال۔ اور ذکر کر جبکہ کہا موسے نے اپنی قوم سے
...بعد يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ

اے قوم یاد کرو اپنے اوپر اللہ تعالے کی نعمتون کو جبکہ تم مین انبیا بنا دیے ت یہ یاد دہانی [illegible] تمہارے
تمھین مین سے یہ انبیا بنائے گئے یہ نکہ یہ تمام نعمت ہے ورنہ کسی قوم مین اور قوم کا نبی ہونا بھی [illegible] احسان [illegible]
تو نعمت زیادہ ہوگئی جیسے عرب کو عجم پر بوجود باجود حضرت صلعم فضیلت ہے اور معنے قولہ اذ جعل فیکم انبیاء [illegible] حضرت
وقت سے حضرت موسٰے تک اُسوقت ظاہر تھے اور مابعد مین بشارت تھی چنانچہ حضرت عیسیٰ تک برابر یہ دستور [illegible]
ہوا تو د [illegible] قائم ہوا بلکہ بسا اوقات مختلف قبائل مین سے ہر ایک کے واسطے ایک ایک نبی یا زیادہ ہوتے [illegible]
صدہا ہوجاتی تھی یہانتک کہ حضرت عیسیٰ پر انبیاء بنی اسرائیل کا خاتمہ ہوا پھر بعد فترت کے ایک زمانہ الگ کرکے آنحضرت صلعم [illegible]
انبیا و رسولون کا خاتم علی الاطلاق مبعوث فرمایا اور آپ اپنے اگلون سب سے ہر ایک سے اشرف تھے کما ذکرہ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے
وَّجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا - اور تمکو ملوک بنایا ت اور مفسر نے ملوک کی تفسیر خدم وحشم والے بیان کی اور قتادہؓ سے مروی ہے کہ پہلے
پہل انھین لوگون کو خادم ملے ورنہ انبیا پہلے خادم والے نہین ہوتے تھے اور ابن ابی حاتمؒ نے ابو سعید خدریؓ سے مرفوعًا روایت کی کہ
بنی اسرائیل مین جب کسی پاس کوئی باندی غلام اور جورو اور گھوڑا ہوتا تو وہ ملک لکھا جاتا تھا اور ابن عباسؓ سے بھی مانند اسکے مروی ہے
اور بجاے جورو کے مکان مذکور ہے پس حاصل معنے یہ ہوے کہ اوتعالے نے تمپر یہ احسان کیا کہ تمکو خدم اور حشم والا کر دیا اور بعض نے کہا یعنے
تمکو تمھاری ذات کا مالک مختار کر دیا بعد ازانکہ تم فرعون کی غلامی مین ذلیل پڑے تھے اور بعض نے کہا کہ بقرینہ اذ جعل فیکم انبیاء کے یہان
بھی تقدیر کلام یون ہے کہ وجعلکم فیکم ملوکا اور تم مین ملوک بادشاہ بنائے پس فیکم ظرف بسبب ظہور قرینہ مذکور کے اور بغرض اشعار کے
انمین بادشاہ ہونا اقوام غیر پر قومی فخر ہے کہ ہم وہ خاندان ہین کہ ہماری بادشاہت ہے اور بادشاہ حقیقی معروف معنی مراد ہین اور یہی ظاہر ہے
بعد ختم نبوت کے فافہم اور بعض نے یہان سوال وارد کیا کہ اگر کہا جاوے کہ غیر لوگ بھی ملوک کیے گئے جیسے بنی اسرائیل کیے گئے پھر جوابدیا
کہ انمین ملوک بہت ہوے یہ وجہ احسان رکھنے کی ہے مترجم کہتا ہے کہ سوال ہی مہمل ہے اسواسطے کہ بادشاہت ایک فضل ہے جس قوم مین
اللہ تعالے نے دیدیا سب پر احسان ہے لہذا غیرون پر بھی یہ احسان موجود ہے ہان کمال نعمت یہ ہے کہ بادشاہ ایماندار عادل ہو اور یہ بھی بنی
اسرائیل مین واقع ہوا فتامل - وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ - اور دیا تمکو وہ کچھ کہ نہین دیا کسی کو عالمین مین سے
بعض مفسرین نے اس مبہم کی تفسیر مین کہا کہ یہ من وسلوی تھا اور سمندر کا پارہ پارہ ہونا اور اسی کے مانند دیگر نعمتین پس عالمین سے مراد اگلے
پچھلے سب عالم ہین اور مفسرؒ نے بنظر ظاہر کلام اسی کو مرجح سمجھا مگر شیخ ابن کثیر وغیرہ نے اسکو بصیغہ تمریض ایک قول قرار دیا اور
اسمین شک نہین کہ اسمین ایک علت ظاہر یہ موجود ہے کہ اوتعالے نے اسکو بزبان موسی علیہ السلام نقل کیا اور وہ بظاہر اسی وقت
و زمانہ تک کیواسطے مخصوص معلوم بیان فرمادین علاوہ برین بالاجماع مابعد خصوص اس امت مرحومہ کو اگرچہ یہی چیزین نہین دی
گئین جس سے یہ تو صادق ہوا کہ عالمین مین سے کسیکو نہین دی گئین ولیکن اس سے افضل دی گئین تو سوق کلام جس امتنان کیواسطے
ہے وہ جاتا رہتا ہے اسواسطے کہ بادشاہ کے پہلو مین وزیر سے یہ کہنا زیبا نہین کہ تجکو وہ کچھ ملا کہ عالمین مین سے کسی کو نہین [illegible]
مرجح وہ ہے جو مجاہدؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ قولہ من العالمین ای الذین بین ظہرانیہم یومئذ - یعنے عالمین سے [illegible]
جو بنی اسرائیل کے وقت تک گذشتہ وسامنے موجود تھے (رواہ الحاکم وصححہ) پھر اس احسان و امتنان الہی کو یاد دلا کر [illegible]
يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ - اے قوم تم اس [illegible]

Marfat.com

...مقدسہ یعنی اس پاک زمین مین داخل ہو جسمین داخل ہونے کا حکم دیا ہے اور وہ زمین شام تھی پس مطلب کتب اللہ ... اللہ تعالے نے اسمین داخل ہونے کا حکم دیا اور یہ سدیؒ سے مروی ہے اور قتادہؒ نے فرمایا یعنے تم پر فرض کر دیا مانند ... ہے اور ابن کثیرؒ نے لکھا کہ یعنے تمھارے باپ حضرت یعقوبؑ کی زبان پر یہ زمین تمھاری میراث ہونیکا وعدہ دیدیا اور لوح ... میں مقدر کیا کہ تمھاری ہوگی جو تم میں سے ایمان لاوین اور یہ قول اچھا و زیادہ چسپان ہے پھر زمین مقدس کی تفسیر مین مختلف اقوال ہین ... قول قتادہؒ ہے کہ وہ تمام ملک شام ہے اور احادیث صحیحہ مین ملک شام کے فضائل زیادہ مروی ہین اور توریت مین یہ بھی ہے ... قیامت امت محمدی وہین ہوگی اور صحیح ہوا ہے کہ وہ برابر اہل اسلام کے قبضہ مین رہیگا واللہ اعلم پس موسےٰ نے بنی اسرائیل کو اس زمین مقدس مین داخل ہونے کا حکم دیا اور فرمایا۔ **وَلَا تَرْتَدُّوا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ**۔ اور مت لوٹ پڑنا اپنی پیچھونڈی ف والحاصل لا تنہزموا خوف العدو۔ حاصل آنکہ دشمن کے خوف سے پیٹھ نہ پھیرنا۔ بات یہ تھی کہ اس زمانہ مین ملک شام مین عمالقہ بقیہ قوم عاد بڑے زبردست زور آور لوگ قابض وساکن تھے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو اُنکے مقابلہ مین پائداری کی تاکید کی اور فتح و ظفر کا وعدہ دیا اور تنبیہ کی کہ اپنے وہم پر خوفناک ہوکر ست بھاگنا۔ **فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ**۔ یعنے اگر بھاگو گے تو انجام یہ ہوگا کہ اپنی کوشش مین خوار ہو جاؤ گے ف پھر جب بحکم الٰہی عزوجل موسیٰ علیہ السلام اس نصائح و وعظ سے بنی اسرائیل کو جہاد پر آمادہ کر کے ایک بڑا لشکر لیکر روانہ ہوئے اور حدود شام مین قریب شہر اریحا کے اُترے تو اس لشکر مین سے بارہ آدمی وہی جنکو اللہ تعالے نے نقیب فرمایا ہے روانہ کیے تاکہ قوم عمالقہ کی خبر لاوین وہ چلے اور پہونچے تو اُنکو ایک مرد عمالقہ مین سے جوان تنومند قوی ہیکل بڑا لنبا چوڑا ہولناک ملا اور اُسنے ان سب کو اپنی چادر مین باندھکر اپنے اوپر لادا اور شہر مین لاکر اپنی قوم والون کو جمع کیا انھون نے پوچھا کہ تم کون ہو ان نقبانے جواب دیا کہ ہم موسےٰ کے جاسوس ہین تو عمالقہ جبارین نے اُنکو ایک انگور دیا جو ایک مرد کیواسطے کافی تھا پھر اُنکو چھوڑ دیا اور کہا کہ جاکر اپنی قوم کو خبر کرو کہ اُنکے انگور کی یہ مقدار ہے کذا رواہ ابن ابی حاتم من طریق علی بن ابی طلحہ عن ابن عباسؓ پھر ان نقبانے عہد کیا کہ اس حال سے فقط موسیٰؑ کو آگاہ کرین ورنہ قوم بددل ہوگی لیکن آخر مین سوائے دو کے دس نے عہد توڑا اور قوم کو آگاہ کیا تو قوم نے موسیٰؑ کو انکاری جواب دیا چنانچہ اللہ تعالے نے ذکر فرمایا۔ **قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ**۔ قوم نے کہا اے موسیٰؑ اس زمین مین قوم جبارین ہین ف یعنے جبار عمالقہ جو بچے ہوئے قوم عاد کے دراز قد بڑی قوت ور تھے اور یحییٰ بن عبد الرحمن سے روایت ہے کہ مین نے انس بن مالکؓ کو دیکھا کہ عصا لیکر نہین جانتا کہ کس قدر ناپا مگر زمین مین پچاس یا پچپن عصا کا اندازہ کیا اور فرمایا کہ عمالقہ کے قدونکی لنبائی ایسی تھی (رواہ ابن ابی حاتم) انھین جبارین کا حال سنکر بنی اسرائیل ڈر گئے اور کہا۔ **وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا**۔ اور ہم ہرگز نہین داخل ہونگے اس زمین مین یہانتک کہ یہ لوگ زمین سے نکل جاوین ف شاید غرض یہ تھی کہ حضرت موسیٰؑ کی دعا وغیرہ سے یہ لوگ نکل جاوین۔ **فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ**۔ پھر اگر وہ لوگ اسمین سے نکل جاوین تو ہم داخل ہونگے ف یعنے اس زمین مین داخل ہونیکا حکم دیا جاتا ہے ان لوگون کو نکال دیا جاوے تو ہم داخل ہونگے ورنہ ہمسے اس حکم کی تعمیل نہین ہو سکتی ہے جب بنی اسرائیل نے یہ جواب دیا تو **قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ**۔ ان لوگون سے کہا دو مردون نے منجملہ ان لوگون کے جو خوف کرتے تھے اللہ تعالیٰ کے حکم سے برخلاف ... ف اور یہ دونون مرد حضرت یوشع و کالب تھے منجملہ بارہ نقبا کے جنکو حضرت موسیٰؑ نے جبارین کا حال دریافت کرنے کو

بہیا تھا اور ان دونوں کا حال یہ تھا کہ۔ اَنۡعَمَ اللّٰهُ عَلَيۡهِمَا۔ ان دونوں پر اللہ تعالے نے انعام فرمایا [illegible]
سے معصوم کر دیا تھا چنانچہ یہ حضرت موسیٰ کے یہی نبی ہوے پس انھین دونوں نے تو جو کچھ جبارین کے حال [illegible]
چھپایا فقط موسیٰ سے بیان کیا برخلاف باقی نقبا کے کہ انھون نے عمالقہ کے زبردست و نہایت قوی ہونے کا [illegible]
تھا فاش کر دیا کہ بنی اسرائیل پر نامردی چھا گئی بالجملہ ان دونوں بندون نے جو خوف خدا رکھتے اور اللہ تعالے [illegible]
تھے بنی اسرائیل سے کہا کہ۔ اُدۡخُلُوۡا عَلَيۡهِمُ الۡبَابَ۔ اے بنی اسرائیل تم عمالقہ پر دروازے سے [illegible]
دروازے سے انپر گھس چلو اور انکی ظاہری صورت سے مت ڈرو کیونکہ وہ بیدل کے جسم ہین فَاِذَا دَخَلۡتُمُوۡهُ فَاِنَّكُمۡ
غٰلِبُوۡنَ۔ سو جب تم انپر گھس پڑے تو تم ہی غالب ہو گے ف یہ بات کہ تمہین غالب ہونگے ان دونوں نے بوجہ اسکے کہی کہ انکو
اللہ تعالے کی مدد و نصرت اور وعدہ پورا کر دینے پر یقین تھا پس انھون نے اٹکل سے یا عوام کیطرح بات نہین کہی تھی بلکہ ایمان و یقین
کی بات تھی۔ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوۡۤا اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ۔ اور ان دونوں نے بنی اسرائیل کو کہا کہ اللہ تعالے ہی پر
تم لوگ بھروسا کرو اگر تم ایمان والے ہوت یعنے جب اللہ تعالے نے فتح و نصرت کا وعدہ فرمایا تو ایماندار کو یقین کامل چاہیے پس جب
تم ایماندار ہو تو اللہ تعالے ہی پر بھروسا کر کے چلو گھسو اور لڑو۔ یہ بات حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عین مرضی تھی اسیواسطے بنی اسرائیل نے
حضرت موسیٰ کو جواب دیا۔ قَالُوۡا يٰمُوۡسٰۤى اِنَّا لَنۡ نَّدۡخُلَهَاۤ اَبَدًا مَّا دَامُوۡا فِيۡهَا۔ یعنے بنو اسرائیل کہنے لگے
کہ اے موسیٰ ہم ہرگز نہین داخل ہونگے کبھی جب تک جبارہ لوگ اسمین موجود ہین۔ فَاذۡهَبۡ اَنۡتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ
سو تو جا اور تیرا رب ورجا کر دونوں لڑو ان عمالقہ سے۔ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوۡنَ ہم یہین بیٹھے ہین ف بنی اسرائیل نے سخت
بے تمیزی و بے ادبی کا جواب دیا اور جو انکی اصلی جبلت تھی کہ ظاہری صورت و حواس کو انہین بہت وقعت ہوتی تھی اسی کے ظہور کیا
پس عمالقہ کے ظاہری ہیبت ڈیل ڈول سے نہایت ہراسان ہوے اور ایسا بیہودہ جواب دیا اور جہاد سے پھرے اور اپنے رسول علیہ السلام
سے صریح مخالفت کی اور بیان کیا جاتا ہی کہ انکی طرف سے یہ بڑی سخت بات دیکھکر خوفناک ہو کر حضرت موسیٰ و ہارون نے جناب باری تعالی
مین سجدہ کیا اور نقل کیا گیا کہ یوشع بن نون و کالب بن یوقنا نے اپنی قوم کو بہت ملامت کی مگر کچھ اثر نہوا بلکہ کہا گیا کہ بنو اسرائیل نے دونوں کے
بہت پتھر وغیرہ مارے واللہ اعلم۔ اور کمال و بے انتہا حمد و ثنا ہی اس پاک پروردگار کو کہ اسنے حضرت محمد صلعم کی قوم کو پاک جبلت پیدا
کیا اور ایسی نا پاک بات سے بیزار فرمایا چنانچہ دیکھو بدر کے روز جب مشرکین و سرداران قریش قریب ایکہزار کے تمام خود و سامان و زرہ و ہتیار
و نیزہ و سپر و جوشن سے درست نزدیک آئے اور حضرت محمد صلعم نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے جو تین سو تیرہ آدمی شکستہ حال بے سامان تھے
مشورہ لیا تو اول ابوبکرؓ نے اچھا جواب دیا پھر آنحضرت صلعم نے پوچھا کہ اے لوگو مشورہ دو اور آپ انصار رضی اللہ عنہم کی طرف کنایہ کرتے تھے
کیونکہ وہی لوگ اسوقت زیادہ تھے تو سعد بن معاذ نے جو انصاری نقیبوں مین سے تھے عرض کیا کہ شاید آپ ہم لوگوں کی طرف اشارہ کرتے ہین
تو قسم ہی اس ذات پاک کی جسنے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہی کہ اگر آپ ہمکو اس سمندر پر پیش کرین اور آپ اسمین گھسین تو ہم بھی گھس
پڑینگے ہم مین سے کوئی ایک بھی نہین پچھڑیگا اور یہ بات ہمکو بری نہین لگتی کہ آپ ہمکو لیکر ہمارے دشمن سے بھڑین ہمکو آپ لڑائی مین صابر
و صادق پاوینگے امید ہی کہ اللہ تعالے آپکو ہم سے ایسی بات دکھلاوے کہ جس سے آپکی آنکھین ٹھنڈی ہون پس آپ ہمکو اللہ تعالے کی برکت
کے ساتھ لے چلین آنحضرت صلعم سعدؓ کے اس کلام سے بہت خوش ہوے اور حضرت انسؓ سے روایت ہی کہ حضرت [illegible]

Marfat.com

[illegible] دیا پھر آپ نے مشورہ مانگا تو انصار کے سرداروں نے اپنی قوم سے کہا کہ اے گروہ انصار تم
[illegible] ہم سے مطلب ہو کہ ہم اسوقت آنحضرت صلعم سے ایسے نہین کہینگے جو بنو اسرائیل نے موسیٰ
[illegible] اذہب انت وربک فقاتلا انا ہہنا قاعدون - بلکہ یون کہینگے کہ اذہب انت وربک فقاتلا انا معکما مقاتلون - بلکہ ہم بھی
[illegible] ہوکر دشمنون سے لڑینگے (رواہ ابن مردویہ) اور طارق بن شہاب سے مروی ہو کہ مقداد بن عمرو الکندی نے مشورہ کے وقت
[illegible] جواب دیا تھا کما رواہ احمد وقد رواہ عن عبد اللہ بن مسعود ایضا وقد رواہ البخاری فی المغازی والتفسیر ایس اللہ تعالیٰ
[illegible] مرضیہ ہو کہ اس امت مرحومہ کا یہ سجیہ پیدا کیا برخلاف بنو اسرائیل کے کہ اپنے نبی علیہ السلام کی تصدیق سے پھسل گئے اور
[illegible] کے پابند ہوے جبکہ عمالقہ کے ڈیل و ڈول کو مہیب دیکھا اور واضح رہے کہ یہان بنی اسرائیل وغیرہ کی دروغ بنائی ہوئی جھوٹی باتین بہتیر
[illegible] والون نے بدون تنقید و تحقیق کے اپنی اپنی تفاسیر مین لکھدین چنانچہ لکھا کہ ان عمالقہ مین عوج تھا اور وہ عنق کا بیٹا تھا جو آدم علیہ السلام کی
بیٹی تھی اور تین ہزار و چار ہزار گز کے درمیان لنبا اسکا قد تھا اور عوج کی درازی تو بے تعداد تھی اور موسیٰ نے اُسکو عصا سے قتل کیا شیخ
ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ یہ ایسی باتین ہین کہ جنکے نقل کرنے سے شرم آتی ہو اور سراسر خلاف اُس حدیث کے ہو جو صحیحین مین ثابت ہو چنانچہ اسمین
ہو کہ قد آدم ساٹھ گز کا تھا اور روز بروز مخلوق کے قد و جسم مین کمی آتی گئی ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ یہ لوگ بیان کرتے ہین کہ وہ کافر ولد الزنا تھا اور
کشتی نوح مین جانے سے انکار کیا اور طوفان اُسکے گھٹنون تک نہ پہونچا یہ سب جھوٹ و افترا ہو اور اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کی بددعا
نقل فرمائی کہ رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا - اور فرمایا - وانجیناہ ومن معہ فی الفلک المشحون ثم اغرقنا بعد الباقین - یعنے اور ہمنے
نے نوح کو مع کشتی والون کے نجات دی اور بعد کو باقیون کو غرق کردیا اور فرمایا - لا عاصم الیوم من امر اللہ الا من رحم - یعنے حسپر اللہ تعالیٰ
کا رحم ہو اسکے سواے آج کوئی بچنے والا نہین ہو پھر جب نوح کا بیٹا جو کافر تھا غرق ہوا تو عوج بن عنق کافر و ولد الزنا کیسے بچ سکتا ہو یہ
بیہودہ باتین ہین کہ شرع و عقل کوئی اُسکو جائز نہین رکھتی ہو فافہم بالجملہ بہت سے ایسی ہی جھوٹی باتین لوگون نے داخل دفتر کرلی ہین
کہان تک اُنکے دفعیہ مین کوئی کوشش کرے اور کلام کو بڑھاوے ہان اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو لا یعنی باتون سے بچاوے اور اُنکو کلام
خدا و رسول کے معانی کا شوق دلاوے جو اُنکے کام آوے اب تفسیر کیطرف رجوع ہو جب بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ کو یہ جواب دیا اور
ملک مصر کی طرف پھر جانے کا قصد کیا تو موسیٰ ملول ہوے اور جناب باری مین عرض کیا - قَالَ - موسیٰ حینئذ - یعنے موسیٰ نے اسدم کہا
کہ رَبِّ اِنِّي لَآ اَمۡلِكُ اِلَّا نَفۡسِيۡ وَ - الا - اَخِيۡ - ولا املک غیرہما فاجبرہم علی الطاعۃ - اے پروردگار میرے مین نہین مالک
ہون الا اپنی جان کا اور الا اپنے بھائی کا اور ان دونون کے سواے دوسرون کا مالک نہین ہون کہ انکو فرمانبرداری پر مجبور کرلون -
فَافۡرُقۡ - ای فافصل - بَيۡنَنَا وَبَيۡنَ الۡقَوۡمِ الۡفٰسِقِيۡنَ - پس تو فیصلہ کردے ہمارے اور قوم فاسق کے درمیان مین -
[illegible] ہین اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو وحی کی - قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيۡهِمۡ اَرۡبَعِيۡنَ سَنَةً - یعنے فرمایا کہ زمین مقدس مین
[illegible] ہونا انپر چالیس برس تک حرام کیا گیا درحالیکہ - يَتِيۡهُوۡنَ فِي الۡاَرۡضِ - متحیر پھرینگے اس زمین مین جہان پڑے ہین ف
[illegible] نو فرسخ تھی جیسا کہ ابن عباسؓ نے فرمایا ہو حاصل آنکہ یہ لوگ مصر کو واپس نہین جا سکتے ہین اور متحیر پھرنا اور پھنسے رہنا انپر عذاب
[illegible] تَاۡسَ - ای فلا تحزن - عَلَى الۡقَوۡمِ الۡفٰسِقِيۡنَ - پس تو فاسقون پر غمناک مت ہو جیوف روی انہم کانوا
[illegible] اللیل جادین فاذا اصبحوا اذا ہم فی الموضع الذی ابتدؤا منہ ویسیرون النہار کذلک حتی انقرضوا کلہم الا من بلغ العشرین

قیل وکانوا ستمائة الف - مراد یہ ہے کہ یہ لوگ رات مین کوشش سے قصد کر کے چلتے پھر جب صبح ہوتی تو اپنے [illegible]
کیا تھا اور دن مین اسی طرح چلتے اور یہی انجام شام کو ہوتا اُنکو کہین قرار نہ تھا متحیر پھرتے تھے [illegible]
پس ان سب کا یہی حال تھا اور اُس بیابان مین من و سلوی اُترنا و ابر کا سایہ ہونا اور کپڑے پر انے [illegible]
بضرب عصاے موسیٰ جاری ہونا وغیرہ عجیب عجیب خوارق عادات ظاہر ہوے جو اُنکے حواس [illegible]
زمانہ کے فرقۂ نیچر اسی بلا مین گرفتار ہین اور راہ نہین پاتے ہین اور نہین سمجھتے کہ او تعالےٰ قادر مختار ہے [illegible]
اپنا کام دیتی ہے جیسے نمرود کی آگ حضرت ابراہیم کے حق مین گلزار تھی پس او تعالےٰ کی قدرت تمام مخلوقات [illegible]
جاری ہے اور یہ بات کھلی ظاہر ہے بہرحال یہ لوگ اس جنگل مین اسی طرح حیران پھرے آخر سب کے سب فنا ہو گئے [illegible]
جو بیس برس کی عمر کو نہ پہونچے تھے اور بیان کیا گیا ہے کہ یہ لشکر بنی اسرائیل کا چھ لاکھ آدمی تھے اور بعض نے کہا [illegible]
تھے اور باقی سب جنھون نے کہا تھا کہ انا لن ندخلها ابدا - انہین سے کوئی نہین بچا اسی سے بعض مفسرین نے کہا کہ قولہ فانها محرمة علیهم
پر وقف تام ہے یعنے زمین مقدس مین داخل ہونا ان سب پر دائمی حرام کیا گیا - پھر اگر کہا جاوے کہ اوپر ذکر آیا کہ ادخلوا الارض المقدسة التی
کتب الله لکم - حالانکہ یہان محرمة علیهم سے انپر ہمیشہ کے لیے حرام ہو گئی کہ مر گئے اور داخل نہوے - تو جواب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اہل طاعت
بنی اسرائیل کے واسطے لکھی تھی اسمین خصوصیت اُنھین لوگونکی نہ تھی جنکو وعظ فرمایا تھا یہانتک کہ اُنکی ذریات اس چالیس برس کی
مدت کے بعد آخر وہان داخل ہوئی - اور اکثر مفسرین کے نزدیک قولہ فانها محرمة علیهم اربعین سنة - پر وقف ہے اور قولہ یتیهون فی الارض
حال ہے پھر مفسرین نے لکھا - ومات هارون وموسی علیهما السلام فی التیه وکان رحمة لهما وعذابا لاولئک وسال موسی ربه عند موته ان یدنیه
من الارض المقدسة رمیة بحجر فادناه کما فی الحدیث - یعنے ہارون و موسیٰ نے اسی جنگل مین وفات پائی اور گرفتاری اُن دونون کے حق مین
رحمت تھی اور بنی اسرائیل کی قوم کے حق مین عذاب تھی - اور موسیٰ نے اپنی موت کے وقت پروردگار سے سوال کیا کہ مجھے زمین مقدسہ سے
اسقدر نزدیک فرماوے کہ پتھر پھینکا جاوے تو وہان گرے پس اللہ تعالےٰ نے اسیقدر نزدیک کر دیا جیسا کہ حدیث صحیح مین ہے قال
المترجم اسمین اختلاف ہے کہ آیا موسیٰ و ہارون علیهما السلام بنی اسرائیل کے ساتھ اس جنگل مین تھے یا نہین تھے تو صحیح یہ ہے کہ تھے پھر آیا وہ بھی
نہین نکل سکتے تھے یا نکل سکتے تھے پس اسکو اللہ تعالےٰ جانتا ہے اور صحیح یہ کہ نکل سکتے تھے ولیکن ان دونون کو وہان ہونا اُنکے واسطے رحمت
تھا اور قوم بنی اسرائیل پر جنھون نے نافرمانی کی تھی اُنپر عذاب تھا پھر ہارون علیہ السلام نے پہلے وفات پائی پھر موسیٰ علیہ السلام نے جس ترتیب سے
مفسرین نے ذکر کرنے مین اشارہ کیا ہے صحیح بخاری کی حدیث مین قصہ وفات موسیٰ طول کے ساتھ مذکور ہے اور اسمین نشان قبر حضرت موسیٰ
قریب بیت المقدس کے تودۂ ریگ احمر پاس مروی ہے اور حدیث معراج مین رسول اللہ صلعم نے موسیٰ کو اپنی قبر مین نماز پڑھتے دیکھا تھا
پھر مفسرین نے لکھا کہ ونبی یوشع بعد الاربعین وامر بقتال الجبارین فسار بمن بقی معه وقاتلهم وکان یوم الجمعة ووقفت له الشمس ساعة حتی فرغ
من قتالهم وروی احمد فی سنده حدیثا ان الشمس لم تحبس علی بشر الا لیوشع لیالی سار الی بیت المقدس - یعنے پھر چالیس برس گذرنے کے
بعد یوشع علیہ السلام نبی کیے گئے اور اُنکو جبارین سے لڑنیکا حکم ہوا پس جو لوگ بچے تھے انکو لیکر چلے اور جبارین سے لڑے اور یہ جمعہ کا
روز تھا اور سورج اُنکے واسطے ایک ساعت ٹھہر گیا یہانتک کہ لڑائی سے فارغ ہوے اور امام احمد نے مسند مین ایک حدیث [illegible]
آفتاب کسی بشر کے واسطے نہین روکا گیا سواے یوشع بن نون کے جن ایام مین کہ وہ بیت المقدس کو گئے تھے قال المترجم [illegible]

Marfat.com

[illegible] کہ پیچھے پھر گیا بعض نے کہا کہ ٹھہرا گیا اور بعض نے کہا کہ اُسکی رفتار سست کردی گئی اور صحیحین مین رد
[illegible] کے ایک نبی کے واسطے مذکور ہی بروایت ابوہریرہؓ مرفوعاً اور اولی یہ ہی کہ سورج بانند ابر و ہوا وغیرہ کے ایک محکوم و مجبور
[illegible] کہ جب حکم ہوتا ہی چلتی ہی اور ابر کو جب اور جہان کو حکم ہوا بتدبیر مقدرہ جاریہ الٰہی چلتا ہی اسیطرح سورج چلتا ہی اور جب حکم
ہوتا نہین چلتا اور غرض صرف یہ ہی کہ غروب نہین ہوا پس یہ متعدد وجوہ سے ممکن ہی جسطرح ہوا ہو جائز ہی اسمین گفتگو کرنا فضول ہے بعد
یقین اس امر کے کہ سورج محکوم و مقہور حکم الٰہی ہی پھر شیخ ابن جریر و قرطبی نے یہ اختیار کیا کہ قریہ اریحا کو حضرت موسٰے نے فتح کیا تھا
اور یوشعؑ ان کے مقدمۃ لشکر پر تھے اور ابن جریر نے اسپر یون استدلال کیا کہ یہود کے مورخین نے اجماع کیا کہ عوج بن عنق کو موسیٰ علیہ السلام
نے قتل کیا وہ بعد گرفتاری تیہ مذکورہ کے ہوگی ورنہ بنی اسرائیل کیون ڈرتے اور نیز بلعام باعورا نے جبارین کی خوشامد سے بعد تیہ کے
موسیٰ کے لشکر پر بددعا کی تھی **قال ابن کثیر** یہ شیخ ابن جریر کا استدلال ہی یعنے محض ہیچ و بے ثبوت ہی کیونکہ عوج بن عنق کا حال تو پہلے معلوم ہوا
اور شیخ ابن جریر نے جو ابن عباس سے عوج کا قصہ جسطرح موسیٰ کا اُسکو قتل کرنا عوام مین مشہور ہی روایت کیا تو اُسکی اسناد مین راوی ابن عطیہ
مع اپنے شیخ کے ضعیف ہی اور نیز نوف البکالی سے جو روایت کیا وہ اضعف ہی پس عجب کہ بلا ثبوت بات پر اعتماد کرکے حدیث صحیح جس مین
موسٰے کا تیہ مین وفات پانا مذکور ہی سہو ہوگئی۔ مگر وجہ اسکی یہ پیش آئی ہی کہ واقعات ابتدا سے انتہا تک حضرت موسٰیؑ کے ترتیب وار معلوم
نہ ہونے سے یہ پیچیدگی پڑتی ہی اور نیز قولہ تعالٰے قال اتستبدلون الذی ہو ادنیٰ بالذی ہو خیر الآیہ۔ وغیرہ کو تیہ مین گرفتار ہونے پر محمول
کرنے کی وجہ سے توفیق مین تردد ہوتا ہی اور نیز جیسے اس مقام پر سرحد جبارین پر ایک جنگل مین چالیس برس پھنسے رہنے مین صریح غور
واقع ہوتا ہی کہ جبارین نے کیون تعرض نہ کیا وغیر ذلک بالجملہ حضرت موسٰے نے اپنے لشکر سے راستہ کے بہت سے مقامات فتح کیے اور وہ
اُنکی عملداری مین تھے اور آخر جبارین کے معاملہ مین جو پانچ قلعون پر قابض تھے یہ واقعہ پیش آیا اور منجملہ اُنکے بیت المقدس بھی تھا جس سے محروم
رہے اور مترجم نے سورۂ بقرہ الٓمٓ کی تفسیر مین تحقیق لکھدی ہی جس سے سب تردد جاتا رہے فافہم واللہ اعلم ف ع اُس مین ہی کہ قولہ تعالٰے
وجعلکم ملوکا حقیقت کرامت بادشاہی بولایت و معرفت صفات ہی اور نیز ملوک باین معنے کہ تمکو اپنے نفوس کا مالک کردیا کہ غیر کی طاعت سے اسکو
باز رکھتے ہو قرشیؒ نے کہا کہ بادشاہت تمھاری یہی کہ اپنے نفوس پر علم شریعت سے سیاست رکھتے ہو اور سہلؒ نے فرمایا کہ اپنے نفوس کے
مالک ہو اور تمھارے نفوس تمھارے مالک نہین ہین اور حسینؒ نے کہا کہ عالم کی بندگی سے آزاد ہو کسی چیز سے تعلق خاطر نہین رکھتے ہو قولہ
تعالٰے واتاکم مالم یؤت احدا الخ اسمین بھی کامل نعمت مشاہدۂ حضرت عزت اور آیات و معجزات مین اور بعض نے کہا کہ نبوت و سلطنت دونون
کے آداب سے آراستہ کردیا اور جب اللہ تعالٰے کسی قوم کو دنیا مین اور دین مین سرفراز کرتا ہی تو آداب الہام کردیتا ہی قولہ وعلی اللہ فتوکلوا الخ مایوس ہونے
کے وقت اللہ تعالٰے سے امیدوار رہو اور اگر عارف اور کلام الٰہی کی تصدیق رکھتے ہو تو قہر الٰہی کے وقت اُسکے لطف پر توکل کرو کہ وہ
لطیف و خبیر ہی شقیقؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالٰے کے وعدہ پر قلب کا مطمئن ہونا یہی توکل ہی سہلؒ نے کہا کہ دل کو ربوبیت سے
لگانا اور بدن کو عبادت مین پھنسانا یہی توکل ہی واسطیؒ نے کہا کہ جسنے کسی سبب کی وجہ سے اللہ تعالٰے پر توکل کیا تو وہ اللہ تعالٰی پر
متوکل نہین کیونکہ اُسنے اپنے مقصود کی طرف اُسکو سبب کردیا اور اسمین معرفت الٰہی کی قلت ہی **قال المترجم** شاید مراد شیخ یہ ہی کہ اگر
مثلاً رزق کی طرف سے بدین سبب توکل کیا کہ اللہ تعالٰے نے نوکری دیدی ہی تو یہ عامی ہی اور جسنے مثلاً رزاق سے اللہ تعالٰے پر
توکل کیا اسلیے کہ واللہ تعالٰے نے رزق پہونچانے کا وعدہ فرمایا ہی تو اُسنے درحقیقت اُس وعدہ پر بھروسا کیا لیکن یہ اقرب ہی لہذا اللہ

Marfat.com

تعالے پر متوکل ہو فافہم واللہ تعالے اعلم۔ قولہ ربی انی لا املک الخ اشارہ ہو کہ دیدہ ہاے ہمی کہ [illegible]
کر دیا کہ سلطان قہر آلہی ہر چیز پہ غالب ہی اور کبریائی کی ربوبیت مین حدوث کی ہستی کیا ہی قال المترجم [illegible]
علیہ السلام نے سوائے نصیحت کے بنواسرائیل سے خطاب قدرت کچھ نہین کیا اور سیدھے جناب آلہی مین [illegible]
جو درحقیقت مشعر تعریف کبریا و جلال ہی فافہم واضح ہو کہ شیخ ابن کثیرؒ نے قولہ تعالے فلا تاس علی القوم الفاسقین [illegible]
موسی ہمنے جو کچھ اُنکے حق مین حکم دیدیا تو اس سے غمگین مت ہو کیونکہ یہ لوگ اسی کے مستحق ہین اہین [illegible]
موجود تھے اور اپنے تکبر سے اپنے آپکو محبوب مقدس تبلاتے تھے تو اُنکی واجبی سرکوبی و اُنکے فضائح و عیب [illegible]
تعالے و رسول سے مخالفت اُنکا شیوہ قدیم ہی کہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام سے مخالفت کی جنکی ذات [illegible]
فرعون کی غلامی و عذاب سے رہا ہو کر بجاے فرعون کے مرتبہ بادشاہت پر پہونچے اور اُنکی آنکھوں دیکھتے فرعون [illegible] غرق عذاب
الیم ہوا اور ہنوز دیر ہوئی تھی کہ بت پرستی اور شرک مین پڑے وہ بھی حضرت وحدہ لاشریک نے بطفیل آنحضرت کلیم اللہ معاف فرمایا
اسپر بھی عمالقہ سے جو دسواں حصہ نہ تھے باوجود وعدہ فتح و ظفر کے ڈر گئے اس جبلت والے کالانعام ہین اُنکے قبائح مانند [illegible]
ظاہر خاص و عام ہین لیکن بہتان و افترا سے یہی کہے جاتے ہین کہ ہم ابناء اللہ و احباء ہین دنیا کی چند روزہ عیش و عشرت کے پیچھے دین
کھویا اور مرتے ہی اپنے آپ کو قعر جہنم مین ڈبویا اللھم احفظنا ایانا و جمیع المسلمین وانصرنا علی الکافرین

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ

اور سنا اُنکو احوال تحقیق آدم کے دو بیٹونکا جب نیاز کی دونون نے کچھ نیاز پھر قبول ہوئی ایک سے اور نہ قبول ہوئی

الْاٰخَرِ ؕ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ؕ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۞ لَئِنْۢ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ

دوسرے سے کہا مین تجکو مار ڈالونگا وہ بولا اللہ قبول کرتا ہی سو ادب والون سے اگر تو ہاتھ چلا دیگا

لِتَقْتُلَنِيْ مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ ۚ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۞

مجھپر مارنیکو مین ہاتھ نہ چلاؤنگا تجھپر مارنے کو مین ڈرتا ہون اللہ سے جو صاحب ہے سب جہان کا

اِنِّيْٓ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِيْ وَاِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۚ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا

مین چاہتا ہون کہ تو حاصل کرلے میرا گناہ اور اپنا گناہ پھر ہو دوزخ والون مین اور یہی ہی سزا

الظّٰلِمِيْنَ ۞ فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۞

بے انصافونکی پھر اسکو راضی کیا اُسکے نفس نے خون پر اپنے بھائی کے پھر اُسکو مار ڈالا تو ہوگیا زیان والون مین

فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ ؕ

پھر بھیجا اللہ نے ایک کوا کریدتا زمین کو کہ اسکو دکھلاوے کسطرح چھپاتا ہی عیب اپنے بھائی کا

قَالَ يٰوَيْلَتٰٓى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِيَ سَوْءَةَ اَخِيْ ۚ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ ۞

بولا اے خرابی کہ مجسے اتنا نہ ہوسکا کہ ہون برابر اس کوے کے کہ مین چھپاؤن عیب اپنے بھائیکا پھر لگا پچتانے

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ ۔ ای اتل یا محمد علی قومک ای محمد اپنی قوم کو پڑھ سنا یعنے امت کو تنبیہ کر کہ ظلم [illegible]

[illegible] یعنی ہر جیسی ایک فرزند آدم سے ظاہر ہوئی تھی - نَبَاَ ابْنَیْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ
[illegible] یعنی حقیقت کے ساتھ سنا دے انکو خبر دو بیٹوں آدم کی ف جنکا نام ہابیل و قابیل تھا ابن کثیر رح
[illegible] نے لکھا فرمایا کہ بغاوت و حسد و ظلم و بدعہدی کا انجام بُرا ہوتا ہے تو یہود و انکے مانند لوگوں کو جو بغاوت و حسد
[illegible] میں آدم کے دو بیٹوں کا قصہ سنائے کہ دونوں میں سے ظالم و حاسد کا کیسا بد انجام ہوا اور جمہور کے نزدیک دونوں
[illegible] آدم کے صلب سے بیٹے تھے اور حسن و ضحاک سے مروی ہوا کہ ابن آدم کا اطلاق باین معنی کہ دو آدمی تھے بنی اسرائیل میں سے
[illegible] واسطے اظہار حسد و ظلم یہود کے بیان ہوئی ہے اور انھیں کی وجہ سے بنی اسرائیل پر حکم قتل لکھا گیا چنانچہ آئندہ آیات میں آتا ہے
[illegible] میں قتل ہوا لیکن اکثر صحابہ و تابعین سے مروی ہوا کہ ان دونوں کا نام قابیل و ہابیل تھا سدی رح نے ابن عباس و ابن مسعود و چند صحابہ رض
[illegible] روایت کی کہ جب آدم علیہ السلام کے کوئی اولاد ہوتی تو لڑکا اور اسکے ساتھ لڑکی بھی ہوتی تھی پس اس بطن کی لڑکی دوسرے بطن کا لڑکا
بیاہ دیتے تھے یہانتک کہ انکے دو لڑکے ہابیل و قابیل ہوئے پھر قابیل کھیتی کرتا اور ہابیل کے پاس مویشی تھیں اور قابیل بڑا تھا اور قابیل کے
ساتھ جو لڑکی پیدا ہوئی تھی (اسکا نام اقلیما تھا) اور وہ ہابیل کی جوڑیا لڑکی سے (جسکا نام لبوذا تھا) خوبصورت تھی پس ہابیل نے قابیل
کی بہن سے نکاح کی درخواست کی اُسنے انکار کیا۔ اور کہا کہ وہ تیری بہن سے اچھی و میری جوڑیا ہوئی ہے میں ہی اسکا مستحق ہوں مگر باپ نے
حکم دیا کہ ہابیل سے بیاہ دے اُسنے نمانا اور دونوں نے اللہ تعالے کی نذر میں قربان رکھا کہ دونوں میں سے کون اس لڑکی کا مستحق ہے۔
(بعض روایت میں قربان رکھنا اس سبب سے نہ تھا بلکہ اس وقت میں کوئی فقیر نہ ملتا تھا ان دونوں نے بغرض ثواب و رضائے الٰہی کے ایسا
کیا تھا اور یہی اصح و ظاہر قرآن مجید ہے) اور آدم علیہ السلام کو حکم ہوا تھا کہ زمین پر تو میرا گھر جانتا ہے عرض کیا کہ نہیں تو ارشاد ہوا کہ مکہ میں ہے
وہاں جا کر حج ادا کر تو آدم علیہ السلام نے آسمان سے کہا کہ میری اولاد کی حفاظت کر امانت کے ساتھ اُسنے انکار کیا اور زمین سے کہا اُسنے
بھی اور پہاڑوں سے کہا انھوں نے بھی انکار کیا پھر قابیل سے کہا اُسنے کہا اچھا میں امانت کے ساتھ حفاظت کا عہد کرتا ہوں تم جاؤ اور لوٹ کر
اپنی اولاد کو خوشی سے دیکھو گے پس آدم علیہ السلام اس زمانہ میں بھی حج کو گئے تھے کہ دونوں نے قربان نذر رکھا اور قابیل فخر کیے جاتا کہ میں
ہابیل سے بڑا اور باپ کا وصی ہوں اور اپنی جوڑیا کا زیادہ مستحق ہوں پس ہابیل نے اپنے مواشی میں سے سب سے عمدہ موٹا تازہ خوبصورت نوجوان
مینڈھا نذر رکھا اور قابیل ایک گٹھا بالیاں لایا جسمیں ایک خوشہ بہت عمدہ تھا اسکو توڑ کر کھا لیا (یعنے بدنیتی سے رکھا بدون اسکے کہ قربانی
قبول کرے بلکہ چاہے کچھ ہو اقلیما کو باوجودیکہ اسپر منع تھی اپنے ہی تصرف میں لاویگا) پس جب دونوں نے میدان میں قربان رکھا تو (بعض
روایت میں ہے کہ آدم موجود تھے انھوں نے دعا مانگی) آسمان سے بدون دھوئیں کے لطیف آگ اُتری اور ہابیل کا نذرانہ کھا گئی اور قابیل
کا نذرانہ چھوڑ دیا پس قابیل دل میں جلگیا (بعض روایت میں آدم سے کہا کہ آپنے ہابیل کے نذرانہ پر دعا کی تو وہ مقبول ہوا) اور ہابیل سے کہا
کہ میں تجھے مار ڈالونگا کہ تو میری بہن سے نکاح نکریگا تو ہابیل نے کہا کہ اللہ تعالے تو پرہیزگاروں ہی سے قبول کرتا ہے رواہ ابن جریر سعید
بن جبیر نے ابن عباس سے کہا کہ آدم علیہ السلام سے کہا گیا تھا کہ اپنی اولاد میں ایک ہی پیٹ کے جوڑیا لڑکا و لڑکی کو باہم نکاح نہ کر دیں بلکہ
[illegible] کی پیدائش کی دختر کو اول بطن کے پسر سے بیاہیں اور ہر بطن سے انکے ایک لڑکا و ایک لڑکی جوڑیا ہوتی تھی پس یہی ہوتا تھا پھر انکے
[illegible] اسکے ساتھ ایک خوبصورت لڑکی ہوئی اور دوسرے بطن سے ایک لڑکا اور ایک بدشکل لڑکی ہوئی پس بدشکل لڑکی کیساتھ
[illegible] خوبصورت لڑکی والے سے کہا کہ تو مجھے اپنی بہن بیاہ دے اور میں تجھے اپنی بہن بیاہ دوں اُسنے انکار کیا اور کہا کہ میں اپنی بہن کا خود

[illegible] زیادہ مستحق ہون پھر دونون نے قربان پیش کیا تو مینڈھے والے یعنے ہابیل کا نذرانہ قبول ہوا [illegible]
اُسکو قتل کرڈالا رواہ ابن ابی حاتم و قال ابن کثیر و اسنادہ جید یہی اللہ تعالے نے فرمایا کہ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ [illegible]
قُرْبَانًا۔ ای اللہ و ہو کبش لہابیل و زرع لقابیل۔ جبکہ دونون نے تقریب کیا قربان کو [illegible]
تو ایک مینڈھا تھا اور قابیل کا زرع یعنے بالیون کا گٹھا تھا۔ اور قربان وہ چیز جس سے اللہ تعالے کی جانب [illegible]
اُنمین یہ دستور بطور مذکورہ بالا جاری تھا اور ظاہر کلام پاک دلالت کرتا ہی کہ یہ امر بغرض تقرب تھا کوئی [illegible]
نہ تھا جیسا کہ ابن جریر نے ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ حال یہ تھا کہ اس زمانہ مین کوئی فقیر و مسکین نہ ملتا تھا کہ [illegible]
ہابیل و قابیل دونون بیٹھے تھے آپسمین کہنے لگے کہ آؤ ہم تم قربان پیش کرین پس ہابیل نے اپنی بکریون مین سے [illegible]
اپنی زرع مین سے اپنے نزدیک خراب کو دیا۔ فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا۔ پس ایک سے قربان قبول ہوگیا [illegible]
مین سے ایک جس سے قبول کیا گیا اُسکا نام ہابیل تھا اور قبول یون ہوا کہ آسمان سے بے دھوین کی آگ اُتری اور اُسنے [illegible]
ہابیل کو کھالیا اور یہی قبولیت کی شناخت تھی قال ابن ابی حاتم حدثنا ابی حدثنا ابو سلمة حدثنا حماد بن سلمة عن عبد اللہ بن عثمان [illegible]
بن جبیر عن ابن عباسؓ فی قولہ تعالے اذ قربا قربانا فتقبل من احدہما۔ کہا ابن عباس نے کہ بکریون والا ایک مینڈھا بڑی بڑی آنکھون [illegible]
سینگ والا سپید لایا اور کھیتی والا اناج کی ایک ڈھیری لایا پس اللہ تعالے نے مینڈھا قبول فرمایا اور اُسکو جنت مین چالیس خریف تک [illegible]
رکھا اور یہی وہ مینڈھا تھا جو ابراہیم علیہ السلام کو فرزند کے ذبح مین فدیہ دیا گیا (اسناد صحیح) فدیہ اسمعیل علیہ السلام ہوا ابن جریر نے [illegible]
بن رافع المدنی سے بھی روایت کیا اور ابن کثیرؒ نے کہا کہ یہ ابن عباس وغیرہ کا قول ہی قولہ تعالے۔ وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ
اور دوسرے بیٹے سے قربان نہ قبول کیا گیا ف وہ قابیل تھا یعنے جس دوسرے سے مقبول نہوا آگ نے نہین کھایا اُسکا نام قابیل [illegible]
تھا پس وہ غضبناک ہوا اور دلمین حسد پوشیدہ رکھا یہانتک کہ آدم علیہ السلام حج خانہ کعبہ کو گئے قال المترجم ابن عباس [illegible]
عمر وغیرہما سلف سے تصریح آئی ہی کہ قابیل نے خراب ناکارہ کو قربان مین رکھا تھا یعنے آنکہ اُسکی نیت خراب تھی اور امام محمد باقر کی روایت
ابن ابی حاتم مین ہی کہ آدمؑ نے دونون سے کہا تھا کہ اللہ تعالے نے مجھے وعدہ دیا ہی کہ میری ذریت مین ایسے بندے ہونے والے
ہین جو تقرب بقربان حاصل کرینگے سو تم دونون قربان لاؤ تاکہ میری آنکھین ٹھنڈی ہون الخ اور ابن جریر کی روایت عوفی عن ابن
عباسؓ مین بھی یہی دلالت ہی کہ قابیل کو حسد و غصہ صرف اسی بات پر آیا کہ قربان ہابیل قبول ہوا اور اسکا قربان قبول نہوا [illegible]
بھائی سے کہا کہ تو لوگونمین نامور رہیگا کہ تیرا قربان قبول ہوا اور مین بدنام ہونگا کہ میرا قربان رد ہوا اور روایت امام محمد باقر مین [illegible]
آدم کا اسوقت موجود ہونا مذکور ہی اور مفسر سیوطیؒ کے کلام سے بھی یہی ظاہر ہی کہ قابیل نے حسد چھپا رکھا یہانتک کہ آدم [illegible]
حج بیت اللہ کو گئے تو یہ واقعہ ہوا آگے فرمایا قَالَ لَأَقْتُلَنَّكَ ۔ ای قال قابیل لاخیہ لاقتلنک قال لم قال تقبل [illegible]
دونی۔ یعنے قابیل نے اپنے بھائی سے کہا کہ مین تجھے قتل کرونگا اُسنے کہا کہ کیون تو بولا کہ تیرا قربان قبول ہوا تو [illegible]
ہوا۔ قَالَ إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ۔ تو ہابیل نے کہا کہ اللہ تعالے تو متقیون ہی سے قبول فرماتا ہی [illegible]
تجھسے قبول نہوا تو میرا اسمین کیا قصور ہی سراج مین لکھا کہ اگر کہا جاوے کہ قول لاقتلنک کا جواب انما یتقبل [illegible]
تو جواب دیا گیا کہ ہابیل کے قربان قبول ہونے سے جو حسد اُسکو اپنے بھائی سے ہوا تھا یہی اسکو آمادہ کرتا تھا کہ اپنے بھائی کو قتل [illegible]

[illegible] زیادہ تیرے نفس کی طرف سے ہے کیونکہ وہ لباس تقویٰ سے برہنہ ہوگیا اور تجھے میری طرف سے کچھ ضرر
[illegible] کیون اپنے نفس کو عذاب نہیں کرتا اور اسکو اللہ تعالےٰ کے تقوے پر آمادہ نہیں کرتا جس سے قبولیت
[illegible] نہایت حلم کے ساتھ مختصر اور جامع معانی ہے اور اسمین اشارہ ہے کہ حاسد کو چاہیے کہ اپنی محرومی کو اپنے قصور کی وجہ سے
[illegible] جس سے اسکی وجہ محرومی کی زائل ہوجاوے اور اسمین دلالت ہے کہ طاعت اسی بندے سے قبول ہوتی ہے جو مومن متقی ہو
[illegible] معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ لوگ حشر مین ایک میدان مین جمع ہونگے اور پکارنے والا آواز دیگا کہ متقین کہان ہین پس سب متقین
[illegible] ہوجاوینگے انسے حضرت باری تعالےٰ کے درمیان کچھ حجاب نہوگا معاذؓ سے پوچھا گیا کہ متقین کون لوگ ہین کو فرمایا
[illegible] اور بت پرستی سے بچتے ہین اور خالص بندگی اللہ تعالےٰ ہی کیواسطے ادا کرتے ہین پس وہ جنت مین چلے جاوینگے رواہ ابن
ابی حاتم لَئِنْ بَسَطْتَ إِلَيَّ يَدَكَ۔ واللہ اگر تونے بڑھایا میری طرف اپنا ہاتھ۔ لِتَقْتُلَنِي تاکہ تو مجھے قتل کرے مَآ أَنَا
بِبَاسِطٍ يَدِيَ إِلَيْكَ لِأَقْتُلَكَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ ۔ تو مین اپنا ہاتھ دراز کرنے والا نہین تاکہ
تجھکو قتل کرون مین اللہ رب العلمین سے خوف کرتا ہون ف واضح ہو کہ آدم علیہ السلام کے صالح بیٹے ہابیل کے کلام مین اشارہ ہے کہ مین
[illegible] فعل کرسکتا ہون ولیکن خالص بخوف خدائے تعالےٰ اسکو ترک کرتا ہون اور عبد اللہ بن عمر رضؓ نے فرمایا کہ قسم ہے اللہ تعالےٰ کی کہ آدم
کے دونون بیٹون مین جو مقتول وہ قاتل سے زبردست تھا ولیکن اسکو تقویٰ اس بات سے مانع ہوا کہ بھائی کو قتل کرنے کیلیے ہاتھ بڑھاوے
(رواہ ابن جریر) اور صحیحین مین روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جب دو مسلمان اپنی تلوارون سے مقابل ہوے تو قاتل و مقتول دونون دوزخی
ہین تو صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ایک تو قاتل ہوا مگر مقتول کیون دوزخ مین گیا تو فرمایا کہ وہ بھی تو اپنے قاتل کے مار ڈالنے پر حریص تھا اور
حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ انھون نے حضرت عثمان بن عفانؓ کی شہادت کے فتنہ کے وقت کہا کہ مین گواہی دیتا ہون کہ رسول اللہ
صلعم نے فرمایا تھا کہ عنقریب ایک فتنہ واقع ہوگا جسمین بیٹھا ہوا آدمی کھڑے ہوے سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہوا آدمی چلنے والے سے بہتر
ہوگا اور چلنے والا آدمی دوڑنے والے سے بہتر ہوگا تو مین نے عرض کیا کہ اگر کوئی میرے گھر مین گھسکر مجھے مار ڈالنے کو دست درازی
کرے تو مین کیا کرون آپنے فرمایا کہ تو آدم علیہ السلام کے بیٹے کے مانند ہوجائیو اور آپنے یہ آیت پڑھی لئن بسطت الی یدک لتقتلنی ما انا
بباسط الآیہ۔ رواہ احمد والترمذی والبوداود اور ترمذی نے کہا کہ اس باب مین ابوہریرہ وخباب بن الارت وابوبکر و ابن مسعود و ابو واقد و
ابو موسیٰ و خرشہ بن الحر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے اور بعض نے اسکو لیث بن سعد راوی سے روایت کیا اور اسناد مین ایک مرد کو بڑھایا ہے
قال الحافظ ابن عساکر وہ مرد مذکور حسین الاشجعی ہین اور یہ معنے حضرت ابوذر رضؓ کی حدیث مرفوع مین بروایت احمد ومسلم واہل سنن ثابت
[illegible] اس حدیث مین ہے کہ حضرت صلعم نے ابوذر رضؓ سے کہا کہ اے ابوذر اگر تو دیکھے کہ بعضے لوگ بعض کو قتل کرتے ہین تب تو کیا کرے مین نے
عرض کیا کہ اللہ تعالےٰ واسکے رسول کو اسکا علم خوب ہے فرمایا کہ تو اپنے گھر بیٹھ رہ اور اپنا دروازہ بند کرلے مین نے کہا کہ اگر مین نہ
چھوڑا جاؤن تو فرمایا کہ انمین جا جنمین تو ہے اور انمین سے مین نے عرض کیا کہ اپنے ہتھیار اٹھاؤن فرمایا کہ ہتھیار اٹھاویگا تو جس حال مین
[illegible] مین تو بھی انکا شریک ہوجاویگا ولیکن اگر تجھے ڈر ہو کہ تلوار کی چمک سے تجھے روع ہوگا تو اپنی چادر کا کونا اپنے چہرے پر ڈالے
[illegible] اپنے اور تیرے گناہ سمیت واپس جاوے قال المترجم اور ابن ابی حاتم نے روایت کی کہ ایوب سختیانی رحمہ اللہ نے جو طبقہ تابعین
[illegible] لئن بسطت الی یدک لتقتلنی ما انا بباسط یدی الیک الآیہ۔ پر اس امت مین سے جسنے پہلے پہل عمل کیا وہ حضرت

Marfat.com

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہین علامہ صحیح وسنن مین وہ حدیث ثابت ہی کہ آنحضرت صلعم نے حضرت [illegible]
عثمان آئے تو انکو بھی جنت کی بشارت دی ایک فتنہ کیوجہ سے جو عثمان کو پہونچیگا اور نیز ثابت ہی کہ [illegible]
اللہ تعالے تجکو کوئی خلعت پہنا دے تو لوگون کے کہنے سے مت اُتارنا آخر جب کہ انھون نے فتنہ [illegible]
ہونا قبول نفرمایا لیکن چونکہ حضرت صلعم نے اُنکو صبر کی وصیت کی تھی جیسا کہ صحاح میں ثابت ہی اپنا [illegible]
کے ساتھ کلام اللہ تعالے پڑھتے ہوے جان دی پھر واضح ہو کہ حضرت آدم علیہ السلام کے دونون بیٹے [illegible]
ہابیل تو بھلائی مین نمونہ ہوے کہ اُنکی اس بارہ مین اقتدا کیجاتی ہی اور قابیل بُرائی وظلم وقتل کا نمونہ ہو [illegible]
اور ہابیل کی اقتدا کے بارہ مین اوپر حدیث مذکور ہوئی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ ایسے فتنہ کے وقت تو حضرت آدم کے [illegible]
بھلے بیٹے یعنے ہابیل کے مانند ہوجا اور حضرت صلعم نے یہ آیت پڑھ دی اور کیون نہو کہ ہابیل نے [illegible]
ہونے کے گردن جھکا کر جان دی پھر مجاہد سے مروی ہی کہ اس زمانہ مین انپر یہ فرض تھا کہ کوئی دوسرے [illegible]
کو مانع نہو اور ابن جریج رحمہ اللہ سے بھی اسی کے مانند مروی ہی قرطبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہمارے علما نے کہا کہ [illegible]
ہونا ممکن ہی اور شاید کہ اس زمانہ مین یہی حکم ہو ولیکن ہماری شرع مین جو شخص خواہ مخواہ قتل کی نیت سے حملہ آور ہو [illegible]
اور روکنا بالاجماع جائز ہی پس جائز ہونے مین تو کسی کو خلاف نہین ہان اسمین اختلاف ہی کہ آیا دفع کرنا اور روکنا واجب ہی [illegible]
اصح یہ ہی کہ روکنا واجب ہی کیونکہ ایسا حملہ آور ایسی بات کرنا چاہتا ہی جو شرع مین سخت حرام ہی اور حرام و منکر سے منع کرنا [illegible]
اور فرقہ حشویہ مین سے ایک قوم ہی جنکے نزدیک حملہ آور کو روکنا بدلیل حدیث ابوذر رضی اللہ عنہ مذکورہ بالا نہین [illegible]
علما نے اس حدیث کو اس معنے پر محمول کیا کہ جب مسلمانون مین فتنہ واقع ہو تو لڑائی کو ترک کرے اور جس لڑائی مین [illegible]
کے جیسا کہ مین نے تذکرہ مین صاف بیان کیا ہی انتہی کلامہ علی ما فی الفتح پھر واضح ہو کہ قول مجاہد و ابن جریج رحمہما اللہ تعالے [illegible]
فرض تھا کہ جو شخص قتل کا ارادہ کرے اسکو نہ روکے اس قول کے ذکر کرنیکی جبھی ضرورت ہی کہ قابیل نے ہابیل کو [illegible]
مین قتل کیا ہو اور ہابیل نے بخوف الٰہی نہین روکا اور صبر سے جان دی اور اگر یہ ہوا ہو کہ قابیل نے ہابیل سے کہا کہ مین تجکو [illegible]
ہابیل نے نصیحت کر دی کہ اگر میرے خون مین ہاتھ آلودہ کرنا چاہتا ہی تو مین تیرے خون مین ہاتھ آلودہ کرنا نہین چاہتا ہون [illegible]
سوتے مین یا غفلت مین ہابیل کو قتل کیا تو تاویل مذکور کی ضرورت نہین ہی ولیکن عامہ آثار دلالت کرتے ہین کہ بیداری [illegible]
مین ہی کہ سوتے مین مارا جیسا کہ انشاء اللہ تعالے آتا ہی۔ إِنِّي أُرِيدُ أَن تَبُوءَ بِإِثْمِي وَإِثْمِكَ فَتَكُونَ مِنْ أَصْحَابِ
النَّارِ۔ یعنے مین چاہتا ہون کہ تو پھرے میرے قتل کے گناہ کے ساتھ اور اپنے دیگر گناہون کے ساتھ [illegible]
پھر تو دوزخیون مین سے ہوجائیگا یعنے مین یہ نہین چاہتا ہون کہ مین پھر جاؤن تیرے گناہ قتل کے ساتھ کہ تجکو قتل کرون [illegible]
ہوجاؤن اس سے وہم ہوتا ہی کہ ہابیل نے قابیل کے دوزخی ہونیکو چاہا و ارادہ کیا تو زمخشری نے جواب دیا کہ [illegible]
بات یہ ہی کہ جب ہابیل نے جانا کہ وہ خواہ مخواہ مجھے قتل کریگا قتل ہونا یا قتل کرنا دونون مین سے اپنے نفس کو بخوف الٰہی [illegible]
قتل ہونے و گردن جھکانے پر مضبوط کر لیا تو مجازاً گو یا اس بات کے ارادہ کرنے والے ہوے اگرچہ حقیقت [illegible]
لطف نصیحت ہی کہ یہان دو ہی باتین ہین یا تو مقتول کے قتل کا گناہ سر پر لاد کر جہنمی ہوا اور یا قاتل کو جہنمی ہونے سے [illegible]

Marfat.com

[illegible] ہی قولہ انی ارید کے معنے یہ کہ انی اختیر۔ یعنے مین ان دونون باتون سے یہ
[illegible] دونون آخر بیان ایک لطیف تحسین بلاغت ہر کہ جو مذکور ہر وہ محذوف پر دلالت کرتا ہر پھر قولہ تعالے ان
[illegible] نے اختلاف کیا بوجہ اسکے کہ ظاہر یہ ہوتا ہر کہ قاتل پر مقتول کے گناہ لد جاتے ہین حالانکہ قولہ تعالی الا تزر
[illegible] مین ہمارا کوئی بوجھ دوسری جان کے گناہ کو صریح دلالت کرتا ہر کہ قاتل پر مقتول کے گناہ نہین بار ہوتے بلکہ ایسا
[illegible] ظالم ہوتا ہر تو بعض مفسرین نے کہا کہ ہابیل کی مراد یہ تھی کہ مین یہ اختیار کرتا ہون کہ تو میرے اس گناہ کیساتھ جو
[illegible] قتل پر بعض ہین بلا ور اس گناہ کے ساتھ جو تو میرے قتل سے اُٹھاویگا اور بعض نے کہا کہ قولہ باثمی سے مراد وہ گناہ
[illegible] میرے اوپر ثابت ہو چکے ہین وہ بھی تیرے مجھپر ظلم کرنے سے تجھپر ڈالے جاوین اور اس سے یہ نہین سمجھنا چاہیے کہ قاتل پر مقتول
[illegible] بلکہ بایں معنی کہ جیسے حدیث صحیح مسلم مین حضرت صلعم سے ثابت ہر کہ قیامت مین ظالم و مظلوم لائے جاوینگے پس ظالم کی
[illegible] مظلوم کی نیکیون مین بڑھائی جاوینگی یہانتک کہ انصاف ہو جاوے اور اگر ظالم کی نیکیان نہوین یا کافی نہوین تو مظلوم کی بُرائیان لیکر
[illegible] پر رکھی جاوینگی تو جملہ مظالم مین ہر پھر قتل تو سب سے سخت اور بڑا ظلم ہر اور تحقیق اسکی تفسیر قولہ تعالے ولیحملن اثقالہم و اثقالا مع
[illegible] اللہ تعالے آویگی اور اکثر علما نے فرمایا کہ قولہ انی ارید ان تبوء باثمی۔ ای باثم قتلی میرے قتل کرنے کے گناہ کے ساتھ
[illegible] اور کبیرہ مین قبل سا در اس گناہ کے ساتھ جسکا تو میرے قتل کرنے سے پہلے مرتکب ہو چکا ثعلبی نے کہا کہ یہی عامہ
[illegible] نے بیان کیے ہین اور مترجم کہتا ہر کہ یہی شیخ سیوطی رح نے اختیار کیے ہین پھر آگے جو فرمایا۔ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ
[illegible] یہ قول ہابیل ہر ولیکن شیخ مفسر رح نے اُسکو اللہ تعالے کا کلام قرار دیا یعنے اوتعالے فرماتا ہر کہ جہنمی ہونا یہی ان ظالمون کی
[illegible] قتل کے مرتکب ہون اور جو شیخ مفسر نے قرار دیا یہی صحیح ہر اور کلام مجید مین بہت جگہ ایسا آیا ہر اور اسکو اہل علم ماہر جانتے ہین
[illegible] وقف وغیرہ لکھے جاتے ہین تاکہ عوام دھوکا نہ کھاوین پھر فرمایا۔ فَطَوَّعَتْ لَهٗ۔ طوعت وطاعت
[illegible] قال ابن کثیر ای فحسنت و سولت لہ نفسہ و شجعتہ۔ اچھا کام جتایا اور ملمع بنایا اور اُسکو شجاعت دلائی وقال المفسر رح
[illegible] اسکی نظر مین مزین دکھایا۔ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ۔ یعنے اُسکے جی نے اُسکو اپنا بھائی مار ڈالنا
[illegible] بھائی کو قتل کر ڈالا مترجم کہتا ہر کہ اسمین تنبیہ ہر کہ آدمی کو اللہ تعالے و اُسکے رسول کے احکام کو تحقیق
[illegible] اپنی رائے پر چلا تو قابیل کی طرح اکثر یہی ہوگا کہ بد باتون کو اچھا سمجھیگا دیکھو قابیل نے اپنی رائے و نفس پر اعتماد کیا تو کیا خوار
[illegible] اسکے حواس سے کام لینا منع نہین لیکن جو امور کہ عقل ورائے کے ہین جنمین [illegible] اس ظاہرہ و دماغیہ کو دخل نہین ہر
[illegible] پر اعتماد کرکے جیسے پھر پڑے وہ گمراہ ہین اس اعتماد پر کہ دوربین سے آسمان نظر نہین آتا حالانکہ ذراسی بات یہ ہر کہ
[illegible] نظر ہوتا تو پانی مین عکس کس چیز کا نظر آتا ہر باوجود یقین اس امر کے کہ سوائے اجسام کے تاریکی وغیرہ کا عکس
[illegible] اللہ تعالے سے توفیق چاہیے ورنہ غلطی اُٹھاویگا بہت سے نظر بندی و بھان متی سے عاجز ہو جاتے ہین
[illegible] وغیرہ کہنے لگتے ہین یہ سب قابیل کے ساتھی ہین۔ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۔ ہوگیا بسبب قتل
[illegible] ہین جسکو دونون جہان مین خسارہ و خواری ہر ف یعنے بھائی کو قتل کرکے دونون جہان مین
[illegible] نے نقل کیا کہ امام محمد باقر رض کی روایت مین قابیل نے بھائی کو دھار دار ہتھیار سے قتل کیا اور

قول سدی از ابن عباس وابن مسعود وجماعۃ صحابہ جو ابتداے قصہ مین بروایت ابن جریر گذرا [illegible]
نفس نے اسکو آراستہ کر دکھایا اور اسکی راے مین یہی خوب نظر آیا کہ بھائی کو قتل کرے سو تلاش [illegible]
کے قریب تھی اپنی بکریان لیکر پہاڑ انکو بھاگ گیا ناگاہ اسنے ایک دن تلاش کر لیا اور وہ سوتا تھا اسنے پتھر اٹھا کر [illegible]
سیدان مین پڑا چھوڑ دیا اور مروی ہی کہ قتل کا ڈھنگ نجانتا تھا تو ابلیس نے اسکے روبرو ایک جانور کو [illegible]
ابن ابی حاتم اور زید بن اسلم سے ہی کہ خود اسکو شیطان نے سکھلایا اور جب قتل کر چکا تو شیطان نے حوا علیہا السلام سے [illegible]
نے چیخ ماری اور آدم علیہ السلام نے دوبار سبب پوچھا تو جواب نہ پایا پس آدم علیہ السلام نے کہا کہ تجھ اور تیری [illegible]
پس اس سے بری ہین کما رواہ ابن ابی حاتم اور مروی ہی کہ بعد قتل مذکور کے سات روز زمین کو زلزلہ رہا اور [illegible]
قابیل کا گورا جسم سیاہ پڑگیا اور زمین نے ہابیل کا خون چوس لیا تھا جب قابیل سے کہا کہ مین مارتا تو خون ظاہر ہوتا جبھی سے خون زمین مین [illegible]
ومن الواقدی حبشی لوگ سب قابیل کی اولاد ہین وعن محمد بن اسحق حام نے اپنے باپ نوح علیہ السلام کو سوتے مین برہنہ دیکھا [illegible]
حام کا جسم سیاہ ہوگیا اور حبشی اسی کی اولاد ہین نقل ہی کہ بعد قتل کے آدم علیہ السلام سو برس تک نہین ہنسے اور ابن عباس سے ہی کہ جسنے
کہا کہ آدم نے ہابیل کے مرثیہ مین اشعار کہے وہ جھوٹا ہی تمام انبیا علیہم السلام شعر کہنے سے بری ہین مروی ہی کہ ہابیل کے قتل سے پچاس برس بعد
اللہ تعالےٰ نے آدم سے شیث کو پیدا کیا اور یہ ہابیل کا نعم البدل تھا اور شیث کو اللہ تعالےٰ نے ساعات شب وروز اوقات عبادت مخلوق
سکھلائے وپچاس صحیفہ نازل فرمائے اور آدم کا ولی عہد یعنے پیغمبر کیا اور قابیل کو مردود ومطرود کیا وہ اقلیما کو لیکر عدن کو بھاگ گیا اور شیطان کی
راے سے اولاد آدم مین سب سے پہلے اسی نے آگ پوجنا شروع کی وعن مجاہد اولاد قابیل نے بربط وطنبورہ ومزامیر وڈھول باجے وغیرہ آلات لہو
نکالے اور شراب خواری وآتش پرستی وزناکاری وفواحش مین منہمک ہوے یہانتک کہ نوح علیہ السلام کے طوفان مین اللہ تعالےٰ نے سب کو
غرق کر دیا اور شیث علیہ السلام کی اولاد باقی رہی ایسی ہی اور روایات کثرت سے ہین اور بقاعی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر مین لکھا کہ اللہ تعالےٰ
دانا تر ہی کہ یہ روایات جو اس قصہ مین مروی ہوے یہ سب کیسے ہین اور ہم ایسی روایات پر اعتماد نہین کر لیتے ہین اور انپر اعتماد کرنا نہین چاہیے
اور شیخ ابن جریر رحمہ اللہ نے صاف کہدیا کہ اللہ تعالےٰ نے دو فرزند آدم اور انکی قربان رکھنے اور ایک دوسرے کو ظلم سے قتل کرنیکی
خبر فرمائی ہی وہ قطعی ہی اور جو فائدہ چاہیے وہ اسی قدر سے حاصل ہی اور اس سے زیادہ جو کچھ روایات مین مذکور ہین خصوص جیسے یہ بات کہ کس
کیفیت سے قتل کیا اور کیونکر واقعہ ہوا اور کس چیز سے قتل کیا اور کہان قتل کیا اور کیا سبب عداوت کا تھا اور آدم موجود تھے کہ نہ تھے
ان سب باتون پر قطعی یقین نہین ہو سکتا اور دین مین اسکی حاجت نہین کہ ہم اسکی تصحیح کرنے کے درپے ہون کہ واقعی بات کیونکر ہوئی
اور ظاہر آنکہ یہ روایات پہلی تاریخون اور بنی اسرائیل سے لی ہوئی ہین واللہ اعلم۔ یہ معلوم ہوا کہ ظلم سے قتل کا اور اللہ تعالےٰ کی نافرمانی
بطاوعت نفس کا نتیجہ نہایت خراب ہی چنانچہ فرمایا فاصبح من الخاسرین یعنے دنیا وآخرت مین خاسر وخراب ہوا چنانچہ دنیا مین تو ایسا
بدنام ہوا حالانکہ ایسی بدنامی سٹانے اور حسد سے یہ سخت گناہ کیا تھا اور والدین کی نظر سے مردود ہوا اور آخرت مین [illegible]
سختی سے مبتلا ہوگا اور سب سے بڑھکر خسارہ وخواری وہ ہی جو امام احمدؒ نے عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت کی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ کوئی
نہین قتل کیا جاتا ہی ظلم سے مگر آنکہ اول پسر آدم پر اسکے خون کا ایک کفل ہوتا ہی کیونکہ اسی نے پہلے پہل ظلم سے قتل کا طریقہ نکالا [illegible]
ومسلم وبقیۃ الجماعۃ غیر ابی داؤد پس یہ نہایت صحیح حدیث ہی اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم یہ بات پاتے ہین کہ [illegible]

ﻟﮧ لغوی معنی اسکے [illegible] ۱۲

[illegible] انداز[illegible] عذاب کا آدھا اسپر ہوتا ہی اور ابن جریر نے ابن عمرؓ سے اور ابراہیم
[illegible] روایت کیا ہی پھر جب قابیل قابل قتل کر چکا تو اُسکا یہ حال ہوا جو مفسر سیوطیؒ نے لکھا کہ ثم لم یدر ما یصنع
[illegible] علی ظہرہ۔ پھر قابیل ہکو کرکو کچھ نہین سوجھتا تھا کہ مین اسکو کیا کرون کیونکہ بنی آدم مین سے روے
[illegible] اسکو اپنی پیٹھ پر لادے پھرا۔ اور سابق مین سدیؒ کی روایت سے گذرا کہ اُسنے مقتول کو میدان مین پڑا چھوڑ دیا
[illegible] کیا کرے۔ فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا یَّبْحَثُ فِی الْاَرْضِ۔ پس بھیجا اللہ تعالےٰ نے ایک کوا جو
[illegible] اللہ تعالےٰ نے ایک کوا بھیجا جو اپنے ساتھ مرا ہوا کوا لایا اور جو پنجے وچونچون سے زمین کرید کر اسکی مٹی دوسرے
[illegible] ساتھ تھا ڈالنی شروع کی یہانتک کہ اُسکو چھپا دیا اور سدی کی روایت مذکورہ مین ہی کہ دو کوے لڑے یہانتک
[illegible] دوسرے کو مار ڈالا اور جو باقی رہا اُسنے ایسا کیا۔ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِىْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ۔ تاکہ اُسکو دکھلاوے
[illegible] بھائی کی سوأۃ کو کیونکر چھپاوے اور سوأۃ بمعنے جیفہ ہی یعنے مردہ بدن۔ اور نیز سوأۃ وہ چیز جسکا کھولنا نہین جائز ہی کما قال تعالےٰ
[illegible] لہما سوآتہما الآیہ۔ چونکہ قابیل نے کپڑے بھی اُتار لیے تھے لہذا سوأۃ کا چھپانا لازم آیا پھر جب قابیل نے غراب کو دیکھا تو۔ قَالَ
يٰوَيْلَتٰٓى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ۔ کہا کہ مجھے موت آوے مین اس سے بھی عاجز نکلا کہ اس کوے
کے مثل ہوتا فَاُوَارِىَ سَوْءَةَ اَخِىْ۔ تاکہ اپنے بھائی کے مُردے کو پوشیدہ کر دیتا۔ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ۔
پس شرمندہ ہوگیا اس امر پر کہ مردے کو لادے پھرا یہ کہکر اُسکے لیے گڑھا کھودا اور اسمین توپ دیا واضح ہو کہ ندامت اُسکو اس بات پر
نہین ہوئی تھی کہ مین اس گناہ عظیم کا مرتکب کیون ہوا بلکہ جیسا مفسرؒ نے کہا کہ مردا لادے رہنے پر نادم ہوا یا والدین کی ناخوشی پر اور
عوام مین بدنامی پر نادم ہوا کہ کچھ حاصل نہ نکلا ف قال فی العرائس قولہ تعالےٰ اذ قربا قربانا فتقبل الخ۔ ازل مین جسکے واسطے عنایت
الٰہی شامل نہین ہوئی تو اسکی انتہائی نکوئی وطاعت سب برائی ومعصیت ہو جاتی ہی ہابیل نے اپنی جان اللہ تعالےٰ کے واسطے قربان
کی اور قابیل نے بغاوت وحسد سے اپنے حظ نفس کے واسطے کیا ناچار اُسکا انجام ظلم اکبر کی طرف عود کر گیا۔ قولہ انما یتقبل اللہ من
المتقین ہابیل کے اشارہ سے بتلایا کہ سابقہ عنایت اور سابقہ خواری مقدر ہو چکی ہی پس جو ازل سے متقی ہوا وہ مقبول وطاعت
قبول ہی [illegible] بعد طاعت کے اسکی عظمت سے ڈرتے ہین کہ دیکھو قبول فرماوے یا نہ فرماوے سہلؒ نے فرمایا کہ بدن کی عبادات قبول ہونے
کے لیے تقوی واخلاص دو شرط ہین ابن عطاؒ نے فرمایا کہ متقی وہ کہ اپنے کام مین اور کلام مین اخلاص رکھتے ہون سلامیؒ نے
کہا قربان کئی طرح کے ہوتے ہین اور سب سے زیادہ تقرب اس قربان سے جسکے قبول کا اللہ تعالےٰ نے وعدہ فرمایا اور وہ سجدہ
[illegible] والی ہی چنانچہ فرمایا واسجد واقترب۔ یعنے سجدہ کر اور نزدیکی حاصل کر قال المترجم حدیث مین ہی کہ سب سے
[illegible] نزدیک اللہ تعالےٰ کی طرف بندہ اسوقت ہوتا ہی کہ سجدہ مین ہوتا ہی اور اہل خوف کی علامت یہ ہی کہ وہ کسی سے قتال
[illegible] کیونکہ تقدیر سابق پر نظر کرکے وسیلہ ساقط رکھتے ہین قال المترجم قابیل نے جو نکہ مطیع نفس وبندہ
[illegible] خواہش نفس اپنے ہابیل کو قتل کر ڈالا اور جو اللہ تعالےٰ نے حرام کیا اسکا ہتک کیا لہذا فرمایا
[illegible] ذٰلِكَ ۚ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ
[illegible] لکھا ہمنے بنی اسرائیل پر کہ جو کوئی مار ڈالے ایک جان سوا بدلے جان کے یا فساد کرنے پر

مائدہ

Marfat.com

فِی الْاَرْضِ فَکَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا ؕ وَمَنْ اَحْیَاهَا فَکَاَنَّمَاۤ اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا ؕ

ملک میں تو گویا مار ڈالا سب لوگوں کو اور جسنے جلایا ایک جان کو تو گویا جلایا سب لوگوں کو

وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَیِّنٰتِ ۫ ثُمَّ اِنَّ کَثِیْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِکَ فِی الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ

اور لا چکے ہیں ان پاس رسول ہمارے صاف حکم پھر بہت لوگ انہین سے اسکے بعد بھی ملک مین دست درازی کرتے ہیں

مِنْ اَجْلِ ذٰلِکَ ۔ الذی فعلہ قابیل ۔ یعنے اسی فعل کی جہت سے جو قابیل سے واقع ہوا کہ اسنے اپنے بھائی کو قتل کیا ہم
نے لکھدیا بنی اسرائیل پر یہ حکم جو آگے مذکور ہے پس فرض کر دینے کا یہ سبب واقع ہوا اور بعض نے یہ اعتراض کیا کہ بنی اسرائیل
پر قصاص واجب کرنا آگے مذکور ہے تو اسمین اور واقعہ قابیل و ہابیل مین کچھ مناسبت نہین ہے مترجم کہتا ہے کہ یہ اعتراض
فقط غور نہ کرنے سے پیش آیا کیونکہ اسکا سیاق یہ ہے کہ بنی اسرائیل پر وجوب قصاص کی یہ علت ظاہر کر دی گئی کہ قاتل ایسا
لائق نہین کہ زندہ چھوڑا جاوے کیونکہ جب اسنے ایک جان کو حرام طور پر قتل کر کے ہتک حرمت کی تو گویا اسنے تمام
جہان کو قتل کر ڈالا کیونکہ حرمت سب جانون کی یکسان ہے پس اس بیباک و بے ادب کا زندہ رکھنا نہین چاہیے پس قصاص واجب ہے جیسے
پہلے گذر چکا کہ لکم فی القصاص حیوۃ یا اولے الالباب ۔ بالجملہ من ابتدائیہ ہونے پر جمہور مفسرین و اہل تاویل نے اتفاق کیا اور بعض نے
کہا کہ وہ ماسبق سے متعلق ہے کہ فاصبح من النادمین من اجل ذلک ۔ یعنے ندامت اسکو اسی جہت سے ہوئی کہ لاوے پھرنے سے
خفیف ہوا اور ماہر کلام جانتا ہے کہ یہ کچھ نہین ہے اور صحیح قول جمہور ہے اور واضح رہے کہ مترجم نے جو تقریر کر دی اس سے
یہ وہم بھی دفع ہوا کہ من اجل ذلک کتبنا ۔ سے وہم ہوتا ہے کہ احکام الٰہی حادث ہین حالانکہ ایسا نہین بلکہ تعلق ان کا حادث ہوتا
ہے پس اس ایجاب و کتابت سے اظہار مقصود ہے نہ ایجاد اصل حکم فافہم قال ابن کثیر چونکہ قابیل نے اپنے بھائی کو ظلم و عدوان سے
قتل کیا اس جہت سے ہم نے لکھا بنی اسرائیل پر یعنے بنی اسرائیل کے لیے فرض شروع کیا اور ان کو آگاہ کر دیا کہ اَنَّهٗ
ای الشان ۔ بات یہ ہے کہ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَیْرِ نَفْسٍ ۔ جس نے قتل کیا کسی دوسری جان کو بغیر عوض کسی جان کے یعنے
جس نے دوسرے کو بغیر قصاص کے مار ڈالا ۔ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ ۔ یا بغیر فساد کے مار ڈالا جسکا دوسرا شخص مرتکب
ہوا ہو ۔ اور مراد فساد سے جیسے کفر کرنا یا زنا کرنا یا راہ مارنا اور مانند اس کے تو فَکَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا
گویا اسنے سب جانون کو مار ڈالا کیونکہ نفس کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور اسکے مار ڈالنے کا حکم نہین دیا تو اس کی حرمت یہی
کہ اسکو نہ مٹا دے پس جسنے اسکو مار ڈالا اسنے ہتک حرمت کی پس گویا سب کو مار ڈالا عمداً قاتل و ساہی زنا کار یا مرتد
ہے یعنے جس نفس پر قصاص آتا ہو اسطرح کہ اسنے خود کسی کو عمداً ناحق قتل کیا ہو جس سے قصاص عائد ہوا تو ایسے نفس
کی حرمت اٹھا دی گئی ہے اور نیز خاص کر دیا کہ بغیر فساد فی الارض ہو کیونکہ فساد ہرگز مرضی حق نہین ہے لہذا جب کسی نے
خالق رازق کی بندگی چھوڑی اور اپنے نفس کو اسنے مار ڈالا کیونکہ کافر مردہ برابر ہے بس اسی سے جہاد شروع ہوا اور جب تک
کافر لوگ فساد کفر نہ کرین تو پھر جہاد مین بھی انکا قتل نہوگا چنانچہ جزیہ دیکر رہین اور زنا کرنا جبکہ محصن ہو اور عورت
والی ہے بلا عذر قتل نفس ہے پس اسکی حرمت برطرف ہوئی اور راہ مارنا جانین ہلاک کرنا ہے پس ایسے نفوس کی حرمت نہین
اسکے جن نفوس کی حرمت خود اٹھا دی گئی ہے انکے سواے باقی سب نفوس محفوظ و محترم ہین انمین اگر ایک کی حرمت

Marfat.com

[illegible] **وَمَنْ اَحْيَاهَا** ۔ بان اقنع من قتلها ۔ اور جسنے ایک نفس کو زندہ کیا ف یعنے زندہ
[illegible] یا ندا چاہے کوئی نفس ہو اگرچہ اپنا خود نفس ہو مثلاً اپنے نفس کو اسکے خالق کی بندگی و توحید پر رکھا
[illegible] اللہ کو شیطانی فساد نہ پھیلایا اور زنا نہ کیا اور اسیطرح راہ زنی نہ کی غرضکہ جو فساد ایسے ہین کہ انکا کرنیوالا
[illegible] لگ کرتے ہین کہ یہ مفسد مرجاتا تو اچھا تھا ایسے افعال نہ کرے اور اگر کسیکو فساد مین دیکھے تو بچاوے جیسے ڈوبتے
[illegible] **فَكَاَنَّمَا اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا** ۔ گویا اُس نے سب جانون کو زندہ کیا کیونکہ حرمت
[illegible] محفوظ رکھنا اُسکے سب ہم شل کا حفظ ہے ۔ **وَلَقَدْ جَاۗءَتْهُمْ** ۔ اور آچکے بنی اسرائیل کے
[illegible] **رُسُلُنَا** ہمارے بہت رسول ۔ **بِالْبَيِّنٰتِ** ۔ بالمعجزات معجزات کے ساتھ یا معجزات کو لائے لیکن ان [illegible]
[illegible] کو کچھ فائدہ نہوا ۔ **ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ** ۔ پھر اس کے بعد
[illegible] انمین کے بہتیرے ملک مین فساد کرتے ہین ف یعنے کفر و قتل وغیرہ و فسادات کے مرتکب ہوکر حد سے تجاوز کرنیوالے ہو رہے
ہین ف قال فی العرائس قولہ ومن احیاہا الخ ۔ اسمین ایک لطیف اشارہ ہے کہ نفس کی طرف سے جب بدی پر نیت دوڑی اور اُس نے
[illegible] کیا تو گویا اس نفس کے رکھنے والے نے اللہ تعالے کے سب گناہ صادر کیے کیونکہ حرمت تو نظر سے کھوئی پھر اگر سب شہوات و
گناہون پر قدرت پاتا تو اُنکو کر ڈالتا پس عذاب و ثواب کا تعلق نیت پر ہے اسیطرح اگر نیکی پر نیت ہوئی اور ایک نیکی کی تو گویا سب
خیر اسکی نیت سے سرانجام ہوے کیونکہ بشرط قدرت سب کرلیتا اسی وجہ سے حدیث مین یہ مضمون ہے کہ مومن کی بھلائی کی نیت اسکے
کرنے سے بہتر ہے اسمین ایک اور اشارہ ہے کہ او تعالے نے نفوس کو ایک ہی مادہ سے پیدا کیا اور اختلاف انمین از راہ استعداد پیدا کی
پس جسنے ایک نفس کو قتل کیا اُسکا اثر تمام نفوس مین پہونچیگا خواہ اورون کو بسبب اُسکے تاثیر ظاہر ہو یا نہو اور جسنے نفس مومن کو یاد الٰہی
و توحید سے زندہ کیا کہ اُسنے اپنے خالق کی محبت حاصل کی اور معرفت سے زندہ ہوا اور مشاہدہ سے روح تازہ پائی تو اسکی زندگانی کا اثر و برکت تمام
نفوس مین پہونچتا ہے پس گویا اُسنے تمام نفوس کو زندہ کیا اور اس آیت مین گمراہی کے پیشواؤنکو سخت تہدید ہے اور ہدایت کے پیشواؤنکو تشریف و تحسین ہے
**اِنَّمَا جَزٰۗؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا**
[illegible] جو لڑائی کرتے ہین اللہ سے اور اُسکے رسول سے اور دوڑتے ہین ملک مین فساد کرنے کو کہ اُنکو قتل کرے
**اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ۭ ذٰلِكَ**
[illegible] سولی چڑھائے یا کاٹے اُنکے ہاتھ اور پاؤن مقابل کا یا دور کرنے اُس ملک سے یہ
**لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ**
[illegible] دنیا مین اور اُنکو آخرت مین بڑی مار ہے مگر جنھون نے توبہ کی
ع ۸ ۵ ۹ **قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ ۚ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○**
[illegible] ہاتھ لگنے سے پہلے تو جان لو کہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے
[illegible] فاجتووا المدینۃ وسقمت [illegible] فاذن لہم النبی صلے اللہ علیہ وسلم ان یخرجوا الی الابل ویشربوا من ابوالہا والبانہا فلما صحوا قتلوا
[illegible] ان کلام کا حاصل یہ ہے کہ چند آدمیون کے بارہ مین ہو جو مدینہ مین آئے اور وہ بیمار تھے پس نبی صلعم نے

اجازت دی کہ نکلکر اونٹون کی طرف جاوین اور انکے موت اور دودھ پیا کرین پھر جب تندرست ہوگئے تو چرواہے [illegible]
لے گئے **قال المترجم** مفسر رحمہ اللہ نے بہت تنگ عبارت مین سبب نزول بیان فرمایا کہ وہ خود محتاج تفسیر و تشریح ہے [illegible]
کہ ان ترتیب سے توضیح و اختلاف مسئلہ بیان کرے لہذا جاننا چاہیے کہ یہان تین مقام ہین اول تفسیر متعلق بزبان عرب [illegible]
نزول سوم ذکر مذاہب ائمہ فقہا پس مقام اول مین مختصر کلام یہ کہ قولہ تعالے **اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ** [illegible]
**وَرَسُوْلَهٗ** - محاربت لڑائی و جنگ و جدال وہ جناب باری تعالے سے ممکن نہین مگر رسول اللہ صلعم سے ممکن ہو لیکن [illegible]
آپ کی حیات مین آپکے ساتھ واقع ہوا اور اب تو ممکن نہین حالانکہ حکم عام ہے تو مراد انکہ یحاربون محاربہ المسلمین - یعنے اللہ [illegible]
ورسول کے ساتھ محاربہ یون ہے کہ مسلمانون سے محاربہ کرین پس مسلمانون کی تکریم و تشریف کے واسطے اور اس گناہ کے سخت و عظیم ہونے
کو ظاہر فرمانے کے واسطے اللہ و رسول کی طرف محاربہ منسوب کیا یا یہ معنے کہ حکم خدا و رسول سے تعدی و جدال کے ساتھ مخالفت
کرین پس محاربت بمعنے ضد کرنا اور خلاف کرنا اور یہ معنے صادق ہین کفر کرنے و راہ مارنے اور دھمکانے سب پر اور ایسے ہی زمین مین فساد
کرنے پر سعی کرنا کئی طرح کے شر و فساد پر صادق ہے یہان تک کہ سعید بن المسیب و بہتیرے سلف نے کہا کہ درم و دینار کا قرض بھی ملک مین فساد
کرنے مین شامل ہے تقتیل پارہ پارہ کرکے مار ڈالنا اور یہان ایک بعد دوسرے کے مار ڈالنا اور تصلیب سولی دینا اور خلاف سے
ہاتھ پاؤن کاٹنے کے یہ معنے کہ جس طرف کا ہاتھ کاٹا اُسکے خلاف دوسری طرف کا پاؤن کاٹا اور یحاربون پر عطف ہے قولہ - **وَيَسْعَوْنَ**
**فِى الْاَرْضِ فَسَادًا** - اور فساداً کو نصب بنا بر آنکہ حال ہے ای مفسدین یا مفعول لہ ہے یعنے لغرض فساد کرنے اور مفسر رحمہ اللہ نے
فساد مین سعی کرنے کی تفسیر قطع طریق سے بیان کی یعنے سعی در فساد اس طرح کہ راہ مارین خواہ شہر مین ہو یا باہر ہو اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ
کے نزدیک شہر مین نہین بلکہ باہر کے ساتھ مخصوص ہے چنانچہ آویگا انشاء اللہ تعالے پھر جزاء الخ مبتدا ہے اور خبر اسکی قولہ - **اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا**
**اَوْ يُصَلَّبُوْٓا** - کہ قتل کیے جاوین یا سولی دیے جاوین - **اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ**
یا کاٹے جاوین اُنکے ہاتھ اور پاؤن جانب خلاف سے ایدیھم الیمنی وارجلھم الیسری - یعنے داہنے ہاتھ اور بائین پاؤن کاٹے
جاوین - **اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ** - یا زمین سے نکالدیے جاوین یعنے ایک شہر سے دوسرے شہر کو نکال دیے جاوین
یا مراد یہ کہ قید کیے جاوین اور مفسر رحمہ اللہ نے کہا کہ نکالے جانے کے مانند قید وغیرہ کی سزا الاحق کی گئی یعنے اگر شہر بدر کرنے مین مضرت
واقع ہو تو قید کرے یا اُسکے مانند کوئی سزا دیدے اب اسکے سبب نزول مین کلام ہے جو مقام دوم ہے پس اسمین دو وجہ ہین ایک [illegible]
نزول کا واقعہ کیا تھا دوم آنکہ حکم عام ہے یا کسی گروہ سے مخصوص ہے یا منسوخ ہے پس تلخیص تفسیر **شیخ ابن کثیر** ہے کہ عکرمہ و
حسن نے کہا کہ یہ آیت مشرکون کے حق مین ہے کہ گرفتار ہونے سے پہلے اگر اُسنے توبہ کرلی تو سزاے مذکورہ باوجودیکہ اسلام [illegible]
گناہ مٹ جاتے ہین اور مرد مسلمان نے اگر ایسا کیا اور کفار سے جا ملا تو اُسپر حد جاری ہونے سے کوئی مانع نہین ہے [illegible]
اور ایسا ہی من طریق عکرمہ از ابن عباس نسائی و ابوداؤد نے روایت کیا **قال المترجم** شاید معنے یہ ہین کہ قبل [illegible]
سے سزایاب ہونا جو آخر آیت ہے وہ دلالت کرتا ہے کہ نزول اسکا مشرکین کے حق مین ہے کیونکہ اس امر پر اجماع ہے کہ مشرک [illegible]
اسلام لایا باین طور کہ شرک سے توبہ کی تو اُسکا خون حرام ہو جاتا ہے وقد قال تعالے قل للذین کفروا ان ینتھوا [illegible]
الآیہ - کافرون سے کہدے کہ کفر چھوڑ دو جو تم کرچکے وہ تمکو معاف کیا جائیگا - ھ - اور فی الحدیث الاسلام یھدم [illegible]

Marfat.com

[illegible] اکی دلیل یہ ہی کہ آیت کا نزول ان گنہگار مسلمانون کے حق مین ہی جو نکلکر راہ مارین اسلیے کہ آخر آیت
[illegible] الا الذین تابوا من قبل ان تقدروا علیہم فاعلموا ان اللہ غفور رحیم - یعنے تمہارے ہاتھ گرفتار ہونے سے پہلے توبہ کرین تو
[illegible] ب والا کافر یا مشرک خواہ گرفتار ہونے سے پہلے یا پیچھے کسی وقت توبہ کرے یعنے کفر چھوڑکر اسلام لاوے تو معاف
[illegible] آیت [illegible] مذکورہ بالا پس آخر آیت سے معلوم ہوا کہ یہ اُن گنہگار مسلمانونکے حق مین ہی جو نکلکر راہزنی کرین اور یہی
قول ابو حنیفہ و مالک و شافعی وغیرہم کا ہی اور ابن المنذر نے اسکو صحیح کہا ہی پھر تفسیر ابن کثیر رح مین بروایت علی بن ابی طلحہ از ابن عباس رض
[illegible] کہ فرمایا کہ اہل کتاب مین سے ایک قوم کے اور نبی صلعم کے درمیان عہد و پیمان تھا اُنھون نے عہد توڑا اور فساد کیا تو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت
صلعم کو اختیار دیا کہ تمہارے مذکورہ سے جو سزا چاہین دین (رواہ ابن جریر) اور مصعب بن سعد عن ابیہ سعد بن ابی وقاص آنکہ نزول
اسکا حروریہ کے حق مین ہوا (رواہ ابن مردویہ) **قال المترجم** یعنے حروریہ خوارج اسی حکم مین داخل ہین **قال ابن کثیر** صحیح یہ ہی کہ
آیت عام ہی خواہ مشرک ہون یا مسلمان جو ایسا کرے اُسکی یہی سزا ہی اور **قرطبی** نے بھی کہا کہ آیت اگرچہ یہود یا مرتدون کے واقعہ مین
نازل ہوئی ہو لیکن حکم اسکا اُن مسلمانونکو بھی شامل ہی جو اسطرح محاربہ و فساد کرین اور اسمین اہل علم کے درمیان کچھ اختلاف نہین
ہی پھر واقعہ نزول جسکا حاصل **شیخ سیوطی** رح نے ذکر کیا ہی **تفسیر ابن کثیر** مین اسطرح مذکور ہی کہ انس بن مالک نے فرمایا کہ چند نفر
قبیلہ عرینہ کے رسول اللہ صلعم کے پاس مدینہ مین آئے اور اسکی آب و ہوا سے انکو اجتوا ہوا یعنے پیٹ بڑھ گئے اور ہاتھ پاؤن دُبلے
پڑگئے پس رسول اللہ صلعم نے انکو صدقہ کے اونٹون کے وہان بھیجدیا اور حکم کیا کہ اُنکا موت اور دودھ پیین اُنھون نے یہی کیا
جب تندرست ہوے اسلام سے مرتد ہوگئے اور چرواہے کو قتل کرکے اونٹ ہانک لے گئے پھر آنحضرت صلعم نے اُنکے نشان قدم پر
لوگ روانہ کیے پس وہ پکڑ آئے تو حضرت صلعم نے اُنکے ہاتھ پاؤن جانب خلاف سے کٹوائے اور آنکھون مین کیلین گڑوائین
اور حرہ مین اُنکو ڈلوادیا حضرت انس رض نے کہا کہ مین نے اُنکو دیکھا کہ پیاس سے کوئی کوئی اُنکا زمین چاٹتا ہی یہانتک کہ سب مرگئے
اور نازل ہوا قولہ انما جزاء الذین یحاربون اللہ الآیہ - رواہ البخاری و مسلم و ترمذی و ابو داؤد وغیرہم بالفاظ مختلفہ اور بعض روایت مین
ہی کہ یہ لوگ قبیلہ عکل و عرینہ کے تھے اور بعض مین مصرح ہی کہ اسی بارہ مین نازل ہوا قولہ انما جزاؤا الذین الآیہ اور بعض روایات مین ہی کہ جریر
بن عبد اللہ البجلی کو سردار کرکے بیس سوار انصاری اُنکے پیچھے روانہ کیے تھے اور اُنکے ساتھ ایک قیافہ دان کردیا تھا جو ان لوگون کے
نشان قدم پر لیے جاتا تھا اور صحیح مسلم کی ایک روایت مین ثابت ہوا کہ ان خبیثون نے چرواہے کی آنکھون مین ببول کے کانٹے بھونکے
تھے انکے عوض مین حضرت صلعم نے قصاص کے طور پر انکی آنکھون مین کیلین جونکی تھین اور عبد الرزاق نے ابو ہریرہ سے قصہ روایت
کیا پھر ابو ہریرہ رض نے کہا کہ انھین لوگون کے حق مین قولہ انما جزاؤا الذین نازل ہوا اور کہا کہ اسکے بعد آنحضرت صلعم نے آنکھون کی
تسمیر چھوڑدی اور ابن مردویہ نے حضرت سلمۃ بن الاکوع سے ان خبیثون کا قصہ روایت کیا اور اُسمین ہی کہ پھر جب اونٹون کا موت اور
دودھ پی کر توانا و تندرست ہوے تو اُنھون نے یسار پر جو حضرت صلعم کا آزاد کیا ہوا غلام اور اُن اونٹونکا نگہبان چرواہا تھا یہ ظلم
کیا کہ پچھاڑکر اسکو ذبح کیا اور اسکی دونون آنکھون مین ببول کے کانٹے چبھوئے تھے پھر اونٹ ہانک لیگئے تا آخر حدیث اور یہ قصہ
[illegible] جماعت صحابہ رض سے مروی ہی اور سعید بن جبیر نے یہی قصہ روایت کیا اور آخر مین کہا کہ رسول اللہ صلعم نے اس سے پہلے یا اسکے بعد
کبھی مثلہ نہین کیا اور فرماتے تھے کہ مثلہ مت کرو (رواہ ابن جریر) **قال المترجم** مثلہ کرنے سے ممانعت کی حدیث مرفوعا صحاح مین

Marfat.com

ثابت ہی اور علماے حنفیہ نے قصہ عرنیین مین جسکی بعض روایت مین آنکھونکی تسمیر اور بعض مین [illegible]
اُنھون نے چرواہے کے ساتھ یہ کیا تھا پس اُسکا قصاص لیا چنانچہ صحیح مسلم وغیرہ کی بعض روایت [illegible]
کہ پھر نزول آیت سے عذاب منسوخ ہو گیا اور چونکہ آنکھون کی تسمیل آیت مین نہین ہی لہذا [illegible]
صلعم نے مثلہ سے منع فرمایا تو آنکھون کی تسمیل منسوخ ہوئی پھر واضح ہو کہ سعید بن جبیرؓ سے کسی نے [illegible]
اُنھون نے یہی قصہ روایت کر دیا اور اس سے دو حکم متعلق ہین اول آنکہ اونٹ کا پیشاب کپڑے [illegible]
صحیح یہ ہی کہ نجاست خفیفہ ہی اور ایسی ہی ہر حیوان کے پیشاب کا جو کھایا جاتا ہی یہی حکم ہی دوم آنکہ [illegible]
اس قصہ کے جائز ہی اور بعض نے کہا کہ دوا کی ضرورت سے جائز ہی اور صحیح یہ ہی کہ نہین جائز ہی اور چونکہ نجس کو کھانا منع ہی [illegible]
نہین جیسا کہ حدیث دیگر سے ثابت ہوتا ہی اور وہ حدیث قولی عام ہی اور یہ ایک خاص قوم کے واسطے تھی لہذا منع کی [illegible]
بعض نے یہان خوب نکتہ کہا کہ یہ چند نفر عرینہ کے مرتد و پلید تھے جنکو مدینہ طیبہ کی آب و ہوا موافق نہوئی چنانچہ اُسکی تعریف مین صحیح حدیث [illegible]
پلیدی کو اسطرح دور کرتا ہی جیسے لوہے سے میل کو بھٹی دور کرتی ہی پس ان پلید ونکو یہ پاک نا موافق ہوا تو انکو اونٹ کا پیشاب علاج ہوا [illegible]
لہذا اسپر پاکیزگی کا مسئلہ قیاس نہین ہو سکتا فافہم پھر واضح ہو کہ آیت مین محاربت عام ہی خواہ شہر مین ہو یا باہر راستہ مین ہو اور اسی عموم سے [illegible]
استدلال کر کے دونون جگہ محاربت کو یکسان قرار دیا اور نیز قولہ ویسعون فی الارض فسادا سے عموم ظاہر ہی اور یہی مذہب امام مالک و اوزاعی و [illegible]
بن سعد و شافعی و احمد رح کا ہی یہانتک کہ مالک رح نے کہا کہ اگر کوئی کسیکو فریب سے گھر مین داخل کر کے مال لیلیوے تو یہ محاربت ہی پس سلطان [illegible]
اُسکے خون پر سزا دیگا اور مقتول کے وارث کے معاف کرنے سے معاف نہوگا اور امام ابو حنیفہ و اُنکے اصحاب نے کہا کہ محاربت فقط راستہ مین [illegible]
ہی اور شہر والے یعنی آبادی کے اندر نہین ہو سکتی کیونکہ اگر فریاد کرے تو مددگار پہونچ سکتا ہی بخلاف راستہ کے کہ وہان مددگار نہین ملتا اور ایک روایت مین
مالک رح نے بھی آبادی مین محاربت ہونا فرمایا ہی جیسا کہ ابن المنذر نے نقل کیا پھر قولہ تعالیٰ ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع الخ مین بعض نے کہا کہ او یہان تخییر
کے واسطے ہی اور بعض نے کہا کہ مختلف صور تونمین مختلف حکم متعلق ہونے کیواسطے ہی پس علی بن ابی طلحہؓ نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ جسنے اسلام
مین ہتھیار نکالے اور راہ گیرونکی تخویف و فساد کیا پھر وہ گرفتار ہوا تو مسلمانون کے امام کو اُسکے حق مین اختیار ہی چاہے قتل کرے [illegible]
چاہے سولی دے اور چاہے اُسکے ہاتھ پاؤن کو کاٹ دے یہی قول سعید بن المسیبؒ و مجاہد و عطا و حسن بصری و ابراہیم نخعی و ضحاک کا ہی [illegible]
ابن جریر نے روایت کیا اور یہی انس بن مالکؓ کا قول نقل کیا اور آیت سے اسکا استنباط ظاہر ہی اور بعض دیگر احکام قرآن مین بھی [illegible]
مذکور ہوئی ہی جیسے قولہ ففدیۃ من صیام او صدقۃ او نسک دربارہ ترفہ در احرام۔ اور جمہور علما نے کہا کہ آیت مین او مختلف صور تونمین
مختلف حکم کے واسطے ہی جیسا کہ امام شافعی رح نے روایت کیا کہ انبانا ابراہیم بن ابی یحیی عن صالح مولی التوامۃ عن ابن عباس [illegible]
حق مین بیان کیا کہ رہزنون نے اگر قتل کر کے مال لیا ہی تو قتل کیے جاوین اور سولی دیے جاوین اور اگر قتل کیا اور مال نہین لیا تو فقط
قتل کیے جاوین اور سولی نہ دیے جاوین اور اگر فقط مال لیا اور قتل نہین کیا تو انکے ہاتھ و پاؤن خلاف جہت سے [illegible]
بھی نہین لیا فقط راہ والونکو خوف دلایا ہی تو اُس سرزمین سے خارج کیے جاوین و قد رواہ ابن ابی شیبۃ ایضا [illegible]
و ابراہیم نخعی و حسن و قتادۃ و سدی و عطا خراسانی سے اسکے مانند مروی ہی اور یہی بہتیرے سلف صالحین [illegible]
اُسنے راہ گیر کا مال لیا اور قتل بھی کیا تو امام ابو حنیفہ نے کہا کہ امام کو اختیار ہی کہ قتل کرنے اور سولی دینے سے [illegible]

Marfat.com

[illegible] اور ابو یوسف و اوزاعی کے قول مین ہر صورت مین قتل ضرور ہی اور رہا یہ کہ یوں ہی نہ
[illegible] اجا وے یا تین دن چھوڑ دیا جاوے یہ سب فقہ مین مذکور ہی اور حنفیہ کے نزدیک بطور زجر کے اسکے
[illegible] کہ آیت انکے نزدیک مسلمان راہزنونکے واسطے ہی پھر قولہ تعالے او ینفوا من الارض بعض نے کہا کہ اسکی یہ صورت ہے
[illegible] پس اسپر حد جاری کیجاوے یا وہ دار الاسلام سے نکلکر کافرونکے ملک مین چلا جاوے رواہ ابن جریر عن
[illegible] انس بن مالک و سعید بن جبیر والضحاک والربیع بن انس والزہری و مالک و دوسرون نے کہا کہ ایک شہر سے دوسرے شہر
[illegible] اور بعض نے کہا کہ نفی سے مراد یہان قید خانہ مین بند کرنا اور یہی امام ابو حنیفہ و انکے اصحاب کا قول ہی اور زمین سے
[illegible] کہ وسعت زمین کشادہ ہی اور اسپر کھلا پھرتا تھا اب بند ہو کر تنگی مین گیا پس گویا زمین سے نفی کیا گیا اور بعض نے کہا
کہ ایک شہر سے نکالکر دوسرے شہر مین قید خانہ مین بند کیا جاوے اور اسکو شیخ ابن جریر و قرطبی نے اختیار کیا اور مکحول نے روایت کی کہ
[illegible] حضرت عمرؓ نے پہلے قید خانہ مین قید کرنا نکالا اور کہا کہ مین بند رکھونگا اور دوسرے شہر مین نہ نکالونگا کہ وہان انکو آزار پہونچاوے یہ سبب
[illegible] ہی جو محاربت کرین اور پھر فرمایا۔ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا۔ یعنے یہ سزاے مذکورہ اُن کے لیے دنیا مین
[illegible] خواری کے لفظ سے نکلا کہ اس جرم مین جو مسلمان مصلوب ہو اسپر نماز نہ پڑھنا چاہیے۔ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ
عَظِيمٌ۔ اور آخرت مین انکے لیے عذاب دوزخ ہی۔ اسی سے بعض علما نے کہا کہ یہ آیت مشرکون کے حق مین یا مرتدون کے حق مین ہے
اور پہلے مذکور ہوا کہ صحیح یہ ہی کہ آیت عام ہی ولیکن یہ عذاب عظیم البتہ مشرکون کے حق مین مخصوص ہی کیونکہ واقعہ نزول عرینہ کے مرتد واقع ہوے
تھے اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اگر مسلمان نے کوئی گناہ ایسا کیا جسکی سزا مین کوئی حد مقرر ہی اور وہ سزا اُسکو دیگئی تو یہ یقینی نہین کہ عاقبت مین
اسکے واسطے اب عذاب نہوگا چنانچہ اسی آیت مین آخرت مین عذاب عظیم کی تہدید ہی پھر او تعالے قادر مختار ہی چاہے اس مستحق کو وہان عذاب کرے
اور چاہے معاف کرے اور یہ قول سنجیدہ ہی اگرچہ ایک جماعت علمانے اصرار کیا کہ بعد عذاب دنیاوی کے آخرت کا عذاب نہین رہتا بدلیل چند
احادیث کے حالانکہ اُنسے حجت تمام نہین جیسا کہ آتا ہی اور اس آیت مین یہ تاویل کی کہ یہ وعید مخصوص مشرکون کے واسطے ہی اور رہے گنہگار
مسلمان جنسے ایسی حرکت صادر ہوئی ہو تو عبادہ بن الصامتؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے جیسے عورتونسے عہد لیا ویسے ہی ہم سے
عہد لیا کہ ہم لوگ اللہ تعالے کے ساتھ کچھ شرک نہ کرین اور چوری نکرین اور زنا نہ کرین اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرین ور نیک کام مین رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کی نافرمانی نکرین پس جسنے تم مین سے عہد وفا کیا اُسکا ثواب اللہ تعالے کے پاس ہی اور جسکو اسمین سے کوئی بات پہونچی
اور اسکو حد دیا گیا تو وہ اُسکا کفارہ ہوگیا اور جسکے حق مین اللہ تعالے نے پردہ پوشی کردی تو اللہ تعالے کو اختیار ہی چاہے اُس کو
عذاب دے اور چاہے عفو کردے (رواہ مسلم) اور علی رضی اللہ عنہ سے ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جسنے دنیا مین کوئی گناہ کیا اور
اللہ تعالے نے اُسکا پردہ چھپا دیا و عفو کیا تو اللہ تعالے بڑا کریم ہی اُس سے کہ جس چیز کو عفو کیا اُسپر دوبارہ مواخذہ کرے رواہ احمد
والترمذی و ابن ماجہ قال الدارقطنی رفعہ صحیح وقد روی موقوفا اور پوشیدہ نہین کہ ہر دو حدیث کو ملانے سے مطلب ظاہر ہوجاتا ہی پھر آیت مین
[illegible] قولہ لہم فی الآخرۃ عذاب عظیم۔ اُسوقت ہی کہ توبہ نہوئی ہو ولیکن آگے خود فرمایا۔ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا
[illegible] مین سے جن لوگون نے توبہ کر لی مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ۔ پہلے اس سے کہ
[illegible] پہلے توبہ کر لی تو۔ فَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ آگاہ رہو کہ اللہ تعالے غفور

Marfat.com

رحیم ہی یعنے توبہ کرنے سے جو مغفرت نے برائی کی اُسکو بخش کر رحمت کرنے والا ہی عبدالملک علیہم ...
تعالے دون حقوق الآدمیین کذا اظہر لی والله اعلم ممن تعرض له والله اعلم فاذا قتل واخذ المال یقتل ویقطع ولا یصلب ...
ثبتہ بعد القدرۃ علیہ شیئا و مواضع لیہ ایضاً یعنے الله تعالے نے قبل گرفتاری کے توبہ کرنے والونکے حق مین ...
الله تعالے غفور رحیم ہی اور یون نہین فرمایا کہ تم اُنکو سزائے مذکور مت دو تو یہ اس فائدہ کے لیے کہ ...
کے حدود ساقط ہونگے یعنے جو خالص سزا گناہ کی الله تعالے نے مقرر کی ہی وہ ساقط ہوگی اور آدمیون کے حق ...
مال لے لیا ہی یا تو اُسکا مال دیوے یا اُس سے کسی طرح خوشامد سے معاف کرا دے پھر مفسرؒ نے کہا کہ یہ نکتہ مجھے ...
کہ کسی مفسرؒ نے اس سے تعرض کیا ہو والله اعلم اور مترجم کہتا ہی کہ مراد یہ کہ خصوص اس مقام پر کسی نے تنبیہ نہین کی ورنہ آیۃ السرقۃ ...
اُسکے مثل مقام پر شیخ ابن کثیر نے متنبہ کر دیا ہی چنانچہ آتا ہے اور اس ضعیف کو بحمد الله قبل افادہ حضرت مفسرؒ کے اسی کلام ...
ہو گیا تھا اور بعد افادہ حضرت مفسر کے قابل اعتماد ہو گیا اگرچہ ایک نکتہ یہ بھی ظاہر ہوا ہی کہ اسمین لوگون کو تنبیہ ہی کہ خلق الٰہی پر کاربند ہو کر
وہ بھی اپنے حقوق معاف کرین اسیواسطے فان الله غفور رحیم نہین فرمایا بلکہ فاعلموا ان الله غفور رحیم فرمایا فافہم والله اعلم اب تحصیل مراد
شیخ الحافظ ابن کثیرؒ یہ ہی کہ یہ عفو و مغفرت در صورتیکہ آیت درباره اہل شرک ہو جیسا کہ بعض کا قول ہی تو ظاہر ہی اور رہے گنہگار مسلمان
جنھون نے محاربہ کیا پس اگر گرفتاری سے پہلے توبہ کر لی تو وجوب قتل و سولی و قطع رجل ساقط ہوگا اور ہاتھ کٹنے مین دو قول ہین در ظاہر آیۃ ...
کہ یہ بھی ساقط ہوگا اور اسی پر صحابہ رضؓ کا عمل تھا چنانچہ شعبیؒ نے کہا کہ جاریہ بن بدر التیمی اہل بصرہ مین سے مرتکب محاربہ و فساد ہوا پھر
اُسنے حسن بن علی و ابن عباس و عبدالله بن جعفر سے کہا اُنھون نے حضرت علیؓ سے اسکے بارہ مین کہا مگر حضرت علیؓ نے اسکو امان نہ دی
پس وہ سعید بن قیس ہمدانی کے پاس آیا وہ اُسکو گھر مین چھوڑ کر حضرت علیؓ کے پاس گئے اور عرض کی کہ یا امیر المومنین الله تعالے نے فرمایا کہ انما
جزاء الذین تا قولہ ان الله غفور رحیم تو آپ اسمین کیا حکم دیتے ہین فرمایا کہ مین اسکے واسطے امان لکھونگا تو سعیدؒ نے کہا کہ یا امیر المومنین
ایسا شخص جاریہ بن بدر ہی رواہ ابن جریر اور نیز شعبی نے کہا کہ بنی مراد مین سے ایک شخص حضرت ابوموسیٰؓ کے پاس جبکہ وہ زمانہ خلافت
عثمانؓ مین کوفہ پر حاکم تھے آیا اور ابوموسی نماز پڑھکر بیٹھے تھے پس اُسنے کہا کہ یہ مقام آپکی طرف پناہ لانیوالے کا ہی مین فلان بن فلان
المرادی ہون مین نے الله و رسول سے محاربت کی تھی پھر قبل اسکے کہ تم مجھپر قدرت پاؤ مین خود توبہ کر کے حاضر ہو گیا تب ابوموسی کھڑے
ہو گئے اور کہا کہ یہ فلان بن فلان ہی اور قبل ہمارے اسپر قابو پانے کے یہ توبہ کر کے آیا اور پہلے محاربہ کر چکا ہی پس اب اس سے کوئی سوا
بھلائی کے تعرض نہ کرے سو اگر یہ سچا ہی تو سچی راہ پاویگا اور اگر جھوٹا ہی تو اپنے گناہون مین پکڑا جاویگا پھر وہ شخص جب تک الله تعالے
نے چاہا پھر نکل گیا سو اپنے گناہون مین ماخوذ ہو کر قتل ہوا رواہ ابن جریر اور نیز روایت کی کہ علی اسدی نے رہزنی و محاربہ کیا اور راہ خوفناک
کر دی اور ناحق خون مین ہاتھ بھرے اور مال ناحق لیا اور عوام و امام سب نے اُسکو پکڑنا چاہا مگر قابو نہ پایا یہانتک کہ اسنے خود توبہ کر لی اور ...
یہ ہوئی کہ اُسنے ایک مرد کو یہ آیت پڑھتے سنا قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ الله ان الله یغفر الذنوب جمیعا انہ ہو
الغفور الرحیم پس ٹھہر گیا اور کہا کہ ای بندہ خدا اُسکو دوہراؤ اُسنے پھر یہی آیت پڑھ دی پس اُسنے اپنی تلوار میان مین کر لی اور تائب
ہو کر مدینہ مین آیا اور سحر کے وقت غسل کر کے مسجد رسول الله صلعم مین آ کر نماز صبح پڑھی پھر حضرت ابوہریرہؓ کے گرد اُنکے اصحاب
کے ساتھ بیٹھ گیا پھر جب اُجالا ہو گیا اور لوگون نے اُسکو پہچانا تو اُسکی طرف کو کھڑے ہوے اُسنے کہا کہ تمہارے لیے کوئی راہ ...

[illegible] آیا ہون تو ابو ہریرہؓ نے کہا کہ یہ سچا ہر اور اُسکا ہاتھ پکڑ کے مروان بن الحکم کے پاس لائے
[illegible] مدینہ پر حاکم تھا اور کہا کہ یہ شخص توبہ کر کے آیا ہر تمکو اسکی طرف کوئی راہ نہین اور نہ قتل ہو سکتا ہر پس وہ
[illegible] علی اسدی کی توبہ اچھی ہوئی اور وہ سمندر مین جہاد کو روانہ ہوے پس رومیون سے مقابلہ ہوا پس ان
[illegible] کو اُنکی کشتی سے قریب کر دیا پس علی اسدی حملہ کر کے رومیون کی کشتی پر گھس گیا اور وہ اُسکے سامنے بھاگ کر کشتی
[illegible] پر جا پڑے پس کشتی ایک طرف لنگر کھا کر لوٹ گئی اور سب کے سب سمندر مین غرق ہو گئے **قال المترجم** اسمین توبہ کی بڑی فضیلت ظاہر ہوئی

**يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ**
اے ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے اور ڈھونڈو اُس تک وسیلہ اور لڑائی کرو اُسکی راہ مین

**لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ أَنَّ لَهُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُ**
شاید تمہارا بھلا ہو جو کافر ہین اگر اُنکے پاس ہو جتنا کچھ زمین مین ہر سارا اور اُسکے

**مَعَهُ لِيَفْتَدُوا بِهِ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ**
ساتھ اُتنا اور کہ چھڑوائی مین دین اپنے قیامت کے عذاب سے وہ اُنسے قبول نہ ہو اور اُنکو دکھ کی

**أَلِيمٌ ۝ يُرِيدُونَ أَن يَخْرُجُوا مِنَ النَّارِ وَمَا هُم بِخَارِجِينَ مِنْهَا ۖ وَلَهُمْ**
مار ہر چاہین گے کہ نکل جاوین آگ سے اور وہ نکلنے والے نہین اور اُنکو

**عَذَابٌ مُّقِيمٌ ۝**
عذاب دائم ہر

**يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ** - خافوا عقابه بان تطيعوه - یعنے تقوی کرنے سے یہان مراد یہ کہ اتقوا عقاب اللہ - یعنے عقاب الٰہی سے خوف کرو اور بچو باین طور کہ اللہ تعالے کی طاعت و فرمانبرداری کرو اور مخالفت و محاربت کرو - **وَابْتَغُوا** ای اطلبوا اور طلب کرو - **إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ** - اللہ تعالے کی طرف وسیلہ - ای مایقربکم الیہ من طاعتہ - یعنے وہ چیز ڈھونڈو جو تمکو اللہ تعالے سے نزدیک کرے جو اُسکی بندگی ہر در اصل وسیلہ وہ چیز ہر جس سے مقصود حاصل کرنے کی طرف توسل لیا جاوے اور یہان ابن عباس سے وسیلہ کی تفسیر قربت مروی ہوئی اور مراد اس سے وہ چیز ہر جس سے قربت حاصل ہو یعنے طاعات جو وسیلہ تقرب ہین یعنی اُمین سے بھی دلی آرزو کے ساتھ ایسی چیز تلاش کرو جس سے تقرب ہو اور آگے خود جہاد کا حکم فرمایا جو اعلی وسیلہ ہر اور بعض صوفیہ کی عبارات مین سے ظاہر ہوتا ہر کہ کافرون سے لڑائی تو چھوٹا جہاد ہر اور نفس کشی بڑا جہاد ہر تو مطلب اس عبارت کا یہ ہر کہ محض لڑائی ظاہری تو آسان ہر اور نفس کو حرام و شبہات و ممنوعات مین پڑنے سے روکنا یہ زیادہ سخت ہر کیونکہ یہ دشمن سامنے نہین اور چوٹ نہین کھاتا [illegible] ہو رہا ہر اور یہ ظاہر ہر کہ جو بندے خالص نیت سے تقوی کے ساتھ جہاد کرتے ہین تو ظاہر ہر کہ وہ جہاد اصغر و اکبر دونوکے جامع ہین [illegible] مین مختصر عبارت مین اسکے فضائل بیان ہو چکے بالجملہ وسیلہ کی تفسیر قربت سے جو ابن عباسؓ سے مروی ہر وہی مجاہد و ابو وائل [illegible] سے مروی ہر اور ابن زید نے اسپر شاہد دوسری آیۃ قولہ اولئک الذین یدعون یبتغون الی ربہم الوسیلۃ الآیہ پڑھ دی [illegible] یعنے اسکی طاعت و مرضیات پر عمل کرو **قال الشیخ ابن کثیر** تقوی کا لفظ جب طاعت کے ساتھ بیان ہوتا ہر

Marfat.com

تو مراد اُس سے یہ ہوتی ہو کہ حرام چیزون سے باز رہو اور جو منع ہین اُنکو چھوڑ دو اور جو تفسیران اکثر تابعین [illegible]
مفسرین کے درمیان اس تفسیر مین کچھ اختلاف نہین ہو اور یہ جان لینا چاہیے کہ وسیلہ ایک خاص [illegible]
ِلت فقط رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے خاص ہو یہان مراد نہین ہو سکتی ہو اور [illegible]
بن العاص رضؓ نے آنحضرت صلعم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے کہ جب تم لوگ اذان دینے والے سے سنو تو [illegible]
درود پڑھو کیونکہ البتہ جسنے مجھپر ایک مرتبہ درود پڑھا تو اللہ تعالے اُسپر دس مرتبہ رحمت فرماتا ہو پھر [illegible]
کرو کہ اللہ تعالے وسیلہ مجھے عطا کرے اور وہ جنت مین ایک درجہ ہو کہ اللہ تعالے کے بندون مین سے ایک ہی کے واسطے ہو سکتا [illegible]
مجھے امید ہو کہ وہ بندہ مین ہی ہونگا سو جسنے میرے واسطے وسیلہ کی درخواست کی اُسکو میری شفاعت روزی ہوگی رواہ مسلم [illegible]
معنے امام احمد و ترمذی و ابن مردویہ نے صحیح اسانید کے ساتھ ابو ہریرہؓ سے روایت کیے اور نیز اسکو طبرانی اور ابن [illegible]
ابن مردویہ نے ابو سعید خدری سے روایت کیا ہی معنے یہ ہونگے کہ یہ منزلت فقط آنحضرت صلعم کے واسطے ہوگی پھر آپ کے ساتھ آپ کے
صالحین اہل بیت رضوان اللہ علیہم ساکن ہونگے پس اب روایات صحاح کے معنے مین موافقت ہوگئی۔ وَجَاهِدُوا
فِي سَبِيلِهِ۔ لاعلاء دینہ یعنے اللہ تعالے کی راہ مین جہاد کرنے کے یہ معنے ہین کہ اسکا دین بلند کرنے کے واسطے جہاد کرو تب ہی
اللہ تعالے کی راہ مین ہوگا چنانچہ حدیث صحیح مین ثابت ہوا کہ لوگون نے کافرون سے لڑنے والونکے اقسام باعتبار نیت کے بیان
کرکے پوچھا کہ انمین سے اللہ تعالے کی راہ مین لڑنے والا کون ہوا تو آپ نے فرمایا من قاتل لتکون کلمۃ اللہ ہی العلیا فہو فی سبیل اللہ
یعنے جسنے اس نیت سے قتال کیا کہ اللہ تعالے کا کلمہ بلند ہو تو وہ اللہ تعالے کی راہ مین جہاد کرنیوالا ہو الحاصل ای ایمان والو اللہ تعالے
سے تقوی رکھو اور نیک اعمال سے اسکی جناب مین تقرب ڈھونڈو اور اسی کا کلمہ بلند ہونے کے لیے جہاد کرو۔ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ تفوزون
تاکہ فوز حاصل کرو اللہ تعالے نے بندگان اولیا کو پہلے تو حرام و ممنوع سے پرہیزگاری رکھنے کا حکم دیا پھر پاکیزہ کرکے طاعات کی رغبت
دلائی اور جہاد پر آمادہ کیا کہ وہ فوز عظیم ہو پھر بندگان اولیا کے حال کے بعد اُن مخلوق کا حال خراب بیان فرمایا جو نافرمانی کرتے اور نیک
بد نہین سمجھتے اور عاقبت کا وبال و عقاب اپنے سر سمیٹتے ہین یہ مخلوق مملوک مقہور ہین اور یہ لوگ بالکل مبائن از اول فریق ہین اسواسطے
ان خبیثون کو بالکل الگ کرکے بدون واو عطف وغیرہ کے ذکر فرمایا۔ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا۔ جو لوگ کفر و شرک پر مرگئے لَوْ أَنَّ
ای ثبت ان۔ لَهُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا۔ اگر یہ صورت فرض کیجاوے کہ تمام زمین مین جو کچھ مال و خزانہ وغیرہ ہو سب انکے
لیے ہو۔ وَمِثْلَهُ مَعَهُ۔ اور اسیکے برابر اور بھی ہو۔ لِيَفْتَدُوا بِهِ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔ تاکہ قیامت کے
عذاب سے چھٹکارے کے لیے اس سب کو وہ فدیہ دین تو بھی۔ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ۔ اُنسے یہ قبول نہ کیا جائیگا۔ وَلَهُمْ عَذَابٌ
أَلِيمٌ۔ اُنکے لیے درد دینے والا عذاب ہوگا اور سراج مین کہا کہ ولہم ای لا لعصاۃ المسلمین۔ یعنے انھین کافرون کیواسطے عذاب
الیم ہوگا اورون کے واسطے نہوگا چنانچہ متقی مومنون کے واسطے بالکل نہوگا اور گنہگار مسلمانون کے واسطے ایسا عذاب نہوگا اور
گنہگار مسلمان بعد چندے اپنی معصیت کی سزا اُٹھا کر نکالے جاوینگے بر خلاف کافرون کے کہ کبھی نہ نکلینگے چنانچہ فرمایا یُرِیدُونَ
ای یتمنون۔ أَنْ يَخْرُجُوا مِنَ النَّارِ۔ تمنا کرینگے کہ نکلین آگ سے ولیکن حکم قطعی ہوچکا کہ۔ وَمَا هُمْ بِخَارِجِينَ
مِنْهَا۔ کبھی وہ آگ سے نہین نکلنے والے ہین۔ اسیواسطے جملہ اسمیہ وغیرہ مفید تاکید و استمرار سے بیان کیا تاکہ [illegible]

[illegible] اس سے متعلق ہی جا ہے کتنی تیز ہو لیکن آخرت و راہ حق کی سمجھ جو عقل سے متعلق ہی [illegible] انصاری کو دیکھکر عبرت حاصل کرو کہ دنیا کے کامون مین کتنے ہوشیار اور ہوش و حواس والے ہین اور [illegible] خاک چھانتے ہین اور عجیب دلائل سے بحث مین پکڑے جاتے ہین تو بغلین جھانکتے ہین لہذا اللہ تعالے نے قولہ [illegible] اسکو تصریح سے بھی فرمادیا کہ۔ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيمٌ۔ اور اُنکے لیے عذاب دائمی ہے [illegible] کرے اور کبھی نہ ٹلے یعنے دائمی عذاب ہی اور اسمین بھی خبر مقدم کرکے انحصار کر دیا کہ یہ مخصوص کافرون کے [illegible] کے حق مین ایسا ہوگا اور احادیث سے گنہگار مسلمانون کا دوزخ سے نکلنا صریح ثابت ہوا پس فرقۂ معتزلہ وغیرہ [illegible] مسلمان اگر کبیرہ گناہ کرکے بلا توبہ مرگیا تو وہ بھی دائمی دوزخی ہی تو اُنکا قول مردود ہی جیسا کہ آیت کریمہ سے مفہوم اور [illegible] ثابت ہوا اور تعجب ہی زمخشری معتزلی نے کشاف مین جابجا بہت سی روایتون کو جو بنائی ہوئی موضوع وضعیف وغریب و منکر [illegible] پیش کیا اور جب اس مقام پر پہونچا تو صحیح حدیثون کو کہنے لگا کہ یہ تو محدثین اہل سنت وجماعت نے گڑھ لی ہین صاحب [illegible] کہا کہ ایسے ناواقف و بیخبر آدمی سے کیونکر اس غرض سے گفتگو کی جاوے کہ جو حق بات ہی وہ ظاہر ہو جسکو روایت کے [illegible] اور صحیح و ضعیف و موضوع مین اُسکو تمیز نہین ہی یہ کتنی بڑی جہالت ہی کہ موضوع و منکر سے تو دلیل لادے اور گنہگار [illegible] دوزخ سے نکالے جانے کی صحیح مشہور بلکہ متواترات حدیثونکو موضوع بتلادے لیکن مترجم اہل ایمان و انصاف کی آگاہی کیواسطے [illegible] سے بیان کرتا ہی واضح ہو کہ نہایت صحیح احادیث واخبار سے جو بتعداد کثیر ہین یہ بات ثابت ہوگئی ہی کہ کچھ گنہگار اہل توحید و اسلام [illegible] اور اس امت کے بھی دوزخ مین جاوینگے پھر نکالے جاوینگے اور رہے کفار سو وہ کبھی نہین نکلینگے چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت [illegible] صلعم نے فرمایا کہ دوزخی آدمی لایا جائیگا اُس سے کہا جائیگا کہ ای آدمی تونے اپنا ٹھکانا کیسا دیکھا یہ عرض کریگا کہ بہت ہی برا [illegible] کہ زمین بھر سونا تو اپنے فدیہ مین دیسکتا ہی کہیگا کہ ہان ای پروردگار مین دیدونگا اور تعالے فرماویگا کہ تو جھوٹا ہی اس سے بہت [illegible] تجسے کہا گیا مگر تونے نہین کیا پھر حکم ہوگا کہ دوزخ کو اسے لیجاؤ رواہ مسلم والنسائی والبخاری اور ابن صہیب نے جابر بن عبد اللہ رضی [illegible] روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ دوزخ مین سے ایک قوم نکالی جاوینگے اور جنت مین داخل کیے جاوینگے [illegible] کہا کہ اللہ تعالے تو فرماتا ہی کہ یریدون ان یخرجوا من النار وما ہم بخارجین منہا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ آیت کو [illegible] یعنے ان الذین کفروا لو ان لہم ما فی الارض الی آخر الآیۃ۔ آگاہ ہو کہ یہ انھین لوگون کے حق مین ہی جو کافر ہین رواہ [illegible] مسلم فی صحیحہ وابن ابی حاتم وابن المنذر اور بعض روایت مین ابن صہیب نے بیان کیا کہ پہلے تو مین غصہ ہوا پھر حضرت جابر رضی اللہ عنہ [illegible] قرآن مجید مجھے سمجھانے کے بعد مین تحقیق پر ہوگیا اور ایسا ہی طلق بن حبیب سے ثابت ہوا اور ایسا ہی عکرمہ نے ابن الازرق [illegible] ابن عباس سے روایت کیا ہی بالجملہ صحاح احادیث سے اسطرح متواتر المعنے ثابت ہوا کہ ضروریات دین سے ہوگیا ہی اسیواسطے کتب [illegible] بیان کیا جاتا ہی ف عرائس البیان مین ہی کہ قولہ تعالے یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ اشارہ ہی کہ حسن تقوی اچھا [illegible] سواے اللہ تعالے کے سب سے نظر اُٹھالیوے اور غیر کی طرف نظر نہ رکھے اور اسی تقوی سے اُسکی طرف وسیلہ ڈھونڈھے [illegible] بندون کا اُسکی طرف کچھ وسیلہ نہین ہی کیونکہ وہی پاک خود بندون کے لیے وسیلہ ہی یہ عمدہ معنے مفہوم ہین [illegible] کرتا ہی ایا جود معن ناج معنا بجاجتی + فلیس الے معن سواہ شفیع + یعنے معن جو مرد کریم دینی ہی اُسکی صفت کرم کو

خطاب کرکے کہتا ہی کہ ہمن کے کرم تو ہی ہمن سے میری حاجت کو چپکے سے بیان کرنے کی ضرورت نہین وہی خود بذریعہ اپنے کرم کے اپنے پاس سفارشی ہی پھر وسیلہ بیان ہمت معرفت الٰہی ہو اور اسی مراد کو پہونچ جاتا ہی قال المترجم سلسلہ کلام یون ہی کہ ظلم وغدر یہود و اہل کتاب پھر قصۂ یہود پھر آدم ... انجام پھر بیان آنکہ بعد فہمایش رسولون کے بھی اہل بیوفائی کو اثر ہونا اور وہی فساد و ظلم کیے جانا ... اہل محاربہ تاکہ اہل طاعت کو امن ملے مگر غلبۂ رحمت سے توبہ کرنے والون کو عفو کرنا پھر ارشاد یہ کہ نفس و دنیا ... تقوے سے وسیلہ پکڑین لیکن کافر اپنے ہاتھون ذبح لیتے ہین ور اپنے ہاتھون فساد کرتے ہین ...

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ
اور جو کوئی چور ہو مرد یا عورت تو کاٹ ڈالو اُنکے ہاتھ سزا اُنکی کمائی کی تنبیہ اللہ کی طرف سے اور اللہ

عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ فَمَن تَابَ مِن بَعْدِ ظُلْمِهِ وَأَصْلَحَ فَإِنَّ اللَّهَ يَتُوبُ عَلَيْهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ
زور آور حکمت والا ہی پھر جسنے توبہ کی اپنی تقصیر کے پیچھے اور سنوار پکڑی تو اللہ اُسکو معاف کرتا ہی بیشک اللہ

غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يُعَذِّبُ مَن
بخشنے والا مہربان ہی تونے معلوم نہین کیا کہ اللہ کو ہی سلطنت آسمان اور زمین کی عذاب کرے

يَشَاءُ وَيَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝
جسکو چاہے اور بخشے جسکو چاہے اور اللہ سب چیز پر قادر ہی

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا۔ جو کوئی مرد یا جو کوئی عورت چوری کرے تو اُنکے ہاتھ کاٹ دو۔ سرقہ بکسر الراء اُس چیز کا نام ہی جو چُرائی جاوے اور سرق مصدر ہی اور وہ آنکھون سے پوشیدہ کوئی چیز لے لینے کو کہتے ہین جیسے محاربہ و قطع طریق یہ ہی کہ ظاہر کھلے ہوے لے لینا اور اس بیان سے ماسبق سے مناسبت بھی ظاہر ہو گئی پھر سرقہ مین سارق مرد کو سارقہ عورت سے مقدم کیا بوجہ اسکے کہ اکثر یہ فعل مردون سے زیادہ واقع ہوتا ہی جیسے سورۂ نور مین قولہ الزانیۃ والزانی فاجلدوا کل واحد منہما مأۃ جلدۃ۔ مین زانیہ عورت کو زانی مرد سے مقدم کیا کیونکہ زیادہ میلان اس فعل زنا کا عورت مین ہی پھر قولہ فاقطعوا ایدیہما مین قطع بمعنے ابانت یعنے جدا کر دینا اور معنے یہ کہ دونون مین سے ہر ایک کا ہاتھ کاٹ دو پس یدیہما نہین فرمایا کیونکہ اجتماع دو تثنیہ کا عرب کی زبان مین کراہت ہی جیسے قولہ فان تتوبا الی اللہ فقد صغت قلوبکما۔ مین قلباکما۔ نہین آیا ہی اور مراد ... ہی اور کمالین مین کہا کہ یہ بدلیل قراءۃ ابن مسعود رضہ کے کہ فاقطعوا ایمانہما ای دونونکے دائین ہاتھ کاٹ دو اور اسی پر اجماع ... ہی قال ابن کثیر یہ قرارت شاذ ہی صرف مؤید اس تفسیر کی ہی کہ ہاتھ سے داہنا مراد ہی ورنہ احادیث صحاح و اجماع سے ثابت ہو گئی کہ داہنا ہاتھ مراد ہی پھر لفظ ید کا اطلاق پہونچا تک اور کہنی تک اور مونڈھے تک ہوتا ہی اور جمہور سلف و فقہا کے قول مین مراد پہونچا تک ہی کہ کوع سے جو کہ پنجہ اور کلائی کا جوڑ ہی کاٹا جاوے اور تل دیا جاوے تاکہ خون بند ہو جاوے ... مروی ہی قال المفسر و بینت السنۃ ان الذی یقطع فیہ ربع دینار فصاعدا۔ وانہ ان عاد قطعت رجلہ الیسری من مفصل ... الیسری ثم الرجل الیمنی وبعد ذلک یعزر۔ اور سنت نبی صلعم نے ظاہر فرما دیا کہ سرقہ اگرچہ قلیل مال چرایا ہو یا کثیر مال ...

Marfat.com

[illegible] سرقہ ہر کہ چوتھائی دینار یا اُس سے زیادہ ہو خواہ نقد یا اتنے کا مال ہو یہی امام شافعیؒ کا [illegible] یا اتنے کا مال ہو، اور یہی سنت نے ظاہر کیا کہ دایان ہاتھ کاٹے جانے کے بعد اگر اس نے [illegible] دوسری طرف کا پانون یعنے بایان پانون اُس جوڑ پر سے جہان قدم و ساق ملے ہین کاٹا جاوے پھر اگر تیسری بار چوری کی [illegible] پھر اگر چوتھی بار چرایا تو دایان پانون کاٹا جاوے پھر اُسکے بعد اگر چرایا تو تعزیر دی جاوے اور یہ سب امام شافعیؒ کا [illegible] ابو حنیفہ کے نزدیک پہلی بار دایان ہاتھ اور دوسری بار بایان پانون کاٹا جاوے پھر تیسری بار اُسکو تعزیر دیجاوے گی قال المترجم تحقیق کلام [illegible] ابن کثیر وغیرہ یون ہر کہ چور کے واسطے سزاے قطع زمانۂ جاہلیت مین بھی قریش کی ایجاد سے موجود ہوئی تھی کہ اُنھون [illegible] خدا کے چرانے والے کا ہاتھ قلم کیا کہ پھر چوری سے بندگان خدا امن مین ہو گئے اور مانند قسامت و دیت وغیرہ [illegible] یہ سزا بھی موافق وارد ہوئی اور ان سب پر شروط زیادہ ہوئے ہین اور بعض فقہا اہل ظاہر اس طرف گئے ہین کہ چور اگر [illegible] وہ قلیل ہو یا کثیر ہو تو اُسکا ہاتھ کاٹا جاوے بدلیل آنکہ آیت عام ہر اسمین سرقہ کی مقدار مین کوئی تخصیص نہین ہر [illegible] اُنھون نے مال مسروقہ مین کوئی مقدار محدود نہین رکھی اور یہ بھی قید نہین اعتبار کی کہ وہ مال محرزہ[1] چرا وے اور تمسک انکا [illegible] سے ہر جو صحیحین مین حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہر کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لعنت کرے اللہ تعالے چور پر کہ [illegible] چراتا ہر پس اُسکا ہاتھ کاٹا جاتا ہر اور حبل[2] چراتا ہر پس اُسکا ہاتھ کاٹا جاتا ہر پھر سواے ان اہل ظاہر کے باقی جمہور علما نے سرقہ مین حرز و نصاب کا اعتبار کیا اگرچہ اسکی مقدار مین اختلاف ہر حتی کہ چارون ائمہ فقہ مین سے ہر ایک کا قول اسکی مقدار مین علٰحدہ ہر پس امام مالک کے نزدیک تین درم سکہ دار کھرے یا اس قدر دامون کا مال یا اُس سے زیادہ کو اگر حرز سے چرا وے تو ہاتھ کاٹا جاوے [illegible] سے کم مین سزاے دیگر کا اختیار ہر ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اور حجت اُنکی حدیث ابن عمرؓ ہر کہ حضرت صلعم نے ایک ڈھال چرانے والے کا ہاتھ کاٹا جسکی قیمت تین درم تھی رواہ البخاری و مسلم ایضًا اور مالکؒ نے کہا کہ عثمانؓ نے ایک اترجہ چرانے والے کا جسکے [illegible] تین درم اندازہ کیے گئے تھے ہاتھ کاٹ دیا مالکؒ نے کہا کہ اس باب مین یہ اثر مجھے زیادہ محبوب معلوم ہوا اور اسکو مالک نے موطا مین [illegible] از عمرہ بنت عبدالرحمن روایت کیا کہ حضرت عثمانؓ کے زمانہ مین ایک چور نے اترجہ چرایا تو عثمانؓ نے اُسکی قیمت اندازہ کرائی پس [illegible] کا اندازہ کی گئی پس عثمانؓ نے ہاتھ کاٹ دیا فقہاے مالکیہ نے کہا کہ یہ کام جو کیا گیا خواہ مخواہ مشہور ہوا ہوگا اور اس پر صحابہ رضہ [illegible] کسی سے انکار ثابت نہین ہوا تو لیسے صنیع پر اجماع سکوتی نقل کیا جاسکتا ہر اور اسمین دلالت ہر کہ پھلون کی چوری مین [illegible] کاٹا جاوے لیکن حنفیہ فقہا نے اسمین خلاف کیا اور شاید انکے نزدیک یہ تاویل ہوگی کہ وہ توڑ کر حرز مین کر لیا گیا ہوگا اور نیز یہ اثر [illegible] حنفیہ و شافعیہ دونون پر حجت ہر کہ اول نے دس درم اور دوم نے چہارم دینار کا کیون اعتبار کیا کیونکہ اسمین تین درم کی مقدار [illegible] قال المترجم اس حدیث واثر مین اگرچہ یہ تخصیص نہین کہ تین درم سے کم مین نہ کاٹا جاوے لیکن آگے تخصیص آتی ہر ہان یہ حدیث فعلی ہر قولی [illegible] فیصلہ ہر وہ حدیث مرفوع نہین ہر اسکو یاد رکھو اور آگے چلو پھر شیخ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ امام شافعیؒ نے چور کا ہاتھ کاٹے جانے [illegible] اسکے مساوی مالیت کا اعتبار کیا اور دلیل اُنکی حدیث عائشہؓ ہر کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ کاٹا جاوے چور کا ہاتھ چہارم دینار [illegible] مسلم قال المترجم اس روایت مین اگرچہ یہ تصریح نہین کہ اس سے کم مین نہ کاٹا جاوے لیکن دوسری روایت صحیح مسلم مین یون ہر کہ [illegible] چہارم دینار [illegible] قال ابن کثیر یہ حدیث قولی فاصل ہر اس مسئلہ مین اور چہارم دینار معتبر ہونے مین نص ہر کہ

[1] انڈا و بیضے خود
[2] رسی اور کشتی کا رسہ

شیخ ابن کثیرؒ نے حدیث مالک کا جواب اصحاب شافعیہ سے یون نقل کیا کہ دینار اس زمانہ مین بارہ درم کا
دینار ہو گیا پس دونون حدیثین یعنے مین متفق ہین وقال المترجم اعتبار نصاب کا سرقہ مین بنظر مالیت ہوگا اور یہ
ہوتی کہ دینار بارہ درم کا تھا تو تین درم مین اور جب چالیس درم کا ہوا تو دس درم مین جیسا کہ حنفیہ نے کہا
کاٹا جاوے تو دو ہی درم مین حتی کہ بہت چھوٹا چار درم کا ہو تو ایک ہی درم مین ہاتھ کاٹنے کا حکم کیا جاوے
قرار دینا بعید ہے کیونکہ سرقہ مختص بدینار نہین پھر دینار مختلف ہین ہان اس زمانہ مین جبکہ آپ نے چہارم دینار کا حکم کیا
تھا پس اگر بارہ درم کا دینار تھا تو تین درم یا چہارم دینار یا اسکے مساوی کا اعتبار متعین ہوگا اور اگر یہ معلوم ہونا متعذر ہو جاوے
مان لیا جائیگا مگر اسی طرح کہ چہارم دینار جسکے تین درم ہون پس قول مالکؒ سے کچھ خلاف نہوگا پھر فرمایا کہ چہارم دینار معتبر ہونیکا مذہب
وعثمان وعلی رضی اللہ عنہم سے مروی ہے وعمر بن عبد العزیز ولیث بن سعد واوزاعی وشافعی واسحاق وابو ثور وداؤد ظاہری کا قول ہے وقال المترجم
امام مالک نے جو اثر حضرت عثمانؓ سے روایت کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دینار بارہ درم کا تھا جسکا چوتھائی معتبر ہوا ہے اور اسی سے اسحاقؒ
ایک روایت مین انکا مذہب یہ مروی ہوا کہ تین درم یا چہارم دینار دونون مین سے کوئی چرا وے ہاتھ کاٹا جاویگا اور یہی قول امام احمدؒ کا ہے
احمدؒ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ چوتھائی دینار مین چور کا ہاتھ کاٹو اور اس سے کم مین مت کاٹو
چوتھائی دینار تین درم کا تھا اور دینار بارہ درم کا تھا کذا رواہ احمد اور نسائی کی ایک روایت مین ہے کہ نہ کاٹا جائیگا چور کا ہاتھ ڈھال کی قیمت سے
کم مین تو عائشہؓ سے پوچھا گیا کہ ڈھال کی قیمت کیا ہے انھون نے فرمایا کہ چوتھائی دینار قال المترجم اسمین صریح دلالت ہے کہ چہارم دینار کہنے سے مالیت
معلومہ مراد ہے اور خصوصیت چہارم کے لفظ کی نہین ہے کیونکہ بالاتفاق ڈھال کی قیمت کا اعتبار نہین تاکہ اگر عمدہ ڈھال بیس درم کی ہو تو بیس درم سے
کم مین ہاتھ نہ کاٹا جاوے حالانکہ روایت نسائی مین یہ لفظ ہے کہ ڈھال کی قیمت سے کم مین ہاتھ نہ کاٹا جاوے پس ظاہر ہوا کہ ڈھال کی قیمت یا چہارم دینار سے
غرض مالیت ہے اور اثر مالکؒ سے معلوم ہو گیا کہ کھرے تین درم مراد ہین پس اب غور کرنے کے قابل مذہب امام مالک ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ تین درم کھرے یا
بارہ درم والے دینار کا چہارم یا اسقدر مالیت کی چیز چرائے تو ہاتھ کاٹا جاوے اگرچہ فی الجملہ مبہم رہا کہ درم کی کیا مقدار تھی ہان صحابہ رضی اللہ عنہم کو بسبب
دلالت حال کے یہ بات معلوم تھی پس ممکن ہے کہ ایک وزن کے حساب سے تین درم ہون اور دوسرے وزن سے زیادہ ہون پھر شیخ ابن کثیرؒ نے فرمایا و اما الامام ابو حنیفۃ
واصحابہ ابو یوسف ومحمد وزفر وکذا سفیان الثوری رحمہم اللہ فانھم ذہبوا الی ان النصاب عشرۃ دراہم مضروبۃ غیر مغشوشۃ۔ یعنے امام ابو حنیفہؒ وانکے شاگرد ابو یوسف
ومحمد وزفر اور اسی طرح شیخ سفیان ثوری رحمہم اللہ ان سب کا مذہب یہ ہے کہ نصاب سرقہ کھرے دس درم سکہ دار ہین جنمین میل نہو واحتجوا بان ثمن المجن الذی
قطع فیہ السارق علی عہد رسول اللہ صلعم کان ثمنہ عشرۃ دراہم وقد روی ابو بکر بن ابی شیبۃ حدثنا ابن نمیر وعبد الاعلی عن محمد بن اسحاق عن عمرو
بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقطع ید السارق فی دون ثمن المجن وکان ثمن المجن عشرۃ دراہم قالوا فهذا
ابن عباس وعبد اللہ بن عمرو وقد خالفا ابن عمر فی ثمن المجن فالاحتیاط الاخذ بالاکثر لان الحدود تدرأ بالشبہات انتہی بلفظہ اور حجت ان
لوگون کی یون ہے کہ حضرت صلعم کے وقت مین آپ کے حکم سے جس ڈھال چرانے والے کا ہاتھ کاٹا گیا تھا اس ڈھال کی قیمت دس درم تھی
ابن ابی شیبہ نے باسناد مذکور عبد اللہ بن عمرو سے روایت کی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ ڈھال سے کم دام کی چوری مین چور کا ہاتھ نہ کاٹا جاوے
اور ڈھال کی قیمت دس درم تھی ان فقہا کی دلیل یہ ہوئی کہ دیکھو یہان عباس وعبد اللہ بن عمرو دونون نے ڈھال کی قیمت جدا
کیا یعنے عبد اللہ بن عمرؓ نے تو تین درم بیان کیے تھے اور یہ دونون کہتے ہین کہ دس درم قیمت تھی اور شبہہ سے حدود ساقط ہوتی ہین

تو دس درم کم مقدار بھی آگئی تو دس درم کی مقدار نصاب ہونا قطعی ہوا اور تین درم کی مقدار نصاب لینے

یہ اصل مسلم ہے کہ حدود یعنے سزائین مقرری جن شروط کے ساتھ ہین اگر کسی مین کچھ شبہہ ہو تو حد ساقط ہو جاتی

ہونے مین شبہہ ہا تو اس مقدار سے حد یعنے چور کا ہاتھ کاٹنا ساقط ہوگا **قال المترجم** پوشیدہ نہین کہ حدیث ابن ابی شیبہ

سے کسی طرح کم نہین اور اسمین شیخ ابن نمیر وعبد الاعلی تو شیوخ بخاری ومسلم ہین اور محمد بن اسحٰق کی ترمذی نے بخاری سے توثیق

اسناد عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ۔ سے جہابذۃ المحدثین وغیرہم نے استدلال کیا اور طحاوی نے اسی کو ابن عباس وعبد اللہ بن

سے باسانید جیدہ روایت کیا ہی پس اسناد مین جو ظاہر متصل ہی جسکو کلام ہو وہ ناانصاف متعصب ہی اسکو اللہ تعالی سے خوف

توجیہ استدلال مین بھی کوئی شبہہ نہین ہی اور ترجیح روایت ابن عمر رضی اللہ عنہ بسبب روایت صحیحین یا اعتضاد بقضیہ حکم عثمان رض

مفید نہین کیونکہ شبہہ باقی رہیگا اگرچہ ضعیف ہو اور خصوص اس صورت مین کہ **شیخ ابن کثیر** نے اسکے بعد لکھا کہ بعضے سلف رضی اللہ

مذہب ہی کہ دس درم یا ایک دینار یا انمین سے کسی ایک کے برابر قیمت کے مال چرانے مین چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا اور یہی قول

علی وابن مسعود رضی اللہ عنہم وابراہیم نخعی وابو جعفر باقر رحمہما اللہ کا نقل کیا جاتا ہی بہرحال جمہور سلف وخلف وائمہ فقہ کے قول مین

سزا ہاتھ کاٹنے کی دو شرط سے ہی ایک یہ کہ حرز سے مال چرایا و نکالا ہو اور دوم وہ مال بقدر نصاب ہو اور نصاب مین اختلاف بیان

بعضے اہل ظاہر جنہون نے حدیث ابو ہریرہ مرفوع سے بیضہ یا حبل کی چوری پر ہاتھ کاٹے جانے سے استدلال کرکے حد سرقہ کا

نصاب نہین قرار دیا تو جمہور نے ان لوگون کو یہ جواب دیا کہ تمنے جس حدیث ابو ہریرہ رض سے استدلال کیا اسکے معنے جو تم سمجھے ہو وہ نہین

کیونکہ ہمنے جو صحیح احادیث اوپر بیان کردین اُنسے اتنا ضرور ثابت ہوا کہ تین درم سے یا چہارم دینار سے یا ڈھال کے دام سے کم مقدار

مین ہاتھ نہین کاٹا جائیگا پس یہ تو متعین ہوگیا کہ سرقہ کی حد جاری کرنے مین کچھ نصاب معتبر ہی اور مطلقا سرقہ پر یہ حد جاری نہین ہی اور

حدیث ابو ہریرہ رض تو اسمین بیضہ وحبل کا لفظ ہی پس بیضہ کا لفظ کئی معنے پر بولا جاتا ہی ایک تو انڈا جو معروف ہی اور دوم لڑائی مین جو

سر پر رکھتے ہین جسکو خود بھی کہتے ہین وغیر ذلک پس بیضہ سے مراد یہان لوہیکا خود ہی جسکی قیمت نصاب سرقہ سے کم نہو

حبل بمعنے رسی تو جہاز وکشتی وغیرہ کا رسا مراد ہی جسکی قیمت نصاب سے کم نہو اور جو مراد ہمنے بیان کی یہی بخاری وغیرہ نے

اعمش رح سے حکایت کی ہی اور اگر بیضہ وحبل سے انڈا و رسی کے معنی مراد ہون تو بھی حدیث کا سیاق تو چوری کی مذمت و توہین مین ہی

کہ آپنے زمانہ جاہلیت والونکی رسم پر بطور اخبار کے مذمت فرمائی کیونکہ وہ لوگ تھوڑی و بہت چوری پر ہاتھ کاٹ ڈالتے تھے تو مذمت

بیوقوف بدکار ہی کہ اُسکی اس عادت کا یہ انجام ہی کہ اپنا قدر و قیمت والا ہاتھ ایک حقیر مال کے پیچھے تباہ کر دیتا تھا اور اسی طرح اوجابات

جنہوں نے اسیقدر کافی سمجھکر اقتصار کیا بہرحال جمہور کے موافق حاصل تفسیر یہ ہوا کہ جو مرد یا عورت ایسے شخص کا جسکے خفیہ مال لینے کو

چاہیے اسقدر مال جو بقدر نصاب سرقہ ہو اور وہ حنفیہ رح کے نزدیک دس درم کم سے کم ہی خفیہ چراوے اور وہ مال محرزہ ہو اسکو

نکال لاوے اور توبہ یا عفو کرنے سے پہلے گرفتار ہو جاوے تو تم اُسکا داہنا ہاتھ کاٹو اور تل دو پھر اگر دوبارہ چراوے تو بایان پاؤن

تیسری بار مین حنفیہ کے نزدیک قطع نہین ہی اور شافعیہ کے نزدیک چار بار تک چارون ہاتھ پاؤن کی قطع ہی پھر پانچوین بار

حاصل تفسیر قولہ تعالی ہی والسارق والسارقۃ فاقطعوا ایدیہما **جزآءً بما کسبا**۔ یعنے جزا و سزا دو انکو بدلے

کہ غیر کا مال اپنے [illegible] سے چرایا پس جزاء کو نصب بنابر آنکہ مفعول مطلق واقع ہی جیسے۔ **نکالًا**۔

Marfat.com

عقوبۃ۔ مِنَ اللّٰہِ۔ یعنے اللہ تعالےٰ کی طرف سے اُنکے حق مین یہ عقوبت واقع ہوئی ہی۔ وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ۔
مین غالب اور اپنی صنع مین حکمت والا ہی۔ فَمَنْ تَابَ مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِہٖ۔ پھر جسنے رجوع کیا اپنے ظلم کے
بعد۔ وَاَصْلَحَ۔ اور اپنے اعمال کو حکم اللہ و رسول کے موافق یعنے شرع کے مطابق ٹھیک کیا۔ فَاِنَّ اللّٰہَ
تو اللہ تعالےٰ اُسکی توبہ قبول فرماتا ہی۔ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ اسمین انہ غفور رحیم۔ کی جگہ نام اللہ ظاہر
تصور عظمت۔ وقال المفسر فی التعبیر بہذا ما تقدم فلا یسقط بتوبتہ حق الآدمی من القطع ورد المال۔ یعنے فان اللہ یتوب علیہ
نہ فرمایا کہ وہ عفو ہی پس اسمین وہی نکتہ ہی جو آیت محاربہ مین اوپر بیان ہوا یعنے اشارہ ہی کہ اسکے توبہ کرنے سے اللہ تعالےٰ کی طرف سے
ہی وہی عفو ہوگا پس اشارۃ النص سے ثابت ہوا کہ اسکی توبہ سے جس آدمی کا مال چرایا ہی اُسکا حق قطع ورد المال ساقط نہوگا بعض کے
نزدیک ہاتھ کا ٹا جانا بھی حق آدمی ہی ثم قال نعم بینت السنۃ ان عفی عنہ قبل الرفع الی الامام سقط القطع وعلیہ الشافعی یعنی سنت سے بیان
ظاہر ہوگیا کہ اگر امام المسلمین کے حضور مین لائے جانے سے پہلے چور کو عفو کیا گیا تو ہاتھ کا ٹا جانا اُسکے ذمہ سے ساقط ہوجائیگا اور یہی
شافعی کا قول ہی اور کمالین مین کہا کہ یہی ابو حنیفہ وجمہور فقہا کا قول ہی پھر واضح ہو کہ قولہ فان اللہ یتوب علیہ کی تفسیر میں ابن کثیر نے کہا
یعنے جس شخص نے چوری کرنے کے بعد اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع کیا اور توبہ کی تو اللہ تعالےٰ اُسکی توبہ قبول کرتا یعنے فیما بینہ وبین اللہ توبہ
قبول کرتا ہی یعنے خالص جرم الٰہی معاف ہوجاتا ہی اور رہے لوگون کے مال تو جمہور علما کے نزدیک چور پر واجب ہی کہ اگر وہ مال بعینہ موجود ہی
تو واپس کرے ورنہ اُسکا بدل واپس کرے اور امام ابو حنیفہؒ نے کہا کہ جب اُسکا ہاتھ کاٹ دیا گیا اور وہ کمایا ہوا تلف کر چکا ہی تو وہ جزا پا چکا
اب وہی ضمان اُسپر واجب نہوگی کیونکہ ہاتھ تو کٹ چکا اور واضح ہو کہ صحیحین مین حضرت عائشہ رضہ سے روایت ہی کہ قریش کو اُس عورت کے
حال سے غم لاحق ہوا جسنے حضرت صلعم کے زمانہ مین غزوۂ فتح مکہ مین چوری کی تھی تو آپسمین بولے کہ اس عورت کے بارہ مین کون شخص ہی کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے سفارش کرے پس بعض کہنے لگے کہ یہ جرأت کسکو ہی سوائے اُسامہ بن زید کے جو حضرت صلعم کا پیارا ہی پھر وہ عورت لائی
گئی حضرت صلعم کے پاس پس اُسامہ بن زید نے اُسکے بارہ مین سفارش کی پس حضرت صلعم کے چہرۂ مبارک کا رنگ بدل گیا اور فرمایا کہ اللہ تعالےٰ
کی حدود مین سے ایک حد کے بارہ مین تو سفارش کرتا ہی پس اُسامہؓ نے عرض کیا کہ مین استغفار کرتا ہون آپ میرے حق مین استغفار فرما دین
پھر جب تیسرے پہر کا وقت ہوا تو رسول اللہ صلعم نے خطبہ پڑھا اسمین اللہ تعالےٰ کی حمد وثنا ایسی بیان کی جو جناب باری تعالےٰ کی شان کے
لائق ہی پھر فرمایا اما بعد واضح ہو کہ تم سے اگلے لوگ اسی سے ہلاک ہوے کہ انمین جب کوئی شریف چوری کرتا تو اُسکو چھوڑ دیتے اور جب
کوئی ضعیف چوری کرتا تو اُسپر حد جاری کرتے تھے اور قسم ہی اُس ذات پاک کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہی کہ اگر فاطمہ بنت محمد چوری
کرتی تو مین اُسکا ہاتھ کاٹ ڈالتا پھر آپنے اُس عورت کے واسطے جسنے چوری کی تھی حکم دیدیا کہ اُسکا ہاتھ کاٹ ڈالا گیا حضرت عائشہ رضہ
نے فرمایا کہ پھر اس عورت نے اچھی توبہ کی اور ایک مرد سے نکاح کرلیا اور اُسکے بعد وہ آیا کرتی تو جو کوئی حاجت اپنی بیان کرتی اُسکو مین
حضرت صلعم سے عرض کردیتی تھی۔ لفظ مسلم۔ اَلَمْ تَعْلَمْ۔ اسمین استفہام برائے تقریر ہی یعنے تو بالیقین جانتا ہی کہ اَنَّ
اللّٰہَ لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ اللہ کے لیے ہی ملک آسمانون وزمین کا۔ ف۔ یعنے وہی اُسکا مالک اور
وہی حاکم ہی اُسکے حکم کے پیچھے کسی کا حکم نہین جو چاہتا ہی کرتا ہی۔ یُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ۔ جسکی تعذیب کرنی
کو چاہتا ہی اُسکو عذاب دیتا ہی۔ وَیَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ۔ اور جسکے لیے مغفرت کو چاہتا ہی اُسکی مغفرت کردیتا ہی۔

له یہ عورت بنی مخزوم میں سے تھی چنانچہ دوسری روایت میں ان عورت نے ... شان المرأۃ المخزومیۃ ... وارد ہوا ہی ۱۲ م

Marfat.com

... اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے ...

لَا يَحْزُنْكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِينَ قَالُوا آمَنَّا بِأَفْوَاهِهِمْ

... وہ لوگ کہ جلدی کرتے ہیں بیچ کفر کے اُن لوگوں میں سے کہ کہتے ہیں ایمان لائے ہم ساتھ مونہوں اپنے کے

وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوبُهُمْ ۛ وَمِنَ الَّذِينَ هَادُوا ۛ سَمَّاعُونَ لِلْكَذِبِ سَمَّاعُونَ لِقَوْمٍ آخَرِينَ لا

... دل اُن کے اور اُن لوگوں میں سے کہ یہودی ہوئے سننے والے ہیں واسطے جھوٹ کے سننے والے ہیں واسطے قوم دوسری کے

لَمْ يَأْتُوكَ ۖ يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِهِ ۖ يَقُولُونَ إِنْ أُوتِيتُمْ هَٰذَا فَخُذُوهُ

... بدل ڈالتے ہیں باتوں کو اُسکا ٹھکانا چھوڑ کر کہتے ہیں اگر دیے جاؤ تم یہ پس لے لو اُسکو

وَإِنْ لَمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوا ۚ وَمَنْ يُرِدِ اللَّهُ فِتْنَتَهُ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ۚ

اور اگر نہ دیے جاؤ تم وہ پس بچو اور جو شخص کہ ارادہ کرے اللہ تعالیٰ گمراہ کرنا اُسکا پس ہرگز نہ مالک ہوگا تو واسطے اُسکے اللہ کیطرف سے کچھ

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَمْ يُرِدِ اللَّهُ أَنْ يُطَهِّرَ قُلُوبَهُمْ ۚ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ ۖ وَلَهُمْ

یہ لوگ وہ ہیں نہ ارادہ کیا اللہ نے یہ کہ پاک کرے دلوں اُنکے کو واسطے اُنکے بیچ دنیا کے رسوائی اور واسطے اُنکے

فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ○ سَمَّاعُونَ لِلْكَذِبِ أَكَّالُونَ لِلسُّحْتِ ۚ فَإِنْ جَاءُوكَ

بیچ آخرت کے عذاب ہے بڑا بہت سننے والے ہیں جھوٹ کے بہت کھانیوالے ہیں حرام کو پس اگر آویں تیرے پاس

فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ أَوْ أَعْرِضْ عَنْهُمْ ۖ وَإِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَضُرُّوكَ شَيْئًا ۖ

پس حکم کر درمیان اُنکے یا منہ پھیرے اُن سے اور اگر تو منہ پھیرے گا اُن سے پس ہرگز نہ زیان پہونچا وینگے تجکو کچھ

وَإِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ○ وَكَيْفَ

اور اگر حکم کرے تو پس حکم کر درمیان اُنکے ساتھ انصاف کے تحقیق اللہ دوست رکھتا ہے انصاف کرنے والوں کو اور کیونکر

يُحَكِّمُونَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرَاةُ فِيهَا حُكْمُ اللَّهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ ۚ وَمَا

منصف کریں تجکو اور پاس اُنکے توریت ہے بیچ اُسکے حکم ہے اللہ کا پھر پھر جاتے ہیں پیچھے اُسکے اور نہیں

أُولَٰئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ ○ إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ

یہ لوگ ایمان لانے والے تحقیق اُتاری ہم نے توریت بیچ اُسکے ہدایت اور روشنی ہے حکم کرتے تھے ساتھ اُسکے پیغمبر

الَّذِينَ أَسْلَمُوا لِلَّذِينَ هَادُوا وَالرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوا مِنْ كِتَابِ

وہ جو مطیع تھے خدا کے واسطے اُن لوگوں کے کہ یہودی ہوئے اور حکم کرتے تھے درویش اور عالم ساتھ اُس چیز کے کہ نگہبانی کروائے گئے تھے کتاب

اللَّهِ وَكَانُوا عَلَيْهِ شُهَدَاءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَاتِي

اللہ کی سے اور تھے اوپر اُسکے گواہ پس مت ڈرو اُن لوگوں سے اور ڈرو مجھسے اور مت مول لو بدلے نشانیوں میری کے

ثَمَنًا قَلِيلًا ۚ وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ ○

مول تھوڑا اور جو کوئی نہ حکم کرے ساتھ اُس چیز کے کہ اُتارا اللہ نے پس یہ لوگ وہ ہیں کافر

Marfat.com

یہودی زمانۂ موسیٰ علیہ السلام سے لیکر حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم تک شریعت کے [illegible]
ہوکر ظاہر کے خلاف باطن مین منافق ہوگئے تو آخرت سے شک مین ہوکر دنیاوی مال ومتاع کو لذت سمجھتے [illegible]
پس دنیاوی راحت ولذات نفس کے پیچھے اُنکو شرع سے مخالفت بلکہ کفر کرنے مین ڈر نہ تھا اور موافق اخبار صحیحہ [illegible]
آخر مین بعضے فرقہ ضرور ایسے ہی ہونگے اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ۔ ای محمد صلعم۔ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِينَ
يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ۔ غمگین کرے تجکو باز رہنا انکار کرنا ایسے لوگونکا جو جلدی کرتے ہین کفر مین [illegible]
کفر مین جلدی کے ساتھ یعنے جبھی موقع پاتے ہین تو کفر مین گر جاتے ہین اسمین اشارہ ہی کہ ایمان مین داخل نہین ہوئے [illegible]
پڑتے ہین اور وہین ٹھہرے ہوئے ہین اب سنکر تعجب ہوگا کہ ایسے لوگونکی کیا حالت ہی اللہ تعالےٰ نے بیان فرمایا مِنَ الَّذِينَ ایسے لوگ [illegible]
نے قَالُوا آمَنَّا بِأَفْوَاهِهِمْ۔ اپنے منھون سے آمنا کہا کہ ہم ایمان لائے یعنے اپنی زبانون سے آمنا کہا۔ وَلَمْ تُؤْمِنْ
قُلُوبُهُمْ۔ حالانکہ اُنکے دل یقین نہین لائے ف یعنے ایک فرقہ منافق ہی کہ ظاہر مین زبان سے کہتے کہ ہم ایمان لائے حالانکہ دلمین
یقین نہین ہوتا تھا دوسرا فرقہ یہود ہی۔ وَمِنَ الَّذِينَ هَادُوا۔ مفسر نے اول کو منافقین کے حق مین قرار دیکر قولہ ومن الذین
هادوا۔ کو الگ جملہ قرار دیا اسطرح کہ من الذین هادوا خبر ہی اور قوم۔ مبتدا مقدر اور مابعد اسکی صفت ہی یعنے یہودین سے ایک قوم ایسی
ہی کہ۔ سَمَّاعُونَ لِلْكَذِبِ۔ خوب سننے والی ہی دروغ کو ف یعنے یہود مین ایک جاہل قوم ہی جو دل سے جھوٹی باتین مانتی ہی جو
اُنکے عالمون نے گڑھی ہین۔ اور نیز یہ قوم ایسی ہی کہ۔ سَمَّاعُونَ لِقَوْمٍ آخَرِينَ لَمْ يَأْتُوكَ۔ سننے والے ہین تجسے یہود مین سے
ایک دوسری قوم کے واسطے جو کہ تیرے پاس حاضر نہین ہوئے ف یہ دوسری قوم والے مقام خیبر کے یہودی تھے اور قوم اول جو
اُنکے واسطے سننے کو آئے تھے وہ بنی قریظہ تھے جو گرد مدینہ کے رہتے تھے اور بات یہ ہوئی کہ خیبر کے یہودین سے ایک شریف مرد وایک شریف
عورت نے زنا کیا اور اُس زانی کی جورو موجود تھی اور اُس زانیہ کا خاوند موجود تھا اور یہ زنا پکڑا گیا لیکن اُن لوگون نے مکروہ جانا کہ یہ دونون شریف
ہین سنگسار کیونکر ہون تو اُنھون نے بنو قریظہ کو کہلا بھیجا کہ تم لوگ اس نبی کے پاس جاؤ اور اس کی شریعت مین آسانی رکھی گئی ہی پس اگر
دیکھو کہ وہ تمکو یہ حکم دیگا کہ اُنکے منھ کالے کرکے دُرّے مارو تو یہاننک لے لینا اور اُس سے بچنا کہ سنگسار کرنے کا حکم دیوے تو یہی پوچھنے اور سننے
کو بنو قریظہ آئے تھے اور یہ قصہ صحیحین مین مروی ہی اور حاصل آنکہ اس فرقۂ یہود کی دو بد خصلتین ہین ایک تو اپنے عالمونکی مفتریات کو گوش دل سے
سنتے اور عوام کو حق سے بہکاتے ہین اور دوم حق بات کو پیغمبر سے سنتے اور تحریف کرتے ہین جیسے اُنکی عادت بیان فرمائی کہ۔ يُحَرِّفُونَ
الْكَلِمَ۔ الذی فی التوراة کآیة الرجم۔ تحریف کرتے ہین اُن کلمات کو جو توریت مین ہین مانند آیت الرجم وغیرہ کے مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِهِ
بعد انکے مواضع کے جنپر اللہ تعالےٰ نے کلم کو رکھا ہی اور حاصل آنکہ توریت کے کلمات کو اپنی جگہ سے تبدیل کرتے ہین حالانکہ پہلے سے ہر کلمہ اپنے
اپنے موقع پر ٹھیک تھے قسطلانی شرح بخاری مین ہی کہ بہت سے علما نے بیان فرمایا ہی کہ یہود ونصاری نے توریت وانجیل کے اکثر الفاظ
بدل ڈالے اور اپنی طرف سے بجاے اُنکے دوسرے الفاظ داخل کردیے ہین اور نیز بہت سے معانی کو بیجا تاویل کرکے بگاڑ دیا اور بعض نے
کہا کہ اُنھون نے الفاظ ومعانی دونونکو بدل ڈالا لیکن اس قول مین تامل ہی اسواسطے کہ بہت سے آثار واخبار مین دلالت موجود ہی کہ ان دونون
کتابون مین زمانہ آنحضرت صلعم تک بہت چیزین بدون تبدیل کے باقی تھین اور بعض نے کہا کہ تبدیل فقط معانی مین ہی الفاظ مین نہین [illegible]
لیکن یہ قول ٹھیک نہین ہوسکتا اسواسطے کہ دونون کتابون مین بعضے ایسے الفاظ موجود ہین کہ اللہ تعالےٰ کی طرف [illegible]

[illegible] قال المترجم اور بیچ اِنہین بعض مضامین مستحیل ایسے مندرج ملتے ہین کہ اُنکے ذکر کی جرأت نہین ہوتی
[illegible] لوط علیہ السلام کی بیٹیون کا قصہ لکھا کہ جب حضرت لوط ضعیف ہوے تو اُنکی دو بیٹیون نے مشورہ کیا کہ باپ کی نسل جاتی
[illegible] ان مین نہین رہیگی لہذا باپ کو شراب پلاکر مدہوش کرکے اُنسے جماع کیا اور نطفہ لے لیا کہ جو لڑکا پیدا ہو وہ نبی ہو
[illegible] ظاہر ہے کہ ایسی شناعت مین بیان کی حاجت نہین ہے فافہم پھر قسطلانی نے لکھا کہ بعض نے اجماع نقل کیا ہے کہ توریت و انجیل کو لکھنا اور
[illegible] دیکھنا جائز نہین ہے پھر امام احمد و بزار وغیرہ کی روایت سے جو حدیث عمر رضی اللہ عنہ کی توریت پڑھنے پر حضرت صلعم کے غضبناک
ہونے کی آئی ہے نقل کی اور فتح الباری سے تلخیص کا حوالہ دیکر لکھا کہ میرے نزدیک مسئلہ مین تفصیل ہے اسطرح کہ عالم کو توریت و انجیل پر نظر
کرنا تاکہ مخالفین کو الزام دیکر قائل کرے جائز ہے اور عوام کو جسکو رسوخ نہوا ہو نہین جائز ہے قال المترجم ظاہر کلام مفسر رحمہ اللہ یہ ہے
کہ ان کتابون مین فی الجملہ تبدیل واقع ہوئی ہے پس حاصل تفسیر یہ کہ یبدلون الکلم من بعد ان کان ذا مواضع۔ یعنے کلم کو بدل ڈالتے ہین
اور بے جگہ کر ڈالتے ہین بعد ازانکہ وہ اپنی ٹھیک جگہ پر تھے۔ **یَقُوْلُوْنَ**۔ لمن ارسلوہم۔ کہتے ہین ان لوگون سے جنکو بھیجا کہ۔
**اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا**۔ الحکم المحرف ای الجلد ای افتاکم محمد بہ۔ اگر دیے جاؤ تم یہ حکم تحریف کیا ہوا یعنے کوڑے مارنا یعنے اگر تمکو محمد فتویٰ
دین کہ کوڑے مار دو۔ **فَخُذُوْهُ**۔ اقبلوہ۔ تو لے لو یعنے اُسکو قبول کر لینا۔ **وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ**۔ بل افتاکم بخلافہ۔ اور اگر تم یہ
حکم نہ دیے جاؤ بلکہ محمد تمکو اسکے خلاف حکم دین۔ **فَاحْذَرُوْا**۔ ان تقبلوا۔ تو اُسکے قبول کرنے سے پرہیز کرو۔ **شیخ ابن کثیر**
نے لکھا کہ بعض نے کہا کہ یہود نے ایک شخص مقتول کے بارہ مین بھیجکر فتویٰ لیا تھا کہ دیت کا حکم دین تو لینا اور اگر قصاص کا حکم دین تو لینا
کہا صحیح یہ ہے کہ نزول اس آیت کا ان دو یہودیون کے حق مین ہے جنھون نے زنا کیا تھا اور اسمین چند احادیث وارد ہوئی ہین چنانچہ
مسلم مین عبد اللہ بن عمر رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم کے پاس ایک یہودی و ایک یہودیہ دونون لائے گئے جنھون نے باہم زنا کیا
تھا پس رسول اللہ صلعم چلکر یہود کے پاس آئے اور فرمایا کہ تم توریت مین کیا حکم پاتے ہو ایسے شخص کے حق مین جو زنا کرے بولے کہ دونون کا
منھ سیاہ کرکے ہم اُنکو شہر مین پھراتے ہین پھر وہ کوڑے مارے جاتے ہین آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اگر سچے ہو تو توریت لاکر پڑھو پس یہود اُسکو لائے
اور پڑھا یہانتک کہ جب پڑھنے والا رجم کی آیت پر پہونچا تو اُسنے اُسپر ہاتھ رکھ لیا اور اس سے پہلے اور پیچھے پڑھ گیا تو عبد اللہ بن سلام
نے جو حضرت صلعم کے ساتھ تھے عرض کیا کہ آپ اسکو حکم دین کہ ہاتھ اُٹھا دے پس اُسنے اُٹھایا تو اسکے نیچے رجم کی آیت نکلی پس آنحضرت
صلعم نے حکم دیا کہ دونون سنگسار کیے گئے۔ عبد اللہ بن عمر نے کہا کہ مین بھی رجم کرنے والون مین تھا پس مین نے مرد زانی کو دیکھا کہ عورت کو
اپنی تئین آڑ ہو کر پتھر کی چوٹ سے بچاتا ہے و قد رواہ البخاری وغیرہما ایضا اور روایت [illegible] ہے کہ یہود نے بعض سے کہا
کہ ان دونون کو اس نبی کے پاس لیجاؤ کیونکہ وہ معبوث ہوا تخفیف کے ساتھ یعنے اُسکی شریعت کے احکام آسان کر دیے گئے ہین پس اگر اُسنے
ہمکو رجم سے کم سزا کا فتویٰ دیا تو ہم قبول کر لینگے اور ہمکو اللہ تعالے کے پاس حجت ہو جائیگی کہ ایک نبی نے ایسا فتویٰ دیا پس وہ آنحضرت
صلعم کے پاس آئے الحدیث اور اسمین ہے کہ حضرت صلعم نے یہود سے پوچھا کہ تمنے کب سے حکم الٰہی مین خلاف کیا تو اُنھون نے بیان کیا کہ ہمارے
ایک بادشاہ کے قرابت دار نے زنا کیا تھا تو اُسنے رجم نہ کیا پھر اسکے بعد ہی عام لوگون مین سے ایک نے زنا کیا تو بادشاہ نے سنگسار کرنا چاہا
پس اُسکی قوم والے حمایت پر اُٹھ کھڑے ہوے کہ ہمارا آدمی تو سنگسار نہین ہو سکتا جب تک تو اپنا قرابتی نہ لاوے کہ وہ بھی سنگسار کیا جاوے
پس سب نے ملکر باہم یہ صلاح کر لی کہ زنا کی سزا رجم چھوڑ کر یون ہے کہ منھ کالا کرکے شہر مین فضیحت کیا جاوے پھر کوڑے مار دیا جاوے اور ایک روایت

مسلم مین ہی کہ حضرت صلعم نے یہود کے ایک عالم کو قسم دلائی کہ تجھے اسی پاک پروردگار کی قسم جسنے موسیٰ علیہ السلام پر
کیا تم لوگ اپنی کتاب مین زانی کی یہی حد پاتے ہو وہ بولا کہ واللہ نہین۔ اور اگر آپ مجھکو قسم نہ دلاتے تو مین آپکو آگاہ نہ کرتا
یون پاتے ہین کہ ایسے زانی کو سنگسار کیا جاوے ولیکن زنا ہم لوگون کے شریفون مین کثرت سے واقع ہوا پس جب ہم کسی شریف
کو رہا کر دیتے اور جب ضعیف کو پکڑتے تو اُسپر حد جاری کرتے تو ہم نے آپسمین یہ صلاح ٹھہرائی کہ آؤ ایک ایسی سزا پر
سب پر جاری کرین تو ہم نے کوڑے مارنے اور منھ سیاہ کرنے پر اتفاق کیا پس نبی صلعم نے فرمایا کہ اے میرے پاک پروردگار مین پہلا
ہون کہ تیرے حکم شریعت کو بندون نے مٹایا اور مین اُسکو زندہ کرتا ہون پس آپنے حکم دیا کہ یہودی مرد و عورت زناکار سنگسار کیے گئے
اللہ عز وجل نے نازل فرمایا یا ایہا الرسول لایحزنک تا قولہ ان اوتیتم ہذا فخذوہ یعنے کہتے ہین کہ محمد پاس چلو سو اگر تمکو منھ کالا کرنے اور کوڑے
مارنے کا فتوی دین تو لیلو اور اگر سنگسار کرنے کا فتوی دین تو پرہیز کرو۔ تا قولہ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکافرون۔ فرمایا کہ یہ
یہود کے حق مین ہی اور قولہ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الظالمون۔ فرمایا کہ یہ یہود کے حق مین ہی اور قولہ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک
ہم الفاسقون۔ کہا کہ یہ سب کفار کے حق مین ہی تفرد بہ مسلم عن البخاری وقد رواہ ابوداؤد والنسائی و ابن ماجہ اور بعض روایات مین ہی
کہ آنحضرت صلعم نے چار گواہ بلائے جنھون نے گواہی دی کہ ہمنے اس یہودی مرد کے آلۂ تناسل کو اس یہودیہ کی فرج مین دیکھا جیسے
سرمہ دانی مین سلائی ہوتی ہی اور ابن صوریا نے توریت مین ایسی ہی گواہی پر سنگسار کرنے کی حد کا اظہار کیا تھا رواہ ابوداؤد
وابن ماجہ اور اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ قاضی اسلام کے حضور مین اگر کافر ون پر کافر گواہ ہون تو قبول ہونگے پھر اللہ تعالے نے
بیان فرمایا کہ یہود مغضوب علیہم ہین۔ وَمَنْ يُرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا۔ اور جس کے
حق مین اللہ تعالے نے گمراہ کرنے کا ارادہ فرمایا تو تجھے کوئی چیز نہ ملیگی جو اُسکے دفع کرنے کے واسطے مفید ہو۔ یعنے جسکے حق مین اللہ تعالی
نے پاک کرنا نہین چاہا تو ارادۂ الٰہی کو کوئی روک نہین سکتا۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ۔ یہ یہودی
ایسے ہی لوگ ہین کہ اللہ تعالے نے نہین چاہا پاک کرنا اُنکے دلون کو کفر سے ف اور اگر او تعالے چاہتا تو ہو جاتا اس سے
صریح فرقۂ قدریہ کا رد ہی اور اہل سنت کے واسطے صریح حجت ہی کہ گمراہ کرنا اور ہدایت دینا اللہ تعالے کے ارادہ سے ہی بندہ خود مختار
نہین ہی۔ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ۔ اُنکے واسطے دنیا مین خواری ہی ف یعنے دنیا مین تو فضیحت و رسوا ہو کر جزیہ ادا کرنے
سے انکو ذلت و خواری ہی۔ وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ۔ اور آخرت مین اُنکے لیے عذاب عظیم ہی ف یعنے
دوزخ مین رہنا اور دوزخ کے نیچے طبقہ مین سخت عذاب کی کیفیت۔ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ۔ سحت
بضمتین ابوعمرو اور ابن کثیر و کسائی کی قراءۃ اور بضم و سکون باقیون کی قراءت ہی اور صواب یہ ہی کہ وہ جملہ انواع حرام کو شامل ہی
(المعنی) یہ قوم (یہود) دروغ کو خوب دل لگا کر سننے والے اور سحت یعنے حرام کے کھانے مین سخت بیباک ہین شاید مراد یہان حکم مین رشوت
ہو یعنے یہود رشوت لیکر خلاف خدا و رسول کے حکم دیتے تھے اور حضرت علی رضہ سے روایت ہی کہ سحت یعنے رشوت خواری ہی عرض کیا گیا
کہ کیا حکم دینے مین رشوت لینا فرمایا کہ یہ تو کفر ہی اور حضرت صلعم سے روایت ہی کہ لعنت کی اللہ تعالے نے حکم مین رشوت دینے
والے اور لینے والے کو (رواہ الترمذی عن ابی ہریرۃ وابوداؤد عن بن عمرو بن العاص) اور بعض فقہا نے دینا جائز کہا ہی جبکہ
مظلوم دیکھے کہ میرا سچا حق بدون رشوت دینے کے حاکم ظالم بگاڑ دیگا تو دینا مباح ہی (ترجمہ عالمگیریہ) فَاِنْ جَآءُوْكَ

[illegible] ہوئیں تیرے پاس آوین اس غرض سے کہ تو اُنکے درمیان حکم کردے تو۔ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ أَوْ
أَعْرِضْ عَنْهُمْ۔ تیرا جی چاہے اُنمین حکم کر یا اعراض فرما۔ یعنے تجھے اختیار ہی قال المفسر یہ اختیار منسوخ ہی بقولہ تعالے وان احکم
بینہم [illegible] ابن عباسؓ سے شروع سورہ پر بیان ہوچکا پس انکے درمیان حکم کرنا واجب ہی جبکہ وہ مسلمان حاکم کے یہان مرافعہ
کرین اور شافعی کے دو قول مین سے یہی اصح قول ہی اور یہی ابوجعفر النحاس نے امام ابوحنیفہ و اُنکے اصحاب سے نقل کیا ہی اور اگر کسی
مسلمان کے ساتھ مین مرافعہ کرین تو بالاجماع واجب ہوگا۔ وَإِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ۔ اور اگر تونے اعراض کرنا اختیار کیا تو فَلَنْ
يَضُرُّوكَ شَيْئًا۔ تیرا کچھ نہین بگاڑ سکینگے۔ وَإِنْ حَكَمْتَ۔ اور اگر تونے اُنکے درمیان حکم کرنا اختیار کیا۔ فَاحْكُمْ
بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ۔ العدل۔ تو اُنمین حکم کر قسط یعنے عدل سے۔ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ۔ اللہ تعالے دوست
رکھتا ہی مقسطین کو یعنے اُن بندون کو جو حکم مین عدل کرین اور مراد آنکہ اُنکو ثواب دیتا ہی اور یہین سے نخعی و شعبی و زہری
و سعید بن جبیر نے کہا کہ قولہ فاحکم بینہم او اعرض عنہم۔ منسوخ نہین ہی اور یہی امام احمد کا مختار ہی کیونکہ قولہ ان احکم بینہم بما انزل اللہ الآیۃ
مین عدل کے ساتھ حکم کرنے کا امر ہی اور ابن الجوزی نے کہا کہ یہی صحیح ہی اور تخییر کا حکم بنظر اسکے کہ یہ لوگ کچھ اس سے اتباع حق نہین چاہتے
تھے بلکہ غرض یہ تھی کہ ایسے حکم کو شاید پاوین جو اُنکی خواہشون کے موافق ہی ورنہ حق تو کتاب توریت مین معلوم تھا اسیواسطے آگے
تعجب لایا بقولہ۔ وَكَيْفَ يُحَكِّمُونَكَ۔ اور کیسے وہ سچے حکم تلاش کرنے کو تیرے پاس آنے پر مجبور ہونگے۔ وَعِنْدَهُمُ
التَّوْرَاةُ فِيهَا حُكْمُ اللَّهِ۔ حالانکہ اُنکے پاس توریت ہی جسمین حکم اللہ تعالے موجود ہی ف یعنے محصن زناکارون کو رجم
کرنے کا حکم موجود ہی یہ استفہام تعجب لانے کو ہی حاصل آنکہ تیرے پاس حکم کے لینے آنے مین انکا مقصود یہ نہ تھا کہ جو سچا حکم ہی وہ جان لیوین کیونکہ
یہ جان لینا تو اُنپر آسان تھا بلکہ درحقیقت جانتے تھے جیسا کہ اوپر کی روایات قصہ سے واضح ہوچکا پس توریت مین تو یہ حکم جانتے اور منہ
سے توریت ہی پر ایمان بیان کرتے تھے۔ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ۔ پھر منہ پھیرتے اسکے بعد یعنے منہ موڑتے ہین تیرے
حکم سے بھی جو اُنکی کتاب کے موافق ہی بعد اس تحکیم کے یہ زیادہ عجیب ہی۔ وَمَا أُولَٰئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ۔ یعنے تیرے اوپر ایمان
نہین رکھتے یا آنکہ اپنی کتاب پر بھی ایمان نہین رکھتے صرف زبانی دعوی کرتے ہین کیونکہ اُنہین جو حکم موجود تھا پہلے اس سے اعراض کیا
اور دوبارہ جب اُسکے موافق حکم دیا گیا تو پھر اُس سے اعراض کرنے لگے۔ إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ۔ ہم نے
توریت اُتاری تھی اس شان سے کہ اُسمین ہدایت و نور ہی ف ہدایت یہ تھی کہ سچے عقائد بیان تھے جنکی پیروی سے گمراہی نہوتی اور نور
یہ کہ حکمونکا بیان صاف تھا۔ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ۔ من بنی اسرائیل۔ الَّذِينَ أَسْلَمُوا۔ انقادوا للہ۔ لِلَّذِينَ
هَادُوا۔ حکم کرتے اُس کتاب کے ساتھ انبیاء بنی اسرائیل جو اللہ تعالے کے مطیع و منقاد تھے ان لوگون کے حق مین حکم کرتے
جنھون نے اپنے کو یہود کہا واضح ہو کہ بعد موسی علیہ السلام کے بہت سے انبیاء بنی اسرائیل گذرے جنکو توریت کے موافق حکم کرنے کا
فرمان تھا اور یہی حکم حضرت داؤد علیہ السلام کو بھی تھا اور کتاب زبور مین وعظ و نصائح و اسرار ہین اور رہا حکم دنیاوی وہ توریت ہی پر
تھا اور اسی طرح حضرت عیسی پر انجیل سے بعضے احکام منسوخ کیے باقی سب توریت پر عمل رہا۔ واضح ہو کہ جمہور علما و فقہا نے کہا کہ اگلی شرائع
[illegible] جب تک منسوخ نہون اور صحیح یہ ہی کہ اگلی شرائع مین سے جو کچھ ہمپر بطور تعلیم عمل نقل کیا گیا اُسپر ہم عمل کرتے ہین اور یہ
[illegible] اپنی کتاب مجید کے موافق عمل ہی اگرچہ اسکو شرع سابقین سے توافق ہو کیونکہ شرع محمد صلعم بذات خود کامل و مکمل در بلدان

انضمام شرع سابق کے جامع ہے اور یہان سے مجنون نے استدلال کیا وہ کچھ دلیل نہین یہان تصریح [illegible]
کہتے ہین اُنکے درمیان اللہ تعالیٰ کے انبیاے سابقین جو موحدین تھے حکم کیا کرتے تھے۔ وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ [illegible]
کرتے، ربانیون یعنے اُنمین سے جو حقانی عالم تھے۔ وَالْاَحْبَارُ۔ الفقہاء اور رفقیہ لوگ ۔ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا [illegible]
استودعوہ ای استحفظہم اللہ ایاہ۔ مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ۔ ان یبدلوہ۔ بسبب اُس چیز کے محفوظ کردیے گئے تھے یعنے [illegible]
اُنکے حفظ مین رکھا اُس چیز کو کتاب الٰہی سے اور حفاظت اس امر کی کہ اُسکو بدل ڈالین۔ وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ [illegible]
اس محفوظ پر شاہد تھے کہ وہ حق ہی قال فی السراج قولہ استحفظوا وکانوا کی ضمیر نبیون وربانیون واحبار سب کی طرف راجع ہی [illegible]
نے کتاب الٰہی کے حفظ کا علماء سے ان دو وجہون سے عہد لیا ایک تو ضائع ہو جانے اور تحریف سے بچا دین چنانچہ حفظ کی جاوے تاکہ
سہو نہو اور زبان سے پڑھاوین اور دوم آنکہ اُسکے احکام وشرائع کو مہمل نچھوڑین بالجملہ اللہ تعالیٰ نے توریت کی تعریف فرمائی کہ اسمین ہدایت
ونور تھا اور انبیاے بنی اسرائیل اُسکے موافق حکم دیتے اور ربانیون واحبار جنھون کو کتاب الٰہی مستحفظ کی گئی تھی یعنے تحریف وتبدیل
ومہمل چھوڑنے سے اللہ تعالیٰ نے اُنکو محفوظ رکھا تھا اور وہ شاہد تھے کہ اُسکے احکام وغیرہ سب حق ہین وہ بھی ہدایت ونور کے ساتھ متصف
ہو کر حکم کرتے تھے بطریق نیابت انبیا علیہم السلام کے پھر پہلی بلا یہود مین یہ پھیلی کہ اُنھون نے کتاب اللہ تعالیٰ کی نگہداشت چھوڑ دی
شریعت کی کہ نہ محفوظ رکھی اور نہ اُسی پر مدار عمل رکھا آخر انجام یہ ہوا کہ اپنی ہوا وہوس کے پابند ہوگئے اور منجملہ اُسکے احکام کے یہ رجم تھا
وہ بھی ترک کیا اور منجملہ اُسکے آنحضرت صلعم کی پیروی وایمان تھا اس سے بھی انکار کیا اور نوبت یہ کردی کہ کتاب مین تبدیل وتحریف
خود کر ڈالی بچانا وحفاظت کیسی پس اللہ تعالیٰ نے اُنکو اول حال کو یاد دلایا کہ اپنے کیے پر پچھتا وین اور راہ پر آوین کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی کی
فرمانبرداری وتوحید وایمان کی غرض سے ماننا تھا لہذا بعد اس تنبیہ کے انکو ارشاد کیا کہ۔ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ۔ اب بھی مت ڈرو
لوگون سے ای یہودیو اس بات کے اظہار مین جسکا علم تمھارے پاس ہی مانند آنکہ محصن مرد وعورت زنا کرے تو سنگسار کیا جاوے اور
آخر زمانہ مین محمد صلعم عرب سے مبعوث ہونگے جنکی ایسی ایسی صفتین ہونگی اور اُنکی اتباع کل سب جہان جن وانسان پر فرض ہوگی پس ان
باتونکو جو تمھاری کتاب مین ہین جب اُسکو حق جانتے ہو تو لوگون کے ڈر سے مت چھپاؤ کہ رجم ظاہر کرنے مین مارے جاؤگے یا صفت محمد صلعم
کے ظاہر کرنے مین سب لوگ مسلمان ہو جائینگے تو تمھاری آمدنی جاتی رہیگی ان باتون سے مت ڈرو ظاہر کرو کیونکہ رزاق اللہ تعالیٰ ہے
وَاخْشَوْنِ۔ اُسکے چھپانے مین البتہ مجھسے ڈرو یعنے اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت مین خوار کریگا۔ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا
قَلِيْلًا۔ اور مت خرید و میری آیات کے عوض تھوڑا مول یعنے مبادلہ مت کرو کہ میری آیات کے عوض جو توریت مین ہین تھوڑے
دام لے لو۔ حاصل آنکہ دنیا خود حقیر اور اُسمین سے اُن آیات کے چھپانے پر جو تمکو ملیگا وہ نہایت ہی حقیر ہوگا تو اس کو میری آیات کے
بدلے مت لو۔ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ۔ اور جسنے اللہ تعالیٰ کے اُتارے
حکم کے موافق حکم نکیا تو ایسے لوگ کافر ہین۔ یعنے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اُتارا ہی جو کوئی اُسکے موافق حکم نکرے وہ اس [illegible]
کفر کرنے والا ہوا اور توضیح سے اُسکا بیان عنقریب آتا ہی انشاء اللہ تعالیٰ اور یہان شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ نے ان آیات کے [illegible]
دوسرا سبب نزول ذکر کیا اور مناسب ونافع سمجھکر مترجم اُسکو لاتا ہی حضرت ابن عباس رضہ نے فرمایا کہ ان آیات کو اللہ عزوجل نے [illegible]
دو فریق کے حق مین نازل کیا جنمین زمانہ جاہلیت کی لڑائی سے ایک زبردست عزت والا ہو گیا تھا [illegible]

[illegible] بنو قریظہ تھے پھر ان دونون نے آپسمین صلح کرلی تھی کہ نضیر مین سے جو قتل ہو اُس کی دیت [illegible] قریظہ مین سے مقتول ہو اسکی دیت پچاس وسق ہی پس اسی پر تھے یہانتک کہ سخت لڑائی کے چند برس بعد [illegible] اللہ صلعم مدینہ مین تشریف لائے پس قریظہ مین سے کسی نے نضیر مین کے ایک شخص کو قتل کیا تو بھیجکر سو وسق مانگے پس قریظہ نے کہا [illegible] ایک ہی دین ایک ہی نسب اور ایک ہی شہر ہی ایسا نہین ہو سکتا ہی کہ ایک کا خون بہا دوسرے سے آدھا ہو اور جب ہمنے تمکو دیا تھا تو تمھارے ڈر سے تھا اب تو محمد یہان آگئے ہین اب ہم تمکو اس حساب سے نہین دینگے (انصار سب مسلمان ہوگئے تھے انسے مدد تو ملتی نہین اسواسطے ایک فریق کو جرات ہوگئی) یہانتک کہ دونون فریق مین لڑائی ہونے کو قریب پہونچی پھر اس امر پر راضی ہوے کہ محمد صلعم کو حکم بناوین پھر نضیر نے آپسمین کہا کہ واللہ محمد تمکو دونا دلوانے والے نہین ہین تو جاسوس متعین کرو کہ پتا چلا دے کہ اسمین محمد کی کیا رائے ہے پس اگر تمھارے موافق ہو تو حکم کرلو ورنہ پرہیز کرو پس چند منافقون کو اس خبر رسانی کے واسطے مقرر کیا پس اللہ عز وجل نے اپنے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو ان کمبختون کی رائے وارادہ سب سے آگاہ کردیا پس نازل فرمایا یاایہا الرسول لایحزنک الذین الآیات (رواہ احمد وابوداؤد والنسائی وابن جریر) اور اوپر وہ احادیث بیان ہو چکین جنمین دو زناکارون کے واقعہ مین یہود کا تحکیم لانا مذکور ہی تحکیم کا قصہ اوپر مذکور ہوا اور شیخ ابن کثیر رحمہ نے اسکو صحیح کہا اور یہان تامل کیا کہ واللہ اعلم کون بات واقع ہوئی میرے نزدیک ظاہر ایسا ہی دونون واقعہ متقارب ہوے اور دونون اسمین شامل ہین ف عرائس مین ہی کہ قولہ ومن یرد اللہ الخ اسمین صریح ہی کہ مخلوق مین سے کسیکو قدرت ایجاد نہین اور وہ منحصر بذات قدیم ذوالجلال ہی اسی سے فتنہ کی نسبت اپنی طرف فرمائی اور فتنہ یہ کہ بندہ کو اُس کے نفس کے حوالے کرکے ایسی شہوات مین مبتلا کرے جو راہ حق سے کاٹ دیتے ہین تاکہ قلب مین اندھیرا ہو جاوے پھر اسمین نور [illegible] معرفت نہ سماوے خواص رحمہ اللہ نے اشارہ کیا کہ اوتعالے جسکی خاطر پریشان فرماتا ہی اُسکے جمع کرنے مین کوئی قدرت نہین رکھتا اسی کے مانند ابن عطاء نے کہا ہی کہ ابو عثمان رح نے فرمایا کہ مراقبہ ومراعات سے محروم فرماتا ہی ابوبکر وراق رحمہ نے کہا کہ قلب کی پاکیزگی دو چیزون مین ہی ایک تو دل سے حسد نکالڈالے دوم آنکہ جماعت مسلمین سے نیک گمان رکھے قولہ تعالے سماعون للکذب اکالون للسحت۔ اس کلام کے معنے مین ہمارے زمانہ کے مکار صوفی داخل ہین جو گوشے مین بیٹھتے اور زہد وترک دنیا ظاہر کرتے اور صورت یہ کہ کندھون پر عمدہ طیلسان ڈالتے اور دنیاداروں کی مدح اپنے حق مین سنتے ہین کہ یا حضرت آپ کے مثل اب تو دنیا مین نہین ہین آپ ایسے اور آپ ویسے اور یہ زاہد بے عقل اُنکی فریبی وتکبر وغرور دلانے والی باتین خوب سنتا ہی حالانکہ زاہد مذکور ایسا زاہد بھی نہین اور دنیادار اس غرض سے بتاتے ہین کہ بادشاہ وسردار وغیرہ سے ہماری سفارش کرے اور زاہد مذکور کو اپنا وسیلہ بناتے ہین اور اپنی مراد حاصل ہونے کے لیے اسکو رشوتین دیتے ہین پس یہ زاہد بے تمیز سماعون للکذب یعنے جھوٹ باتین سننے والا ہی اور اکالون للسحت۔ یعنے رشوتین کھانے والا ہی اللہ تعالے ایسے کمبختون سے روے زمین کو پاک کرے اور ہمکو اُنکی صحبت وبدافعال سے بچاوے کیونکہ یہ لوگ دین سے تو نکل بھاگے ہین اور دین بیچکر دنیا لے لی ہی بعض مشائخ نے فرمایا کہ سماعون للکذب یعنے جھوٹے دعوے سننے والے اکالون للسحت۔ یعنے دین بیچ کھانے والے ہین قولہ والربانیون والاحبار جاننا چاہیے کہ ربانی وہ بندہ ہی جو معرفت ومحبت وتوحید کے [illegible] اللہ تعالے کی طرف منسوب ہو پھر جب وہ ان مراتب سے واصل ہوا تو شہود جلال وجمال مین مستقیم وادب کے ساتھ رہنے سے [illegible] تعالے سے موصوف ہوجاتا ہی پھر جب وہ اپنے نفس سے فنا ہوا اور رب تعالے کے ساتھ باقی رہا تو ربانی ہوگیا اور مثال

Marfat.com

اسکی جیسے آگ مین لوہا جبکہ آگ مین ہمین تو آگ قبول کرنیکی استعداد رکھتا ہو اور جب آگ مین [illegible]
حال عارف کا ہو کہ جب منور بانوار الٰہی تعالے ہوا تو ربانی کہلایا اور موصوف بر بانی روحانی نورانی ملکوتی جبروتی
ہین جو اللہ تعالے سے کلام الٰہی کو بلا واسطہ بدون بیان کیفیت کے سنتے اور نور الٰہی سے حق و باطل مین [illegible]
مشائخ نے کہا کہ ربانی وہ ہین جو سب حال مین اللہ تعالے کی طرف رجوع رکھتے ہین اور احبار وہ علما ہین جو اللہ تعالے [illegible]
عارف ہین بعض مشائخ نے کہا کہ ربانی وہ جو اللہ تعالے سے عارف ہین اور احبار وہ جو احکام الٰہی سے واقف ہین ابن طاہر [illegible]
اشارہ کیا کہ ربانی تو صحابہ رضی اللہ عنہم ہین جنھون نے کلام الٰہی کو حضرت سرور عالم صلعم سے سنا اور احبار وہ علما ہین جنھون نے کتاب [illegible]
علم حاصل کرکے اُسپر عمل کیا ف۔ قولہ تعالے ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکافرون۔ واضح ہو کہ یہان ظاہر آیت سے مفہوم
ہوتا ہے کہ جو اللہ تعالے نے نازل فرمایا اُسکے موافق حکم نہ کرنے سے کافر ہو جاتا ہے حالانکہ یہ ایک فعل ہے اور کفر کا مرجع ایسے اعتقاد کی طرف
ہوتا ہے جو توحید ایمان سے ضد و منافی ہو۔ پس یہان دو مقام ہین اوّل آنکہ یہ کفر کس معنے مین ہے اور دوم آنکہ یہ مخصوص بنی اسرائیل کیساتھ
تھا یا عام ہے کہ اس امت کو بھی شامل ہے پس توضیح و تحقیق مقام اول یہ ہے کہ قولہ تعالے یا ایہا الرسول لا یحزنک الذین سے آخر تک مین سبب
نزول دو بیان ہوے ایک تو یہود خیبر مین سے ایک مرد و عورت شریف کا زنا کرنا اور خیبر والونکا بذریعہ یہود قریظہ و بذریعہ بعض منافقون کے
اس بارہ مین حضرت کی راے دریافت کرنا دوسرا سبب یہ کہ قریظہ سے نضیر کا دوچند دیت مانگنا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہین حکم قرار دینا بہر
حال انمین سے کوئی سبب ہو یا دونون سبب ہون اتنا ضرور ثابت ہے کہ بنی اسرائیل نے توریت کے حکم مین تحریف کرلی چنانچہ قولہ یحرفون الکلم من بعد
مواضعہ الخ سے صاف ظاہر ہے پس مجموعی حالت موجودہ پر بنی اسرائیل کے حق مین کہا کہ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکافرون اسواسطے
کہ اُنھون نے ما انزل اللہ کو تحریف کرکے دوسرا حکم نکالا اور حکم توریت پر راضی نہوے بلکہ نکالے ہوے حکم پر اصطلاح ٹھہرائی اور یہی کفر ہے اور
ایسے اعراض و تحریف سے کافر ہونے مین کوئی خصوصیت بنی اسرائیل کی نہین بلکہ نصرانیون و مسلمانون سب کو شامل ہے اور یہی مقام دوم ہے
شیخ ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ براء بن عازب و حذیفہ بن الیمان و ابن عباس رضی اللہ عنہم و ابو مجلز و ابو رجاء عطاردی و عکرمہ و عبید اللہ بن عبد اللہ
و حسن بصری وغیرہم نے کہا کہ قولہ ومن لم یحکم الخ اہل کتاب کے حق مین نازل ہوا اور حسن بصری نے اسقدر زیادہ کیا کہ اور ہمپر بھی واجب
ہے سفیان ثوری و ابراہیم نخعی نے کہا کہ بنی اسرائیل کے حق مین ان آیات کا نزول ہے اور اس امت کے واسطے بھی اگر ایسا کرین تو بھی یہی حکم ہے
(رواہ ابن جریر) علقمہ و مسروق نے حضرت ابن مسعود رض سے رشوت کو پوچھا تو فرمایا کہ یہ سحت مین سے ہے تو دونون نے عرض کیا کہ اور حکم مین
رشوت لینا۔ تو فرمایا کہ یہ کفر ہے پھر پڑھا ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکافرون (رواہ ابن جریر) مترجم کہتا ہے کہ شاید پہلا سوال
یہ تھا کہ اگر رشوت لیکر کسی حقدار کو حق پہونچا دے یا حق پہونچانے مین ڈھیل کرے کہ وہ مجبوری رشوت دے یا ناحق سعی کرے تو یہ رشوت حرام
ہے پھر دوبارہ سوال یہ کہ اگر حاکم جانتا ہو کہ یہ حکم ہے پھر رشوت لیکر حکم بدل دے تو جواب دیا کہ یہ کفر ہے فافہم اور سدی نے کہا کہ معنے یہ کہ جو [illegible]
نے اتارا اگر اسکو عمداً چھوڑا یا جان بوجھکر ظلم کیا تو وہ کافرون مین سے ہے علی بن ابی طلحہ عن ابن عباس کہا کہ جسنے ما انزل اللہ سے انکار کیا
کافر ہوا اور جسنے اقرار کیا مگر اسکے موافق حکم نہ کیا تو ظالم فاسق ہے (رواہ ابن جریر) اور ابن جریر رح نے اختیار کیا کہ مراد اس سے اہل کتاب [illegible]
کوئی اس حکم سے انکار کرے جو اللہ تعالے نے کتاب مین اُتارا ہے قال المترجم اگر کوئی شخص یقین کرے کہ یہ حکم رسول [illegible]
خواہ حکم مستحب ہو یا واجب یا فرض ہو یا کسی امر سے نہی تنزیہی یا تحریمی ہو سب یکسان ہین کہ منکر کافر ہو جا [illegible]

[illegible] کی طرف [illegible] ہے یا اہل اسلام میں سے ہو شامل ہے شعبی سے پوچھا گیا قولہ ومن لم یحکم ۔ تو کہا کہ مسلمانوں کے
[illegible] شامل [illegible] رواہ عبد الرزاق وابن جریر) اور بعض نے کہا کہ یہ کفر بمقابلہ ایمان نہیں ہے بلکہ اس حکم کے لیے کفر ہے جو اتارا
[illegible] میں حکم سے منکر ہو (رواہ عبد الرزاق والحاکم عن ابن عباس) اور ابن طاؤس نے کہا کہ یہ کفر بمانند کفر باللہ وملائکہ وکتب ورسل نہیں ہے
[illegible] کہا کہ ہم الکافرون ۔ یعنی اس حکم سے کافر ہیں مترجم کہتا ہے اس ایک حکم سے عمداً کفر کرنا عین کفر ہے فافہم ہاں یہ تاویل ہو سکتی ہے کہ اسنے
[illegible] اس حکم کے حق ہونے سے انکار نہیں کیا بلکہ اپنے نفس کی رشوت خواری سے دوسرا حکم ناحق دیا تو گویا اول حکم سے منکر ٹھہرا پس جب تک
حقیقۃً منکر نہو تب تک حقیقی کفر نہو واللہ تعالےٰ اعلم

وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ وَالْأُذُنَ
اور لکھ دیا ہمنے اُنپر اُس کتاب میں کہ جی کے بدلے جی اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے
بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ وَ
بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں کا بدلا برابر پھر جسنے بخش دیا تو وہ اُس سے پاک ہوا اور
مَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ
جو کوئی حکم نہ کرے اللہ کے اُتارے پر سو وہی لوگ ظالم ہیں بے انصاف

ان آیات میں یہود کو ملامت ہے کہ توریت میں اُنپر اسطرح قصاص کا حکم لکھا گیا اور وہ اسمیں عمداً اعناد سے مخالفت کرتے تھے چنانچہ مدینے کے گرد والے یہودیوں سے اگر قرنظی والا نضیری کو قتل کرتا تو قصاص لیتے اور نضیری اگر قرظی کو قتل کرتا تو دیت ہی دیتے اور قتل خطا [illegible] میں نضیری کی دیت قرظی سے دوچند لیتے تھے پس جیسے اسمیں خلاف توریت کیا ویسے ہی محصن زناکار کی سزا میں نص توریت سے مخالفت کی اور رجم چھوڑکر منھ سیاہ کرنا کوڑے مارنیکی اصطلاح ٹھہرائی اسیواسطے وہاں انکو فاولئک ہم الکافرون کہا کیونکہ عمداً اخلاف کیا اور یہاں فاولئک ہم الظالمون کہا کیونکہ اُنھوں نے ظالم ومظلوم کا کچھ انصاف نہیں کیا ۔ وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا ۔ اور ہمنے توریت میں ان لوگوں پر فرض کیا تھا کہ ۔ إِنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ ۔ جان بعوض جان کے ہے یعنے جو شخص کہ کسی دوسرے نفس کو عمداً قتل کرے تو وہ قصاص میں قتل کیا جاوے ۔ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ ۔ اور آنکھ پھوڑدی جاوے بعوض آنکھ کے ۔ وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ ۔ اور ناک کاٹی جاوے بعوض ناک کے ۔ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ ۔ اور کان کاٹا جاوے بعوض کان کے ۔ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ ۔ اور دانت اکھاڑا جاوے بعوض دانت کے ف کسائی نے نفس وعین وانف واذن کو رفع سے پڑھا ۔ وَالْجُرُوحَ ۔ برفع قراءۃ ابن کثیر وابوعمرو وابن عامر وکسائی ہے اور باقیوں نے دونوں جگہ نصب پڑھا ۔ قِصَاصٌ ۔ اور جروح قصاص ہیں ف جروح جمع جرح یعنے زخم یعنے جروح میں قصاص لیا جاوے جہاں ممکن ہو جیسے ہاتھ و پاؤں وآلہ تناسل وماننداسکے اور جہاں جروح میں قصاص نہیں ممکن ہے وہاں دو عادل آدمی حکم قرار دیے جاویں جسقدر رجب مانہ وہ تجویز کریں وہ دلایا جاوے ۔ اگر کہا جاوے کہ ہماری شرع میں بھی یہ حکم بھی یہ لیا جاتا ہے مفسر نے جواب دیا کہ یہ حکم اگرچہ بنی اسرائیل پر فرض کیا گیا تھا لیکن وہ ہماری شرع میں بھی مقرر ہے ابن کثیرؒ نے [illegible] اصولی وفقہا میں سے بہتیرے اسطرف گئے ہیں کہ ہمسے اگلی امتوں پر جو شرع تھی وہ ہمپر بھی شرع ہے لیکن اس شرط سے کہ وہ ہمارے واسطے [illegible] مقرر منقول ہوئی ہو منسوخ نہوئی ہو اور یہی قول جمہور کا مشہور ہے اور ابن ابی حاتم نے حسن بصریؒ سے روایت کی کہ یہ حکم

بنی اسرائیل پر اور ہم پر لازم ہی اور بعض علماء نے یہ کہا کہ ان کی شریعت کے احکام ہم پر [illegible]
نہ غیر ولیکن صحیح یہ کہ نہیں بلکہ ہماری شرع مستقل ہی اور اس آیت سے بھی ہم پر غیرت ہی [illegible]
بالاتفاق اسی آیت سے قصاص کا حکم لیا ہی پھر سورہ بقرہ میں ہی الحر بالحر والعبد بالعبد والانثی بالانثی [illegible]
اور غلام بمقابلہ غلام کے اور عورت بمقابلہ عورت کے ۔ اور یہاں النفس بالنفس ہی یعنی جان بعوض جان [illegible]
عورت بمقابلہ مرد ہو یا برعکس ہو لہذا اس سبب ائمہ نے اسی آیت سے حجت پکڑی کہ مرد عوض عورت کو قتل کیا [illegible]
بسبب عموم اس آیت کے اور روایت نسائی وغیرہ مین بھی حدیث ہی کہ آنحضرت صلعم نے عمرو بن حزم کے خط مین لکھا [illegible]
کیا جاوے، وہ بھی اسی پر دلالت کرتی ہی اور نیز مسلمانون کے خون مساوی ہونے کی حدیث بھی اسی پر دلالت کرتی ہی [illegible]
عموم حجت ہی اور ایسے ہی امام ابوحنیفہ نے اس آیت کے عموم سے حجت پکڑی کہ ذمی کافر کے عوض مسلمان قتل کیا جاوے اور اسیطرح غیر کے غلام کو
قتل کرنے کے عوض قتل کیا جاوے لیکن جمہور علماء نے امام ابوحنیفہؒ سے اس مین خلاف کیا چنانچہ حضرت علیؓ سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ کافر کے عوض مسلمان قتل نہ کیا جاوے رواہ البخاری ومسلم ابوحنیفہؒ نے کہا یعنے حربی کافر کے عوض مسلمان قتل نہ کیا جاوے قال
ابن کثیر اور غلام کے بارہ مین سلف سے آثار متعدد آئے ہین کہ وہ لوگ غلام کی عوض مین آزاد مرد سے قصاص نہین لیتے تھے اور اس مسئلہ
مین کچھ حدیثین نقل کیجاتی ہین ولیکن صحیح نہین ہین اور شافعی نے اس مین قول حنفیہ کے برخلاف اجماع نقل کیا ہی ولیکن اس سے حنفیہ کے
قول کا باطل ہونا لازم نہین آتا جب تک کہ اس آیت کریمہ کی تخصیص کرنیوالی کوئی دلیل صحیح نہو صحیحین مین ربیعؓ کے دانت توڑنے کی حدیث
ثلاثیات بخاری سے ہی حدثنا محمد بن عبد اللہ الانصاری ثنی حمید ان انسا رضی اللہ عنہ حدثہم یعنے انس بن مالکؓ نے اپنے شاگردون سے حدیث
بیان کی کہ ربیع نے جو نضرؓ کی دختر تھی ایک لڑکی کے اگلے دونون دانت توڑ دیے تو ربیع والون نے اس لڑکی والون سے درخواست کی کہ جرمانہ
لے لو اور عفو کردو انھون نے نہ مانا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے پس آپ نے قصاص کا حکم دیا پس انس بن النضر یعنے ربیع کے بھائی نے کہا کہ کیا ربیع کے (یعنے نوجوان لڑکی)
دانت توڑے جائینگے نہین یا رسول اللہ قسم ہی اس ذات پاک کی جسنے آپکو حق کے ساتھ بھیجا ہی کہ ربیع کے دانت نہ توڑے جائینگے تو آپ نے
فرمایا کہ اے انس کتاب اللہ مین قصاص ہی لکھا ہی پس وہ لوگ جو مدعی قصاص تھے راضی ہوگئے اور انھون نے عفو کردیا پس نبی صلعم نے فرمایا کہ اللہ
کے بندون مین سے ایسے لوگ ہین کہ اگر اللہ تعالے پر قسم کھالین تو اللہ تعالے اُنکی قسم سچی کردیتا ہی پھر واضح ہو کہ جراحت کبھی جوڑ پر ہوتی ہی [illegible]
ہاتھ اُس جوڑ سے جو باہ سے ملا ہی اور قدم اُس جوڑ سے جو پنڈلی سے ملا ہی یا اسکے مانند کاٹ ڈالا تو بالاجماع اس مین قصاص واجب ہی اور کبھی [illegible]
نہین ہوتی اور کبھی اُسکے مقدار طول وعرض وعمق کی معلوم نہین ہوتی اور کبھی درصورت قصاص کے مرجانیکا خوف ہوتا ہی پس اگر ہڈی [illegible]
تو سوا جوڑ کے تو امام مالکؒ نے کہا کہ سوائے ران کے اور سب مین قصاص ہی اور ران وغیرہ اسکے مانند مین بسبب خوف موت کے قصاص
نہین اور امام ابوحنیفہ وصاحبین نے کہا کہ سوائے دانتون کے اور کسی ہڈی کے زخم مین قصاص نہین ہی اور شافعیؒ نے جملہ [illegible]
استخوان سے انکار کیا اور یہی عمر بن الخطابؓ و ابن عباسؓ سے مروی ہی اور یہی حسن وعطاء وشعبی وزہری ونخعی وعمر بن عبد العزیز [illegible]
سفیان ثوری ولیث کا مذہب اور مشہور مذہب احمدؒ کا ہی ولیکن امام ابوحنیفہؒ نے حدیث ربیع مذکورہ بالا سے حجت لی ہی [illegible]
کہ شاید دانت بدون ٹوٹنے کے جڑ سے گرے ہونگے **قال المترجم** روایات مین ضرور کسر کا لفظ موجود ہی اور [illegible]
نہین ہی پس بظاہر لفظ قابل استدلال ہی اگرچہ احتمال باقی ہی واللہ اعلم اگر محشی علیہ نے یعنے [illegible]

[illegible] کے اوپر قصاص لینا [illegible] واجب نہین قال ابن کثیر اور یہی جمہور صحابہ
[illegible] کہ اگر قصاص لینے والے کے مال سے اسکی دیت واجب ہوگی عامر شعبی وعطاء وطاؤس وعمرو بن دینار
[illegible] کہ دین قصاص لینے والے کے مددگار برادری پر واجب ہوگی اور حضرت ابن مسعود اور نخعی وحکم بن عتیبہ
[illegible] زخم کے ساقط ہوکر باقی دیت اپنے مال سے ادا کرنی واجب ہوگی۔ فَمَنْ تَصَدَّقَ
[illegible] قصاص تصدق کرنے کے یہ معنے کہ اپنی جان پر قصاص لینے کا قابو دیدیا۔ فَهُوَ كَفَّارَةٌ
لَّهٗ [illegible] جرم کا کفارہ ہے چنانچہ بعد قصاص کے اسکے اوپر سے گناہ اُتر جاویگا۔ اور معالم مین کہا کہ ایسے ہی [illegible] ابن عباس
[illegible] سے مروی ہین اور پوشیدہ نہین کہ اس تکلف سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جرم کی سزا پانے سے گناہ کا [illegible]
[illegible] لیکن معنے مین استبعاد ہے اور اظہر وہ ہے جو زمخشری نے کہا کہ جس شخص نے تصدق کیا قصاص کو یعنے معاف کردیا اور قصاص نہ لیا
تو [illegible] اسکے واسطے کفارہ ہے یعنے بقدر اس عفو کے اسکے گناہ معاف ہونگے یہی عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے مروی ہے [illegible]
[illegible] ہے کہ جس مسلمان کو کوئی مصیبت اسکے جسم مین پہونچائی گئی پس اُسنے معاف کردی تو اسکے عوض اللہ تعالیٰ اسکا درجہ بلند کریگا اور
اسکے عوض اُسکے گناہ کو کفارہ کردیتا ہے وفی الحدیث قصۃ رواہ ابن جریر واحمد والترمذی ورواہ ابن مردویہ والنسائی عن عبادۃ بن الصامت
ورواہ احمد عن المحرز بن ابی ہریرۃ من رجل من اصحاب النبی صلعم۔ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ۔ جسنے اللہ تعالیٰ کے اتارے
ہوئے حکم کے موافق حکم نہ کیا خواہ قصاص ہو یا نہو۔ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۔ تو ایسے ہی لوگ ظالم ہین [illegible]
تعالیٰ کی شریعت سے مخالفت کرکے اپنی جان کو عذاب مین ڈالتے ہین اور یہ یہودیون کی عادت تھی کہ توریت [illegible]
ہوئے اُنکو تحریف وتبدیل کرکے اپنی رائے سے حکم لگاتے اور اہل انجیل نے بھی اُنھین کے قدم پر قدم رکھا

وَقَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ ۪ وَاٰتَيْنٰهُ
اور پیچھاڑی مین بھیجا ہم نے اُنھین کے قدمون پر عیسیٰ مریم کا بیٹا سچ بتاتا توریت کو جو آگے سے تھی اور [illegible]
الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ ۙ وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةً
[illegible] انجیل جسمین ہدایت اور روشنی اور سچائی کرتی اپنی اگلی توریت کو اور راہ بتاتی اور نصیحت
لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ ۭ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ
ڈر والون کو اور چاہیے کہ حکم کرین انجیل والے اُس پر جو اللہ نے اُتارا اُسمین اور جو کوئی حکم نہ کرے
اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝
اللہ کے اتارے پر سو وہی لوگ ہین بے حکم

وَقَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ۔ اور ہمنے ان کے نشان قدم پر عیسیٰ بن مریم کو بھیجا [illegible]
[illegible] انبیاء بنی اسرائیل جو موسیٰ علیہ السلام سے شروع ہوئے اور برابر بتعداد کثیر ہوتے آئے اُنکے پیچھے ہی بدون زمانہ فترت کے
[illegible] مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ۔ درحالیکہ وہ تصدیق کرنے والا تھا اس چیز
[illegible] کے سامنے تھی [illegible] یعنے اسکے قبل تھی وہ توریت ہے یعنے اسکے پہلے سے جو توریت چلی آتی اور اُسکے روبرو موجود تھی

وہ اُسکی تصدیق کرنے والا تھا۔ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى ۔ اور ہمنے عیسیٰ کو انجیل دی اُس میں [illegible]
ہدایت ہی گمراہی سے یعنے جو اسکو مضبوط پکڑے وہ گمراہ نہو بشرطیکہ پوری انجیل کی پیروی کرے اور یہ نہیں [illegible]
اور بعض کو چھوڑے جیسے اہل کتاب کا دستور رہا۔ وَّنُوْرٌ ۔ اور اُسمین نور ہی ف یعنے احکام کا کھلا ہوا بیان [illegible]
علیہ السلام کو احکام توریت پر عمل کرنیکا حکم تھا اور انجیل مین فقط نصائح و مواعظ تھے اُنکا زعم غلط ہی بلکہ انجیل مین بعض [illegible]
تھے۔ وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ ۔ لمافیہا من الاحکام ۔ اور درحالیکہ مصدق ہی کتاب [illegible]
پہلی والی کتاب توریت کی یعنے توریت کے احکام کی ف اسواسطے کہ جملہ احکام توریت برقرار رکھے سوائے چند احکام کے جن کو
منسوخ کیا تو ناسخ اُس چیز کی تصدیق کرتا ہی جو منسوخ ہوگئی کیونکہ نسخ بیان مدت ہی پس وہ بیان کرتا ہی کہ حکم منسوخ اسوقت تک [illegible]
صحیح وثابت تھا۔ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ۔ درحالیکہ یہ کتاب انجیل ہادی و واعظ تھی اِن لوگون کے واسطے
جو اللہ تعالےٰ سے تقوی کرین ف یعنے ایمان شرعی پر ثابت رہین کیونکہ انھین کو اس سے نفع ہی۔ وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ
الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ ۔ یعنے ہم نے کہدیا کہ حکم کرین اہل انجیل اُس چیز کے ساتھ جو اللہ تعالےٰ نے انجیل میں اُتاری
ہی ف پس یہ عطف ہی وقفینا پر اور حمزہ کی قراءۃ مین یحکم کا نصب اور لام اول کو کسرہ ہی پس یہ اتیناہ کے معمول پر عطف ہی
یعنے ہمنے عیسیٰ کو انجیل دی تاکہ حکم کرین اہل انجیل موافق اُسکے احکام کے مکی نے کہا کہ قراءۃ جزم مختار ہی کیونکہ وہی جماعت کی قراءت ہی
نحاس نے کہا کہ میرے نزدیک دونون قراءتین عمدہ ہین کیونکہ اللہ تعالےٰ نے ہر کتاب عمل ہی کے واسطے اُتاری ہی پھر معنے موافق قراءۃ
جماعت کے بصیغہ امر یہ ہین کہ ہمنے اسوقت عمل کرنے کے واسطے یہ حکم دیا تھا کہ اہل توریت و انجیل اپنی کتاب پر ٹھیک عمل کرین پھر ان دونون
کتابون پر ٹھیک عمل یہی ہی کہ اُنمین لکھا ہوا ہی کہ جب محمد صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہون تو اُنپر ایمان لاوین اور اُنھین کی پیروی کرین
وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۔ اور جو کوئی حکم نہ کرے اُس حکم کے ساتھ جو اللہ تعالےٰ
نے اُتارا تو ایسے لوگ فاسق ہین ف یہ آیت درحق نصاریٰ ہی اور یہی ظاہر ہی

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا
اور تجھپر اُتاری ہمنے کتاب تحقیق سچا کرتی اگلی کتابون کو اور سب پر شامل ہی

عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ ۚ
سو تو حکم کر اُنمین جو اُتارا اللہ نے اور اُنکی خوشی پر مت چل چھوڑ کر حق راہ

لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ۚ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ
جو تیرے پاس آئی ہر ایک کو تم مین دیا ہمنے ایک دستور اور راہ اور اللہ چاہتا تمکو ایک دین پر کرتا

لٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ۚ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا
لیکن تمکو آزمایا چاہتا ہی اپنے دیے حکم مین سو تم بڑھکر لو خوبیان اللہ کے پاس تم سب کو پہنچنا ہی

فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۙ وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ
پھر جتا دے گا جس بات مین تمکو اختلاف تھا اور یہ فرمایا کہ حکم کر اُن مین جو اُتارا [illegible]

وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ ۚ فَاِنْ

اور بچتا رہ اُنسے کہ تجکو بہکا نہ دین کسی حکم سے جو اللہ نے اُتارا تجھپر پھر اگر

تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ ۗ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ

منہ موڑین تو جان کہ اللہ نے یہی چاہا ہر کہ پہونچا وے انکو کچھ سزا اُنکے گناہون کی اور لوگون مین بہت ہین

النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ○ اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ ۗ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا

بے حکم اب کیا حکم چاہتے ہین کفر کے وقت کا اور اللہ سے بہتر کون ہر حکم کرنے والا

لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ○ ۶

یقین رکھتے لوگون کو

جب اللہ تعالے نے توریت اور انجیل کی اتباع کامل کا حکم دیا تو لازم آیا کہ اب قرآن عظیم جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا ہر اور شاہ تمام کتب سابقہ کا ناسخ ہر اُسپر عمل کرین وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ ۔ اور ہمنے تجپر ای محمد صلعم قرآن نازل کیا۔ بِالْحَقِّ حق کے ساتھ یعنے نازل کیا حق کے ساتھ جسمین کوئی شک وشبہہ نہین ہر اور قرآن کا حال یہ ہر کہ۔ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ۔ ای قبلہ۔ مِنَ الْكِتٰبِ ۔ وہ سچی بتلاتا ہر ان کتابون کو جو اس سے پہلے کی ہین یعنے توریت وانجیل وزبور وغیرہ جو آسمانی کتابین سابق کے انبیا علیہم السلام پر اُتری تھین سب کو سچی بتلانے والا ہر یعنے قرآن مجید مین صریح اللہ تعالی کا حکم موجود ہر کہ توریت وانجیل کو اللہ تعالے نے نازل فرمایا۔ اور قرآن نے اگر اُنکو نسخ کردیا تو یہ تصدیق کرنے کے منافی نہین بلکہ [illegible] کیونکہ نسخ کے یہی معنے ہین کہ نسخ کرنے والا یہ ظاہر کرتا ہر کہ جو منسوخ ہوا وہ ناسخ سے پہلے تک کے واسطے تھا اب نہین ہر پس تصدیق کی کہ منسوخ بھی ایک وقت خاص تک کے واسطے صحیح تھا۔ واضح ہو کہ انزال کے معنے اُتارنا خواہ ایکبارگی یا کئی دفعہ کرکے اور تنزیل بمعنے کئی دفعہ کرکے نازل کرنا پس اگلی کتابون پر فقط انزال صادق ہر الا آنکہ مجازاً تنزیل بولا جاوے اور قرآن مجید پر تنزیل اور انزال دونون بمعنے کہ ایک مرتبہ لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر سب کا سب اُتار آگیا تاکہ ملائکہ اُسکے اہتمام شان سے اسکی بزرگی جانین پھر وہان سے تھوڑا تھوڑا کرکے اُترا تاکہ سبق سبق کرکے بہترین امت صحابہ رضی اللہ عنہم تعلیم پادین اور نہایت آراستہ [illegible] اور یہ بزرگی سواے صحابہ رضی اللہ عنہم کے کسی کو اگلون وپچھلون مین سے نصیب نہوئی اور قرآن مجید سے پہلے جو کتابین اُتاری گئی تھین اُنکو یہود ونصاری نے اسطرح تحریف وتبدیل کیا کہ حق بات دبنائی [illegible] باقی نہ رہا پس قرآن سے اللہ تعالی نے [illegible] کا اختلاف کھول دیا اور جدا فرمایا۔ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ ۔ اور قرآن شاہد ہر کتابون منسوخہ پر۔ عن ابن عباس ای موتمنا علیہ۔ یعنے قرآن ہر اگلی کتاب پر امین ہر اور یہی قول عکرمہ وسعید بن جبیر ومجاہد ومحمد بن کعب وعطیہ وحسن وقتادہ وعطاء خراسانی وسدی وابن زید کا ہر اور ابن جریج نے اُسکے معنے یہ بیان کیے کہ قرآن ہر اگلی کتاب کا امین ہر جو کچھ اگلی کتابون مین سے ایسی بات بیان کیجاوے کہ قرآن سے موافق ہر تو وہ حق ہر اگرچہ منسوخ ہو اور جو اس سے مخالف بیان کیجاوے وہ باطل ہر عن ابن عباس یعنے اگلی کتابون پر حاکم ہر اور اُسکا نکتہ وہی ہر جو پہلے بیان ہوا کہ اللہ تعالے نے توریت وانجیل اُتاری تھی کہ اپنی رائے چھوڑکر اختلاف سے منہ موڑکر ایک راہ ہوجاوین پھر اہل کتاب نے باہم پھوٹ ڈالی اور ایسی تحریف ہر فرقے سے سرزد

ہوئی کہ اصل کتاب کا پتہ نہین چلتا ہی تو قرآن کو حاکم کیا۔ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ [illegible]
اسی کتاب سے حکم کر جو اللہ تعالے نے نازل فرمائی ف یعنے جب اہل کتاب تیرے حضور مین اپنا مقدمہ لاوین [illegible]
حکم کر اس چیز کے ساتھ جو اللہ تعالے نے تجھپر نازل فرمایا یعنے قرآن مجید کے حکم سے انہین فیصلہ کر [illegible] واضح [illegible]
اسمین شامل ہی چنانچہ حدیث صحیح مین ہی کہ مجھے قرآن و اُسکے ساتھ اُسکے برابر اور ملا ہی حق یہ ہی کہ سنت رسول اللہ صلعم [illegible]
کے خفی معنی کو ظاہر کرتی ہین پھر بینہم کی ضمیر مفسرین نے اہل کتاب کیطرف راجع کی اور شیخ ابن کثیرؒ نے عام لوگون کیطرف [illegible]
لوگونکے درمیان حکم کر خواہ عرب ہون یا عجم خواہ کتابی ہون یا غیر کتابی پھر اوپر مذکور ہوا کہ اہل ذمہ جو مسلمانونکے ماتحت ہین [illegible]
مرافعہ کرین تو انمین حکم الٰہی کے موافق حکم دینا واجب ہی چنانچہ حکم دیدیا کہ فاحکم بینہم بما انزل اللہ۔ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ اور مت پیروی کر
اُنکے اہواء کی یعنے اُنکی راے کی جو اُنھون نے گڑھ لی ہین۔ عَمَّا جَاءَكَ مِنَ الْحَقِّ۔ عدول کرتے ہوے اس چیز سے جو تیرے پاس
آچکی ہی حق سے ف یعنے حق سے عدول کرکے اُنکی گڑھی ہوئی راے کی پیروی مت کیجیو اور یہ خطاب اگرچہ آنحضرت صلعم کو ہی لیکن مراد اس سے [illegible]
لوگ ہین کیونکہ آنحضرت صلعم نے کبھی اُنکی راے کی پیروی نہین کی اور نہ ممکن تھا۔ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ خطاب اُمتونکی طرف ہی مانند یہودی نصرانی
اور مسلمان۔ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا یعنی اے اُمتو تم مین سے ہر ایک کیواسطے ہمنے ایک شریعت اور ایک واضح راہ بنادی جسپر تم چلتے ہو الشرعۃ جس سے
کسی چیز کیطرف ابتدا کیجاوے اور مشرعہ جس سے پانی کیطرف شروع کیا جاوے یعنے پانی تک پہونچنے کی راہ جسکو گھاٹ بولتے ہین اور دین کو شرع کہنا بطریق تشبیہ
کیونکہ اس سے آب حیات وحی تک پہونچ جاتا ہی اور یہانسے معلوم ہوا کہ دین پر مستقیم ہونے سے مقصود خاص رضاے الٰہی ہی اس سے اکابر نے کہا کہ شریعت طریقہ ہی
ہی پھر اس طریقہ کو طی کرکے حقیقت و مراد کو پہونچتا ہی اور خلاصہ یہ کہ اے لوگو تم اصل مقصود مین ایک ہو اور وہ توحید الٰہی و معرفت ہی اور یہ شرائع جو انبیا علیہم السلام
لائے جنمین حلال و حرام کا فرق ہی تو یہ دین پر چلنے کے طریقے ہین اور اصل مقصود واحد ہی چنانچہ صحیح بخاری مین ابو ہریرہؓ سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ
ہم گروہ انبیا علاتی بھائی ہین ہمارا دین ایک ہی یعنی ہم سب توحید پر ہین اور اللہ تعالی نے فرمایا وما ارسلنا من قبلک من رسول الا نوحی الیہ انہ لا الٰہ الا
انا فاعبدون۔ اور فرمایا۔ ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا ان اعبدوا اللہ واجتنبوا الطاغوت الآیہ۔ پس حقیقت و مقصود مین تو سب متفق اور شرائع
مین جو اختلاف ہی تو حکم او امر و نواہی مین ہی چنانچہ ایک ہی چیز کسی شرع مین حلال کردی اور کسی شرع مین حرام کردی اور کسی مین خفیف
اور کسی مین شدید کردی تاکہ مطیع و عاصی ظاہر ہو اور رہا دین جسکے سواے اللہ تعالے کچھ نہین قبول کرتا وہ توحید و اسلام ہی کہ اسی کے
واسطے سب رسول آئے تھے۔ وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً۔ علی شریعۃ واحدۃ۔ اور اگر اللہ تعالے چاہتا
تو سب کو ایک ہی شریعت پر کردیتا۔ وَلٰكِنْ۔ فرقکم فرقا لِيَبْلُوَكُمْ۔ لیختبرکم۔ فِي مَا آتَاكُمْ۔ ولیکن تفریق کردیا تم کو فرقہ فرقہ تاکہ
امتحان کرے تمکو اس چیز مین جو تمکو دی ہی ف یعنے مختلف شرائع حاصل آنکہ اسواسطے تمھاری شریعتون مین اوامر و نواہی مختلف کیے
تاکہ ظاہر ہوجاوے کہ کون تم مین سے اطاعت کرتا ہی اور کون نافرمانی کرتا ہی چنانچہ امت محمد صلعم پر شراب حرام کردی اگرچہ ابتداے اسلام
مین حرام نہ تھی پھر جسوقت حرام ہونے کا حکم آیا اُسیوقت صحابہ رضی اللہ عنہم نے جسکے پاس شراب تھی بہادی اور برتن توڑ دیے [illegible]
مطیع بندے تھے اور اپنے نفس و خواہش کے مطیع نہ تھے پس نفس کو مکلف کرنا دین ہی اگر ہر نفس اپنی خوشی پر چھوڑا جاتا تو بالیقین دین [illegible]
باقی نہ رہتا پھر جنھون نے اپنے نفس کی خواہش کی پیروی کی وہ طاعت الٰہی سے خارج و مردود ہوے اور جنھون نے [illegible]
پابندی کی وہ اللہ تعالے کے بندے مقبول اور آخرت مین کرامت کے ساتھ ہون گے پس حاصل معنے یہ ہی کہ [illegible]

Marfat.com

[illegible] ظاہر ہو [illegible] انھون سے آگاہ ہو اسنے توحید کو سب مخلوق پر لازم کیا پھر ہر زمانہ مین اسوقت کی امت [illegible] طریقہ مقرر فرمایا کہ اگر اسپر چلتے تو انکی دنیا و دین دونون درست ہوتے اور یہ بھی ظاہر ہو تا کہ یہ لوگ اپنے نفس کے بندے [illegible] اللہ تعالیٰ کے مطیع بندے ہیں پھر تمام فساد کے بعد دوسرے نبی کو بھیجا اور حکمت کاملہ سے اُسکی شرائع کو مقرر فرمایا پس اول [illegible] منسوخ کر دیا اور جسقدر چاہا زیادہ و کم فرمایا پھر یہی طریقہ برابر چلا آیا یہانتک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندۂ خاص [illegible] محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور آپ پر رسالت ختم کر کے تمام روے زمین انسان و جن سب پر آپ کی متابعت فرض کر دی اور پہلی سب شرائع منسوخ فرما کر آپ ہی کی شریعت قائم لازم فرمائی قال فی السراج یہ آیت و اُسکے مثل دیگر آیات اس [illegible] دلالت کرتی ہین کہ ہم لوگون پر اگلی شرائع لازم نہین ہین اور رہا قولہ تعالیٰ شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحا الآیۃ۔ و اُسکے مانند تو مراد اس سے توحید و اسلام ہی اور فروع و امر و نواہی مراد نہین ہین قال المترجم جمہور علما کے نزدیک شرائع سابقہ جو منسوخ نہین [illegible] بطور تعلیم عمل نقل ہوے ہین وہ ہمپر لازم ہین و مترجم کے نزدیک مرجع اس بحث کا لفظی ہی کیونکہ جو شرائع ہمپر بطور تعلیم عمل لکھی گئی ہین وہ ہمپر اسی راہ سے لازم ہین اگرچہ وہ شرائع سابقہ بھی ہون پھر تفریق شرائع سے یہ امتحان منظور ہی کہ خالص بندے جو اُسکا حکم [illegible] ہین لہذا فرمایا۔ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ۔ پس جلدی کرو خیرات کی طرف ف یعنے اس بھلائی کو جلدی قبول کر و مراد [illegible] جس چیز کے کرنے کا حکم دیے گئے اسکو کرو اور جس سے منع کیے گئے ہو اسکو ترک کرو و قال ابن کثیرؒ وہ طاعت الٰہی و اتباع اس شرع کی ہی جسکو اللہ تعالیٰ نے مقرر و ثابت فرمایا اور پہلے سب شرائع کا اُسکو ناسخ کر دیا ہی اور یہی معنی یہان مناسب ہین کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ اُسنے ہر امت کے واسطے ایک شرع مقرر کی اور آیندہ وہ منسوخ ہوتی گئی ہی پھر قرآن مجید کو نازل فرمایا جو سب اگلی شرائع کا ناسخ ہی تو اب خیرات کی طرف جلدی کرو تاکہ وقت فرصت بسبب موت کے ہاتھ سے نجا وے یہ اسی قرآن مجید و شرع آخری کے موافق ہی اور آیندہ قیامت ہی۔ إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا۔ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف تمھارا سب کا مرجع ہی ف یعنے بسبب اُٹھائے جانے کے قبرون سے یا جہان جسطرح خاک مین ملے ہو یا پانی وغیرہ مین قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ہی کیطرف واپس ہوگے فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ۔ تو اللہ تعالیٰ تمکو آگاہ کریگا جسمین تم اختلاف کرتے تھے ف یعنے امور دین جسمین تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مخالفت کرتے اور جھگڑتے تھے اللہ تعالیٰ کے یہان ظاہر ہوگا کہ تم جھوٹے تھے [illegible] تامل و فکر و دلیل کے اپنی راے و خواہش سے جھگڑتے اور دنیا و اپنے تن کی شہوات کے لیے یہ کام کرتے تھے پس ہر ایک کو اسکے [illegible] کا بدلا دیگا پس جھگڑنے و نافرمانی کرنے والے دوزخ مین جاوینگے اور نیک کام والے ثواب و جنت پاوینگے۔ وَأَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ۔ یہ عطف ہی الکتاب پر ای انزلنا الیک الکتاب بالحق و ان احکم۔ اور اسی سے استدلال کیا گیا کہ اوپر جو تخییر مذکور ہوئی کہ چاہے اہل کتاب کے درمیان ما انزل اللہ کے ساتھ حکم کرین چاہے نہ کرین تو یہ تخییر اس آیت سے منسوخ ہوئی ہی ابن عباسؓ سے روایت ہی [illegible] ابن الجوزیؒ نے کہا کہ نہین دونون آیتین محکم ہین بالجملہ یہان حکم دیا کہ اہل کتاب مین حکم کر بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ۔ موافق اسکے جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا اور اہل کتاب کی گڑھی ہوئی باتون کی جو انھون نے خواہش [illegible] بنائی ہین انکی پیروی مت کرو اور حضرت صلعم تو اس سے بری تھے کہ انکی خواہشون کی پیروی کرین بلکہ مراد یہ کہ [illegible] چاہا کہ بیل و انصاف پر چلین اور بخلاف حکم الٰہی کی پیروی نہ کرین اگر پوچھا جاوے کہ اوپر بھی یہ حکم آچکا پھر یہان مکرر کی

جواب یہ کہ نہین بلکہ اوپر یہ بیان تھا کہ ہمنے تجپر قرآن بحق نازل کیا تاکہ سب لوگون کے درمیان [illegible]
لوگون کی گڑھی باتون کی حاجت نہواب بیان فرمایا کہ تو اسی حکم حق پر مضبوط رہو کیونکہ شیطان کی پیروی والے [illegible]
وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ ۔ اور پرہیز رکھو اس سے کہ [illegible]
نہ ڈالین بعض اُس حکم سے بھٹکانے مین جو اللہ تعالے نے تیری طرف نازل فرمایا یعنے جو احکام اللہ تعالے نے تجھ پر نازل [illegible]
اُنمین سے کسی حکم سے بھی تجھے یہ فسادی لوگ دھوکا نہ دینے پاوین انسے پرہیز رکھیو اس سے ظاہر ہوا کہ بعض سے خلاف کرنا [illegible]
یہ کل سے مخالفت ہوگی اگرچہ عمداً کیا گیا اسیواسطے اگر کوئی شخص کسی شرعی بات کو جان بوجھکر انکار کرے تو وہ کافر ہوجاتا ہی اگرچہ باقی کا [illegible]
اور معالم وغیرہ مین مذکور ہی کہ بعض یہود جو اُنکے نزدیک عالم تھے وہ حضرت صلعم سے درخواست کرتے تھے کہ ہمارے موافق فیصلہ کرا [illegible]
تو ہم ایمان لاوین پس حضرت صلعم کو اللہ تعالے نے متنبہ وہوشیار کردیا کہ لوگونکے مسلمان ہوجانے کی لالچ سے آپ کبھی ایسا نہ کرینگے
اگرچہ وہ لوگ اپنی خیانت ومکاری سے دھوکا دین بلکہ حق صریح کے ساتھ حکم دینگے۔ پھر ایک حکمت تقدیر سے تسکین دی کہ فَاِنْ تَوَلَّوْا
پھر اگر یہ لوگ منھ موڑین ف یعنے جو سچا حکم اللہ تعالے نے اُتارا ہی اگر اُس سے یہ لوگ اعراض کرین اور اسکے سوا باطل حکم چاہین
فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ ۔ تو جان لے کہ اللہ تعالے کے ارادہ مین یون ہو چکا
ہی کہ ان لوگون کے بعض گناہ کے عوض اُنکو دنیا مین بھی مصیبت پہونچا وے ف اگرچہ آخرت مین اُنکے سب گناہون پر اُنکو
عذاب دیگا واضح ہو کہ قولہ فاعلم انما الخ سے علم استدلالی ہی یعنے اگر اہل کتاب اس حکم حق سے اعراض کرین تو جان لے کہ تقدیر یون جاری
ہی۔ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ۔ اور لوگون مین سے بہتیرے فاسق ہین ف اُنکی جبلت ایسی خراب
ہی کہ رب عز وجل کے دائرۂ توحید وطاعت سے خارج رہنا چاہتے ہین اسیواسطے شرع حق سے مخالف فیصلے کے خواہشمند ہوے
اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ ۔ یہ فاسق لوگ حکم جاہلیت کی خواہش کرتے ہین ف جو حق سے خارج اور جہالت پر مبنی
ہی کیونکہ اُنھون نے صاف حکم حق سے اعراض کیا یبغون بیائے تحتانیہ اکثرون کی قراءت ہی اور ابن عامر نے تبغون بتاء فوقانیہ پڑھا
پس غیبت سے خطاب کی طرف التفات ہی یعنے مخاطب کرکے یون جھڑکا کہ اگر تم کو توریت پر یقین ہوتا تو تم اُس سے برخلاف جہالت
کیون مانگتے جو گمراہی ہی اور اللہ تعالے کے حکم سے کیون منھ موڑتے۔ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ
يُّوْقِنُوْنَ ۔ اور کون ہی اللہ تعالے سے بہتر حکم مین ایسی قوم کے نزدیک جو یقین رکھتے ہین ف یعنے مومنون کے نزدیک
اللہ تعالے سے بہتر کسیکا حکم نہین ہی مومنون کی خصوصیت اسواسطے فرمائی کہ اللہ تعالے کے حکم حق کو یہی بندے سمجھتے ہین
برخلاف کافر ومشرک کے جو اپنی رائے کے اٹکل ملاتے ہین اور بسبب بیعقلی کے اپنی رائے کو مرجح ٹھہرا کر شیطان ونفس کے بندے ہوجاتے ہین ف تاویل
فی العرائس قولہ تعالے لکل جعلنا منکم شرعۃ ومنہاجا۔ شرع الٰہی مین دو قسم کے احکام ہین ایک وہ جنسے جسم پاکیزہ ہوجاتا ہی اور دوم [illegible]
اپنے کمالات معرفت پر پہونچتی ہی پھر وضو وغسل وذکر زبان وتلاوت قرآن ونظر صنعت الٰہی وقدم براہ جہاد وحج وغیرہ سے [illegible]
جسم ہی اور اسی مین معانی سے کمال روح ہی اسیواسطے ذکر تلاوت وغیرہ مین زبان سے پڑھے اور دل سے غور رکھے تا [illegible]
یعنے گھاٹ سے مقصود آب حیات تک پہونچے اور دائمی زندگی پاوے ورنہ کافر مردہ ہوتا ہی پھر اعمال ظاہری [illegible]
ہین اور باطنی معانی کو شیخ رحمہ نے بیان فرمایا کہ اللہ تعالے نے قدم وبقا کے آب حیات پر پہونچنے کے واسطے [illegible]

Marfat.com

ہر ایک کے گھاٹ علیحدہ مقرر کیے ہین پس بعض کے لیے علم اور بعض کے لیے قدرت اور بعض کیلیے صمدیت اور بعض کیلیے کلام وخطاب اور بعض کیلیے معرفت ومحبت اور بعض کیلیے عظمت وکبریا یعنے جدا جدا گھاٹ ہین پھر اُن کے یعنے نورانی راستے ہین کہ صفات سے ذات کی طرف اور ذات سے صفات کی طرف اور صفات سے صفات کیطرف اور اسمائے سے کی طرف اور انوت سے اسمار کی طرف اور اسمائے سے افعال کی طرف جداگانہ راستے ہین تاکہ ہر ایک اپنے ذوق ومشرب کے موافق معرفت حاصل کرلے پھر انمین باہم جدائی اور نزدیکی دونون متحقق ہوسکتی ہین چنانچہ جسکا گھاٹ دوسرے سے موافق ہو تو انمین باہم موافقت ہو اور جنمین ایسی موافقت نہین وہ ایک دوسرے کو نہین پہچانتے ہین اور انمین آپسمین جھگڑا بھی ہوجاتا ہو اسی وجہ سے علماء ربانی ہین باہم اتحاد توحید کے ساتھ اختلاف اجتہادی بھی ہو اور یہ اللہ تعالے کی غیرت قدیم ہو تاکہ بندونمین سے بعضے دوسرونکی طرف ظہور انوار خاص سے میل نہ کرین اور اُنپر سوائے اُس پاک تعالے کے کوئی مطلع نہو اور یہ درحقیقت رحمت ہو جو علی العموم جمہور پر واقع ہوئی ہو اور اس تفاوت مین فوائد ہین کہ علوم غیبی سے اللہ تعالے کی مراد کو متفاوت وجوہ پر جو درحقیقت ایک ہی سلسلہ مین ہو صرف نزدیکی مین فرق ہو لوگ حاصل کرلائے اور یہی مشہور نکتہ ہو کہ عالمونکا اختلاف عام امت کیواسطے رحمت ہو **قال المترجم** اور یہانسے ظاہر ہوا کہ ہر عالم راہ صواب پر ہو اگرچہ انمین بعض کو زیادہ قرب ہو اور اجتہاد مین بھی ایک نے مثلاً ایک جانور کو مباح نکالا اور دوسرے نے مکروہ کہا کیونکہ مشارب جداگانہ کے واسطے روا ہی کہ ایک ہی چیز ایک کے حق مین مباح ہو اور دوسرے مشرب کے حاصل کرنے کیواسطے حرام ہو اور اسکی مثال یہ ہو کہ دو بیمارون کو صحت مطلوب ہو تو ممکن ہو کہ خطمی ایک کیواسطے مفید ہو اور دوسرے کو مضر ہو اور یہی نکتہ ہو جو حدیث مشہور مین وارد ہوا کہ میرے صحابہ سب ستارے ہین جسکے وسیلہ سے راہ ڈھونڈھو تم راہ پاؤگے اور یہ حدیث حسن صحیح ہو پھر ہر شخص جانتا ہو کہ مطلوب ایک ہی باوجود اسکے ہر صحابی کو ستارہ ہدایت قرار دیا تو بھید یہی ہو جو اوپر بیان ہوا ہو اور یہ مقام نہایت لطیف ہو اور بسیط تحقیق چاہتا ہو لیکن گنجائش نہین اور اہل دلکو ایک اشارہ متنبہ کرتا ہی۔ واللہ یہدی من یشاء۔ قولہ تعالے ولو شاء اللہ لجعلکم امۃ واحدۃ۔ چونکہ مراتب بے نہایت ہین پس جیسے صفت رحمت وغضب کے مظاہر مختلف کیے کہ انمین ضدیت ہو راہ رحمت مین مومن ہین اور راہ غضب مین کفار ہین اسی طرح ہر ایک مین طرح طرح کے اصناف ہین کیا نہین دیکھتے ہو کہ کفر مین کسقدر بیشمار مختلف ملتین ہین اور وہ دنیاوی شہوات مین ظاہر ہین اور جانب رحمت مین درجات آخرت کے لیے مشارب متعدد ہین تاکہ جمیع ظہورات کے مظاہر ہون پس ایک ہی امت نہین کیا قولہ ولکن لیبلوکم فیما آتاکم۔ پس نعمت توحید مین اپنی اپنی کوشش کرتے ہین قولہ فاستبقوا الخیرات۔ طلب مین سرگرم رہو اسلیے کہ درجات بے انتہا ہین۔ حاصل آنکہ جو کچھ معرفت تم کو حاصل ہوئی وہ سمندر سے ایک قطرہ ہو اور اصل حقیقت کی انتہا نہین پس مشاہدات کے [illegible] حاصل کرنے مین جلدی کرو پھر ان کو عین جلال کی طرف منفرد کیا بقولہ الی اللہ مرجعکم جمیعا۔ یعنے ہر حال مین تم اپنے مقامات مین حضرت او تعالے کیطرف محتاج ہو تاکہ زیادت قرب و معرفت حاصل کرو اور وہان تمھارے درجات آپسمین ظاہر ہونگے اور جو لطائف وعلوم تمسے پوشیدہ ہین اُسی روز قیامت مین تم کو مزید عنایت سے معلوم ہونگے چنانچہ فرمایا فینبئکم بما کنتم فیہ تختلفون۔ حاصل آنکہ مختلف مدارج کے اسرار وہان ظاہر ہونگے بعض مشائخ نے قولہ لکل جعلنا منکم شرعۃ ومنہاجا مین کہا کہ اللہ تعالے کی طرف ہر نفس کے واسطے ایک طریق کشادہ ہو **قال المترجم** شیخ جنید رح کا قول ہو کہ الطرق الی اللہ تعالے بعدد انفاس الخلائق ولا تفتح الا لمن اقتفی اثر الرسول۔ یعنے راہ مستقیم مین ہر بندے کا راستہ بحضرت باری تعالے [illegible] نہین کہ کسی شخص کے حق مین بجز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے پس جسقدر جسکی پیروی مین اخلاص مزید ہو

Marfat.com

اسیقدر اسکا رتبہ مزید ہی اور جس مشرب کے لائق ہی اسی مشرب سے پہونچتا ہی پھر جو شخص طریق سنت مستقیم [illegible]
اور جو ٹیڑھا چلا وہ راہ شیطان پر پڑگیا اور راہ راست سے بھٹک گیا شیخ ابو یزید بسطامی قدس سرہ نے فرمایا کہ [illegible]
تعداد مخلوقات ہین ولیکن سعید وجنتی وہ ہی جو اتباع نبوت کی راہون مین سے کسی راہ کو پاگیا شیخ [illegible]
واحدۃ مین کہا کہ اگر اللہ تعالے چاہتا تو تمھارے مراتب برابر کردیتا ولیکن تم مین تفاوت اس سبب سے [illegible]
اسی امتحان کی وجہ سے تمکو آپسمین فضیلت دی اور قولہ فاستبقوا الخیرات مین کہا کہ ہر ایک اپنی استعداد کے لائق خیرات [illegible]
عابدون کے حق مین مسارعت یہ کہ عبادات ووظائف مین کوشش کرین اور عارفون کے مناسب یہ کہ استغراق پیدا کرین اور [illegible]
کی سبقت یہ کہ دنیا سے کمال بے تعلقی پیدا کرین یعنے تجرید مین کامل ہون اور عابدون سے سبقت یہ ہی کہ [illegible]
زاہدون اور عارفون کی سبقت یہ ہی کہ خود بینی سے خارج ہون اور موحدون کی سبقت یہ کہ خلق ودنیا وعقبی سب فراموش کردین [illegible]
مراد یہ کہ سب لوگ اپنے حسب حال نیکیان حاصل کرنے کیلیے جناب باری تعالی مین سبقت کرین

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَتَّخِذُوا۟ ٱلْيَهُودَ وَٱلنَّصَٰرَىٰٓ أَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَآءُ بَعْضٍ

اے ایمان والو مت پکڑو یہود و نصارے کو رفیق وہی آپسمین رفیق ہین ایک دوسرے کے

وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُۥ مِنْهُمْ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَهْدِى ٱلْقَوْمَ ٱلظَّٰلِمِينَ ۝

اور جو کوئی تم مین اُنسے رفاقت کرے وہ انھین مین ہی اللہ راہ نہین دیتا بے انصاف لوگون کو

فَتَرَى ٱلَّذِينَ فِى قُلُوبِهِم مَّرَضٌ يُسَٰرِعُونَ فِيهِمْ يَقُولُونَ نَخْشَىٰٓ أَن تُصِيبَنَا

اب تو دیکھے گا جنکے دل مین آزار ہی دوڑ کر ملے جاتے ہین اُنمین کہتے ہین کہ ہمکو ڈر ہی کہ نہ آجاوے ہمپر

دَآئِرَةٌ ۚ فَعَسَى ٱللَّهُ أَن يَأْتِىَ بِٱلْفَتْحِ أَوْ أَمْرٍ مِّنْ عِندِهِۦ فَيُصْبِحُوا۟ عَلَىٰ مَآ أَسَرُّوا۟

گردش سو شاید اللہ جلد بھیجے فیصلہ یا کچھ حکم اپنے پاس سے تو پھر لگین اپنے جی کی چھپی

فِىٓ أَنفُسِهِمْ نَٰدِمِينَ ۝ وَيَقُولُ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ أَهَٰٓؤُلَآءِ ٱلَّذِينَ أَقْسَمُوا۟ بِٱللَّهِ

بات پر پچھتانے اور کہتے ہین مسلمان کہ یہی لوگ ہین کہ قسمین کھاتے تھے اللہ کی

جَهْدَ أَيْمَٰنِهِمْ ۙ إِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ ۚ حَبِطَتْ أَعْمَٰلُهُمْ فَأَصْبَحُوا۟ خَٰسِرِينَ ۝

تاکیدسے کہ ہم تمھارے ساتھ ہین خراب گئے اُنکے عمل پھر رہ گئے نقصان [illegible]

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ - ای ایمان والو - لَا تَتَّخِذُوا۟ ٱلْيَهُودَ وَٱلنَّصَٰرَىٰٓ أَوْلِيَآءَ - مت بناؤ [illegible]
نصاری کو اپنے اولیا ۔ جمع ولی بمعنے دوست وراز دار ۔ یعنے یہود ونصاری کو تم اپنا راز دار دوست مت بناؤ [illegible]
کلام کیا کہ یہ خطاب الذین آمنوا سے خالص ایمان والون کو ہی جو درحقیقت مومن ہین یا اس سے ایسے لوگ کہ خطاب [illegible]
مین زبان سے ایمان ظاہر کرتے تھے یعنے منافق تھے یا خطاب عام ہی کہ مومن خالص ومنافق دونون کو شامل ہی [illegible]
سچے مومنون کو منع کیا کہ یہود ونصاری کو ولی دوست نہ بناوین اسواسطے کہ جس سے محبت ہو اسکے [illegible]
لہذا اگر بضرورت خلط ملط رکھنا پڑے تو بدون دلی دوستی کے ہو اور بعض نے کہا کہ یہ خطاب منافقون کو ہی [illegible]

Marfat.com

[illegible] اسواسطے انکو مومنت ظاہری کے اعتبار سے مومن فرمایا اور حق یہ کہ خطاب تاقیامت سبکو عام ہی اگرچہ حکم کا مقصود یہی منافق
[illegible] جنکے دل مین یہود و نصاری سے ولی دوستی رکھتے تھے اسواسطے آگے فرمایا فتری الذین فی قلوبھم مرض چنانچہ عنقریب آتا ہی حضرت
[illegible] فرمایا کہ عبداللہ بن ابی ابن سلول نے اسلام ظاہر کیا پھر ایک روز کہنے لگا کہ میرے اور بنو قریظہ کے درمیان قسم ہی اور مین
[illegible] زمانہ سے مصیبت کا وقت پڑنے سے ڈرتا ہون پس اسلام سے مرتد کافر ہوگیا **شیخ ابن کثیر** رح نے ذکر کیا کہ سدی رحمہ اللہ نے بیان
فرمایا کہ جنگ احد مین جب مسلمانون کو بسبب نافرمانی کرنے کے شکست ہوئی سوائے اسکے کہ حضرت صلعم و چند صحابہ آپ کے ساتھ
قائم رہے تو اس واقعہ کے بعد دو شخصون نے آپسمین گفتگو کی اور انکو شیطانی وسوسہ سما گیا پس ایک نے کہا کہ مین اس یہودی سے جا کر
[illegible] دوستی پیدا کرتا ہون مجھے امید ہی کہ اگر کوئی حادثہ پیش آیا اور مسلمانون کا دین تمام ہوا تو وہ مجھے ہر طرح قوت دیگا اور دوسرا بولا کہ
[illegible] ملک شام کو جاتا ہون وہان فلان نصرانی سے گاڑھی دوستی کرکے نصرانی بنونگا کہ میرے گاڑھے وقت پر آڑے آوے پس اللہ عز و جل نے
یہ آیات نازل فرمائین **قال المترجم** یہ دونون آدمی منافق تھے عکرمہ رح سے روایت ہی کہ آیہ ابو لبابہ بن عبد المنذر کے حق مین اتری کہ یہود بنی قریظہ
سے زمانہ جاہلیت مین انسے دوستی تھی انکو رسول اللہ صلعم نے بنو قریظہ پاس بھیجا کہ ہمارے حکم پر اپنے قلعہ سے اترین تو انھون نے ابو لبابہ
سے پوچھا کہ ہمارا انجام کیا ہوگا انھون نے اپنے حلق کیطرف اشارہ کیا کہ ذبح کیے جاؤگے (رواہ ابن جریر) اور یہ ابو لبابہ سچے مسلمان تھے
لیکن انسے یہ حرکت بمقتضاے بشریت واقع ہوئی ولیکن اس واقعہ کے سبب نزول ہونے مین تامل ہی اور تحقیق یہ ہی کہ سبب نزول
وہ واقعہ کہلاتا ہی جسکے بعد آیت نازل ہوئی توجسقدر اقوال مذکور ہوے شاید انکے بعد آیت اتری ہو ولیکن اسمین شک نہین کہ یہ سب
اقوال اس آیت کے حکم مین داخل ہین یعنے یہ سب موالات کی صورتین حرام ہین اور ابن جریر نے عطیہ بن سعد اور زہری سے روایت کی
کہ عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ نے یہود کے موالات سے بیزاری کی تو عبد اللہ منافق مذکور نے کہا کہ مین تو انکی دوستی سے بیزاری
نہین کر سکتا کیونکہ انکی موالات سے چارہ نہین ہی اور اسکا بیان وہ ہی جو کتاب المغازی مین محمد بن اسحاق نے روایت کیا کہ یہود مدینہ نے
حضرت صلعم سے معاہدہ کر لیا تھا کہ ہم نہین لڑینگے پھر چند روز بعد غزوہ خندق مین یہی پہلی قوم تھی جسنے عہد توڑا اور حضرت صلعم سے
لڑائی کی اور آخر یہ لوگ عاجز و خوار ہوکر اپنے قلعون سے اس شرط پر اترے کہ ہمارے حق مین جو کچھ فلان شخص حکم کردے وہ منظور ہی پس
عبد اللہ بن ابی ابن سلول نے انکے بچانے مین بہت ہی جد و جہد کیا اور کہا کہ مین ایسا شخص ہون کہ گردش زمانہ سے ڈرتا ہون مجھے انکی
موالات کی ضرورت ہی اور حضرت عبادہ بن الصامت رض نے حضرت صلعم سے یہودیون و انکی موالات سے بیزاری بیان کی اور کہا کہ مین فقط اللہ
تعالی و اسکے رسول صلعم سے موالات کرتا ہون اور یہودیون و انکی موالات سے بیزاری کرتا ہون پس حضرت عبادہ رض اور ابن ابی منافق کے
حق مین سورہ مائدہ کی یہ آیات نازل ہوئین یا ایہا الذین آمنوا لا تتخذوا الیہود و النصاری اولیاء۔ **بعضھم اولیاء بعض**
یہود و نصاری آپسمین ایک دوسرے کے ولی ہین ف اسوجہ سے کہ کفر مین دونون متحد ہین معنے یہ ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
و اسلام سے عداوت رکھنے مین یہود و نصاری آپسمین ایک دوسرے کی معاونت و مدد کرتے ہین اور بعض نے کہا کہ مراد آنکہ یہود آپسمین
ایک دوسرے سے موالات رکھتے ہین اور نصاری آپسمین ایک دوسرے سے موالات رکھتے ہین اور ظاہر یہ ہی کہ موالات دنیاوی مراد ہی کہ
[illegible] ہوا کرتا ہی ورنہ دین کے معاملہ مین یہود کہتے ہین کہ نصاری کچھ نہین اور برعکس اور نیز نصاری آپسمین ایک دوسرے سے
بغض رکھتے ہین اور یہ ہر زمانہ مین ظاہر ہی اور برابر ایک دوسرے کی تکفیر کرتے ہین بالجملہ حاصل یہ کہ الی الیوم یہود و نصاری سے

موالات مت کرو انکی موالات جو بمقتضائے کفر ہی انھین کے درمیان جاری ہی اور انھین کی حالت [illegible]
نہین پس تم انکا فعل مت اختیار کرو کہ انھین کے مانند ہو جاؤ اسیواسطے فرمایا وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ [illegible]
اور جو کوئی تم مین سے ان کافرون سے موالات رکھے وہ بھی انھین مین سے ہی ف یعنے دین کے حکم مین [illegible]
بمانند آنکہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جو شخص کسی قوم سے مشابہت پیدا کرے وہ انھین مین سے ہی یہ حدیث [illegible]
اور تفسیر مدارک و ابوالسعود وغیرہ مین ہی کہ اسمین اہل اسلام کو سخت زجر و تشدید ہی کہ مخالفان دین اسلام سے دوستی [illegible]
جو لوگ دین اسلام مین معتزلہ و جبریہ و جہمیہ و رافضہ کے مانند بدعتین نکالتے اور دین مین خرابی ڈالتے ہین وہ بھی مخالفان اسلام [illegible]
اور ابن عباس رض سے مرفوع روایت مین ہی کہ اللہ تعالے کے نزدیک بہت مبغوض وہ شخص ہی جو اسلام مین زمانہ کفر و جاہلیت کی رسم [illegible]
کو چاہے الحدیث رواہ البخاری اور محبت عمدہ چیز ہی اسنے جب ایسے کفار مین اسکو صرف کیا تو بڑا ظلم کیا اسیواسطے فرمایا ۔ اِنَّ اللّٰهَ
لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۔ یعنے اللہ تعالے ایسی قوم کو ہدایت نہین دیتا جو کافرون سے موالات کرکے اپنی جانون پر ظلم
کرتے ہین ف حضرت حذیفہ رض نے فرمایا کہ ہر ایک تم مین سے اس بات سے بچا رہے کہ وہ یہودی یا نصرانی ہو جاوے اور اسکو معلوم
بھی نہو پھر یہی آیت کریمہ پڑھ دی (رواہ ابن ابی حاتم عن عبد اللہ بن عتیبہ) اور ابو موسی اشعری رض سے روایت ہی کہ انھون نے عمر بن الخطاب
رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میرے پاس ایک نصرانی کاتب ہی تو حضرت امیر المومنین رض نے جھڑکا اور فرمایا کہ تجھے اس سے کیا مطلب تھا تو نے کوئی
دیندار کیون نہین رکھا (کما رواہ ابن ابی حاتم) اور ابن عباس رض سے من طریق عکرمہ روایت ہی کہ انسے نصاریٰ عرب[ل] کے ذبیحہ کا مسئلہ پوچھا
گیا تو جواب دیا کہ اللہ تعالے فرماتا ہی ومن یتولہم منکم فانہ منہم ۔ یعنے جائز نہین ہی رواہ ابن ابی حاتم باسناد حسن اور ابو الزناد سے اسکے
مانند مروی ہی اور سابق مین تفسیر قولہ الیوم احل لکم الطیبات ـ مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بھی ایسی ممانعت مذکور ہو چکی ہی ـ
فَتَرَى الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ ـ اب تو دیکھے ان لوگون کو جنکے دلون مین روگ ہی
کہ یہود و نصاری کی دوستی مین جلدی کرتے ہین ف یہ قیامت تک روگی منافق لوگونمین نظر آتا ہی چنانچہ ہر زمانہ مین اس کا
نمونہ موجود ہی ـ حاصل آنکہ جو لوگ سچے مسلمان نہین بلکہ منافق ہین وہ یہود و نصاری کی موالات مین جلدی و سبقت کرتے ہین اور لباس
و چال و چلن مین انسے مشابہت کرنے پر مرتے ہین اور کلام مین لطیف بلاغت ہی کہ منافقون کی رغبت انکی موالات مین اس درجہ ہی گویا وہ
انھین مین داخل ہو جانے پر جلدی کرتے ہین پھر ان منافقون کا ایک عذر انھین کے قول سے بیان فرمایا جو گناہ سے بھی بدتر ہی یعنے يَقُوْلُوْنَ
نَخْشٰٓى اَنْ تُصِيْبَنَا دَآئِرَةٌ ـ یعنے منافق لوگ یہود و نصاری سے موالات کرنے مین یہ عذر بیان کرتے ہین کہ ہم کو
خوف ہی کہ ہمکو کوئی گردش پہونچے یعنے زمانہ کی گردش و سختی مانند قحط وغیرہ کے پہونچے اور محمد کا یہ سب کام پورا نہو تو اگر ہم ان لوگون سے
موالات نہ رکھینگے تو یہ لوگ جو مالدار ہین ہمکو کھانے کو نہ دینگے چونکہ یہ لوگ بیعقلی سے خلاف ایمان بات کہتے تھے لہذا انکو جواب نہین
دیا گیا بلکہ اہل ایمان کو وعدہ لطیف سے سرفراز فرمایا جسمین ان منافقون کو بھی شرمسار کر دیا بقولہ فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَ
بِالْفَتْحِ ـ یعنے قریب ہی کہ اللہ تعالے فتح دیوے ف یعنے اپنے نبی صلعم کو اپنے اظہار دین سے مدد و نصرت دیوے احتمال
مین امید دلائی حالانکہ وہ اللہ تعالے کی طرف سے قطعی ہی پس معنے یہ ہین کہ ضرور اللہ تعالے اپنے نبی صلعم کو فتح دیگا اور احادیث
صحیحہ کثرت سے وارد ہین کہ آنحضرت صلعم نے صحابہ کو قطعی بشارت دی کہ جلدی مت کرو تمام عرب [illegible]

لہ یعنے جو نصاریٰ کا ذبیحہ کھاوین یا نہ کھاوین ۱۲ م

...کہ سواے اللہ عز وجل کے اسکو کسی سے خوف نہوگا لیکن منافقونکو امتحان مین ڈالنے کیلیے فرمایا کہ امید ہو
... اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ یا اپنی طرف سے ایک امر لاوے ف یعنے منافقونکا پردہ کھولدے کہ وہ سب مین رسوا ہون اور ستدی نے کہا کہ فتح سے ... امر یہی مسلمانونکو بوجہ غلبہ مشرکین قریش کا اور رواج اسلام پورا انہونیکا شک تھا وہ رد کردیا اور قولہ امر من عندہ سے مراد یہ کہ یہود و نصاری پر جزیہ باندھ جانے کا وعدہ دیا پس منافقونکو جو انکی شان وشوکت سے امید مددگاری تھی وہ توڑدی کہ یہود وغیرہ آپ ہی خوار ہونگے منافقونکی مددگاری کون کریگا پس جب ایسا ہوگا تو منافقون نے جو اپنے دلون مین خیالات پوشیدہ کیے تھے کہ دل مین نفاق اور کافرون کی موالات رکھتے تھے اسکا یہ نتیجہ ہوگا۔ فَيُصْبِحُوْا عَلٰى مَآ اَسَرُّوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ یعنے منافق لوگ اپنے دلون کی پوشیدہ کی ہوئی باتون پر نادم ہوجاوینگے ف واضح ہو کہ یہی نتیجہ اس تدبیر وفکر کا ہی جو برخلاف حکم خدا ورسول کے عقل کے دشمن اپنے آپ کو دانا وہوشیار سمجھکر نکالتے ہین چنانچہ منافقون کا حال پہلے پوشیدہ تھا اُنھون نے اپنی راے سے وہ باتین نکالین جنسے بھلائی سمجھتے تھے حالانکہ صریح خلاف خدا ورسول تھین پس وہ درحقیقت عین فساد تھین کہ آخرکار دنیا ہی مین اللہ تعالے نے خالص مومنین کو اُنکا حال ظاہر فرمادیا۔ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا۔ واضح ہو کہ بصری قرا کی قراءۃ مین ویقول بواو ہی اور شامی وحجازی قرا کی قرات مین بدون واو ہی اور یقول بھی بالرفع پڑھا گیا اور بالنصب بھی پڑھا گیا پس بواو ہو یا بلا واو ہو اگر بالرفع ہی تو استیناف ہی یعنے ازسرنو جملہ شروع ہوا اور بالنصب مین عطف ہی یاتی پر ای ان یاتی وان یقول الذین آمنوا یعنے مومنین تعجب کی راہ سے بعض منافقونکو کہین کہ۔ اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ کیا یہی لوگ ہین کہ جو قسم کھایا کرتے تھے نہایت کوشش سے کہ اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ۔ فی الدین۔ دین مین بیشک بالتحقیق ہم تمہارے ساتھ ہین ف حالانکہ اب ظاہر ہوگیا کہ محض جھوٹے منافق تھے حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ۔ اُنکے اعمال سب مٹگئے جمہور مفسرین نے کہا کہ اللہ تعالے آگاہ فرماتا ہی کہ ان منافقون کے وہ اعمال جنکو اُنھون نے دکھلانے سنانے کو اعمال نیک کی صورت پر بنایا تھا سب باطل ونیست ہوگئے۔ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ۔ یعنے دنیا وآخرت مین برباد ہوے چنانچہ دنیا مین تاقیامت بدنام وفضیحت ہوے اور آخرت مین کچھ نہ ملا جس سے کچھ راحت ہوتی بلکہ بجاے اُسکے دوزخ کے سب سے نیچے طبقہ مین آگ کے صندوقون مین شکنجہ کرکے ڈالے گئے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ

اے ایمان والو جو کوئی تم مین پھریگا اپنے دین سے تو اللہ آگے لاویگا ایک لوگ کہ اُنکو چاہتا ہی

وَيُحِبُّوْنَهٗٓ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۡ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ

اور وہ اُسکو چاہتے ہین نرم دل ہین مسلمانون پر اور زبردست ہین کافرون پر لڑتے ہین

سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ۭ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ

اللہ کی راہ مین اور ڈرتے نہین کسیکے الزام سے یہ فضل ہی اللہ کا دے گا

يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝

جسکو چاہے اور اللہ کشایش والا ہی خبردار

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ۔ نافع وابن عامر نے یرتدد۔ بدون ادغام پڑھا اور باقیون نے یرتد بادغام

Marfat.com

پڑھا اور قواعد لغت سے یہ دونون طریقے صحیح ثابت ہین اور ارتداد کے معنے لوٹ جانا پھر جانا
مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ۔ تم مین سے اپنے دین سے ف کفر کی طرف تو اللہ تعالے اسکے بدلے قوم لائیگا
فرمایا اللہ تعالے نے یہ خبر دی ایسی بات کی جسکے واقع ہونیکا اللہ تعالے کو علم تھا چنانچہ نبی صلعم کے قریب زمانہ وفات
کے عرب کے بہتسے گروہ مرتد ہوگئے چنانچہ صاحب کشاف وغیرہ نے یہان لکھا کہ کافرون سے موالات کرنے کے بیان
طور پر موالات یا بدون موالات کے اسلام سے مرتد ہو جانے کا ذکر شروع فرمایا اور اسطرح خبر دی کہ جو کچھ اللہ تعالے کے علم میں
واقع ہونے والا تھا اُسکے واقع ہونے سے پہلے آگاہ فرمایا کیونکہ فسوف یاتی اللہ بقوم قطعی وعدہ ہی کہ مرتدون کے بدلے اللہ تعالے
ایک گروہ مضبوط سچے مومنون کا لاویگا اور یہی واقع ہوا کہ عرب کے گیارہ فرقے مرتد ہوے چنانچہ آخر زمانہ حضرت صلعم مین قوم بنو مدلج
اور بنو حنیفہ یعنے قوم مسیلمہ کذاب ور بنو اسد قوم طلحہ بن خویلد الاسدی یہ تین فرقے مرتد ہوے اور زمانۂ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ
مین سات فرقے عیینہ بن حصن کی قوم فزارہ اور قرہ بن سلمہ کی قوم غطفان اور فجارہ بن عبد یالیل کی قوم بنو سلیم اور مالک بن نویرہ کی قوم
بنو یربوع اور قوم سجاح بنت المنذر اور اشعث بن قیس کی قوم کندہ اور خطمی بن یزید کی قوم بنو بکر بن وائل مرتد ہوئے اور حضرت ابو بکر
رضی اللہ عنہ نے ان سب قومون کو بعد محاربۂ عظیم کے زیر کیا اور جبلہ بن الایہم کی قوم بنو غسان زمانۂ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مین مرتد ہو کر ملک شام
کو بھاگ گئی اور دنیا کے لالچ سے نصرانی ہوگئی پھر اللہ عزوجل نے وعدہ فرمایا کہ ان مرتدون کے عوض مین ایک قوم صالح لاؤنگا چنانچہ فرمایا
فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ۔ بدلہم۔ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ پس لاویگا اللہ تعالے بدلے اُن مرتدون کے ایسی قوم کو
کہ جنکو اوتعالے دوست رکھتاہی اور وہ اللہ تعالے سے محبت رکھتے ہین۔ واضح ہو کہ یہان صریح ظاہر ہی کہ محبت ایک صفت خاص ہے
جیسا کہ اکابر صوفیہ واہل تحقیق کا قول ہی اور یہان تاویل کرنا کہ محبت بمعنے ثواب دینے کے ہی تو ایسی تاویل بعید ہی تحقیق یہی ہی کہ ایک
صفت خاص ہی کہ اُسکی ماہیت سے اللہ تعالے دانا تر ہی اور بندہ جب اس صفت سے متصف ہوتا ہی تو آگاہ ہو جاتا ہی بالجملہ اس قوم
کی ایک یہ تعریف ہی کہ اوتعالے اُنکو محبوب رکھتاہی اور وہ اللہ تعالے کو محبوب رکھتے ہین اور دوسری صفت یہ کہ۔ اَذِلَّةٍ عَلَى
الْمُؤْمِنِيْنَ۔ یعنے عطوفت ومہربانی فرمانے والے ہین مومنون پر اور۔ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ۔ یعنے سخت وشدید
ہین کافرون پر چنانچہ صحابہ رضوان اللہ علیہم کی تعریف مین سورۂ فتح مین فرمایا۔ اشداء علی الکفار رحماء بینہم۔ یعنے کافرون پر نہایت
سخت وشدید ہین اور آپسمین ایک دوسرے پر نہایت مہربان ہین پھر تیسری صفت یہ کہ۔ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
اللہ تعالے کی راہ مین جہاد کرتے ہین چوتھی صفت یہ کہ۔ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ۔ اور نہین خوف کرتے ہین کسی
ملامت کرنے والے کی ملامت کا ف برخلاف منافقون کے کہ وہ کافرون کی ملامت سے خوف رکھتے ہین پھر مفسرین میں اختلاف
ہی کہ یہ کون قوم ہین بعض نے کہا کہ وہ تابعین ہین بقرینۂ سوف یاتی اللہ۔ یعنے آیندہ وہ لائے جاوینگے اور بعضون نے لکھا کہ قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم قوم ہذا واشار الی ابی موسی الاشعری (رواہ الحاکم فی صحیحہ) یعنے اس آیت مین حضرت صلعم نے فرمایا کہ وہ لوگ
اس شخص کی قوم ہین اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا (رواہ الحاکم وابن ابی حاتم وابن جریر وہو فی الصحاح
ایضا) اور شیخ ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ ابن عباس رض نے فرمایا کہ وہ اہل قادسیہ ہین اور مجاہد رح نے کہا کہ شہر سبا کی ایک قوم ہی اور
سعید بن جبیر نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ وہ ایک قوم اہل یمن سے پھر کندہ سے پھر سکون سے پھر قال المترجم ...

[illegible] ظاہر ہو کہ مراد خصوص ان لوگون کے حق مین نزول نہین بلکہ شمول ہو یعنے جن لوگون کے حق مین نزول ہوا انھین کی [illegible] قریب بقریب متصف ہین کیونکہ او تعالے نے اس قوم کو واحد فرمایا جو بہر حال ایک رئیس کے زیر حکم ہون اور منجملہ [illegible] قرار دیا کہ یجاہدون فی سبیل اللہ ۔ یعنے یہ اوصاف انہین موجود ہین پس ان اقوال مذکورہ مین بدون تکلف دتادیل کے [illegible] صادق نہین ہو آور خصوص روایت سعید بن جبیر از ابن عباس اس امر پر دلیل واضح ہو کہ مراد شمول ہو اور محمد بن کعب سے مروی ہو کہ [illegible] قریش کے سردار اسلام ہین یعنے جو مسلمان ہوگئے اور حسن البصری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر کے زمانہ کی حالت کے بیان مین اسکا نزول ہوا لہذا کہا گیا کہ اس قوم سے مراد ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ و انکا لشکر صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم ہی جنھون نے مرتدون پر جہاد کیا اور شمول اسمین ہو اس قوم کا ہی جنھون نے خلوص ایمان سے مابعد کے زمانہ مین مرتدون کو قتل کیا بعضے صحابہ نے کہا کہ انبیاء علیہم السلام کے بعد کوئی شخص حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے افضل نہین ہوا کہ مرتدون سے لڑائی کرنے مین وہ انبیاء مین سے ایک نبی کے قائم مقام ہوئے جب حضرت ابوبکرؓ نے مرتدون پر جہاد کا قصد کیا تو صحابہ نے اسکو مکروہ جانا اور بعض نے کہا کہ وہ اہل قبلہ ہین انپر کیونکر جہاد ہو سکتا ہو بعض نے کہا کہ ہم کہانتک اس بشیار قوم سے لڑینگے حالانکہ رسول اللہ صلعم نے اسقدر مدت تک مشقت اٹھائی تھی غرض کہ سب نے اختلاف کیا لیکن حضرت ابوبکرؓ نے تنہا انپر جہاد کرنیکا قصد فرمایا اور تلوار حمائل کرکے باہر نکلے پس خواہ مخواہ سب لوگ انکے پیچھے نکلے اور آخر اللہ تعالے نے اسلام کو فتح دی پس ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ ہمنے ابتدا مین اس جہاد کو مکروہ جانا تھا پھر انتہا مین ہم نے حضرت ابوبکرؓ کا شکریہ ادا کیا یعنے اگر وہ نہوتے تو اسلام مٹ جاتا بالجملہ یہ صفات ایسی قوم کے ہین جنکو ایمان کامل حاصل ہو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ مجکو میرے خلیل صلے اللہ علیہ وسلم نے سات باتون کی وصیت کی پس مجھے حکم دیا کہ مسکینون سے محبت رکھون اور حکم دیا کہ اپنے سے کم مرتبہ کو دیکھون اور اوپر کی طرف نظر نہ رکھون اور حکم دیا کہ ناتے کو ملائے رکھون اگرچہ مدبر کیا جاؤن اور حکم دیا کہ کسی سے کچھ سوال نہ کرون اور حکم دیا کہ حق بات کہون اگرچہ کڑوی ہو اور حکم دیا کہ اللہ تعالے کے دین مین کسی ملامت کرنیوالے سے نڈرون اور حکم دیا کہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ ۔ بہت پڑھا کرون کیونکہ یہ خزانہ زیر عرش سے ہی (رواہ احمد) اور صحیح مین ثابت ہو کہ مومن کو نہین چاہیے کہ اپنے نفس کو ذلیل کرے تو صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اپنے نفس کو کیونکر ذلیل کریگا فرمایا کہ اسقدر بلا برداشت کرے کہ اسکو اٹھا نہین سکتا ہو کذا فی تفسیر ابن کثیر واضح ہو کہ فرائض و واجبات کے علاوہ ہر کام مین جہانتک رخصت ہی اسکو لحاظ رکھے اور کبھی کبھی عزیمت کو اختیار کرے شیخ ابن الہمام رح نے فتح القدیر مین آیات واحادیث سے اس بحث کو مدلل لکھا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] امت کے واسطے آسانی کو پسند فرماتے تھے لہذا آسانی کا طریقہ لینا مستحب ہے اور سختی ہر جگہ و ہر وقت آدمی کو مغلوب کر دیتی ہی ۔ بالجملہ مسلمان کو چاہیے کہ ضعیف و کام کاج والے اور متفکر لوگون سے جہان تک ممکن ہو آسانی و سہولت سے دین کی پابندی ادا کرادے [illegible] ہر ایک کو عزیمت ہی پر آمادہ نہ کرے واللہ اعلم ۔ ذٰلِکَ ۔ یہ جو اوصاف مذکور ہوے ۔ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۤءُ اللہ تعالے کا فضل ہو جسکو چاہے دیدے ۔ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۔ اللہ تعالے کا فضل وسیع ہو اور وہی خوب جانتا ہی کہ کون [illegible] قوم اسکے لائق ہو ف عرائس مین ہو کہ قولہ تعالے فسوف یاتی اللہ بقوم یحبہم ویحبونہ اسمین اسلام سے مرتد ہو جانے [illegible] ہو کہ انکو اللہ تعالے کی محبت سے کچھ نصیب نہین ہوا اسی سبب سے مرتد ہوگئے اور اسمین خبر دیدی کہ او تعالے ایک ایسی قوم کہ ازل ہی مین انکو محبوب کر لیا ہی اور وہ لوگ بھی اللہ تعالے کے محبوب کرنے سے او تعالے عزوجل سے محبت شدید رکھتے ہین [illegible]

Marfat.com

یہ لوگ ضرور ہیکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے طریقہ وسنت سے موافق ہین اور شرط محبت سے اسی طرح [illegible]
کہ محبت کی شرط یہ ہیکہ محبوب سے ظاہر و باطن مین موافق ہو یعنے اسکی راہ پر اُسکی تابعداری کرے اور اس کلام مین [illegible]
سو وہ محبت رکھنے والا نہین ہے اور صریح اللہ تعالے نے فرمایا۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ الآیہ یعنے [illegible]
علیہ وسلم اگر تم اللہ تعالے سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تعالے تمکو محبوب فرمادیگا اس آیت مین صحابہ و تابعین مابعد والونکی [illegible]
ہے اور اللہ تعالے نے ظاہر کردیا کہ محبت اسکی صفت ازلی ہے کیونکہ اللہ تعالے نے بذات خاص اپنے احبا کو محبوب فرمایا ہے اور ذات پاک اسکی موصوف [illegible]
تھی اسیطرح یہ لوگ بھی اپنی ذاتون وصفات سے اُس سے محبت رکھتے ہین اور ہرطرح اُسکی محبت کا دم بھرتے ہین اسواسطے کہ محبت کا جہانتک وجود ہے وہ قدم ازل
ہے اور وہان کسی فعل کا وجود ہی نہ تھا اور بندونکی محبت کا مصدر خود انکے قلوب ہین اور وہان بھی کوئی فعل نہین ہے اور اصل محبت کا وقوع انجانب [illegible]
ہے بدون کسی علت کے یعنے نعمتین و احسان وغیرہ کسی وجہ سے اصل محبت کا وجود نہین ہوتا اور کسی فعل و حرکت کیوجہ سے پیدا نہین ہوتی ہے اللہ تعالے نے
اپنے علم قدیم سے اپنے اولیا کو محبوب کیا قبل اسکے کہ اُنکو پیدا کرے اور قبل اسکے کہ اُنسے کوئی ایسے افعال صادر ہون جو برگزیدہ ہونے
کی علامات ہین پس محبت الٰہی اپنے خاص بندون سے اسوقت متحقق تھی جب وہ لوگ عدم تھے اور بندگان خاص جو اس سے محبت
رکھتے ہین تو اس طور پر ہے کہ اُنکے دلون پر اُسکی اس صفت کی تجلی ہوتی ہے یعنے اُنکے قلوب مین نور محبت سما جاتا ہے پس جب انکی ارواح کی
آنکھین سرمۂ محبت سے منور ہوئین تو ان آنکھون نے عجب بینائی پائی اور اسکے طالب ہوے آخر بفضل اللہ سبحانہ تعالے مشاہدۂ
ازل کو بے پردہ پایا پھر اسکو محبت اصلی سے چاہنے لگے جو کبھی اپنی اصل سے دوسری طرف نہین پھرتی ہے سلامیؒ نے کہا کہ اُسی کے
فضل محبت سے اُنھون نے اُسکی محبت مین اپنے آپکو قربان کیا اور اُسیکی یاد کے فضل سے اُنھون نے اسکی یاد مین اپنے آپکو
فراموش کردیا۔ یوسف بن الحسینؒ نے فرمایا کہ محبت ایثار ہے قال المترجم مراد آنکہ اپنے نفس کو چھوڑکر اُسی کو اختیار کیا اور
محبت کا قیاس شہوات پر نہین ہے حتی کہ بہت جاہل اسمین خبط ہوتے ہین ؎ عشق آن نبود کہ در مردم بود + این فساد خوردن
گندم بود + اور محبت ایمانی فنائے نفس ہے اور اختیار محبوب ہے اسی محبت کی شان ہے کہ آدمی اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا حضرت انس رض
نے کہا کہ صحابہؓ کو اس حدیث سے بعد اسلام کے سب چیز سے بڑھکر خوشی ہوئی اور کہا کہ مین ابوبکر و عمر رض کو محبوب رکھتا ہون اگرچہ
میرے اعمال ویسے نہین ہین (ح) پھر اللہ تعالے نے اہل محبت و ایمان کامل کی تعریف فرمائی کہ اُسکے دوستون سے تواضع
رکھتے ہین اور دشمنون پر غلبہ رکھتے ہین چنانچہ فرمایا اذلۃ علی المؤمنین اعزۃ علی الکافرین پھر ذکر فرمایا کہ محبت مین اپنی جانین اسطرح
قربان کرتے ہین کہ اسکے حکم سے اسکے دشمنون پر جہاد کرتے ہین اور جو کچھ اُسنے حکم دیا بجا لاتے ہین اور جس سے منع فرمایا اس سے
بے تردد باز رہتے ہین اور کسی ملامت کرنے والے سے نہین ڈرتے ہین پھر ان سب اوصاف کے بعد آگاہ فرمایا کہ یہ انکی کسی ذاتی استحقاق
سے نہین بلکہ محض فضل و رحمت سے ہے جیسے اپنی محبت کی وجہ سے انکی محبت بیان کی شیخ ابوبکر وراقؒ نے کہا کہ جہاد تین طرح کا ہے اول
جہاد اپنے نفس کے ساتھ دوم جہاد دشمنان دین کے ساتھ سوم جہاد اپنے قلب کے ساتھ پس راہ خدا مین جہاد یہ [illegible]
قلب سے مجاہدہ اس طرح ہو کہ کسی طرح غفلت اُس مین نہ آنے پاوے اور نفس کا جہاد اسطرح ہے کہ بندگی سے کسی حال مین [illegible]
پر جہاد اسطرح ہے کہ تجھمین وہ کوئی ایسی غفلت نہ پاوے کہ جس سے تیرا حصہ فرصت پاکر تجھسے اُچک لیجاوے پھر اللہ تعالے نے [illegible]
سے بیزاری ظاہر کرکے مومنون کی دوستی پر رضامندی ظاہر فرمائی بقولہ

Marfat.com

[illegible] وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ

[illegible] اور اسکا رسول اور ایمان والے جو قائم ہین نماز پر اور دیتے ہین

الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ○ وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ

[illegible] اور وہ رکوع کرنیوالے ہین اور جو کوئی رفاقت پکڑے اللہ کی اور اُسکے رسول کی اور ایمان والون کی

٨ ع

حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ○ ع

تو اللہ کی جماعت وہی ہونگے غالب

[illegible] اللہ بن سلام جو علماے یہود مین سے پاکیزہ صفت اور مسلمان ہوگئے تھے حضرت صلعم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم لوگونکو ہماری قوم نے چھوڑ دیا تب یہ آیتین نازل ہوئین اور حاصل آنکہ اللہ تعالے نے اُنکو فہمایش کردی کہ یہود ایسی قوم ہی کہ انپر اللہ تعالے کا غضب ہی سواے چند لوگون کے جو ایمان سے مشرف ہون پس اگر اُنھون نے تمکو چھوڑا تو عین خوشی کا مقام ہی کہ تم ایسے مغضوب علیہم کی دوستی مین نہین ہو اور شیخ ابن کثیرؒ نے ذکر فرمایا کہ محمد بن اسحق کی روایت ودیگر احادیث الباب سے جو پہلے مذکور ہوئین معلوم ہوچکا کہ یہ سب آیات حضرت عبادہ بن الصامت انصاری کے حق مین نازل ہوئین کہ جب اُنھون نے یہودیونکی دوستی سے بیزاری کی اور اللہ تعالے و اسکے رسول صلعم و اہل ایمان کی دوستی پر خوشی و رضامندی ظاہر کی پس اللہ تعالے نے اول منع فرمایا کہ یہود ونصاری سے دوستی مت رکھو پھر آگاہ فرمایا۔ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ۔ تمھارا ولی اللہ تعالے ہی اور اسکا رسول محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہی۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ۔ اور وہ ایمان والے ہین جنکی یہ صفت ہی کہ نماز قائم کرتے ہین یعنے خوب اچھی طرح ادا کرتے ہین اور زکوۃ دیتے ہین اور وہ رکوع کرنے والے ہین راکعون سے یا تو یہ مراد ہی کہ نماز مین خشوع کرنے والے ہین اسلیے کہ یقیمون الصلوۃ سے انکا نماز پڑھنا تو معلوم ہوگیا پھر راکعون بمعنے نماز پڑھنے والے لینے مین تکرار غیر مفید لازم آتی ہی لہذا راکعون بمعنے خشوع کرنیوالے [illegible] معنے ہین کہ اعلی سے فرائض و واجبات ادا کرنے والے اور اس سے نوافل و مستحبات ادا کرنے والے مراد ہین یعنی باوجود اداے فرائض کے نفل وغیرہ بھی ادا کرتے ہین قال المترجم جبکہ اقامت نماز اُنکی صفت بیان فرمائی تو بدون خشوع کے جو نماز کا مغز ہی کیونکر اقامت صادق ہوگی اور نماز تطوع یعنے نوافل پر محمول کرنا البتہ وجہ رکھتا ہی اور اولی یہ ہی کہ وہم راکعون ای والذین ہم راکعون یعنے آنکہ ہمیشہ اس پر ثابت و قائم ہین اسلیے کہ اقامت نماز فقط یہی ہی کہ جس نماز کو ادا کیا اُسکو پوری شرائط و ارکان سے اچھی طرح ادا کیا لیکن اس سے یہ بات نہین کہ [illegible] قضا کرنے کے ادا کرین لہذا بعد اقامت کے اس کلام سے نماز پر دوام و استمرار بیان کیا تاکہ مفید ہو کہ اقامت کے ساتھ ہمیشہ انکی [illegible] واللہ اعلم قال ابن کثیر بعض لوگون کو وہم ہوا کہ قولہ وہم راکعون موضع حال مین ہی قولہ یؤتون الزکوۃ سے تو معنے یہ ہونگے کہ [illegible] زکوۃ کو درحالیکہ رکوع مین ہین لیکن اگر ایسا ہوتا تو رکوع مین زکوۃ دینا بہ نسبت اور حالت مین ادا کرنے کے بہتر ہوتا [illegible] علما مین سے جسکو فتوی کی لیاقت ہی کسی نے ایسا کہا ہو قال المترجم بلکہ علماے حنفیہ کے نزدیک اگر اسنے [illegible] کی حالت مین زکوۃ کسی کو دی تو نماز فاسد ہوجائیگی پھر مترجم کہتا ہی کہ اگر اس جملہ کے معنے یہ لیے جاوین کہ وہ نماز [illegible] کرنے والے ہین یعنے زکوۃ دیتے ہین اس حال مین کہ وہ اس صفت سے موصوف ہین تو ہوسکتا ہی قال ابن کثیر اور بعض لوگون نے

یوتون الزکوة سے اسکو حال ڈالا اور حالت رکوع مین ادا ے زکوة قرار دی وہ انکشتری حضرت علی بن ابی طالب [illegible]
ہین کہ یہ آیت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شان مین نازل ہوئی کیونکہ وہ رکوع مین تھے اور ایک سائل جو مانگتا تھا [illegible]
اسی حالت رکوع مین اسکو اتار دی پھر اس اثر کی اسانید و طرق کو شیخ نے بالاستیعاب ذکر کیا اور اسکی [illegible]
وعبد الرزاق وابن جریر وابن مردویہ وابو الشیخ وابن عساکر نے روایت کیا ہی پس ابن ابی حاتم نے سلمہ بن کہیل اور عتبہ بن ابی حکیم سے
روایت کیا اور اسناد ضعیف ہی اور ابن جریر نے مجاہد و سدی وابو جعفر الباقر۔ و والبی عن ابن عباس روایت کیا اور عبد الرزاق نے عبد الوہاب
بن مجاہد عن مجاہد عن ابن عباس روایت کیا اور عبد الوہاب لائق احتجاج نہین اور ابن مردویہ نے ضحاک از ابن عباس حالانکہ ضحاک نے
ابن عباس کو نہین پایا اور کلبی عن ابی صالح عن ابن عباس حالانکہ کلبی متروک ہی اور عن میمون بن مہران عن ابن عباس حالانکہ میمون ضعیف ہی
اور نیز ابن مردویہ وابو الشیخ وابن عساکر نے ابو رافع وابن یاسر و حضرت علی رضی اللہ عنہم سے یہی اثر روایت کیا پھر کہا کہ ان مین سے کوئی سند صحیح
نہین ہوئی کیونکہ انکی اسانید مین ضعفا ہی اور اسانید کی راوی مجہول ہین اور کہا کہ احادیث سابقہ سے جو تفسیر قولہ لا تتخذوا الیہود والنصاری
اولیاء الآیہ۔ مین گذرین اُسمین معلوم ہو چکا کہ نزول ان آیات کا عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ کے حق مین ہی **قال المترجم** یہ مضمون ثابت
کرتا ہی کہ خطاب مومنون کو ہی اور عبادہ بن الصامت اسمین داخل ہین لیکن اس سے کوئی منافات لازم نہین آتی اگر والذین آمنوا الذین یقیمون
الصلوة سے مومنین صحابہ رضی اللہ عنہم و حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ مراد ہون بشرطیکہ اثر مذکور صحت کو پہونچ جاوے فافہم۔ وَ
مَنْ يَتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ معنے یہ ہین کہ جو کوئی ولی پکڑے اللہ واسکے رسول و ایماندارون کو تو اللہ تعالی
انکی اعانت فرماتا اور نصرت دیتا ہی۔ فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ۔ کیونکہ اللہ تعالے کے گروہ ہی غالب ہین ف
اسوجہ سے کہ اللہ تعالے انکی نصرت فرماتا ہی پھر واضح ہو کہ آیت مین تو فرمایا کہ حزب اللہ ہی غالب ہین حالانکہ یہ ظاہر ہی کہ جہاد و لڑائی مین
کبھی مومنونکو فتح ہوتی ہی اور کبھی کافر قوی ہو جاتے ہین تو اس حصر کے معنے کیونکر ہین تو جواب یہ ہی کہ آدمی کے حق مین دنیا ایک راہ ہی اور موت پر یہ راہ ختم ہو جاتی ہی پس غلبہ
کا نتیجہ جسکو حاصل ہوا وہی غالب ہی اور وہ فلاح دارین ہی اور ظاہر ہی کہ جو لوگ فقط اللہ تعالے واسکے رسول و مومنین کی موالات رکھتے ہین اور جہاد کرتے ہین اور اعمال
خیر کرتے ہین ہر کام مین انھین کو ثواب ہی خواہ وہ شہید ہو جاوین یا فتح پاوین اور نیز غلبہ باعتبار انجام حال کے ہی اور اللہ تعالے نے یہ مفروض فرمایا ہی کہ انجام مین سبھی ہی
غالب ہے خواہ باعتبار ظاہر و باطن دونوکے یا فقط باطن کی راہ سے کہ عاقبت انھین کیواسطے ہی اسلیے کہ انھون نے اگرچہ دنیاوی صدمہ اٹھایا تاہم انھین کو فلاح حاصل ہوئی اور
بعض نے کہا کہ یہ غلبہ باعتبار حجت و برہان کے ہی کہ حق ہمیشہ غالب ہی اور باطل ہمیشہ مغلوب ہی چنانچہ دین اسلام سے کسی فریق کافر و مرتد نے کبھی حجت و دلیل سے غلبہ نہین پایا [illegible]
عرائس مین ہی کہ قولہ انما ولیکم اللہ و رسولہ الخ۔ اللہ تعالے کی محبت یہ ہی کہ بدون استحقاق کے ازلی عنایت سے دل فرمائی تھی کہ دنیا مین ایمان نصیب
ہوا اور رسول اللہ صلعم کی محبت یہ ہی کہ انھون نے شریعت کا ادب سکھلایا جسکے بدون ہرگز درگاہ کبریائی کی لیاقت نہین ہوتی ہی اور مومنین
کی محبت یہ ہی کہ اپنا بھائی کر لیا اور نطفہ کے بھائی سے بڑھکر جان و مال سے انکے واسطے موجود ہین **سہل** رحمہ اللہ نے کہا کہ اللہ تعالے
کی ولایت یون ہی کہ جسنے اُس سے محبت کی اسکو بندہ برگزیدہ کر لیا اور رسول اللہ صلعم کی ولایت یہ کہ اللہ تعالے نے اپنے رسول کو آگاہ فرمایا کہ فلان
بندہ میرا ولی ہی پس رسول پر واجب ہی کہ جسکو اللہ تعالے نے ولی کیا اسکو ولی کرین **قال المترجم** اسی واسطے [illegible]
صلعم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کچھ مشورہ کیا تو بعض منافقون نے کہا کہ دیر ہو رہی ہی اور وہ تو اپنے چچا زاد بھائی سے مشورہ [illegible]
فرمایا کہ مین نے اسکو مشورہ کے واسطے نہین چھانٹا بلکہ اللہ تعالے نے اسکو اسواسطے چھانٹا ہی لہذا اسکی [illegible]

...رضی اللہ عنہ ... ابوبکر کے دوسرے کسی کو پیشواے خلق بنانے سے اوتعالے انکار فرماتا ہے اور اوتعالے ... انکار کرتے ہین اور یہان سے بعض بدعتیونکا قول رد ہوگیا جو کہتے ہین کہ خلافت کبری حضرت علی کو تھی ... باقی حضرات ثلثہ کو ہوئی۔ اللہ تعالے ہدایت دے ان بیوقوفونکو جو دین مین خواہ مخواہ بدعت نکالتے ہین قولہ ومن یتول اللہ ... والذین آمنوا فان حزب اللہ ہم الغالبون۔ یعنے جسکے حق مین اللہ تعالے کی طرف سے محبوب بنالینا واقع ہوا کہ اس کو اپنی ... ومشاہدہ عطا کرکے ولی بنایا اور جسکے حق مین آنحضرت کی طرف سے ولی بنانا واقع ہوا بایں طور کہ اوتعالے کی بندگی مین اس نے حضرت رسول اللہ صلعم سے موافقت کی یعنے ہرطرح آپ کی سنت پر مستقیم رہا اور جسکے حق مین مومنون کی تولیت ودوستی واقع ہوئی بایں طور کہ انکے چہرون سے اسکو انوار غیب نظر آئے تو ایسا شخص اللہ تعالے و اسکے رسول صلعم ومومنون کا محبوب ہے اور ایسا شخص ہمیشہ بسبب مدد ونصرت الٰہی کے اپنے نفس وشیطان پر غالب ہوگا **قاسم** نے کہا کہ اللہ تعالے سے موالات جبھی ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلعم سے موالات ہو اور رسول اللہ صلعم سے موالات جبھی ہوتی ہے کہ مومنین صالحین سے موالات ہو پس جسنے اہل ایمان سے موالات نہ رکھی اسکو موالات الٰہی عزوجل سے کچھ بھی حاصل نہوگا چنانچہ حدیث مین ہے کہ جسنے ہم مین سے یعنے مومنین مین سے بڑے کی تعظیم نہ کی وہ ہم مین سے نہین ہے اور جسنے اپنے سے چھوٹے پر شفقت نہ کی وہ ہم مین سے نہین ہے **قال المترجم** حدیث مین آیا ہے کہ یہ امت بھی قیامت کے قریب مانند یہود ونصاری کے حرکتین کریگی اور آثار قیامت مین بھی مذکور ہے کہ اس امت کے پچھلے لوگ اپنے اگلون پر طعن کرینگے چنانچہ فرقہ رافضہ نے تو سب سے پہلے اسلام مین یہ بات ایجاد کی کہ نفس وشیطان کے گمراہ کرنے سے بزرگون پر طعن کرنے لگے اور اس زمانہ مین عموماً یہ بلا پھیل گئی ہے اللہ تعالے راہ مستقیم کی ہدایت فرماوے **قال الشیخ** اور بعض نے فرمایا کہ حزب اللہ وہ خاص بندے ہین جو اللہ تعالے کی اطاعت مین ٹھیک قائم رہتے ہین اب اللہ تعالے نے موالات یہود ونصاری سے منع کرکے عموماً کافرون ومشرکون مع بدعتیون ومنافقون وفاسقون کی موالات سے صریحاً یا دلالۃً منع فرمایا بقولہ۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَكُمْ هُزُوًا وَلَعِبًا مِنَ الَّذِينَ

اے ایمان والو رفیق نہ پکڑو الیسوں کو جو ٹھہراتے ہین تمہارا دین ہنسی اور کھیل اور جو

أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ أَوْلِيَاءَ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنْ كُنْتُمْ

کتاب دیے گئے تم سے پہلے اور وہ جو کافر ہین اور ڈرو اللہ سے اگر

مُؤْمِنِينَ ۝ وَإِذَا نَادَيْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ اتَّخَذُوهَا هُزُوًا وَلَعِبًا ۚ ذَٰلِكَ

تم ایمان رکھتے ہو اور جسوقت پکارو نماز کو اسکو ٹھہرا دین ہنسی اور کھیل یہ اسواسطے

بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُونَ ۝

کہ وہ لوگ بے عقل ہین

یا ایہا الذین امنوا۔ یہ خطاب ہے سچے مومنونکو اور جو لوگ سچا مومن ہونا چاہین انکو بھی شامل ہے اگرچہ وقت نزول خطاب کے وہ موجود نہین تھے ... ایمان الٰہی ہے۔ لا تتخذوا الذین اتخذوا دینکم ہزوا ولعبا من الذین اوتوا ... من قبلکم والکفار اولیاء۔ مت بناؤ ان لوگونکو جنھون نے تمہارے دین کو ہزوا ور لعب بنایا ہے اگلے

اہل کتاب کو اور کافرون کو اپنا ولی دوست ف الذین مع صلہ کے مفعول اول ہو اور مفعول دوم اولیا [illegible]
ہو جنکو دوست بنانے سے منع کیا انکی صفت کلی یہ بیان فرمائی کہ جنھون نے تمھارے دین کو ہزو اور لعب بنایا یعنے [illegible]
ٹھٹھا کھیل کرتے ہین حاصل یہ کہ اہل کتاب یہود و نصاری کو اور دیگر کفار آگ و بت وغیرہ پوجنے والونکو دوست [illegible]
تفہیم ہو کیونکہ یہ بات ظاہر ہو کہ سوائے اہل کتاب کفار کے دیگر بہت سے فرقہ آتش پرست وغیرہ ہین کہ وہ بھی اپنی جہالت سے اسلام [illegible]
شرع کو بدون غور کرنے کے ٹھٹھا بناتے ہین پس ظاہر ہوا کہ بدعتی وغیرہ جو ظاہر مین مسلمان بنتے اور نیچر کے لباس مین [illegible]
و نماز وغیرہ شرائع کو پرانا طریقہ کہکر ٹھٹھا کرتے ہین یہ سب انھین لوگونمین شامل ہین اور خلاصہ کلام یہ کہ جس شخص کو دیکھا جاوے کہ دین اسلام
کی باتون مین سے کسی بات پر ٹھٹھا کرتا ہو وہ اسی حکم مین ہو۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ۔ اور تقوی رکھو اللہ تعالے سے بانیطور کہ ایسے گمراہ [illegible]
سوالات چھوڑو۔ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ۔ اگر تم سچے ایمان والے ہوف تو راہ توحید و اسلام پر چلو کہ جو شخص راہ توحید کی
کسی بات پر ٹھٹھا کرتا ہو وہ دوست نہین بلکہ دشمن ہو۔ وَاِذَا نَادَيْتُمْ۔ ای و الذین اذا دعوتم۔ اِلَى الصَّلٰوةِ۔ بالاذان
اور وہ لوگ ہین کہ جب تم بلاتے ہو نماز ادا کرنے کی طرف اذان کے ساتھ تو۔ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا۔ نماز کو ہزو اور لعب
بناتے ہین یعنے اس سے ٹھٹھا کرتے اور آپسمین ہنستے ہین یعنے ایسے لوگونکی دوستی چھوڑو۔ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ
لَّا يَعْقِلُوْنَ۔ انکا یہ کھیل بنالینا اسی وجہ سے ہو کہ یہ قوم بے عقل ہین انکے پاس فقط حواس کام دیتے ہین جیسے جانورون کے
حواس کام دیتے ہین اگرچہ انکے حواس بہت سی چیزین بنانے مین بظاہر بہت خوبصورت نظر آوین جیسے بعضے جانورونکے کام بہت
عجیب و غریب ہوتے ہین اذان پر بھی بعض اہل نفاق و کفر نے تمسخر کیا تھا اور اذان پر ایسی حرکتین انھین لوگونکا کام ہو جو شیطان کے
پیرو ہین چنانچہ اذان سے شیطان کا بھاگنا اور بری حالت سے خوار ہونا احادیث صحاح مین مصرح ہو اور ابن ابی حاتم نے زہری سے روایت
کی کہ انھون نے اسی آیت سے اذان کا کلام مجید مین مذکور ہونا بیان کیا اور بعض نے کہا کہ قولہ اذا نودی للصلوۃ من یوم الجمعۃ مین بھی
اذان مذکور ہو تو وہ مخصوص جمعہ کی لفظ کے ساتھ ہو اور یہان ہر نماز کے واسطے ہو سدی سے روایت ہو کہ مدینہ مین ایک نصرانی رہتا
تھا جب وہ مسلمانون کی اذان مین موذن سے اشہد ان محمدا رسول اللہ کا کلمہ سنتا تو کہتا کہ جل جاوے جھوٹا۔ پھر ایک روز رات کو وہ
اور اسکے گھر والے سوتے تھے کہ اسکا خادم آگ لایا اسمین سے ایک شرارہ اڑا اور گھر مین نہایت جلد و تیز آگ لگ گئی اور کر [illegible]
وہ مع گھر اور گھر والون کے جل مرا۔ (رواہ ابن ابی حاتم و ابن جریر) خوب سچ ہوا کہ جو جھوٹا تھا وہی جل گیا اور محمد بن اسحق نے ذکر کیا کہ رسول اللہ
صلعم سال فتح مکہ مین خانہ کعبہ کے اندر داخل ہوے اور بلال رض ساتھ تھے حکم دیا کہ اذان کہے اور ابوسفیان بن حرب و حرث بن ہشام [illegible]
تین آدمی فناء کعبہ مین بیٹھے تھے ایک نے کہا کہ فلان بزرگ تھا کہ ناگوار کلام سننے سے پہلے مرگیا۔ اور حرث بن ہشام نے کہا کہ اگر واللہ
مین جانتا کہ وہ حق پر ہو تو مین اسکی پیروی اختیار کرتا اور ابوسفیان نے کہا کہ مین کچھ نہین بولونگا اور اگر بولا تو یہ سنگریزے میری خبر دینگے
پس اتنے مین آنحضرت صلعم نکلکر ان لوگون کے پاس آئے اور فرمایا کہ مجھے معلوم ہوا جو تم نے باتین کین پھر وہ باتین بعینہ آپنے بیان [illegible]
تو عتاب و حرث نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہین کہ آپ رسول اللہ ہین ہمارے پاس یہان کوئی نہ تھا کہ ہم گمان کرین کہ [illegible]
کہدیا ہو ابومحذورہ نے اپنا قصہ اسطرح نقل کیا کہ حنین سے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مع لشکر جب واپس آتے تھے [illegible]
بھی دیکھا پس ایک مقام پر حضرت صلعم کے موذن نے اذان دی تو ہم لوگون نے اسکی آواز پر ٹھٹھے [illegible]

[illegible] کو کہتا جاتا یہانتک کہ ہم آپ کی حضور مین کھڑے کیے گئے پس آپ نے فرمایا کہ مین نے تم مین سے کس کی [illegible] تو سب نے میری طرف اشارہ کیا اور اُنھون نے سچ کہا پس آپ نے مجھے روک رکھا اور باقی سب کو چھوڑ دیا اور مجھے فرمایا کہ کھڑے ہوکر اذان دے پس مین کھڑا ہوا حالانکہ مجھے کوئی چیز زیادہ مکروہ رسول اللہ صلعم و اس فعل سے نہ تھی جسکا مجھے حکم دیا مگر ناچار مین آپ کے روبرو کھڑا ہوا اور آپ نے خود اپنی زبان سے کلمات اذان مجھے تلقین کیے جب مین اذان کہہ چکا تو مجھے بلاکر ایک تھیلی دی جس مین کچھ چاندی تھی پھر اپنا دست مبارک ابومحذورہ کی پیشانی پر رکھا اور اسکو ابومحذورہ کے چہرے تک مسح کرتے لائے پھر میرے دونون پستان تک لائے پھر جگر پر لائے یہانتک کہ آپ کا دست مبارک مسح کرتا ہوا ابومحذورہ کی توندی تک پہونچا پھر فرمایا کہ اللہ تعالے تجھین برکت کرے پس مین نے عرض کیا کہ یارسول اللہ مجھے حکم دیجیے کہ مین مکہ مین اذان کہا کرون تو آپ نے فرمایا کہ ہان مین نے تجھے اجازت دی اور جو کچھ حضرت صلعم کی طرف سے مجھین کراہت تھی وہ سب جاتی رہی اور بجاے اسکے آپکی محبت مجھین بھر گئی الحدیث ایسا معجزہ بارہا واقع ہوا ہے ف قال فی العرائس قوله تعالے واذا ناديتم الى الصلوة اتخذوها هزوا ولعبا - ندا حق انھین خاص بندون کے کان مین آتی ہے جنھون نے ندا ازلی کو سنکر قبول کا جواب محبت کے ساتھ دیا تھا اس سے ظاہر ہوا کہ اذان اس آواز غیب کا نمونہ ظاہر اور حقیقت باطن ہے اور اسکا جواب بنا وہی جواب ہے جو ازل مین دیا تھا کہ ہان تو ہمارا معبود ہے اور یہی بھید ہے کہ ہر شخص سننے والے پر اجابت لازم ہے فلیتفکر واللہ اعلم استاد رہ نے کہا کہ اذان سے لوگ پکارے جاتے ہین کہ مقام مناجات مین حاضر ہون پس جسکو بلند مقام مین منزلت حاصل ہے وہ اذان سنکر خوش و دل شاد ہو جاتا ہے اور جو حقیقت حال سے غافل ہے وہ اسکو لہو ولعب کے کانون سے سنتا ہے۔

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ

توکہہ اے کتاب والو کیا بیر ہے تمکو ہمسے مگر یہی کہ ہم یقین لائے اللہ پر اور جو ہمکو اُترا اور جو اُترا

مِنْ قَبْلُ ۙ وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً

پہلے اور یہی کہ تم مین اکثر بے حکم ہین توکہہ مین تمکو بتاؤن ان مین کس کی بُری جزا ہے

عِنْدَ اللّٰهِ ۭ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَ

اللہ کے ہان وہی جسکو اللہ نے لعنت کی اور اسپر غضب ہوا اور اُنہین بعضے بندر کیے اور

الْخَنَازِيْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ عَنْ سَوَاۗءِ

سور اور پوجنے لگے شیطان کو وہی بدتر ہین درجہ مین اور بہت بہکے

السَّبِيْلِ ۝

سیدھی راہ سے

[illegible] یہودنے آکر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ رسولون مین سے کن پر ایمان لاتے ہین تو آپ نے وہ آیت پڑھ دی جسمین اللہ [illegible] تعالے و ملائکہ و انبیا علیہم السلام پر ایمان لانے کا ذکر ہے اور اسمین عیسی علیہ السلام کے سچے رسول ہونیکا بھی ذکر ہے تو جب آپ نے [illegible] عیسی علیہ السلام کو بھی ذکر کیا تو کہنے لگے کہ ہم کسی دین کو اس دین سے زیادہ بدتر نہین جانتے ہین پس نازل ہوا قوله قُلْ [illegible] يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ کہدے کہ اے یہودیو هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ ۔ تم نہین انکار کرتے ہو ہم سے - اِلَّآ اَنْ

اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ۔ مگر یہ کہ ہم ایمان لائے [illegible]
گیا اور جو ہم سے پہلے اُتارا گیا۔ یعنی انبیاء سابقین پر۔ وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ۔ اور تم میں اکثر [illegible]
ہیں کہ تم نہیں انکار کرتے ہو مگر ہمارا ایمان لانا حال آنکہ یہ ایسی بات نہیں جو انکار کی جاوے حاصل [illegible] یہود [illegible]
انکار کرتے ہمسے مگر یہی بات کہ ہم ایمان میں داخل ہوئے اور تم ایمان سے خارج ہوئے اور فاسق [illegible]
ہو اور بیضاوی وغیرہ نے وجوہ دیگر بھی بیان کیے ہیں اور شیخ ابن کثیرؒ نے کہا یعنے ای اہل کتاب [illegible]
یا نہیں عیب لگاتے ہو ہمیں مگر یہی کہ ہم ایمان لائے اللہ تعالےٰ پر اور قرآن پر واگلے انبیاء کیطرف [illegible]
یہ کوئی طعنہ وعیب کی بات نہیں ہے پس استثنا منقطع ہے اور قولہ وان اکثرکم فاسقون یعنے ای یہود یو تم کچھ منکر نہیں مگر یہی کہ [illegible]
تم میں سے فاسق وخارج از ایمان ہیں اور ہم لوگ ایمان لائے ہیں پھر فرمایا۔ قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ۔ کہدے بھلا میں تم کو [illegible]
بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ۔ اس سے بدتر کی۔ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ۔ از راہ ثواب کے اللہ تعالےٰ کے یہاں یعنے جس چیز سے
تم انکار کرتے ہو اور عیب لگاتے ہو اسکو اعتقاد رکھنے والوں سے بھی بدتر نتیجہ والے تمکو بتلادوں حاصل آنکہ بھلا میں تمکو بتلادوں
کہ جس دین والوں کو تم بدتر کہتے ہو اس سے بدتر بدلے والے کون ہیں پھر بتلادیا۔ ہو۔ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ۔ ہر وہ شخص ہے جس کو
اللہ تعالےٰ نے لعنت کی یعنے غضب کر کے رحمت سے دور کردیا۔ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ۔ اور
انمیں سے بعضے بندر وسور کردیے یعنے مسخ کر کے صورتیں بگاڑ دیں اور یہ لوگ یہودی ہیں اور یہودی خود بیان کرتے ہیں کہ
روز سنیچر جو عبادت ہی کے واسطے خاص کردیا گیا تھا اسمیں نافرمانی کرنے سے بندر ہوگئے اور بعض دیگر ایسے ہی نافرمانی سے
سور کیے گئے اور واضح ہو کہ ایک قوم نصاری میں سے بھی سور کردیے گئے تھے پس حکم آیت کریمہ کا جملہ اہل کتاب کو شامل ہوگا
الحاصل اپنے زعم میں جنکو بدتر کہتے ہو فقط اتنی بات پر کہ وہ عیسی علیہ السلام کو پیغمبر برحق جانتے ہیں تو انسے بدتر تمکو بتلاؤں
قوم جسکو اللہ تعالےٰ نے غضب کر کے ملعون کردیا اور اسمیں ظاہر صورت بھی مسخ کر کے بندر وسور بنالئے اور جس قوم نے بت
پوجے چنانچہ فرمایا۔ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ۔ ای ومن عبد الطاغوت وہو الشیطان بطاعتہ۔ اور وہ بدتر ہے جنے پوجا
طاغوت کو یعنے شیطان کو باینطور کہ شیطان کی پیروی کی اور واضح رہے کہ یہ مراد نہیں ہے کہ یہ لوگ انھیں مسخ کیے ہوئے بندروں
وسوروں کی اولاد ہیں کیونکہ جو مسخ ہوئے تھے اُنکی نسل نہیں رہی اور نہ انسے نسل ہوئی اور نہ وہ تین روز سے زیادہ [illegible]
چنانچہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ [illegible] بندر و
سور انھیں یہود کی نسل ہیں جو مسخ ہوئے تھے پس آپ نے فرمایا کہ نہیں اور اللہ تعالےٰ نے جب کسی قوم کو ملعون کر کے مسخ کیا [illegible]
نسل ہرگز نہیں رکھی ہے اور بندر وسور تو اللہ تعالےٰ کے مخلوق پہلے سے موجود تھے پھر جب اللہ تعالےٰ نے یہود پر غضب کیا
تو مسخ کر کے بندروں وسوروں کے مثل کردیا رواہ مسلم وابو داؤد والطیالسی واحمد پھر ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ حاصل [illegible]
ہیں کہ ای اہل کتاب تم جو ہمارے دین میں طعن کرتے ہو حالانکہ ہمارا دین یہی ہے کہ ہم اللہ تعالےٰ وحدہ لاشریک لہ کی [illegible]
ہیں اسکے سوائے کسی کی پرستش نہیں کرتے ہیں تو تم بھلا ہم میں کیا طعن کروگے تمہارا تو یہ حال ہے کہ شیطان [illegible]
تنے اس درجہ سخت بدتر کہیں کہ ملعون ہو کر بندر وسور کیے گئے اسیواسطے فرمایا۔ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا [illegible]

Marfat.com

[illegible] بہت ہے کہ یکجہ دو نو ہی انکا ٹھکانا ہے۔ وَأَضَلُّ عَن سَوَاءِ السَّبِيلِ ۔ اور نہایت گمراہ ہین سواء السبیل
[illegible] اور اصل سوا بیعنے وسط ہے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ تک جو ٹھیک وسط مین راہ ہو وہی مستقیم ہوگی لہذا
[illegible] چاہیے یون کہا جاوے کہ راہ مستقیم سے سخت گمراہ ہین اور بہت ہی دور بھٹکے ہوے ہین

وَإِذَا جَاءُوكُمْ قَالُوا آمَنَّا وَقَد دَّخَلُوا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوا بِهِ ۚ وَاللَّهُ

اور جب تمہارے پاس آوین کہین ہم یقین لائے اور منکر ہی آئے تھے اور اسیطرح نکلے اور اللہ

أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا يَكْتُمُونَ ○ وَتَرَىٰ كَثِيرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُونَ فِي الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ

خوب جانتا ہے جو چھپا رہے تھے اور تو دیکھے بہت انہین دوڑتے ہین گناہ پر اور زیادتی پر

وَأَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۚ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○ لَوْلَا يَنْهَاهُمُ الرَّبَّانِيُّونَ

اور حرام کھانے پر کیا برے کام ہین جو کر رہے ہین کیون نہین منع کرتے انکے درویش

وَالْأَحْبَارُ عَن قَوْلِهِمُ الْإِثْمَ وَأَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۚ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَصْنَعُونَ

اور علما گناہ کی بات کہنے سے اور حرام کھانے سے کیا برے عمل ہین جو کر رہے ہین

وَإِذَا جَاءُوكُمْ ۔ اے اہل ایمان جب یہود کے منافق تمہارے پاس آتے ہین۔ قَالُوا آمَنَّا ۔ تو کہتے ہین کہ ہم ایمان لائے ہین یعنے یہ قوم غضب الٰہی مین گرفتار ہے سوائے چند لوگون کے چنانچہ انہین سے بعض کا دل ذرا ایمان کیطرف چلا تو وہ بھی منافق ہین کہ تمہارے پاس آکر ایمان ظاہر کرتے ہین۔ وَقَد دَّخَلُوا بِالْكُفْرِ ۔ حال یہ کہ تمہارے پاس آئے تب بھی کفر سے ملتبس تھے وَهُمْ قَدْ خَرَجُوا بِهِ ۔ اور جب تمہارے پاس سے نکلے تب بھی کفر سے ملتبس نکلے ایمان ہرگز نہین لائے اگرچہ ظاہر مین کہدیا۔ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا يَكْتُمُونَ ۔ اور اللہ خوب جانتا ہے جو نفاق وہ اپنے دلون مین چھپائے ہین۔ وَتَرَىٰ كَثِيرًا مِّنْهُمْ ۔ اور دیکھتا ہے تو بنظر تعجب کہ یہود مین سے بہتیرے ہین۔ يُسَارِعُونَ فِي الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۔ کہ جھوٹ بولنے مین اور ظلم مین جلدی گرے پڑتے ہین غرضکہ جھوٹ و بدگوئی مین اور ہر طرح کی بیجا حرکتون مین گھسنے کیلیے جلدی کرتے ہین۔ وَأَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۔ اور اپنی حرام خوری مین تیز ہین جیسے خوب رشوتین کھاتے ہین۔ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۔ البتہ نہایت بدترین انکا عمل اور یہود کے چھوٹے بڑے سب کے سب گناہ کرنے مین یکسان دلیر ہوگئے چنانچہ فرمایا۔ لَوْلَا ۔ حرف زجر ہے ای ہلا۔ يَنْهَاهُمُ الرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ ۔ منہم یعنے انہین سے جو احبار و ربانی بنتے ہین وہ کیون نہین یہود کو منع کرتے ہین۔ عَن قَوْلِهِمُ الْإِثْمَ ۔ انکے اثم کہنے سے یعنے جھوٹ بولنے سے۔ وَأَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۔ اور حرام کھانے سے منع کیا کرین کہ اللہ عزوجل کی نافرمانی مین انکے علما خود رشوتین کھانے لگے اور جھوٹے فتوے دینے لگے اللہ تعالے اہل ایمان کو ان قبائح اعمال سے [illegible] پاک رکھے۔ اہل اسلام کو غور کرنا چاہیے کہ جھوٹ بولنے اور خلاف شرع چلنے وظلم و تعدی کرنے وحرامخواری و رشوت ستانی [illegible] ان یہودیون کی تھین جنپر اللہ تعالے نے غضب کر کے انکو ملعون و بندر و سور بنادیا تھا پھر کئی صدی گذرنے کے بعد اہل اسلام [illegible] انھون نے یہی عادتین اختیار کین اور حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو خبر دی تھی کہ ایسے ہی یہود [illegible] کے قدم بقدم چلیگی وہ ظاہر ہونا شروع ہوا یہانتک کہ اس زمانہ مین افعال کی خرابی بدرجۂ غایت پہونچ گئی افسوس کہ دنے زمین کے

جو قوم حضرت خالق عز وجل کی جناب مین توحید و ایمان سے سر جھکانے والی تھی وہ اس حال مین پہنچے [illegible]
عیوب سے وفتر بھر جاوین تو بعید نہین حالانکہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین و تبع تابعین رحمہم اللہ تعالے [illegible]
[illegible] اسلام و دین محمد صلعم اپنی سچی خوبی ہر لیکن عموماً جو اہل سلام نظر آتے ہین انکو اور سبکو اللہ تعالے دین اسلام نصیب کرے [illegible]
بد خصلتون سے بچاوے چنانچہ آیت مین عموماً یہود کا حال مذکور ہوا کہ عوام و خواص کی حرکات [illegible]
نے فرمایا۔ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَصْنَعُونَ ۔ اور بہت بری ہر وہ چیز جو یہود کے سرگروہ کرتے تھے یعنے عوام کو [illegible]
منع نکرنا اور یہان سے معلوم ہوا کہ جو امور شرع مین منکر ہین اُنسے عوام کو منع کرنا چاہیے ۔ واضح ہو کہ جو آیات [illegible]
وارد ہین تو جیسے افعال پر مذمت ہر ویسے افعال سے اہل اسلام کو بھی باز رہنے کی تعلیم ہر اور علی ہذا جو اسی طور پر اگلے لوگون کی
کسی نیکوکاری کی تعریف ہر وہ بھی اہل سلام کو تعلیم ہر اور نیز اسلوب بلاغت سے ماہران علوم قرآن دیگر وجوہ مین بھی سمجھے [illegible]
ہین چنانچہ قولہ تعالے وکتبنا علیہم فیہا ان النفس بالنفس الآیہ مین علما کا اجماع ہر کہ یہ آیت اہل اسلام پر بھی واجب التعمیل ہر اگرچہ شروع
آیت مین یون ہر کہ اور فرض کیا ہمنے بنی اسرائیل پر کتاب توریت مین یہ کہ الی آخر الآیۃ۔ لیکن چونکہ آخر آیت مین بصیغہ عموم فرمایا [illegible]
بما انزل اللہ فاولئک ہم الکافرون۔ تو سمجھ لیا گیا کہ ہمکو تعلیم دی ہر ایسی خوبی کے ساتھ کہ جو اس سے نافرمانی کرنیوالے گذرے انکا انجام
ایسا خراب ہوا پس ماہر فن بلاغت اور دانشمند حکیم ایسے مقامات کو دیکھکر قرآن مجید کے معجز و انتہائے درجہ بلاغت پر ہونے کا اقرار کرتا
ہر بالجملہ آیت کریمہ اہل توحید کو تعلیم ہر اور اسی پر دلالت کرتا ہر جو ابن عباسؓ نے کہا کہ قرآن مجید مین اس آیت سے زیادہ کوئی آیت
توبیخ و سرزنش کرنیوالی نہین یعنے قولہ لولا ینہاہم الربانیون تا قولہ یصنعون رواہ ابن جریر اور مانند اسکے ضحاکؒ نے بھی روایت کی ہر
اور حضرت علی بن ابی طالبؓ نے خطبہ پڑھا اور حمد و ثنا کے بعد فرمایا کہ ای لوگو تمسے اگلی امتون والے لوگ اسی وجہ سے برباد ہوئے
کہ معصیات و گناہون کے پابند ہوگئے اور علما و فقہا نے انکو منع نہین کیا پھر جب بڑھ چلے تو عذاب الٰہی نے انکو پکڑ لیا سو تم لوگ شرعی
اچھی باتون کے بجالانے کے لیے لوگونکو فہمایش کرو اور جو باتین شرع مین منع ہین انسے لوگون کو منع کرو پہلے اسوقت کے آنے سے
کہ تمپر وہی بلا نازل ہو جاوے جو انپر نازل ہوگئی اور آگاہ رہو کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کسی کی روزی نہین کاٹ سکتا اور نہ کسی کی
موت کو وقت سے پہلے لاتا ہر رواہ ابن ابی حاتم و ابوداؤد اور جریرؓ نے کہا کہ مین نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے سنا کہ نہین کوئی مرد
ایک قوم کے درمیان گناہ کرتا ہو اور وہ لوگ اُسکے روکنے پر قدرت رکھتے ہون پھر انھون نے نہ روکا مگر ضرور انکو اللہ تعالے عذاب
مین مبتلا کردیگا قبل اسکے کہ وہ لوگ مرین (رواہ احمد و ابوداؤد و ابن ماجہ) واضح ہو کہ آپسمین بھائی مسلمانونکو ایک دوسرے کو سمجھانے
و منع کرنے مین خوش خلقی و خوش زبانی و نیک ڈھنگ سے سمجھانا چاہیے اور کسیکی تحقیر و تذلیل نہ کرین اور اللہ تعالے نے جو فرمایا یا ایہا الذین
آمنوا اصبروا و صابروا و رابطوا و اتقوا اللہ لعلکم تفلحون۔ اسپر اپنا دار مدار رکھین والسلام ف قال فی العرائس قولہ تعالے لولا ینہاہم
الربانیون الآیہ۔ ربانی وہ علما ہین جو اللہ تعالے و اسکے حقوق کے عارف ہون اور احبار وہ علما ہین جو اللہ تعالے و اسکے [illegible]
کے جانتے والے ہون یعنے جنکو عرف مین اولیا و فقہا کہتے ہین پس آیت مین ان دونونکو تحذیر فرمائی کہ عوام اہل اسلام کو ہر طرح [illegible]
زبانی سے جھڑکی سے مار سے مارنے سے جہان جسطرح مناسب ہو سمجھاوین و راہ حق پر لاوین اور انکو انکے نفس [illegible]
منع کرین اور صاف فرمادیا کہ جو شخص دین مین مداہنت کریگا اگرچہ وہ عالم ربانی و ولی و مجتہد فقیہ کیون نہو [illegible]

[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہین کوئی مرد کہ ایک قوم کے پڑوس مین رہکر انکے روبرو گناہ کرے اور وہ اسکا ہاتھ نہ پکڑین اور منع نہ کرین مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو اس عذاب مین مبتلا کریگا۔ واسطیؒ نے کہا کہ ربانی وہ علماے عارفین ہین جو [illegible] کے انداز و مقدار کو جانتے ہین اور احبار وہ لوگ ہین جنکو معروف کا حکم کرنا اور منکرات سے منع کرنا سپرد ہوا ہی

وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللَّهِ مَغْلُولَةٌ ۚ غُلَّتْ أَيْدِيهِمْ وَلُعِنُوا بِمَا قَالُوا ۘ بَلْ يَدَاهُ

اور یہود کہتے ہین اللہ کا ہاتھ بندھ گیا — انہین کے ہاتھ باندھے جاوین — اور لعنت ہی انکو اس کہنے پر — بلکہ اسکے دونون ہاتھ

مَبْسُوطَتَانِ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَاءُ ۚ وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ مَا أُنْزِلَ

کھلے ہین — خرچ کرتا ہی جسطرح چاہے — اور اس کلام سے — جو تم کو اترا

إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ طُغْيَانًا وَكُفْرًا ۚ وَأَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ

تیرے رب کی طرف سے — انکو بڑھے گی شرارت اور انکار — اور ہمنے ڈال رکھی ہی انمین دشمنی — اور بیر

إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۚ كُلَّمَا أَوْقَدُوا نَارًا لِلْحَرْبِ أَطْفَأَهَا اللَّهُ ۚ وَيَسْعَوْنَ

قیامت کے دن تک — جب ایک آگ سلگاتے ہین لڑائی کے واسطے — اللہ اسکو بجھاتا ہی — اور دوڑتے ہین

فِي الْأَرْضِ فَسَادًا ۚ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ○

ملک مین — فساد کرتے — اور اللہ نہین چاہتا — فساد والون کو

اللہ تعالیٰ نے یہود سے توریت مین مضبوط عہد لیا تھا کہ جب محمد رسول اللہ صلعم مبعوث ہو تو ضرور اسپر ایمان لاوین اور نصرت و مدد کرین پھر انکے علمانے مبعوث ہونے کے وقت اپنے مریدون کے مسلمان ہوجانے کے ڈر سے انکار کیا کہ انکی آمدنی پیری جاتی رہیگی پس حضرت صلعم کی نعت وصفت کو بدل ڈالا اور چھپایا و طرح طرح کی نافرمانیان ظہور مین آئین پس جس ڈر سے انھون نے چھپایا تھا وہی بلا اللہ تعالیٰ نے انپر ڈالی کہ مال سے انکو تنگی پہونچی حالانکہ پہلے سب سے زیادہ مالدار لوگ تھے اور جب انھون نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جھٹلایا اور نمانا تو اللہ تعالیٰ نے انکو محتاج کرنا شروع کردیا تب مردود زبان درازی کرنے لگے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے الکافرون کا قول بیان فرمایا۔ وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللَّهِ مَغْلُولَةٌ مغلول کی صورت یہ ہوتی ہے کہ دونون ہاتھ اٹھا کر گردن کی طرف باندھ دیے جاوین پس یہود مردودنے جو مغلولہ کہا تو معنے یہ کہ مقبوضہ ہین یعنے ہاتھ کھینچے ہوے ہی اس بات سے کہ ہمپر رزق کا ادرار ہو اور برابر جاری رہے اور مراد ان کافرون کی یہ تھی کہ وہ بخیل ہی نعوذ باللہ من کلمات الکفر اور اللہ تعالیٰ ایسی باتون سے پاک ہی اور یہودیون کی یہ نئی بات نہین بلکہ پہلے گذرا کہ خبیث کہتے تھے کہ ان اللہ فقیر ونحن اغنیاء ویسی یہان کہا کہ ید اللہ مغلولۃ۔ اور علی بن ابی طلحہ نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ یہودیون کی یہ مراد نہ تھی کہ اسکے ہاتھ بندھے ہین بلکہ یہ مراد لیتے تھے کہ بخل کی وجہ سے جو اسکے پاس ہی وہ روک رکھا ہی یہی مجاہد وغیرہ علماے تابعین نے معنے بیان کیے ہین اور صریح وہ ہی جو محمد بن اسحاق نے ابن عباس سے روایت کی کہ شاس بن قیس یہودی نے کہا کہ تیرا رب بخیل ہی خرچ نہین کرتا تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا وقالت الیہود ید اللہ مغلولۃ اور عکرمہ نے کہا کہ یہ قول فنحاص یہودی کا تھا جسنے اللہ تعالیٰ کو فقیر بھی کہا تھا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسکو تھپڑ مارا تھا۔ بالجملہ یہ یہودیون کا

قول تھا معلوم نہین کہ کسون نے کہا پھر اللہ عزوجل نے فرمایا۔ غُلَّتْ اَیْدِیْهِمْ [illegible]
یہودیون کے ہاتھ مغلول ہو۔ یا اللہ تعالے کی طرف سے غضب بھرا ہوا حکم ہے [illegible]
یا لغت بطور محاورہ زبان عرب ہے ورنہ اللہ تعالے کیطرف سے یہ قطعی حکم غضب بھرا ہو یہان [illegible]
کے مناسب بول چال یہ فہمائش ہے لیکن معنے مین شان جناب باری تعالے ملحوظ ہے اور فرمایا [illegible]
ای ملعون ہوے اپنے اس قول سے قیامت تک اللہ تعالے کے نزدیک بھی اور جن وانس و تمام مخلوقات [illegible]
کرویا اور حقیقی حال بیان فرمایا۔ بَلْ یَدٰاهُ مَبْسُوْطَتٰنِ یُنْفِقُ کَیْفَ یَشَآءُ [illegible]
جیسے چاہتا ہے نفقہ دیتا ہے قال المفسر جیسے مغلول ہونا ہاتھ کا کنایہ ہوتا ہے بخل سے ویسے ہی بسط الید کنایہ ہوتا ہے [illegible]
اور بہت خرچ کرنے سے چنانچہ قولہ تعالیٰ ولا تجعل یدک مغلولۃ الی عنقک ولا تبسطھا کل البسط الآیہ مین دونون [illegible]
جو فرمایا کہ بل یداہ مبسوطتان تو یہ نہایت جود سے موصوف ہونے کا کنایہ ہے یعنے اسکے یہ معنے نہین ہین کہ او تعالے عزوجل [illegible]
دو ہاتھ ہین اور وہ دونون پھیلے ہوے ہین کیونکہ او تعالے جسم و جسمانیات اور ہر چیز سے پاک و الگ ہے [illegible]
نہین ہے چنانچہ خود فرمایا لیس کمثلہ شئی الآیہ۔ بلکہ مراد اس سے کنایہ از کمال بخشش ہے اسیواسطے یہود نے اگرچہ کہا تھا کہ ید اللہ یعنے لفظ ید واحد
کہا تھا مگر اُنکے رد مین او تعالے نے تثنیہ کردیا چنانچہ یداہ کہا تا کہ مفید کثرت ہو کیونکہ سخی جب اپنا مال نہایت درجہ پر دینا شروع کرے تو
یہ کریگا کہ دونون ہاتھون سے دیوے پس یہ اشارہ ہے کہ او تعالے نہایت ہی کریم و سخی و جواد ہے لیکن حکمت سے سخاوت ہے اور وہ مالک
پروردگار بالکل قادر مختار ہے جسطرح چاہتا ہے خرچ کرتا ہے جسکو چاہتا ہے دیتا ہے اور جسکو چاہتا ہے کم و زیادہ دیتا ہے اور واضح ہو کہ مفسر نے
جو معنے بیان کیے یہ اچھی تاویل ہے اور بعض نے قدرت و نعمت وغیرہ سے تاویل کی ہے اور توضیح مقام یہ ہے کہ ید کا لفظ عرب کے محاورہ مین
چند معنے پر بولا جاتا ہے ہاتھ جو عضو معروف ہے و بمعنے[1] قدرت و بمعنے نعمت و بمعنے تائید و بمعنے ملک و بمعنے سخاوت پس عضو معروف کے معنے
ان لعند تا بداء ۱۲ بیدالمرعطی الجاجۃ ۱۲ بیدہ عقدۃ النکاح ۱۲
تو جناب باری تعالے کی شان مین محال ہین اور فرقہ مجسمہ و یہود جو او تعالے کی شان مین جسم و جسمانیات کا اعتقاد رکھتے ہین وہ کافر
بیوقوف ہین اور دیگر معانی مذکورہ بحسب موقع ہو سکتے ہین لیکن یہان بمعنے قدرت و نعمت و ملک مناسب نہین یہان بمعنے جود و سخاوت
مناسب ہین جیسا کہ بیان ہوا اور امام رازی نے شیخ ابو الحسن الاشعری سے نقل کیا کہ ید اور وجہ وغیرہ صفات خاصہ ہین او [illegible] کی
ماہیت نہین معلوم لیکن قطعًا و یقینًا وہ اعضاء و جوارح معروف یا کوئی چیز مخلوق کے مانند نہین جیسا کہ فرقہ گمراہ مجسمہ و یہود اعتقاد کرتے
ہین اور جماعت محدثین کا بھی یہی مذہب ہے کہ جو شیخ اشعری سے منقول ہوا اور امام غزالی کے استاد وغیرہ محققین متکلمین نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے
اور یہ مذہب جید و قوی ہے بشرطیکہ کوئی جاہل گمراہ یون نہ سمجھے کہ ہاتھ کے لفظ سے جو اسکے تصور مین آتا ہے وہ مراد ہے [illegible]
سے جو تصور مین آتا ہے یعنے تخت مربع یا کسی شکل کا مراد نہین ہے بلکہ وہ تخت ہے جسکی ماہیت و صورت وہم و گمان سے [illegible]
صفات الٰہی علم و قدرت و سمع و بصر کا حال ہے جیسے ذات الٰہی عزوجل تصور و قیاس و گمان و وہم سے پاک ہے [illegible]
صفات بھی پاک ہین لیکن چونکہ عوام لوگ سمجھ سے ناقص ہوتے ہین لہذا علمانے تاویل کا طریقہ اختیار کیا اور حدیث [illegible]
ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ید اللہ ملأی لا تغیضھا نفقۃ سحار اللیل والنہار ارأیتم ما انفق منذ خلق السموات والارض فانہ لم [illegible]
وکان عرشہ علی الماء وبیدہ الاخری الفیض او القبض یرفع ویخفض رواہ البخاری و مسلم اور کثرت سے احادیث [illegible]

[1] ان الفضل بید اللہ ۱۲م

[illegible] سب متفق ہین کہ یہ صفات صحیح ثابت ہین اور انکار کرنے والے معتزلہ وغیرہ
[illegible] کچھ نصیب نہین اور تفصیل اس مقام کی بہت بسط چاہتی ہے انشاء اللہ تعالے کسی دوسرے مقام پر
[illegible] فرمایا وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِّنْهُم مَّا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ ۔ یعنے قرآن ۔
طُغْيَانًا وَكُفْرًا ۚ اور تیرے رب کی طرف سے جو قرآن تجپر اترا ہے وہ انمین سے بہتیرون کو طغیان و کفر بڑھاوے گا ف
کیونکہ قرآن سے کفر کرتے ہین حاصل آنکہ سواے بعض یہود کے جو مسلمان ہوے ہین باقی بہت سے یہودیونکو قرآن سے طغیان
[illegible] زیادہ بڑھاتا ہے چنانچہ فرمایا وننزل من القرآن ماہو شفاء ورحمة للمومنین ولا یزید الظالمین الا خسارا ۔ یعنے ہم قرآن سے جو اتارتے ہین
[illegible] مومنون کے حق مین شفاء ہے اور ظالمین کو اس سے خسارہ ہی بڑھتا ہے ۔ وَأَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ
إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۚ ۔ اور ہمنے قیامت تک انمین باہمی عداوت و بغض ڈال دیا ف پس انمین سے ہر فرقہ دوسرے سے مخالف ہے
[illegible] مقابلہ مین یا دنیا مین بھی لیکن یہ مخالفت باہم فریقون مین ہے اور اہل ایمان مشاہدہ کرین کہ یہی حالت نصاری مین موجود ہے اور
حضرت ابراہیم نخعی تابعی رحمہ اللہ نے کہا کہ معنے یہ کہ دین کے بارہ مین انمین خصومات و جدال پڑے رہینگے (رواہ ابن ابی حاتم) اور یہ
[illegible] معجزہ مصدق کلام حضرت سید المرسلین محمد صلے اللہ علیہ وسلم یون واضح ہے کہ آپ نے اس امت کیواسطے بھی فرمایا کہ یہود
و نصاری کے قدم بقدم چلیگی چنانچہ بغور مشاہدہ ہے کہ مدت سے تو بدعتی لوگ مانند معتزلہ و جہمیہ وغیرہ کے اہل حق سے خلاف کرتے تھے
اب اہل حق آپسمین پھٹ گئے اور دین کے بارہ مین متفق نہین رہے اور یہ سخت بد علامت ہے اللہ تعالے آپسمین اتفاق دے اور انکو
[illegible] حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی سچی محبت سے نصیب کرے پھر یہود کو بیان کیا کہ ۔ كُلَّمَا أَوْقَدُوا
نَارًا لِّلْحَرْبِ ۔ ہر بار جب انھون نے لڑائی کی آگ بھڑکائی ف یعنے نبی صلعم سے لڑائی کرنے کے لیے جب آگ جلائی ۔ أَطْفَأَهَا
اللَّهُ ۚ تبہی انکو اللہ تعالے نے بجھا دیا ف یعنے جب انھون نے لڑائی کا ارادہ کیا تب ہی اللہ تعالے نے انکو مردود کیا
[illegible] بایطور کہ حضرت صلعم کو انپر فتح دی یا وے آپسمین جھگڑا کرنے لگے اور مومنون کے ساتھ لڑائی کرنے سے باز رہے اور رعب ڈالدیا
[illegible] یہ معنے بھی ہوسکتے ہین کہ یہ لوگ جب ہی کسی سے لڑے تب ہی مردود ہوے یعنے مغلوب ہوے چنانچہ جب انھون نے حکم
توریت سے مخالفت کی تو اللہ تعالے نے انپر بخت نصر کو مسلط کیا پھر جب دوبارہ فساد کیا تو انپر قسطوس رومی کو مسلط کیا پھر
تیسری بار فساد کیا تو انپر مجوس کو مسلط کیا پھر چوتھی بار فساد کیا تو اللہ تعالے نے توریت و انجیل منسوخ کرکے اہل اسلام اہل قرآن کو
مسلط فرمایا اور یہ سب خوار ہوے ۔ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا ۚ [illegible] ہین زمین مین درحالیکہ فساد ہین یعنی
[illegible] مین ہونگا ہون سے زمین مین فساد کرتے پھرتے ہین ۔ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ۔ اور مفسدونکو اللہ تعالی پسند نہین
کرتا ف [illegible] تعالی انکو عذاب کرے گا ہے اور بجاے ضمیر کے مفسدین کا لفظ ظاہر لانے مین اشعار ہے کہ آخرت مین تو عذاب ہوگا لیکن فساد کرنیوالے دنیا مین
[illegible] فقال وال العرش قمر لہ بل یداہ مبسوطتان ینفق کیف یشاء اللہ تعالی نے بندونکی سمجھ کے لائق مثال نہین بلکہ تمثیل فرمائی کہ دست قدم
[illegible] دست قدم بمعنے قدرت قائمہ بذات پاک ہے بتفضلے ارادہ برگزیدہ بندے ایجاد فرماتا ہے اور بقا سے تربیت ہے
[illegible] أَهْلَ الْكِتَابِ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَأَدْخَلْنَاهُمْ
[illegible] کتاب [illegible] ایمان لاتے اور ڈرتے تو ہم اتار دیتے انکی برائیان اور انکو داخل کرتے

جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝ وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ [illegible]

نعمت کے باغون مین اور اگر وہ قائم رکھین توریت اور انجیل کو [illegible]

رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ [illegible]

اُ رب کیطرف سے تو کھاوین اپنے اوپر سے اور پاؤن کے نیچے سے کچھ لوگ [illegible]

ع ۱۰ ۹ كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ ۝

بہت اُنہین سے بُرے کام کر رہے ہین

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا - اور اگر اہل کتاب (یہود و نصاری) ایمان لاتے ف یعنے محمد صلے اللہ علیہ وسلم [illegible]
لاتے - وَاتَّقَوْا - اور کفر سے بچتے - لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ - تو اُنکے اوپر سے انکے گناہون کو ہم کفارہ کر دیتے
یعنے اُنکے گناہون کا اُنسے مواخذہ نہوتا کیونکہ صحیح مین ثابت ہوا کہ اسلام لانا اگلے گناہونکو مٹا دیتا ہے - وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ
جَنّٰتِ النَّعِيْمِ - اور ہم اُنکو جنات نعیم مین داخل کرتے ف حاصل آنکہ اگر وہ کفر چھوڑکر ایمان لاتے تو دنیا مین اُنکے پہلے گناہ کا
مواخذہ نہوتا اور آخرت مین مغفور ہوکر اہل اسلام کے ساتھ جنت مین داخل ہوتے - وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَ
الْاِنْجِيْلَ - اور اگر اہل کتاب یعنے یہود و نصاری توریت و انجیل کو قائم کرتے ف یعنے ان دونون کتابون مین جو کچھ احکام ہین
اُن سب کو ٹھیک ٹھیک ادا کرتے اور منجملہ ان احکام کے ایک یہ بھی تھا کہ محمد صلعم کے مبعوث ہونے کے وقت اُنپر ایمان لا کر پیروی
کرین پس اگر یہ لوگ توریت و انجیل کے جملہ احکام پر عمل کرتے تو ضرور تھا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلے ایمان لاتے - وَمَآ
اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ - اور جتنی کتابین اُنپر اُنکے پروردگار کیطرف سے اُتاری گئی ہین سب پر قائم رہتے لَاَكَلُوْا
مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ - تو کھاتے اپنے اوپر سے اور اپنے پیرونکے نیچے سے ف کنایہ ہے کہ اُنپر رزق کی
وسعت دیدی جاتی اور ہر طرف سے اُنپر رزق کا فیضان ہوتا اور واضح ہو کہ توریت و انجیل و تمام کتابون پر قائم ہونے کے یہ معنے نہین ہین
کہ ایک ہی وقت مین ان سب کے احکام بجا لاتے کیونکہ یہ ہو نہین سکتا اسلیے کہ توریت مین بہت چیزین حرام تھین وہ انجیل مین حلال
ہوئین اور ایسے ہی قرآن مجید مین بہت سے احکام سابقہ منسوخ ہوے بلکہ اقامت کے یہ معنے ہین کہ جسطرح پر ان پر عمل کرنے کا
حکم دیا گیا اسی طرح عمل کرتے اس سے تجاوز نہ کرتے پس صحف ابراہیم علیہ السلام وغیرہ پر اقامت یہ کہ انکو سچ جاننا اور توریت پر
اقامت یہ کہ جب تک منسوخ نہ تھی تب تک اسکے سب احکام پر عمل کرنا اور جب انجیل سے بعض احکام منسوخ ہوے تو ان احکام
توریت پر و ناسخ احکام انجیل پر عمل کرنا پھر جب انجیل منسوخ ہوئی تو قرآن مجید پر پورا پورا عمل کرنا یہی اقامت ہے اور یہ بھی معلوم
ہوا کہ شرائع سابقہ جسقدر منسوخ نہین ہوے وہ واجب العمل ہین جیسا کہ جمہور علما کا مذہب ہے اور حضرت محمد صلعم پر [illegible] کا
حکم توریت مین سے منسوخ نہین ہوا بلکہ انجیل سے اسکی تاکید صریح ہوگئی اور بعض نے کہا کہ ما انزل الیہم من ربہم [illegible]
ہے کیونکہ قرآن مجید جو آنحضرت صلعم پر اُترا وہ تمام مخلوقات کی طرف اُترا ہے کیونکہ سب پر اسکی تعمیل احکام واجب ہے [illegible]
نے قولہ لاکلوا من فوقہم - مین کہا کہ مراد یہ ہے کہ آسمان اُنپر ادرار کرتا اور زمین اُنکے واسطے خوب اُگاتی [illegible]
کی فرمانبرداری کرنا روزی کی کشایش کا سبب ہے تو بندۂ مطیع کو بہت کچھ رزق بواسطہ طاعت [illegible]

[illegible] امنوا واتقوا لفتحنا علیہم برکات من السماء والارض یعنے جو گاؤن عذاب سے ہلاک کیے گئے اگر وہانکے لوگ
ایمان لاتے اور پرہیزگاری اختیار کرتے تو انپر اللہ تعالے آسمان و زمین سے برکات کشادہ کر دیتا اور نیز فرمایا ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا و
یرزقہ من حیث لا یحتسب اور نیز فرمایا فقلت استغفروا ربکم انہ کان غفارا الآیات پس جو بندہ مومن کہ سب طرح حسب حال مین مطیع ہو اسکو
باعتبار اسکے رزق وسیع حاصل ہوتا ہی اور اقامت احکام الٰہی پر انسان کو چاہیے کہ جناب باری تعالے سے توفیق طلب کرے اور مضبوطی سے
قائم رہے ورنہ حدیث زیاد بن لبید رضی اللہ عنہ مین ہی کہ حضرت صلعم سے کوئی بات بیان کیگئی یا آپنے بیان فرمائی پھر فرمایا کہ یہ بات علم
جاتے رہنے کے وقت ہوگی تو مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ علم کیونکر جائیگا حالانکہ ہم لوگ قرآن پڑھتے ہین اور اپنے بیٹون کو پڑھاتے
ہین اور وہ اپنے بیٹون کو پڑھا دینگے یہی قیامت تک ہوتا رہیگا تو آپ نے فرمایا ای لبید مین تجھے مدینہ کے لوگون مین سے دین مین زیادہ
سمجھدار جانتا تھا ارے کیا یہ یہود و نصاری توریت و انجیل کو نہین پڑھتے حالانکہ جو کچھ ان کتابون مین ہی اس سے کچھ نفع نہین پاتے ہین
رواہ احمد و ابن ماجہ و ابن ابی حاتم قال ابن کثیر اسنادہ صحیح الحاصل اہل کتاب جس کتاب پر ایمان لانیکا دعوی کرتے ہین اگر اسپر پورے احکام سے
ٹھیک عمل کرتے اور قرآن پر ایمان لاتے تو اس محتاجی و ذلت مین نہ پڑتے بلکہ اللہ تعالے انکو دنیا مین بھی عزت ثروت و برکت دیتا منہم
امۃ مقتصدۃ ۔ اہل کتاب مین سے ایک امت اقتصاد کے ساتھ ہی وہ ان کتابون پر عمل کرتی ہی اور جو کچھ اللہ تعالے
کی طرف سے نازل ہوا اسپر ایمان لاتی ہی اور یہ وہ لوگ ہین جو بمقتضاے عمل و اقامت کتب سابقہ کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے
مانند عبد اللہ بن سلام و انکے ساتھیون کے علماے یہود مین سے اور مانند نجاشی بادشاہ حبشہ و اسکے ساتھیون کے نصاری مین سے
پس یہ لوگ تو مطیع رہے ۔ وکثیر منہم ساء ما یعملون ۔ اور بہتیرے انمین سے بہت برے کام کرتے ہین ابن کثیر
نے تفسیر مین لکھا ہی کہ بنی اسرائیل مین سے نیک لوگونکے واسطے بلند و اعلی مقام بھی اقتصاد قرار دیا اور اس امت مرحومہ کیواسطے قسم اقتصاد
درجہ وسطی ہی اور اس سے اوپر مرتبہ سابقین چنانچہ فرمایا ۔ ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا فمنہم ظالم لنفسہ ومنہم مقتصد ومنہم سابق بالخیرات
باذن اللہ ذلک ہو الفضل الکبیر ۔ پھر ہمنے کتاب الٰہی کا وارث ایسے لوگونکو بنا دیا جنکو ہمنے اپنے بندون مین سے چھانٹ لیا ہی یعنے انمین
سے اپنی جان پر ظالم ہین اور بعضے درمیانی چال چلتے ہین اور بعضے اللہ تعالی کی ارادے سے نیکیون کی جانب سبقت کرنے والے
ہین اور یہی بڑا افضل ہی ۔ اور صحیح یہ ہی کہ یہ تینون اقسام جو اس امت کے بیان فرمائے ہین سب جنت مین داخل ہونگے قال المترجم
احادیث صحیح سے بھی یہی ثابت ہوا اور ظاہر ہی کہ مقتصد اور سابق بالخیرات کے جنتی ہونے مین تو کلام نہین ہی فقط ظالم لنفسہ مین وہم ہوتا ہی
تو ظالم انکا اپنے نفس پر ہی جو مین طاعت حق تعالے ہی جیسے آیہ انا عرضنا الامانۃ علی السموات مین انسان کو ظلوم جہول فرمایا حالانکہ یہ
اسی انسان کو فرمایا جو امانت اٹھانیوالا ہی بالجملہ اس آیت کی تفسیر مین انشاء اللہ تعالے کلام لطیف آویگا پھر شیخ نے اسکے بعد یہود و نصاری
و اس امت کے متفرق ہونے کی حدیث ذکر کرکے کہا کہ یہ حدیث متعدد طرق سے مروی ہوئی ہی اور مولف فتح البیان نے لکھا کہ اس حدیث
مین جو یہ ہی کہ سب دوزخی ہین سوائے ایک فرقے کے تو اس جملہ کی نسبت ایک جماعت نے کہا کہ ضعیف روایات مین آیا ہی بلکہ ابن حزم نے
[illegible] حدیث مین لگا یا گیا ہی قال المترجم ابو داؤد و ترمذی نے اس زیادت کے ساتھ روایت کیا ہی اور اسمین شک نہین کہ
[illegible] جس حال پر آنحضرت صلعم کے ساتھی تھے ویسا فرقہ تو ضرور جنتی ہی پھر جس فرقہ نے اختلاف کیا اور جماعت سے نکل کر دوزخی
[illegible] مخالفت و افتراق کرنیوالا فرقہ دائمی دوزخی ہی یا نہین تو خطابی نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

ستفترق امتی ۔ کا لفظ کہا اسمین دلالت ہی کہ وہ امت سے خارج ہونگے اور مترجم [illegible]
ہونیکے وقت وہ امت تھی کیونکہ اگر اسوقت بھی امت مسلمان نہوتی تو وہ افتراق کسی اور امت کا [illegible]
کا پس حدیث سے اسیقدر ثابت ہوا کہ افتراق طاری ہونیکے وقت وہ مسلمان تھے پھر آیا بعد مفترق ہونے کے بھی [illegible]
حدیث سے ثابت نہین بلکہ حق یہ ہی کہ اہل بدعت مین بعض اقسام ایسے ہین کہ انکے کافر و مرتد ہو جانے پر دلائل [illegible]
ہوگا نہ مسلمان بھلا یہ نہین دیکھتے کہ صحیح مسلم و ابوداؤد و الترمذی مین حدیث ثوبان رضی اللہ عنہ سے ہی ولا تقوم الساعۃ حتی تلحق قبائل
من امتی بالمشرکین وحتی تعبد قبائل من امتی الاوثان وانہ سیکون من امتی ثلثون کذابا کلھم یدعی انہ نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی
الی آخر الحدیث ۔ یعنے آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ قیامت قائم ہونے سے پہلے ضرور میری امت کے چند قبائل مشرکون سے جا ملینگے
شرک ہو جاوینگے اور ضرور میری امت کے چند قبائل بتونکو پوجینگے اور ضرور عنقریب میری امت سے تیس آدمی انتہا کے جھوٹے ہونگے
ہر ایک انمین سے نبوت کا دعوی کریگا حالانکہ مین خاتم المرسلین ہون میرے بعد کوئی نبی نہین ہی الحدیث پس اس سے ثابت ہوا
کہ امت اسیوقت تک تھی کہ انپر فساد طاری ہوا پھر بعد فاسد ہونے کے ظاہر ہی کہ مشرکین سے لاحق ہونے والے یا بت پوجنے والے
یا نبوت کے دعوی کرنیوالے ہرگز مسلمان نہین ہین لہذا تحقیق ہوا کہ جس حال پر صحابہ رضی اللہ عنہم تھے اسی سے مخالف و مفترق ہونے والا
فرقہ باستدلال شرعی دیکھا جاوے کہ اسکا کیا حال ہی چنانچہ اگر بت وغیرہ پوجنے لگا ہی تو قطعًا کافر ہی اور اگر دین مین ایسی کوئی
بدعت نکالی ہی جسپر کفر کا حکم نہین دیا جائیگا تو وہ مبتدع ہی کافر و مرتد نہین ہی فافہم ف قال فی العرائس قولہ تعالی ولو انھم اقاموا
التوراۃ والانجیل الآیہ ۔ اسمین اشارہ ہی کہ اگر اعمال خیر بجالانے مین وہ مستقیم رہتے اور شہوات نفسانی جلی یا خفی کے پیرو نہوتے تو
انپر انوار ملکوت کشف ہوتے کیونکہ انکی ارواح و عقول مین یہ قوت حاصل ہوتی پھر قولہ ومنھم مقتصد ۔ سے ظاہر فرمایا کہ انمین بعض
ایسے ہین کہ جن مین اس کمال کی استعداد ہی

یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ

ای رسول پہونچادے جو تجپر اُتارا گیا تیرے رب سے اور اگر یہ نہ کیا تو تونے اس کا پیام کچھ نہ پہونچایا

وَ اللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِیْنَ

اور اللہ تجکو بچا لیگا لوگون سے البتہ اللہ راہ نہین دیتا ہے منکر قوم کو

یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۔ ای رسول جو کچھ تجپر تیرے رب کی طرف سے اتارا گیا
وہ پہونچادے ف کچھ بھی مخفی مت رکھ یعنے اسمین سے کوئی چیز اس خوف سے مت چھپائیو کہ شاید لوگون کیطرف سے تجھے
ایسی چیز پہونچے جسکو تو برا جانتا ہی ۔ وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ۔ اور اگر تونے تمام وہ چیز نہ پہونچائی
جو تجپر اتاری گئی ہی تو تونے اللہ تعالے کی رسالت نہین پہونچائی ف کیونکہ بعض باتین چھپانا جیسے کل چھپانا [illegible]
ساقط ہو گئی پھر رسالت بلفظ مفرد اکثرون کی قراءۃ ہی اور نافع و ابن عامر و ابوبکر نے رسالات بلفظ جمع پڑھا ہی [illegible]
نفی تبلیغ کا ہی پس نفی اور رسالت واحدہ ابلغ ہی بہ نسبت نفی جمع کے کما صرح فی علم البیان اور واضح ہو کہ [illegible]
آنحضرت صلعم پر فرض تھا کہ جو کچھ اتارا گیا اسکو امت کو پہونچا دین اور اسمین سے کچھ نہ چھپاوین [illegible]

...حضرت نے الٰہی کو بالکل خوب واضح کھلے کھلے لوگون کو سنا دیا اور کچھ بھی کسی سے پوشیدہ نہین رکھا اسیواسطے صحیحین مین
...ہو کہ جسنے زعم کیا کہ محمد صلعم نے وحی مین سے کچھ چھپایا تو وہ جھوٹا ہی اللہ تعالے فرماتا ہی یا ایہا الرسول بلغ ما انزل
الیک الآیہ۔ اور نیز صحیحین مین حضرت عائشہؓ سے روایت ہی کہ اگر محمد صلعم قرآن مین سے کچھ چھپانے والے ہی ہوتے تو یہ آیت چھپاتے وتخفی
فی نفسک ما اللہ مبدیہ وتخشی الناس واللہ احق ان تخشاہ۔ حاصل آنکہ جب ایسی آیت نہین چھپائی تو اور کچھ کیون چھپاتے اور جن غبیون نے
یہ گمان کیا کہ اہل بیت رضی اللہ عنہم بعض اسرار سے مخصوص تھے اور قرآن مین مصحف فاطمہ ومصحف علی بھی شامل تھا یہ سب کفر وافترا وبہتان ہے
عن ہارون بن عنترہ عن ابیہ روایت ہی کہ ہم لوگ حضرت ابن عباسؓ کے پاس تھے کہ ایک شخص آیا اور کہا کہ ہم لوگون کے پاس بعضے آدمی آتے ہین
اور یہ خبر سناتے ہین کہ تم اہلبیت کے پاس کچھ ایسی باتین ہین جنکو رسول اللہ صلعم نے لوگون پر ظاہر نہین فرمایا ہی تو ابن عباسؓ نے کہا کہ ارے
تو نہین جانتا کہ اللہ تعالے نے فرمایا یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک الآیہ قسم اللہ تعالے کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
ہمکو اس قدر بھی نہین دیا کہ جس قدر سپیدی مین سیاہی ممکن ہو (رواہ ابن ابی حاتم) **وقال ابن کثیر** ہذا اسناد جید اور ابو جحیفہ وہب بن
عبد اللہ السوائی سے روایت ہی کہ مین نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ بھلا آپ اہلبیت کے پاس کچھ وحی ایسی بھی ہی جو قرآن مین
مکتوب نہین ہی تو فرمایا کہ ہرگز نہین ہی قسم ہی اُسی ذات پاک کی جسنے دانہ اُگایا اور آدمی پیدا کیے ہین لیکن ہان قرآن مین سمجھ البتہ
ہی جسکو اللہ تعالے کسی بندہ کو دیدیتا ہی اور یہ جو میرے اس صحیفہ مین ہی تو مین نے عرض کیا کہ آپکے اس صحیفہ مین کیا ہی آپنے فرمایا کہ اس مین
مین نے دیت دینے کے مسائل ور قیدی کا چھڑانا اور یہ کہ کافر کے عوض مسلمان قتل نہین کیا جائیگا لکھ رکھا ہی (رواہ البخاری) **شیخ ابن کثیرؒ** نے
کہا کہ آنحضرت صلعم کی امت نے آپکے واسطے گواہی ادا کی کہ آپنے رسالت و امانت الٰہی کو خوب طرح سے تبلیغ فرمادیا جبکہ آپ نے
حجۃ الوداع کے خطبہ مین ان لوگون سے گواہی طلب کی تھی اور اسوقت آپ کے اصحاب مین قریب چالیس ہزار آدمی کے موجود تھے چنانچہ
صحیح مسلم کی روایت مین جو جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے ہی منجملہ آپکے خطبہ کے مذکور ہی کہ آپنے اُس روز خطبہ مین فرمایا کہ تم لوگ
سے میرے حال کو دریافت کیا جائیگا سو تم کیا کہوگے تو لوگ بولے کہ ہم گواہی دینگے کہ آپنے رسالت کی تبلیغ کی اور امانت الٰہی ادا کردی اور
نصیحت کردی الی آخر الحدیث اور علی بن ابی طلحہ نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ قولہ تعالے وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ یعنی اگر تو نے
کوئی آیت چھپائی منجملہ اسکے جو تیرے پروردگار کیطرف سے تجھپر نازل ہوئی ہین تو تو نے اسکی رسالت نہین پہونچائی۔ **وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ
مِنَ النَّاسِ**۔ اور اللہ تعالے حفاظت مین رکھیگا تجھکو بندون سے ف یعنے تو رسالت الٰہی پہونچا اور کچھ خطرہ مت کر کہ اللہ
تجھے اپنی حفاظت مین رکھیگا اور کوئی شخص تجھے ہلاک نہین کرسکتا ہی اسوقت عرب مین چھوٹی لڑائیان ہوتی تھین اور اکثر خواب مین لوگ اپنے
دشمنون کو مار ڈالتے تھے لہذا اصحابہ جان نثار بھی رات مین مسلح ہوکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا پہرہ دیا کرتے تھے روایت ہی کہ جب یہ آیت
اُتری تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب تم لوگ پہرہ مت دو کہ اللہ تعالے نے میری حفاظت فرمائی (رواہ الحاکم واحمد والترمذی)
اقوام ناقص اسطرف دوڑتے ہین کہ جنگ احد مین آنحضرت صلعم کو زخم پہونچے حالانکہ یہان حفاظت مین فرمایا ہی اور بعض نے جواب دیا کہ
یہ آیت بعد واقعہ احد کے نازل ہوئی اور ابن ابی حاتم کی روایت مین احد کے بعد نازل ہونا مروی ہوا ہی لیکن یہ جواب تکلف ہی اور ظاہر یہ ہی کہ آنحضرت
صلعم اسوقت محفوظ تھے اور توریت وغیرہ مین مصرح ہی کہ اللہ تعالے اس پیغمبر مصطفی کو وفات نہ دیگا جب تک کہ ملت جو اسوقت بہت کج
ہو گئی ہوگی وہ ٹھیک راست ہوجاوے اور اسی پر دلالت کرتا ہی قولہ تعالے واللہ متم نورہ ولو کرہ المشرکون لہذا مفسرین نے

Marfat.com

کہا یعصمک ان یقتلوک یعنے تجکو اللہ تعالے محفوظ رکھیگا کہ وہ تجکو قتل نہین کر سکینگے پس وہ کسی قسم کے [illegible]
نہین ہی حتی کہ یہود یہ خیبر یہ نے آپکو زہر دیا اور ایکنے آپ پر جادو کیا چنانچہ تفسیر سورۂ معوذتین مین انشاء اللہ تعالے بیان [illegible]
ذکر ہاکہ پہلے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نگہبانی کیجاتی تھی یہانتک کہ یہ آیت نازل ہوئی پس آپنے فرمایا کہ تم لوگ اپنے [illegible]
مجھے محفوظ کردیا سدرواہ الحاکم یعنے اللہ تعالے کے آگاہ فرمانے سے مجھے معلوم ہو گیا کہ اب طریقہ عالم اسباب سے حفاظت [illegible]
نہین ہی بلکہ وہ تعالے نے یہ تکلیف مجبریت مرتفع کردی اور یہانسے ظاہر ہوا کہ طریقہ عقل کا برتاؤ کرنا انسان پر لازم ہی اگرچہ قطعی [illegible]
کہ جملہ تاثیر فقط اللہ تعالی کی طرف سے ہی لہذا یہ حفاظت رکھے کہ چراغ جلتا نچھوڑے اور آگ کھلی نچھوڑے اور گھوڑے بھینے دیکھے رکھے اور [illegible]
بچھو دن کی زمین مین جہانتک ممکن ہی حفاظت کرے اور سنکھیا کھانے و مانند اسکے افعال وحرکات سے احتراز رکھے لیکن جو شخص یہ [illegible]
کہ میری حفاظت ہی سے بچا دہ ہدہ کا فر ہی پس جو لوگ کہتے ہین کہ اگر ایسا نہ کرتے تو یہ ہوتا حالانکہ غور سے یہ کام کیا تھا انھون نے شیطان کو
اپنے اوپر مسلط کیا اور جس شخص نے بدون احتیاط کے کوئی کام کیا اگر اسکو دوسرا بندہ سمجھاوے کہ تونے بد احتیاطی مین خطا کی تو اسمین
نصیحت ہی لیکن یہ اعتقاد نہ کرے کہ اگر یون احتیاط کرتا تو ایسا نہوتا بلکہ اسکے یہ معنے ہین کہ مقتضائے عقل سے چلنا لازم تھا اسمین تونے
کیون خلاف کیا پس اگر تو احتیاط کی راہ چلتا پھربھی ایسا واقع ہوتا تو معذور تھا اسیواسطے ثابت ہوا کہ جو شخص کسی کو بدون تحریر
وگواہی کے قرضہ دے اور قرضدار اس سے منکر ہو جاوے تو عاقبت مین سزا پاویگا لیکن دنیا مین قرضخواہ کی دعا اس بابہ مین قبول
نہوگی کیونکہ او تعالے نے قرض لین دین مین تحریر و گواہی کا حکم دیدیا ہی اور یہین سے اکثر مسائل فقہ مین یون دلیل لائی جاتی ہی کہ جسنے
خود اپنی جانب احتیاط نہ کی لہذا قاضی اسکی جانب احتیاط نکریگا مثال اُسکی یہ کہ زیدنے بکر سے ایک کتاب خریدی اس شرط سے کہ
تین دن تک مجھے اختیار ہی یعنے تین روز کی جاکڑ پر اتنے دامونکو لیے جاتا ہون پھر تیسرے روز پھیرنے لایا اور بیچنے والا روپوش ہو گیا
یہانتک کہ تین دن گذر گئے اور بیع لازم ہو گئی تو اس مسئلہ مین اگر تیسرے روز مشتری نے جاکر قاضی سے درخواست کی کہ بائع مجھ سے چھپا
گیا ہی لہذا آپ اسکی طرف سے کوئی شخص قائم کردین جسکو مین پھیر دون تو نوادر مین امام محمدؒ سے مروی ہی کہ قاضی اسکو نہین قبول کریگا
اسواسطے کہ اسکو جب بائع کی جانب سے یہ احتمال تھا تو اسنے کوئی کفیل لیکر مضبوطی کیون نہ کرلی پس جب اُسنے خود اپنی احتیاط نہ کی تو قاضی
بھی اسکی رعایت نہ رکھیگا فافہم اور یہان سے ظاہر ہوا کہ توکل یہ نہین ہی کہ آدمی کام وکمائی چھوڑدے اور اسباب سلطنت و آلات حرب
ایجاد کرنے یا مہیا کرنے مین تدابیر اور ہنر کو کام مین نہ لاوے حتی کہ بلاد اسلام مقہور ہو جاوین اور جو لوگ گوشۂ فقیری مین کمائی کی تدبیر
نہین کرتے غلط جہالت ہی اور عجب کہ یہ لوگ ہاتھ بڑھا کر کھاتے ہین اور سردی سے جان بچاتے ہین اور کوٹھے سے سیڑھی کے ذریعہ سے اترتے
اور بچانے جانے مین سب طرح عالم اسباب کی تدابیر کا برتاؤ کرتے ہین مگر مفت خوری کی چاٹ مین لوگون کو مجہول بناتے ہین اور فوج و سلطنت
کی بربادی کراتے ہین حتی کہ مسلمانون کو بنچہ تقدیر مین بہکا کر غلط معنے تبلاتے ہین اور اقالیم انھین مکارون کی شیطنت سے جاتے رہے
اعاذنا اللہ تعالے من شرہم اللہم اہدنا الصراط المستقیم اور صحیح یہ ہی کہ اللہ تعالے پر ہر کام مین توکل کرے یعنے جو اس قدرت کام مین
لاوے لیکن یہ نہین کہ اس سے یہ نتیجہ پیدا ہوگا بلکہ وہی پیدا ہوگا جو اللہ تعالے پیدا کریگا پس کامل کوشش و مشورت سے کام کرے
اور اس حالت مین یقین رکھے کہ نتیجہ وہ پیدا ہوگا جو اللہ تعالے نے چاہا ہی اور ہر کام کا پیدا کرنیوالا اللہ تعالے ہی روایت ہی کہ ایک روز
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے درخت سے تلوار لٹکائی اور استراحت فرمائی کہ ناگاہ ایک اعرابی نے آپکی تلوار کھینچکر کہا کہ [illegible]

Marfat.com

... اور بیٹھ گیا پھر آپ نے اسکو عفو کیا (الصحیحین) دوسری مرتبہ ایک اعرابی نے ایسا کیا تھا تو اسکا ... آپ نے اٹھا کر فرمایا کہ اب تجھے کون بچاویگا اُسنے کہا کہ معاف فرمایئے (الصحاح) اور محمد بن کعب القرظی وغیرہ سے مرسل ... ایک اعرابی کا حال مذکور ہی کہ اُسنے بھی اسیطرح سفر مین ناگہان آکر تلوار کھینچکر آپ پر حملہ کیا اور کہا کہ کون بچاویگا آپنے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ ... اور تلوار گر پڑی اور اُسنے اپنے سر کو ایک درخت مین اس زور سے مارا کہ بھیجا ناک کے راستہ آگیا (رواہ ابن جریر) ... علیہ السلام نے اسکو درخت سے ٹکرا دیا تھا اور آیت مین دلیل ہی کہ جن امور کا اللہ تعالےٰ نے جسطرح حکم دیا ہی انکے اسطرح ... مین اپنے وہم و وسواس سے خوف نہ کرے اور اللہ تعالےٰ اُسمین حفاظت فرمادیگا۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الْکٰفِرِیْنَ

اللہ تعالےٰ قوم کافر کو راہ نہین دیتا ف اس سے معلوم ہوا کہ قولہ من الناس۔ مین الف لام عہد کا ہی یعنے کافر مراد ہین اور معنے یہ کہ اللہ تعالےٰ ... کافرون سے بچاویگا کہ وہ تجکو قتل نہین کرسکینگے متعدد روایات مین ہی کہ جنگ اُحد مین بہت سے کافر آپ کے قتل کے ارادہ سے نکلے ... کے پاس ٹھہرے اور نکل گئے آخرکار کہنے لگے کہ محمد ہمسے محفوظ کیے گئے ہین ہمنے ہرچند تلاش کیا اور نہ پایا۔ اور یہین سے ظاہر ہو گا ... کے خطا کرتی ہی اور فقط نگاہ پر کسی امر کا یقین نہین ہوسکتا لہذا فرقۂ نیچر نے جو یہ دعوی کیا کہ دوربین سے آسمان نہین سوجھتا ہی پس آسمان کے وجود سے انکار کیا اور آیات و احادیث یہا انکار کرگئے تو یہ لوگ گمراہ ہین ف قال فی العرائس قولہ تعالےٰ یاایہا الرسول بلغ ما انزل الیک الآیۃ۔ اللہ تعالےٰ جل جلالہ نے اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی ذات باعظمت وکبریا سے تخویف کی تاکہ آنحضرت صلعم کے دل مین سوائے حق عزوجل کے کوئی باقی نہ رہے اور تمام مخلوق انکی آنکھ سے ساقط ہوجاوے اور مخلوق کی بیماریان وعیب ظاہر کرنے مین اُنسے بالکل نڈر ہین اور آمادہ فرمایا کہ جو نور و شفا اللہ تعالےٰ نے نازل فرمایا اسکو اچھی طرح پہونچادین تاکہ پرہیز کرنے والا مریض اچھا ہوجاوے اور بدپرہیز مرجاوے واسطی نے کہا کہ وحی رسالت بیان کرنیکا حکم دیا جو اُتارا گیا ہی اور معارف بیان کرنے کا حکم نہین دیا کیونکہ حقائق رسالت کے اگر پہاڑ پر رکھے جاوین تو وہ پگھل جاوے مگر اہل عالم کو بقدر انکی طاقت کے تھوڑا اظاہر کیا جاتا ہی تو نہین دیکھتا کہ یون فرمایا۔ بلغ ما انزل الیک من ربک اور یون نہین فرمایا ما تعرفنا بہ الیک یعنے تمام معرفت بیان کردے (یہ حکم نہین دیا) اور وہ انوار عرفان جو قلب محمد صلعم پر ظاہر ہوے انکی کوئی بشر طاقت نہین رکھتا ہی اور وہ وحی رسالت نہین اور نہ قابل بیان ہی بلکہ عین معرفت ہی

قُلْ یٰۤاَھْلَ الْکِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰی شَیْءٍ حَتّٰی تُقِیْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِیْلَ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ

تو کہہ۔ اے کتاب والو تم کچھ راہ پر نہین ہو جبتک نہ قائم کرو توریت اور انجیل اور جو تمکو اُترا ہی تمھارے رب سے

وَلَیَزِیْدَنَّ کَثِیْرًا مِّنْھُمْ مَّاۤ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ طُغْیَانًا وَّکُفْرًا ۚ فَلَا تَاْسَ عَلَی الْقَوْمِ

اور البتہ بہتون کو بڑھیگی اس کلام سے جو تجکو اُترا تیرے رب سے شرارت اور انکار سو تو افسوس مت کھا اس قوم

الْکٰفِرِیْنَ ۝ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ ھَادُوْا وَالصّٰبِئُوْنَ وَالنَّصٰرٰی مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ

منکر پر البتہ جو مسلمان ہین اور جو یہود ہین اور صابئین اور نصاری جو کوئی ایمان لاوے اللہ پر

وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝

اور پچھلے دن پر اور عمل کرے نیک تو اُنپر نہ ڈر ہی اور نہ وہ غم کھاوینگے

قُلْ یٰۤاَھْلَ الْکِتٰبِ۔ اے یہود ونصاری۔ لَسْتُمْ عَلٰی شَیْءٍ۔ تم دین مین کسی ایسے حال پر نہین ہو جسکا کچھ شمار

ہو حَتّٰی تُقِيمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيلَ - یہانتک کہ قائم کرو تم توریت کو اور انجیل کو [illegible]
ہے پس قرآن پر ایمان لاؤ اور انجیل کو قائم کرو اگر نصرانی ہو پس قرآن و توریت پر ایمان لاؤ [illegible]
اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ - اور قائم کرو اس چیز کو جو تمھاری طرف اتارا گیا ف مجاہد نے کہا کہ مراد [illegible]
آیت مین ما اُنزل الیکم - کو دیگر کتب آسمانی سے تفسیر کیا اور یہی ظاہر ہے کیونکہ اگر وہ قرآن ہی پر ایمان لاوین [illegible]
ضرورت نہین کیونکہ قرآن مین ان دونون کا حق جاننا تو ایمان کی شرط ہو اور عمل کرنے کے واسطے قرآن دونون کا [illegible]
دیگر کتب آسمانی ہین حاصل آنکہ حکم دیا کہ تو کہدے کہ ای اہل کتاب یہود و نصاری وغیرہ تم کسی پایۂ اعتبار پر نہین ہو جبتک [illegible]
و دیگر کتب آسمانی جنکے ماننے کا دعوے کرتے ہو انپر قائم نہو اور ان کتابونکی ہدایات کو پورے طور سے مالعمل اور انپر چلو [illegible]
منزل کل کے انکار کے ہو اور جو کچھ انمین ہے منجملہ اسکے یہ بھی ہے کہ محمد صلعم پر ایمان لاؤ پس محصول کلام یہ نکلا کہ ای اہل کتاب تم [illegible]
پر نہین ہو جب تک کہ تم جس کتاب کو مانتے ہو اسکے موافق نہ چلو اور اسکے موافق چلنے مین ضرور ہے کہ مجھپر ایمان لاؤ [illegible]
ایمان نہ لائے تو تم اپنی کتاب پر نہ چلے کیونکہ تمھاری کتاب تمکو اسطرح ایمان لانے کا حکم کرتی ہے پس جتنے [illegible]
ہو - وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِّنْهُم مَّا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ - یعنے قرآن - طُغْيَانًا وَّكُفْرًا [illegible]
رب کی طرف سے جو کچھ تجھپر اُتارا گیا وہ انمین سے بہتون کو سرکشی و کفر بڑھاتا ہے ف کیونکہ وہ اس قرآن سے کفر [illegible]
فَلَا تَأْسَ - پس مت افسوس کر - عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِينَ - ایسی کافر قوم پر ف جبکہ تجھپر ایمان نہلاوین حاصل [illegible]
حال پر جو تجکو افسوس و غم لاحق ہوتا ہے کہ یہ لوگ کافر رہے جاتے ہین اور عاقبت مین دائمی دوزخی ہونگے تو تجکو غم نہین کرنا چاہیے کیونکہ
باوجود کھلے دلائل و خوبی دین کے انکار کرتے ہین ف قال فی العرائس قولہ ولیزیدن کثیرا منہم الخ خطاب الٰہی [illegible]
ایک صفت قہر و دوسری صفت لطف پس قرآن نے جسکے دل پر صفت لطف سے تجلی کی اسکے دل کی بینائی اس کلام کے لطیف
حکمت و اسرار دیکھکر زیادہ ہوجاتی ہے اور اسکے دقیق بیانات و معجزات سے اسکے ایمان و توحید کو ترقی ہوتی ہے [illegible]
و باطن خطاب سے آگاہ ہوجاتا ہے اور جسکے قلب پر قرآن سے قہر کی تجلی ہوئی اسکے قلب کو تاریکی و نادانی و اندھاپن بڑھ جاتا ہے حتی کہ خطاب
ظاہر ہی اسکی سمجھ مین نہین آتا ہے اور دم بدم اُسکا اندھاپن بڑھتا جاتا ہے کیونکہ قرآن درحقیقت صفت الٰہی ہے اور اسکی صفت کی انتہا
نہین ہے خواہ تجلی بلطف ہو یا بقہر ہو چنانچہ اگر تجلی بلطف ہو تو نور بصیرت بھی دم بدم بڑھتا جائیگا - واسطی نے کہا کہ یہ قوم کافر
وہی لوگ ہین جنکا گمراہ کرنا اور جنکو دریافت حکمت سے پھیر دینا اللہ تعالے نے ازل مین مقدر کر دیا ہے - اِنَّ الَّذِينَ اٰمَنُوا وَالَّذِينَ
هَادُوا - جو لوگ ایمان لائے ہین اور جو یہودی بنے ہین - وَالصَّابِئُونَ - اور جو لوگ صابی کہلاتے ہین - وَالنَّصٰرٰى
اور جو لوگ نصرانی بنے ہین ف یعنے عیسی علیہ السلام کی پیروی کا دعوی کرتے ہین ف تو انین سے کسی [illegible]
ایمان کا اعتبار ہے چنانچہ فرمایا - مَنْ اٰمَنَ - جو انین سے ایمان لایا - بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا - [illegible]
اور روز آخرت یعنے قیامت پر اور عمل کیا نیک - فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ - تو ایسے مومن صالح پر کچھ خوف نہوگا - وَلَا هُمْ
يَحْزَنُونَ - اور نہ وے غمگین ہونگے ف یعنے آخرت مین انپر کچھ خوف و غم نہین ہے کیونکہ دنیا مین انھون نے [illegible]
خوف سے آخرت کا غم کھایا تھا - واضح ہو کہ صابئہ مین اختلاف ہے پس سعید و مجاہد سے ایک روایت مین ہے کہ [illegible]

[illegible] کہ وہ مجوس میں سے ہیں اور حسن بصری سے ہے کہ وہ مجوس کے مانند ہیں اور قتادہ رحمہ نے کہا کہ وہ
[illegible] پڑھتے ہیں اور وہب بن منبہ نے کہا کہ وہ فقط اللہ تعالیٰ کے قائل ہیں اور اُنکی کوئی شریعت
[illegible] کی کچھ پیدا نہیں کیا اور ابو الزناد نے کہا کہ وہ ایک قوم قریب عراق کے رہتے ہیں وہ سب انبیا علیہم السلام پر ایمان
[illegible] روزہ رکھتے ہیں اور ہر روز یمن کی طرف متوجہ ہو کر پانچ نمازیں پڑھتے ہیں اور صابئہ کے بارہ میں دیگر
[illegible] ابن کثیر اور مقصود یہ ہے کہ ہر فرقہ جو ٹھیک ایمان لایا اور نیک کام کیے یعنے شریعت محمد مصطفے صلعم کے موافق بعد
[illegible] ہوئے ہیں تو آخرت میں ثواب عظیم سے مشرف ہوگا **قال المترجم** صابئہ کی تفسیر میں چونکہ اختلاف ہے اسیواسطے
امام ابو حنیفہ کے شاگرد دونوں میں اُنکے ذبیحہ میں اختلاف ہے ولیکن فتوی کے واسطے واجب ہے کہ ذبیحہ حرام ہونے پر فتوی دیا جاوے
[illegible] ملت کے درمیان دائر ہے اور واضح ہو کہ آیت میں دو احتمال ہیں اول آنکہ اوتعالے نے یہ بیان کیا کہ ہر زمانہ میں جو قوم
[illegible] لائی وہ آخرت میں مغفور ہے پس حضرت موسی علیہ السلام کے وقت میں یا انکی شرع باقی رہنے کے وقت تک جو لوگ
[illegible] عمل صالح بموافق شرع کے رہکر مرے ہیں وہ آخرت میں بخوف ہونگے اور اس صورت میں صابئون ایک فرقہ اہل کتاب
[illegible] دوم یہ کہ ہر فرقہ اپنے اپنے نام سے مدعی ہیں تو جو شخص انمیں سے ٹھیک قرآن پر عامل ہوا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کی متابعت کے موافق اللہ تعالے و روز آخرت پر ایمان لایا وہ بے خوف جنتی ہے اور سورۂ بقرہ میں اسکے مثل گذرا ہے۔

لَقَدْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَأَرْسَلْنَا إِلَيْهِمْ رُسُلًا ط كُلَّمَا جَاءَهُمْ

ہمنے [illegible] عہد لیا تھا بنی اسرائیل سے اور بھیجے اُنکی طرف رسول جب آیا اُن پاس

رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَىٰ أَنفُسُهُمْ فَرِيقًا كَذَّبُوا وَفَرِيقًا يَقْتُلُونَ ۝ وَحَسِبُوا أَلَّا

کوئی رسول ایسی بات لیکر جو نہ خوش آئی اُنکے جی کو تو کتنوں کو جھٹلایا اور کتنوں کو قتل کرنے لگے اور خیال کیا کہ کچھ

تَكُونَ فِتْنَةٌ فَعَمُوا وَصَمُّوا ثُمَّ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوا وَصَمُّوا كَثِيرٌ

خرابی نہ ہوگی سو اندھے ہو گئے اور بہرے تو پھر اللہ تعالے متوجہ ہوا انپر پھر اندھے اور بہرے ہوئے انمین بہت

مِّنْهُمْ ۚ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ۝

اور اللہ دیکھتا ہے جو کرتے ہیں

لَقَدْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ - ہمنے بنی اسرائیل سے عہد لیا تھا کہ اللہ تعالے و اسکے رسولوں پر ایمان
[illegible] موجودہ زمانہ کے یہودی اپنے باپ دادوں کی تقلید سے حضرت موسیٰ اور اُنسے پہلے انبیا علیہم السلام پر ایمان رکھتے ہیں گرچہ
[illegible] وَأَرْسَلْنَا إِلَيْهِمْ رُسُلًا - اور ہمنے اُنکی طرف بہت رسول بھیجے ف چنانچہ ایک ہزار سے زائد
[illegible] پاس بھیجے گئے ولیکن ان کمبختوں نے یہ کیا جو اللہ تعالے فرماتا ہے کہ - كُلَّمَا جَاءَهُمْ رَسُولٌ - ہر بار
[illegible] یعنے انمین کی قوم میں سے جبکوئی رسول آیا - بِمَا لَا تَهْوَىٰ أَنفُسُهُمْ - ایسی چیز کے ساتھ جسپر
[illegible] رکھتے تھے ف یعنے شرع کے ایسے احکام لایا جنکو اُنکے نفوس رغبت سے نہیں لیتے تھے تو اسکو نہ مانا اور اسمین
[illegible] بات کے قبول رکھنے میں یہانتک نفس کے پابند تھے کہ وہی قبول کرتے تھے جسپر اُنکے نفس کی رغبت ہو حالانکہ احکام

حق ہمیشہ نفس سے خلاف ہوتا ہی تو جب کوئی رسول انکے پاس انکی خواہش نفس کے خلاف شریعت لایا فَرِیقًا [illegible]
یَقۡتُلُوۡنَ - تو ان رسولوں میں سے ایک فریق کو جھٹلایا اور ایک فریق کو قتل کرتے ہیں جیسے زکریا و یحیی [illegible]
قتل کر ڈالا اور سابق میں قصہ مذکور ہوا کہ حضرت یحیی علیہ السلام اس بات سے منع کرتے تھے کہ بھائی کی دختر [illegible]
شاہ نے خواہش نفس پر قتل کر ڈالا اور یقتلون کے معنے حالیہ ہیں یعنے قتل کرتے ہیں حالانکہ انکا قتل کرنا زمانہ ماضی میں [illegible]
تھا لیکن قتلوا نہیں فرمایا بلکہ زمانہ ماضی میں جس وقت میں واقعہ ہوا اسیکو بطور حکایت کے یقتلون فرمایا جسکے معنے [illegible]
ہیں کیونکہ اسکے تصور میں زیادہ شناعت ہی اور نیز اسمیں اشارہ ہی کہ قتل انبیا علیہم السلام جو نہایت شنیع فعل ہی انکی قوم کی عادت [illegible]
تھی۔ وَحَسِبُوۡۤا - اور انھوں نے گمان کر لیا یعنے ان قاتلوں بدکاروں نے اپنے زعم میں یہ گمان کیا کہ اَلَّا [illegible]
تَكُوۡنَ فِتۡنَةٌ - کوئی عذاب انپر نہو گا یعنے رسولوں کے جھٹلانے و انکے قتل کرنے سے عذاب و غضب نہو گا فَعَمُوۡا
وَصَمُّوۡا - پس حق کو دیکھنے و سننے سے اندھے و بہرے ہوگئے۔ ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ - پھر اللہ تعالے نے انپر رجوع فرمایا
اور انکو توبہ کی توفیق دی۔ پہلے بیان ہوا کہ حضرت یحیی علیہ السلام کے قتل کرنے پر اللہ تعالے نے غضب کر کے بخت نصر حاکم بابل کو مسلط
کیا اور بنی اسرائیل کثرت سے قتل و قید ہوئے آخرکار بنی اسرائیل نے توبہ کی اور وہ قبول ہوئی لیکن جس قوم کا یہ حال ہو نبوت کی شان سے
واقف ہوکر پھر دلیری کر کے قتل کرے اسکی قساوت قلبی سے سلامتی بعید ہی لہذا پھر وہی بیحرمتی اختیار کی۔ ثُمَّ عَمُوۡا وَصَمُّوۡا
كَثِيۡرٌ مِّنۡهُمۡ - پھر بہتیرے انمیں سے اندھے و بہرے ہوگئے۔ وَاللّٰهُ بَصِيۡرٌۢ بِمَا يَعۡمَلُوۡنَ - اور اللہ تعالے ان کے
اعمال کا بصیر ہی غرض مقصود یہ کہ انکو انکے کاموں کی سزا دیگا اور تہدید ہی کہ وہ اگرچہ اندھے و بہرے ہیں مگر اللہ تعالے خوب دیکھتا ہی
اس سے کچھ پوشیدہ نہیں ہی ف قال فی العرائس قولہ وحسبوا ان لا تکون فتنۃ الآیہ۔ اللہ تعالے نے ایک قوم یہود کا حال بیان
فرمایا کہ وہ حق کے دیکھنے اور خطاب کے سننے سے اندھے و بہرے ہیں کیونکہ وہ لائق اسرار نہ تھے تو غیرت حق نے انکی آنکھوں پر پردے
ڈالدیے اور انکے کانوں میں گمراہی کے ٹھیٹھے دیدیے پس انھوں نے عذاب سے بچنے کو نہ پہچانا کہ یہ استدراج و امتحان ہی بلکہ یہ سمجھے کہ
ہم اللہ تعالے کے نزدیک اچھے ہیں اور یہ نظر نہ آیا کہ درجات کرامت سے درکات جہنم میں گرے چلے جاتے ہیں پھر اللہ تعالے نے اپنی رحمت
تامہ سے انکو دکھلایا تو اپنی تقصیرات کو دیکھکر نادم ہوئے پھر بے ادبی کی تو وہی قہر کے پہاڑ ٹوٹ پڑے اور توفیق کی راہ بند کر دیگئی
تو پھر وہ لوگ دل سے اندھے ہوگئے بعض نے کہا کہ انھوں نے یہ گمان کیا کہ اپنے جی کی خواہش پر چلنے سے فتنہ میں
نہیں پڑینگے پس حق بات کو دیکھنے اور سننے سے اندھے بہرے ہوے لیکن جسکو اللہ تعالے نے رحمت میں
نکال لیا وہ اس ورطہ سے نکل آیا اور اسکی ہدایت کی آنکھ کھل گئی بعض نے فرمایا کہ انکو یہ گمان تھا کہ ہم کبھی فتنہ میں نہ
پڑینگے اور نفس پر اعتماد کر کے شہوات مباحات کے مرتکب ہوکر اندھے بہرے ہوگئے

لَقَدۡ كَفَرَ الَّذِيۡنَ قَالُوۡۤا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الۡمَسِيۡحُ ابۡنُ مَرۡيَمَ ؕ وَقَالَ الۡمَسِيۡحُ يٰبَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ
البتہ کافر ہوے وہ لوگ جنھوں نے کہا کہ اللہ وہی ہی مسیح بیٹا مریم کا اور مسیح نے کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل
اعۡبُدُوا اللّٰهَ رَبِّىۡ وَرَبَّكُمۡ ؕ اِنَّهٗ مَنۡ يُّشۡرِكۡ بِاللّٰهِ فَقَدۡ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيۡهِ الۡجَـنَّةَ
بندگی کرو اللہ تعالے کی جو رب ہی میرا اور تمھارا مقرر جسنے شرک کیا اللہ تعالے سے تو اللہ تعالے نے اسپر [illegible]

Marfat.com

وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِیْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ

اور نہیں ظالمون کا کوئی مددکرنے والا انہین البتہ کافر ہوئے جو لوگ کہتے ہین کہ اللہ

ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّاۤ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ وَاِنْ لَّمْ یَنْتَهُوْا عَمَّا یَقُوْلُوْنَ

تیسرا ہے تین کا حالانکہ کسی کی بندگی نہین سوائے ایک معبود کے اور اگر نہ چھوڑینگے جو کہتے ہین

لَیَمَسَّنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ اَفَلَا یَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ

تو پہونچیگی ان لوگون کو جو منکر ہوے ہین دکھ کی مار کیون نہین توبہ کرتے ہین اللہ تعالے سے

وَیَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ مَا الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ

اور اس سے بخشواتے اور اللہ تعالیٰ ہی بخشنے والا مہربان کچھ نہین مسیح مریم کا بیٹا مگر ایک رسول ہے

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ وَاُمُّهٗ صِدِّیْقَةٌ ؕ كَانَا یَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ؕ

گذر چکے پہلے اس سے بہت رسول اور اسکی مان ولی ہے دونون کھاتے تھے کھانا

اُنْظُرْ كَیْفَ نُبَیِّنُ لَهُمُ الْاٰیٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى یُؤْفَكُوْنَ ۝

دیکھ کیسے بتاتے ہین ہم انکو نشانیان پھر دیکھ کہ وے کہان الٹے جاتے ہین

وقفِ لازم

اللہ عزوجل نے ان آیات مین نصاریٰ کے مشرک فرقون کا کفر و بہتان بیان کیا جو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں الوہیت کے گمان کر کے احمق ہوے ہین چنانچہ فرمایا۔ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِیْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ۔ یعنے واللہ کافر ہوگئے وہ لوگ جنھون نے کہا کہ اللہ یہی مسیح پسر مریم ہے ف تعجب ہے کہ مریم کا بیٹا بھی کہتے پھر اسکو اللہ ٹھہراتے تھے اور پہلے بیان ہو چکا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اٹھائے جانے کے بعد ہی اس فرقہ کو گمراہی نے گھیرا اور ایسا کافر ہوگئے کہ اور مسیح علیہ السلام نے رسالت توحید الٰہی جو کچھ انکو پہونچائی تھی سب بھلادی۔ وَقَالَ الْمَسِیْحُ یٰبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبَّكُمْ۔ حالانکہ مسیح نے عموماً کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل تم عبادت کرو اللہ تعالے کی جو میرا پروردگار اور تمھارا پروردگار ہے یعنی اس نے یہ تعلیم کی تھی کہ لائق عبادت کے کوئی بت و فرشتہ وغیرہ کچھ نہین ہے سوائے ایک اللہ تعالے کے جو میرا و تمھارا پروردگار ہے الوہیت اسکے سوائے کسی مین نہین ہے پس جسنے پیدا کیا وہی خالق و رازق و جامع صفات کمال معبود حق ہے اسی کی عبادت فرض ہے بس گویا یہ کہدیا تھا کہ مین بندہ ہون اور ہرگز مین معبود نہین ہون اور معبود کیسا کہ مین شریک بھی نہین بلکہ حضرت باری جل جلالہ کی جناب مین کسی مخلوق کو شرکت نہین ممکن ہے اور جو شریک سمجھے وہ بڑا بیوقوف اور سخت جھوٹا و ظالم و خبیث ہے بلکہ صریح کہدیا کہ۔ اِنَّهٗ مَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ۔ جو کوئی کہ اللہ تعالے کے ساتھ شرک کرے ف خواہ افعال مین شرک کرے اسطرح کہ جو باتین اللہ تعالے نے اپنی عبادت قرار دی ہین وہ کسی مخلوق کیواسطے بجالاوے مثلاً کسی کے واسطے روزہ رکھے یا نماز پڑھے یا سجدہ کرے یا رکوع کرے یا اسطرح تعظیماً ہاتھ باندھے جسطرح جناب باری تعالے کے واسطے کھڑا ہوتا ہے اسی تعظیم سے کسیکے واسطے کھڑا ہو یا کسیکے واسطے طواف کرے خواہ زندہ ہو یا مردہ ہو یا قبر ہو یا کسیکے نام پر قربانی کرے یا ایسے ہی وہ افعال جو خاص جناب باری تعالے کیواسطے ہین انکو کسیکے واسطے بجالاوے یا اعتقاد مین شرک کرے مثلاً کسیکو رازق یا خالق وغیرہ اعتقاد کرے یا کسی سے اسطرح ڈرے جیسے اللہ تعالے سے ڈرتا ہے یا اسکے حکم کو شریعت سمجھے

اور اسی کے مانند تمام وہ صفات جو مخصوص جناب باری تعالیٰ کیواسطے ہین کسی مخلوق مین اعتقاد [illegible]
وغیرہ ہی بالجملہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات و افعال مین کسی طرح شریک کرے۔ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ [illegible]
اللہ تعالیٰ نے ایسے خبیث مشرک پر جنت حرام کردی ہی یعنے جنت مین داخل ہونا اسپر ممنوع محال [illegible]
اپنے مالک و خالق و رزاق و منعم حقیقی کی شان مین بے ادبی سے ایسی بیحرمتی کی جسنے اس مخلوق نابود کو [illegible]
بندہ پالا اسنے یہ حرکت کی کہ اسکی عبادت سے منہ موڑا اور اسکی ایک مخلوق کی عبادت کی یا مخلوق کو لائق [illegible]
قطعاً جہنم کے لائق ہی اسیواسطے فرمایا۔ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ۔ اور ایسے مشرک خبیث ظالم کا ٹھکانا دوزخ ہی وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ
مِنْ اَنْصَارٍ۔ اور ظالمونکا کوئی بھی مددگار نہین ف جو اسکو عذاب آلہی سے بچالیوے اور ظلم کے معنے یہ ہین کہ جو چیز جہان کے
لائق ہی اُسکے سوائے دوسری جگہ اسکو رکھے پس کامل درجہ کا ظلم وہ ہی جو عبادت آلہی کو جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہی کسی مخلوق کے
واسطے کردے بھلا اگر بادشاہ کا کوئی نوکر جو آدمی ہونے مین بادشاہ کے مثل ہی صرف صفت مین نوکری بادشاہی کا فرق ہی اگر اپنا آقا
کو چھوڑ کر اُسکے سامنے بادشاہ کے غلام کو اپنا بادشاہ بناوے تو اس نوکر کی کیا سزا ہی بالاتفاق یہی کہ بالکل نیست کردیا جاوے پس
بدتر حال مشرک کا ہی کیونکہ بادشاہ و غلام تو آدمی ہونے مین برابر ہین اور خالق و مخلوق مین کسی آدمی کو کوئی نسبت نہین ہی پھر غور کرو کہ جو
باتین جناب باری تعالیٰ سے مخصوص ہین وہ مشرک نے مخلوق کی شان مین اعتقاد کین پھر ذرا غور کرو کہ یہ نوکر اگر بادشاہ سے معافی
مانگے تو یقین تو یہی ہی کہ بادشاہ قتل ہی کر ڈالیگا لیکن پاک ہی جناب باری تعالیٰ عز و جل کہ بندہ ایسی حرکتین کرتا ہی پھر توبہ کرکے نیک کام کرے
تو معاف فرماتا ہی اور بڑا کرم یہ کہ اسکو مقبول بندہ فرماکر اسپر ہزارون انعام سے جنت مین جگہ دیتا ہی پس بڑا مردود شقی بدبخت وہ بندہ ہی
جو مرتے دم تک اللہ تعالیٰ کو نہ مانے اور شرک و کفر ہی پر مرجاوے حالانکہ اللہ تعالیٰ کے رسول و انبیا علیہم السلام برابر سمجھاتے ہین کہ دیکھو شرک
نہ کرو مگر وہ نہین مانتا اور اللہ تعالیٰ کے ایلچیون کی بدگوئی کرتا ہی تو سب کے نزدیک یہ مشرک مردود ایسی سزا کے قابل ہی جو کوئی مخلوق
اپنے مانند کسی مخلوق کو نہ دے سکتا ہو پھر جہنم ایسی ہی ہی کہ جسکا عذاب قیاس سے باہر ہی چنانچہ سرکش مشرک اگر دیکھے تو جان نکل جاوے
پھر اس عذاب سے کوئی بچانے والا نہین ہی کیونکہ اللہ تعالیٰ کے مقابلہ مین کس مخلوق کو دم مارنیکی مجال ہی پھر یہ فرقہ نصرانی دیکھا اپنے
دین کی سمجھ دیکھو کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے صریح کہدیا تھا پر اسکو نہ مانا بھلا اگر وہ خدا ہوتے تو کیا جھوٹ بولتے تھے اور اگر کہو کہ نہین
سچ بولتے تھے تو پھر کیون نہین مانتے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بندے و رسول تھے۔ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ
ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ۔ البتہ کافر ہین وہ لوگ جنھون نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تیسرا ہی تین آلہ کا ف یعنے تین الہ مین سے ایک اللہ تعالیٰ اور
باقی دونون عیسی و اسکی مان ہی اور واضح ہو کہ نصرانی بہت فرقے متفرق و مختلف ہین پس بعضے یہ کہتے ہین کہ مجموعہ ان تین کا الٰہ ہی یعنی
تین اسکے اقنوم ہین جیسے تین عناصر سے مرکب کوئی چیز ہو اور یہ صریح باطل ہی کیونکہ جو چیز مرکب ہی وہ تو اپنے اجزا کی محتاج ہی اور جب
یہ اجزا انہون پھر جمع نہون تب تک وہ مرکب کہان سے ہوگا پس خداے تعالیٰ اپنی وجود مین محتاج ہوا جیسے مخلوق کو اپنے وجود
مین خالق کی احتیاج ہی پھر یہ نہین سمجھتے کہ ان اجزا کو ترکیب دینے والا کون ہی پس وہ کوئی دوسرا خدا ماننا چاہیے [illegible]
تو وہی خالق خود مختار ہی جب چاہے جس چیز کو پیدا کرے اور جو کچھ چاہے کرے سو جب اُسنے چاہا تو عیسیٰ کو [illegible]
اور جب چاہا عیسیٰ کی مان کو موت دیدی بالجملہ ہر زمانہ کے حکما و عقلا آج تک متفق ہین کہ دنیا مین کوئی [illegible]

Marfat.com

[illegible] ایک ہی ہو اور اہل ایمان یون سمجھتے ہین کہ۔ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اِلٰهٌ وَّاحِدٌ۔ کوئی بھی
معبود [illegible] کہ لا الٰہ الا ہو الرحمن الرحیم۔ اور اللہ تعالے ان کافرون کے خوار کرنے کو اپنے رسول عیسی علیہ السلام
سے [illegible] خطاب فرماویگا۔ اذقال اللہ یا عیسی بن مریم انت قلت للناس اتخذونی وامی الٰهین من دون اللہ قال سبحانک الآیۃ
[illegible] فرماویگا اللہ تعالے کہ اے عیسی بیٹے مریم کے کیا تو نے کہا تھا لوگون سے کہ تم مجکو اور میری مان کو دو آلہ معبود بنالو اللہ کو چھوڑ کر تو عیسی
کہیگا [illegible] معبود تو پاک ہی الی آخر الآیۃ۔ پھر اللہ تعالے نے ان کافرون کو بہتان وکفر پر وعید و تہدید فرمائی بقولہ۔ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا
عَمَّا يَقُوْلُوْنَ۔ اور اگر باز نہ رہے یہ لوگ اس چیز سے جو بکتے ہین ف یعنے اگر مسیح کو خدا کہنے سے یا تین الٰہ کہنے سے باز نہ رہے
اور اللہ تعالے کو واحد لاشریک لہ اعتقاد نہ کیا تو۔ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔ ضرور پہنچیگا
انمین کافرون کو عذاب الیم ف یعنے دوزخ مین ضرور پڑینگے اور ہمیشہ جلا کرینگے اور دنیا مین بھی خوار ہونگے پس اگر موت سے پہلے
مسلمان ہوگئے اور اللہ تعالے کو وحدہ لاشریک جانا اور حضرت عیسی علیہ السلام کو بندہ ورسول اعتقاد کیا اور تمام رسولون کی کتابونکو
مانا اور محمد صلعم کو بندہ ورسول برحق جانا اور قرآن کو سچ مانا تو وہ جنتی ہونگے جیسے مومنین موحدین کا حال ہی فافہم **مسئلہ**
اگر کسی نے عربی مین کہا کہ ان اللہ ثالث ثلثۃ۔ تو واحدی رح نے کہا کہ اگر اس شخص کی یہ مراد ہی کہ دو آدمی جو آپسمین باتین کرتے ہین
وہان تیسرا اللہ تعالے کا علم ہی جیسے بولتے ہین کہ یہان تو مین اور تم ہی ہو اور تیسرا اللہ تعالے ہی یعنے ہمارے تمھارے حال سے کوئی واقف
نہین سوائے اللہ تعالے کے تو ایسے شخص کو کافر نہین کہا جائیگا اور سورہ مجادلہ مین اللہ تعالے نے فرمایا وما یکون من نجوی ثلثۃ الا
ہو رابعہم۔ یعنے نہین کوئی تین شخص خفیہ مشورہ کرنے والے مگر آنکہ چوتھا اللہ تعالے ہی اور نہ پانچ مگر آنکہ چھٹا اللہ تعالے ہی یعنے
بندونکو ہوشیار رہنا چاہیے کہ اللہ تعالے ہر خفیہ و علانیہ باتون پر واقف ہی اور اسکا علم سب کو محیط ہی اور آنحضرت صلعم نے غار مین
حضرت ابوبکر صدیق کو خطاب کیا کہ ماظنک باثنین اللہ ثالثہما۔ یعنے تو جو کافرونکے مطلع ہونے سے ڈرتا ہی کہ یہان ہم دو ہی آدمی ہین تو تجھکو
ایسے دو آدمیون کے ساتھ کیا گمان ہی جن کے ساتھ تیسرا اللہ تعالے ہو۔ یعنے اللہ تعالے جسکے ساتھ ہی اُسکے مقابلہ مین تمام دنیا کی مخلوق کچھ
نہین کر سکتی ہی اور مترجم کہتا ہی کہ اگر کسی نے ان اللہ ثالث ثلثۃ۔ کہا اور یہی معنے مراد لیے کہ اللہ تعالے کا علم محیط ہی تو بھی اس طرح کہنا
حرام ہی اگرچہ وہ شخص کافر نہوگا اسوجہ سے کہ اسکی نیت مین کفر کا مضمون نہ تھا لیکن چونکہ اسنے خلاف ادب گفتگو کی اسلیے ممنوع ہی
بلکہ یون کہے کہ ہمارے ساتھ تیسرا اللہ تعالے کا علم ہی تو کچھ مضائقہ نہین ہی واللہ تعالے اعلم پھر حق تعالے نے ان کافرون و بدینونکو
نصیحت فرمائی اور راہ راست کی رغبت دلائی بقولہ تعالے۔ اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ۔ انکو کیا ہوا ہی کہ اللہ تعالے کیطرف رجوع
نہین لاتے اور نادم ہوکر توبہ نہین کرتے ہین۔ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ۔ مما قالوہ۔ اور استغفار نہین کرتے اپنے قول تثلیث وغیرہ
سے [illegible] کی ملامت ہی کہ کیون ایسا نہین کرتے حالانکہ۔ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ اور اللہ تعالے غفور رحیم ہی ف
جو بندہ توبہ کرے اور مغفرت مانگے اسکی توبہ قبول کرکے اپنے فضل سے اسپر رحم فرماتا ہی حدیث صحیح مین مضمون ہی کہ جب کوئی بندہ
اللہ تعالے کی جناب مین توبہ کرتا اور نادم ہوکر مغفرت مانگتا ہی تو اللہ تعالے کو بہت پسند آتا ہی گویا یون قیاس کرنا چاہیے کہ رحمت
الٰہی [illegible] جوش مین آتی ہی جیسے کوئی بادشاہ اپنے غلام کے کسی کام پر خوش ہوجاوے پھر واضح ہو کہ نصاری فقط اس جہالت کے اعتقاد
مین [illegible] کہ مسیح علیہ السلام اللہ یا شریک الٰہ ہین اور انکو بندہ مخلوق نہین مانتے ہین لہذا انکا شبہہ زائل کردیا کہ۔ مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ

Marfat.com

... مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ۔ مسیح بن مریم کچھ نہین سوائے اسکے کہ رسول ہے یعنے مسیح جو مریم کا بیٹا [illegible]
آدمی پیدا ہوتے ہین اور مدت تک حمل رہا اور پہلے مسیح کا وجود ہی نہ تھا تو مسیح بن مریم فقط ایک رسول ہے [illegible]
ایک نکتہ بیان کیا کہ اللہ تعالے نے کلام مجید مین کسی عورت کا نام نہین ذکر فرمایا سوائے حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے [illegible]
ہے کہ کافرون کے دل سے وہم دور ہو کہ مجمع عام مین کوئی مہذب شخص اپنی جورو کا نام و اسکا واقعہ [illegible] سے نہین بیان کرتا
پس مریم کی طرف سے وہ گمان شیطانی جو کافر رکھتے ہین محض بیجا و صریح کفر ہے بلکہ مریم تو ایک بندی تھی جسکے پیٹ سے عیسیٰ [illegible]
بندہ و رسول پیدا ہوا پس وہ رسول ہی تھا۔ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ۔ مسیح سے پہلے اور بہت رسول گذر [illegible]
ف پس عیسیٰ بھی انکے مثل گذر جانے والا ہے پس وہ الٰہ ہرگز نہین جیسے کہ کافر لوگ گمان کرتے ہین ورنہ وہ کیون گذر جاتا اور ظاہر
ہے کہ موسیٰ و یحییٰ و زکریا و ابراہیم وغیرہم علیہم السلام سب بندے و رسول تھے پھر عیسیٰ کو کیون خدا یا بیٹا کہتے ہو نعوذ باللہ منہ حالانکہ
جو چیز متغیر ہو جاوے اور بدل جاوے کہ کبھی بچہ ہو اور کبھی جوان اور کبھی کسی حال مین اور کبھی کسی حال مین وہ حادث و ممکن ہوگا پس
عیسیٰ علیہ السلام بھی حادث و ممکن ہوئے کچھ واجب و قدیم نہین انمین الوہیت کا نام بھی نہین ہے اور اگر یہ فقط اسوجہ سے کہتے ہو کہ وہ بلا
باپ کے پیدا ہوئے تو بھی خود ظاہر ہے کہ جو پیدا ہوا وہ مخلوق ہے اور اگر یہ بھی نہین سمجھے تو بغیر باپ کے کوئی مخلوق پیدا کرنا اللہ تعالی کی
قدرت مین بالکل آسان ہے وہ تو جو چاہے کرے کیا یہ نہین دیکھتے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو بدون ماں و باپ کے پیدا کر دیا اور حضرت صالح کی
اونٹنی کو پہاڑ سے پیدا کر دیا اور اسیوقت اُسنے بچہ دیا اور وہ جوان ہو گیا پھر تعجب ہے کہ اتنے سے وہم پر کافر ہو گئے یہ محض عقلی ہے بلکہ قطعًا یقین کرو
کہ عیسیٰ علیہ السلام تو ایک بندہ و رسول اللہ تھا جیسے اور انبیا علیہم السلام اس سے پہلے گذرے ویسے ہی یہ بھی گذرا ہے جیسے وہ سب بندے
خاص تھے یہ بھی بندہ خاص ہے۔ وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ۔ اور عیسیٰ کی ماں ایک صدیقہ بندی تھی ف جسکو اللہ تعالے نے پیدا
کیا تھا اور صدیقہ کے معنے یہ کہ سچائی مین بہت پوری تھی چنانچہ اُسنے کوئی بد حرکت نہین کی اور اللہ تعالے پر ایمان لانے اور عبادت کرنے مین بھی
سچی تھی یہود مردود جو کہتے ہین کہ اُسنے یوسف نجار سے زنا کیا جس سے عیسیٰ پیدا ہوا تو وہ یوسف نجار کا بیٹا تھا اور یہی بات نصرانی کہتے
ہین یہ محض بہتان و کفر ہے وہ جھوٹے ہین بلکہ اللہ تعالے نے اسکو بدون باپ کے اپنی نیک بندی مریم کے پیٹ سے پیدا کیا اور یہ دونون
آدمی تھے انھین کیطرح زندہ رہے كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ۔ دونون طعام کھایا کرتے تھے ف یعنے عیسیٰ و اُس کی ماں دونون
طعام و اناج کھاتے تھے۔ جیسے اور حیوانات کھاتے پیتے ہین اور اسکا گوہ گوبر پیخانہ پھرتے ہین اور جو ایسا ہو وہ الٰہ نہین ہو سکتا
ہے اور یہ مراد نہین کہ جو کوئی ان نقائص سے پاک ہو وہ الٰہ ہو جاوے اور یہ اعتراض لازم آوے کہ فرشتون مین کھانے پینے وغیرہ کی
محتاجی نہین ہے حالانکہ وہ کچھ بھی الوہیت نہین رکھتے ہین بلکہ مراد یہ ہے کہ جسمین یہ نقائص موجود ہون وہ الٰہ نہین ہو سکتا اور [illegible]
کہ جسمین نہون وہ الٰہ ہو جاوے پس جسمین ایسے نقائص ہون اسمین الوہیت سمجھنا ایسی بڑی حماقت ہے کہ [illegible]
الٰہ تو اللہ وحدہ لاشریک جامع صفات کمال معبود برحق ہے اور سوائے اسکے کسی مین الوہیت کا نام بھی نہین بلکہ [illegible]
واضح ہو کہ قولہ وامہ صدیقہ۔ مین صریح دلالت ہے کہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا کو بھی مرتبہ صدیقیت حاصل تھا [illegible]
بکلمات ربہا۔ یعنے مریم نے کلمات پروردگار کی تصدیق کی تھی اور حدیث صحیح مین چند عورتون کا [illegible]
ہوا ہے منجملہ انکے مریم ہین اور ام المومنین عائشہ کی فضیلت عورتون پر [illegible]

[illegible] کا زعم کیا ہی اور جمہور کے نزدیک اللہ تعالے نے نبی کوئی عورت نہین بھیجی اور [illegible] نقل کیا ہی پھر اللہ تعالے نے نصاریٰ کی جہالت پر تعجب دلایا بقولہ۔ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ۔ یعنے تعجب سے دیکھ کہ کیسے ہم بیان کرتے ہین ان کافرون کے واسطے آیتین ف جو ہماری وحدانیت پر [illegible] دلالت کرتی ہین۔ اور اُنکے اوہام وکفر کے خیالات کو کھلے کھلے باطل وجھوٹ ظاہر کرتی ہین۔ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ۔ پھر دیکھ کہ یہ کافر لوگ کیسے پھیرے جاتے ہین ف حق بات سے باوجودیکہ کھلے کھلے دلائل واضح قائم ہین اور حکم بلفظ انظر فقط تعجیب ہی کہ نصاریٰ کو [illegible] سب مین فرق نہین معلوم ہوتا حالانکہ یہ عجیب ہے کہ کہان خالق قادر فاعل مختار اور کہان بندہ مجبور مخلوق کچھ نہین کرسکتا اسیواسطے آگے حکم دیا بقولہ

قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ۭ وَاللّٰهُ هُوَ

ترجمہ تم ایسی چیز پوجتے ہو اللہ تعالے کو چھوڑ کر جو مالک نہین تمھارے برے کے نہ بھلے کے اور اللہ تعالے وہی ہی

السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

سُنتا جانتا

قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ۔ یہ خطاب نصاریٰ کو اولاً اور باقی سب کو عموماً ہی یعنے کہدے ای محمد صلعم کیا تم پوجتے ہو۔ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اللہ کے سوائے دوسرے کو۔ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا۔ جو نہین مالک ہی تمھارے واسطے کسی ضرر کا اور نہ نفع کا ف یعنے ایسے کو تم کیون معبود والہ بناتے ہو جو تمھارے نفع وضرر کا مالک نہین ہی اور یہ استفہام انکاری ہی کہ مت ایسی چیز کو پوجو اگرچہ کچھ بھی عقل رکھتے ہو پھر لطف سے معبود حقیقی کی طرف راہ بتلائی بقولہ۔ وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔ اور اللہ تعالے تمھاری دعاؤن کا سننے والا اور تمھارے احوال کا جاننے والا ہی ف اور کوئی مخلوق یہ قدرت نہین رکھتا واضح ہو کہ ما لا یملک فرمایا اور من لا یملک نہین فرمایا اگرچہ یہ فہمائش نصاریٰ کو ہی اور مراد اس سے مسیح علیہ السلام بھی ہین یعنے مسیح کو تم کیون معبود والہ بناتے ہو حالانکہ کوئی شان الوہیت انمین نہین ہی بلکہ لفظ ما اختیار کیا جو ذوی العقول وغیر ذوی العقول سب کو شامل ہی تو اسواسطے کہ ٹھیک معلوم کرین کہ مسیح مین کوئی الوہیت نہین بلکہ وہ بھی انھین مخلوقات مین شامل ہین جنکو کوئی قدرت وطاقت نہین آگاہ رہو کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے نبی بزرگ کے حق مین او تعالے جل جلالہ کا یہ فرمان ہی کہ وہ میرا بندہ میرے تحت قدرت ہی وہ کسیکے نفع وضرر کا مالک نہین ہی تو مقتضائے ایمان یہی ہی کہ بندۂ مومن تمام مخلوقات مین سے کسیکو خواہ نبی ہو یا ولی ہو یہ اعتقاد نہ کرے کہ وہ نفع یا ضرر پہونچا سکتا ہی بلکہ نیک بندونکو [illegible] باری جل جلالہ مین دعا کرنیکا اختیار وہ بھی اسکی توفیق سے ہی اور قادر مختار فقط اللہ تعالے ہی جو چاہے کرے ف قال فی العرائس [illegible] الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلثہ۔ یعنے یہ اندھے لوگ دیدار حقائق وحدانیت الٰہی عز وجل سے اندھے رہے حالانکہ حقائق وحدانیت کے [illegible] اشتراک وامتزاج بناسوت ہین انکو کسی حادث مین حلول نہین ہی وہ لطائف آیات وبراہین معجزات سے اہل ایمان کامل [illegible] پر ظاہر ہوتے ہین اور جو کچھ درباب وحدانیت کے اوہام وخیال وغیرہ مین آوے اس سب سے وہ منزہ ہی چنانچہ فرمایا وما من الٰہ الا الٰہ واحد [illegible] اللہ کو کوئی تشبیہ نہین اور کسیکو اس سے کوئی نسبت نہین ہی تو اوہام وتصورات وخیالات کی مجال ہی ندارد پھر جب وتعالے [illegible] حضرت مریم اور عیسیٰ علیہ السلام یہ دونون اللہ تعالے کے خالص بندے اور اسکی آیات وصفات کے واسطے مقامات تجلی ہین [illegible] نزدیک برگزیدہ اور مقبول ہین تب ظاہر فرمایا کہ ان کرامتون کے باوجود یہ لوگ بندہ وبشر ہونے سے خارج نہین ہین

اور وہی انسانی عاجزی اور بشریت کا صفت انمین موجود ہے کما قال تعالے المسیح ابن مریم [illegible]
آنکہ عیسی علیہ السلام تو ایک بندہ خاص و رسول مخصوص ہی اسکو بندگان مومنین کی ہدایت و عرفان [illegible]
پارسول مانگر اس کی ہدایت کے موافق اللہ تعالے کی بندگی بجالاوین اور سب سے پہلے اسکی مان نے اسکی تصدیق کی [illegible]
کے ظہور مین اسکو زیادہ لگاؤ تھا پھر آدمی و بشر کی ضروری حاجتون سے انکا محتاج ہونا ظاہر کیا بقولہ کانا یاکلان الطعام [illegible]
کنایہ ہی کہ دونون حادث تھے اور الوہیت سے بالکل بری تھے اور بھلا کہین قدم مین بھی ایسی باتین ہو سکتی ہین [illegible]

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوا أَهْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ
تو کہہ ای اہل کتاب مت مبالغہ کرو اپنے دین کی بات مین ناحق کا اور مت چلو خیال پر ایسی قوم کے [illegible]

ضَلُّوا مِنْ قَبْلُ وَأَضَلُّوا كَثِيرًا وَضَلُّوا عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ ۝ لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا
آپ بہک مرے ہین تم سے پہلے اور بہکا یا بہتیرون کو اور بھٹکے ہین سیدھی راہ سے لعنت کھائی منکرون نے

مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَى لِسَانِ دَاوُودَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا
بنی اسرائیل مین سے زبان سے داؤد کی اور عیسی بیٹے مریم کے یہ اس سبب سے کہ گناہ کرتے اور حد سے

يَعْتَدُونَ ۝ كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُنْكَرٍ فَعَلُوهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ۝
بڑھ چلتے تھے آپسمین منع نکرتے تھے بُرے کام سے جو کر رہے تھے کیا بُرا کام ہی جو کرتے تھے

تَرَىٰ كَثِيرًا مِنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ أَنْفُسُهُمْ أَنْ
تو دیکھے اُنمین سے بہت لوگ رفیق ہوتے ہین کافرون کے بُری تیاری بھیجی ہی اپنے واسطے

سَخِطَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خَالِدُونَ ۝ وَلَوْ كَانُوا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالنَّبِيِّ
کہ اللہ تعالے کا غضب ہوا اُن پر اور عذاب مین وہ ہمیشہ رہینگے اور اگر یہ لوگ یقین رکھتے اللہ تعالے پر اور نبی پر

وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوهُمْ أَوْلِيَاءَ وَلَٰكِنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ فَاسِقُونَ ۝
اور جو اُسپر اُتارا گیا تو اُنکو رفیق نہین ٹھہراتے لیکن انمین سے بہت لوگ بے حکم ہین

یہان سے تمام اہل کتاب کو جو بالفعل قیامت تک پائے جاوین پاکیزہ نصیحت سے ارشاد کیا اور انپر حجت پوری ہوگئی۔ قُلْ
يَا أَهْلَ الْكِتَابِ۔ کہدے ای محمد صلعم اہل کتاب یہود و نصاری سب سے کہ۔ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ
مت حد سے تجاوز کرو اپنے دین مین ایسا تجاوز کرنا جو خلاف حق ہو ف باین طور کہ جو عیسی علیہ السلام کا مرتبہ ہو [illegible]
گھٹاؤ جیسے یہودی خبیث کرتے کہ حضرت عیسیٰ کو رسول نہین مانتے اور بہتان کرتے تھے اور نہ باینطور کہ جو عیسی علیہ السلام [illegible]
انکو بڑھاؤ اور معبود و خدا یا اُسکا بیٹا کہنے لگو کہ یہ سب کفر و بے انصافی ہی ولیکن ان یہود و نصاری نے توریت کو اور انجیل کو [illegible]
کی بگاڑی ہوئی حالت مین پایا اور جو روایتین لنسے پائین انھین کو پیشوا بنایا اور دین الٰہی مین بلا دلیل و بغیر فہم کے [illegible]
اپنے خالق عز و جل کی وحدانیت و اسکی جانب سے رسالت کا اعتقاد کرنے مین تقلید بالکل باطل و حرام ہی [illegible]
بقولہ تعالے۔ وَلَا تَتَّبِعُوا أَهْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوا مِنْ قَبْلُ۔ یعنے تمہارے اگلے جو علماء یہود [illegible]

[illegible] کے خود گمراہ ہو چکے۔ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا۔ اور بہتیرے لوگون کو گمراہ کیا۔ [illegible] السَّبِيْلِ۔ اور راہ حق سے بہتک گئے اور سوار در اصل بمعنے وسط ہی یس وسط راہ کو چھوڑا تو بھٹک کر [illegible] جیسے نصرانی یا تفریط مین جیسے یہودی یس اول ضلوا و اضلوا سے یہ بیان ہی کہ خود گمراہ ہوے اور دوسرونکو گمراہ کیا [illegible] سے یہ بیان ہی کہ غلو کرکے افراط و تفریط مین پڑ گئے اور درمیانی راہ عدل و صراط مستقیم کو چھوڑ دیا بالجملہ اس آیت مین دلالت [illegible] بیان کو لازم ہی کہ انکے باپ دادا وغیرہ اگلے لوگ جو رسم و راہ خلاف شرع یا جو اعتقاد خلاف حق نکال گئے ہون اسمین انکی پیروی نکرین ورنہ خود گمراہ ہونگے اور اپنی گمراہی کا وبال جیسا اپنے اوپر ڈالینگے ویسا ہی انکو بپر ڈالینگے اور آگاہ رہو کہ علماے دین جنکے متبع سنت و طریق حق پر ہونیکا علم ہی اگر انمین سے کسی شخص سے اجتہاد دین کوئی سہو ہوا ہو کیونکہ وہ آخر بندے ولمتی ہین تو انکو اپنی کوشش کا ثواب مل چکا پھر اگر اسکا اجتہاد تمھارے علم مین دوسرے مجتہد کے دلائل سے خطا ظاہر ہو تو تم اپنا معاملہ اپنے معبود عز وجل کے مراقبہ سے خلوص نیت پر رکھو اور تعصب سے کسی عالم کے بندے مت بنو مگر ہرگز زبان درازی و طعن مت کرو کیونکہ یہ نفس و شیطان کی پیروی ہی اور حدیث مین قیامت کے آثار مین سے یہ بھی آیا ہی کہ اس امت کے پچھلے لوگ اپنے اگلونپر لعنت کرینگے چنانچہ فرقہ رافضہ تو کھلے خزانے ایسا کرتا ہی اور جو کوئی لعنت نکرے بلکہ طعن کرے وہ بھی لاعنین کے قریب قریب ہی۔ لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ عَلٰي لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ۔ ملعون کردیے گئے بنی اسرائیل مین سے کفر کرنیوالے بزبان داؤد و عیسی ابن مریم ف چنانچہ شہر ایلہ والون نے تو حضرت داؤد علیہ السلام کی نصیحت اور حکم خداے تعالے سے نافرمانی کی تو انکی بددعا سے بندر ہوگئے اور یہ قصہ آگے انشاء اللہ تعالے مفصل آویگا۔ اور حضرت عیسی علیہ السلام سے پانچہزار آدمیون نے آسمان سے خوان نعمت پکا پکایا اترنے کی درخواست کی تھی اسمین رکھو چھوڑنا منع تھا آخر کار جمع کیا تو حضرت عیسی علیہ السلام کی بددعا سے سور ہوگئے تھے چنانچہ یہ قصہ بھی انشاء اللہ تعالے آویگا۔ ذٰلِكَ۔ اللعن۔ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ۔ یہ لعنت کرنا بسبب انکی نافرمانی اور حد سے تجاوز کرنے کے تھا ف اور اس آیت سے ظاہر ہوتا ہی کہ بعضی نافرمانی و تجاوز قلب سے کافر ہوجاتا ہی چنانچہ ان لوگون کو دیکھو کہ کیونکر ملعون ہوگئے حالانکہ زبان سے ظاہر مین نبوت و رسالت کا انکار نہین کرتے تھے چنانچہ مفصل قصہ سے ہی ظاہر ہوگا اور فرمایا کہ۔ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ۔ ان لوگون کی حالت یہ تھی کہ آپسمین ایسے فعل کرنے سے جو ممنوع ہی نہین روکتے تھے ف یعنے اس حیثیت سے بسر کرتے کہ بعض کو بعض منع نہین کرتا تھا کہ جس فعل منکر خلاف شرع کو تمنے کیا ہی دوبارہ اسکو مت کرنا اور فعلوہ کی ضمیر ان سبکی طرف راجع کردی گئی حالانکہ اس فعل منکر کا کرنیوالا انمین سے بعض ہی تھے سب نہ تھے تو بعض نے لکھا کہ اسوجہ سے کہ اس فعل کا ترک [illegible] انمین مین سے تھا تو فعل کو مجازًا سب کیطرف نسبت کردیا اور مترجم کہتا ہی کہ اسمین اشارہ ہی کہ ایک قوم مین سے جب بعض نے کوئی خلاف شرع فعل کیا اور دوسرے اسکو منع کرسکتے ہین لیکن انھون نے منع نہ کیا تو وہ بھی گویا اس فعل کے مرتکب ہوے حتی کہ جو عذاب آوے گا [illegible] نازل ہوگا۔ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ۔ فعلہم ہذا۔ انکا یہ فعل بہت برا تھا جسکے مرتکب تھے ف [illegible] سے آپسمین ایک دوسرے کو منع نکرنا بہت بری بدفعلی تھی۔ مدارک مین کہا کہ اسمین دلیل ہی کہ فعل منکر سے منع کرنا شرع مین [illegible] افسوس مسلمانونکے حال پر کہ انھون نے اس سے منھ موڑ لیا اور توجہ چھوڑدی ہی انتہی کلامہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رض [illegible] صلعم نے فرمایا کہ جب بنی اسرائیل کے لوگ گناہون مین مبتلا ہوگئے تو انکے عالمون نے انکو منع کیا مگر وہ لوگ باز نہ آئے

پس علما بھی انکی مجلسوں مین بیٹھنے لگے اور راوی نے کہا ہی کہ شاید یہ کہا کہ انکے بازارون مین بیٹھنے لگے [illegible]
نفاق ڈالدیا اور حضرت داؤد و عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کی زبان پر انکو ملعون کیا اور یہ لعن کرنا بسبب انکی نافرمانی [illegible]
رسول اللہ صلعم تکیہ دیے ہوے تھے پھر سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا کہ قسم ہی اس ذات پاک کی جسکے قبضہ مین میری جان ہی کہ تمکو [illegible]
آمادہ نہ کرو (رواہ احمد) اور دوسری روایت مین ابن مسعودؓ سے مرفوع یون ہی کہ پہلی خرابی جو بنی اسرائیل پر پہلی وہ یہ تھی کہ ایک آدمی [illegible]
شخص تھا اللہ تعالے سے تقویٰ اختیار کر اور چھوڑدے یہ فعل جو تو کرتا ہی کیونکہ یہ حلال نہین ہی پھر دوسرے روز اسکو ملتا تو اسکو یہ حال بیان کا جو [illegible]
اس ہوس پر منع نکرتا کہ یہ یاتا نہین ہی اب مین منع نکرون تاکہ اُسکے کھانے پینے مین ہم جلیسہ ہون پھر جب بنی اسرائیل نے کیا تو اللہ تعالے نے انکے دلون [illegible]
پڑھی یہ آیت لعن الذین کفروا من بنی اسرائیل تا قولہ فاسقون پھر فرمایا کہ ہرگز نہین بس قسم ہی اللہ تعالے کی کہ تم لوگ حکم کروگے معروف شرعی کا [illegible]
بُری باتون سے اور ضرور ظالم کا ہاتھ روکوگے اور انکو حق ہی پر مقصود رکھوگے یا یہ ہوگا کہ اللہ تعالے تمھارے قلوب مین بھی نفاق ڈالدیگا پھر شاید تمکو بھی ملعون کردے
جیسے بنی اسرائیل کو ملعون کردیا (رواہ ابوداؤد والترمذی وحسنہ وابن ماجہ) حذیفہ بن الیمانؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ قسم اس ذات پاک کی جس کے
قبضۂ قدرت مین میری جان ہی کہ ضرور تم امر معروف کا حکم کروگے اور ممنوع سے منع کروگے یا یہ ہوگا کہ اللہ تعالے تمپر اپنے پاس سے عذاب بھیجیگا پھر تم اُس سے دعا
کروگے اور تمھاری دعا قبول نہو گی (رواہ احمد والترمذی) صحیحین مین ابوسعید خدریؓ سے مرفوعًا روایت ہی کہ جو کوئی تم مین سے ممنوع بات دیکھے یعنے کسی شخص کو ایسی
بدفعلی دیکھے جو شرع مین ممنوع ہی تو اسکو ہاتھ سے مٹادے اور اگر نہ کرسکے تو زبان سے اور اگر نہ کرسکے تو دل سے بُرا جانے اور یہ سب سے ضعیف ایمان
ہی عدی بن عمیرہ سے مرفوع روایت ہی کہ خاص خاص لوگون کی بداعمالی سے اللہ تعالے سب کے سب کو عذاب نہین کرتا ہی تا وقتیکہ یہ نہو
کہ وہ اپنے روبرو بداعمالیان کرتے دیکھین اور باوجودیکہ اُسکو روک سکتے ہین مگر اسکو انکار نکرین اور نہ مٹاوین پھر جب ایسا کیا تو اللہ
تعالے خاص و عام سب کو عذاب مین مبتلا کرتا ہی (رواہ احمد) بُرے فعل پر جو راضی ہوا وہ گویا وہان موجود تھا اور جسنے بُرا جانا یا انکار
کیا تو وہ اگرچہ وہان موجود ہو تب بھی ایسا ہی جیسے وہان نہ تھا یہ روایت ابوداؤد سے ثابت ہی اور حذیفہؓ سے مرفوع روایت ہی
کہ مسلمان کو نہ چاہیے کہ اپنے آپ کو ذلیل کرے عرض کیا گیا کہ ذلیل کیونکر کرے فرمایا کہ ایسی بلا کے ساتھ تعرض کرے جسکی اسکو طاقت
نہین ہی (رواہ احمد وابن ماجہ والترمذی) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ کہا گیا کہ یا رسول اللہ امر معروف و نہی از منکر کب
چھوڑی جائیگی تو فرمایا کہ جب تم مین وہ باتین ظاہر ہون جو اگلی امتو مین ظاہر ہوئی تھین ہم لوگون نے عرض کیا کہ اگلون مین کیا ظاہر
ہوئی تھین فرمایا کہ بادشاہت و سرداری تمھاری کمینون مین اور زناکاری و بدکاری بڑے بڑون مین اور علم فاسقون مین ہو جایگا
جائیگا (رواہ ابن ماجہ) اور راویان اس باب مین بہت ہین اور ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہی کہ بنی اسرائیل نے
تینتالیس انبیا علیہم السلام دن چڑھتے قتل کیے پھر ایک سو بارہ آدمی انکے عابدون مین سے کھڑے ہوے اور انکو امر معروف کیا اور
منکر باتون سے منع کیا پس آخر اُسی دن مین ان سب کو بھی قتل کر ڈالا پس وہی مراد ہین قولہ لعن الذین کفروا من بنی اسرائیل الآیات
مین۔ تَرٰی كَثِيْرًا مِّنْهُمْ۔ تو دیکھتا ہی اے محمد صلعم بہتیرون کو انمین سے ف یعنے یہودیون مین سے [illegible]
کعب بن الاشرف وغیرہ کے اور مجاہدؒ سے مروی ہی مراد اس سے منافقین یہود ہین کہ انکو تو رسالت کی نظر سے [illegible]
يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا۔ دوست ولی بناتے ہین کافرون کو یعنے مکے مشرکون کو تیرے [illegible]
اپنا ولی دوست بناتے ہین۔ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ [illegible]

[illegible] اپنی آخرت کے واسطے بہونچا رکھی ہو یعنے برے اعمال انھون نے اپنی آخرت کیلیے پہونچا رکھے ہین جو
[illegible] ہین کہ غضب کیے اللہ تعالے ان لوگون پر ف بعض نے کہا کہ قولہ ان سخط اللہ علیہم۔ بتاویل ان
[illegible] بالذم ہو اور معنے یہ ہین کہ انھون نے اپنے جو بداعمال اپنے لیے بہیج رکھے ہین تو ان پر اللہ تعالے کا غضب ہو وَفِي الْعَذَابِ
هُمْ خَالِدُونَ۔ اور عذاب ہی مین یہ لوگ ہمیشہ رہینگے ف حاصل کلام یہ کہ ان لوگون نے اللہ تعالے و اُسکے رسول سے دین
[illegible] اور اُسکے مقابلہ مین بت پرست کافرون کو دوست رکھا تو ان لوگون کو کتاب آسمانی سے کچھ علاقہ نہین ہو حالانکہ اہل کتاب
[illegible] مشرکونسے اپنے ہمجنس یعنے دوسرے اہل کتاب کو پسند کرتے ہین یہین سے فقہا نے کہا ہو کہ جو کتابی ہو یعنے کسی سماوی کتاب کا اعتقاد رکھتا ہو
اگرچہ اسپر ٹھیک نہ قائم ہوتا ہم وہ بہ نسبت مجوسی کے بہتر ہو جو آگ پوجنے والا یعنے کسی دین آسمانی کا قائل نہین ہو مترجم کہتا ہو کہ پھر اس زمانہ کے مسلمانوں پر تعجب
ہو کہ آپسمین ایک دوسرے کو وہابی و بدعتی قرار دیکر ایک دوسرے کو دشمن رکھتے ہین انکے واسطے دین و دنیا مین یہی بہتر ہو کہ اللہ تعالے کی توحید پر و آنحضرت
خاتم المرسلین صلعم کی رسالت پر سچا ایمان رکھین اور شرک و بے ایمانی کی باتونسے پرہیز کرین اور سنت نبوی صلعم پر قائم رہین اور اگلے علماء صالحین کے
واسطے رحمت کی دعا کرین اور علم حاصل کرین اور دنیا مین مشقت اُٹھانیکی عادت ڈالین اور فاسقونسے پرہیز کرین اور آپسمین ایک دوسرے کو امر معروف
و نہی از منکر سے نصیحت کرین اور تکبر و غرور سے اور دنیا کی محبت سے دل اُٹھاوین اور موت کو غنیمت جانین و السلام۔ وَلَوْ كَانُوا يُؤْمِنُونَ
بِاللَّهِ وَالنَّبِيِّ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ۔ اور اگر یہ لوگ اپنے دلونمین یقین اُتار لیتے اللہ تعالے کا اور پیغمبر کا اور جو وحی
پیغمبر پر نازل کیگئی ہو ف تو کافرون و مشرکون سے کیون محبت کرتے ولیکن یہ لوگ منافق ہین یہی مجاہد کی تفسیر ہو بعض نے کہا
کہ نبی سے مراد وہ نبی جسکو اہل کتاب مانتے ہین اور ما انزل الیہ سے جو کتاب اسپر نازل ہوئی ہو کیونکہ اسمین مشرکون و مجوس وغیرہ سے
موالات کی ممانعت اور محمد صلعم پر ایمان لانیکی ہدایت ہو اور بعض نے کہا کہ نبی سے محمد صلعم و ما انزل الیہ سے قرآن مراد ہو اور یہی مفسر نے
اختیار کیا ہو پس معنے یہ ہوے کہ اگر یہ لوگ ایمان رکھتے ہوتے اللہ تعالے پر اور محمد صلعم پر اور قرآن پر جو اسکی طرف نازل کیا گیا ہو تو
مَا اتَّخَذُوهُمْ أَوْلِيَاءَ وَلَٰكِنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ فَاسِقُونَ۔ نہ بناتے کافرون کو اپنا ولی و لیکن
بہتیرے انمین سے فاسق ہین یعنے ایمان سے خارج ہین ف پس بہ سبب کافر ہونے کے دونون یکسان ہونے مین باہم موالات
کرتے ہین۔ اور بر تقدیر اول یہ معنے ہین کہ اگر یہودی ایمان رکھتے اللہ تعالے و موسی علیہ السلام و توریت پر تو کفار مکہ سے
موالات نہ کرتے جیسے مسلمان لوگ یہ نہین کرتے ہین ولیکن یہودیون سے بہتیرے دین سے خارج ہین پس انکا کوئی دین نہین ہو۔
ف قال فی العرائس قولہ تری کثیرا منہم الی آخر الآیۃ۔ اسمین اللہ تعالے نے ظاہر کردیا ہو کہ کفر مین ایک جنس کے کافر
دوسری جنس کے کافرون کی طرف مائل ہین اور ایمان والے آپسمین ایک دل ہین اور یہ حکمت ازل کا مقتضا ہو کہ موالات
کفار مین بغض ظاہر ہو اور محبت و موالات اولیا مین محبت کا ظہور ہو لہذا کفار آپسمین ایک دوسرے سے دنیا و کفر کے معاملات
مین سازداری کرتے ہین مگر بسبب بغض الٰہی کے ہرگز متفق نہین ہین بخلاف مومنون کے کہ باہم ایک دل ہوجاتے ہین پھر ظاہر فرمایا
کہ کافرونکی موالات سے انپر اللہ تعالے کا دائمی غضب اُترتا ہو اور ہمیشہ اُسکے عذاب مین رہتے ہین
لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِلَّذِينَ آمَنُوا الْيَهُودَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا ۷
[illegible] سے زیادہ عداوت مین مسلمانون کے ساتھ یہود کو اور شرک کرنے والون کو

وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى

اور تو پاویگا سب سے نزدیک محبت مین مسلمانون کے ساتھ ان لوگون کو جو کہتے ہین کہ ہم نصاریٰ ہین

بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝

کہ ان مین عالم ہین اور درویش ہین اور یہ کہ وہ لوگ تکبر نہین کرتے ہین

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا

یعنے ای محمد تو مومنون کے ساتھ سب سے زیادہ عداوت کرنے والا یہودیون اور مشرکون کو پاوے گا ف اس وجہ سے کہ ان لوگون کا کفر کئی گونہ اور جہالت دوبالا ہی اور یہ لوگ اپنے نفس کی خواہشون مین منہمک و ڈوبے پڑے ہین اور والذین اشرکوا سے بت پرست اور مجوسی وغیرہ ایسے لوگ مراد ہین جو کسی آسمانی کتاب کے قائل نہین ہین ورنہ یہود و نصاریٰ بھی مشرک ہین

وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ۔ یعنے اے محمد

تو مومنون کے ساتھ سب سے زیادہ دوستی کرنے والا ایسے لوگون کو پاوے گا جو اپنے آپ کو نصرانی کہتے ہین ۔ ذٰلِكَ

بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝

یہ بات اسوجہ سے ہی کہ انمین قسیس یعنے علما اور رہبان یعنے زاہد گوشہ نشین لوگ ہین اور وہ غرور نہین کرتے ہین ف واضح ہو کہ نصاریٰ ہین انھین کو مومنون سے زیادہ مودت تھی جنمین یہ باتین جاری تھین کہ انمین علما و زاہد ہوتے تھے اور انکو غرور نہ تھا بلکہ اللہ تعالے کے واسطے نرم رہتے تھے اور چونکہ سب خرابی کی جڑ یہی محبت دنیا ہی اسلیے نصاریٰ جو اس سے بیزار تھے وہ مومنون سے زیادہ مودت رکھتے تھے اور آنحضرت صلعم نے لشکر اسلام کے مجاہدون کو منع کر دیا تھا کہ کسی راہب کو قتل نہ کرین اور نہ کسی عورت کو اور نہ کسی بچہ کو جیساکہ احادیث مین مصرح ہی اور صحابہ رضوان اللہ علیہم باوجود راہبون کی سخت کلامی کے انسے کچھ نہین کہتے تھے اور کبھی کسی بچہ یا عورت کو قتل نہین کیا اور باقی لڑنے والون سے بھی اسیوقت تک لڑے جبتک وہ لڑائی پر آمادہ رہے اور جب ہی انھون نے صلح کا پیغام دیا تب ہی لڑائی موقوف کردی اور انمین عدل و انصاف کا برتاؤ کیا جیسا کہ روایات السیر مین مصرح بلکہ متواتر ہی پھر بعض علمانے استنباط کیاہی کہ یہودیون کا یہ اعتقاد تھا کہ جو کوئی انکے مذہب سے مخالف ہو اسکو ہر طرح کی تکلیف و ایذا پہونچانا ثواب سمجھتے ہیں جسطرح ممکن ہو مانند قتل کرنے و مارنے و مال لوٹنے و چھین لینے اور طرح طرح کے حیلہ کرنے کے بہر حال اذیت و تکلیف پہونچانا اپنے مذہب کے مخالف کو واجب جانتے ہین اور یہ اعتقاد مسلمانون مین سے بعض [illegible] کرنے والونکا بھی ہی لیکن جو مسلمان کہ توحید و سنت پر جماعت سے قائم ہین وہ ایسی باتون کو بہت برا جانتے ہین اور ایسے [illegible] ظلم کرنے والے کو دوزخی جانتے ہین پس یہود کے اس بد اعتقاد نے انکو مسلمانون سے سخت عداوت پر آمادہ کیا تھا اور [illegible] مذہب یہودیون کے برخلاف ہی کیونکہ نصاریٰ یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ کسی کو ایذا دینا حرام ہی پس انکو مومنین سے [illegible] اور بعض نے لکھا کہ یہ وجہ بھی تھی کہ یہودیون مین حرص شدید و دنیا طلبی بنہایت تھی اور جو ایسا ہو وہ ایمان کی باتون سے عداوت رکھیگا اور نصاریٰ کا حال یہ تھا کہ دنیا اور اسکی لذتون سے دور تھے تو ایسا شخص ہمیشہ نرم ہوگا پس انکو مومنون سے زیادہ [illegible] علت تو قرآن مجید مین خود منصوص ہی کہ انکو مومنین سے اسوجہ سے مودت زیادہ ہی کہ انمین قسیس جمع قس یعنے عالم [illegible]

Marfat.com

[illegible] نصرانی کہ خشوع [illegible] ہوتے ہین اور انکو غرور نہین ہوتا ہی اور مجاہدؒ سے روایت ہی کہ یہ نصاری وہ ہین جو [illegible] تھے اور عطاؒ نے کہا کہ قرآن مین جہان نصرانیون کو بھلائی سے ذکر کیا گیا وہ نجاشی بادشاہ حبشہ و اسکے ساتھی ہین [illegible] یہ ہی کہ جو امور حیثیت کے ایمان کے متعلقات سے ہین تو وہ ایسے ہی نصاری کے حق مین ہین اور جو امور اسپر موقوف نہین بلکہ عموماً ہوسکتے ہین انہین تخصیص نہین جیسے یہان ہی چنانچہ اکثر فرقۂ نصاری کے مسلمانونسے وہ عداوت نہین رکھتے جو یہودیونکو تھی اگرچہ مودت [illegible] نہین رکھتے تو کلام مجید مین فقط اسیقدر ہی کہ یہودیون سے برخلاف نصرانیون کو مسلمانون سے زیادہ مودت ہے ف قال فی العرائس قولہ ذلک بان منہم قسیسین ورہبانا ۔ واضح ہو کہ یہودی تو اللہ تعالے کے سخت غضب کے مستحق ہو گئے اور انکی حرکتین نہایت ظلم و بیرحمی تک پہونچ گئین اور بالکل حواس ہی کے پابند ہوگئے چنانچہ حضرت موسی علیہ السلام کی حیات غریب مین پہلے تو گوسالہ حیوان پوجنے کی الفت سے اپنے آپکو خوار کیا پھر حیوان سے گر کر موسی علیہ السلام سے مورت مانگی کہ ایک مورت ہمارا خدا بنا دو پس یہ لوگ ہر ایسے شخص کے دشمن ہوگئے جسکو حضرت قدیم عز وجل سے ربط ہو اور مومنین صحابہ رضی اللہ عنہم چونکہ اس نسبت مین کامل تھے لہذا انسے ان یہودیون کو بدرجۂ کمال عداوت ہوگئی پھر رہے نصاری تو یہ لوگ وحدت والے ہوے ایک تو بیٹا بنایا تو سخت ضلالت کے مستحق ہوے اور دوسری جانب محبت و عدم غرور و دنیا سے بے رغبتی وغیرہ پس انکی ہمت بلند تھی کہ الہیت کی طلب مین دوڑے لیکن عیسی علیہ السلام پر یہ گمان دوڑایا اور بھٹکے اسوجہ سے کہ عیسی علیہ السلام مجمع آیات الہی تھے چونکہ الوہیت و توحید مین انکو قلیل ادراک تھا اس سبب سے حضرت عیسی علیہ السلام سے ظہور صفات کے وقت دھوکے مین پڑ گئے لیکن اتنی استعداد انہین تھی کہ آیت سے ظہور کو قبول کیا اس سبب سے اسلام قبول کرتے ہین بہ نسبت یہود کے زیادہ قریب ہوے اور اسلام محض توحید الہی عز وجل ہی اور رہبان جن قسیس و رہبان کی تعریف فرمائی ہی یہ وہ لوگ ہین جو حق عز وجل کی طلب مین بسبب راہ گم کرنے کے نصرانیت مین پڑے تھے پھر جب انکو امر حق لائح و واضح ہوا تو غیر حق سے نکلکر حق کیطرف رجوع لائے اور مسلمان ہوگئے اور حالت نصرانیت مین بھی طلب الہی مین سچے تھے پس رحمت نے انکو گڑھی ہوئی باتون سے نکال لیا اور شکوک انکے دل مین نہین چھوڑے اور راہ شک سے راہ یقین پر بلایا پھر انکا وصف بیان کیا بقولہ وانہم لا یستکبرون یعنے برہان حق روشن ہونے کے وقت انکو خضوع ہوا کہ راہ تمرد جو شیطان کی راہ ہی فوراً ترک کردی

## ذیل در بیان ولایت

ولایت در اصل بمعنے قربت ہی اور ولی کو قربت رب تبارک سے ولی کہتے ہین اور یہ قرب جسمانی نہین ہی بقولہ تعالے نحن اقرب الیہ من حبل الورید ۔ شہرگ گردن سے زیادہ قرب الہی تعالے صریح بتلاتا ہی کہ یہ صفت جسمانیت نہین ہی اور وہ حق تعالے کی طرف سے عامۂ مومنین کو حاصل ہی بقولہ تعالے ۔ اللہ ولی الذین آمنوا ۔ مومن بندونکا اللہ تعالے ولی ہی ۔ اور فرمایا وہو یتولی الصالحین ۔ وہ نیکوکارونکا متولی ہی اصل اسمین محبت ہی اور وہ بھی جانبین سے ثابت ہی لقولہ تعالے الذین آمنوا اشد حبا للہ ۔ جو ایمان لائے انکو اللہ تعالے سے بہت سخت محبت ہی بقولہ تعالے یحبہم ویحبونہ ۔ اللہ تعالے ان بندونکو محبوب رکھتا ہی اور وہ اللہ تعالے کو محبوب رکھتے ہین علماء نے اجماع کیا کہ اللہ تعالی کی جناب مین محبوب کا لفظ بولنا جائز نہین ہی اسواسطے کہ عوام مین یہ لفظ معشوق کے معنے مین معروف ہوگیا ہی اسیطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] بولنا نہین جائز ہی جب محبت لازمۂ ولایت ٹھہری تو جس کسی سے محبت ہو اسکو اپنا ولی بنانا ثبوت ہوگا کیونکہ ولایت مین

Marfat.com

محبت اصل ہے اور محبت سے عکس اتحادی پیدا ہوتا ہے اور محبت میں دو صورتیں ہیں [illegible]
اور ولایت ایمانی میں بندۂ صالح کو جناب احدیت جل شانہ میں یہی معنے حاصل ہوتے ہیں کیونکہ اول [illegible]
اور یہ قسم **ولی مراد** ہے اور کبھی بخلاف اسکے سلسلہ نسبت ہوتی ہے تو یہ **ولی مرید** ہے پس اگر کفر و شرک و بدعت [illegible]
ایمان سے محروم ہو جاوے۔ خصوص صورت دوم میں وہ یہ ہے ایک طرف سے جانب محبت غالب ہوا اور [illegible]
تو جو رنگ محبوب ہے وہی رنگ محب ہو جائیگا۔ اسیواسطے اگر مخلوقات میں سے کوئی محبوب ہو تو محب [illegible]
واصل نہوگا ہاں اگر محبت عقلی ہو مثلاً کسی ولی سے محبت ہے کہ اُسنے راہ حق میں کس طرح جان فدا کی تو وہی [illegible]
واصل ہوگا اور یہ درحقیقت اول سے محبت حق ہے **شیخ جوزجانی** نے فرمایا کہ ولی وہ کہ اپنے حال نفس سے فانی ہو [illegible]
اسکو اپنی حالت بیان کرنا یا غیر کی طرف التفات کرنا غیر ممکن ہے **ابراہیم ادہم** نے فرمایا کہ اگر تجھے یہ مطلوب ہے تو دنیا و آخرت [illegible]
اللہ تعالےٰ کیطرف متوجہ ہو **امام قشیری** نے فرمایا کہ ولی وہ ہے کہ اللہ تعالےٰ اسکو اُسکے جی کے اختیار میں نہیں چھوڑتا [illegible]
ہو جاتا ہے ولیکن اسکے واسطے لازم ہے کہ بندہ اسکے احکام عبادت کا متولی ہو لہٰذا جس شخص پر **شرع** کیطرف سے [illegible]
فریب میں گرفتار ہے **بایزید** نے فرمایا کہ جو شخص **شرع** کے آداب میں امانت دار نہو وہ اسرار کا امانت دار نہیں ہو سکتا [illegible]
طبقات کبریٰ میں لکھا کہ اس قوم صوفیہ کا طریقہ قرآن و حدیث و اجماع سلف پر مضبوط ہے یہ صریح امام **جنید** کا قول ہے [illegible]
بالاجماع متفق ہیں کہ وہی راہ حق میں چلنے والا ہے جو علم شریعت میں ماہر ہو و متبع ظاہر **امام شاذلی** نے تنبیہ کی کہ جو [illegible]
یہ علم مرید بکثرت لیجیو جنکو خود اس قوم کی راہ نہیں معلوم ہے انتہیٰ اس ذیل سے تجھے معلوم ہوگا کہ اہل کفر و شرک و بدعت اہل [illegible]
کی ولایت و محبت میں کسقدر عظیم ضرر ہے اور رب عزوجل نے اپنے بندوں کو اعلیٰ ہدایت سے سرفراز فرما کر [illegible] میں موالات [illegible]
منع فرمایا اور **حدیث** میں ہے کہ جو شخص جس سے محبت کرے اسی کے ساتھ ہوگا یہ اہل ایمان کے واسطے محبت ابرار [illegible]
مقام ہے۔ اللھم اجعلنا ممن یحب نبیک صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ واصحابہ اجمعین والحمد للہ رب العالمین

## تم الجزء السادس بحمد اللہ تعالیٰ وتوفیقہ ویتلوہ السابع من قولہ تعالیٰ

## وَاِذَا سَمِعُوا الآیۃ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

Marfat.com

[illegible] تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوا

[illegible] اُن کی آنکھیں اُبلتی ہیں آنسوؤں سے اس پر جو پہچان لی بات

[illegible] فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ وَنَطْمَعُ

[illegible] تو لکھدے ہمکو ماننے والے کیساتھ ۔ اور ہم کو کیا ہوا کہ یقین نکریں اللہ تعالیٰ پر اور جو پہنچا ہم پاس حق ۔ اور ہمکو توقع ہے کہ

[illegible] مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ۝ فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا

[illegible] ۔ پھر اُن کو بدلا دیا اُن کے رب نے اس کہنے پر باغ ۔ اُن کے نیچے نہریں بہتی ہوئی رہا کریں اُن میں ۔

[illegible] الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝

[illegible] ۔ اور جو منکر ہوئے اور جھٹلانے لگے ہماری آیتیں ۔ وہ ہیں دوزخ کے لوگ ۔

[illegible] نسبت یہود کے مومنوں سے زیادہ مودت رکھتے ہیں اور وہ یہودیوں و اہل مکہ کی طرح حق سے تکبر نہیں کرتے ہیں اور نزول آیت

[illegible] کے واپس آنے والے صحابہ کیساتھ ایک گروہ نصاریٰ کا نجاشی بادشاہ حبشہ کی طرف سے آیا تھا اور حضرت صلعم نے اُن کو

[illegible] سنکر رونے لگے اور مسلمان ہو گئے اور کہنے لگے کہ یہ بہت ہی مشابہ ہے اُس کلام سے جو عیسیٰ علیہ السلام پر اُترا تھا اور یہی اللہ تعالیٰ

[illegible] ہے بقولہ وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ اور جب اُنھوں نے سُنا جو اُس رسول پر اُتارا گیا ف یعنی محمد صلعم پر جو قرآن اُترا اُس کو

[illegible] تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ تو تو اُن کی آنکھیں دیکھتا ہے کہ آنسو سے اُن کی آنکھیں جاری ہیں بوجہ اس حق کے جو اُنھوں نے

[illegible] اُن کی آنکھوں سے آنسو جاری دیکھے اس سے ثابت ہوا کہ اثر عرفان و جوش قلب ہے کہ بندہ کے آنسو جاری ہوں خصوص جبکہ کلام

[illegible] کو سُنے اور بعض اکابر سے منقول ہے کہ کلام مجید سنکر ظاہر سے بیہوش ہو جاتے تھے حتیٰ کہ اُن کی زخمی ٹانگ کاٹ لی گئی اور اُن کو خبر نہ ہوئی

[illegible] گروہ نجاشی رضی اللہ عنہ کا حال بھی یہی ہے کہ حق کی معرفت سے اُن کو جوش گریہ نے لیلیا ۔ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا یعنی کہنے لگے کہ اے پروردگار ہمارے

[illegible] ف یعنی ہم نے تیرے رسول محمد صلعم اور تیری پاک کتاب قرآن مجید کی تصدیق کی تو فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ۔ لکھدے ہم کو شاہدین کے ساتھ

یعنی اُن لوگوں کیساتھ میں جو اقرار کرنے والے ہیں تیرے رسول و کتاب کے سچ ہونے کے ۔ اور عکرمہ نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ قولہ مع الشاہدین

[illegible] کیساتھ میں اور وہی شاہدین ہیں کہ محمد صلعم کے واسطے یہ گواہی دینگے کہ اُنھوں نے ہم کو اللہ تعالیٰ کی رسالت پہونچائی اور باقی رسولوں

[illegible] دینگے کہ اُنھوں نے اپنی قوموں کو رسالت پہونچائی ہے (رواہ الحاکم وصححہ) اور واضح ہو کہ اُمت محمد صلعم سے اس روایت میں صحابہ رضی اللہ

[illegible] ابن عباس رض سے مروی ہے کہ قولہ اذا سمعوا الآیات اُن کا نزول اس گروہ کے حق میں ہے جو جعفر بن ابی طالب کے ساتھ حبش سے نصرانی بادشاہ

[illegible] کہ تم علماء و زاہد ہو جاکر اس رسول کا کلام سنو اور اسکے اوصاف کو پہلی بشارت سے ملاؤ پس جب رسول اللہ صلعم نے اُن کو قرآن مجید

[illegible] آنسو جاری ہوئے اور سب کے سب فوراً مسلمان ہو گئے پھر رسول اللہ صلعم نے اُن سے کہا کہ شاید تم اپنے ملک میں واپس جاکر اپنی قوم کے دین

[illegible] کہ ہم اپنے اس دین اسلام سے کبھی نہیں پھرینگے پس اللہ عز و جل نے انکا یہ پوشیدہ قول و جناب باری تعالیٰ میں دعا کرنا نازل فرمایا رواہ الطبرانی

[illegible] مسلمان ہو گئے تو یہود مردود نے اُن کو عار دلایا کہ اپنا دین تم نے چھوڑ دیا تو ان کے جواب میں کہنے لگے کہ ۔ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا

[illegible] ہم یقین نلائیں اللہ تعالیٰ پر اور اس حق پر جو ہمارے پاس آیا ہے ف یعنی ہم کو کوئی مانع نہیں اور مقتضی موجود ہے پھر کیوں ہم اللہ تعالیٰ

[illegible] ایمان نلائیں ۔ حاصل آنکہ جب حق ظاہر ہو گیا تو ایمان لانا ہم پر ضرور ہے کوئی مانع نہیں ہے کیونکہ ایمان لاویں

Marfat.com

وَنَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ اور ہم آرزو کرتے ہین کہ ہمارا پروردگار ہم کو قوم صالحین کیساتھ داخل [illegible]
یعنی صالحین مین ملاوے یا اُن کے ساتھ جنت مین داخل کر دے اور مفسر سیوطی نے کہا کہ نطمع کا عطف نؤمن پر ہے یعنی [illegible]
[illegible]ردگار ہم کو قوم صالحین کیساتھ مین جنت کے اندر داخل کرے۔ یا اسواسطے کہ عطف جملہ اسمیہ وفعلیہ نہو۔ بعض نے کہا کہ [illegible]
بعض محققین کا قول ہے۔ اور حسب بحسب معنی حال ہے یعنی کیون ہم ایمان نہ لاوین ہمکو تو یہ آرزو ہے کہ پروردگار تعالیٰ ہم کو قوم صالحین کے ساتھ [illegible]
صالحین کے ساتھی ہونا نہین چاہتے ہین وہ البتہ ایمان نہ لائین گے۔ بالجملہ جب یہ اُن کی باتین اور اُن کی سچی نیت کو اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمایا [illegible]
رضی اللہ عنہم کو یقین ہو گیا کہ یہ لوگ سچے ہین اور ان لوگون کا ایمان زیادہ بڑھ گیا اور صریح اللہ تعالیٰ نے اُن کے جنتی ہونے کی خبر فرمائی بقولہ فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ
بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ جَزَاۗءُ الْمُحْسِنِيْنَ ۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کو اُن کے قول کے بدلے جنات عطا فرمائین جنکے نیچے نہرین
جاری ہین درحالیکہ انمین ہمیشہ رہین گے اور یہی محسنین کا ثواب ہے۔ ف یعنی جو لوگ ایمان لاکر مرتبہ احسان کو فائز ہوئے اور احسان ایک مرتبہ تحقیق ایمان کا نام ہے
کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت ایسے خلوص سے ہو کہ گویا مشاہدہ ہے۔ کمافی الصحاح۔ اور اس بشارت کے ساتھ ہی وعید وغیرہ کافرون کے وعید بھی فرمادئے بقولہ
وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۔ اور جنھون نے کفر کیا اور ہماری آیات جھٹلائین ایسے بدکار لوگ جہنم کے لوگ ہین۔ ف حاصل آنکہ کلام الٰہی
واسکے رسول کے سچ ماننے کا نتیجہ جنت دار السلام ہے اور جھوٹ ماننے کا بدانجام آگ کا مقام وعذاب کا ٹھکانا جہنم ہے۔ ف عرائس مین ہے کہ قولہ واذا سمعوا
ما اُنزل الی الرسول الآیۃ۔ اللہ تعالیٰ نے اشارہ سے اپنے خالص بندون کا حال بیان فرمادیا کہ خالص بندون کا یہ حال ہوتا ہے کہ قرآن وخطاب سننے
کے وقت اچھی طرح کان رکھتے ہین پس اُن کی عقلین اچھی انبساط وکشادگی کے ساتھ کتاب مجید کے شواہد وآیات کو مشاہدہ کرتی ہین اور اُن کے دل اس خطاب
کی حلاوت کو لیتے ہین اور اُن کی روحین جمال انبیاء علیہم السلام کو مشاہدہ کرتی ہین اور انکے اسرار باطنہ اور انوار صفات کو مشاہدہ کرکے اس کے نادر عجیب علوم غیب کے
لطائف ادراک کرتے ہین پھر اس سے خطاب فرمانیوالے کے جمال کی طرف شوق انکا دوڑتا ہے پھر جب بطریق یقین وصول کے اس کی معرفت حاصل کرلیتا
ہے تو اسکی الوہیت پہچان جاتا ہے اور اُس کی وحدانیت پر مطمئن ہوجاتا ہے لیکن اس دیدار سے اُسکا عاشق صادق ہوجاتا ہے۔ پس اس سے اُس کے جسم کو اثر
ہوتا ہے اور وہ مضطرب بیتاب ہوکر آنکھون سے شوق کے آنسو بہاتا ہے اور جلکر فنا ہوجانا چاہتا ہے تاکہ روح کے مانند باقی رہے اور ذکر ویاد کی مجلس مین یہ
دل بھی عشق کی آگ مین جل جاتا ہے پھر ان لوگون کی یہی کیفیت ہوئی کہ ان کی سچی معرفت توحید کی صحیح علامت یہ پیدا ہوئی کہ عشق ومحبت کے آنسو ان کی آنکھون
سے جاری ہوئے پس آگاہ فرمایا کہ واذا سمعوا ما اُنزل الی الرسول الآیۃ۔ یعنی جب انھون نے سماع خطاب مین پایا جو اُن سے گم تھا یعنی لطیف حقائق اسرار وشواہد
علوم غیب کو اور خطاب کرنے والے اور جسپر خطاب اُترا ہے ہر ایک کی شان کو پہچان لیا تو اس کو پاکر بہت خوش ہوئے اور جتنی عمر برباد ہوگئی اس سے رنج کیا پس
اس خوشی ورنج نے اُن کو جوش دلایا کہ گریۂ شوق مین آنسو بہانے لگے۔ اور یہ گریہ اسی سبب سے ہوا کہ اُن کے دل کی آنکھین معرفت غیب تک پہونچین اور انکی روحین
مشاہدۂ قرب تک واصل ہوئین پھر ایسے بہت گذرے ہین جن کو قرآن مجید کی تلاوت سے بہت سی معرفتون کے ہجوم نے اور کثرت سے انوار غیب کے [illegible]
اُن کو قتل کر ڈالا اور ہمیشہ کیواسطے زندہ کردیا۔ اور جنید رحمۃ اللہ سے روایت ہے کہ مین ایک رات مین نماز مین کھڑا ہوا قرآن پڑھتا تھا پس مین نے یہ آیت پڑھی کل نفس
ذائقۃ الموت۔ پس مین نے اس کو کئی بار دہرایا پھر گھر کے ایک کونے کی طرف سے آواز آئی کہ کب تک تو اس آیت کو دہرائے جاویگا کہ چار جن کو [illegible]
کر ڈالا جنھون نے اپنے سر آسمان کی طرف نہین اُٹھائے یہانتک کہ مر گئے بسبب تیرے اس آیت کو بار بار پڑھنے کے۔ اور صحیح مین ثابت ہے کہ [illegible]
رضی اللہ عنہ کو قرآن مجید پڑھنے کے وقت اپنی سنبھال نہین رہتی تھی یعنی بے اختیار روتے تھے۔ پھر اللہ عزوجل نے انھین واون مین حال ایمانی [illegible]
پاکیزہ تصدیق کو مزید وصف سے ظاہر فرمایا بقولہ یقولون ربنا آمنا فاکتبنا مع الشاہدین۔ یعنی ہم نے تیری تصدیق کی [illegible]

[illegible] صلعم سے ظاہر ہوئی اور ہم نے تیرے رسول کی اور اسکے یارون کی پوری قدر پہچانی کہ وہ تیرے قرب و وصال کے شاہد ہین۔ اور ابن [illegible] لکھی ہوئی اشارہ مین کہا کہ آنحضرت صلعم کے مشاہدہ سے کلام مجید سننے سے پہلے ان کے دل کے ہاتھ پاؤن قریب تھا کہ بول اُٹھین کہ ہم نے [illegible] کی وحی کو قبول کیا پھر حبیب وحی کو سنا تو ہرگز تاب نہ رہی مگر اسی طرح کہ آنسو بہا کر کلمہ شہادت بول اُٹھے اور یہ جوش عشق و معرفت تھا جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا مما عرفوا من الحق۔ اور شیخ اُستاذؒ نے کہا کہ خطاب حق سننے سے دل کی آنکھین کھلیں اور مقام تحقیق کو پہنچکر جوش گریہ سے تسکین پائی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ۝

اے ایمان والو حرام مت ٹھہراؤ ستھری چیزین جو اللہ تعالیٰ نے تم کو حلال کردین اور حد سے نہ بڑھو اللہ تعالیٰ نہین چاہتا حد سے بڑھنے والے کو۔

وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي أَنْتُمْ بِهِ مُؤْمِنُونَ ۝

اور کھاؤ اللہ تعالیٰ کے دیئے سے حلال ستھرا اور ڈرتے رہو اللہ تعالیٰ سے جس پر تم یقین رکھتے ہو۔

نزول اس کلام کا اُسوقت ہوا کہ جب ایک قوم نے صحابہ رضی اللہ عنہم مین سے یہ قصد کیا تھا کہ برابر جن دنون کے روزے جائز ہین سب دن برابر روزہ رکھین اور ہر شب تمام رات نماز مین قائم رہین اور عورتون سے نزدیک نہون اور خوشبو کو نہ چھوئین اور گوشت نہ کھاوین اور بچھونے پر نہ سوئین اور عبدالرزاق نے مرسل روایت کی جسمین حضرت علی و عثمان بن مظعون و عبداللہ بن عمرو کا نام ہے اور معالم مین دس صحابہ کا ایک مکان مین جمع ہو کر ایسا مشورہ کرنا مذکور ہے جن کے نام یہ بیان کیئے کہ وہ ابوبکر و علی و ابن مسعود و ابوذر و سلمان و سالم و معقل بن مقرن و عثمان بن مظعون و مقداد بن اسود و عبداللہ بن عمرو ہین۔ وقال المترجم رواہ ابن جریر عن مجاہد والسدی وغیرواحد من التابعین مرسلا وله شاهد فی الصحیحین۔ ابن کثیرؒ نے کہا کہ علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس سے روایت کی کہ یہ آیت ایک جماعت صحابہ کے حق مین ہے پھر ان کے ارادے راہبون کے مانند بیان کر کے کہا کہ نبی صلعم نے اُن سے کہا کہ مین روزے بھی رکھتا اور افطار بھی کرتا اور نماز پڑھتا اور سوتا بھی ہون اور عورتون سے نکاح بھی کرتا ہون پس جس نے میری سنت کو لیا وہ مجھ سے ہے اور جس نے میری سنت کو نہ لیا وہ مجھ سے نہین ہے۔ رواہ ابن ابی حاتم۔ اور صحیحین مین ہے کہ چند صحابہؓ نے حضرات امہات المومنین سے آنحضرت صلعم کی پوشیدہ عبادت کو دریافت کیا جب معلوم ہوا تو بولے کہ کہان ہم اور کہان آنحضرت صلعم۔ اُن کو تو اللہ تعالیٰ نے بخشدیا ہے پھر متفرق بعض نے کوئی بات ترک کرنا اور بعض نے کوئی بات ترک کرنا بیان کی پھر آنحضرت صلعم کو یہ خبر پہونچی تو آپنے مانند حدیث مذکورہ بالا کے بیان فرمایا اور نیز ابن عباسؓ سے ہے کہ ایک شخص نے حضرت صلعم سے آکر عرض کیا کہ جب مین گوشت کھاتا ہون تو مجھے عورتون کی خواہش ہوتی ہے اور مین نے اپنے اوپر گوشت حرام کر لیا تب یہ آیت نازل ہوئی رواہ الترمذی وحسنه وابن جریر۔ (وقد روی موقوفا ومرسلا)۔ بالجملہ اتنا ثابت ہوا کہ بعض مومنین نے اپنے اوپر بعض لذیذ چیزین حرام کرنے کا قصد کیا تھا تب نازل ہوا قولہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا اے ایمان والو مت حرام کرو۔ ف اپنے اوپر۔ طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ۔ پاکیزہ لذیذ چیزین مطعومات ان چیزون سے جو اللہ تعالیٰ نے تم پر حلال کردی ہین ف اور ابن جریرؒ نے لکھا جسکا خلاصہ یہ ہے کہ کسی مسلمان کو جملہ اشیاء حلال سے کوئی اپنے اوپر حرام کر لینا روا نہین ہے اور چونکہ خیر الہدی ہدی محمد صلعم ہین تو ایسا کرنا جو خلاف سنت ہے جائز نہین اور افضل اتباع سنت و فعل ثواب ہے پس قدرت کے وقت اچھے کپڑے دکھانا چھوڑ کر ردی و خراب [illegible] وجع لانا اگرچہ اس غرض سے ہو کہ کم قیمت سے جو بچے وہ مساکین کو صدقہ کرے تو بھی روا نہین ہے کیونکہ اپنے نفس پر صرف کرنا مقدم ہے۔ قال المترجم آمین [illegible] ہے۔ بالجملہ اللہ تعالیٰ نے اس سے منع کیا کہ حلال مین سے لذیذ چیزون و پاکیزہ کو اپنے اوپر حرام مت کرلو۔ وَلَا تَعْتَدُوا اور تجاوز مت کرو ف یعنی حکم [illegible] تجاوز مت کرو۔ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ اللہ تعالیٰ تجاوز کرنے والون کو دوست نہین رکھتا ہے ف یعنی تجاوز کرنیوالے محبوب بندے نہین ہوسکتے۔ وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا اور کھاؤ اس چیز سے جو تم کو رزق دیا اللہ تعالیٰ نے حلال طیب کو ف یعنی رزق مین سے حلال لذیذ [illegible] رزق کبھی حرام بھی ہوتا ہے بخلاف معتزلہ کے کہ وہ حلال سے مخصوص جانتے ہین اور بحث اوپر بیان ہو چکی ہے اور معنی یہ کہ جائز رکھو کھانا ہر لذیذ حلال کا

Marfat.com

چنانچہ جب اللہ تعالی نصیب کرے تو اسکو کھاؤ اگر جی چاہے اور اپنے اوپر حرام مت کرو۔ پس تقدیر کلام آنکہ کلوا حلالا طیبا حالی کونہ [illegible]
دلیل واضح ہے کہ اللہ تعالی ہی ہر بندہ کے رزق کا کفیل ہے پھر یہ وصیت کردی کہ واتقوا اللہ الذی انتم بہ مؤمنون اور اسی اللہ تعالی [illegible]
یعنی اللہ تعالی کے ممنوعات سے [illegible] کھو پس بندہ مطیع و مکلف جبھی ثواب کا مستوجب ہے کہ معارضہ نفس کے وقت اطاعت [illegible]
[illegible] تناسل قطع کردیا تو اس کو یہ مدح کرنا کہ واہ واہ یہ شخص زنا نہیں کرتا ہے محض مہمل ہے کیونکہ عصمت بی بی از بے چادری ہے۔ کمالی اسوقت [illegible]
[illegible] بخوف [illegible] اس کا مرتکب نہ ہوتا۔ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ نے اسی آیت سے ان لوگون کو سمجھایا جنھون زہد کے واسطے حلال [illegible]
تھا اور [illegible] ہو کہ بعض نے یہان یہ تفصیل کی ہے کہ اگر حلال مین سے کسی چیز کو حرام کرلے تو اسی آیت سے منع ہے اور اگر حرام نہ کرے مگر زہداً [illegible]
کھاوے تو مضائقہ نہین ہے لیکن ظاہر حدیث صحیحین و دیگر احادیث اسی امر پر شاہد ہین کہ اپنے نفس سے معارضہ کرے اور کھاوے چنانچہ معلوم ہوگا اور مؤلف
فتح البیان نے دعوی کیا کہ جمہور علما اس طرف گئے ہین کہ جس نے اپنے اوپر کسی حلال چیز کو حرام کرلیا تو اُسپر حرام نہین ہوتی اور اسپر کفارہ بھی لازم نہین
آتا ہے۔ اور ابوحنیفہ و احمد و انکی اتباع کا قول ہے کہ حرام ہوجاتی ہے اور اسپر کفارہ لازم آتا ہے اگر تناول کرے۔ پھر کہا کہ یہ قول مخالف اس آیت کے ہے اور مدلول احادیث
صحیحہ سے بھی خلاف ہے۔ قال المترجم اس آیت مین فقط اس امر سے ممانعت ہے کہ جو حلال ہین ان مین سے اپنے اوپر کوئی چیز حرام نہ کرلو پس اگر وہ حرام نہین ہو سکتی ہے
تو ممانعت کس چیز سے ہے پس آیت کی نہی ویسے ہی ہے جیسے اور اُمور مین نہی ہے اور یہ مذہب نہین ہے کہ وہ چیز فی نفسہ حرام ہوجاتی ہے بلکہ بالاجماع حلال کو
حرام سمجھنا کفر ہے جبکہ ضروری علم ہو بلکہ مراد یہ کہ قسم سے اُسنے اپنے اوپر ممنوع کرلیا تو قسم توڑنے پر کفارہ لازم آئیگا۔ پس مؤلف فتح البیان نے جو مخالف آیت کے قرار دیا
یہ عجیب ہے اور کچھ عجب نہین بلکہ یہ مؤلف مذکور کا تکیہ کلام ہے۔ شاید مؤلف مذکور کو شروع پارہ چہارم یاد نہ آیا کہ اللہ تعالی نے فرمایا۔ کل الطعام کان حلا لبنی اسرائیل الا ما حرم
اسرائیل علی نفسہ من قبل ان تنزل التوراة الآیۃ پس یہ صریح ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فقط اپنے اوپر حرام کرلیا تھا ورنہ وہ اورون پر حلال تھا۔ حافظ الحدیث
ثقہ شیخ ابن کثیر رحمۃ اللہ نے لکھا کہ مسروق نے کہا کہ ہم عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس تھے پس اُن کے پاس کھیرے لائے گئے تو ایک شخص فراہٹ گیا پس عبداللہؓ نے
فرمایا کہ قریب آکر کھالے۔ اُس نے کہا کہ مین نے اپنے اوپر اسکو کھانا حرام کرلیا ہے پس عبداللہؓ نے فرمایا کہ قریب آکر کھا اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کر۔ اور یہی آیت پڑھی۔
یا ایہا الذین آمنوا لا تحرموا طیبات الآیۃ رواہ ابن ابی حاتم۔ باسناد صحیح ورواہ الحاکم من طریق جریر عن منصور بہ وصححہ وقال علی شرط الشیخین۔ قال ابن کثیر اور عبداللہ بن
رواحہ کے یہان کوئی مہمان آیا اور وہ حضرت صلعم کے پاس تھے جب گھر گئے تو دیکھا کہ گھر والون نے عبداللہ رواحہ کے انتظار مین مہمان کو اسوقت تک نہین
کھلایا ہے تو اپنی جورو سے کہا کہ تو نے میرے انتظار مین میرے مہمان کو کھانا نہین دیا یہ کھانا مجھپر حرام ہے پس جورو نے کہا کہ وہ مجھپر حرام ہے اور مہمان نے کہا کہ وہ
مجھپر حرام ہے جب اُنھون نے یہ دیکھا تو اپنا ہاتھ ڈالا اور کہا کہ کھاؤ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ پھر نبی صلعم کے پاس جاکر یہ ماجرا بیان کیا۔ تب اللہ تعالی نے نازل کیا۔
یا ایہا الذین آمنوا لا تحرموا الآیۃ۔ قال ابن کثیر یہ اثر منقطع ہے اور صحیح بخاری مین حضرت ابوبکر الصدیق کا قصہ اسکے مشابہ آیا ہے اور اسمین امام شافعی وغیرہ ان علما
کی دلیل نکلتی ہے کہ جس نے عورتون کے سوائے کوئی کھانے پینے کی چیز کو اپنے اوپر حرام کیا اسپر حرام نہین ہوتی اور کفارہ بھی لازم نہین آتا کیونکہ نبی صلعم نے
اُس شخص کو جس نے اپنے اوپر گوشت حرام کرلیا تھا کفارہ دینے کا حکم نہین کیا اور کہا کہ دوسرے علما جنمین سے امام احمد بھی ہین اس طرف گئے ہین کہ جس نے
کھانے پینے وغیرہ کسی چیز کو اپنے اوپر حرام کرلیا تو اس پر قسم کا کفارہ لازم آویگا چنانچہ اگر اس نے قسم کے ساتھ ترک کرنیکا التزام کیا تو کفارہ [illegible]
خالی اپنے اوپر حرام کرلیا تو بھی جو اُس نے التزام کیا اُسپر مواخذہ ہوگا اور اسی پر ابن عباسؓ نے فتوی دیا ہے اور ایسے ہی قولہ تعالی یا ایہا النبی لم تحرم ما احل اللہ
لک الآیۃ مین ظاہر ہے یعنی ماریہ قبطیہ کو بعض ازواج کی رعایت سے اپنے اوپر حرام کیا تھا اسکو اللہ تعالی نے منع کیا پھر قسم کا کفارہ دینے کا حکم کیا [illegible]
ہے کہ تحریم حلال سے ممانعت کے بعد وہ آیت بیان فرمائی ہے جسمین قسم کا کفارہ مذکور ہے۔ قال المترجم سدی ؒ سے جو دس اصحاب کا قصہ جو اوپر مذکور [illegible]

یت میں آخر میں ہے کہ قولہ لاتعتدوا یعنی عثمان بن مظعون نے جو خصی ہونے کا قصد کیا تھا اُن کو ممانعت ہے کہ خصی مت ہو اور یہی اعتدا ہے پھر اُن کو حکم کیا کہ اپنی قسموں کے کفارہ ادا کریں۔ رواہ ابن جریر بطولہ۔ واضح ہو کہ قولہ ولا تعتدوا۔ میں شیخ ابن کثیر نے یہ بھی احتمال بیان کیا کہ مراد یہ ہو کہ مباحات اپنے اوپر حرام کرنے میں حد سے زیادہ تجاوز مت کرو۔ اور یہ بنا بر قول بعض سلف کے ہے جو اس امر کے قائل ہیں کہ آدمی کو بدون تحریم حلال کے بالجملہ مباحات کو جن سے فتنہ میں پڑنے کا خوف ہو ترک کرنا چاہیئے۔ مترجم کہتا ہے کہ امام بخاری نے تعلیقاً ابن عمرؓ کا قول بھی ترک مباحات میں احتیاطاً کمال تقوی قرار دیا ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ مراد ہو کہ حلال چیزوں کے لینے و تناول کرنے میں حد سے تجاوز مت کرو بلکہ کفایت وحاجت کے مقدار تناول کرو جیسے قولہ وکلوا واشربوا ولا تسرفوا الایہ میں ہے۔ ف قال فی العرائس قولہ یا ایہا الذین امنوا لاتحرموا طیبات ما احل اللہ لکم۔ شیخ نے اشارہ اس سے یہ نکالا کہ یہ خطاب اہل مشاہدہ کو ہے یعنی جب وہ مقام مشاہدہ تک پہونچ جاویں تو اپنے دلوں کو مجاہدہ میں مشغول کر کے مردہ نہ کریں کیونکہ مجاہدہ تو نفس کیلئے ہے اور قلب کے لئے مشاہدہ تھا اور جب قلب کو مشاہدہ حاصل ہو جاتا ہے تو نفس کا اسمیں کچھ اثر نہیں رہتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس سے اپنے ان خاص بندوں کو جو مقام اُنس وبسط تک پہونچے ہیں آگاہ فرمایا کہ جو کچھ ان پر ابتدائے حال میں جاری ہوا تھا کہ کھانے پینے وغیرہ میں سے طیبات ولذائذ کو چھوڑیں وہ ان مقامات میں جائز نہیں کہ ابتدائی حال کی طرف لوٹ جائیں کیونکہ یہاں تو مجاہدہ نفس ہی لائق نہیں ہے اسواسطے کہ آپ تو وہ اُنس و نور لقا میں پگھلے جاتے ہیں حاصل آنکہ ابتدائی حال میں نفس کے مجاہدہ کے واسطے بہت ہی حلال ولذیذ چیزیں بدین غرض متروک کرنی پڑتی ہیں کہ اس ریاضت میں پورے ہوں پھر جب تکمیل ہو گئی تو اب وہ مجاہدہ نہیں رہا پس منع ہوا کہ اب حرام نہ کرو کیونکہ یہاں اب مقام قلب ہے اور حالت دوسری ہو گئی جیسے کنواری لڑکی کو اُمور زینت و دیگر زیبائش بیجا ہے پھر بیاہی گئی تو اُسکو وہ سب جائز ہیں جو پہلے روا نہ تھیں ایسے ہی شیوخ کو وہ چیزیں روا ہیں جو مریدوں کو نہیں روا ہیں پس شیوخ عمدہ غذائیں وعمدہ پوشاک سی بسبب آنکہ باقی ہیں انتفاع حاصل کریں تاکہ واردات وجد سے سوختہ نہ ہو جاویں۔ تو نہیں دیکھتا کہ سبب نزول اس آیت کا یہ ہے کہ چند صحابہ رضی اللہ عنہم مانند عثمان بن مظعون و ابوبکر الصدیق وعلی بن ابی طالب وعبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن عمرو۔ وابوذر غفاری وسالم مولی خذیفہ ومقداد بن الاسود وسلمان فارسی و معقل بن مقرن۔ کے اس امر پر متفق ہوئے کہ عورتیں و خوشبو اور گوشت چھوڑ دیں اور ہمیشہ روزہ رکھنا اور ہمیشہ رات کو قیام یعنی نماز پڑھنا اور زمین میں سفر کرتے پھرنا اور درم آ بن جانا یعنی آلہ نسل قطع کر دینا اور ٹاٹوں کا لباس ترک دینا اختیار کریں پس اللہ تعالیٰ ورسول اللہ صلعم نے ان کو اس سے منع کیا اور رسول اللہ صلعم نے اُن کو فرمایا کہ البتہ تمہارے نفوس کا تم پر حق ہے پس روزہ بھی رکھو اور ناغہ بھی کر دو۔ اور رات کو نماز پڑھو اور خواب بھی کرو چنانچہ میں قیام بھی کرتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور روزہ رکھتا اور افطار کرتا ہوں اور گوشت روغن دار بھی کھاتا ہوں اور عورتوں کے پاس بھی جاتا ہوں پس جو شخص کہ میری سنت سے منہ موڑے وہ مجھ سے نہیں ہے اسمیں ظاہر کر دیا ہے جو لوگ اہل مقامات وحال ہیں اُن کو ابتدائی مقامات کی طرف پھر جانا نہیں چاہیئے اور اس بات کی تصدیق اس دوسری آیت سے ہوتی ہے کہ فرمایا وکلوا مما رزقکم اللہ حلالاً طیبا۔ واضح ہو کہ حلال وہ ہے جو عارف کو خوان غیب سے بدون انسانی تکلیف کے پہونچ جائے اور طیب ہر وہ چیز ہے جو اللہ تعالیٰ کے شوق میں اسکے دل کو قوت دے اور اسکے جلال قدیم دائم کو یاد دلاوے۔ سہل نے قولہ لاتحرموا میں کہا کہ یہ یوں ہے کہ نرمی کرے ان اسباب معاش کے ساتھ جن سے حصول ہے بدون آنکہ جد وجہد کرے اور نفس اسطرف نظر لگائے رہے کہ مطمئن نہ ہو اور گردن اُٹھا اُٹھا کر تاک لگائے اور کبھی اہل معرفت ایسا کرتے ہیں کہ ظاہر میں معلوم ہوتا ہے کہ جو سبب کمائی کا ہے اس کو خوبی سے طلب کرتے ہیں حالانکہ درحقیقت وہ اس رزق کو سبب حقیقی عزوجل ہی سے لیتے ہیں یعنی اُن کی نظر ان اسباب پر نہیں ہوتی ہے کیونکہ کمال یہی ہے کہ باوجود امتحان اسباب کے نظر کو ٹھیک رکھے۔ بعض نے کہا کہ رزق الٰہی جو تجکو روزی کیا ہے وہ ہے جو بغیر تیری حرکت کے اور بغیر نفس کے آرزومندانہ گردن اُٹھانے کے تجکو ملا جسمیں حلال طور سے تو نے کوشش کی اور اس سے تجکو سکون ہوا اور اس کے تناول سے تیرا دل خوش ہوا۔ شیخ اُستادؒ نے فرمایا کہ منجملہ ان چیزوں کے جنکو لذیذات میں سے فرمایا ایک یہ ہے کہ خلوت میں نسیم قرب سے راحت حاصل کرے اور اسکا حرام کر لینا یوں ہے کہ لوگوں سے مخالطت کر کے یہ حالت بدل ڈالے بدون آنکہ عزلت اختیار کرے اور یہی خواری عظیم ہے اسکو تفسیر قولہ لاتحرموا طیبات آگے میں ذکر کیا اور قولہ کلوا مما رزقکم اللہ۔ کے معنی میں کہا کہ حلال وہ کھانا ہے کہ جو شہود کی حالت میں کھا دے

Marfat.com

اور اگر اس سے نیچا درجہ ہو تو اسکی یاد رکھا وے کیونکہ غفلت کی حالت پر کھانا ارادت کی راہ مین حرام ہو۔ اور حلال تعلیم مین ...
وہ ہو کہ جو خزانۂ قدرت سے عارف دیکھکر امین سے بوصفت رضا و تسلیم حاصل کر لیوے اور حرام وہ ہو جو غیر لیواسطے مقدر کیا گیا ...
حاصل کرلینے کی کوشش کرتا ہے اور سبب اپنی نادانی کے اسکو اختیار کرتا ہے اور اگر مقدر کے معنی جانتا اور عرفان کا نمونہ حاصل کرتا تو ...
... علم نہین حاصل ہوتا ہو۔ اور واضح رہے کہ جو امر کہ شریعت مین ناپسند ہو وہ معرفت مین بھی ہرگز پسندیدہ نہین ہو قال المترجم ...
زمانہ مین جو شیطانی فقیر درویش ایسے ہین کہ خلاف شرع حرکات و اقوال کو اہل اللہ و اکابر اولیاء کی طرف نسبت کرکے بدنام کرتے ہین ... ہرگز
ولی نہین اور حدیث مین ہو کہ اللہ کا ولی جاہل نہین ہوتا۔ فافہم۔

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْۤ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ۚ فَكَفَّارَتُهٗۤ اِطْعَامُ عَشَرَةِ

نہین پکڑتا تمکو اللہ تعالی تمھارے بے فائدہ تمھارے قسمون پر ولیکن تم کو پکڑتا ہے اس قسم پر جو تم نے گرہ باندھی۔ سو اُس کا اُتار ہے کھلانا دس

مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ۭ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ۭ ذٰلِكَ

محتاجون کو بیچ کا کھانا جو دیتے ہو اپنے گھروالون کو یا اُن کو کپڑا دینا یا ایک بردہ آزاد کرنا پھر جس کو نہ ملے تو روزے تین دن کے

كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ۭ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

اُتار ہے تمھاری قسمون کا جب تم قسم کھا بیٹھو اور تھامتے رہو اپنی قسمون کو یون بتاتا ہے تم کو اللہ تعالی اپنے حکمون کو شاید تم احسان مانو۔

مترجم کہتا ہو کہ یہ کلام اپنے ماسبق سے باین معنی مربوط ہو کہ اوپر تحریم حلال سے منع فرمایا پس جس نے حرام کرلیا اپنے اوپر حلال کو وہ قسم توڑ دے اور کفارہ ادا
کرے اور اگر حفاظت قسم کے واسطے کوئی امر مندوب پر قسم نہ ہونے کی صورت مین باقی رکھے تو روا ہے مثال آنکہ کسی نے مسکہ اپنے اوپر حرام کرلیا۔
پس اسکو یہ نہین چاہیئے اور تحریم سے نادم ہو اور قسم توڑ دے اور اگر مہمان کیساتھ کھانا اپنے اوپر حرام کیا تو توڑنا مستحب ہو اور بعض نے کہا کہ واجب ہو لیکن
یہ ربط بنا بر قول ان فقہار کے ہو جو تحریم حلال پر قسم منعقد و اس کا کفارہ واجب ہونے کے قائل ہین جیساکہ اوپر گذرا اور سیاق نظم کلام اسی کا مؤید ہے قال تعالیٰ
لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْۤ اَيْمَانِكُمْ ۭ اللہ تعالی تمکو ایسے لغو پر ماخوذ نہین کرتا جو تمھاری قسمون مین ہو یعنی ایسے لغو کی وجہ سے جو تمھاری قسمون
مین پایا جاوے یعنی ایسی قسم پر مواخذہ نہین جو لغو پر مبنی ہو۔ واضح ہو کہ یمین کی تین قسم ہین۔ یمین لغو۔ یمین معقود اور یمین غموس۔ پھر آیت مین فرمایا کہ
یمین لغو پر مواخذہ نہین ہو اور ظاہر آنکہ مواخذہ از راہ کفارہ نہین ہو اور رہا یہ کہ اللہ تعالی کی قسم کھالینے مین مساوات کرلینا کسی راہ سے ہو وہ بدلیل
عموم قولہ لاتجعلوا اللہ عُرضۃ لایمانکم۔ کے جو سورۂ بقر مین گذر چکی ہے ممنوع و منکر ہے۔ پھر یمین لغو کی تفسیر مین اختلاف ہو۔ عن سعید بن جبیر جو شخص
کہ حلال چیز پر قسم کھائے وہ قسم لغو ہے عن مجاہد۔ دو آدمی خرید و فروخت مین لغو قسم کھاوین۔ ایک کہے کہ واللہ مین نہین بیچونگا دوسرا کہے واللہ مین نہین
خریدونگا۔ عن ابراہیم النخعی۔ لغو یہ ہو کہ اپنے کلام مین حلف کو ملائے مثلاً واللہ کھاؤنگا اور واللہ پیونگا۔ اور ایسے کلام سے قسم مقصود نہین ہوتی ہے
اور عمداً قسم نہین کھاتا ہو پس وہ لغو قسم ہو اور اس پر کفارہ بھی نہین ہو۔ ابن کثیر نے ذکر کیا کہ لغو قسم آدمی کا یون کہنا کہ لا واللہ۔ اور بلی واللہ۔ بدون قصد
قسم کے اور بعض اہل تفسیر نے ذکر کیا کہ یہی تفسیر جمہور علماء سلف سے مروی ہو اور ابن کثیر نے کہا کہ یہی امام شافعیؒ کا مذہب ہو اور بعض نے کہا کہ ...
معصیت پر قسم ہو یعنی معصیت نہین کرونگا اور بعض نے کہا کہ غالب گمان پر قسم ہو اور یہی قول امام حنیفہ و امام احمد کا ہے۔ ابن کثیر نے کہا کہ ...
یہ ہو کہ بدون قصد کے جو قسم ہو وہی لغو ہو۔ بدلیل قولہ ولکن یؤاخذکم بما عقدتم الایمان یعنی تصمیم و قصد سے جو قسم کھائے اسپر مواخذہ ہو اور مترجم کہتا ہو کہ
احوط و احسن ان اقوال مین سے قول نخعی ہو اور جو تفسیر سلف سے مروی ہو اسکا محمل یہی ہو اور یہ بعد تامل صادق کے اسلم ہو اور اللہ تعالی اعلم۔ لیکن ...

Marfat.com

منجملہ ہی قول منتہا کیا جو شافعی رحمہ اللہ کا مذہب ہے کہ بدون قصد کے لا واللہ وبلے واللہ کہنا لغو قسم ہے اور پوشیدہ نہین کہ اگر وہ داخل قسم ہو تو عرضہ ہو پس
مواخذہ نہونے کے یہ معنی کہ کفارہ لازم نہوگا ولیکن ممنوع ہو - اور قول ابو حنیفہ واحمد رحمہما اللہ کی یہ تفسیر ہو کہ کسی کو غالب گمان یہ ہو کہ بات یون ہی ہو پس اُسنے
کہا کہ بلی واللہ یا اسکو غالب گمان ہو کہ یون نہین ہو تو اُسنے کہا کہ لا واللہ - اور اس تقدیر پر عرضہ نہین لازم آتا ہو بالجملہ لغو پر کفارہ نہین ہو - وَلٰكِن يُّؤَاخِذُكُم
بِمَا عَقَّدتُّمُ الْاَيْمَانَ مد ولیکن اللہ تعالی تم سے مواخذہ کریگا اس قسم پر جو تم نے معقود کی ف واضح ہو کہ عقدتم بفتحہ قاف بدون تشدید کے حمزہ وکسائی وابوبکر
کی قراءۃ ہو اور باقیون کی قراءۃ مین بتشدید قاف ہو اور ابن ذکوان نے ابن عامر سے عاقدتم روایت کی. حاصل آنکہ لغو پر کفارہ نہین ولیکن جس پر تم عقد مین
کرو اسکے مقابلہ مین مواخذہ ہو پس اسکی صورت یہ کہ قصد سے ایک چیز پر قسم کھاؤ - اور اس تفسیر پر یمین غموس جو تیسری قسم ہے وہ بھی اسمین داخل ہوگی اور
معنی یمین غموس کے یہ ہین کہ کوئی بات گذری ہوئی ہے اسپر جان بوجھکر اُس کے برخلاف قسم کھائی مثلاً زید نے ایک آدمی کو دس روپیے دیئے ہین اور
سمجھتا ہے پھر اُس نے قسم کھائی کہ نہین دیئے ہین تو تفسیر مذکور پر یہ قسم بھی بقصد ونیت ہو لہذا کفارہ لازم ہوگا اور یہی امام شافعی کا قول ہو اور امام ابو حنیفہ
وغیرہ علماء نے کہا کہ عقد الایمان کے یہ معنی ہین کہ جس بات پر قسم کھائی ہے اُس کو پورا کرنے پر عزم مصمم ہو اور یہ بات یمین غموس مین ہو نہین سکتی ہو پس یمین غموس اسمین
داخل نہین ہو و مؤلف فتح البیان نے نقل کیا کہ یمین غموس ایک قسم زور ہو مکر وفریب وجھوٹ کیساتھ پس ایسی قسم کھانے والا اسکا سخت گناہ اپنے سر پر لادلیتا ہو اور وہ
معقود نہین اور نہ اسپر کفارہ ہو اور یہی جمہور علماء سلف وخلف کا قول ہو اور شافعی رح نے کہا کہ وہ معقود ہوتی ہو کیونکہ مکتسب بقلب و معقود بخبر و مقرون باسم اللہ تعالی ہو
لیکن قول جمہور علماء ماخوذ ہو اور جتنی حدیثین کہ قسم کا کفارہ دینے مین وارد ہین سب اسی قسم معقود کی طرف راجع ہین اور یمین غموس کی طرف کوئی بھی راجع نہین بلکہ یمین
غموس مین سوائے سخت وعید کے اور کچھ نہین اور احادیث سے ثابت ہو کہ یمین غموس یا یمین الزور بہت بڑا کبیرہ گناہ ہے جس کو ایمان مٹنے والا ظاہر فرمایا اور یہی مذہب
امام ابو حنیفہ رح کا ہو فَكَفَّارَتُهٗ پس کفارہ قسم ف جب جھوٹ ہو جائے یعنی وہ قسم توڑے تب کفارہ ہو ولیکن لفظ یمین مؤنث ہو پس ضمیر اسکی طرف راجع ہونا جیسا
کہ شیخ عکبری وغیرہ نے کہا ہو باین معنی ہو کہ یمین بمعنی حلف ہو اور بعض نے کہا کہ ما موصولہ کی طرف پس تقدیر کلام آنکہ فکفارۃ نکثہ یعنی کفارہ قسم توڑنے کا چنین چنان
ہے اور یہی زمخشری رح نے مقدر کیا اور یہی اولی ہو پھر کفارہ بیان فرمایا کہ تین چیزون مین سے ایک چیز ہے اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ
اَهْلِيْكُمْ کھانا دینا دس مسکینون کو اوسط اس چیز سے کہ کھلاتے ہو تم اُس سے اپنے اہل وعیال کو ف یعنی نہ اعلی درجہ کا ہو اور نہ ادنی درجہ کا ہو بلکہ جو غالب استعمال
مین ہو پھر اطعام مین آیا کھلانا ضرور ہو یا ان کو مباح کر دینا بھی کافی ہے اور کھلانے مین ایک وقت ہو یا دونون وقت اور ہر مسکین کے واسطے کیا مقدار ہو اور مساکین
کوئی ہون یا اسی شہر والے ہون جہان کا قسم کھانے والا ہو - جواب آنکہ چاہے کھلاوے اور چاہے مباح کرے و شافعی رح کے نزدیک مالک کر دے اور کھلانے
مین دونون وقت کھلاوے تب ادا ہوگا اور ابن عبد البر نے کہا کہ فقہاء امصار ائمۃ الفتوی کا یہی قول ہو اور حسن بصری و محمد بن الحنفیہ سے روایت ہو کہ ایک ہی وقت
کافی ہے پھر پیٹ بھرے چاہے جسقدر ہو اور اگر دیوے تو ہر مسکین کو آدھا صاع گیہون یا چھوہارے کا دیوے اور یہی قول حضرت عمر و علی وعائشہ ومجاہد
وسعید وشعبی وابراہیم وابو مالک وغیرہ کا ہے. اور امام ابو حنیفہ رح نے کہا کہ گیہون سے آدھا صاع اور دوسرے طعام سے ایک صاع دیوے اور ابن ابی حاتم نے
ابن عباس رض سے روایت کی کہ ہر مسکین کو گیہون کا ایک مد دیوے اور اس کے ساتھ کے کھانے کو بھی دیوے روکھا نہ دیوے - اور یہی ابن عمر و زید بن ثابت
وسعید بن المسیب و مجاہد و عطاء و عکرمہ و جابر بن زید و قاسم و سالم و زہری وابو سلمہ و سلیمان بن یسار و حسن و محمد بن سیرین سے مروی ہو اور شافعی رح نے
کہا کہ نبی صلعم کی مد سے ایک مد ہر مسکین کو دیوے ولیکن اسکے ساتھ کے واسطے کچھ نہین کہا اور امام احمد نے کہا کہ گیہون سے ایک مد دیوے اور دیگر طعام سے دو مد
دیوے - پھر یہ شرط نہین کہ مسکین اسی شہر کے ہون بلکہ جو حاجت والا قدر کفایت نہ پاتا ہو اس کو کھلاوے اور بالاتفاق ایک ہی مسکین کو دینا کافی نہین
جیسے کپڑے مین ہو - پھر دوسری چیز سے کفارہ بیان فرمایا اَوْ كِسْوَتُهُمْ یعنی یا دس مسکینون کو کپڑا دیوے. پھر یہ کسوۃ کسقدر ہو تو مفسر رح نے بنا بر

Marfat.com

مذہب شافعیؒ کہا کہ اسقدر ہو جو کسوۃ یعنی لباس کہلاتا ہو مانند قمیص و عمامہ و ازار یعنی تہ بند کے اور ابو حنیفہؒ نے کہا کہ اسقدر [illegible]
اور مالکؒ و احمدؒ نے کہا کہ ہر مسکین کو لباس اسقدر دینا ضرور ہے کہ جسمین نماز صحیح ہو جاتی ہے مرد کو مرد کے لائق اور عورت کو اسکے لائق [illegible]
نے کہا کہ جامع کپڑا ہو مانند دولائی و چادر کے اور فقط کرتا و کرتی اوڑھنی کے مانند اُن کے نزدیک جامع نہیں اور کافی نہیں ہو۔ پھر امام [illegible]
گر ایک ہی مسکین کو دس روز کھانا متفرق دیا تو جائز ہو اور ایک ہی دفعہ دیدینا بالاتفاق نہیں جائز ہے اسواسطے تفرق منصوص ہو پھر تیسری بات بیان کی [illegible]
تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ یا آزاد کرنا ایک ردہ کا خواہ غلام ہو یا باندی ہو۔ رہا یہ کہ مسلمان ہونا شرط ہو یا نہیں تو مفسر سیوطیؒ نے کہا کہ مسلمان بردہ شرط ہے کیونکہ [illegible]
اگرچہ مطلق بردہ مذکور ہو کوئی خصوصیت مسلمان کی نہیں لیکن کفارۂ ظہار و کفارۂ قتل مین مسلمان ہونیکی قید منصوص ہو پس یہان کے مطلق کو اسی مقید پر محمول کیا [illegible]
اور یہ ایک جماعت علمار کا قول ہو۔ اور اکثر علمار نے ظاہر آیت پر کہا کہ مسلمان ہونا شرط نہین ہو چاہے کافر بردہ آزاد کردے تو کافی ہو اور یہی امام ابو حنیفہؒ کا
قول ہو فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ پھر جس نے نہ پایا تو روزے تین دن کے ف اسکا کفارہ ہو جبکہ طعام و لباس و بردہ مین سے کوئی نہ پاوے پس
اسمین اتفاق ہو کہ اگر اشیار مذکورۂ بالا مین سے کوئی نہ پاوے تب تین دن کے روزے کافی ہین۔ اب یہ باقی کہ تین دن پے در پے ہون یا چاہے متفرق تین روزہ
روزہ رکھے پس مفسر سیوطیؒ نے بنابر قول امام شافعیؒ کے لکھا کہ ظاہر آیت یہ ہو کہ پے در پے ہونا شرط نہین ہو اور یہی امام مالک کا قول ہو اور امام ابو حنیفہؒ
و احمدؒ و ثوریؒ نے اسکو شرط کیا بسبب اسکے کہ حضرت ابن مسعودؓ کی قرأۃ مین فصیام ثلثۃ ایام متتابعات۔ آیا ہو اور یہی ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی قرأۃ منقول ہے
اور یہ قرأۃ ایسی مشہور ہو کہ اس سے کتاب یعنی مصحف کے اندر بحسب معنی زیادت کرنا روا ہو یعنی اس قرأۃ کی دلیل سے فصیام ثلثۃ ایام۔ کے جو مطلق ہی پے در پے مراد
ہونیکے معنی لئے جائینگے اگر کہا جائے کہ قضائے رمضان کے مسئلہ مین تم کیون پے در پے معتبر نہین رکھتے حالانکہ اسمین بھی ابی بن کعبؓ کی قرأۃ فعدۃ من ایام اُخر
متتابعات۔ مروی ہو تو جواب یہ کہ یہ روایت مشہور نہین بلکہ شاذ ہو اور شافعیہ نے جواب دیا کہ قرأۃ ابن مسعودؓ کی منسوخ ہے یعنی پہلے تتابع کی قید تھی پھر منسوخ ہوئی
اور ظاہر ناسخ اُس روایت کو ٹھہرایا جو دارقطنی نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی کہ پہلے نزول ہوا فصیام ثلثۃ ایام متتابعات پھر ساقط ہوا متتابعات۔ پس
ظاہر اس سے یہ ہو کہ حکم و تلاوت دونون منسوخ ہوئے پھر یہ جواب شافعیہ کی طرف سے بنابر آنکہ اکثر اصحاب شافعی کے نزدیک شاذ قرأۃ پر عمل روا ہے اور بعض کے
نزدیک نہین روا ہو تو اُن کی طرف سے یہی جواب ہے لیکن اُنپر وارد ہوتا ہو کہ چور کا دایان ہاتھ کاٹنے مین قرأۃ ابن مسعودؓ یعنی فاقطعوا ایمانہما سے حجت پکڑی حالانکہ
شاذ ہو پھر ان کے جواب مین یہی کہا جائیگا کہ قرأۃ ابن مسعودؓ کی مشہور ہے اگرچہ متواتر نہ ہو لیکن اسکے اثبات مین اشکال ہو واللہ اعلم۔ اور اولیٰ جواب یہ ہو کہ روایت
دارقطنی از عائشہؓ جسکو ناسخ قرار دیا ہو نسخ کے معنی مین محکم نہین باوجودیکہ نسخ آخری رتبہ رکھتا ہو جب تک فاق ممکن ہو نسخ مرجوح ہوگا پس قرأۃ ابن مسعودؓ کی طرف
اسکو راجع کرنا بطریق تاویل کے متعین ہوا اور بعد تعین قرأۃ تتابع کے وہ حجت ہو واللہ اعلم۔ اور ابن کثیرؒ نے لکھا کہ امام شافعیؒ نے کتاب الام مین ایک مقام پر یہ بھی
منصوص کردیا کہ ان روزون مین پے در پے رکھنا واجب ہے جیسا کہ حنفیہ و حنابلہ کا قول ہو اور ابی بن کعبؓ وغیرہ سے مروی ہوا کہ یہ لوگ ثلثۃ ایام متتابعات۔ پڑھتے تھے۔ [illegible]
ابو العالیہ عن ابی بن کعبؓ حکاہا مجاہد و الشعبیؒ و ابو اسحق عن عبد اللہ بن مسعودؓ اور ایسا ہی ابراہیم نخعی نے بھی بیان کیا اور اعمش نے کہا کہ ابن مسعودؓ کے شاگرد یہی قرأۃ
پڑھتے تھے۔ قال ابن کثیرؒ یہ قرأۃ اگرچہ متواتر ثابت نہو تب بھی اس سے کم نہین کہ خبر واحد یا تفسیر واحد یا تفسیر صحابہ سے ہو اور وہ مرفوع کے حکم مین ہوتی ہو پھر ابن مردویہ
کی روایت ابن عباسؓ ذکر کی کہ اس آیت کے نزول پر حذیفہؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ ہم لوگ مختار ہین فرمایا کہ ہان تو مختار ہو چاہے بردہ آزاد کر اور چاہے کپڑا دیدے اور چاہے
کھانا کھلادے اور جو اسکو نہ پاوے تو وہ پے در پے تین روزے رکھے قال حدیث غریب جدا۔ ذٰلِكَ ذلک کا اشارہ امور مذکورہ کی طرف ہو اسی واسطے تلک نہین فرمایا [illegible]
ہوسکتا تھا اور ایسے ہی مقامات سے استنباط کر کے کہا گیا کہ حرف قرآن مجید مین جہان قرأۃ بصیغۂ مذکر و مونث مین اختلاف ہو تو معنی کی تمامت [illegible]
بن سکتے ہون لیکن مذکر راجح ہو چنانچہ یہان باوجودیکہ تلک کا اشارہ ان اشیار کی طرف اظہر تھا مگر ذلک آیا بتاویل آنکہ۔ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ [illegible]

Marfat.com

[یہ] کفارہ ہے تمہاری قسم کا کفارہ ہے جب تم قسم کھاؤ ف یعنی جبکہ قسم کھاؤ اور اسمین حانث ہو جاؤ۔ بایں طور کہ تم سے پوری نہ ہو سکے خواہ اپنے اختیار سے اسکو عمداً توڑ دو خواہ بطریق گناہ کے مثلاً آج کے روز ظہر کے وقت دو رکعت نفل پڑھنے پر قسم کھائی مگر عمداً نہیں پڑھی تو حانث ہوا اور یہ حرام ہے یا بطریق اجازت شرعی کے مثلاً کسی امر نیک کے نہ کرنے پر قسم کھائی جیسے کہا کہ ظہر کی دو سنتیں کبھی نہیں پڑھونگا تو شرع لازم کرتی ہے کہ قسم توڑے اور اگر بجائے دو سنت کے نفل کہی ہوتی تو قسم توڑنا مستحب تھا اور اگر فرض یا واجب کہی ہوتی تو قسم توڑنا فرض تھا پس اس صورت مین قسم توڑنے سے گنہگار نہ ہوگا لیکن کفارہ واجب ہوگا بخلاف عمداً بلا اجازت شرعی توڑنے کے کہ اسمین گناہگار بھی ہوگا اور کفارہ بھی واجب ہوگا اسی واسطے فرمایا۔ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ اور حفاظت رکھو اپنی قسموں کی ف اور یہ کمال تاکید ہے حالانکہ مقصود الفاظ قسم کی حفاظت نہیں بلکہ قسم کو توڑنے سے بچائے رکھو اور معلوم ہو چکا کہ یہ اسی قسم کے بارہ مین ہے جو کسی نیک کام نہ کرنے یا لوگون کے درمیان اصلاح و درستی نکرنے پر ہو ورنہ اسکا توڑنا مباح یا واجب یا فرض ہوگا اور سورۂ بقرہ کی آیت مین ایسی قسم توڑنے کا حکم مذکور ہو چکا ہے۔ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ ایسے ہی بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے نفع کیلئے اپنے احکام کو لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ تاکہ تم اس نعمت پر شکر گزاری کرو ف اگر بندہ نے حکم الٰہی پر عمل کیا تو اُس نے شکر ادا کیا اور اسمین تنبیہ ہے کہ بیان شریعت بھی بڑی نعمت ہے کیونکہ اس سے حصول جنت و رضائے الٰہی و درستی اخلاق ہے جس سے زندگانی دائمی حاصل ہوتی ہے اور اس سے بڑھکر کون نعمت ہوگی کہ جسمین یہ اوصاف ہوں فتدبر۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ

اے ایمان والو یہ جو ہے شراب اور جوا اور بت اور پانسے گندے کام ہین شیطان کے سو اُن سے بچتے رہو شاید

تُفْلِحُوْنَ ۝ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاۗءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ

تمہارا بھلا ہو شیطان یہی چاہتا ہے کہ ڈالے تم مین دشمنی اور بغض شراب سے اور جوئے سے اور روکے تمکو اللہ کی یاد سے

عَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ۝ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰي رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

اور نماز سے پھر اب تم باز آؤ گے۔ اور حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور بچتے رہو پھر اگر تم پھرو گے تو جان لو کہ ہمارے رسول کا ذمہ یہی ہے پہنچا دینا کھولکر

اوپر کے کلام سے ظاہر ہوا کہ بیان شرائع نعمت ہے از انجملہ قسم کے احکام بیان ہو چکے اور اس کے حفاظت کی تاکید ہے اور شراب سے جو بد دماغی ہوتی ہے وہ کسی حفاظت کو باقی نہیں رکھتی حتی کہ کلام اللہ تعالیٰ بھی بھول جاتا ہے پس بعد ترغیب اس امر کے کہ شرائع جو بیان ہوں ان کو نعمت غیر مترقبہ سمجھا اور دل وجان سے عزیز کرلو اور نفس کی خواہش پر نظر نہ کرو بیان حرمت شراب وغیرہ مذکور فرمایا۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اے ایمان والو ف کہا گیا خطاب مومنون کو بسبب اُن کے مطیع ہونے کے ہے ورنہ ذمی و کافر سب پر حرام ہے اور بعض نے کہا کہ مخصوص مومن مخاطب ہین اور یہ مسئلہ فرع ہے اس اصل کی کہ کافرون کو ایمان و فروع مسائل دونون سے خطاب ہے یا فقط ایمان سے خطاب پھر بعد ایمان کے ان پر فروع احکام لازم ہون گے اور فائدہ اس اختلاف کا ایسی صورت مین ظاہر ہوتا ہے کہ مثلاً رمضان مین کسی ایسے کافر نے پانی مانگا جو کچھ عذر نہیں رکھتا چنانچہ مسلمان ہوتا تو اُسپر اس دن روزہ رکھنا فرض تھا پس بنا بر قول اول کے پانی دینا مکروہ ہوگا اگرچہ روا ہے کہ بطور فسق کے روزہ نہ رکھے اور بنا بر قول دوم کے نہیں مکروہ ہے اور یہی قول علماء حنفیہ رح ہے اور یہان بھی مومنون کو خطاب کیا کہ اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ خمر اور قمار اور بُت اور [پانسے] سب خبیث پلید شیطان کے کام ہین سو تم اس رجس سے پرہیز کرو ف پھر ان مین سے ہر ایک کی تفصیل ضرور ہے۔ واضح ہو کہ مفسر سیوطی رح نے کہا [خمر] نشہ کی چیز جو عقل کو مخمور کر دے اور صحیح یہ کہ بیہوش ہو جانا شرط نہیں ہے و صحیح یہ کہ فقط انگور سے ہونے پر منحصر نہیں ہے بلکہ چھوہارے و انگور و شہد و دیگر بکثرت [شراب] ہوتی ہے مترجم کہتا ہے کہ امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک خمر منصوص فقط انگور یا مع خرما یعنی چھوہارہ ہے اور باقی بذریعہ نصوص حدیث کے

Marfat.com

حرام ہین جبکہ نشہ ہو۔ المیسر قمار یعنی جوا معروف ہے اور ظاہر یہ کہ فعل قمار حرام ہے خواہ داؤ پر مال ہو یا نہو بسند ضعیف از حضرت علی ...
عطا و مجاہد۔ اخروٹ سے بچون کا کھیلنا بھی میسر ہے۔ ظاہر امراد آنکہ یہ فعل بھی یہی ہے اگرچہ لڑکے بسبب صغر کے ماخوذ نہون ...
منع نہ کرنے والے پکڑے جاوینگے۔ عن ابن عمرؓ میسر قمار ہے اور کہا کہ شطرنج بدتر از نردشیر ہے اور نردشیر کے بارہ مین ...
ہے کہ جو اسکو کھیلے گویا اُس نے سور کے خون و گوشت مین ہاتھ سوندے۔ اور ایک روایت احمد مین ہے کہ پھر نماز کو کھڑا ہوا تو ایسا کہ جیسے کوئی ...
خون سے وضو کر کے نماز پڑہنے کھڑا ہوا۔ عن سعید بن المسیب زمانہ جاہلیت والون کا قمار یہ تھا کہ گوشت کو ایک بکری یا دو بکری کے بدلے فروخت کیا۔ قال المترجم
اسمین دلالت ہے کہ گوشت مین بڑھتی نہین جائز ہے اور تحقیق فقہ کیواسطے ترجمہ عالمگیری و عین الہدایہ کی طرف متوجہ ہو۔ عن الزہری عن الاعرج ... پھلون ... مال ...
پھیکنا۔ قال المترجم جیسے اس زمانہ مین گھڑی وغیرہ مال پر چھٹی ڈالنا حرام ہے عن القاسم بن محمد جو چیز کہ یاد الٰہی سے اور نماز سے غافل کرے وہ میسر ہے اور حضرت
علیؓ و ابن عمرؓ سے مذکور ہوا کہ شطرنج تو خود نردشیر سے بھی بدتر ہے اور مالکؒ و ابو حنیفہؒ و احمدؒ نے شطرنج حرام ہونے پر تنصیص کردی ہے اور شافعیؒ نے مکروہ
کہا ہے۔ قال المترجم شرح مسلم مین مولوی عبد العلی بحر العلوم و میزان شعرانی وغیرہ کتابون مین لکھدیا کہ امام شافعی جائز رکھتے ہین اور امام نووی نے شرح مسلم
مین کہا کہ صحیح قول شافعیؒ یہ ہے کہ وہ مکروہ تحریمی ہے اور یہی ہدایہ مین حنفیہ سے نقل کیا اور بعض سے نقل کیا کہ اسمین کچھ مضائقہ نہین ہے اور اگر بازی لگا کر
شطرنج کھیلے تو بالاجماع حرام ہے۔ الانصاب عن ابن عباسؓ و مجاہد و عطا، و سعید بن جبیر و حسن وغیرہم۔ یہ پتھر تھے جن کے پاس مشرکین اپنی قربانی کے جانور
ذبح کرتے تھے اور معنی اسکے دوسری روایات سے معلوم ہوئے کہ بتون مین تفصیل تھی بعض کے پاس ذبح کرتے اور بعض کے حضور مین مذبوحہ پیش کرتے
پس مراد آنکہ انصاب وہ بت ہین جنکے سامنے قربانی کرتے تھے اور آیت کریمہ مین مطلق بت کے تعلق سے ممانعت ہے پھر جس مخلوق کی تعظیم مین ذبح ہو وہ جانور
مردار ہوگا چنانچہ فقہ مین مصرح ہے لہذا شیخ صدو کا بکرا و اسی کے مانند دیگر بھی حرام ممنوع ہین۔ الازلام۔ یہ بھی تیر کے مانند چھوٹی چھوٹی ڈنڈیان تھین جنسے
فال لیا کرتے تھے اور اوپر اسکی تفسیر گذر چکی ہے رجس بالفتح و بالکسر ہر عمل قبیح اور رکس بمعنی پلیدی و بدبو اور رجز بمعنی عذاب و بت وغیرہ الیسا ہی ابن زید
سے منقول ہے اور عمل شیطان سے یہ مراد کہ اسی کی زینت دینے و بھلاد کھانے سے یہ کام ہوتے ہین اور یہ مراد نہین کہ وہ خود اپنے ہاتھون کرتا ہے اور بعض نے
کہا کہ پہلے اس نے خود کئے پھر آدمیون نے اسکی پیروی کی اور یہ اس تقدیر پر کہ شیطان بصورت حیوان مجسم ہوا۔ اور ضمیر فاجتنبوہ۔ یا تو رجس کی طرف راجع
ہے یا بجانب ہر واحد از مذکور راجع ہے یعنی فاجتنبوا کل واحد مما ذکر یعنی ہر ایک امر پلید مذکورہ سے اجتناب کرو۔ اور قولہ لعلکم تفلحون۔ اے فلاح پاؤ ان
محرمات کے چھوڑنے سے۔ اور کشاف مین کہا کہ خمر و میسر کی حرمت کو اس کلام پاک سے جسمین بچند وجوہ بلاغت تاکید ہے مؤکد فرمایا از آنجملہ یہ کہ انما سے مصدر
کیا باوجودیکہ جملہ اسمیہ ہے اور از آنجملہ یہ کہ خمر و میسر کو بت پرستی سے مقارن کیا جیسے روایت ہے کہ شراب خوار جیسے بت پرست دونون برابر ہین از آنجملہ کہ اسکو رجس
فرمایا جیسے بتون کی نسبت فرمایا۔ فاجتنبوا الرجس من الاوثان۔ از انجملہ یہ کہ دونون کو شیطان کے عمل سے قرار دیا حالانکہ شیطان سے سوائے خالص
شر کے کوئی نیک کام تو اللہ تعالیٰ کی درگاہ مین ہو نہین سکتا ہے از انجملہ کہ اُن کے ارتکاب سے اجتناب کرنیکا حکم دیا۔ از انجملہ یہ کہ اُن کے اجتناب سے فلاح
پانے کو ذکر فرمایا پس جبکہ اجتناب سے فلاح ہوئی تو ارتکاب سے ضرور خواری و بربادی ہوگی۔ از انجملہ یہ کہ جو وبال ان دونون سے پیدا ہوتا ہے ...
آئندہ ذکر فرمایا یعنی شراب خوارون و جواریون کے درمیان آپس مین ایک دوسرے سے حسد و بغض پیدا ہوتا ہے ...
کا اعمال آخرت مین ہے وہ بھی ذکر فرمایا یعنی ذکر الٰہی سے باز رہنا اور نماز کے اوقات کی نگہداشت نہ کرنا انتہی ...
اہل علم نے بیان فرمایا ہے کہ شراب کا حرام کیا جانا بتدریج ہوا ہے کیونکہ لوگون کو شراب پینے کی عادت تھی پس کمال حکمت ...
حرام فرمایا پس پہلی آیت جو اس بارہ مین اتری وہ قولہ یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیہما اثم کبیر و منافع للناس ہے پس ...

Marfat.com

بعض نے نہیں چھوڑا پھر نازل ہوا۔ قولہ لاتقربوا الصلوٰة وانتم سکاری حتی تعلموا ما تقولون الآیہ۔ پس بعض نے چھوڑا اور کچھ باقی رہے جنھون نے نماز کے اوقات کے سوائے وقتون مین پینا باقی رکھا یہانتک کہ یہ آیت اُتری۔ انما الخمر والمیسر والانصاب الآیہ پس بالکل حرام ہوگئی اور اس کی حرمت مین جو تشدید و تاکید ہے اہل بلاغت خوب سمجھتے ہین او چند وجوہ اوپر مذکور ہوئین اور احادیث صحیحہ مین اُس کے پینے والے بلکہ لانے والے و بیچنے والے و اعانت کرنیوالے پر حتی کہ دس پر بحدود وعید شدید آئی ہی جنکا ذکر عین الہدایہ مین ہی۔ بالجملہ اسکے کبیرہ گناہ ہی اور مسلمانون کے سب فرقے اسپر اجماع و اتفاق رکھتے ہین کہ یہ حرام ہی۔ تفسیر ابن کثیر مین ہی کہ عمر بن الخطابؓ نے کہا کہ اے پروردگار ہمارے واسطے خمر کے بارہ مین بیان شافی بھیجدے پس سورۂ بقر کی آیت یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیہما اثم کبیر الخ نازل ہوئی تو عمرؓ کو بلاکر انکو سنائی گئی عمرؓ نے پھر دعا کی کہ اے پروردگار ہمارے واسطے خمر کے بارہ مین بیان شافی بھیجدے پھر سورۂ نسا کی آیت لاتقربوا الصلوٰة وانتم سکاری نازل ہوئی پس آنحضرت صلعم کا منادی بروقت حی علی الصلوٰة کے پکارتا کہ جو شخص شراب سے نشہ ہو وہ نماز کے پاس نہ آئے پھر عمرؓ کو بلاکر اُن کو سنائی گئی تو عمرؓ نے دعا مانگی کہ اے پروردگار شراب کے بارے مین بیان شافی بھیجدے پس سورۂ مائدہ کی آیت انما الخمر والمیسر الخ نازل ہوئی پس عمرؓ کو بلاکر اُن کو سنائی گئی تو جب قولہ تعالیٰ فہل انتم منتہون تک پہونچے تو عمرؓ نے کہا کہ اے پروردگار ہم باز رہے ہم باز رہے۔ رواہ احمد و ابوداؤد والنسائی والترمذی وصححہ ہو وعلی بن المدینی۔ اور واضح رہے کہ جمہور علما کے نزدیک خمر کا لفظ شراب انگور سے مخصوص نہین ہی بلکہ ہر شراب کو جو مسکر ہو شامل ہی اور صحیحین مین عمرؓ بن الخطابؓ سے ثابت ہوا کہ اُنھون نے منبر پر خطبہ مین فرمایا کہ اے لوگو خمر کا حرام ہونا نازل ہوا اور خمر پانچ چیزون سے تھی۔ ایک انگور سے دوم چھوہارے سے سوم شہد سے۔ چہارم گیہون سے اور پنجم جو سے اور خمر وہ ہے جو مخامر عقل ہو۔ قال المترجم آخر کا جملہ اس امر کا بیان ہی کہ خمر انھین پانچ چیزون سے مخصوص نہین بلکہ جو چیز پینے کی ایسی ہو کہ عقل کی مخامرت کرے وہ خمر و حرام ہی اور یہ فقہا کے نزدیک بالاتفاق ہی اور خلاف ابوحنیفہؒ بمعنی قطعی و ظنی ہی پس روا نہین ہی کہ کوئی شخص شراب کے دو ایک قطرے پیئے اور گمان کرے کہ اسقدر سے مخامرت نہ ہوگی اور حاصل آنکہ جو چیز ایسی ہو کہ اسکے کسی مقدار بھر پینے سے نشہ ہوتا ہو تو وہ تھوڑی بھی حرام ہی اور کلیہ اسمین وہ حدیث ہی کہ ہر مسکر حرام ہی۔ پھر واضح ہو کہ مسکر کے مانند مخدر بھی حرام ہی یعنی جسکے استعمال سے بسبب تخدیر کے حواس مین اختلال ہوجاتا ہی جیسے افیون و بنگ وغیرہ کیونکہ سنن ابوداؤد مین حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلعم نے ہر مسکر و ہر مخدر سے نہی فرمائی ہی اور اسناد اس حدیث کی حسن حجت ہی اور نہی سے مراد تحریم ہے بقرینہ عطف مسکر کے اور عین الہدایہ للمترجم وغیرہ مین لبن الخشخاش یعنی افیون کے مکروہ تحریمی ہونے کا فتوی منصوص مذکور ہے جس شخص کو عادت ہو اگر عزم کیا کہ چھوڑ دے و توبہ کرے تو کمی کرنے تک کہ چھوٹ جائے عفو ہے اور ایک بارگی چھوڑنا واجب نہین ہی۔ یہی ابن حجرؒ نے فتوی دیا۔ کما فی الشامی اور تحریم خمر و اس کی وعید و مذمت مین بہت کثرت سے احادیث ہین جنمین سے ایک بھاری ٹکڑا شیخ ابن کثیر رحمۃ اللہ نے تفسیر مین وارد کیا ہے اور چونکہ یہ احادیث صحیحہ توضیح اسی آیہ کریمہ کی ہین پس اسقدر تنبیہ کافی ہے تاکہ آیت مین غور کرین کہ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان پر نہایت تاکید سے اس کو حرام کیا بقولہ انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ۔ پھر اس سے اجتناب کرنے پر وعدۂ ثواب فرمایا بقولہ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ تاکہ تم فلاح پاؤ ف حرف لعل جہان اللہ تعالیٰ عزوجل کی طرف سے آیا ہی وہ قطعی ہی یعنی جو بندے اس سے اجتناب کرینگے درحالیکہ مومن ہین تو وہ ضرور فلاح پاوینگے پھر ان کے مقاصد دنیاوی کی خرابی کی طرف اشارہ کیا بقولہ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاۗءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ۔ شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ خمر و میسر مین تمھارے درمیان عداوت و کینہ ڈالدے ف یعنی جب تم شراب پیوگے اور جوا کھیلوگے تو شیطان تم مین عداوت و بغض ڈالیگا کیونکہ ان دونون سے طرح طرح کے فتنے پیدا ہوتے ہین پس ان دونون کے مرتکب ہونے سے شیطان کی دو مرادین حاصل ہین ایک یہ کہ تم مین عداوت و بغض ڈلوادے اور دوسری کو عطف کرکے بیان فرمایا۔ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ۔ اور یہ کہ باز رکھے تم کو اللہ تعالیٰ کی یاد سے اور نماز سے ف جبکہ تم شرابخواری

وجوہ سے مین مشغول ہو۔ اور خاص کرکے یاد آلہی و نماز کو ذکر کیا حالانکہ دیگر افعال مثل روزہ و حج و زکوٰۃ و عدل وغیرہ بھی [illegible]
اسکے کہ جملہ افعال خیر مین سے یہ دونان سب مین سے بڑے اور دائمی ہین پھر تاکید فرمائی بقولہ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ پس بھلا تم باز [illegible]
استفہام لفظ مین ہے اور مراد یہ کہ۔ پھر تم باز رہوان دونون کے کرنے سے اور اوپر حدیث عمر رضی اللہ عنہ مین گذرا کہ حضرت عمرؓ نے جواب دیا [illegible]
ہم باز رہے ہم باز رہے اور حضرت انسؓ سے حدیث طویل مین یہ مضمون روایت ہے کہ ابو طلحہؓ کے گھر مین لوگ شراب کی دعوت مین تھے اور مین [illegible]
سب کو پلاتا پھرتا تھا کہ ناگاہ رسول اللہ صلعم کے منادی سے سنا کہ لوگو خبردار ہو جاؤ کہ شراب حرام ہو گئی بس قسم ہے اللہ تعالیٰ عزوجل کی کہ
پھر کسی نے شراب کو منھ نہ لگایا اور ابو طلحہؓ نے حکم دیا کہ اے انس تو سب شراب کو گلی مین بہا دے۔ اور نیز مروی ہے کہ مدینہ کے جنگل و گلی کوچہ مین شراب
بہتی تھی۔ پھر واضح ہو کہ اکثر احادیث مین آیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے شراب کے فروخت کرنے سے منع فرمایا اور اُسکی قیمت معاوضہ کو حرام کیا اور ابن عباسؓ نے
بھی یہی فتویٰ دیا کہ شراب کو بیچکر اسکے دام کھانا حرام ہین اور بخاری وغیرہ مین حدیث سے ثابت ہے کہ شراب کو اپنے عمل سے سرکہ کرنا بھی منع ہے اور اگر خود
سرکہ ہو جائے تو روا ہے لیکن فقہ کی بعض روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ سرکہ کر ڈالنا جائز ہے اور تمام بحث عین الہدایہ للمترجم مین ہے پھر اللہ تعالیٰ
نے اس سے اجتناب کو اطاعت فرماکر تاکید کی بقولہ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَاحْذَرُوا۔ اور اللہ تعالیٰ و رسول کی طاعت کرو اور پرہیز رکھو **ف**
نافرمانی و جملہ معاصی کے ارتکاب سے۔ فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ پھر اگر تم نے منھ موڑا **ف** طاعت سے تو فَاعْلَمُوا أَنَّمَا عَلَىٰ رَسُولِنَا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ جان رکھو کہ ہمارے رسول
پر یہی لازم ہے کہ تم کو کھلا بیان پہونچا دے **ف** اور تم کو بدلا دینا ہمارے اختیار مین ہے یعنی نہ مانوگے تو سزا پاؤگے جیسے مانوگے تو ثواب جمیل ملیگا اور دنیا چند
روزہ ہے اور آخرت باقی و دائم ہے **ف** فی العرائس حبب اللہ تعالیٰ نے بندون کو اپنے لطف و انعام سے بقولہ وکلوا مما رزقکم اللہ حلالاً طیباً۔
سرفراز و ممنون فرمایا تب پھر اپنی اطاعت و رسول علیہ السلام کی طاعت و فرمانبرداری کا حکم دیا تاکہ اُن کو آداب درگاہ و علامات عبودیت و خدمت
کی تعلیم سے آراستہ فرماوے اور ایک دم کی مخالفت سے بھی تحذیر فرمائی بقولہ واطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واحذروا۔ پس اللہ تعالیٰ کی طاعت تو اسکے
ہیبت کی دیدار سے ہے اور رسول علیہ السلام کی طاعت اسکی حلاوت محبت سے ہے اور حذر اس طرح کہ قدم کے جو اوصاف ہین اُن کے ساتھ کسی حدث و
معدوم کا لگاؤ نہ رکھے اور ارواح کو منازل اجلال مین محبوس کرے اور حاصل آنکہ معاملات مین مستقیم رہو اور اُن معاملات پر نظر رکھنے اور ان کے عوض و
ثواب پر نظر رکھنے سے بچو تاکہ اس نظر کی وجہ سے انعام دینے والے کے مشاہدہ سے محجوب ہو۔ **قال المترجم** بہت سے اکابر نے تصریح کر دی ہے کہ عمل نیک کے
ثواب وغیرہ کسی چیز پر جب تک نظر ہے تب تک عبادت مین خلوص ہوگا لیکن معنی یہ ہین کہ اپنی طاعت کو دیکھے حالانکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت ادا کرنا بالکل محال
ہے اور اگر ثواب کی نیت رکھے تو یہ جائز ہے کہ ثواب جنت یا نجات جہنم مقصود ہو لیکن اعلیٰ یہ ہے کہ رضائے حق عزوجل مراد ہو اور نیز حذر کرو اس امر سے کہ
طاعت آلہی یا طاعت رسول مین کوئی ریا پوشیدہ رہے یعنی طاعت خدا و رسول مین ظاہری ریاکاری تو خود ہر شخص کو معلوم ہے اور ایک قسم کی پوشیدہ و
خفیہ ریاکاری ہوتی ہے وہ بھی نہ آنے پائے اور طاعت رسولؐ مین کسی قسم کا خفیہ شک بھی نہ رہے اور اس امر سے حذر کرو کہ طاعت بجالانے مین تمھارے نفس کو
کراہت ہو بلکہ عین محبت و اخلاص سے طاعت ادا کرو تاکہ انانیت کے دعوی سے خارج ہو کر سوزش عشق کے مرتبہ پر پہونچو کیونکہ جو شخص خلوص محض
سے اللہ تعالیٰ کی بندگی ادا کرتا ہے وہ ربوبیت کے وصف سے متصف ہو جاتا ہے لیکن یہ مقام خطرہ کا ہے چنانچہ اخبار مین آیا ہے کہ [illegible]
علی خطر عظیم۔ جو اخلاص والے ہین وہ بڑے خطرہ مین پڑے رہتے ہین اور نیز یہ وجہ ہے کہ وہان قدم مین حدث کا ملنا پایا جاتا ہے اور [illegible]
درحقیقت حادث ہے وہ اس گمان غلط مین پڑ جاتا ہے کہ مکر ازلی کا شیر سو رہا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فلا یامن مکر اللہ الا القوم [illegible]
واسطیؒ نے اس آیت مین کہا کہ حذر رکھنا بندے سے کسی حال مین زائل نہین ہوتا اگرچہ وہ صفات کے تحت مین [illegible]

Marfat.com

پر موافقت پر قائم رہے اور جہان تک جب کبھی سر باطنی کو علم مزید حاصل ہو تو اسی قدر خوف آلہی بڑھتا جاوے **قال المترجم** عظمت و جلال آلہی غیر متناہی ہر لیکن پردہ پندار سے خواب غفلت ہر جیسے علم کی انتہا نہین ہر پس جسقدر علم مین کمال ہوتا جاوے اُسیقدر اسکو اپنی لاعلمی کا یقین بڑھتا جائیگا اور یہی علامت علم ہر ایسے ہی جسقدر علوم ظاہری سے ترقی بجانب علوم باطنی ہوتی جائے گی اُسیقدر عظمت کا انکشاف ہوگا اور خوف بڑھیگا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بندگان کرام کی شان مین فرمایا وہم من خشیۃ ربہم مشفقون یعنی وہ لوگ اپنے پروردگار کے خوف سے تھرتھراتے رہتے ہین اور حدیث مین ہر کہ انا اخشاکم اللہ یعنی تم مین سب سے زیادہ خوف آلہی عزوجل مجھپر طاری ہر۔ کما فی الصحیح۔ فافہم۔ اور نیز حذر کرنے کے یہ معنی کہ اپنی فرمانبرداری کو ملاحظہ کرنے سے حذر کرو کیونکہ ایسا کروگے تو درجۂ کمال سے گر جاؤ گے۔

لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
جو لوگ ایمان لائے اور کام نیک کئے اُن پر نہین گناہ جو کچھ پہلے کھا چکے جب آگے ڈرے اور ایمان لائے اور عمل
الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ
نیک کئے پھر ڈرے اور یقین کیا پھر ڈرے اور نیکی کی اور اللہ چاہتا ہے نیکی والون کو

ع ۷

**شیخ ابن کثیرؒ** نے ذکر کیا کہ براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب شراب حرام ہوئی تو لوگون نے کہا کہ یارسول اللہ اُن لوگون کا کیا حال ہوگا جنھون نے اُن کو حرام ہونے سے پہلے پیا ہے تب نازل ہوا قولہ لیس علی الذین آمنوا الآیۃ۔ رواہ ابوداؤد والطیالسی والترمذی وقال حسن صحیح۔ اور بیہقی کی روایت ابن عباس مین ہے کہ منافقین نے یہ اعتراض کیا تھا اور ابوبکر البزار کی روایت جابرؓ مین ہے کہ یہود نے ایسا کہا تھا و اسناد اسکی صحیح ہے لیکن غریب ہے اور روایت احمد از ابن عباسؓ مین ہر کہ لوگون نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ہمارے اُن ساتھیون کا کیا حال ہوگا جو مر گئے حالانکہ اسکو پیتے تھے اور بخاریؒ نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جنگ اُحد کے روز صبح کو صحابہ رضی اللہ عنہم مین سے کچھ لوگون نے شراب پی تھی حالانکہ بعد اسکے اسی روز سب کے سب شہید ہوئے اور یہ واقعہ قبل تحریم الخمر کے تھا۔ وقد رواہ ابوبکر البزار ایضاً مترجم کہتا ہے کہ توفیق ان روایات مین یہ ہر کہ یہود نے اور یہودی منافقون نے مومنون پر یہ اعتراض کیا اور بعض مومنین نے رسول اللہ صلعم سے بھی دریافت کیا تب نازل ہوا۔ قولہ لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا۔ کچھ بھی گناہ نہین ان بندون پر جو ایمان لائے و نیک کام کئے ایسی چیزین جو اُنھون نے کھائی ہون **ف** پس اسمین لیس حرف سلب و بالکلیہ نفی کو مقدم کرکے تنبیہ کی کہ گناہ نہ ہونا پہلے ہی مستقر رکھو اور اسکے تحت مین جناح نکرہ داخل کیا جس سے عموماً بالکل ہر گناہ کے نفی ہوگئی یعنی اس کے متعلق بالکل کوئی گناہ نہین ہر اور طعم کا استعمال کھانے مین ہر اور پینے کی چیزین مین بھی آتا ہے جیسے فرمایا۔ ومن لم یطعمہ فانہ منی۔ یعنی جو کوئی اس نہر کا پانی نہ پیے گا وہ میرے گروہ سے ہے۔ پھر ظاہر یہ ہر کہ سبب اگرچہ فقط سوال خمر کا تھا لیکن جواب عام ہر چنانچہ مفسر سیوطیؒ نے کہا۔ اے فیما اکلوا من الخمر والمیسر قبل التحریم یعنی حرام ہونیسے پہلے جو کچھ اُنھون نے شراب پی یا مال قمار کھایا اسکا اُن پر کچھ گناہ نہین۔ اور یہ ظاہر ہے کیونکہ گناہ و ثواب کا مدار عقل پر نہین ہر بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر چلنے یا نہ چلنے سے ہر پس جسکو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا اسکو نکرے تو ثواب ہر خواہ بروقت داعی موجود ہونیکے باز رہنے سے ثواب ہر یا عزم مصمم پر ثواب ہے جیسا کہ اصول فقہ مین اسکی بحث مذکور ہے اور جو حکم کو نہ مانے وہ کافر ہے اور جو اعتقاد رکھے لیکن حد سے تجاوز کر گیا بسبب نفس و شیطان کے غلبہ کے وہ فاسق ہر پس جبتک اسکو اللہ تعالیٰ نے حرام نہین کیا تب تک جس نے اس کو کھایا اسپر گناہ نہین۔ اِذَا مَا اتَّقَوْا جبکہ اُنھون نے تقویٰ کیا۔ **ف** ان چیزون سے جو حرام کی گئین اور بعض نے کہا کہ تقویٰ کیا شرک و کفر سے اور بعض نے کہا کہ تقویٰ کیا باین طور کہ حکم آلہی کو قبول کیا اور سچ مانا۔ بالجملہ یہ قید کچھ تخصیص حکم کے لئے نہین ہر تاکہ اس سے استدلال کیا جائے کہ مباحات شرعی مانند مردار وغیرہ کے بعد وقت مخمصہ کے اسی شرط پر حلال ہوتے ہین کہ

جب طاعت مین ہو ورنہ نہین بلکہ یہ ارشاد فقط بیان ایمان وتقوی ہی ہی- ثُمَّ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور ایمان لائے و نیک کام کئے [illegible]
نے نیک فرمائے ہین اُن کو جس طرح ادا کرنے کا حکم دیا ہے اُن کو بجالائے فرض کو اور واجب کو بطور وجوب کے [illegible]
اور مستحب و نفل کو بطور تطوع کے بجالائے اور بعض نے کہا کہ شرک سے تقوی کیا اور ایمان لائے۔ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا [illegible]
کیا ایمان لائے ف یعنی پھر ثابت رہے تقوی وایمان پر ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا یعنی پھر تقوی رکھا اور نیک عمل کئے ف اور بعض نے کہا کہ پہلا تقوی
تو بندہ اور اُسکے نفس کے درمیان ہی اور دوسرا تقوی اُسکے لوگون کے درمیان ہی اور تیسرا تقوی اسکے اور اللہ تعالی کے درمیان ہی- اور بعض نے
کہا کہ اول تقوی از حرام ہی اور دوم از شبہات ہی اور سوم از بعض مباحات ہی تاکہ طبیعت وقلب پر میل کچیل نہ آوے اور بعض نے کہا کہ اول تقوی تو اسلام
مع تصدیق کیساتھ جہانتک ممکن ہوا اور دوم تقوی مع ایمان تصدیق کامل ہی جو اسلام کے اعمال صالحہ سے بسبب صفائی قلب کے ظاہر و روشن ہو جاتی
ہے اور تیسرا تقوی مرتبہ احسان کیساتھ ہے اور یہی مرتبہ کمال ہی انتہا فرمایا- وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ اور اللہ تعالی محسنین کو محبوب رکھتا ہے ف مفسرین نے
کہا کہ مراد آنکہ نیک کام کرنیوالون کو یعنی شرع مین جو نیک کام جس طور پر مشروع ہین اُنکے بجالانیوالون کو اللہ تعالی ثواب جمیل عطا فرماتا ہے اور محبت کے یہی معنی ہین
اور حق یہ ہی کہ محبت کی حقیقت سے اللہ تعالی دانا تر ہے لیکن یہ یقین ہی کہ جنکو اللہ تعالی محبوب فرماتا ہے اُنکو ثواب جمیل ضرور ملتا ہے عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت
ہے کہ جب یہ آیت اُتری تو آنحضرت صلعم نے مجھسے فرمایا کہ مجھ سے کہا گیا کہ اے ابن مسعود تو انھین محسنین مین سے ہی- رواہ مسلم والنسائی والترمذی ف
فی العرائس قولہ تعالی لیس علی الذین آمنوا الآیۃ جب تک اللہ تعالی کسی چیز پر جو بندون کیلئے محل امتحان ہے لطف سے تجلی فرماتا ہے تو وہ بندون کیواسطے
مباح ہوتی ہے اور وہ اُسکے تناول سے اور استعمال مین لانے سے ماخوذ نہین ہوتے ہین جب تک اسمین یہ حالت نظر آتی رہی پھر جب اسپر سے نور تجلی لطف
اُٹھا لیا گیا تو وہ اُن پر حرام ہوگئی اور سمجھدار کیلئے یہ لطیف اشارہ ہی اب مین اشارات کی طرف رجوع کرتا ہون جس سے سردست مجکو شغل ہے سو واضح ہو کہ عارف عاشق
جبتک کہ اللہ عز وجل کی طرف چلا جاتا ہے اس صفت کیساتھ کہ وہ ماسوائے اللہ تعالی کے سب سے تجرید و ترک تفرید کئے ہوئے ہے اور مراقبہ اجلال سے
اسکی نظر فقط اللہ تعالی کی درگاہ پر ہے تب تک وہ اپنی حیات و زندگانی مین چاہے مباحات و رخصت کو استعمال کرے اور چاہے رفاہیت و عمدہ آسودگی
سے بسر کرے بشرطیکہ علم آلہی و شرع پاک کے موافق ہو اسکو یہ اوقات و رفاہیت و فراخی سے بسر کرنے کی کچھ مضرت نہین پہونچاتے ہین کیونکہ اصل نظر اسکی
ان چیزون پر کچھ بھی نہین ہی- شیخ سہل رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جب اس نے حلال کھانا پینا تلاش کیا جس طرح شرع مین حکم ہے اور اسمین سے بھی کفایت سے
زائد نہ لیا تو جسقدر اُس نے برداشت کیا وہ عین نور اور بالکل ثواب ہی قال المترجم- آیت مین استیناس ہی کہ اعمال فروعیہ کی بنیاد تقوی پر ہے لہذا اگر ایک مجتہد عالم
کے شرعی اجتہاد مین کوئی چیز مباح ہے تو وہ اسی پر عمل کرے اور دوسرے مجتہد کے شرعی اجتہاد مین وہی چیز مکروہ ہے تو وہ ہرگز مباح نہ کرے اور اسی تکلیف پر
عمل کرنے سے ہر ایک کو ثواب ملے گا- فافہم-

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهٗٓ اَيْدِيْكُمْ وَرِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ

اے ایمان والون البتہ تمکو آزماوے گا اللہ کچھ ایک شکار کے حکم سے جس پر پہونچین تمہارے ہاتھ اور نیزے کہ معلوم کرے اللہ کون اُس سے ڈرتا ہے

بِالْغَيْبِ ۚ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ۭ وَمَنْ

بن دیکھے- پھر جس نے زیادتی کی اسکے بعد تو اس کو دکھ کی مار ہے- اے ایمان والون نہ مارو شکار جسوقت ہو تم احرام مین اور جو

قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاۗءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًۢا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ

کوئی تم مین سے اسکو مارے جان کر تو بدلا ہے اُس مارے کے برابر مواشی مین سے وہ ٹھہرا دین دو معتبر تمہارے کہ نیاز ہو پہونچا نے کعبے تک

كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ؕ وَمَنْ

گناہ کا اُتارا ہے یا کئی محتاج کا کھانا یا اُس کے برابر روزے کہ چکھے سزا اپنے کام کی اللہ نے معاف کیا جو ہو چکا اور جو کوئی

عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝

پھر کریگا اُس سے بیر لیگا اللہ اور اللہ زبردست ہے بیر لینے والا

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اسمین اختلاف ہی کہ خطاب کن لوگون کو ہی تو امام مالک ؒ سے مروی ہی کہ ایسے لوگون کو خطاب ہی جو احرام نہین باندھے ہین اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ احرام باندھے ہوئے لوگون کو خطاب ہے ولیکن اس تخصیص کیواسطے کوئی وجہ ظاہر نہین بلکہ اظہر یہ ہے کہ مطلقاً مومنون کو خطاب فرمایا کہ اے ایمان والو لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ اسمین لام قسم ہے اے واللہ لیجزینکم اللہ۔ واللہ تمکو امتحان فرمادیگا اللہ تعالیٰ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ کچھ شکار سے شئ اسمین بعض نے کہا کہ مِن بیانیہ ہی اے بشئ حقیر من الصید یعنی ایک حقیر چیز سے امتحان کریگا وہ صید ہی اور تنوین شئ کے تحقیر کیواسطے ہی اور صید مصدر بمعنی مفعول ہی یعنی ایسی چیز سے جو شکار کی جاتی ہے اور بعض نے کہا کہ مِن تبعیضیہ ہی یعنی بعض صید ہی اور وہ خشکی کے جانور لائق شکار ہین نہ دریائی جانور اور یہی شیخ ابن جریر وغیرہ کا قول ہی اور ظاہر کلام مفسر ؒ اول وجہ پر دلالت کرتا ہی کیونکہ کہا اے بشئ یرسلہ لکم من الصید یعنی صید تم پر بھیجکر تم کو امتحان فرمادیگا۔ اگر کہا جاوے کہ لیبلونکم اللہ بالصید کیون نہین فرمایا تو جواب آنکہ امتحان بالشئ خود نہایت توجہ کے لائق ہی پھر من الصید سے بیان نہایت مؤثر ہوگا جیسا کہ علم بلاغت مین ثابت ہوا اور دیگر آنکہ بشئ سے اظہار ہوا کہ یہ امتحان کچھ بڑے امتحانون مین سے نہین ہی۔ پھر واضح ہو کہ اہل عرب کو شکار کی بہت عادت تھی بلکہ بعض لوگون کا گذران اسی پر تھا پس اُنکو امتحان کیا اس طور پر کہ احرام کی حالت مین ان پر شکار کرنا حرام کر کے ایک جھنڈ شکاری جانورون کا اُن کے مکانون و خیمون مین ڈالدیا کہ جانور خود بخود چلے آتے تھے لیکن الحمد للہ کہ مومنین صحابہ ؓ ثابت و مستقیم رہے اور یہ ویسا ہی امتحان تھا جو شہر ایلہ کے بنی اسرائیل پر زمانہ داود علیہ السلام مین مچھلیون کے شکار کے حق مین ڈالا تھا چنانچہ وہ قصہ مجملاً مذکور ہوا اور مفصل انشاء اللہ تعالیٰ آویگا پھر اسی شئ کی جو صید ہی یہ صفت بیان کی کہ تَنَالُهٗۤ اَيْدِيْكُمْ اُن کو پاوین گے تمھارے ہاتھ ف یعنی اس صید مین سے چھوٹے بچے و ضعیف کو تمھارے ہاتھ پاجاوین گے چاہو ہاتھ سے پکڑ لو وَرِمَاحُكُمْ اور تمھارے نیزے ف یعنی بڑے صید و توانا کو تمھارے نیزے پاوینگے جسکو چاہو نیزہ سے مارلو۔ اور واضح رہے کہ نیزے کی خصوصیت مقصود نہین بلکہ ہاتھون ہی سے شکار پکڑ لیتے یا عرب والے اکثر وحشی مندہ کو نیزے سے مارتے تھے اس معنی کر ہاتھ و نیزے کو ذکر فرمایا اور مقاتل ؒ سے مروی ہی کہ عمرہ حدیبیہ مین ہجرت کے چھٹے سال یہ آیت اُتری تھی اور حالت یہ ہوئی کہ وحشی چرند و پرند مومنون کے ڈیرون خیمون مین چھائے پڑتے تھے چنانچہ سابق زمانہ مین کبھی ایسی کیفیت نہین دیکھی گئی تھی پس اللہ تعالیٰ نے حالت احرام مین اُن کے شکار کرنے سے منع فرمایا اور حاصل آنکہ اللہ تعالیٰ اُن کو امتحان کریگا صیود بھیجکر جو اُن کے ڈیرون مین چھاوین گے اس طرح کہ وہ لوگ اُن کو ہاتھون سے پکڑنے و نیزون سے مار لینے مین آسانی سے شکار کر لینے پر قادر ہونگے لیکن احرام مین انکو شکار سے ممانعت کی جاے گی لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ ۚ تاکہ اللہ تعالیٰ جانے کہ کون اسکی غیبت کے باوجود ڈرتا ہے ف یعنی یہ امتحان اسواسطے ہوگا تاکہ اللہ تعالیٰ جو ظاہر و پوشیدہ سب جانتا ہی وہ بطور علم ظہور کے جان لیوے کہ کون بندہ اس سے خوف رکھتا ہے درحالیکہ وہ غائب ہی یعنی اللہ تعالیٰ جل جلالہ کو نہین دیکھا ہی پس خوف کر کے شکار مارنے سے اجتناب کرے اور مراد علم ظہور سے یہ کہ مخلوق پر ظاہر ہو جاوے اور بیضاوی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جاننا ذکر کیا حالانکہ مراد یہ کہ جو معلوم ہی وہ واقع و ظاہر ہو یا اس سے علم قدیم متعلق ہونا مراد ہی اور مترجم کہتا ہی کہ دوسرے پارہ مین یہ بحث مفصل گذر چکی ہی اب دہرانا تطویل ہی پھر ایمان کا مدار اسی غیب پر ہی اسواسطے غرغرہ کے دم جبکہ ہر کافر و بے ایمان کے سامنے عذاب و ہر چیز جسمین شک تھا آشکار کھڑا تھا کھلجاتی ہی تو اسوقت کا ایمان قبول نہین ہوتا ہی فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ پھر جس نے حد سے تجاوز کیا بعد اسکے ف یعنی شکار سے ممانعت کرنیکے بعد حکم سے تجاوز کیا اور شکار کیا تو فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ اسکو دکھ دینے والی مار ہوگی ف خواہ دنیا مین یا آخرت

ہین یا دونون جگہ جس طرح اوتعاد چاہے۔ پھر اسکے بعد علی العموم حالت احرام مین شکار مارنے سے منع فرمایا بقولہ تعالیٰ [illegible]
الصَّیْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ اے ایمان والو تم شکار نہ مارو در حالیکہ تم حرم ہو۔ حرم جمع حرام بمعنی محرم ہے اسے حج یا عمرہ کا احرام باندھا ہو [illegible]
حالت مین مت شکار مارو۔ اور صید ہر جانور وحشی ہو اگرچہ کھایا نہ جائے جیسے شیر ہے اور ایک جماعت علما نے خاص اسی کو صید کہا جو کھایا جائے [illegible]
حنفیہ ہے دوم مختار شافعیہ بدلیل حدیث جابرؓ کہ ایک نے جابرؓ سے پوچھا کہ کیا ضبع بھی صید ہے فرمایا کہ ہان۔ تو کہا مین اسکو کھاؤن۔ فرمایا کہ ہان [illegible]
کہا آپنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرمایا کہ ہان (ابو داؤد والترمذی وغیرہ) پس عرب اسی جانور کو صید کہتے جو کھایا جائے [illegible]
ہے خشکی کے جانور ہون یا تری کے لیکن آگے کی آیت مین تصریح موجود ہے لہذا صید سے مراد فقط خشکی کے شکار ہین اور خشکی والے الصید عام ہے چنانچہ ابن [illegible]
نے ذکر کیا کہ براہ معنی کے یہ لفظ عام شامل ہے ان جانوران شکار کو جو کھائے جاتے ہین اور جو نہین کھائے جاتے ہین اور جو ماکول و غیر ماکول سے پیدا ہوتے ہین لیکن
شافعیؒ کے نزدیک جو خشکی کے جانور نہین کھائے جاتے ہین انکو قتل کرنا احرام باندھے ہوئے آدمی کو روا ہے کیونکہ صید نہین ہین اور جمہور علما نے کہا کہ نہین بلکہ ان کو
قتل کرنا بھی حرام ہے اور اسمین سے کچھ بھی مستثنی نہین سوائے پانچ جانورون کے جو صحیحین کی حدیث ام المومنین عائشہؓ مین مذکور ہین کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ پانچ
جانور فاسق ہین ان کو حل و حرم مین قتل کرنا روا ہے وہ غراب اور چیل اور بچھو اور چوہا اور کلب عقور ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت مین مصرح ہے کہ آنحضرت صلعم نے
فرمایا کہ پانچ جانور ہین جن کے قتل کرنے مین احرام باندھے ہوئے آدمی پر کچھ گناہ نہین اور وہ غراب و چیل بچھو و چوہا و کلب عقور ہے۔ رواہ البخاری ومسلم ایضاً۔ الوبرحمہ اللہ
نے کہا کہ مین نے نافع رحمہ اللہ سے کہا کہ پھر سانپ کا کیا حکم ہے تو فرمایا کہ اسکے قتل کئے جانے مین کچھ شک نہین ہے اور اسمین اختلاف نہین اور مترجم کہتا ہے کہ نسائی کی
کی روایت حضرت عائشہؓ مین یون ہے کہ پانچ جانور ہین جنکو محرم قتل کرے سانپ چوہا و چیل و غراب ابقع اور کلب عقور۔ اسی روایت سے بعض نے استدلال کیا کہ
غراب یعنی کوے سے مراد وہ کوا ہے جو ابقع ہو یعنی اس کے پیٹھ و پیٹ پر سپیدی ہوتی ہے اور کالا کوا و سپید کوا مراد نہین ہے و لیکن جمہور نے کہا کہ سب مراد ہین کیونکہ
روایت صحیحین مین لفظ عام ہے اسمین غراب ابقع بھی داخل ہے پس اس سے تخصیص نہین ہو سکتی ہے۔ پھر کلب عقور کے معنی کٹکھنا کتا۔ اور مانند امام مالک و احمد کے بعض علما
نے کلب عقور مین بھیڑیا و سیاہ گوش و چیتا و شیر درندے شامل کئے ہین کیونکہ کلب عقور سے انکا ضرر زائد ہوتا ہے۔ اور زید بن اسلم و سفیان بن عیینہ نے کہا کہ کلب عقور کا لفظ
ان سب درندون کو شامل ہے جو حملہ آور ہوتے ہین اور ان لوگون نے اس حدیث عتبہ سے استیناس کیا کہ آنحضرت صلعم نے عتبہ بن ابی لہب کے حق مین بد دعا کی تھی کہ
اے پروردگار اسپر اپنے کلاب مین سے ایک کلب کو مسلط کر دے پھر اس کا انجام یہ ہوا کہ مقام زرقا مین اسکو بھیڑیئے نے پھاڑ ڈالا۔ اور ان لوگون نے کہا کہ اگر سوائے تنبیہ
انکے لومڑی سیاہ گوش وغیرہ کو مارا تو اسکا فدیہ دینا پڑیگا پھر ان پانچون کے ساتھ ان کے پیچھے بھی لاحق کئے گئے ہین اور شافعی رحمۃ اللہ غیر ماکول کا قتل روا رکھتے ہین تو انکے
نزدیک چھوٹے و بڑے مین کچھ فرق نہین ہے اور فقط نہ کھایا جانا انکے نزدیک علت جامعہ ہے۔ اور امام ابو حنیفہ رحمہ نے کہا کہ محرم کو روا ہے کہ کلب عقور کو قتل کر ڈالے اور
بھیڑیئے کو بھی قتل کر سکتا ہے کیونکہ وہ بھی کلب بری ہے اور اگر ان دونون کے سوائے کسی درندے کو قتل کیا تو اس کا فدیہ دیوے لیکن اگر کسی درندے نے اسپر حملہ کیا اور اس نے
قتل کر ڈالا تو اسپر کچھ فدیہ نہین ہے اور یہی قول اوزاعی و حسن بن صالح کا ہے۔ اور شیخ زفر رحمۃ اللہ نے کہا کہ کلب عقور کے سوائے باقی درندون کے قتل کی اجازت در صورت
حملہ آور ہونے کے ہے و لیکن اسکا فدیہ دینا پڑیگا۔ پھر واضح ہو کہ اس ممانعت مین مرد و عورتین سب شامل ہین کیونکہ محرم دونون پر بولا جاتا ہے چنانچہ رجل حرام و امرأۃ
حرام۔ پس عورت پر بھی اسکی پابندی لازم ہے۔ اور احرام الرجل یعنی زمین حرم مین داخل ہوا اور محرم وہ شخص جو احرام باندھے ہو اگرچہ زمین حل مین ہو [illegible]
کہ حرم مین ہین خواہ وہ وہین رہتے ہین یا وہان چلے جاوین وہ بھی اسی حکم مین داخل ہین اگرچہ احرام باندھے نہ ہون اور بعض نے کہا کہ آیت کریمہ [illegible]
ہین حاصل آنکہ زمین حرم کا جانور تو مطلقاً شکار سے ممنوع ہے خواہ آدمی احرام باندھے ہو یا نہو اور زمین حل کا جانور حالت احرام مین شکار کرنا ممنوع ہے [illegible]
نہ ہو تو شکار کر سکتا ہے پھر جسنے حالت احرام مین شکار کیا یا حرم کی سرزمین کا شکار مارا تو اسکی سزا یون بیان فرمائی۔ وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا

Marfat.com

یعنی النعم جس نے تم میں سے صید کو عمداً قتل کیا تو واجب جزاء ہے مثل اسکے جو قتل کیا نعم سے ف نعم صرف اونٹ گائے بکری کے اقسام ہیں یعنی
نعم سے مثل مقتول کا تاوان ہے۔ رہا یہ کہ مثل صورت ہو یا مثل معنوی یعنی قیمت ہو تو اسمیں دونوں احتمال ہیں اسی وجہ سے فقہا میں اختلاف ہے واضح ہو کہ جزاء کو رفع
ہے اور مبتدا مقدر ہے اے فجزاء ہو مثل ما قتل۔ اور ایک قرأۃ میں باضافت ہے اے فجزاء مثل ما قتل۔ پھر جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے متعمداً فرمایا جو تعمد کر کے قتل کرے
یعنی احرام کو جان بوجھکر یاد رکھتا ہو اور قصد کر کے قتل کرے جیسے خطا کرنیوالا وہ کہ کسی اور چیز کا قصد رکھتا تھا لیکن شکار کے لگ لیا۔ اور بھولا ہوا وہ قصد کر کے
شکار کو مارے مگر احرام یاد نہ ہو۔ ایک روایت میں ابن عباس و احمد بن حنبل نے اور داؤد ظاہری نے اس سے استدلال کیا کہ جزاء فقط اسی پر عائد ہوتی ہے جسنے
متعمداً قتل کیا ہو اور یہی قول سعید بن جبیر و طاؤس و ابو ثور کا ہے۔ اور شیخ ابن کثیرؒ نے طاؤس سے بروایت ابن ابی حاتم یہ قول نقل کر کے کہا کہ یہ مذہب غریب ہے اور مجاہد
نے کہا کہ متعمد سے مراد یہاں وہ شخص ہے جس نے احرام کو بھول کر عمداً شکار قتل کیا ہو اور اگر احرام یاد کر کے قتل کیا تو یہ بڑا گناہ ہے کفارہ سے پورا نہ ہوگا اور اسکا احرام باطل
ہو گیا۔ رواہ ابن جریر بوجوہ عنہ۔ اور یہ بھی قول غریب ہے اور جمہور فقہاء جنمیں سے ائمہ اربعہ بھی ہیں اس قید تعمد کو بطریق غالب احوال کے قرار دیا جیسے قولہ وربائبکم اللاتی
فی حجورکم میں ہے پس وہ عمداً قتل کرے یا خطا سے یا بھولکر ہر صورت اسپر جزاء واجب ہوگی اور یہی حضرت عمر و ابن عباس و حسن بصری و نخعی و زہری سے مروی ہے اور شیخ
ابن کثیر نے ذکر کیا کہ زہریؒ نے فرمایا کہ قرآن مجید دلالت کرتا ہے کہ تعمد کرنیوالے پر جزاء ہے اور سنت اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ بھولے ہوئے پر بھی جزاء ہے اور حاصل آنکہ
قرآن مجید میں تعمد کرنیوالے پر ضمانت کے باوجود گناہ بھی مذکور ہے اور سنت و احکام صحابہؓ سے خطا سے قتل کرنے والے پر بدون گناہ کے جزاء ضمان مذکور ہے قال
ابن کثیر اور نیز شکار کے قتل کرنے میں اسکو تلف کرنا ہوتا ہے اور تلف کر دینا ہر حال میں مضمون ہوتا ہے خواہ عمداً ہو یا خطاءً ہو لیکن فرق اسی قدر ہے کہ عمداً میں ملامت بھی
ہے اور خطاء میں ملامت نہیں ہے پھر رہا جزاء کا بیان تو مفسر سیوطیؒ نے کہا کہ ہو مثل ما قتل من النعم اے شبہہ فی الخلقۃ یعنی جو صید قتل کیا اسکے مثل جزاء ہے یعنی خلقت میں
اسکے مشابہ جانور جو نعم میں سے ہو وے اسکا بدلا ہے پس مماثلت اس تفسیر پر باعتبار خلقت صورت کے ہوگی۔ اور ابن جریرؒ نے حضرت ابن مسعود سے حکایت کیا کہ
انھوں نے فجزاؤہ مثل ما قتل پڑھا ہے اور اسمیں دلیل ہے کہ جو محرم نے قتل کیا اسکے مثل جزاء ہے اور یہ مثل لیا جاوے انعام میں سے اور یہی امام مالک و شافعی و احمد و
جمہور فقہا کا مذہب ہے اور امام ابو حنیفہ نے کہا کہ قیمت واجب ہوگی یعنی مثل معنوی مراد ہے کیونکہ جو جانور صید کہ محرم قتل کرے اسکا مثلی بسبب تفاوت فاحش کے
پیدا نہیں ہے حتیٰ کہ مثلاً ہرن مارا تو اسکا مثل ہرن نہیں ہو سکتا ہے بلکہ فرق ہوگا اور خصوص اس صورت میں کہ وہ انعام میں سے ہو وے تو ہرن کے مثل اونٹ
یا گائے یا بکری سے کیونکر لیا جائے یا خرگوش مارا یا کبوتر مارا تو مثل کہاں سے آوے پس ظاہر ہوا کہ صورت میں مثل ہونا مراد نہیں ہے بلکہ معنوی مثل ہونا مراد
ہے اور وہ باعتبار قیمت کے ہے کیونکہ ہر چیز کی قیمت اسکی مماثل معنوی ہے پھر اس قیمت سے البتہ نعم میں سے کوئی جانور خرید کر قربانی کر دیا جاوے بشرطیکہ قیمت اس مقدار
ہو۔ مثل معنوی ادا کرے لہذا ہر صورت میں اسکو اختیار ہے کہ چاہے یہی قیمت پہونچاوے یا اس قیمت کے عوض کوئی جانور از قسم انعام خرید کرے بشرطیکہ قیمت
مقدار تک پہونچتی ہو۔ شیخ ابن کثیرؒ نے کہا کہ صید مقتول یا تو ایسا ہوگا کہ انعام سے اسکا مثل کوئی چوپایہ پایا جاتا ہے یا نہیں پس جبکہ صورت میں اسکا مثل
پایا جاوے تو وہی مثل قرار دیا جائے گا اور صحابہؓ نے مثلی میں باعتبار صورت کے مثل کا حکم دیا ہے جیسے شتر مرغ قتل کرنے میں بدنہ کا حکم دیا اور نیل گاؤ مارنے
میں گاؤ کا حکم دیا اور ہرن قتل کرنے میں مینڈھے کا حکم دیا اور یہ باسانید صحیحہ ثابت ہوا ہے پس در صورت مثلی موجود ہونے کے قضاء صحابہ رضی اللہ عنہم کو لینا اولیٰ
ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ اصول حنفیہ سے بھی یہی موافق تھا کیونکہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک جہاں حدیث نہ ہو وہاں صحابہ کی تقلید لازم ہے لیکن ظاہر مذہب حنفیہ میں وہ ہے جو
اوپر لکھا پھر شیخؒ نے لکھا اور در صورتیکہ صورت میں مثل موجود نہ ہو تو ابن عباسؓ نے حکم دیا کہ اسکے دام لیکر مکہ میں پہونچا دیویں۔ کما رواہ البیہقی عنہ۔
پھر مثل ہونے کو دو عادلوں کی رائے پر محول فرمایا بقولہ یحکم بہ ذوا عدل منکم اسکے ساتھ تم میں سے دو صاحبان عدل حکم کریں گے ف یعنی صید مقتول کا مثل
قرار دیں دو مرد صاحبان عدل تم میں سے۔ مفسر سیوطیؒ نے کہا جن کو ایسی دانائی حاصل ہو کہ اسکی وجہ سے وہ تمیز کر لیں کہ اس صید مقتول کے مشابہ

چوپاؤن مین سے کون جانور ہے چنانچہ حکم دیا ابن عباس نے وعمر رضی نے نعامہ شکار کے عوض بدنہ کا یعنی کسی شخص [illegible]
ابن عباس و عمر بن خطاب رض سے ذکر کیا کہ اسکا فدیہ مشابہ ایک بدنہ ہی رواہ ابن ابی شیبہ اور تیل گائے اور جنگلی گدھے کے عوض [illegible]
ابن جراح نے پالو گائے کا حکم دیا اور ابن عمر اور عبدالرحمن بن عوف نے ہرن کے عوض بکری کا حکم دیا۔ رواہ مالک اور ابن عباس [illegible]
تر کے عوض بکری کا حکم دیا کیونکہ بغیر چوسے پانی پینے مین بکری مشابہ کبوتر کے ہے۔ قال المترجم یہ سب اسی قول جمہور کے موافق ہے کہ [illegible]
مشابہت ہے اور بنا بر قول امام ابو حنیفہ رح کے معنی یہ ہون گے کہ دو عادل مرد اس مثل معنوی کا یعنی قیمت کا حکم کرین و لیکن جبکہ صحابہ رضی اللہ عنہم [illegible]
تو کوئی شک نہین کہ بقول شیخ ابن کثیر رح کے اسکو لینا اولی ہوگا اگرچہ قول ابو حنیفہ آسان اور اس زمانہ کے موافق ہی بسبب آنکہ اہل عدل بعلم [illegible]
لیکن عمل ممکن ہی واللہ تعالی اعلم۔ علاوہ برین درصورت عدم مثل کے قیمت اسکا مثل ضروری لیا گیا ہی جیسا کہ معلوم ہوا بالجملہ بقول شیخ ابن کثیر رح کے [illegible]
مثل ہونیکے صورت کا مشابہ لینا اولی ہی اور روا ہے کہ قیمت لے لی جاوے خواہ اسکے عوض کوئی جانور چوپایہ لائق قربانی کے خرید اجاوے یا نہ خریدا جاوے
پھر بیان فرمایا کہ یہ مثل لیکر کعبہ کو پہونچایا جاوے چنانچہ کہا۔ هَدْيًا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ درحالیکہ ہدی ہو جو کعبہ کو پہونچے ف پس ہدیا مصدر بمعنی مفعول حال ہے
جزا سے اور بالغ الکعبۃ صفت ہدیا ہے۔ قال المفسر رح بالغ الکعبۃ کے معنی یہ کہ یہ مثل لیکر حرم مین پہونچایا جاوے اور وہان ذبح کیا جاوے اور وہین کے
مسکینون کو صدقہ بانٹ دیا جاوے اور یہ جائز نہین ہی کہ جس مقام پر اس نے شکار قتل کیا ہے وہین ذبح کیا جاوے اور بالغ الکعبۃ کو نصب اسوجہ سے کہ ہدیا کی
صفت ہی اور اگر یہ وہم ہو کہ ہدیا نکرہ ہے اور بالغ الکعبۃ مین بالغ کو معرف باللام کی طرف اضافت ہی تو جواب یہ ہی کہ یہ اضافت لفظیہ ہی جس سے معرفہ نہین
ہوتا پس نکرہ رہا تو صفت نکرہ ہو سکتا ہے۔ یہ سب اس صورت مین ہی کہ صید مقتول کا مثل چوپایہ مین سے پایا جاوے اور اگر اسکا مثل نہ پایا جاوے جیسے مثلا
گرگٹ یا کو مارا یا ٹیڑی مار ڈالی تو ایسی صورت مین اس کی قیمت واجب ہوگی۔ پھر واضح ہو کہ یہان دو مقام باقی رہے اول آنکہ سلف صحابہ وغیرہ رضی اللہ عنہم
نے جو مثل کسی جانور کا قرار دیا ہے وہ ہم پر لازم ہے یا نہین اور دوم آنکہ جس شخص نے شکار کو قتل کیا وہ بھی دو حکم مین سے ایک ہو سکتا ہے یا نہین پس توضیح
مقام اول آنکہ مثل ہونا تو ضرور معتبر ہے اور دو عادل فقط اسی مثل کے حکم کرنے کو ہین حتی کہ اگر دونون نے کسی غیر مماثل کا حکم دیا تو نافذ نہ ہوگا پھر ظاہر یہی ہے
کہ ہر واقعہ کے وقت دو عادل حکم کرین اور انھون نے ویسے واقعہ مین سلف کا کوئی حکم لیا تو اس کی مطابقت لازمی نہین ہی اگرچہ بعض جہت سے اولی ہوگا
کیونکہ مثل کے دریافت مین ایک نور بصیرت ضرور ہے جیسے کہ مومن کی فراست کی بابت حدیث آئی ہے کہ وہ نور الہی سے دیکھتا ہی اور ہمین شک نہین کہ
وہ لوگ اس نور بصیرت و تمیز مین اعلی واقدم ہین لیکن ہر واقعہ پیش آنے پر دو عادل کا حکم جائز ہونے سے یہ کہا گیا کہ حکم سلف لازمی نہین ہی اور یہ اللہ تعالی کی طرف
سے وسعت رحمت ہی اور امام مالک و ابو حنیفہ رح کا قول ہے کہ جب حادثہ پیش آوے ہر ہر حادثہ پر دو عادلون سے حکم لینا واجب ہی خواہ ویسے واقعہ مین صحابہ رض سے
کوئی حکم پایا جاوے یا نہ پایا جاوے کما ذکرہ ابن کثیر۔ توضیح مقام دوم آنکہ علمار نے اختلاف کیا ہے پس امام مالک وغیرہ نے فرمایا کہ جس نے صید کو قتل کیا
وہ مثل کیواسطے خود ایک حکم نہین ہو سکتا اور نہ وہ خود اپنے نفس پر حکم کرنیوالا ہوگا اور ایک ہی واقعہ مین ایک شخص خود حاکم و محکوم نہین ہو سکتا ہے اور امام شافعی
و احمد وغیرہ نے کہا کہ ہان ہو سکتا ہے اور اول اظہر ہے۔ واللہ اعلم۔ پھر اللہ تعالی نے اس جرم کا دوسرا کفارہ فرمایا۔ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ یا کفارہ [illegible]
مساکین ہے ف یعنی مثل دے یا اسپر کفارہ واجب ہی یعنی جو جزاء اوپر مذکور ہوئی اسکا غیر یہ کفارہ ہے چاہے اسکو دیدے اگرچہ اسکی جزا [illegible]
دسترس ہو یعنی حرف او یہان ترتیب کیواسطے نہین ہے جیسا کہ بعض علمار کا قول ہے اور یہی شافعی رح کا ایک قول ہی و لیکن مفسر سیوطی رح [illegible]
قول دوم شافعی رح ہے کہ حرف او یہان تخییر کے واسطے ہے پس مجرم کو اختیار ہے چاہے جزائے مذکور یعنی مثل از چارپایہ [illegible]
کفارہ دیدے جو کہ طعام مساکین ہی اور یہی قول امام مالک امام ابو حنیفہ و ان کے دونون شاگردونکا مشہور قول امام [illegible]

ابن ابی لیلیٰ و حماد بن ابی سلیمان و ابو حنیفہ رح و صاحبین و مالک رحمہم اللہ کے نزدیک جس صید کو قتل کیا ہے اسکی قیمت اندازہ کر کے اتنے کا اناج خریدے اور شافعی کے نزدیک اس کے مثل چوپایہ کی قیمت اگر موجود ہوتا اندازہ کر کے اُس کا اناج خریدے اور قیمت سے مساوات اسواسطے کہی کہ اس کے مثل جزاء تو فرضی ہے موجود نہین ہے تاکہ اسی کی قیمت کہی جاوے بلکہ اگر ہوتی تو جو کچھ اسکی قیمت ہوتی اسی کے مساوی سے اناج خریدے ہاں یہ البتہ بیان ہونا چاہیے کہ ہر مسکین کو کس قدر دیوے تو مفسر سیوطی رح نے بیان کر دیا کہ ہر مسکین کو ایک مُد دیوے اور یہ قول امام شافعی و امام مالک و فقہاء حجاز کے نزدیک ہے اور یہی ابن جریر رح نے اختیار کیا ہے اور ابو حنیفہ رح و ان کے اصحاب نے کہا کہ ہر مسکین کو دو مُد دیوے اور یہی مجاہد رح کا قول ہے اور امام احمد نے کہا کہ گیہون ہون تو ایک مُد دیوے اور دوسرا اناج ہو تو دو مُد دیوے کذا ذکرہ ابن کثیر اور مدارک مین امام ابو حنیفہ رح کا قول یہ نقل کیا کہ گیہون سے نصف صاع اور دوسری چیز سے ایک صاع دیوے پھر مفسر رح نے کہا کہ ایک قراۃ مین کفارہ مضاف ہے طعام مساکین کی طرف اور یہ اضافت بیانیہ ہے پس معنی وہی ہین جو قراۃ اولیٰ کے ہین پھر اللہ تعالیٰ نے تیسرا اختیار دیا بقولہ اَوْعَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا یعنی یا اسپر یہ واجب ہے کہ برابر اس طعام کے روزے رکھے ف ہر مسکین کے عوض ایک روزہ رکھے اگرچہ اسکو طعام دینے کی دسترس ہو پس حرف او واسطے تخییر کے ہے اور ترتیب کے لئے نہین ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا پھر ہر مجتہد کے نزدیک جسقدر اناج ایک مسکین کو دینا چاہیئے۔ اسکی عوض ایک روزہ ہے۔ بالجملہ بنا بر قول امام ابو حنیفہ رح کے گیہون سے یا اور اناج سے جو قیمت صید کے عوض اندازہ کیا جائے اسمین جسقدر مسکینون کا حساب ہوتا ہو بجائے ہر مسکین کے ایک روزہ رکھے اور اگر کسی قدر اناج زائد ہو جو ایک مسکین کا پورا نہ ہوتا ہو تو اسقدر صدقہ کر دے یا اسکے عوض روزہ رکھے اور پوری تفصیل فقہ مین مذکور ہے پھر جزا مشروع ہونے کا سبب فرمایا۔ لِيَذُوقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ تاکہ اپنے امر کا وبال چکھے ف یعنی یہ تکلیف مذکور جو اسپر واجب ہوئی اسلئے کہ چکھے بھاری بدلا اپنے اس کام کا جو اس نے کیا ہے۔ اور ذوق اگرچہ چکھنے کی چیزون کے واسطے ہے ولیکن یہان مستعار ہے بمعنی مشقت اٹھانے کے اور اسکے فعل کے ناپسند ہونے کی طرف تنبیہ ہے اور وبال کے معنی قاموس مین بوجھ و سختی و شدت کے مذکور ہین اور طعام وبیل وہ کھانا جو ثقیل ہو پس نفس نے جو اپنی خواہش کے واسطے صید کو قتل کیا تھا اس کے عوض مال کے نقصان سے یا روزہ کی تکلیف سے اسکو حزن و اندوہ دیا گیا۔ پھر اسمین اختلاف ہے مساکین کو کھانا کہان دیوے تو امام شافعی رح نے کہا کہ حرم مین دیوے اور یہی حضرت عطاء رح کا قول ہے اور حضرت مجاہد نے کہا کہ جہان شکار مارا ہے یا اس سے جو گاؤن و آبادی زیادہ قریب ہو وہان دیوے اور امام ابو حنیفہ رح نے کہا کہ چاہے حرم مین دیوے اور چاہے کہین اور دیدے عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ جو گذر چکا اللہ تعالیٰ نے عفو کیا ف عطاء رح سے روایت ہے کہ معنی یہ ہین کہ جاہلیت مین جو ہو گذرا اسکو اللہ تعالیٰ نے عفو کیا اور صحیح یہ ہے کہ جو مفسر رح نے کہا کہ شکار مارنا حرام ہونے سے پہلے جس نے صید کو قتل کیا ہو اس کو اللہ تعالیٰ نے عفو فرمایا۔ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ اور جو لوٹا اللہ تعالیٰ اُس سے انتقام لیگا ف یعنی جو بعد حرام ہونے اور حکم شرعی پہونچنے کے قتل صید کی طرف عود کریگا اس سے اللہ تعالیٰ انتقام لیگا۔ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ یعنی اور اللہ تعالیٰ اپنے اُمور مین غالب ہے اور جو نافرمانی کرے اس سے انتقام لینے والا ہے ف بعض نے کہا کہ معنی یہ ہین کہ جو شخص اسلام مین تحریم کے بعد پھر کسی شکار کو قتل کریگا۔ تو اللہ تعالیٰ آخرت مین اُس سے انتقام لیگا یعنی اسکو عذاب دیگا اور فقط کفارہ سے معاف نہ ہوگا اور بعض نے کہا کہ مراد انتقام سے یہی ہے کہ وہ اس کفارہ مذکورہ کے واسطے ماخوذ ہوگا۔ اور ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ ابن جریج نے فرمایا کہ مین نے حضرت عطاء رح سے کہا کہ آپ کو عود کی کوئی حد معلوم ہے تو فرمایا کہ نہین مین نے کہا کہ آپکے نزدیک امام المسلمین پر واجب ہے کہ اس کو سزا دیوے۔ فرمایا کہ نہین یہ تو اُسنے فیما بینہ وبین اللہ تعالیٰ ایک گناہ کیا ہے ولیکن [illegible] بھگتیگا۔ رواہ ابن جریر۔ اور بعض نے کہا کہ اس کو کفارہ مین ماخوذ کر کے انتقام لیگا۔ اور یہ قول سعید بن جبیر کا ہے۔ پھر جمہور سلف و خلف کا یہ قول ہے کہ جب محرم نے کسی صید کو قتل کیا تو اُسپر کفارہ واجب ہوگا خواہ پہلی بار ہو یا دوسری بار ہو یا مکرر کئی بار واقع ہو اور خواہ عمداً ہو یا خطاءً ہو۔ اور ابی طلحہ نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ جس نے خطا سے احرام مین شکار کو قتل کیا تو جتنی بار اس سے واقع ہو ہر بار دو عادل حکم کرین اور وہ جزا

Marfat.com

دیوے اور اگر اُس نے عمداً ایسا کیا تو ایکبار ایسا کیا جائے گا اور اگر دوبارہ عود کیا تو اُس سے کہا جائیگا کہ تجھ سے اللہ تعالیٰ انتقام [illegible]
ابن عباس سے روایت کی اور یہی قول ابن جریج و مجاہد و سعید بن جبیر و حسن بصری و نخعی کا ہے جیسا کہ ابن جریر نے روایت کیا اور خود ابن جریر نے [illegible]
اختیار کیا ہے اور ابو المعلی نے حسن بصری سے روایت کی کہ ایک شخص نے احرام مین عمداً شکار کیا تو اُس سے درگذر کی گئی پھر اُس نے عود کیا [illegible]
سے ایک آگ اُتری اُس نے اُس شخص کو جلا دیا۔ رواہ ابن ابی حاتم۔ واضح رہے کہ یہ تنبیہ عمدہ تھی ولیکن ہمیشہ ایسا واقع ہونا ضرور نہین اور دنیا [illegible]
کہ چھوڑ رکھا وین آخرت کیلئے کہ وہ عذاب شدید ہے۔ اگر کہا جاوے کہ انتقام آلہی کے بعد دنیا مین اسپر جزار کیون ہو تو جواب یہ کہ عمداً اُس کی ہیباکی اور نافرمانی
کی سزا مین یہ وعید ہے اور جو اس سے ایذا رسانی سرزد ہوئی اُسکے عوض مین جزار مذکور ہے پس وعید مذکورہ اُسپر جزار مذکور واجب ہونے سے مانع نہین ہے

پھر یہ سب خشکی کے شکار کیواسطے مذکور ہوا رہا بیان شکار دریائی تو فرمایا

أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ۖ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ۗ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي

حلال ہوا تم کو دریا کا شکار اور اُسکا کھانا فائدے کو تمھارے اور مسافرون کے اور حرام ہوا تم پر شکار جنگل کا جب تک رہو احرام مین اور ڈرتے رہو اللہ سے جس پاس

إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ۝ جَعَلَ اللَّهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَامًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَائِدَ ۚ

جمع ہوگے اللہ نے کیا ہے کعبہ جو گھر بزرگی کا ٹھہراو لوگون کے واسطے اور مہینہ بزرگی کا اور قربانی لیجانی اور [illegible] لٹکن

ذَٰلِكَ لِتَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝ اعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ

ایسا کر دیا اسواسطے کہ تم سمجھو کہ اللہ کو معلوم ہے جو کچھ ہے آسمان اور زمین مین اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے جان رکھو کہ اللہ کی مار سخت ہے

الْعِقَابِ وَأَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ مَّا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ

اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے رسول پر ذمہ نہین مگر پہونچا دینا اور اللہ کو معلوم ہے جو ظاہر مین کروگے اور جو چھپا کر۔

اُحِلَّ لَكُمْ یہ خطاب عموماً سب لوگون کو ہے خواہ احرام مین ہون یا حلال ہون۔ صَيْدُ الْبَحْرِ تمھارے لئے صید البحر حلال کیا گیا ف یعنی صید مصدر بمعنی مفعول
ہے اور مراد اس سے یہ کہ دریائی شکار کو صید کر کے اس کو کھانا تم کو حلال کیا گیا ہے اور یہ مراد نہین کہ شکار کھیلنا حلال ہے کیونکہ ضرورت سے شکار مارنا
تو مباح ہے اور مراد بحر سے یہان ہر وہ چیز ہے جسمین دریائی شکار پایا جاوے خواہ سمندر ہو یا دریا ہو یا نہر ہو یا تالاب ہو اور خواہ اُسکا پانی میٹھا ہو یا
کھاری ہو۔ اور ظاہر ہے کہ سمندر و دریا تو منصوص ہے اور نہر و تالاب کے دریائی شکار اس سے ملحق کئے گئے ہین صید البحر کی تعریف مفسر سیوطی نے یہ
بیان کی کہ جو سوائے بحر کے اور جگہ زندہ نہ رہے مانند مچھلی کے پس کیکڑا وغیرہ ایسے نہین ہین کیونکہ بحر و بر دونون جگہ جیتے رہتے ہین اور اولیٰ یہ ہے کہ
دریائی وہ جانور قرار دیئے جاوین جو پانی ہی مین زندہ رہتے ہین اور وہین انڈے بچے دیتے ہین اور حاصل آنکہ آبی جانور دو قسم کے ہوتے ہین ایک وہ
کہ سوائے پانی کے اور جگہ زندہ نہین رہتے ہین اور دوم وہ کہ پانی مین بھی جیتے ہین اور خشکی مین بھی زندہ رہتے ہین پس مفسر رح نے صید البحر انہین جانورون
کو قرار دیا جو از قسم اول ہین وَطَعَامُهُ اور طعام البحر ف حلال کیا گیا طعام البحر وہ چیز ہے جسکو مرا ہوا کنارے پھینکدے۔ اور یہ تفسیر حضرت عمر و ابن
ابن عباس و ابوہریرہ وغیرہ بہت سے صحابہ و تابعین سے مروی ہے۔ اور ابن عباس سے ایک روایت مین و سعید بن جبیر و سدی و سعید بن المسیب [illegible]
کہ طعام البحر وہ جو نمک لگائی ہوئی خشک کی ہوئی ہو اور صید البحر جو تر و تازہ ہو۔ اور بعض نے کہا کہ طعام البحر اسکا نمک و دیگر نباتات ہین اور [illegible]
کشاف مین کہا کہ صید البحر تو وہ جانور ہین جو دریا سے شکار کئے جائین خواہ وہ کھائے جائین یا نہ کھائے جاوین۔ پس احل لکم صید البحر [illegible]
جانورون کو شکار کرنا تم کو حلال ہوا پھر فرمایا وطعامہ یعنی طعام البحر اور طعام وہ ہے جو اُس کے شکار مین سے کھایا جاتا ہے [illegible]

Marfat.com

... تمکو حلال کیا گیا اور تمھارے واسطے اسمین سے کھانے کے جانورون کو کھانا حلال ہوا - اور وہ فقط مچھلی ہے انتھی کلامہ اور
یہ تفسیر ابن قول ابوحنیفہ رحمہ اللہ ہے کہ دریائی جانورون مین سے فقط مچھلی حلال ہے اور جو مچھلی کہ مردار ہو کر اتراوے وہ بھی حلال نہین ہے اور شیخ
ابن کثیر نے تفسیر مین کلام بسیط بیان کیا جسکی تلخیص یہ ہے کہ طعام البحر جسکو وہ مرا ہوا کنارے پھینکدے یہ مشہور روایت ابن عباس ہے اور یہی ابوبکر الصدیق و
زید بن ثابت و عبداللہ بن عمرو ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہم و عکرمہ و ابو سلمہ و نخعی و حسن بصری سے مروی ہے - وعن الصدیق رض طعام البحر سب جو اسمین ہے -
رواہ ابن جریر و ابن ابی حاتم - قال المترجم ہو منقطع - اور ابن جریر نے یہی اختیار کیا کہ طعام البحر جو اسمین مرجاوے - وعن ابی ہریرہ مرفوعاً موقوفاً طعام البحر جسکو
دریا مرا ہوا پھینکدے - قولہ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ - یعنی یہ حلال کردیا تمھارے واسطے و مسافرون کیواسطے تمتع ہے ف - کہ تم حاضر ہونے کی حالت مین
اس سے کھاؤ اور سفر مین مسافر لوگ اس سے زادراہ لیوین - سیّارہ جمع سیّار بمعنی سیر کرنیوالے یعنی چلنے والے مسافر لوگ - ابن کثیر رح نے کہا کہ جمہور علمار
نے مردار مچھلی کے حلال ہونے پر اس آیت سے استدلال کیا اور نیز اس حدیث سے جو جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے ایک
لشکر بجانب ساحل روانہ کیا اور انپر ابوعبیدہ بن الجراح کو امیر کیا اور وہ تین سو آدمی تھے اور مین بھی انھین مین سے تھا پس ہم لوگ روانہ ہوئے پھر راہ مین
ہمارے زادراہ فنا ہو گئے یعنی زادراہ نہ رہا پس ابوعبیدہ نے تمام لشکر کو زادراہ جمع کرنے کا حکم دیا وہ دو مزود چھوہارے نکلا پھر ہر روز وہ ہم کو تھوڑا تھوڑا دیتے
یہانتک کہ وہ بھی ہو چکا اور ہم کو ایک ایک چھوہارہ ہی ملا کرتا تھا اسپر بھی بالکل ختم ہو جانے پر ہمارے دل غمناک ہوئے پھر آخر ہم سمندر کنارے پہونچے تو ناگاہ ہم نے
ایک بہت بڑی مچھلی جسکو عنبر کہتے ہین کنارے پڑی دیکھی پس اس سے تمام لشکر نے اٹھارہ روز تک کھایا پھر ابوعبیدہ رض نے حکم دیا کہ اسکی دو پسلیان کھڑی
کی گئین پھر اونٹ پر کجاوہ باندھنے کا حکم دیا اور اُسکے نیچے سے روانہ کیا تو وہ گذر گیا اور اس سے نہ لگا رواہ مالک اور یہ حدیث صحیح بخاری و مسلم مین کئی
طرق سے جابر رض سے مروی ہے اور بعض روایت مین ہے کہ کنارے پر مانند بڑے بھاری تودہ ریگ کے تھا پھر قریب پہونچکر ہم نے دیکھا تو ایک جانور دریائی تھا جسکو
عنبر کہتے ہین اور بعض روایت مین ہے کہ ابوعبیدہ رض نے مردار قرار دیا پھر بوجہ اضطرار کے اسکو کھانے کا حکم دیا - اور بعض روایات مین ہے کہ اس سے زادراہ لائے تھے اور
جب مدینہ پہونچکر حضرت صلعم سے بیان کیا تو آپنے فرمایا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا رزق تھا اور اسمین سے کچھ تمھارے پاس موجود ہو تو ہم کو بھی کھلاؤ پس ہم نے کچھ
گوشت بھیجا تو آپنے اسمین سے کھایا - اور بعض روایات مین ہے کہ ہم لوگ آنحضرت صلعم کیساتھ تھے - پس بعض علمار نے یہ تاویل کی کہ دو مرتبہ ایسا واقعہ ہوا اور بعض
نے کہا کہ نہین بلکہ پہلے یہ لوگ آنحضرت صلعم کے ساتھ تھے پھر آپنے ابوعبیدہ رض کو سردار کرکے ایک ٹکڑا علیحدہ کرکے روانہ کر دیا - اور نیز اس حدیث سے استدلال
کیا جو ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلعم سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ ہم سمندر مین سفر کرتے ہین اور تھوڑا پانی اپنے ساتھ لیتے ہین سو اگر
اس سے وضو کرین تو پیاسے رہجاتے ہین بھلا سمندر کے پانی سے وضو کرین تو فرمایا کہ سمندر کا پانی طہور ہے اور اس کا مردار حلال ہے رواہ الشافعی و احمد و اہل
السنن و صححہ البخاری و الترمذی و ابن خزیمہ و ابن حبان و غیرہم اور اسی آیت سے مع دلالت احادیث بعض فقہا نے دریائی کل جانورون کے حلال ہونے
پر استدلال کیا اور کچھ استثنار نہین کیا اور بعض نے کچھوے و نہنگ کو مستثنیٰ کیا اور امام ابوحنیفہ رح نے کہا کہ جو دریا مین مرجاوے وہ خشکی کے مرے ہوئے
کے مانند نہ کھائی جائے گی بسبب عموم قولہ تعالیٰ حرمت علیکم المیتۃ اور جمہور فقہار نے حدیث عنبر مذکور و حدیث ابوہریرہ مذکور وغیرہ سے حجت قائم کی اور
شیخ سیوطی رح نے حدیث ابوہریرہ مذکور کو مشہور بلکہ متواترات مین سے شمار کیا ہے - وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا یعنی خشکی کے شکار
بحالت احرام مین شکار کرنا تمپر حرام کیا گیا جب تک کہ تم احرام مین ہو ف اور بری صیود وہ ہین جو خشکی مین جیتے ہین اور مفسر سیوطی رح رحمۃ اللہ نے
قید یہ لگائی کہ ایسے وحشی جانور ہون جنکا کھانا حلال ہے اور پہلے معلوم ہوا کہ یہ فقط شافعی رح کا مذہب ہے اور جمہور علمار کے نزدیک کھائے جاتے ہون یا
نہ کھائے جاتے ہون سب کا شکار حالت احرام مین ممنوع ہے پھر کہا کہ سنت سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ اگر خشکی کے جانور صید کو کسی حلال نے

شکار کیا ہو تو محرم اسکو کھا سکتا ہے بشرطیکہ اسکے واسطے شکار نہ کیا گیا ہو جیسا کہ روایت ابو داؤد مین مصرح ہے اور یہی امام [illegible]
کا مذہب ہے اور توضیح کلام یہ ہے کہ آیت کریمہ اصطیاد بحالت احرام کے حرام ہونے پر دلالت کرتی ہے پس اگر عمداً محرم نے شکار مارا تو [illegible]
دے جیسا کہ مذکور ہوا اور اگر خطاء سے ایسا کیا تو فقط تاوان دیدے اور محرم پر اسکا کھانا حرام ہے کیونکہ اسکے حق مین یہ شکار مثل مردار کے [illegible]
رے لوگون کے حق مین کیا حکم ہے تو امام مالک و ابو حنیفہ رح اور بنا بر یکی از دو قول شافعی وہ ہر دوسرون کے حق مین بھی مردار ہے خواہ [illegible]
ہون یا حلال ہون اور یہی قول عطاء و سالم و قاسم و ابو یوسف و محمد بن الحسن وغیرہم کا ہے اور اگر محرم یا محل نے اسمین سے کچھ کھایا تو اسمین علماء کے
دو قول ہین ایک یہ کہ اسپر جزاء لازم آویگی اور عطاء رح سے مروی ہے کہ اگر ذبح کر کے کھایا ہو تو اسپر دو جزاء لازم ہونگی اور دوسرا قول یہ کہ کھانے [illegible]
پر جزاء نہ ہوگی اور یہ امام مالک نے صریح کہا ہے اور ابن عبد البر رح نے کہا کہ جمہور علماء و فقہاء کا یہی قول ہے بقیاس آنکہ اگر کسی نے وطی کے بعد حد مارے جانے
سے پہلے اور دوا ایک بار وطی کر لی تو اسپر ایک ہی حد لازم آتی ہے۔ اور امام ابو حنیفہ رح نے فرمایا کہ جو کچھ اس نے کھایا اسکی قیمت اسپر لازم آویگی اور یہ قول احسن
و اصوب ہے۔ اور اگر کسی حلال نے شکار کیا اور محرم کو ہدیہ بھیجا تو بعض علماء اس طرف گئے ہین کہ مطلقاً مباح ہے خواہ حلال نے اس کے واسطے شکار کیا ہو یا نہ کیا
ہو اور ابن عبد البر رح نے یہی قول حضرت عمر بن الخطاب و ابو ہریرہ و زبیر بن العوام و کعب احبار و مجاہد و عطاء فی روایۃ اور سعید بن جبیر سے حکایت کیا اور
یہی فقہاء کوفہ کا مذہب ہے لیکن مترجم نے ظاہر مذہب حنفیہ مین امام ابو حنیفہ رح سے اسکے خلاف پایا ہے۔ **قال** اور ابو ہریرہ رض سے سوال کیا کہ جس صید کو محل نے
[illegible] ابو حنیفہ رح بھی ہین ۱۲
شکار کیا اسکو محرم کھاوے تو فتوی دیا کہ ہان کھاوے پھر عمر بن الخطاب رض سے اپنا یہی فتوی دینا بیان کیا تو عمر رض نے فرمایا کہ اگر تو اسکے سوائے اور فتوی دیتا تو مین
تیرے سر کو دکھ پہونچاتا۔ رواہ ابن جریر من طریق سعید بن المسیب عنہ۔ **قال المترجم** لم یصح لسعید روایۃ عن عمر رض عند المحدثین **قال**۔ اور دوسرے فقہاء نے کہا
کہ محرم کو شکار کا گوشت کھانا مطلقاً حرام ہے بسبب عموم اس آیہ کریمہ کے اور ابن عباس و ابن عمر سے مروی ہے کہ دونون نے اسکو مکروہ جانا اور ابن عبد البر رح
نے کہا کہ یہی قول طاؤس و جابر بن زید کا اور مذہب ثوری وغیرہ کا اور مروی حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہے۔ کما رواہ ابن جریر من طریق ابن المسیب عنہ و مالک و شافعی رح
و احمد و اسحق نے اور جمہور نے کہا کہ اگر محل نے شکار کرنے مین یہ قصد کیا کہ فلان محرم کیواسطے شکار کرتا ہے تو محرم کو کھانا روا نہین ہے بسبب حدیث صعب بن
جثامہ کے کہ حمار وحشی ہدیہ بھیجا اور آنحضرت صلعم مقام ابواء مین یا ودان مین تھے پس آپ نے رد کر دیا پھر جب صعب بن جثامہ کے چہرہ سے ملال دیکھا تو فرمایا کہ ہم نے
اسی وجہ سے اسکو قبول نہین کیا کہ ہم محرم ہین اور یہ حدیث صحیحین مین موجود ہے پس ان فقہاء نے کہا کہ حضرت صلعم نے اسی گمان سے رد کیا کہ اس نے ہمارے ہی
واسطے شکار کیا ہے اور اگر حلال نے شکار مین محرم کا قصد نہ کیا ہو تو محرم کو اس کا گوشت کھانا جائز ہے بسبب حدیث ابو قتادہ رض کے کہ حمار وحشی شکار کیا اور ساتھی احرام
مین تھے انھون نے نہ کھایا اور حضرت صلعم سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ بھلا تم مین سے کسی نے اسکی طرف اشارہ یا اعانت کی تھی بولے کہ نہین تو فرمایا کہ پھر کھاؤ اور
خود بھی اسمین سے کھایا اور یہ حدیث بھی صحیحین مین ہے۔ **قال المترجم** یہی مذہب ابو حنیفہ رح ہے۔ **قال** اور حدیث مطلب بن عبد اللہ بن حنطب از جابر رضی اللہ عنہ مرفوعاً کہ
خشکی کا شکار در حالیکہ تم محرم ہو تمہارے واسطے اس شرط سے حلال ہے کہ تم نے خود نہ شکار کیا ہو اور نہ تمہارے واسطے شکار کیا گیا ہو۔ رواہ احمد و ابو داؤد و [illegible]
و النسائی و الترمذی۔ یہ حدیث بھی اسپر دلالت کرتی ہے ولیکن ترمذی رح نے کہا کہ مطلب رح کا جابر سے سماع مجھے معلوم نہیں ہوا اور کبھی اس کی تقویت کی جاتی ہے
[illegible] کہ وہ مقام عرج مین تھے اور شکار کا گوشت لایا گیا تو اصحاب سے فرمایا کہ تم کھاؤ انھون نے کہا کہ آپ کیون نہین کھاتے ہین تو فرمایا کہ میرا اور [illegible]
یکسان حال نہین ہے یہ میرے ہی واسطے شکار مارا گیا ہے۔ رواہ مالک۔ اس تفصیل پر احادیث صحاح مین توفیق ہو جاتی ہے **مترجم** کہتا ہے لیکن [illegible]
سوا کہ حلال نے جس محرم کے لئے شکار کیا اسپر مردار ہے اور باقیون پر حلال ہے۔ یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مذہب تھا پھر اللہ تعالی نے [illegible]
مخالفت احکام سے پرہیز کرنے پر تاکید فرمائی بقولہ۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ اور ڈرو اللہ تعالی سے جسکی یہ شان [illegible]

Marfat.com

تم کہیں بھاگ نہ سکو گے ف یعنی مآل کار بندون کا قطعاً موت ہی پس زندگی مین موافقت رکھین تاکہ ثواب و راحت پاوین اور مخالفت نہ کرین ورنہ عذاب و دکھ پاوینگے جَعَلَ
اللّٰهُ الْكَعْبَةَ کعبہ اسی کا نام ہو جو اسکے کہ مربع ہے ماخوذ از تکعیب بمعنی مربع کر دینا اور عرب کے اکثر گھر مدور ہوتے تھے اور یا بوجہ اونچے و ابھرے ہونے کے خواہ
سطح مکہ سے یا ابتدائے حال مین سطح پانی سے اور اسی سے ٹخنہ کو کعب کہتے ہین اور ارجح قول یہ ہو کہ یہ نام اللہ تعالیٰ نے قدیم سے مقرر فرمایا ہے پھر کعبہ کا عطف
بیان یا بدل ہے قولہ الْبَيْتَ الْحَرَامَ یعنی ایسا بیت کہ حرام کر دیا گیا اسمین قتل و خونریزی و جملہ فسق و فجور اور بندون کے واسطے اسکا احترام لازم کیا گیا اور زمخشری
نے بر تقدیر عطف بیان کے اسکو بطریق مدح قرار دیا نہ بطریق توضیح۔ اور بیت درحقیقت وہ کہ چہار دیواری و چھت و دروازہ ہو اگرچہ اسمین سکونت نہ ہو یعنی آدمی
کوئی رہتا نہ ہو اور بیت الحرام کعبہ کیواسطے بمنزلہ علم کے ہو گیا اور جعل یہان متعدی بدو مفعول ہو اور ارجح آنکہ بمعنی صیّر لینے ایسا کر دیا بقرینہ دعائے حضرت ابراہیم
جو سورۂ حج وغیرہ مین انشاء اللہ تعالیٰ آویگی لیکن صواب یہ ہو کہ دعائے ابراہیم موافق قضائے ازلی کے واقع ہوئی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ازل ہی سے یہ مقرر
فرمایا تھا۔ بالجملہ یہان دو مفعول ہین۔ اول کعبہ ہو اور دوسرا مفعول فرمایا قِيٰمًا لِّلنَّاسِ یعنی اللہ تعالیٰ نے اس بیت الحرام کو بندون کیواسطے قیام کر دیا ف اے
لیقوم امر دینہم بالحج الیہ و دنیاہم بامن داخلہ وعدم التعرض لہ وجبی ثمرات کل شیٔ الیہ یعنی اس خانۂ مکرم کے سبب مردون کے دین و دنیا کے کام قائم و ٹھیک ہوتے
ہین پس دین کے کام اس طرح کہ اسکا حج کرتے اور خلوص نیت و تقوی کے ساتھ ثواب عظیم و انوار جلی و خفی ایسے پاتے ہین کہ زبان سے انکا بیان نہین ہو سکتا اور
سوائے حقوق العباد کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہین اور دنیا کے کام اس طرح کہ بحکم قولہ تعالیٰ ومن دخلہ کان امنا۔ جو اسمین گھس گیا وہ جب تک اسمین ہو
کوئی اس سے تعرض نہین کر سکتا وہ امن مین ہو گیا۔ اور لقولہ یجبی الیہ ثمرات کل شیٔ ہر قسم کے پھل و پیداوار اس کی طرف کھنچے لیجاتے ہین اور یہ عظیم قدرت الٰہی کا ظہور
ہے کہ اس ریگستان مین بندے جو قدرت کے قبضہ مین مسخر ہین ضرور یہ نعمتین وہان لیجاتے اور بیچتے و تجارت کرتے اور کھاتے پیتے ہین اور کھجور و پانی بہ انکی
غذا ہی اور کچھ مضرت نہین پہونچاتی۔ حالانکہ طبیب و حکیم متفق ہین کہ اس سے جذام ہو جاتا ہے ولیکن ظہور قدرت الٰہی ہے کہ وہان کچھ ضرر نہین ہوتا۔ وفی قراءۃ قیما
بلا الف۔ اور ابن عامر کی قراءۃ مین قیامًا کی جگہ قیمًا بکسر اول و فتح دوم بدون الف کے بھی مصدر ہی قام کا اور اسکا عین کلمہ یعنی یائے تحتانیہ مین اعلال نہین ہوا
ہے تاکہ یا اعتراض ہو کہ مانند حول و عور کے تعلیل نہ ہونا چاہیئے پس قیم دراصل قوم نہ تھا بلکہ یہ اصلی ہو اور اخفش نے کہا کہ اسمین تین لغات ہین قیام و قوام
و قیم اور بعض نے کہا کہ تقدیر کلام یہ ہو کہ صیّر اللہ الکعبۃ البیت الحرام حال کونہا قیاما للناس یعنی اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو بیت الحرام کر دیا درحالیکہ وہ لوگون کیلئے
قیام ہے۔ لیکن اول ارجح و اظہر ہے اور وہی مفسرؒ نے اختیار کیا۔ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ ای وجعل الشہر الحرام قیاما لہم بامنہم القتال فیہا یعنی اور اللہ تعالیٰ نے شہر
حرام کو بھی ان کے واسطے قیام کر دیا کہ ان مہینون مین لڑائی و قتال سے مامون رہتے ہین اور الف لام جنس کا ہے اور مراد اشہر حرم یعنی ذی القعدہ و ذی الحجہ
و محرم و رجب ہین۔ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَآئِدَ ای وجعل اللہ الہدی و القلائد قیاما لہم بامن صاحبہم من التعرض یعنی ہدی و قلائد کو بھی بندون کیلئے قیام کر دیا بسبب
اسکے کہ جو شخص ہدی و قلادہ والا ہو اس سے تعرض نہین کیا جاتا ہے اور تمام تفسیر قولہ تعالیٰ ولا الہدی ولا القلائد ولا آمین البیت الحرام
يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ الآیہ کے تحت مین بیان ہو چکی ہے وہان رجوع کرو تو معلوم ہوگا کہ خود ہدی و قلادہ بھی مراد ہو سکتا ہے کہ اس سے تعرض
نہین کرتے تھے۔ ذٰلِكَ الجعل المذکور یعنی ذلک کا مشار الیہ وہ مضمون ہو جو اوپر مذکور ہوا۔ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ
وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ اسواسطے یہ سب کہ تم جان لو کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے سب جو آسمانون مین ہو اور سب جو زمین مین ہو اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب
جانتا ہے ف کیونکہ تمھارے نفع حاصل ہونے و مضرتین دور ہونے کیواسطے وقوع ہونے سے پہلے ایسا کر دیا اس بات کی دلیل ہو کہ جو موجود
ہے اور جو ہونے والا ہے سب کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور اسمین قوی دلیل ہے آنحضرت صلعم کے صدق نبوت پر کہ قوانین شریعت اسلام اپنے
احکام کیساتھ نہایت قوی و عدل و انصاف کے ساتھ قائم ہین اور زمانہ کی گردش سے ان مین کوئی تغیر نہین پس اگر اہل اسلام ان پر مستقیم رہتے

Marfat.com

تو اُن کے دین و دنیا دونون کیواسطے نہایت خوبی وبھلائی ہے لیکن لوگون نے اس قانون عدل کو برباد چھوڑ دیا تو لا محالہ ...
شیطان نے صراط مستقیم سے بیراہ کیا اور طریقہ جور مین لاکر خوار کیا نعوذ باللہ من ذلک فتدبر۔ اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ ...
کہ اللہ تعالیٰ شدید العقاب ہے ف یعنی کفر وشرک انکار وخلاف کرنے والون کے حق مین۔ وَاَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ اور بیشک ...
غفور الرحیم ہے ف یعنی فرمانبرداری وطاعت وایمان لانیوالون کے حق مین۔ مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ اور رسول پر کچھ نہین مگر ...
ف یعنی تم کو حکم الٰہی پہونچا دینا ہی رسول صلعم پر واجب ہے۔ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو ف جو اعمال ...
کھلے کھلے کرتے ہو۔ وَمَا تَكْتُمُوْنَ اور تم جو اعمال کہ لوگون سے چھپے کرتے ہو ف پس تمہارے اعمال کی تم کو جزا دیگا اگر اچھے ہین تو ثواب اور اگر برے ہین تو ...
عذاب ملیگا۔ اسمین سخت تہدید ہے اور عمدہ وعدہ ہے مفسر رح نے لوگون سے چھپے ہونے کی قید سے اشارہ کیا کہ اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز پوشیدہ نہین ...
ہوسکتی ہے۔ واضح ہو کہ مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے خوف کرنا چاہیئے اور لوگون سے چھپانے مین نجات نہین ہے لیکن اگر کسی شخص نے بدکاری کو اسطرح ...
کیا کہ لوگون پر بھی ظاہر کیا تو یہ دونا عذاب ہے اور ایک حدیث مین ہے کہ اللہ تعالیٰ بعض گنہگارون کو مخفی فرمادیگا کہ تو نے یہ گناہ کیا تھا وہ اقرار کریگا پھر فرما وے گا
مین نے دنیا مین تجھ پر پوشیدہ کردیا اور آج تجھے عفو کرتا ہون (الصحیح) اور حدیث مین ہے کہ بدکار فاحش بدتر شخص ہے (من الصحاح) ف عراس
مین ہے کہ قولہ جعل اللہ الکعبۃ البیت الحرام قیاما للناس کعبہ معظمہ ظاہر مین ایک مکان پتھر وغیرہ سے بنا ہوا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اسکو اپنی آیات سے
روشن اور نور صفات کے پرتو سے منور فرمایا ہے پس وہ ان انوار کے ادراک کیلئے آئینہ ہے اسی واسطے جو لوگ حج کرتے ہین ہر ایک اپنی استعداد کے موافق
اسکے فیض سے پاکیزہ ہوکر مکمل ہوتا ہے چنانچہ اہل معرفت کو اس سے کشف عظمت وکبریائی کا مشاہدہ ہوتا ہے اور ارکان حج کے ہر موقف مین ان کو صفات
کے انوار کا چاند اور جلال قدم کا آفتاب نظر آتا ہے اور غیرون کی نظر مین اس سے محروم ہین اسی واسطے وہ ممنوع ہین اور کعبہ کو بیت الحرام بنایا اور وہ
عالم کیواسطے جو بمنزلہ ایک شخص کے ہے قلب مقرر کیا اور عارفون کی نظر مین اس سے انوار جلال ظاہر ہوتے ہین جیسے موسیٰ کو کوہ طور سے اور عیسیٰ کو صیعیر
سے ظاہر ہوئے ویسے آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کی اُمت کو کعبہ معظمہ سے ظاہر ہوئے اور یہی معنی ہین جو آیا ہے کہ جاء اللہ من سینا واستعلن
بساعیر واشرق من جبال فاران۔ اللہ تعالیٰ سینا سے آیا اور ساعیر سے اعلان ہوا اور فاران سے چمکا۔ فاران جبال مکہ ہین اور یہ قول انجیل
وغیرہ کتب انبیاء مین ہے۔ اسی طرح قلب عارف بھی قبلہ مشاہدہ ہے اور وہ ہر تصور وخیال واعتبار سے ممنوع ہوکر محل نظر قدسی ہوجاتا ہے پس
اس کے آثار جلال عارفون کے چہرے سے ظاہر ہوتے ہین شبلی رح نے کہا کہ چشمہائے مردم کا امام کعبہ ہے اور قلوب اہل ایمان کا امام خالق کعبہ ہے۔
بعض مشائخ نے کہا کہ بیت الحرام بایں معنی کہ اسکے جوار مین مخالفت کرنا سخت حرام ہے قال المترجم کعبہ مین جس طرح نیکیون کا ثواب ایک لاکھ
زائد ہے یعنی اس کثرت سے ثواب مین ترقی ہے ویسے ہی مخالفت کرنے مین بھی وہان اسے کثرت سے عذاب ائد ہے۔ اور بعض نے کہا کہ وہان ...
ہے بنا ہے کہ مخلوق پر نظر رکھے بلکہ اسکے خالق عزوجل پر نظر رکھے اور بعض نے قولہ قیاما للناس سے اشارہ لیا کہ جو کوئی بسبب ارتکاب معصیت کے
ٹیڑھا ہوگیا ہو جب وہ اگر کعبہ معظمہ سے لپٹ جاوے اور قلبی تعلق اُس سے پیدا کرے تو ان انوار کی برکت سے قیام یعنی مستقیم ہوجائیگا
کہا جاوے کہ ہزارون کرورون خانہ کعبہ سے محروم ہین اور ہزارون جاکر کورے آتے ہین تم صرف تھوڑے لوگ ہو جو اسلام کی خوبی وشرائع کی ...
کرتے ہو اسکی کیا وجہ ہے کہ تم ہی عالم ہو اور باقی لوگ جاہل ہین جواب یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان جاہلون کا خود ہی رد کردیا جو شیطانی بندے ہو ...

۱۳ ع ۳ قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

تو کہہ برابر نہین گندا اور پاک اگر تجھکو خوش لگے گندے کی بہتایت سو ڈرتے رہو اللہ سے اے عقلمندو ...

قُلْ لَّا يَسْتَوِي کہدے اے محمد صلعم کہ برابر نہین۔ الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ خبیث اور طیب ف خواہ آدمی ہو یا مال ہو یا بات ہو یا اور کوئی چیز ہو چنانچہ آدمیون مین مومن و کافر یکسان نہین ہین اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور مال حلال و حرام یکسان نہین اور اچھی بات و بری بات برابر نہین بالجملہ جس چیز مین خبث ہے اور جو چیز طیب ہے وہ دونون مساوی نہین ہین بلکہ طیب ہی خوب ہے اور خبیث خراب ہے وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ اگرچہ تجھے خبیث کی کثرت سے عجب ہو ف یعنی اگرچہ نظر مین جو خبیث ہے وہ بسبب کثرت کے تجھکو بھلی نظر آوے یا تجھے اس امر سے تعجب ہو کہ خبیث مین اسقدر کثرت ہے کہ اسکے مقابلہ مین خوب پاکیزہ بہت کم ہین کیونکہ قلت و کثرت کا کچھ اعتبار نہین بلکہ خبث و پاکیزگی کا اعتبار ہے چنانچہ لعل و موتی اگر کم ہین تو کنکر اپنی کثرت کیوجہ سے اُن سے اچھے نہین ہو سکتے ہین اور اسمین اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر خلقت مین یہ بات جاری ہو چکی ہے کہ بھلے کم ہون گے اور بُرے بہت ہونگے اور مفسر رحمہ اللہ نے خبیث کو حرام سے اور طیب کو حلال سے تفسیر فرمایا اور یہ تخصیص بنظر سیاق ہے ورنہ اعتبار عموم لفظ کا ہے اور وہی یہان از راہ حکم کے معتبر ہے۔ پھر اعجبک مین خطاب ہر ایسے شخص کو ہے جو عبرت و نصیحت کی لیاقت رکھتا ہے اور اولیٰ یہ ہے کہ علی العموم ہر شخص مخاطب کو خطاب ہے اگرچہ اس سے عبرت و نصیحت اسی شخص کو حاصل ہوگی جو عقل نورانی رکھتا ہے اسی واسطے فرمایا۔ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰۤاُولِي الْاَلْبَابِ پس اے اہل عقول تم تو تقوی الٰہی بخوف یعنی جب یہ بات اہل عقل نے سمجھ لی تو اے عقل والو خبیث کو چھوڑو اور طیب پر اکتفا کرو لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ تاکہ تم فلاح پاؤ یا البتہ تم فلاح پاؤ گے اور ابن کثیر نے ذکر کیا کہ اللہ تعالیٰ نے بندون کو آگاہ فرمایا کہ خبیث و طیب اسکے نزدیک برابر نہین یعنی قلیل حلال نافع بہ نسبت کثیر حرام کے بہتر ہے چنانچہ خبر مین آیا کہ ما قل وکفی خیر مما کثر والہی یعنی قلیل جو کافی ہو وہ بہتر ہے اس سے جو بہت ہو اور لہو مین ڈالدے۔ اور بغوی رحمہ اللہ نے اپنے معجم مین اپنی اسناد کے ساتھ ابو امامہ رضؓ سے روایت کی کہ ثعلبہ بن حاطب نے کہا کہ یا رسول اللہ آپ دعا فرمادین کہ اللہ تعالیٰ مجھے مال دے تو فرمایا کہ تھوڑا مال جس کا تو شکر ادا کرے اس بہت سے اچھا ہے جس کی تجھے طاقت نہ ہو۔ بالجملہ طیب پر ترغیب اور خبیث پر تحذیر ہے اور اس آیت مین اہل عقل و ایمان کیلئے وسوسۂ شیطان سے کافی تنبیہ ہے کہ دنیا مین اُن کے سامنے یہ منظر عجیب آویگا کہ اہل کفر و ضلالت مین جو دنیائے ملعونہ کو آراستہ کرین بہت دنیاوی عروج مین کثرت سے ہون گے بس کبھی اپنے نور ایمان سے متزلزل نہ ہو کہ اگر اسلام حق ہوتا تو یہ دنیا سنوارنے والے بھلا کیون نہ مانتے بس اس آیت سے تنبیہ حاصل کرے کہ اللہ تعالیٰ اس دنیائے ملعونہ کو انھین لوگون کو دیگا جو ملعون ہین لہذا جب صحابہ رضی اللہ عنہ نے سب سلطنتین فتح کین تو صرف عدل و حق پھیلایا اور دنیاوی حصہ کچھ نہ لیا چنانچہ اُن کا زہد و تقوی تمام متواترات روایات مین ماثور ہے فاستقم واللہ تعالیٰ ہو الموفق۔ پھر واضح ہو کہ تقوی یہ نہین ہے کہ ذرا ذرا سی بات مین کرید کر کے اپنے اوپر سختی کرے بلکہ نرمی کیساتھ حق تعالیٰ کی فرمانبرداری کرے لہذا حق تعالیٰ نے اپنے عادل بندون صحابہ رضی اللہ عنہم کو سوال پوچھ گچھ مسائل سے منع فرمادیا۔ حدیث مین ہے کہ وہ شخص بدتر ہے کہ اسکے پوچھنے سے کوئی چیز حرام کردی گئی حالانکہ پہلے مباح تھی لہذا فرمایا۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ وَاِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ

اے ایمان والو مت پوچھو بہت چیزین کہ اگر تم پر کھولے تو تم کو بُرے لگین اور اگر پوچھو گے جس وقت قرآن اُترتا ہے تو

تُبْدَ لَكُمْ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝ قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِيْنَ

تم پر کھل جاوینگی اللہ نے اُن سے درگذر کی ہے اور اللہ بخشتا ہے تحمل والا۔ ویسی باتین پوچھ چکے ہین ایک لوگ تم مین سے پہلے پھر ہو رہے اُن سے منکر ہوئے۔

لوگون نے آنحضرت صلعم سے کثرت سے سوال کرنے شروع کئے تو نازل ہوا قولہ تعالیٰ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اے ایمان والو تم ایسی باتون کو مت پوچھو ف واضح ہو کہ سیبویہ و خلیل کے نزدیک لفظ اشیاء اسم جمع ہے پس لفظاً مفرد اور معناً جمع ہے اور فراء و اخفش و کسائی و ابو حاتم نے اسکو لفظ شئے کی جمع قرار دیا لیکن وزن مفردین باہم اختلاف ہے۔ اور معنی یہ کہ جن چیزون کی ضرورت نہین ہے ان کو مت پوچھو اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ

یعنی اگر بیان کردی جائین گی تو تم کو ناخوشی دینگی ف بسبب اس مشقت کے جو ان چیزون مین ہر وَاِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ
تم ان چیزون کو جب قرآن نازل ہو رہا ہے پوچھو گے تو تمہارے واسطے ظاہر کر دی جائین گی ف معنی یہ ہین کہ اگر آنحضرت صلعم کے زمانہ مین
تم چیزون کو پوچھو گے تو اُن کے اظہار کے واسطے قرآن نازل ہوگا اور جب اظہار ہوگا تو تم کو رنج دیگا۔ لہذا تم ان سے بچو عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا اللہ تعالیٰ
نے اس سے عفو کیا ف عنہا کی ضمیر بجانب مسالت راجع ہے جو تسألوا سے مفہوم ہر اور معنی یہ کہ عفو کر دیا اللہ تعالیٰ نے مسالت کو پس دوبارہ ایسا نہ کرنا
اور بعض نے اشیار کی طرف راجع کی لیکن اس نوع اشیار کی طرف راجع ہر جس سے ممانعت کی گئی ہے اور احتمال ہے کہ معنی یہ ہون کہ اشیار سے خواہ دین کے
متعلق ہون یا دنیا کے متعلق ہون سوال مت کرو کیونکہ ظاہر کی جاوینگی تو تم کو گوارا نہ ہونگی خواہ بوجہ دنیادی ایسے امر کے جو نفس پر ناگوار ہوتا ہے مثلاً
کوئی شخص اولاد زنا ہے تو اظہار قرآن سے ناگوار ہوگا اور خواہ بوجہ مشقت بجا آوری کے دین مین مثلاً ہر سال حج فرض ہو جائے جیسے ایک شخص نے
حج کو پوچھا تھا۔ اور علی ہذا عفا اللہ عنہا کے یہ معنی کہ جو سوال ہو چکا اسکو اللہ تعالیٰ نے عفو کیا اور آیندہ ایسا نہ کرنا اور احتمال ہے کہ یہ معنی ہون کہ
اللہ تعالیٰ نے ان اشیار کو عفو و مباح رکھا ہے چنانچہ متقرر ہوا کہ اشیار کے حق مین اصل یہ ہر کہ مباح ہین سوائے ان خاص اشیار کے جن کی
نسبت کوئی دلیل شرعی کسی حکم پر دلالت کرتی ہو مثلاً تاڑی کی حرمت پر حدیث کل مسکر حرام سے دلیل قائم ہوئی۔ پس سوال کرنے سے یہ ضرر بندون
کے حق مین پیدا ہوگا کہ ان مباح چیزون مین سے بعض واجب و بعض حرام وغیرہ سے مکلف ہو جاوینگے حالانکہ پہلے بسبب رحمت الٰہی کے عفو تھین
پس اگر صحابہ رضی اللہ عنہم اسکو ادا کر لیجاتے تو ما بعد والے حتی کہ اس زمانہ والے ایک مشقت شدید و فتنہ عظیم مین پڑ جاتے پس سوال سے ممانعت بھی
اس اُمت مرحومہ کیلئے خاص رحمت ہر اور حاصل آنکہ اللہ تعالیٰ نے سوائے مکلف بہا چیزون کے باقی سے عفو کیا اور ترک فرمایا ہے پس سوال کر کے
انکو اپنے اوپر لازم مت کر لو کیونکہ آخر بجا نہ لاؤ گے اور خراب ہو گے پس اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے تم کو منع فرماتا ہے وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ اور اللہ تعالیٰ
غفور حلیم ہے ف بندون کے گناہ بخشنے والا ہے اور اُن کی بے ادبی پر انکو حلم سے جلد ماخوذ فرمانے والا نہین ہے۔ قَدْ سَاَلَهَا یعنی ایسی ہی چیزون
سے سوال کیا تھا۔ قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ایک قوم نے جو تم سے پہلے ہو گذرے ہین ف یعنی اگلی اُمتون مین سے ایک قوم نے سوال کیا تھا ان چیزون
کے احکام کا اپنے انبیا علیہم السلام سے پس اُن کے احکام بیان کر کے جواب دیدیا گیا اور اُن کا انجام خراب ہوا چنانچہ فرمایا۔ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا
كٰفِرِيْنَ پھر وے لوگ ان چیزون سے کافر ہو گئے ف باین طور کہ ان پر عمل کرنا چھوڑ دیا۔ واضح ہو کہ یہان ترک عمل پر کفر کا اطلاق کیا باین معنی
کہ ان لوگون نے ان احکام کو کچھ نہین سمجھا اور ان کو مباح کر لیا کہ بے تردد اُن کے ساتھ اباحت کا معاملہ کرنے لگے پس کافر ہو گئے۔ یہان سے
معلوم ہوا کہ کفر کا اطلاق سوائے کفر بمعنی عدم ایمان کے بھی معصیت پر آتا ہے چنانچہ امام بخاری رح نے اس بارہ مین باب باندھا ہے۔ واضح ہو کہ شیخ
ابن کثیر رح نے متعلق سبب نزول چند احادیث جو مفید بمعنی آیت و افادات دیگر ہین بیان کین اور مترجم اسکی تلخیص لاتا ہے کہ عن انس بن مالک رض کہا کہ رسول اللہ
صلعم نے ایسا خطبہ ایک روز پڑھا کہ مین نے ویسا نہین سنا تھا اور اس خطبہ مین یہ بھی کہا کہ جو کچھ مین جانتا ہون اگر تم جانتے تو کم ہنستے اور بہت رویا کرتے اور مین نے
دیکھا کہ اصحاب رسول اللہ صلعم منہ چھپائے روتے ہین حتی کہ رونے کی باریک آواز سنائی دیتی تھی۔ ایک شخص نے پوچھا کہ یا رسول اللہ میرا باپ کون ہے تب یہ آیت
نازل ہوئی یا ایہا الذین آمنوا لا تسئلوا عن اشیار الآیۃ۔ رواہ البخاری و مسلم و احمد و الترمذی و النسائی۔ و عن انس بن مالک ایضاً کہا کہ لوگون نے
صلعم سے سوال کرنے شروع کئے یہانتک کہ بہت مبالغہ کیا پس ایک روز آپ نکلکر منبر پر بیٹھے اور فرمایا آج جو کچھ تم پوچھو گے مین ضرور تم سے بیان
کر دونگا پس صحابہ رضی اللہ عنہم ڈر گئے کہ شاید کوئی واقعہ پیش آنیوالا ہر پس مین دائین بائین جدہر نظر کرتا تھا ہر ایک کو دیکھتا تھا کہ اپنے کپڑے مین منہ لپیٹے
ہوئے رو رہا ہے پھر ایک شخص اپنے باپ کے سوائے دوسرے کی طرف نسبت کیا جاتا تھا پوچھنے لگا کہ یا رسول اللہ میرا باپ کون ہے فرمایا

پھر عمر بن الخطاب کھڑے ہو کر یہ عرض کرنا شروع کیا کہ ہم راضی ہوئے اس بات پر کہ اللہ تعالیٰ ہمارا رب ہے اور اسلام ہمارا دین ہے اور محمد صلعم ہمارے واسطے رسول ہیں ہم لوگ سب فتنہ سے پناہ مانگتے ہیں پس آنحضرت صلعم کا غصہ فرو ہوا اور فرمایا کہ خیر و شر میں آج کے دن سا میں نے نہیں دیکھا کہ جنت دوزخ کی تصویر میرے روبرو کر دی گئی کہ میں نے اس دیوار کے ادھر دیکھی۔ رواہ ابن جریر والبخاری و مسلم اور ایک روایت میں ابوہریرہؓ سے ہے کہ آنحضرتؐ کا چہرہ مبارک سرخ تھا جب منبر پر آئے۔ اور یہ بھی زیادہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے بعد کلمات مذکورہ کے یہ بھی کہا کہ یا رسول اللہ ہم لوگوں کا زمانہ جاہلیت و شرک تھوڑے دن ہوئے دور ہوا ہے سو آپ ہم لوگوں کی بے ادبیاں عفو کریں اللہ تعالیٰ آپ کو عفو فرماوے پس آنحضرت صلعم کا غصہ فرو ہوا۔ رواہ ابن جریر باسنادہ اور مرسل روایات میں اکثر تابعین سے یہ قصہ مروی ہوا اور سدیؒ کی روایت قصہ میں یہ بھی ہے کہ عمرؓ نے کھڑے ہو کر آپ کے پاؤں چوم لئے اور وہی اعتذار کیا جو اوپر مذکور ہوا اور برابر یہی کہتے رہے یہاں تک کہ غصہ فرو ہوا۔ عن ابن عباسؓ ایک قوم سوال کیا کرتی رسول اللہ صلعم سے بدون کسی ضرورت سو بعض کہتا کہ یا رسول اللہ میرا باپ کون ہے اور کوئی کہتا کہ میری اونٹنی گم ہو گئی وہ کہاں ہے تو اُن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے نازل کیا قولہ لاتسئلوا عن اشیاء الآیۃ۔ رواہ البخاری۔ عن علیؓ جب یہ آیت اُتری وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الآیۃ۔ تو بعض لوگ کہنے لگے کہ یا رسول اللہ کیا ہر سال یہ واجب ہے آپ خاموش رہے پھر یہی کہا پھر آپ خاموش رہے پھر اُنھوں نے یہی کہا تو آپ نے فرمایا کہ نہیں اور فرمایا کہ اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال واجب ہو جاتا اور اگر یوں واجب ہو جاتا تو تم سے ہرگز نہ ہو سکتا پس اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا۔ یا ایہا الذین اٰمنوا لاتسئلوا عن اشیاء الآیۃ۔ رواہ احمد و ابن ماجہ والترمذی وقال غریب۔ اور یہ معنی بروایت ابوہریرہؓ و ابوامامہؓ بھی مروی ہیں اور ابوہریرہ کی روایت میں ہے کہ فرمایا۔ اور اگر میں ہاں کہہ دیتا تو واجب ہو جاتا اور اگر واجب ہوتا تو تم نہ کر سکتے اور اگر چھوڑ دیتے تو کافر ہو جاتے پس اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا الحدیث یہ دلیل ہے کہ حج چھوڑنے کی معصیت کو کفر فرمایا۔ تو یہ کفر مقابل ایمان نہیں بلکہ کفران نعمت ہے اور ابوامامہ کی روایت میں مصرح ہے کہ پوچھنے والا ایک اعرابی تھا۔ اور نیز اسمیں ہے کہ آپنے بعد اس ملامت کرنے کے فرمایا کہ آگاہ رہو کہ تم سے پہلے اُمتوں کو اُن میں کے ایسے سرغنہ لوگوں نے برباد کیا جو فتنہ و حرج میں ڈالنے والے ہوئے اور قسم ہے اللہ عز و جل کی کہ اگر میں تمہارے لئے تمام وہ چیز جو روئے زمین پر ہے حلال کر دوں اور فقط ایک موزہ بھر جگہ اسمیں سے حرام کر دوں تو تم اسی قدر میں فتنہ میں پڑو گے۔ رواہ ابن جریر باسناد ضعیف اور ابن کثیرؒ نے کہا کہ ظاہر آیت میں سوال ایسی چیزوں سے ممنوع ہے کہ بیان ہونے پر آدمی کو ناگوار ہوں۔ اور نیز کہا کہ حدیث میں آیا ہے کہ مسلمانوں میں سے وہ بڑا مجرم ہے جس نے ایسی چیز سے سوال کیا جو حرام نہ تھی پھر اُسکے پوچھنے سے حرام ہو گئی ولیکن اگر قرآن مجید میں مجمل نازل ہوا تو اُسکے بیان کو پوچھنا جائز رہا کیونکہ ان کو اس کی ضرورت تھی۔ وقولہ عفا اللہ عنہا یعنی جو اپنی کتاب مجید میں نہیں فرمایا وہ منجملہ ان چیزوں کے ہے جن کو عفو فرمایا ہے تو تم بھی اس سے سکوت کرو جیسے اللہ تعالیٰ نے نہیں بیان کیا ہے اور حدیث صحیح میں آیا ہے کہ چھوڑ دو مجھکو جبتک میں تم کو چھوڑے رکھوں کیونکہ تم سے اگلے لوگ اسی سبب سے ہلاک ہوئے کہ اپنے انبیاء علیہم السلام سے بہت سوال کرتے پھر مخالفت کرتے تھے۔ اور نیز حدیث صحیح میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ فرائض مقرر کئے ہیں ان کو ضائع مت کرو اور جو حدود باندھے ہیں اُن سے تجاوز مت کرو اور کچھ چیزیں حرام کر دیں اُن کی ہتک حرمت نہ کرو اور بہت چیزوں سے سکوت فرمایا وہ تم پر رحمت کرنے کیواسطے سکوت ہے کچھ بھول کی وجہ سے نہیں ہے تو تم ان چیزوں سے سوال مت کرو۔ اور حدیث ابن عباسؓ میں جو قصہ فرضیت حج میں ہے۔ یوں فرمایا کہ پھر تم لوگ مجھ سے سوال چھوڑ دو جبتک کہ میں تم کو چھوڑوں اور جب تم کو کسی امر کا حکم دوں تو اُسکو لاؤ اور جب کسی چیز سے منع کروں تو اس سے باز رہو تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی پھر ابن عباسؓ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو سوال پوچھنے سے منع کر دیا جیسے نصاریٰ نے مائدہ آسمان سے اُترنے کی درخواست کی تھی پھر کافر ہو گئے پس اللہ تعالیٰ نے اسی سے اس اُمت کو منع فرمایا کہ اگر قرآن میں سختی سے کوئی حکم نازل ہوا تو تم کو گوارا نہ ہوگا اور تم منتظر رہو قرآن مجید خود نازل ہوگا سو جس چیز سے تم سوال کرتے تھے

اس کا بیان خود قرآن مین ہل بائیگا رواہ ابن جریر من طریق العوفی عنہ وقال المترجم کلام مجید مین جملہ احکام سب چیزون کے [illegible] نکالنے اور جاننے کے واسطے اجتہاد و کمال ایمان و توفیق الٰہی ضرور ہے پس اگر ہر چیز کا حکم مصرح الگ الگ ہوتا تو ایک ہی امر قطعی ہوجاتا [illegible] امر ۔ کو مانند اگلی اُمتون کے کتاب الٰہی مین اجتہاد کا حکم دیا اور یہ کمال رحمت ہے کہ علماء کے اجتہاد آسانی و سختی مین مختلف آئے ہین اور ایسی [illegible] اُن کو معذور رکھا اور ہر ایک کی اجتہاد کے مطابق عمل کرنے پر اس کو ثواب دیا پس یہ کمال رحمت ہے اسی واسطے کہا گیا کہ اختلاف علماء رحمت ہے فتامل وافہم ۔ اور مجاہد کے طریق سے ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ قولہ لاتسئلوا عن اشیاء ۔ یہ اشیاء وہی بحیرہ و سائبہ و وصیلہ و حام ہین ۔ تو نہین دیکھا کہ آگے فرمایا ۔ ماجعل اللّٰہ من بحیرۃ ولا کذا ولا کذا ۔ اور عکرمہؒ نے کہا کہ وہ لوگ آیات معجزات کا سوال کیا کرتے تو اس سے منع کر دیے گئے ۔ رواہ ابن جریر و مراد عکرمہؒ کی یہ ہے کہ ان آیات سے سوال کرنے مین جبکہ پورے کئے جاوین تو بعد اُسکے اگر کفر و انکار ہو تو عذاب نازل ہوگا جیسے اگلی اُمتون پر ہوا تھا ولیکن مترجم کہتا ہے کہ اگرچہ یہ قول فی نفسہ عمدہ ہے ولیکن آیت کریمہ سے موافقت تفسیری نہین رکھتا ہے چنانچہ ادنیٰ تامل سے واضح ہے پھر جاننا چاہیئے کہ سوال سے ممانعت جو اس آیت مین ہے ضرور ہے کہ ایسے سوالات کیساتھ مفید ہو جن کی حاجت نہین اور مزید تکلیف کے موجب ہین جیسا کہ اوپر بیان ہوا اسواسطے کہ اُمور دین و دنیا مین سے جن کی حاجت و ضرورت ہے اُن کا سوال کرنا جائز فرمایا گیا ہے جیسا کہ اللّٰہ تعالیٰ نے کہا ۔ فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لاتعلمون اور حدیث مین جب ایک زخمی آدمی کو اسکے ساتھیون نے تیمم جائز نہ بتلایا اور نہانے ہی پر مقصور رکھکر ہلاک کیا تو آنحضرت صلعم نے اس واقعہ کے بیان پر فرمایا ۔ قاتلہم اللّٰہ الا سألوا فانما شفاء العی السوال ۔ یعنی ان کمبختون نے دریافت کیون نہین کیا فقط رائے سے کیون کہا کہ تیمم نہین روا ہے کیونکہ نہ جاننے والے کی دوا یہ ہے کہ دریافت کرلے ۔ پس ظاہر ہوا کہ ضروری اُمور مین سوال جائز ہے ۔ فافہم ۔ اگر کہا جاوے کہ جب یہ بات ہے تو تم لوگون نے کیون فقہ کی کتابون مین ایسی صورتین و اُن کے احکام جمع کئے جو مذکور نہین ہین بلکہ بعض کبھی واقع نہین ہوتی ہین جواب اسکا بہت تفصیل سے ہے لیکن مختصر یہ ہے کہ فقہ والون نے در اصل نکالنے کا طریقہ سمجھایا ہے کیونکہ حکم دینا تو بعد واقع ہونے کے ہوا کرتا ہے چنانچہ امام دارمی نے مسند مین بہت آثار ملکہ اخبار روایت کئے جن سے قبل واقعہ کے حکم نکالنا مذموم ہے پس طریقہ اجتہاد جاننے سے مجتہدون پر آسانی حاصل ہوگئی جو پچھلے زمانہ مین عالم ہوئے ہین لیکن اس زمانہ مین جہال اس کثرت سے پھیل گئے کہ اُنھون نے اس غرض کو برباد کر کے یہان تک تعصب کیا کہ ہر فرقہ یہ چاہتا ہے کہ دین صرف اسی کے مذہب مین منحصر ہوجائے اور یہ بدتر مخلوق ہے جو دین اسلام مین مفسد اور اسرار شریعت سے جاہل اور نفاق پھیلانے والی ہے ۔ نعوذ باللّٰہ من الضلال **ف فی العرائس** ۔ قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین اٰمنوا لاتسئلوا عن اشیاء الآیۃ اس سے بطریق اشارت ثبوت ہوا کہ جب غیب کے دیدار و مکاشفہ سے وقوف نہ ہو اور اہل معرفت و کشف کے درجہ کو نہ پہونچا ہو تو اُس کے حقائق کو مت دریافت کرے کیونکہ جب اہل اسرار کی باتون مین کوئی عارف اس کے دقائق کو بیان کریگا تو نادان لوگ اسکو ادراک نہین کرینگے پس اُن کی محرومی اُن کو رنج دیگی اور بسا اوقات وہ بعض اسرار سے منکر ہون گے اور اللہ تعالیٰ عزوجل اغیار کو غیب سے مطلع نہین فرماتا ہے اور اسمین مریدون کو تنبیہ ہے کہ ابتدائی حال مین مشائخ کے حالات و ان کے قصص و حکایات دریافت کرنے مین نہ پڑین ۔ بعض مشائخ نے اس آیت کے اشارہ مین کہا کہ صدیقین و اولیاء کے مقامات و درجات مت دریافت کرو کیونکہ خالی بیان سے تم کو فائدہ نہین اور اگر اسمین سے کچھ انکار کروگے تو مضرت ہے کہ تباہ ہوجاؤ گے شیخ سہل رحمہ اللّٰہ نے فرمایا کہ غیب کے حالات و مقامات کو زبانی دریافت کرنا تو پردہ حجاب ادب ہے اور اگر کوئی اسکا دعویٰ کریگا تو وہ کمبخت [illegible] ہوگیا یعنی زبانی دریافت کیا تھا یا کتاب مین دیکھ لیا تھا پھر خود مدعی کاذب بن بیٹھا تو بدکار مکار ہے اور اگر ایسا نہ کیا تو بھی کیا فائدہ [illegible] حجاب مین پڑ گیا کہ اسکا دھیان اسطرف لگ گیا بلکہ یہان تو خلوص طاعت و عمل معرفت چاہیئے ہے مترجم کہتا ہے کہ [illegible]

Marfat.com

دیکھو تو ہر شخص مدعی علم و مدعی مذہب ہے حالانکہ اعمال ظاہرہ میں خود فاجر ہے اور اگر اعمال قلبی میں دیکھو یعنی علاوہ ظاہری اعمال کے صدق و صفا و حسن نیت و اخلاص وغیرہ قلبی اعمال کو دیکھو تو کچھ نہیں سوائے اسکے کہ ہر فاجر بدکار خلاف شرع جاہل نے عوام کو دھوکا دیا کہ یہ علم طریقت کچھ اور ہی چیز ہے اور وہ مدعی ولایت بن بیٹھا۔ عوام کو دیکھو تو وہ آخرت کو موہوم جانتے ہیں اور دنیا کو نقد خیال کر کے اس مدعی کاذب کے پاس دنیا لینے جاتے ہیں اور آخرت کا وعظ کہنے والے لوگوں کو علم حقیقت سے گمراہ سمجھکر شریعت کی باتیں بنانیوالا سمجھتے ہیں اور شریعت سے اس گمراہ نے پہلے ہی اُن کو بہکا دیا تھا اور یہ عوام نہیں سمجھتے کہ خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو چلا وہ جہنم میں گیا پھر عجب ہے کہ اسکو ولی جانتے ہیں اور خود عارف کامل بنکر اسکو پہچان جاتے ہیں نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیآت اعمالنا۔ راہ مستقیم یہی ہے کہ ظاہر و باطن میں سنت پر ثابت قدم ہو اور اپنی رائے و قیاس کو کچھ بھی دخل نہ دے جیسے کافروں و مشرکوں و بدعتیوں و روافض و خوارج وغیرہ کا قاعدہ ہے کہ اپنی رائے سے حرام و حلال و عذاب و ثواب بناتے ہیں اور حکم آلٰہی و سنت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی رائے لگاتے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے کافروں کی مذمت بلیغ فرمائی۔ بقولہ تعالےٰ

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيلَةٍ وَّلَا حَامٍ ۙ وَّلٰكِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يَفْتَرُونَ
نہیں ٹھہرایا اللہ نے بحیرہ اور نہ سائبہ اور نہ وصیلہ اور نہ حامی اور لیکن کافر باندھتے
عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ۖ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ○ وَاِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى
اللہ پر جھوٹ اور اُن میں بہتوں کو عقل نہیں اور جب کہئے ان کو آؤ اس طرف جو اللہ نے نازل کیا اور رسول
الرَّسُولِ قَالُوا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ۚ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ
کی طرف کہیں ہم کو کفایت ہے جسپر پایا ہے ہم نے اپنے باپ دادوں کو بھلا اگرچہ اُن کے باپ نہ علم رکھتے ہوں
شَيْئًا وَّلَا يَهْتَدُونَ ○
کچھ اور نہ راہ جانتے ہوں۔

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيرَةٍ اے ما شرع اللہ نہیں مشروع فرمایا اللہ تعالیٰ نے کوئی بحیرہ پس جعل بمعنی شرع و وضع لیا جیسا کہ ابن عطیہ و زمخشری و عکبری نے کہا اور نیز عکبری رح نے بمعنی سمّی تجویز کیا یعنی نہیں نام رکھا اللہ تعالیٰ نے کسی جوان کا بحیرہ۔ اعتراض کیا گیا کہ اہل لغت نے جعل کے یہ معنی نہیں بیان کئے اور رد کیا گیا کہ جعل کسی شئی کا فعل ہے خواہ اسکے نفس ذات کا جو کہ خلق ہے یا اسکے خلق کا کسی صفت پر یا کسی صفت سے دوسری صفت پر خواہ بطریق تعبدی ہو اور وہ شرع ہے اور خواہ غیر تعبدی ہو پس یہاں جعل تکوینی نہیں بلکہ تشریعی ہے۔ شیخ ابو السعود رح نے کہا کہ ما جعل یہاں بمعنی ما شرع ہے اسی واسطے مفعول واحد یعنی بحیرہ کی طرف متعدی ہوا اور سائبہ وغیرہ عطف ہیں بحیرہ پر اور مِن زائدہ ہے بغرض تاکید نفی کیونکہ جعل تکوینی جیسے کبھی دو مفعول کی طرف مانند قولہ جعل لکم الارض فراشاً۔ اور کبھی ایک مفعول کی طرف کما فی قولہ خلق السموات والارض متعدی ہوتا ہے ایسے ہی جعل تشریعی کبھی متعدی بدو مفعول مانند قولہ جعل اللہ الکعبۃ البیت الحرام قیاما للناس کبھی متعدی بیک مفعول ہوتا ہے جیسا کہ اس آیت کریمہ میں ہے اور بعض نے جعل بمعنی صیّر تجویز کیا اے ما صیّر اللہ من بحیرۃ مشروعۃ اور ابن عطیہ وغیرہ نے اسکو منکر ٹھہرایا کیونکہ تقدیر مفعول دوم بلا ضرورت ہے علاوہ بریں مقاد یہ ہوگا کہ اس سے بحیرہ ہونے کی نفی نہ نکلے گی غایت یہ کہ بحیرہ مشروع ہونے کی نفی ہے حالانکہ من بحیرہ میں مِن کی زیادت بغرض نفی مطلق بحیرہ ہے از جانب حق تعالیٰ پس صحیح وہی معنی ما شرع اللہ من بحیرۃ ہیں پھر بحیرہ بروزن نطیحہ مشتق از بحر ہے بمعنی کان پھاڑ دینا۔ اور واضح ہو کہ ان جانوروں کے واسطے ان کے جسم میں علامات ہوتے تھے اور اُن کے ساتھ برتاؤ کے قواعد ہوتے تھے اور وجہ اُن کی بحیرہ وغیرہ کر دینے کی خاص خاص ہوتی تھیں اور یہ سب کافروں نے اپنی طرف سے بنائی تھیں اُن میں سے کوئی اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمائی کما قولہ فلیبتکن آذان الانعام سے ثابت ہوا کہ شیطان نے اُن کو یہ باتیں کرنے کی راہ بتائی تھی اور جب یہ معلوم ہوا تو آئندہ جو روایات آئی ہیں اُن میں تدقیق غیر آسان ہے۔ وَلَا سَآئِبَةٍ اے سیبۃ جو چھٹے پھرے جیسے سانڈ بیل۔ وَلَا وَصِيلَةٍ اے وصل کی ہوئی اور وجہ اُسکے ما بعد میں مذکور ہوں گے۔

[illegible] مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيْرَةٍ [illegible] یعنی یہ کہ اللہ تعالیٰ بالجملہ نہیں کہتے تھے ہوا روا نہیں کہتے تھے بالجملہ معنی یہ کہ اللہ تعالیٰ نے [illegible] کی حمایت کرلی کیونکہ اسپر سوار ہونا روا نہیں کہتے تھے وَلَا حَامٍ کیونکہ اُسنے سواری سے اپنی پیٹھ کی حمایت کرلی کیونکہ اسپر سوار ہونا روا نہیں کہتے تھے

[illegible] سعید بن المسیب [illegible] بخاری رحمۃ اللہ نے سعید بن المسیب سے قال المفسر بخاری رحمۃ اللہ نے ان کو بتایا کرتے تھے جیسے کہ زمانہ جاہلیت والے اُن کو بتایا کرتے تھے قال المفسر بخاری رحمۃ اللہ نے سعید بن المسیب [illegible] نہ سائبہ اور نہ کوئی وصیلہ و نہ کوئی حامی

[illegible] قال فی الکمالین [illegible] کہ بحیرہ وہ اونٹنی ہے جس کا دودھ فقط طواغیت یعنی بتون کیلئے کردیتے اور آدمیون مین سے اسکو کوئی نہین دوہتا تھا قال فی الکمالین [illegible]

ہے یا اونٹنی ہو اور ابو عبیدہؒ نے کہا کہ دودھ اسکا فقط عورتون سے ممنوع ہوتا تھا۔ فافہم۔ اور سائبہ جسکو اپنے بتون کے واسطے چھوڑ دیتے جہان چاہے چلا جائے

اور وصیلہ وہ بھی اونٹنی جو پہلے بیدین مادہ جنی پھر دوسرے بیدین بھی مادہ جنی تو اسکو بتون کے واسطے اُنکے نام پر چھوڑ دیتے اس جہت سے وصیلہ یعنی کہ اُسنے

ایک مادہ بچہ کو دوسری مادہ بچہ سے ملا دیا اور دونون بیدون کے بیچ مین کوئی نر بچہ نہین جنی ہے اور حام وہ نر اونٹ ہے جو چند مخصوص جفتیان کھا چکا پھر جب

وہ اسقدر جفتیان پوری کرتا تو اسکو بتون کے نام پر چھوڑ دیتے اور بوجھ لادنے سے معاف کرتے پس اسپر کچھ لادا نہین جاتا تھا اور حامی اسکا نام رکھتے

تھے۔ وَّلٰكِنَّ یہ واو حالیہ ہے جیسا کہ زمخشری نے کہا اور بعض نے عاطفہ قرار دیا ولیکن اول اولیٰ ہے اور معنی یہ ہین کہ اللہ تعالیٰ نے تو کوئی بحیرہ و سائبہ و وصیلہ

و حام نہین مشروع کیا مگر حال یہ ہے کہ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ جو کافر مشرک ہوئے ہین وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا افترا باندھتے ہین

ف چنانچہ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو یہ حکم دیا ہے وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ اور ان مین سے بہترے سمجھتے نہین ف۔ کہ یہ افترا ہے کیونکہ اُنھون

نے اس معاملہ مین اپنے باپ دادون کی تقلید کی تھی اور تقلید مین مقلد کو کوئی دلیل تو معلوم نہین ہوتی ہے صرف یہ نیک گمان ہوتا ہے کہ ضرور ہمارے

بزرگ نے عقلمندی و دلیل ہی سے ایسا کیا ہوگا تو ضرور یہی ٹھیک ہے۔ واضح ہو کہ سعید بن المسیب رح سے بخاری رح نے جو روایت کی ویسی ہی مسلم رح

و نسائی رح نے بھی روایت کی ہے اور یہ روایت بمنزلہ روایت مرفوع کے ہے اور خود بخاری رح نے ابو الیمان رح کے قول سے روایت کیا کہ سعید بن المسیب نے کہا کہ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مین نے آنحضرت صلعم سے اسکے مانند سنا ہے اور روایت بخاری از سعید رحمہ اللہ جو مفسر سیوطی رح نے ذکر کی ہے اسمین سائبہ

کے ذکر کے بعد یہ بھی ہے کہ سعیدؒ نے کہا کہ ابوہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مین نے عمرو بن عامر خزاعی کو دیکھا کہ دوزخ مین اپنی آنتین چکی کی طرح

کھینچتا پھرتا ہے اسی نے پہلے سائبہ کرنا نکالا تھا اور بخاری رح نے حضرت عائشہؓ سے اسکے مانند روایت کی۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے

اکثم بن الجون سے کہا کہ مین نے عمرو بن لحی بن قمعہ بن خندف کو دیکھا کہ اپنی آنتین دوزخ مین چکی کی طرح گھمائے پھرتا ہے سو مین نے کوئی شخص اُسکے ساتھ زیادہ

مشابہ تجھ سے نہین دیکھا پس اکثم نے کہا کہ یا رسول اللہ مین خوفناک ہون کہ اسکی مشابہت مجکو ضرر کرے تو آپنے فرمایا کہ نہین بلکہ تو مومن ہے اور وہ کافر ہے

اسی نے پہلے دین ابراہیمؑ کو بدلا اور بحیرہ کرنا نکالا اور سائبہ بنایا اور حامی نکالا ہے۔ رواہ ابن جریر تحدیثا عن ہناد عن یونس بن بکیر عن محمد بن اسحاق

عن محمد بن ابراہیم بن الحرث عن ابی صالح عن ابی ہریرہ۔ وقد رواہ عن ہناد عن عبیدۃ عن محمد بن عمرو عن ابی سلمۃ عن ابی ہریرۃ مرفوعا بنحوہ او مثلہ ولیس

ہذان الطریقان من الکتب قال المترجم اور ایک حدیث مین اسکی نسبت آیا کہ یہی حجاز مین پہلے بت لایا ہے اور عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت

صلعم نے فرمایا کہ پہلے جس شخص نے سائبہ کرنا نکالا اور بتون کو پوجا وہ خزاعہ کا باپ عمرو بن عامر ہے اور مین نے دیکھا کہ جہنم مین اپنی آنتین کھینچے پھرتا ہے

رواہ احمد یعنی گدھے کی طرح چکی کے مانند گھماتا ہے اور یہ اسکے حق مین شدت عذاب ہے۔ اور زید بن اسلم سے مرسل روایت مین اول معروف بن ابراہیم علیہ السلام

وہ عمرو بن لحی ہے اور بحیرہ نکالنے والا پہلا شخص ایک بنی مدلج مین سے ہے جسنے اپنی دو اونٹنیون کو بحیرہ کیا کہ کان کاٹے اور دودھ حرام کیا اور اس روایت مین

ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ مین نے آگ مین اسکو دیکھا کہ وہی دونون اونٹنیان اسکو منھون سے کاٹتی اور کھرون سے روندتی ہین قال ابن کثیر [illegible]

یہ عمرو بن لحی وہی رئیس خزاعہ ہے جو جرہم قبیلہ کے بعد خانہ کعبہ کے متولی ہوئے پس اس عمرو نے سب سے پہلے دین ابراہیم یعنی توحید و اسلام کو بگاڑا اور حجاز مین

بُت لایا اور لوگون کو اُن کی پرستش کرنے کو کہا اور یہ شرائع بحیرہ وغیرہ نکالین قال المترجم اوپر کی روایت مین [illegible]

قسم مین بحیرہ وغیرہ کا ذکر ہوا حالانکہ عرب کے بُت پرست گائے بکری وغیرہ جانورون سے بھی بحیرہ وسائبہ وغیرہ بناتے تھے اور نیز مختلف قبائل وگروہ مین جدا جدا طریقہ تھا اور احکام بھی مختلف تھے اور سورۂ انعام مین انشاء اللہ تعالیٰ کچھ ذکر آویگا ولیکن اہل تفسیر کے موافق مختصر ذکر یہان بھی مترجم کو لکھنا اولیٰ معلوم ہوا۔ عن علی بن ابی طلحہ عن ابن عباس۔ اونٹنی جب پانچ بیہ جنتی تو پانچوین کو دیکھتے اگر وہ نر ہوتا تو ذبح کرتے اور اُسکو فقط مرد کھاتے عورتین نہین اور اگر مادہ بچہ ہوتا تو کان کاٹ کر بحیرہ کرتے **قال المترجم** اس سے معلوم ہوا کہ بحیرہ یہ بچہ ہوتا تھا واللہ اعلم اور شافعیؒ نے کہا تھا جب پانچ بیہ مادہ مادہ جنی تو اُونٹنی کو بحیرہ کر کے حرام کر دیتے تھے اور مجاہدؒ نے سائبہ کو کہا کہ وہ بکری ہوتی اور وہی کیفیت بحیرہ کے مانند اسمین بھی تھی مگر اتنا فرق کہ چھ بیہ تک تو اپنے حال پر رہتی پھر ساتوین بیہ پر اگر بکرا یا دو بکرے جنی تو بچہ ذبح کر کے مرد کھاتے اور عورتون پر حرام تھا اور محمد بن اسحاق نے کہا کہ سائبہ اونٹنی تھی جب دس بیہ مادہ جنتی جنمین نر کوئی نہ ہوتا تو چھوڑ دی جاتی کہ اسپر کوئی سوار نہ ہوتا اور نہ اسکے بال کاٹے جاتے اور نہ اُسکا دودھ دوہا جاتا سوائے مہمان کے واسطے اور ابوروق نے کہا کہ کوئی بیمار ہوتا یا کسی کا حریہ کہین جاتا تو وہ نذر مین اونٹنی چھوڑتا سو جو اس سے بچہ ہوتے وہ بھی اسی کے ساتھ رہتے تھے۔ علی بن ابی طلحہ عن ابن عباسؓ وصیلہ وہ بکری کہ اسکے ساتوین بیہ کو دیکھتے اگر نر ہوتا تو مرد بانٹ کھاتے عورتون پر حرام ہوتا اور اگر مادہ ہوتا یا نر و مادہ ایک ہی جھول مین ہوتے تو وصیلہ کر دیتے۔ عن سعید بن المسیب وصیلہ اُونٹنی ہے کہ پہلے بیہ پر مادہ جنی پھر دوسری بار مادہ جنی تو وصیلہ اُسکا نام رکھتے کہ اُسنے دو مادہ کو ملا دیا پس کان کاٹ کر بتون کے نام پر چھوڑ دیتے **وکذا قال مالکؒ** اور محمد بن اسحاق نے کہا کہ وصیلہ وہ بکری کہ پانچ بیہ مین ہر بار دو بکریان جنی تو اسکو وصیلہ کہتے اور چھوڑتے پھر جو نر یا مادہ جنتی وہ مردون کو حلال عورتون پر حرام جانتے تھے اور اگر مردہ بچہ جنی تو اسمین مرد و عورتین شریک ہو جاتے تھے۔ رہا حام تو عوفی عن ابن عباس مروی ہے کہ دس دفعہ وہ مادہ پر چھوڑا گیا تو کہتے کہ حام ہوا اسکو چھوڑ دو کذا قال ابوروق وقتادہ۔ قال علی بن ابی طلحہ عن ابن عباس۔ حام نر اونٹ جبکہ اُسکے بچے کے بچہ ہوا تو کہتے کہ حمی ہذا ظہرہ۔ اسنے اپنی پیٹھ کی حمایت کر لی پس اُسپر نہ سواری لیتے اور نہ کچھ لادتے۔ اور نہ اُس کے بال کاٹتے اور جاہے جسکی چراگاہ و حوض مین چلا جاتا کوئی اسکو منع نہین کرتا۔ اور اسی طرح اور مختلف اقوال بحیرہ وسائبہ ووصیلہ وحام کے بیان مین وارد ہوئے ہین اور منشاء اُنکا یہی ہے کہ عرب والے مختلف خیالات وطرح طرح کے گڑھے ہوئے شیطانی اعتقادات رکھتے تھے حتی کہ قبیلہ وگروہ آپس مین مختلف تھے لہذا تفاسیر مختلف مروی ہوئی ہین اور مقصود اس سے یہ ہے کہ یہ سب طریقے خلاف حکم الٰہی ہین اور ابن ابی حاتمؒ نے من طریق ابی اسحاق السبیعی عن ابی الاحوص الجشمی عن ابیہ مالک بن نضلہ روایت کی کہ مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور پُرانے پھٹے دو کپڑے میرے بدن پر تھے تو آپنے مجھ سے فرمایا کہ بھلا تیرے پاس مال ہے مین نے کہا کہ ہان۔ فرمایا کہ کون مال ہے مین نے عرض کیا کہ اونٹ بکری گھوڑے غلام باندی سب قسم کا مال ہے تو فرمایا کہ جب تجھے اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہے تو اپنے اوپر اس سے زیادہ خرچ کر۔ پھر فرمایا کہ تیرے اونٹ پورے کان والے بچہ جنتے ہین۔ مین نے کہا کہ ہان۔ تو فرمایا کہ ہان اونٹ تو یون ہی جنتے ہین پھر فرمایا کہ شاید تو استرہ لیکر انمین سے بعض کے کان کاٹ دیتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ بحیرہ ہین اور بعض کے کان پھاڑ دیتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ حرام ہین۔ مین نے کہا کہ جی ہان فرمایا کہ ایسا مت کیا کر۔ جو کچھ تجکو اللہ تعالیٰ نے دیا ہے وہ سب تیرے واسطے حلال ہے پھر یہ آیت پڑھی۔ ماجعل اللہ من بحیرۃ الآیۃ۔ اور واضح ہو کہ مشرکین عرب مین بعضے تو بتون کے نام پر چھوڑتے اور بعضے اللہ تعالیٰ کے واسطے بھی چھوڑتے اور باہم احکام مین اختلاف رکھتے تھے مسئلہ جس شخص نے سانڈ چھوڑ دیا یعنی اُسنے اپنی ملک سے بت وغیرہ کے نام پر نکالا حالانکہ وہ مالک ہونے کے قابل نہین لہذا اختلاف ہے کہ وہ کسی کی ملک مین رہا یا غیر مملوک ہو گیا کیونکہ بت کے ملک مین دینا تو کچھ نہین ہے اور اگر چڑھیارون سے لیکر چڑیان چھوڑے تو وہ ملک سے خارج نہین ہوتی ہے پس باب الکراہتہ ترجمہ ہدایہ یعنی عین الہدایہ للمترجم دیکھو۔ اور جس نے کسی بت وغیرہ کے نام پر کوئی بکرا وغیرہ جانور ذبح کیا وہ مردار ہے اور کرنے والے پر خوف کفر ہے اور جس شخص نے کسی جانور کا گوشت یا دودھ اپنے اوپر حرام کر لیا تو حرام نہین ہو جاتا ولیکن یہ قسم ہو جاتی ہے پس قسم کا کفارہ دیوے تب کھاوے وَاِذَا قِیۡلَ لَهُمۡ اور جب ان مشرکون سے کہا جاتا ہے کہ تَعَالَوۡا اِلٰی مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ آؤ اس چیز کی طرف جو

اللہ تعالیٰ نے اُتاری ف یعنی قرآن کی پابندی کرو۔ وَاِلَی الرَّسُوْلِ اور آؤ رسول کی طرف ف یعنی قرآن اور رسول [illegible]
حرام سمجھ رکھا ہے وہ حلال ہے۔ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَیْہِ اٰبَاۗءَنَا کہتے ہیں کہ کافی ہے ہم کو وہ جس پر ہم نے پایا اپنے باپ دادوں کو [illegible]
جس راہ و طریقے پر ہمارے باپ دادے گذرے وہ ہمکو کافی ہے یعنی اپنے باپ دادوں کی تقلید پر اڑے ہوئے تھے اور اسی کو عمدہ و کافی [illegible]
اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اَوَلَوْ کَانَ اٰبَاۗؤُھُمْ ف اے حسبہم ذلک ولو کان آباؤہم۔ لَا یَعْلَمُوْنَ شَیْـًٔا وَّلَا یَھْتَدُوْنَ کیا کافی ہوگی
اُن کو یہ تقلید اپنے باپ دادوں کی اگرچہ بات یہ کہ اُن کے باپ دادے کچھ نہیں جانتے اور نہ راہ پاتے تھے حق بات کی طرف ف اور یہ استفہام
انکاری ہے۔ اور بعض نے کہا ہمزہ استفہام انکاری تعجب دلانے کو واؤ حالیہ پر داخل ہے اور معنی یہ کہ تقلید جہالت کافی جانتے ہیں گو اُن کے باپ دادے
نہ کچھ جانتے اور نہ ہدایت پاتے تھے اور حاصل آنکہ دین میں اقتدا تو اسی عالم کی صحیح ہے جو ایسا ہدایت یافتہ ہو کہ اپنے اقوال کا ذکر درمیان میں نہ لاوے
بلکہ اللہ تعالیٰ و اسکے رسول صلعم و دلیل شرعی سے جو حکم نکلتا ہو وہ بیان کر دے چاہے اسکے نفس کی یا کسی اور کی رائے و عقل اسکے مطابق ہو یا نہ ہو
اور توضیح یہ ہے کہ آدمی پر اللہ تعالیٰ و اسکے رسول کی پیروی فرض اور یہی عین ایمان ہے پس اگر حکم خدا و رسول کو خود جان سکتا اور سمجھ سکتا ہے تو وہ کسی کی
پیروی نہ کرے جیسے علمائے مجتہدین پر دوسرے کی تقلید کرنا حرام ہے اور اگر آدمی خود نہیں سمجھ سکتا اور اُس کو کسی مسئلہ میں حاجت ہوئی تو کسی عالم
سے دریافت کرے مگر اسی عالم پر اعتماد کرے جو ہدایت یافتہ ہو اور اللہ تعالیٰ و اسکے رسول کا حکم صریح یا قیاس شرعی سے حکم نکالکر بیان کر دے پس یہ شخص اس
حکم کو جو بدلیل شرعی ہے لیکر اسپر عمل کرے اور اگر وہ عالم اپنا قول یا اپنی رائے یا بدون دلیل شرعی کے اپنا قیاس بیان کرے تو اسکو نہ مانے ورنہ وہی مذمت
اُسپر عائد ہوگی جو اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ کے حق میں فرمائی بقولہ اتخذوا احبارہم ورہبانہم اربابا من دون اللہ کیونکہ حدیث میں اس آیت کی تفسیر میں آیا ہے
کہ آنحضرت صلعم سے پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ وہ لوگ تو اپنے علماء و درویشوں کو رب نہیں بتاتے تھے تو فرمایا کہ اُن کی ہر بات کو مان لیتے تھے عرض
کیا گیا کہ ہاں یہ تو تھا۔ تو فرمایا کہ یہی ہے (رواہ الترمذی وصححہ) پھر واضح رہے کہ احادیث و آثار میں یہ بیان ہوا ہے کہ آخر زمانہ میں ایسے لوگ ہوں گے
جو خلاف حکم خدا و رسول کے باتیں بناوینگے اور اُن کو اللہ تعالیٰ و رسول صلعم کا حکم ظاہر کرینگے لہذا اکثر علماء و فقہاء نے یہ مصلحت دیکھی کہ چہار مذاہب لکھ دوں
و اُن کی کتابیں شائع ہوئی ہیں انھیں کو لوگ لیویں تاکہ اس فتنہ سے محفوظ رہیں اور اس زمانہ میں فقہ و حدیث کی کتابیں ترجمہ ہو گئی ہیں لہذا ہر دیندار پر
آسان ہے کہ اللہ تعالیٰ و اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام سے وقوف حاصل کرے اور فقہ کے مسائل و اجتہادات فقہاء سے واقف ہو اور شر و
فتنہ سے اپنے دین کو محفوظ رکھے واللہ الموفق۔

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ ۚ لَا یَضُرُّکُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اھْتَدَیْتُمْ ۭ اِلَی اللّٰہِ مَرْجِعُکُمْ
اے ایمان والو تم پر لازم ہے فکر اپنی جان کا تمہارا کچھ نہیں بگاڑتا جو بہکا جب تم ہوتے راہ پر۔ اللہ پاس پھر جانا ہے

جَمِیْعًا فَیُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○
تم سب کو پھر وہ جتا دے گا جو کچھ تم کرتے تھے۔

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ اے ایمان والو لازم پکڑو اپنے نفسوں کو ف مراد آنکہ حفاظت رکھو اپنے نفوس کی اور اپنے
نفوس کی درستی اور اصلاح پر قائم رہو۔ محاورہ میں بولتے ہیں۔ علیک زیدا اے لازم پکڑ زید کو۔ پس انفسکم کو نصب بطریق اغراء ہے اور [illegible]
اور اسکے مانند کی ضمیر متصل میں اختلاف کیا کیونکہ ظاہرا حرف جر ہے مثل علیکم۔ اور الیک عنی مجھ سے دور رہ اور مکانک۔ اپنی جگہ ٹھہر اور ظاہرا [illegible]
ہے پس صحیح قول یہ ہے کہ وہ موضع جر میں ہے جیسے کہ اغراء کی طرف منتقل کرنے سے پہلے وہ موضع جر میں تھی اور یہ سیبویہ کا قول ہے اور [illegible]

ورنہ تم اپنے نفوس کی اصلاح و درستی کرنے پر قائم رہو۔ لَا يَضُرُّكُم مَّن ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ نہین ضرر دیگا تم کو وہ شخص جو گمراہ ہوا جبکہ تم ہدایت پر رہو
ف۔ اور بعض نے مضاف مقدر کیا یعنی نہین ضرر دیگا تم کو گمراہ ہونا کسی شخص کا جو گمراہ ہو جبکہ تم ہدایت پر ہو۔ پس بدون تقدیر مضاف کے ظاہر معنی یہ ہین
کہ اہل ایمان کو آمادہ کیا وہ اپنے نفوس کو ایمان و ہدایت پر رکھین و ثابت و قائم رہین اور کسی گمراہ سے نہ ڈرین کہ کسی گمراہ سے اُن کو کچھ ضرر نہ ہوگا جبکہ وہ مضبوطی
کے ساتھ ہدایت پر قائم رہین۔ اور تفسیر مین اسکے اختلاف ہی چنانچہ مفسرین نے کہا کہ بعض کے نزدیک مراد یہ کہ نہین ضرر دیگا تمکو وہ شخص جو اہل کتاب مین سے
گمراہ ہوا جبکہ تم ہدایت پر مضبوط رہو اور بعض کے نزدیک غیر اہل کتاب مراد ہین بدلیل حدیث ابو ثعلبۃ الخشنی رضی اللہ عنہ کے کہ مین نے حضرت صلعم سے اس
آیت کو دریافت کیا تو آپنے فرمایا کہ آپس مین ایک دوسرے کو معروف شرعی باتون کا حکم کرو اور مانو اور آپس مین ایک دوسرے کو ممنوع باتون سے منع کرو
یہان تک کہ جب تو یہ نوبت دیکھے کہ بخل کی اطاعت کی جاتی ہی اور خواہش نفس کی پیروی کی جاتی ہے اور دنیا اختیار کی جاتی ہے اور ہر شخص رائے
لگانے والا اپنی رائے کو اچھا سمجھتا ہے تو ایسے وقت تو فقط اپنے نفس کو لازم پکڑ۔ رواہ الحاکم وغیرہ۔ **قال المترجم** یہ وہم پیدا ہوتا ہے کہ ایمان والا اپنے
نفس کی اصلاح کو لازم پکڑ لے اور کوئی گمراہ ہو کچھ پرواہ نہ کرے اور کسی کو نیک بات کرنے کیواسطے یا بد بات نہ کرنے کیواسطے نصیحت نہ کرے تو شاید
اسی وہم دور کرنے کو ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلعم سے معنی دریافت کئے۔ بالجملہ آنحضرت صلعم نے بھی جواب دیا کہ معروف باتون کا حکم
کرنا اور بد باتون سے منع کرنا ضروری ہے لیکن اسکے واسطے ایک میعاد لگا دی کہ جب لوگ بخل کی تابعداری کرین اور خواہش نفس کی پیروی کرین اور دنیا
کو دین پر اختیار کرین اور ہر شخص اپنی رائے پر نازان ہو تو اسوقت اپنے نفس کی اصلاح پر رہے اور روا ہے کہ لوگون کو نصیحت نہ کرے ورنہ امر
بمعروف اور نہی از منکر نہایت ضروری و واجب و فرض ہی اگر اسکو چھوڑیگا تو خود ہدایت پر کیونکر ہو سکتا ہے اور وجوب نصیحت پر آیات و احادیث
دلالت کرتی ہین پس ضرور ہے کہ اس آیت کا محل یہ ہی کہ جب امر بمعروف پر قدرت نہ ہو یا کسی حال مین اسکا اثر نہ خیال کرے یا اُس سے اپنے اوپر
دینی و دنیاوی ایسے ضرر پہونچنے کا گمان غالب ہو کہ جسکے ہوتے ہوئے امر بمعروف و نہی از منکر چھوڑنے کی گنجایش ہو تب البتہ ترک کر سکتا ہے جیسا کہ
حدیث ابو ثعلبۃ الخشنی رضی اللہ عنہ سے مستفاد ہی اور اس حدیث کو ابو الشیخ و ابن مردویہ و بیہقی و ابن جریر و ابن ابی حاتم و بغوی و طبرانی و ابن ماجہ و حاکم و ترمذی نے
روایت کیا اور حاکم اور ترمذی نے اُسکو صحیح کہا اور بعض طرق اس حدیث مین اسطرح زیادت ہی کہ تو ایسے وقت فقط اپنے نفس کو لازم پکڑ اور عوام کے امر کو اپنے سے چھوڑ اور البتہ تمہارے
پیچھے ایسے دن آنیوالے ہین کہ انمین صبر کرنا ایسا مشکل ہوگا جیسے چنگاری کو پکڑ لیا ایسے دنون مین راہ راست پر عمل کرنے والے کو پچاس آدمیون کا ثواب
ملیگا تو عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ ہم مین کے پچاس مردون کا سا ثواب یا اُن مین کے پچاس کا سا ثواب تو فرمایا کہ نہین بلکہ تم مین کے پچاس آدمیون کا سا ثواب
ملیگا۔ **قال المترجم** اب یہ زمانہ ہی کہ جو علامات حدیث شریف مین مذکور ہین وہ پورے ہونے کے قریب ہین لیکن از راہ بلاغت یہ نکلتا ہی کہ ابھی بالکل پورے
نہین ہوئے ہین اگرچہ ایسا ہی کہ ٹھوڑی تک پانی آگیا پس اے اہل اسلام لوگون کو سمجھاؤ اور باز نہ رہو واللہ الموفق والمعین۔ ابو عامر الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ ایک اندھا چند روز حضرت صلعم کے پاس نہ آیا پھر آیا تو آپنے پوچھا اُسنے کہا کہ مین نے یہ آیت پڑھی۔ یا ایہا الذین آمنوا علیکم انفسکم الآیۃ۔ تو نبی صلعم نے
فرمایا کہ تم کہان پہونچے اسکے تو یہ معنی ہین کہ کافرون مین سے جو گمراہ ہوا وہ تم کو مضر نہین جب کہ تم راہ پر ہو۔ رواہ احمد و ابن ابی حاتم والطبرانی و ابن مردویہ
اس روایت سے واضح ہی کہ امر بمعروف اسوقت تک اس سے موقوف نہ تھا اور نہ آیۃ مین اس بات پر دلالت تھی اور یہ مؤید قول اوّل ہی جو مفسر سیوطی رح نے بیان کیا اور قیس
بن ابی حازم سے روایت ہی کہ حضرت ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی پھر کہا کہ اے لوگو تم یہ آیت یا ایہا الذین آمنوا
علیکم انفسکم الآیۃ پڑھتے ہو اور تم اسکو اسکے ٹھکانے سے دوسرے ٹھکانے رکھتے ہو یعنی دوسرے معنی سمجھتے ہو کہ امر بمعروف و نہی از منکر ضرور نہین ہی حالانکہ
مین نے رسول اللہ صلعم سے سُنا کہ آپ فرماتے تھے کہ لوگون نے جب ایسے کام کرتے دیکھا جو شرع مین منع ہین اور اسکو نہ مٹایا یعنی یہ سمجھایا و نہ منع کیا تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ

ان سب کو عذاب مین مبتلا کرے اور ایک روایت مین کہا کہ واللہ یا تو تم امر بمعروف و نہی از منکر کرو اور یا تم سب کو اللہ العزیز [illegible] الدارقطنی و ابن حبان و احمد و ابن جریر و ابن ابی حاتم و ابن المنذر و ابن ماجہ و النسائی و ابو داؤد و صححہ الترمذی اور مترجم کہتا ہے کہ آیت [illegible] ہے وہ ہر زمانہ کو شامل ہے چنانچہ زمانہ صحابہ رضی اللہ عنہم مین اس آیت کریمہ کے یہی معنی تھے کہ مسلمان اپنے دین پر مضبوط رہین اللہ کا فر [illegible] ضرر نہین اور مومنین آپس مین اپنے نفسون کو یعنی باہم مومنون کو ایک دوسرے کو ہدایت و راہ راست و عمل صالح پر رکھین پھر ایک زمانہ اخیر آئیگا [illegible] کہ ہر شخص اپنے خاص نفس کو دین پر ثابت رکھے کیونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ مین انفسکم جمع کا حکم بمنزلہ نفس واحد کے تھا اسی واسطے ثابت ہوا کہ مومنون نفس واحدہ کے ہین تو آپس مین ایک دوسرے کو سمجھانا و راہ پر رکھنا بمنزلہ اپنے نفس کی اصلاح کے تھا کیونکہ انہین حقد و حسد و کینہ تھا اور یہ بات اُن کی باہمی جھگڑون کے خیال سے لغو ہے سمجھو بات وہی ہے جو ہمین نے بیان کی اور تا وقتیکہ ایمان کو استقامت نہ ہوا اور دل منور نہ ہوا اسکی بحث مت کرو اور یہ اشارہ جان لو کہ چراغ کے پتنگے ایک دوسرے پر گرتے مرتے ہین حالانکہ باہم اُنہین دلی حقد و حسد نہین ہے فلیتفکروا یا اولی الالباب واللہ الملہم للصواب پس جب معلوم ہوا کہ بات یون ہے تو تفسیر آیت مین اس زمانہ کے گمراہون کی گمراہی سے عدم مضرت اور مسلمانون کی ہدایت و اپنون کو لازم پکڑنا بھی صحیح ہے اور یہ بات کہ اسکی تاویل آئندہ زمانہ مین آویگی یہ بھی صحیح ہے۔ ابن مسعودؓ سے ایک نے یہی آیت پوچھی تھی آپنے فرمایا کہ اس آیت کا یہ زمانہ نہین یہ تو اس زمانہ مین مقبول ہے ولیکن قریب مین ایک زمانہ آنیوالا ہے کہ تم (یعنی جو اسوقت مومن ہوگا وہ) امر معروف کا حکم کروگے تو تمھارے ساتھ ایسا ایسا برتاؤ کیا جائیگا یا یون کہا کہ تم سے یہ نصیحت قبول نہ ہوگی تو ایسے وقت مین تم کو لازم ہوگا کہ اپنے نفس کو درست کئے رہو۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی یہ مضمون آیا ہے کہ یہ آیت ایسے لوگون کے واسطے ہے جو ہمارے بعد آوینگے اگر کہین گے تو اُن کی بات قبول نہ ہوگی اور ابن مردویہ نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت صلعم کے سامنے اس آیت کا ذکر ہوا تو آپنے فرمایا کہ مآل کار اس آیت کا جو وقت ہے ابھی نہین آیا اور عیسیٰ بن مریم جب تک نہین اُترینگے تب تک نہ آویگا۔ اور ابی بن کعب نے بھی کہا کہ قیامت کے قریب آخر زمانہ مین اسکی تاویل کا وقت ہوگا۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد بیٹھے تھے اور دو آدمیون مین ایسی کچھ رنجش تھی جیسے لوگون مین ہوا کرتی ہے سو ایک دوسرے کی طرف اُٹھے پس حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کے شاگردون مین سے ایک نے کہا کہ بھلا مین اُٹھکر اُن کو امر معروف و نہی از منکر کی فہمایش نکرون تو دوسرے شاگرد نے کہا کہ تو اپنے نفس کی اصلاح کو لازم پکڑ کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن مین فرماتا ہے علیکم انفسکم الآیۃ۔ سو ابن مسعودؓ نے سنکر فرمایا کہ ٹھہر اے شخص اس آیت کی تاویل ابھی نہین آئی ہے اور قرآن اُترا جب اُترا ولیکن آہین چند آیات ایسے ہین کہ اُن کی تاویل تو اُترنے سے پہلے ہو چکی اور کچھ آیتین ایسی ہین کہ آنحضرت صلعم کے زمانہ مین اُن کی تاویل واقع ہو چکی اور کچھ آیتین ایسی ہین کہ آنحضرت صلعم کے کچھ ہی دن بعد ان کی تاویل واقع ہوئی اور کچھ آیتین ایسی ہین کہ انکی تاویل قیامت کے روز واقع ہوگی سو جبتک تمھارے دل ایک ہین اور خواہشین ایک ہین تو آپس مین ایک دوسرے کو نیکی کا حکم کرو اور برائی سے منع کرو پھر جب تمھارے دل اور تمھاری خواہشین مختلف ہو جائین تو فقط اپنے نفس کو حکم کرو اور اسوقت مین ہم مسلمانون پر اسکی تاویل آویگی رواہ ابن جریر۔ ابن عمرؓ نے کہا کہ یہ آیت میرے اور میرے اصحاب کیلئے نہین ہے کیونکہ رسول اللہ صلعم نے ہم لوگون کو فرمایا کہ خبردار تم مین جو حاضر ہین وہ غائبون کو میرا حکم پہونچا دین سو ہم لوگ تو حاضر تھے اور تم لوگ غائب تھے ولیکن یہ آیت ایسی اقوام کے حق مین ہے جو ہم سب کے بعد آوینگی۔ رواہ ابن جریر۔ اور قتادہ رح نے ابو مازن رح سے روایت کی کہ مین زمانہ عثمانؓ مین مدینہ مین آیا تو مین نے مومنون کی ایک جماعت کو بیٹھا دیکھا ان مین سے ایک نے یہی آیت پڑھی تو اُن مین سے بہت نے فرمایا کہ آج تک تو اس کی تاویل کا وقت نہین آیا ہے۔ رواہ ابن جریر۔ اور جبیر بن نفیر سے روایت ہے کہ مین صحابہ رسول اللہ صلعم کے حلقہ مین بیٹھا اور مین سب سے چھوٹا تھا اور اُنھون نے امر بمعروف و نہی از منکر کا ذکر کیا تو مین بولا کہ کیا اللہ نے قرآن مین نہین فرمایا کہ علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل الآیۃ۔ تو سب کے سب ایک زبان مجھ پر جھک پڑے اور بولے کہ تو نے قرآن مین سے ایک آیت [illegible] مراد نہین معلوم اور نہ اسکی تاویل جانتا ہے۔ مجھے یہ تمنا ہوئی کہ کاش مین نہ بولا ہوتا پھر وہ لوگ باتین کرتے رہے جب اُٹھنے لگے تو مجھ سے فرمایا کہ تو ابھی [illegible]

Marfat.com

او تو نے ایک آیت نکالی تجھے اسکی تاویل نہین معلوم اور نہین جانتا کہ وہ کیا ہے اور شاید تجھے اس کی تاویل کا زمانہ ملجائے جب تو دیکھے کہ خواہش مال کی جاوین بخل کی تابعداری کی جاتی ہے اور خواہش نفس کی پیروی ہوتی ہے اور ہر رائے والا اپنی رائے پر نازان ہے اور دنیا کی دوستی اختیار کی گئی ہے تب تجھ پر لازم ہوگا کہ اپنے نفس کو لازم پکڑ سو جو کوئی گمراہ ہوگا وہ تجھے ضرر نہین کریگا۔ رواہ ابن جریر۔ اور حسن بصریؒ نے یہ آیت پڑھی اور کہا کہ الحمد اللہ کوئی مومن گذشتہ زمانہ مین اور کوئی مومن آیندہ زمانہ مین ایسا نہین کہ ضرور اسکے پہلو مین ایک منافق نہ ہو جو اسکے اعمال کو برا جانے۔ سعید بن المسیب نے کہا کہ جب تو نے معروف شرعی کا حکم کر دیا اور منکر سے منع کر دیا تو پھر جو کوئی گمراہ ہو جائے تجکو کچھ مضر نہین ہے اور ایسا ہی قول حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور یہی سلف کے بہت بزرگون سے مروی ہے۔ رواہ ابن جریر۔ **قال المترجم** قول سعید بن المسیب وغیرہ رحمہم اللہ سے آیت کی تیسری تاویل یہ نکلی کہ قولہ یا ایہا الذین آمنوا علیکم انفسکم یعنی مومنو تم اپنے نفس کو لازم پکڑو کہ فرائض و واجبات ادا کرو اور از انجملہ یہ ہے کہ دوسرون کو امر معروف اور نہی از منکر کرو۔ پھر لایضرکم من ضل اذا اہتدیتم۔ جو کوئی گمراہ ہو جاوے وہ تم کو کچھ مضر نہ ہوگا جبکہ تم نے ہدایت کی بات اختیار کی یعنی امر معروف و نہی از منکر جو تم پر واجب تھا ادا کر دیا پس فسق و وبال ان کے عذاب مین تم گرفتار نہ ہوگے۔ شیخ ابن جریر رحمۃ اللہ نے بعد بیان اقوال کے کہا کہ ان اقوال مین سے اولی و اصح قول ہمارے نزدیک وہ ہے جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہوا کہ اے مومنو طاعات الٰہی کو بجا لاؤ اور جو تم پر امر معروف و نہی از منکر اور ظالم و فاسق کا ہاتھ روکنا واجب و لازم ہے اسکو ادا کرو تو پھر کوئی گمراہ ہوا کرے تم کو کچھ مضر نہین ہے۔ ابن المبارکؒ نے کہا کہ قولہ علیکم انفسکم یعنی انفس المسلمین یعنی تم مسلمانون کے نفس کی اصلاح لازم پکڑو کہ آپسمین ایک دوسرے کو نصیحت کرو پس اس آیت مین امر بمعروف و نہی از منکر کی نہایت تاکید ہے۔ **قال المترجم** یہ معنی اس آیت مین بہت جید و قوی ہین اور ظاہر آیت سے بہت مربوط ہین اور مترجم ضعیف نے بتوفیق الٰہی عزوجل ایک بیان تحقیقی کی طرف اشارہ کیا اس سے ظاہر ہوگیا کہ جو اقوال علماء سلف و بزرگان دین سے اسکی تفسیر مین مروی ہین سب بجائے خود صحیح ہین درحقیقت کچھ اختلاف نہین ہے فلیتامل۔ اِلَی اللّٰہِ مَرْجِعُکُمْ جَمِیْعًا۔ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف تم سب کا مرجع ہے ف۔ یعنی آخرت مین ہر مطیع و ہر عاصی کا اور ہر راہ پائے ہوئے و ہر گمراہ کا رجوع اسی کی طرف ہے اور یہ ایک جھگڑے مین فیصلہ ہے۔ فَیُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔ پس تم کو تمہارے اعمال سے آگاہ کریگا ف۔ حتی کہ ایسے اعمال خیر و شر سے جن سے کہ تم نے الاحد آگاہ نہین ہوا اور محصول اسکا یہ کہ ہر مطیع کو اسکا ثواب اور ہر عاصی و گمراہ کو اسکا عذاب دیگا پس اسمین ہر دو فریق کو وعدہ و وعید ہے اور تنبیہ ہے کہ کوئی کسی غیر کے اعمال سے ضرر نہ پائے گا۔ اور حدیث مین یہ مضمون آیا ہے کہ زبان کی حفاظت چاہیئے بسا اوقات بندہ ایسی بات کہہ جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ایسی ناپسند ہوتی ہے کہ قیامت تک اس کی گردن پر وبال لکھا جاتا ہے حالانکہ اسکو خود شعور نہین ہوتا اور بسا اوقات ایسی بات کہہ جاتا ہے کہ تا قیامت اُسکے واسطے ثواب لکھا جاتا ہے حالانکہ بندہ نہین جانتا ہے پس جو حالت زبان کی ہے اسی پر نفس کو قیاس کرو کہ اسکی حفاظت کہانتک واجب و لازم ہے ف۔ **قال فی العرائس** قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا علیکم انفسکم الآیۃ۔ ظاہر معنی آیت کے لینا اہل تصوف کا مذہب ہے اور وہی معنی صحیح ہین اور تکلف و تاویل کرنا با این گمان کہ نہین ہین یہ فقط نفس و وہم کا تصور و فتور ہے پس اس آیت کریمہ مین ظاہری معنی سے یہ نہین لازم آتا کہ بھلی باتون کا حکم نہ کرو اور بری باتون سے منع نہ کرو بلکہ یہ تو ضرور کرو۔ لیکن آیت کریمہ مین ایک اور لطیفہ ہے کہ قولہ علیکم انفسکم یعنی تم پر واجب ہے کہ اپنے نفس امارہ کی چھپی باتون کو دیکھتے و پہچانتے رہو۔ اور اسکو غفلت مین مت چھوڑو کیونکہ اگر غافل چھوڑا تو وہ ربوبیت کا دعوی کریگا جیسے فرعون نے انا ربکم الاعلی سے دعوی کیا تھا اور جب تم نفس کے مکر و فریب کو جانو گے تو قہر ازلی کا بھید تم پر کھل جائے گا اسی واسطے معروف ہوا کہ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ۔ اور جس نے اوتعالیٰ عزوجل اپنے رب کو پہچانا تو اپنے رب کی بندگی مین مستقیم ہوا اور اسکی نظر رحمت مین آگیا پھر اسکو کسی کا فریب مکار کا مکر فریب ٹیڑھی راہ نہین لیجا سکتا ہے کیونکہ وہ حفظ الٰہی مین محفوظ ہو گیا بلکہ جو کوئی اسکے ساتھ ضرر کرتا ہے تو ضرر اسکے حق مین نفع ہو جاتا ہے اور فساد اُس کے حق مین اصلاح ہو جاتا ہے سہل رحمہ اللہ نے فرمایا کہ نفس کے اندر سر پوشیدہ ہے وہ کسی مخلوق کیواسطے آج تک اُبھرا نہین فقط فرعون کی آنکھون مین اُبھرا

Marfat.com

تھا تو وہ کہنے لگا کہ انا ربکم الاعلیٰ۔ اور اس بھید پر سات آسمانی اور سات زمینی پردے پڑے ہیں اور بندہ جب [illegible]
تو اسکا قلب ایک ایک آسمان کے پردہ پر چڑھتا جاتا ہے یہاں تک کہ جب وہ نفس کو تحت الثریٰ میں دفن کرتا ہے تو [illegible]
حضرت علی بن الحسین نے فرمایا کہ اپنے نفس کی حفاظت کر اگر تو نے لوگوں سے اُسکے شر کو دور کیا تو یہ بڑا حصہ تو نے ادا کر دیا۔ حسین بن منصور [illegible]
اس گیا جسکے صبح کو اپنے قتل ہو جانے کا وعدہ کیا تھا یعنی خبر دی تھی پس اُسنے کہا کہ مجھے کچھ وصیت کیجئے۔ تو کہا کہ اپنے نفس کی نگہبانی کر اگر تو اسکو [illegible]
مشغول نہ رکھیگا تو وہ تجھے مشغول کر دیگا۔ شیخ ابوعثمان سے یہی آیت کریمہ پوچھی گئی تو کہا کہ اپنے نفس کی حفاظت لازم کر لے۔ اگر تو اس کی [illegible]
کرنے میں اور اُس کے عیبوں کے دور کرنے میں مشغول ہوگا تو مخلوق پر نظر کرنے اور ان میں گرنے سے تیری حفاظت رہیگی۔ ورنہ وہ تجھکو بلا میں ڈالکر ہلاک کر دیگا۔
نعوذ باللہ من شرور انفسنا۔ مترجم کہتا ہے کہ یہ لطیفہ جو اس آیت کے اشارہ میں شیخ رحمہ اللہ نے مع تحقیق سر کا بیان کیا ہے سونے کے پانی سے لکھ لینے کے لائق
ہے فلیتفکر۔ اور حب نفس سے ادائے امانت واستقامت ہے اور بخل خود رائی نہیں تو زمین عدل سے معمور ہے لہذا فرمایا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِينَ الْوَصِيَّةِ اثْنَانِ
اے ایمان والو گواہ تمہارے اندر جب پہنچے کسی کو تم میں موت جب لگے وصیت کرنے دو شخص
ذَوَا عَدْلٍ مِّنكُمْ أَوْ آخَرَانِ مِنْ غَيْرِكُمْ إِنْ أَنتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَأَصَابَتْكُم مُّصِيبَةُ الْمَوْتِ
معتبر جو ہیں تم میں سے یا دو اور ہوں تمہارے سوائے اگر تم نے سفر کیا ہو ملک میں پھر پہنچے تم پر مصیبت موت کی۔
تَحْبِسُونَهُمَا مِن بَعْدِ الصَّلَاةِ فَيُقْسِمَانِ بِاللَّهِ إِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِي بِهِ ثَمَنًا وَلَوْ كَانَ
دونوں کو کھڑا کرو بعد نماز کے وہ قسم کھاویں اللہ کی اگر تم کو شبہہ پڑے کہیں ہم نہیں بیچتے قسم مال پر اگرچہ کسی کو ہم سے
ذَا قُرْبَىٰ وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللَّهِ إِنَّا إِذًا لَّمِنَ الْآثِمِينَ ○ فَإِنْ عُثِرَ عَلَىٰ
قرابت ہو۔ اور ہم نہیں چھپاتے اللہ کی گواہی نہیں تو ہم گنہگار ہیں۔ پھر اگر خبر ہو جاوے کہ وہ
أَنَّهُمَا اسْتَحَقَّا إِثْمًا فَآخَرَانِ يَقُومَانِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِينَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ
دونوں حق دبا گئے گناہ سے تو دو اور کھڑے ہوں اُن کی جگہ کہ جن کا حق دبا ہے اُن میں جو بہت
الْأَوْلَيَانِ فَيُقْسِمَانِ بِاللَّهِ لَشَهَادَتُنَا أَحَقُّ مِن شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَيْنَا إِنَّا إِذًا
نزدیک ہیں پھر قسم کھاویں اللہ کی کہ ہماری گواہی تحقیق ہے اُن کی گواہی سے اور ہم نے زیادہ نہیں کیا نہیں تو ہم
لَّمِنَ الظَّالِمِينَ ○ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَن يَأْتُوا بِالشَّهَادَةِ عَلَىٰ وَجْهِهَا أَوْ يَخَافُوا أَن
بے انصاف ہیں اس میں لگتا ہے کہ شہادت ادا کریں راہ پر یا ڈریں کہ اُلٹی پڑیگی قسم ہماری
تُرَدَّ أَيْمَانٌ بَعْدَ أَيْمَانِهِمْ ۗ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاسْمَعُوا ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ○ ع ۱۴
اُن کی قسم کے بعد اور ڈرتے رہو اللہ سے اور سن رکھو اور اللہ راہ نہیں دیتا بے حکم لوگوں کو

واضح ہو کہ ابوجعفر النحاس رح نے کہا کہ یہ تین آیتیں علماء معانی کے نزدیک از راہ اعراب و معنی و تفسیر و حکم کے بہت مشکل ہیں۔ کذا ذکرہ القرطبی۔ اور مکی نے کہا کہ اس میں [illegible]
ہیں وہ چار جزو سے زیادہ میں بیان ہونے کے لائق ہیں اور تفتازانی نے حاشیہ کشاف میں کہا کہ علماء معانی متفق ہیں کہ چند مواضع پر قرآن کی آیات میں سے [illegible]
از راہ اعراب و نظم کلام کی توضیح کرنے میں بہت مشکل ہیں اور سخاوی رح نے کہا کہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا جس نے اول سے آخر تک اس کلام کی تلخیص [illegible]

Marfat.com

... جیساکہ بعض اہل عصر کی نقل پریشان سے ظاہر ہے بالجملہ یہ کلام باری تعالیٰ متین و دقیق ہے چنانچہ ایک ہی آیت کی متانت میں بانی علم والے
... اللہ عزوجل کے واسطے حمد و ثنا ہے کہ اُسنے کلام پاک ایسا بلیغ و فصیح ہونے کے باوجود ایسا واضح فرمایا کہ بندے مطیع اس کو سمجھتے اور حکم
... بجا لاتے ہیں اور جسقدر اطاعت و فرمانبرداری سے اُن کے قلوب منور ہوتے ہیں اُسیقدر اسرار و اشارات و حکمت و حقائق و دقائق سے ان کو کشف انوار حاصل
ہوتے ہیں والحمد اللہ رب العالمین تفسیر ان آیات کی حاصل کرنا چاہیئے پس فرمایا۔ یاایّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا یہ کلام مستانف متعلق بامور دنیا مربوط بامور آخرت ہے اسلیے
کہ کوئی امر دنیاوی نہیں جو مومن کے حق میں ثواب کا مورث نہ ہوئے اور اہل ایمان کو خطاب کرنا خود اسکو مشعر ہے کہ یا ایہا الذین آمنوا۔ فرمایا۔ شَهَادَةُ
بَیۡنِکُمۡ چاہیئے کہ گواہ ہو جاویں تمھارے درمیان میں۔ پس یہ خبر بمعنی امر ہے اور شہادۃ کی اضافت بجانب بین بطریق اتساع ہے کیونکہ ظرف ہے مانند قولہ ہذا
فراق بینی وبینک۔ اور بعض نے کہا کہ اصل میں شہادۃ ما بینکم۔ تھا مانند ہذا فراق ما بینی۔ کے۔ اور شہادت کے معنی میں اختلاف ہے بعض نے کہا کہ یہاں بمعنی وصیت ہے
اور بعض نے کہا کہ شہادت بمعنی حضور ہے یعنی حاضر ہونا بغرض وصیت قبول کرنے کے۔ اور ابن جریرؒ نے کہا کہ بمعنی قسم ہے اے یمین ما بینکم ان یحلف اثنان اور اسی کو قفال
نے اختیار کیا اور ابن عطیہؒ نے اسکو ضعیف کیا اور خود یہ اختیار کیا کہ شہادت شرعی مراد ہے بمعنی خبر دادن کرنا کسی کے حق کی یا کسی حق واجبی کی دوسرے شخص کیلیے یا کسی دوسرے
شخص کے اوپر جیساکہ فقہ میں مشرح مذکور ہے اور وجہ اس اختلاف کی اور منشا اس تاویل کا آیندہ واضح ہوگا۔ پہلے نظم کلام کو ذہن نشین کرنا چاہیئے کہ شہادۃ بینکم اِذَا حَضَرَ
اَحَدَکُمُ الۡمَوۡتُ حِیۡنَ الۡوَصِیَّۃِ اثۡنٰنِ یعنی شہادت تمھارے درمیان میں جبکہ تم میں سے کسی کی موت حاضر ہو دو شخص ہیں۔ اگر کہا جاوے کہ شہادۃ مبتدا اور
اثنان خبر ہے اور یہ بنتا نہیں تو جواب آنکہ شہادۃ بصورت خبر اور بمعنی امر ہے یعنی گواہ ہو دیں دو شخص کما قال الشیخ المفسر۔ اور بعض نے کہا کہ ذو الشہادۃ اثنان یعنی
گواہ ہو جانیوالے دو ہیں یا شہادۃ بینکم شہادۃ اثنین یعنی گواہی تمھارے درمیان دو مردوں کی گواہی ہے اور حین بدل از اذا ہے یا حضر کا ظرف ہے۔ اور بدل کی
تقویت کی گئی بنا بر اینکہ اسمین تنبیہ ہے کہ وصیت ایک امر مہم ہے اسمین سستی و غفلت نہ چاہیئے۔ اگر کہا جاوے کہ حضور موت کے وقت وصیت کا کچھ اعتبار نہین ہو سکتا
ہے تو جواب یہ کہ حضور موت سے مراد یہ کہ موت کے اسباب و علامات ظاہر ہوں اگرچہ پیچھے وہ نہ مرے لیکن ان علامات سے غالب گمان پر وصیت پوری کر دے۔
حاصل آنکہ جب کسی کی موت کے علامات ظاہر ہوں تو گواہ کر دے وصیت کے وقت دو مردوں کو پھر دونوں کو بیان کیا۔ ذَوَا عَدۡلٍ مِّنۡکُمۡ یعنی دونوں تم میں
سے دو عادل ہوں پس تین احتمال ہیں کہ منکم یعنی من المومنین اے مومنوں میں سے ہوں۔ دوم آنکہ منکم اے من قبیلۃ الموصی رو وصیت کرنے والے کے قبیلہ
سے ہوں سوم آنکہ منکم اے من اقاربکم وصیت کرنیوالے کے اقارب میں سے ہوں کیونکہ وہ میت کے حال سے زیادہ واقف اور اپنی پرہیزگاری سے اُسکے
عمدہ خیرخواہ و اصلاح کرنیوالے ہوں گے اور ظاہر آنکہ میت وصیت کنندہ اتنا خود جانتا ہے کہ پہلے وہ اقارب پرہیزگار کو وصی کریگا ورنہ اپنی قوم والوں میں سے
ورنہ اپنی ملت اسلام والوں میں سے وصی کریگا کیونکہ مسلمان دیندار عادل لامحالہ اصلاح و عدل واجب جانے گا۔ ہاں بعض اوقات اتفاق سے یہ پیش آتا ہے
کہ انمیں سے کوئی ممکن نہیں ہوتا مثلاً بتجارت کفرستان میں گیا لہذا اہل کفر ہی وہاں ملیں گے یا ساتھی کافر ہوں گے اسواسطے آگے فرمایا۔ اَوۡ اٰخَرٰنِ مِنۡ
غَیۡرِکُمۡ اِنۡ اَنۡتُمۡ ضَرَبۡتُمۡ فِی الۡاَرۡضِ فَاَصَابَتۡکُمۡ مُّصِیۡبَۃُ الۡمَوۡتِ ؕ تَحۡبِسُوۡنَہُمَا مِنۡۢ بَعۡدِ الصَّلٰوۃِ فَیُقۡسِمٰنِ بِاللّٰہِ
اِنِ ارۡتَبۡتُمۡ لَا نَشۡتَرِیۡ بِہٖ ثَمَنًا وَّ لَوۡ کَانَ ذَا قُرۡبٰی ۙ وَ لَا نَکۡتُمُ شَہَادَۃَ ۙ اللّٰہِ اِنَّاۤ اِذًا لَّمِنَ الۡاٰثِمِیۡنَ ۝
شیخ ابن کثیرؒ نے بروایت و حکایت ابن ابی حاتم کے حضرت ابن عباسؓ و ایک جماعت کبار تابعین سے اثنان ذوا عدل منکم کی تفسیر یہ بیان کی کہ دو مرد عادل
مسلمین سے ہوں اور کہا کہ یہی جمہور کا قول ہے اور علی ہذا قولہ او آخران کے یہ معنی ہوئے کہ یا شاہد ہوں دو مرد تمھارے غیر سے یعنی تمھاری ملت اسلام کے سوائے
ملت سے دو مرد گواہ کر لو اگر یہ اتفاق پیش آوے کہ تم نے سفر کیا ہو زمین کے کسی ملک میں اور وہاں تم کو موت کی مصیبت پیش آئی۔ قال فی الکمالین
... لفظ کو یعنی قولہ ان ضربتم فی الارض لخ فقط آخران من غیرکم کے ساتھ قید ہے اور معنی یہ ہیں کہ حضور موت کے وقت چاہیئے کہ تم میں سے دو مرد عادل

گواہ ہون اگر تم مین سے ملنا متعذر ہو۔ جیسے سفر کی حالت مین اتفاق سے مصیبت موت پیش آئی تو دو مرد تمھارے غیر [illegible]
شہادت مین ہین یعنی آنکہ یون شاہد کرلیا اس شرط پر کہ تم نے سفر کیا اور وہان مصیبت موت پیش آئی۔ **قال المترجم** مفسر کے ظاہر [illegible]
اول ہی مختار ہے کیونکہ کلام مابعد کو آخران کی صفت قرار دیا اور شرطیہ جملہ بیچ مین معترضہ ہے بغرض بیان اس بات کے کہ آخران من الذین [illegible]
وغیرہ سے اتفاقی موت آنے مین ذوا عدل منکم پائے نہ جاوین۔ تو غیر ملت سے دو مرد شاہد کرلو اور چونکہ اُن کی عدالت بسبب کفر و شرک [illegible]
لہذا اگر شک ہے تو اُن سے قسم لے لی جاوے۔ تم مین سے دو عادل [illegible] **قال ابن کثیرؒ** اور ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر کے طریق سے ابن عباس سے روایت کی کہ قولہ او آخران من [illegible]
غیرکم۔ کہا کہ غیر مسلمین مین سے یعنی اہل کتاب یہود و نصاریٰ مین سے۔ پھر ابن ابی حاتم نے کہا کہ ایک جماعت کثیر تابعین سے مانند عبیدہ سلمانی و شریح و سعید
بن المسیب و یحییٰ بن یعمر و محمد بن سیرین و عکرمہ و مجاہد و سعید بن جبیر و شعبی و ابراہیم نخعی و قتادہ و ابو مجلز و سدی و مقاتل و عبدالرحمٰن بن زید وغیرہم سے اسکے مانند مروی ہے
اور ابن جریرؒ نے عکرمہ و عبیدہ و چند علماء دیگر سے ذوا عدل منکم کی تفسیر مین نقل کیا کہ مراد آنکہ دو عادل تمھارے قبیلہ سے ہون یعنی وصیت کرنیوالے کے قوم و قبیلہ سے ہون
ابن کثیرؒ نے کہا کہ بنابراس قول کے قولہ او آخران من غیرکم سے یہ مراد ہوگی کہ یا دو مرد موصی کے قبیلہ کے سوائے دوسرے کسی قبیلہ سے ہون **قال المترجم**
قول اول پر تو ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان پر کافرون کی مطلقاً شہادت یا کافرون مین سے اہل کتاب یہود و نصاریٰ کی شہادت فی الجملہ روا ہے اگرچہ خاص ایسے
واقعہ مین ہو۔ اور دوسرے قول کے موافق کافران اہل کتاب کی شہادت مسلمان کے حق مین روا ہونا ثابت نہین ہوتی خصوص جبکہ اور حدیث صحیح و آیت دیگر
اس عدم جواز کے تنصیص کرتی ہے کیونکہ موصی کے غیر قبیلہ سے ہونا ضرور نہین کہ کافرون سے ہون بلکہ دوسرے قبائل اسلام سے ہون گے بدلیل حدیث
و آیت دیگر کے فافہم۔ اور بر تقدیر یکہ قول جمہور کے موافق منکم کی تفسیر من المسلمین ہو اور من غیرکم کی تفسیر من غیر المسلمین ہو تب بھی یہ لازم ہوتا کہ فی الجملہ ایسی
صورت مین کافر کی شہادت مومن پر روا ہے یہ جبھی لازم آویگا کہ شہادۃ بینکم سے شرعی گواہی مراد ہو اور اگر اسکو وصی کردینا مراد ہے تو معنی یہ ہون گے کہ
کافرون مین سے دو مرد وصی کرو پس وہ محذور وارد نہ ہوگا مگر آنکہ معنی وصیت مین تامل ہے۔ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ قولہ و آخران من غیرکم اے من غیر قبیلۃ الوصی
سکو ابن ابی حاتم نے حسن بصری و زہری رحمہما اللہ سے بھی روایت کیا۔ اور فرمایا کہ قولہ تعالیٰ ان انتم ضربتم فی الارض۔ اے اگر تم نے سفر کیا ہو ملک مین فاصابتکم
مصیبۃ الموت پھر وہان تم کو مصیبت موت کی آ پہونچی ہو۔ پس مومنون کے نہ ملنے کے وقت ذمیون و کافرون کا گواہ کرلینا انھین دونون شرطون سے جائز قرار
پایا۔ ایک یہ کہ ایسے سفر مین ہو اور دوم آنکہ یہ وصیت مین ہو اور شریح قاضی رحمۃ اللہ نے اسکی تصریح کردی چنانچہ اعمش لے نے ابراہیم نخعی سے انھون نے شریحؒ
سے روایت کی کہ فرمایا یہود و نصاریٰ کی گواہی نہین جائز ہے مگر سفر مین اور اسمین بھی نہین جائز ہے مگر فقط وصیت مین رواہ ابن جریرؒ ثم رواہ عن ابی کریب عن ابی بکر
بن عیاش عن ابی اسحاق السبیعی عن شریح رحمہ اللہ بمثلہ اور یہی قول امام احمد بن حنبل سے بھی مروی ہے۔ **قال ابن کثیرؒ** امام احمدؒ اس مسئلہ مین منفرد ہین
اور باقی تینون امام یعنی امام ابوحنیفہؒ و مالکؒ و شافعی رحمہم اللہ نے خلاف کیا اور کہا کہ ذمیون کی گواہی مسلمانون پر نہین جائز ہے ہان امام ابوحنیفہؒ
نے یہ جائز رکھا ہے کہ ذمی لوگ آپس مین ایک دوسرے پر گواہی دین تو ذمی کی گواہی دوسرے ذمی پر قبول ہوگی اگرچہ اُن کی ملت مختلف ہو مثلاً
کوئی یہودی ہو کوئی نصرانی ہو۔ **قال المترجم** اگر کہا جاوے کہ ان ائمہ فقہاء کے نزدیک آیت کریمہ کے کیا معنی ہین تو جواب تین وجہ ہین۔ **الاول** معنی آیۃ کہ
دو عادل گواہ اپنے قبیلہ سے لیوے یا دو گواہ غیر قبیلہ سے لیوے مگر مسلمان ہون زہریؒ نے کہا کہ سنت مین یہ بات مقرر ہو چکی کہ کافر کی گواہی مسلمان
پر نہین روا ہے نہ حضر مین اور نہ سفر مین اور یہ آیت تو مسلمان کی گواہی مین ہے ولیکن ایک اور اشکال وارد ہوتا ہے کہ گواہ پر قسم نہین عائد ہوتی حالانکہ
قسم مذکور ہے۔ اور یہ اشکال جواب کی وجہ دوم سے منحل ہو سکتا ہے اور وجہ دوم آنکہ شہادت سے مراد وصیت ہے **قال ابن کثیرؒ** [illegible]
کہا کہ اسمین علماء کے دو قول ہین محمد بن اسحاق نے روایت کی کہ ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ اس آیت مین ایسے مرد کا حکم بیان ہے [illegible]

لے یہ تینون تابعی ہین اور یہ تینان اس کی کر
تین تابعی نے بعض نے روایت کی ہے
[illegible]
عن شریح آنہ صحیح و بلا الاسناد
جید صحیح ۱۲

Marfat.com

... گروہ دو مسلمان پاوے تو اُن کو اپنا ترکہ دیوے اور اُن پر دو عادل مسلمان گواہ کرے۔ رواہ ابن ابی حاتم بسند منقطع **قال المترجم**
اور بیان اس مین ایسا ہے ... ظاہر سے خلاف ہے اور شاید بطریق اجتہاد کے نسخ و تخصیص و توفیق کے مفاد بعد آیت کریمہ یہ بیان فرمایا یا فقط اثنان ذوا عدل منکم
کی تفسیر ہے ... اور کہا کہ دوسرا قول یہ ہے کہ وہ دونون گواہ ہونگے اور یہی ظاہر سیاق آیت ہے غایت آنکہ اگر وہی ہون تو وہ وصی و شاہد دونون
وصف سے موصوف ہون گے جیسا کہ قصہ تمیم الداری و عدی بن بداء سے ظاہر ہے جیسا کہ عنقریب انشاء اللہ تعالی مذکور ہوگا اور شیخ ابن جریرؒ
نے اشکال پیش کیا کہ ہم کو کوئی ایسا حکم نہین معلوم ہوتا کہ جسمین گواہ پر قسم عائد ہو اور ابن کثیرؒ نے کہا کہ یہ آیت تو خود مستقل ہے کسی دوسرے احکام
پر اسکے حکم کا قیاس نہین پس نہ معلوم ہونا اسکے حکم کا مانع نہین ہوسکتا علاوہ برین یہ حکم خاص گواہی خاص در محل خاص ہے اور اسمین وہ اُمور پیدا ہوئے
جو اور صورتون مین نہین ہین پس جب اُس کے گواہ مین شک ہوا تو بمقتضائے مدلول آیت کریمہ اس سے قسم لیجائیگی۔ وجہ سوم آنکہ آیت کریمہ منسوخ
ہے جیسا کہ عوفیؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کی اور حماد بن ابی سلیمان نے ابراہیم نخعی سے روایت کی کہ یہ آیت منسوخ ہے اور یہ رد کر دیا گیا کہ دعوی
نسخ بدون دلیل ہے اور ابن جریر نے کہا جمہور کے نزدیک محکم ہے منسوخ نہین ہے اور سبب نزول بھی موئد جواز شہادت کافر بر مسلم فی الجملہ یعنی ایسے واقعہ وصیت
سفر مین ہے جیسا کہ آتا ہے اور معنی قولہ تحبسونہما من بعد الصلوۃ یعنی سفر مین۔ اگر کفرستان مین یا ایسے مقام پر موت آوے کہ تمکو مسلمان عادل نہ ملین اور تم نے
مسلمانون کے سوائے کسی اور ملت کے گواہ کر لئے اور ترکہ دیدیا اور موصی مر گیا اور یہ دونون ترکہ لیکر موصی کے وطن مین آئے پس اگر ترکہ پورا بدون شک و
شبہہ کے وارثون نے پایا تو خیر ورنہ ان دونون کو روک لو بعد نماز کے وقت مین یعنی بعد نماز کے وقت مین کھڑا کرو اور نماز سے مراد نماز عصر ہے جیسا کہ ابن
عباسؓ و جماعت کثیر علماء تابعین سے مروی ہے اور آیت مین اسواسطے معین نہین کیا کہ خود ان لوگون کے نزدیک متعین تھا اور یہ وقت ایسا ہے کہ جو اسمین
جھوٹی قسم کھاوے وہ مورد غضب الٰہی ہوتا ہے اور بعض نے کہا کہ اس وقت سب دین والے اسوقت کو معظم جانتے تھے اور اسوقت جھوٹی قسم سے خوف
و اجتناب کرتے تھے اور زہریؒ نے کہا کہ مسلمانون کی نماز کے بعد یعنی کوئی نماز ہو اور یہی قرطبی نے ذکر کیا ہے اور **سدی**ؒ نے ابن عباسؓ سے
روایت کی کہ ان دونون گواہون کے دین مین جو نماز ہو اُسکے بعد اور یہ بھی ایک جماعت کا قول ہے اور مقصود یہ ہے کہ دونون کو ایسے وقت مین کھڑا کیا
جاوے جسوقت لوگ مجتمع ہون کہ اُن کے حضور مین قسم کھاوین تاکہ فضیحت سے خوف کرین اور قولہ فیقسمان باللہ ان ارتبتم لا نشتری بہ ثمنا ولو کان ذا قربیٰ
یعنی ارتبتم فیہا فیقولان بعد الصلوٰۃ ولیقسمان۔ حاصل آنکہ درصورتیکہ موصی میت کے وارثون کو ترکہ وغیرہ مین شک ہو تو بعد نماز کے دونون گواہونکو کھڑا کرین اور
یہ دونون اللہ تعالی کی قسم کھاوین کہ ہم اللہ تعالی کی قسم کھانے اور اُس کے عوض مین یعنی اُس کے عہد عوض ثمن قلیل دنیاوی فانی نہ بدلین گے اگرچہ وہ
شخص جسکے واسطے قسم کھاتے ہین یا جسکے واسطے گواہی دیتے ہین ہماری قرابت والا ہو اور ہم اللہ تعالی کی گواہی جسکے ٹھیک قائم رکھنے کا اسنے حکم کیا
ہے نہین چھپاوینگے اور اگر ہم اسکو چھپاوین تو گنہگارون مین سے ہون گے۔ واضح ہو کہ قولہ لا نکتم شہادۃ اللہ۔ کے اشارہ سے ابن عباسؓ وغیرہم نے
کہا کہ آخران من غیرکم۔ سے اہل کتاب مراد ہین اور سبب نزول مین بھی دونون نصرانی تھے۔ فَاِنْ عُثِرَ عَلٰٓى اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّآ اِثْمًا یعنی پھر اگر دونون
گواہون کے قسم کھانے کے بعد اطلاع ہوئی اس بات پر کہ دونون مستحق ہوئے ہین کسی گناہ کے ف یعنی دونون نے کوئی ایسا فعل کیا ہے جو
گناہ کا موجب ہے مانند خیانت کے یا گواہی مین جھوٹ بولنے کے بایں طور کہ مثلاً دونون کے پاس یا ایک کے پاس کوئی ایسی چیز پائی گئی جس سے دونون
پر خیانت کا اتہام ہوا اور دونون نے دعوی کیا کہ ہم نے اسکو میت سے خریدا ہے یا میت نے ہمارے دینے کو اس کی وصیت کر دی تھی۔ فَاٰخَرٰنِ
یَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا تو دوسرے دو شخص قائم ہون ان دونون کے مقام مین یعنی اس بات مین قائم مقام ہون کہ قسم اُن کی طرف متوجہ ہو یعنی قسم کھاوین
... پھر یہ دوسرے دونون کون ہین تو بیان فرمایا مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الوصیۃ وہم الورثۃ یعنی دوسرے دونون ان لوگون مین

مین سے ہون جن پر استحقاق ہوا ہے یعنی وصیت کا ان پر استحقاق ہوا اور وہ موصی میت کے وارث لوگ ہین یعنی [illegible]
ہون تو بیان فرمایا۔ اَلۡاَوۡلَیٰنِ اے کل واحد اولی بالمیت اے الاقرب الیہ یعنی یہ دونون ایسے وارث ہون کہ ان مین [illegible]
ناتے پر اولی ہو یعنی بہت قریب ہو بنسبت باقی وارثون کے۔ وفی قرأة الاولین جمع اول صفة او بدل من الذین او [illegible]
یے اولیان کے اولین آیا اور وہ جمع اول ہے پس یہ الذین سے بدل ہے یا صفت ہے۔ حاصل آنکہ اگر میت کے گواہون پر خیانت [illegible]
میت موصی کے وارثون مین سے دو آدمی جو زیادہ قریب ہون وہ بجائے گواہون کے اس بات مین قائم مقام ہون کہ [illegible]
فَيُقۡسِمٰنِ بِاللّٰهِ۔ پس وہ دونون قسم کھائین اللہ تعالیٰ کی ف۔ کہ میت کے دونون گواہون نے خیانت کی اور [illegible]
اَحَقُّ مِنۡ شَهَادَتِهِمَا۔ کہ ہماری گواہی احق ہے بہ نسبت ان دونون کی قسم کے ف۔ یعنی ہماری قسم بہ نسبت اُن دونون کے سچی ہے۔ وَمَا
اعۡتَدَيۡنَا۔ اور ہم نے اعتدا نہین کیا۔ ف۔ یعنی قسم کھانے مین سچائی اور حق بات سے تجاوز نہین کیا اور اگر ایسا کیا ہو تو اِنَّاۤ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيۡنَ
روی البخاری ان رجلا من بنی سہم خرج مع تمیم الداری وعدی بن بداء وہما نصرانیان فمات السہمی بارض لیس فیہا مسلم فلما قدما بترکتہ فقدوا جاما من فضة
مخوصا بالذہب فرفعا الی النبی صلعم فنزلت فاحلفہما ثم وجد الجام بمکة فقال ابتعناہ من تمیم وعدی فنزلت الآیة الثانیة فقام رجلان من اولیاء السہمی فحلفا
وفی روایة الترمذی فقام عمرو بن العاص ورجل آخر منہم فحلفا وکانا اقرب الیہ۔ وفی روایة فمرض فاوصی الیہما وامرہما ان یبلغا ما ترک اہلہ فلما مات اخذا الجام
ودفعا الی اہلہ ما بقی مفسر رح نے اس آیت کریمہ کے معنی خلاصہ کرکے بیان کر دیئے ہین اگرچہ آیت کریمہ مین دلالات دیگر ہین بالجملہ جو مفسر رح نے معنی بیان کئے
وہ توضیح کے ساتھ یون ہین کہ اس کلام پاک کے یہ معنی ہین کہ جب مسلمان پر موت کے اسباب ظاہر ہون تو چاہیئے کہ گواہ کرے اپنی وصیت پر دو مرد یا یہ
معنی ہین کہ وصی کرے دو مرد کو اور یہ دو مرد اسکے دین والے یعنی مسلمان ہون یا اگر سفر کے مانند کسی وجہ و اتفاق سے مسلمان نہین تو غیر ملت سے ہون
تاکہ درستی کے ساتھ اس میت کی وصیت و ترکہ بحفاظت اُس کے وارثون کو پہونچا دین پھر اگر وارثون کو ان دونون کی طرف شک پیدا ہوا اور وارث دعویٰ
کرین کہ ان دونون نے کوئی چیز ترکہ مین سے لیکر خیانت کی یا کسی شخص کو دیدی اس زعم کے ساتھ کہ میت نے اس شخص کو یہ چیز دینے کی وصیت کی تھی تو
چاہیئے کہ ان دونون سے قسم لی جاوے اور قسم مین وقت کی تغلیظ کی جاوے یعنی بعد نماز عصر کے قسم لی جاوے اور عبارت قسم مین تغلیظ کی جاوے جیسا کہ فیقسمان
باللہ لانشتری بہ ثمنا ولو کان تا قولہ لمن الآثمین۔ مذکور رہے پھر اگر یہ دونون اس طرح قسم کھا گئے اور بعد اس کے کوئی ایسی علامت پر اطلاع ہوئی جس سے
ظاہر ہوتا ہے کہ ان دونون نے جھوٹ قسم کھائی ہے مثلاً جو چیز گم ہوئی ہے وہ ان دونون مین کسی کے پاس نکلی اور ان دونون نے دعویٰ کیا کہ میت نے ہم کو
ہبہ کردی یا ہم نے اس سے خریدی ہے اور وارثون نے اس سے انکار کیا حتی کہ منکر پر گواہ لانا یا قسم کھانا واجب ہوا اور گواہ نہین پس قسم کھلائی گئی
تو میت کے وارثون مین سے جو سب سے قریب ناتے دار ہون وہ اُن دونون کے جھوٹے ہونے اور اپنے دعوے کے سچے ہونے پر قسم کھاوین قال
المترجم۔ وارث اپنے دعوے کی سچائی پر قسم کھاوینگے اور اس مین دلیل ہے کہ قسم مین تغلیظ کرنا روا ہے مثلاً جو وقت تعظیم کے ہین مانند عصر وغیرہ کے
اسوقت سے قسم کو بھاری کرے یا مثلاً مکہ مین رکن و مقام کے درمیان کھڑا کرکے قسم لے یا مدینہ مین مسجد نبوی مین یا بیت المقدس کی مسجد مین یا دوسرے
شہرون کی بڑی مسجد یا جامع مسجد مین قسم لے ولیکن فقہائے حنفیہ نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات مانند اللہ وحدہ لاشریک حی قیوم خالق رازق علیم
شاہد حاضر ناظر ایسے صفات سے تغلیظ کرے اور جو باتین ممنوع ہین اُن سے تغلیظ نہ کرے مانند آنکہ نصرانی سے صلیب کی قسم یا یہودی [illegible]
کی بے بنیاد بات پر جو فسق ہے تغلیظ نہ کرے۔ پھر آگے مفسر رح نے اس اشکال کا کہ گواہ پر قسم نہین ہوتی ہے یون جواب دیا کہ آیت [illegible]
ہو جانے پر دو مردون کو مقرر کرنے سے اگر مراد یہ کہ دو وصی مقرر کرے تو جیسا کہ آیت نازل ہونے کے وقت حکم تھا [illegible]

ہوگا اور جب کہ دوسری آیت و احادیث سے ثابت ہوا کہ حکم منسوخ ہے کیونکہ سنت متقرر ہوچکی کہ گواہ پر قسم نہیں ہے پس معلوم ہوگیا کہ اس آیت کا حکم منسوخ ہوگیا اور یہی امام ابوحنیفہ و مالک و شافعی رحمہم اللہ کا قول ہے لیکن فتاوی حنفیہ میں مذکور ہے کہ اگر گواہ کی عدالت و پرہیزگاری جانے والا کوئی نہ ملا اور دوسرے فریق مخاصم نے گواہ میں طعن کیا کہ یہ عادل نہیں جھوٹا ہے تو احتیاطاً اُس سے قسم لی جائے لیکن مفسر نے کہا کہ جیسے گواہوں سے قسم لینا منسوخ ہے ایسے ہی سوائے مسلمانوں کے غیر ملت والوں کی گواہی بھی مسلمان پر جائز ہونا منسوخ ہوا کیونکہ اللہ تعالی نے بقولہ واشہدوا ذوی عدل منکم میں مسلمانوں پر مسلمان گواہ ہونا فرمایا ہے اور حدیث میں صحیح ہوا کہ کافر کی گواہی مسلمان پر روا نہیں ہے اور امام احمدؒ نے برخلاف ان دونوں اماموں کے خاص ایسے واقعہ میں کافر کی گواہی مسلمان پر جائز سمجھی ہے اور من بعد الصلوۃ یعنی بعد نماز عصر کے قسم لئے جانے کی خصوصیت فقط اسی واسطے کہ وہ وقت بڑی برکت و جماعت کا ہے ہر قوم و ملت کے نزدیک لائق تعظیم وقت ہے تو قسم بھاری ہوگی کہ جھوٹی قسم نہ کھائے گا اور آیت میں وارثوں میں سب سے قریب وارثوں میں سے فقط دو وارث کی خصوصیت قسم کھانے میں مقصود نہیں بلکہ جتنے وارث کہ زیادہ قریب ہوں سب برابر ہیں اور آیت میں دو ہی کا ذکر فقط اس خاص واقعہ کی وجہ سے ہے جس کے سبب سے یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ہے چنانچہ مفسرین علماء سلف و خلف کے نزدیک بالاتفاق اس آیت کا سبب نزول یہ قصہ ہوا ابو الشیخ و ابن مردویہ و ابن جریر و ابن المنذر و طبرانی و نحاس و ترمذی و بخاری نے تاریخ میں ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ بنی سہم میں سے ایک شخص سفر کو نکلا تمیم الداریؓ و عدی بن بداء کے ساتھ اور یہ دونوں اسوقت نصرانی تھے۔ پھر سہمی ایسے شہر میں مرگیا جہاں کوئی مسلمان نہ تھا پھر جب دونوں ساتھی نصرانی اسکا ترکہ یعنی چھوڑا ہوا مال لیکر آئے تو سہمی کے وارثوں نے ایک جام گم پایا جو چاندی کا تھا اور اُس پر سونے کی تحریریں تھیں (اور یہ اسکی تجارت کا عمدہ مال تھا جو وہ بادشاہ روم کے لئے لے گیا تھا) پس اُس کے وارث ان دونوں کو نبی صلعم کے پاس نالش کرنے کو حاضر لائے تب یہ آیت اُتری (بعض روایت میں ہے کہ قولہ انا اذا لمن الآثمین تک اُتری تھی) پس آنحضرت صلعم نے دونوں سے قسم لی اور دونوں قسم کھا گئے۔ پھر وہ جام مکہ معظمہ میں پا لیا اور جس کے پاس نکلا اُسنے کہا کہ ہم نے تمیم و عدی سے خریدا ہے پس دوسری آیت نازل ہوئی (یعنی فان عثر علی انہما استحقا اثما الآیہ) پس سہمی کے وارثوں میں سے دو مرد کھڑے ہوئے اور اُنھوں نے قسم کھائی۔ اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ عمرو بن العاص بن وائل السہمی اور ایک دوسرا مرد سہمی دونوں نے قسم کھائی اور یہ دو ہی اس مردمیت کے اقرب وارث تھے۔ اور دوسری روایت ترمذی میں مصرح ہے کہ مرد سہمی نے اس سرزمین میں مریض ہوکر تمیم و عدی کو اپنا وصی مقرر کیا تھا اور کہا تھا کہ جو مال میں چھوڑ کر مروں وہ میرے وارثوں کو پہونچا دینا پھر جب وہ مرگیا تو دونوں نے جام مذکور نکال لیا اور باقی مال وارثوں کو دیدیا تھا **قال المترجم** ابن عباس نے تمیم الداری رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ لوگ سب اس آیت سے بری ہیں سوائے میرے اور عدی بن بداء کے اور ہم دونوں نصرانی تھے اور ملک شام کو تجارت کے واسطے آتے جاتے تھے اور ہم شام میں تھے کہ ناگاہ بنوسہم کا آزاد کیا ہوا غلام جس کا نام بدیل بن ابی مریم تھا مال تجارت لئے ہوئے شام میں وارد ہوا اور اسکے پاس ایک چاندی کا جام تھا جو بادشاہ شام کے پاس لئے جاتا تھا اور یہی اس کی تجارت میں بڑی چیز تھی وہ بیمار ہوا اور ان دونوں کو اپنا وصی مقرر کیا کہ میرا ترکہ میرے لوگوں کو پہونچا دینا تمیم نے کہا کہ جب وہ مرگیا تو ہم نے وہ جام لیکر ہزار روپیہ کو بیچا اور آدھا آدھا بانٹ لیا پھر جب ہم لوگوں پاس لوٹ کر آئے تو اُسکا مال جو ہمارے ساتھ تھا دیدیا ان کو وہ جام نہ ملا تو ہم سے پوچھنے لگے ہم نے کہا کہ ہم کو اُسنے یہی دیا تھا اور کچھ نہیں دیا تمیم نے بیان کیا کہ آنحضرت صلعم کے مدینہ آنے کے بعد جب میں مسلمان ہوا تو مجھکو خوف پیدا ہوا کہ میں نے وہ بڑا گناہ کیا ہے پس میں اسکے لوگوں پاس آیا اور میں نے سب حال بیان کیا اور پانچ سو روپیہ اُن کو دیدیئے اور آگاہ کردیا کہ اسی قدر میرے دوسرے ساتھی پاس ہیں تو یہ لوگ اس پر چڑھ دوڑے پس آنحضرت صلعم نے ان کو حکم دیا کہ قسم دلاویں الحدیث۔ رواہ ابن ابی حاتم والترمذی و ابن جریر اور یہ روایت بسبب ابو النضر محمد بن السائب کلبی کے جس سے تفسیر کلبی کا ہے صحیح نہیں ہے لیکن یہ قصہ ابن عباسؓ سے بنابر روایت مذکورہ تفسیر کے بروایت محمد بن ابی القاسم کے مختصر طور پر اہل سنن نے روایت کیا

Marfat.com

اور محمد بن القاسم کو کہا گیا کہ صالح الحدیث ہے اور اس قصہ کو مرسل طور پر بہت سے علماء ثقات تابعین نے بیان کیا [illegible]
بعد نماز عصر کے واقع ہوا اور ابن کثیرؒ نے کہا کہ تابعین رحمہم اللہ سے بہ کثرت روایت بطریق ارسال کے اس [illegible]
ان مین مشہور تھا اور اس کی صحت کی شاہدہ روایت ہے جو ابو موسیٰ اشعری کے زمانہ مین کوفہ مین واقع ہوا اس کا [illegible]
مین مذکور ہے کہ ابو موسیٰؓ نے کہا کہ یہ نادر واقعہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین واقع ہونے کے بعد پھر نہین ہوا [illegible]
بھی دونون وصی نصرانی تھے اُن سے بعد نماز عصر کے حضرت ابو موسیٰؓ نے اللہ تعالیٰ کی قسم لی کہ تم نے خیانت نہین کی ہے [illegible]
اور نہ کچھ بدلا اور نہ کچھ چھپایا اور نہ کچھ بگاڑا ہے اور یہ اس مرد مسلمان کی وصیت اور یہی اُسکا ترکہ ہے اور ابن جریر نے اسکو دو طریق [illegible]
سے روایت کیا اور دونون اسناد صحیح ہین۔ ابن کثیرؒ نے کہا کہ تمیم بن اوس الداری کا مسلمان ہونا ہجرت کے نوین سال مذکور ہے پس جو شخص [illegible]
آیت کے حکم کو منسوخ ٹھہراتا ہے حالانکہ اتنا متاخر ہے وہ کسی دلیل فاصل کو لادے۔ قال المترجم تمیم داری کا مسلمان ہونا مع قصۂ جبلۃ کے
کتاب الاثر الطیّ صحیح مسلم مین مروی ہے ولیکن اُنکے اسلام متاخر ہونے سے حکم کا امتداد اسوقت تک ضرور نہین کیونکہ وہ اُن کی جہالت کے حال کا واقعہ [illegible]
مگر آنکہ فیصلہ ابو موسیٰؓ البتہ اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ حکم منسوخ نہین ہے فتدبر۔ اور ابن جریر کی روایت قضاء ابو موسیٰؓ مین ابن عباسؓ سے ہے
کہ ابو موسیٰؓ نے چاہا کہ عصر کے بعد دونون نصرانیون سے قسم لیوین تو مین نے کہا کہ یہ دونون آدمی نماز عصر کے بعد کی کچھ پروا نہین کرتے ہین آپ ان
دونون سے ان کے دین کے موافق اُن کی نماز کے بعد قسم لیجئے۔ قال المترجم شاید ابو موسیٰؓ نے اسکو نہین مانا بلکہ احتیاطاً جسوقت مین حضرت صلعم
کے زمانہ مین قسم لی گئی تھی وہی وقت برقرار رکھا لیکن کلام ابن عباسؓ سے نکلا کہ عصر کی خصوصیت نہین بلکہ تغلیظ مقصود ہے۔ عن ابراہیم النخعی و سعید بن جبیر
ان دونون نے کہا کہ جب سفر مین کسی کی وفات کا وقت آجاوے تو وہ مسلمانون مین سے دو آدمی گواہ کرے اور اگر نہ پاوے۔ تو اہل کتاب مین سے
دو مرد گواہ کرے پھر جب وہ دونون ترکہ لاوین پس اگر وارث لوگ اُن کی تصدیق کرین تو دونون کا قول قبول ہوگا اور اگر دونون کو متہم سمجھین تو
نماز عصر کے بعد دونون سے قسم لی جاوے کہ واللہ باللہ ہم نے نہین چھپایا اور نہ جھوٹ باندھا اور نہ خیانت کی اور نہ کچھ بدلا۔ رواہ ابن جریرؒ۔
علی بن ابی طلحۃ عن ابن عباس فی تفسیر ہذہ الآیۃ۔ اگر وارثون نے دونون کی گواہی مین شک کیا تو دونون سے بعد نماز عصر کے قسم لی جاوے کہ
واللہ باللہ ہم نے اپنی گواہی کے بدلے ثمن قلیل نہین خریدا پھر اگر میت کے اولیاء اس امر پر مطلع ہون کہ دونون کافرون نے اپنی گواہی مین جھوٹ
بولا تو اولیاء مین سے دو مرد کھڑے ہون اور قسم کھاوین کہ واللہ دونون کافرون کی گواہی باطل ہے اور ہم نے حد سے تجاوز نہین کیا پس کافرون
کی شہادت رد کر دیجائے گی اور اولیاء کی شہادت جائز رکھی جائے گی۔ وہکذا روی العوفی ایضاً عنہ کما رواہما ابن جریر۔ اور اسی طرح بمقتضا ئے
آیت کریمہ ہذا اس حکم کو بہت سے ائمہ تابعین و سلف رضی اللہ عنہم نے یون ہی تقریر کیا ہے اور یہی امام احمدؒ کا مذہب ہے پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا
ذٰلِكَ اَدْنٰى اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجْهِهَا۔ یہ حکم ایسا ہے کہ بہت قریب لگتی ہے یہ بات کہ ادا کرین شہادت کو اوپر اسکے طریقہ کے [illegible]
یعنی یہ جو حکم دیا گیا کہ در صورت خیانت کے وارثون سے قسم لیکر ان کی قسم پر اعتبار کیا جائے تو یہ حکم ایسا ہے کہ اسکی وجہ سے نہایت قریب لگتی [illegible]
یہ بات کہ میت کے گواہ لوگ (بنا بر ایک تفسیر کے) یا میت کے دونون وصی (بنا بر دوسری تفسیر کے) شہادت یا وصیت کو اسی وجہ پر ادا کرین [illegible]
جس وجہ پر وہ گواہ ہوئے ہین یعنی ٹھیک ٹھیک بات بیان کر دین اسمین کچھ تحریف و کچھ خیانت نہ کرین۔ اَوْ يَخَافُوْٓا اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌۢ بَعْدَ
اَيْمَانِهِمْ یا خوف کرین کہ پھیر دی جائے گی قسم بعد اُن کے قسم کھانے کے۔ ف۔ یعنی ان کے قسم کھانے کے بعد وارثون کی طرف [illegible]
یہ لگتی بات ہے کہ یا تو ٹھیک ٹھیک شہادت دین یا اُن کی قسم کے بعد وارثون کو قسم کا حق مل جائے گا [illegible]

ف لوگ نماز عصر کے بعد وظیفہ و ذکر کے کامون مین مشغول رہتے ہین اسلیے [illegible] نماز عصر کے بعد وظیفہ عبادہ مین مانند درود شریف وغیرہ کے مشغول کیا جاوے [illegible] گناہ زیادہ ہو [illegible] بیان [illegible] (۱۲)

باتین بنا اختیار کریا فضیحت ہو۔ اور مفسر رح نے لکھا۔ او اقرب الی ان یخافوان ترد ایمان بعد ایمانہم علی الورثۃ المدعین فیحلفون علی خیانتہم وکذبہم فیفتضحون ویغرمون فلا یکذبوا یعنی یا نیادہ قریب ہی اس بات کی طرف کہ وہ خوف کرین کہ اُن کے قسم کھانے کے بعد پھیر دیجائے گی قسم وارثون کی طرف جو اُن کی خیانت کے مدعی ہین پس وہ ان کی خیانت کرنے پر قسم کھالین گے تو یہ ناحق فضیحت ہون گے اور مال بھی پھیر دینا پڑیگا لہذا جھوٹ نہ بولین گے۔ قال فی المدارک اگر کہا جاوے کہ یہان حرف او کے کیا معنی ہین تو مین کہونگا کہ یہ معنی ہین کہ یہ حکم مذکور اقرب ہی اس بات کی طرف کہ گواہی کو سچائی کے ساتھ ادا کرین خواہ بخوف وحق آلہی عزوجل یا بخوف آنکہ فضیحت ہو کر شرمندہ ہون گے۔ اس حکم سے بعض نے حجت پکڑی کہ مدعی کی طرف قسم پھیرنا روا ہے اور جواب دیا گیا کہ نہین بلکہ جو شخص منکر ہو اسی پر قسم عائد ہوتی ہے چنانچہ وارثون نے اس قصہ مین دونون نصرانیون پر دعوی کیا تھا کہ ان دونون نے خیانت کی اور ان دونون نے انکار کیا اور منکر ہو کر قسم کھائی اور جھوٹ گئے پھر جب وہ جام نکلا اور اُن کا جھوٹ قسم کھانا کھلا تو دونون نے دعوی کیا کہ ہم نے میت سے خریدا ہے اور وارثون نے انکار کیا تو قاعدہ کے موافق وارثون پر قسم عائد ہوئی کیونکہ وہ خرید واقع ہونے سے منکر تھے۔ قال المترجم مفسر رحمہ اللہ نے بھی بیان معنی مین بقولہ فان اطلع علی امارۃ تکذبہما فادعیا دافعالہ، سے وصی کے مدعی اور وارثون کے منکر ہونے پر اشارہ کیا تاکہ وارثون کی طرف قسم عائد ہونے کی توجیہ ہو اور سبب نزول اسکا شاہد صریح موجود ہے۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ۔ اور ڈرو اللہ سے ف یعنی ہر ایسی بات جو اسکی مرضی کے خلاف ہی از انجملہ یہ کہ خیانت کرنا و جھوٹ بولنا سو سکو بھی چھوڑو۔ وَاسْمَعُوا۔ اور سنو۔ ف یعنی جو کچھ کہ تم کو حکم دیا جاتا ہے اور کانون سے بہرے نہین ہو لیکن دل سے قبول کرنے کا سننا سنو اور یاد رکھو کہ جو اپنے خالق معبود و پروردگار سے مخالفت کرے وہ بھٹکا پھریگا۔ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ۔ اللہ تعالی راہ نہین دیتا راہ خیر کی طرف اُس قوم کو جو فاسق ہین ف یعنی اُسکی فرمانبرداری سے باہر ہین پس قولہ الی سبیل الخیر متعلق لایہدی ہی۔

يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُولُ مَاذَا أُجِبْتُمْ قَالُوا لَا عِلْمَ لَنَا إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ○

جس دن اللہ جمع کریگا رسول پھر کہے گا تم کو کیا جواب دیا بولین گے ہم کو خبر نہین تو ہی ہے چھپی بات جانتا

يَوْمَ يَجْمَعُ۔ زجاج نے کہا کہ جس دن اللہ تعالی جمع کریگا رسولون کو ف وہ دن قیامت ہی اور یہ یا تو متعلق ہے اتقوا کے یعنی ڈرو اللہ تعالی سے اس دن کہ جس دن رسول اور تمام خلائق محشر مین جمع ہون اور یا علیحدہ جملہ ہے اور اذکروا یا اسکے مانند پوشیدہ ہے۔ یعنی بیان کردے اور نصیحت کردے کہ یاد کرین وہ دن کہ جسمین اللہ تعالی جمع کریگا رسولون کو اور وہ روز قیامت ہی فَيَقُولُ مَاذَا أُجِبْتُمْ پھر فرمادیگا اللہ تعالی تم کو کیا جواب دیا گیا ف یعنی اللہ تعالی قوم کی سرزنش و ملامت کے واسطے رسولون سے ارشاد فرمادیگا کہ وہ کیا جواب ہی جو تم کو دیا گیا جبکہ تم نے قوم کو توحید کی طرف بلایا۔ حاصل آنکہ او تعالی علام الغیوب ہے اسکو خوب معلوم ہے جو کچھ قوم نے جواب دیا ولیکن یہ دریافت کرنا فقط قوم کو ملامت و فضیحت کرنے کے واسطے ہے جیسے فرمایا۔ واذا الموؤدۃ سئلت بای ذنب قتلت یعنی زمانہ جہالت کے عرب جو لڑکی کو زندہ درگور کردیتے اور توب دیتے تھے تو فرمایا کہ اس موؤدہ لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ تو بیچاری کس گناہ پر ماری گئی اور مقصود اس کے قاتل زندہ درگور کرنے والے کی سرزنش ہے کہ اسپر حجت قائم ہو جائے اور ما استفہامیہ ہی اور ذا بمعنی الذی ہی اور بعض نے کہا کہ ذا زائدہ اور ما منصوب با جبتم ہے۔ قَالُوا لَا عِلْمَ لَنَا۔ بولے ہم کو اسکا علم نہین ہے ف یعنی بولین گے کہ پروردگار ہمارا کچھ علم نہین اور ماضی بجائے مضارع کے اشارہ ہی کہ یہ امر یقینی ہی اور پہلے یجمع و یقول فرمایا کہ اہل ایمان دنیا مین اس کی تاویل کے منتظر نہ ہون۔ إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ بیشک تو ہی ہے چھپی بات جانتا۔ ف پس تو خوب جانتا ہے کہ جو کچھ اُنھون نے ہم کو جواب دیا اور اپنے دل مین

Marfat.com

چھپا جس کو ہم نہین جانتے ہین۔ غیوب جمع غیب کی مصدر اور حاصل مصدر دونون معنی مین آتا ہے ودر اصل [illegible]
ہے۔ اگر کہا جاوے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کچھ بھی غائب نہین تو جواب یہ کہ یہ تو اسی آیت سے ثابت ہے کہ جو غیب ہما [illegible]
اس سے پوشیدہ کہان لیکن مراد یہ کہ جو بندون کے علم سے پوشیدہ و غائب ہو وہ تجھی کو معلوم ہے اور اس سے یہ لازم نہین آتا کہ [illegible]
روزخ کا عیانی علم کسی کو نہ ہو بلکہ فرشتہ اور حضرت صلعم اسکو جانتے تھے بلکہ مراد یہ ہو کہ جو کسی بندہ کی شان سے نہین وہ بھی اوتعالیٰ جلشانہ [illegible]
اور کسی بندہ پر یہ صادق نہین ہو کہ وہ عالم علی الاطلاق ہو حتی کہ کوئی بندہ ہو اس سے جاہل ہے کہ قیامت کب ہوگی اور وہ کہان ہوگی [illegible]
کوئی قطعی یقینی طور پر نہین جانتا ہے اگر کہا جاوے کہ رسل علیہم السلام کو جو جواب دیا گیا تھا اس کو وہ جانتے تھے پھر اُنھون نے یہ کیون کر
کہا کہ لاعلم لنا۔ تو جواب یہ ہو کہ قولہ ماذا اُجبتم مین دو احتمال ہین ایک یہ کہ ظاہر تم کو کیا جواب دیا گیا اور دوم یہ کہ تمھاری دعوت توحید کو قوم نے کس
قبولیت سے قبول کیا یعنی صدق و اخلاص سے قبول کیا یا نفاق سے قبول کیا۔ پس دوسری صورت مین اُن کا جواب ظاہر ہے کہ درواقع
اُن کو اسکا کلیہ علم نہ تھا کہ نفاق ہے یا اخلاص ہو الا اسی قدر کہ اللہ تعالیٰ کے معلوم کرانے سے ان کو معلوم تھا اسی واسطے کہا گیا کہ معنی یہ ہین کہ
ہمارا علم تیرے علم کے مقابلہ مین گویا معدوم ہے کیونکہ ظاہر و باطن تصدیق و ایمان کا علم تو تجھی کو ہے اور قولہ لاعلم لنا۔ مین بھی کہا گیا کہ مرادنفی العلم مطلقاً
نہین ہو بلکہ ادب کے ساتھ تمام علم حضرت باری تعالیٰ کو تفویض کیا کہ تو ہی علام الغیوب ہو ہمارا علم کچھ علم نہین۔ امام رازی نے کبیر مین کہا کہ رسولون کو
یہ تو معلوم تھا کہ یہ سوال بطور اس قوم بدبخت کی توبیخ کے ہو کہ آخر یہ لوگ ابھی عقاب مین پڑینگے اور اُن کو معلوم تھا کہ ایسا عالم دانا ہے کہ اس کو کسی وجہ پر
جہل نہین اور حلیم ہو کہ وہان سفہ کا نام نہین اور عادل ہو کہ وہان ظلم کو دخل نہین تو اُنھون نے جان لیا کہ ہمارے قول سے نہ کچھ کسی کو بھلائی حاصل
اور نہ کچھ برائی دور ہوگی کیونکہ وقت عدل و پاداش ہو تو انھون نے ادب اسی مین دیکھا کہ سکوت کرین اور تمام علم حضرت باری تعالیٰ کی طرف سپرد کرین
اور اسی کے عدل پر چھوڑین پس کہا کہ لاعلم لنا۔ اور بعض نے کہا اے ہم کو علم نہین جو اُنھون نے ہمارے پیچھے برتاؤ کیا اور یہ ضعیف ہو اور اسی طرح
جو بعض نے کہا کہ ہمارا علم اُن کی بابت ایسا نہین جیسا تیرا علم ہے اور مفسر نے جواب دیا کہ۔ ذہب عنہم العلم لشدۃ ہول یوم القیامۃ وفزعہم ثم
یشہدون علی اممہم لما یسکنون یعنی محققین علمائے احادیث و آیات سے بیان کیا ہے کہ قیامت کے روز اوقات و مقامات ہون گے پس یہ حال
اُسوقت ہوگا کہ روز قیامت کے ہول و دہشت سے اور نہایت فزع و گھبراہٹ سے بالکل دل بھولے ہوئے ہون گے۔ پس اُن سے یہ علم
جاتا رہیگا کہ اُن کو قوم نے کیا جواب دیا اور کیونکر قبول کیا تھا پھر بعد کو جب سکون پاوینگے تو اپنی قوم پر گواہی دینگے کہ اُنھون نے ایسا اور ایسا
کیا اور یہی جواب صحیح وہی سلف سے مروی ہے۔ ذکر الشیخ ابن کثیر حضرت مجاہد و حسن بصری و سدی نے کہا کہ رسولون سے یہ قول بسبب
ہول روز قیامت کے ہوگا عبدالرزاق نے مجاہد سے روایت کی کہ جب او تعالیٰ جل جلالہ فرمادیگا کہ ماذا اجبتم تو فزع و گھبراہٹ سے
عرض کرینگے کہ لاعلم لنا۔ اے پروردگار ہم کو تو معلوم نہین۔ رواہ ابن جریر و ابن ابی حاتم۔ قال اسباط عن السدی فی قولہ یوم یجمع اللہ
الرسل فیقول ماذا اجبتم قالوا لاعلم لنا۔ وہ لوگ ایسے مقام مین ہون گے کہ وہان عقلون کو ذہول ہوگا تو جب پوچھے جاوینگے تو کہینگے
کہ لاعلم لنا۔ پھر دوسرے مقام مین اُتارے جاوینگے تب اپنی قوم پر گواہی دینگے۔ رواہ ابن جریر۔ عن ابن جریج فی قولہ ماذا اجبتم۔ اے تمھارے بعد
اُنھون نے کیا کام کیے اور تمھارے بعد کیا نئی بدعتین نکالین تو رسول جواب دینگے کہ لاعلم لنا انک انت علام الغیوب۔ ایسا ہی ابن جریر نے
طریق الحجاج عن ابن جریج روایت کیا۔ علی بن ابی طلحہ عن ابن عباسؓ فی الآیۃ رسل علیہم السلام حضرت حق عزوجل سے عرض کرینگے کہ ہما
کیا ہو کچھ نہین تو ہی خوب جانتا ہے کہ ہم کو کیا جواب ملا۔ رواہ ابن جریر۔ قال ابن کثیر ان تین اقوال مین سے شیخ ابن [illegible]

قول کو اختیار کیا اور اس مین شک نہین کہ یہ اچھا قول ہر اور یہ بطریق ادب کے ہر کہ او تعالیٰ کے علم محیط کے سامنے جو درحقیقت علم ہر ہمارا کچھ
علم نہین یعنی ہم کو اگرچہ جواب دیا گیا اور جس نے قبولیت سے جواب دیا ہم نے اسکو پہچانا لیکن کچھ ہم کو ظاہری شناخت ہوئی باطنی بعض کی
شناخت نہین ہوئی اور اے ہمارے مالک مولا عزوجل تو ہر چیز پر ہر طرح خوب مطلع دانا و بصیر ہے تو ہمارا علم تیرے علم کے مقابلہ مین گویا
کچھ نہین ہر۔ قال المترجم کوئی شک نہین کہ اہل تحقیق کے نزدیک جو صفات ایسے ہین کہ لفظ مین بندون پر بھی اطلاق ہوتے ہین جیسے
علم و بصارت و ارادہ و قدرت وغیرہ یہ سب ایک معنی مناط تکلیف ہین جسکو اہل الحق یون تعبیر کرتے ہین کہ نہ بندہ محض مجبور مانند پتھر وغیرہ کے
ہے اور نہ مختار ہے بلکہ امر بین بین یعنی بیچ بیچ مین ہے اور چونکہ تاویل حقیقت ایک حالت ہر کہ بیان سے اعلیٰ اور حیوانی عقل سے باہر
لہذا اس عبارت مین تعبیر کرتے ہین اور حقیقت ان صفات کی مخصوص بجناب باری تعالیٰ جل جلالہ ہے پس صفات اسی کی جناب مین اس کی
شان پر حقیقت مین صادق ہین اور مرد مومن متقی جو بدعتی نہ ہو اگر اپنے ظاہر و باطن کو شرع کے موافق اصلاح پر رکھے اسکو حضرت حق عزوجل
اس ہدایت سے سرفراز فرماتا ہے اور وہ آئینہ کے مانند جانتا ہے کہ مخلوق کی کسی صفت کو جو عقل حیوانی ثابت کرتی ہے اسی نام کی صفت
باری تعالیٰ سے کوئی نسبت ہی نہین ہے۔ پس لاعلم لنا ہر طرح سچ ہے اسمین دروغ کو دخل ہی نہین ہے پس یہ اعتراض کرنا کہ لاعلم لنا
دروغ ہوا جاتا ہے محض جہالت کا اعتراض ہر لیکن چونکہ عوام کی عقل حیوانی اسمین ادراک سے عاجز ہے لہذا جواب اسلم وہ ہی جو مجاہد و سدی و حسن
وغیرہ سے بربنائے اختلاف مقامات مذکور ہوا کہ اول حالت مین بسبب ہول و فزع کے ایسا کہین گے اور اسپر اعتراض کیا گیا کہ
رسل علیہم السلام فزع سے نجات پائے ہوئے ہین۔ کما قال تعالیٰ۔ لایحزنہم الفزع الاکبر الآیۃ۔ اور جواب دیا گیا کہ فزع اکبر کی نفی سے
مطلق فزع کی نفی نہین ساور نیز حزن بمعنی غم ہے کسی چیز کے فوت ہونے پر اور انبیا علیہم السلام ہمہ تن مطیع رہے ہین اُن کو رضا رحق سے محرومی
نہ ہوگی اور نیز عدم حزن بفزع اکبر۔ دوسرے مقام پر ہوگا اور کثرت سے احادیث صحاح اس امر پر دلالت کرتی ہین کہ رسل علیہم السلام اُسدن
بہت دہشت مین ہون گے ہر ایک اپنے نفس و اپنی ذات کی سلامتی کا متمنی ہوگا بسبب ظہور غضب و جلال آہی عزوجل کے سوائے ایک سالت مآب محمد مصطفیٰ
صلعم کے کہ آپ کو اُمت عاصی کا خیال ہوگا اور یہ آپکے خصوصیات مین سے ہر فلیتفکر ثم اشکر والحمد للہ رب العالمین ف۔ قال فی العرائس
قولہ تعالیٰ یوم یجمع اللہ الرسل فیقول الآیۃ۔ صفات و سبحات ذات تعالیٰ و تقدس کے ظہور کیلئے بندون کی ارواح کو مواقع و اوقات ہین سو حالت حیات
مین جبتک دائرہ دہر و حدوث مین گرفتاری ہر ظہور بطریق کشف و عرفان کے ہر پھر شیخ نے کہا کہ اور جب کشف کلی اور ظہور تمام منظور ہوگا جیسا کہ خطاب
ازلی سے مفہوم ہر یعنی قیامت مین کہ دن و زمانہ وہان آخر ہر تو سب خالص بندے مرسلین و نبیین و ملائکہ جمع کئے جائین گے اور یہی بڑی حضوری کا دن ہر
تو عارفین وہان جمال حق و قرب و وصال سے متمتع ہون گے۔ اور قیامت ایک نہایت عجیب و غریب شہر ہے کہ یہان کے مردے وہان زندہ ہین تو وہ ہمیشہ
میدان سرور مین نور کے گھوڑون پر سوار درگاہ اُنس مین خوشحال جاوینگے اور وہان مقامات بہت ہین پس ایک مقام پر تو اُن کو بقا ہوگی جبکہ حضرت جل جلالہ
انکا بود بندون کیلئے لبسط عنایت سے مشاہدہ کی نعمت مرحمت فرمادیگا۔ اور ایک مقام مین اُن کو فنا ہوگی اور یہ سطوات عظمت کے ہجوم و تراکم سے جبکہ کبریا
و عظمت کا ظہور ہوگا اور اسی مقام پر حدوث و جو کچھ اسمین ہے سب کچھ عزت و قدم مین مضمحل ہو جاوینگے پس کبھی تو جلال سے فنا اور کبھی جمال سے بقا ہونگے اور
کبھی لطف سے اور کبھی قہر سے مخاطب ہون گے اور ایسے ہی خطاب ہے ہر۔ قولہ لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار۔ اور ایسے ہی قولہ یوم یجمع اللہ الرسل فیقول
ماذا اجبتم۔ اُن کے خطاب سے اُن کو عارف کردیا کہ ربوبیت مین عبودیت عاجز ہر اور قدم مین حدوث فنا رہے اور یہ اُن کو خطاب نیاوی سے معلوم ہو چکا
تھا اب بالعیان بعد خبر کے مشاہدہ کرادیا اور یہ علم صادق وہ ہر کہ خبر اسمین مطابق معائنہ ہر اور یہ نہین کہ عرفان کے لئے اور کافرون کے خذلان کیلئے

ہے ورنہ او تعالیٰ شانہ کو سم محیط قدیم ازلی ابدی ہی ہر گز وہان جہل کا نام نہین بلکہ جہل کی نفی کرنا شرم ہے کیونکہ نفی وہان کی جاتی ہے جہان [illegible]
اور یہان علم و جہل اسکی مخلوق ہین یعنی آنکہ ظہور انکا معانی مین اسکی تکوین ہے علاوہ ازین عدم مخلوق ہونا یا نہ ہونا اور انکا اعدام داخل قدرت [illegible]
کے نزدیک جاہلون کے خیالات ہین اور شیطان نے ایک مضحکہ بنایا ہے اس طرف توجہ کرنیوالے اہل ایمان و اہل عرفان کے نزدیک سیلاب جاہلیت کے
سرگردان ہین تو کبھی اس مضحکہ مین گرفتار نہو ان اور کتاب آلہی و سنت رسول اللہ صلعم سے معرفت حاصل کرتا کہ روشن راہ پر چلا وے والسلام و [illegible]
کہ رسل علیہم السلام نے جو جواب دیا کہ لا علم لنا اسکے یہ معنی ہین کہ ہم کو اسکا علم نہین جو تیری ہم سے مراد اور ہماری قوم سے جن پر ہم بھیجے گئے تھے مراد
ہے اور ہم کو اسکا علم نہین تو تو نے ازل مین ہم سب پر جاری کیا اور ہم کو اسکا علم نہین جو ہمارے نفوس مین ہے پھر جو تیری مراد ہے اسکا علم تو بڑی بات ہے
اور ہم کو علم نہین مگر ایک مخلوق علم حادث جو تیرے علم پاک و تعلیم پاک سے ملا اور وہ درحقیقت تیرا ہی علم ہے اسی واسطے فرمایا کہ انک انت علام الغیوب
اور نیز اس سے بھی شرمائے کہ ہم اس امر کو اظہار کرین کہ لا علم لنا۔ اسی واسطے عرض کیا کہ حکم کی بجا آوری تھی ورنہ ہم یقین جانتے ہین کہ انک انت علام
الغیوب۔ اور اسی واسطے اس کلام کو حرف ان و ضمیر فصل اور صیغہ مبالغہ و باوجود غیب مصدر ہونے کے اسکی جمع اور جملہ اسمیہ وغیرہ تاکیدات سے موکد کیا
حالانکہ وہان منکر کوئی نہین ہے فافہم۔ قال الشیخ۔ اور ہرگاہ کہ کشف عظمت مین مبہوت و متحیر و حیران و از خود رفتہ ہوگئے تو ارواح و پاکیزہ و خرم ہوئین لیکن
اشباح و صورتین مضمحل و از خود رفتہ ہوگئین اسواسطے ان کو یہ طاقت نہ رہی کہ جو ان کے دلون مین ہے وہ ادا کر سکین بسبب رعب و دبدبہ خطاب
حضرت رب العزت جل جلالہ کے۔ اور نیز وہ شرمائے کہ قوم ناہنجار نے جو اُن کو جواب دیئے تھے وہ حضرت او تعالیٰ کی عظمت و جلال کے حضور مین
اظہار کرین معنی یہ کہ دنیا مین شیطان کے پیرو ایسے بیہودہ جواب دیتے ہین کہ اُن کی باتون سے پروردگار جل جلالہ کی معرفت فی الجملہ حاصل
رکھنے والون کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہین اور جب قیامت مین ان ناپاکون کی آنکھین کھلین گی تو معلوم ہوگا کہ کس درجہ بیحیائی کر چکے ہین پھر بندگان
خاص سے وہ ناپاک جواب دانہ ہوسکے تو انھون نے علم آلہی پر تفویض کیا اور مترجم پہلے بیان کر چکا ہے کہ لا علم لنا سے حقیقی علم کی نفی ہر حال مین صادق ہے مگر تو ہی
ایسے شخص کے سامنے جو اُس کو نہ جانے روانہ ہوگا۔ فافہم۔ قال الشیخ اور نیز لا علم لنا یعنی جو کچھ تو نے ان کے اسرار مین مخفی کیا وہ ہم کو نہین معلوم کیونکہ غیب
تو ہی جانتا ہے اسی واسطے کہا کہ انک انت علام الغیوب۔ واسطی رح نے کہا کہ اظہار کیا اسکو جو اس کی طرف سے ان بندون سب کی طرف تھا تو خاص بندے
بولے کہ ہم کیونکر کہین کہ امت نے ایسا کیا یا ہم نے یون کیا تو وہان حقیقت کے حال مین زبانین بند ہوگئین۔ اور کہا کہ رسولون کو خطاب فرمایا نہ قوم کو
کیونکہ او تعالیٰ داناتر ہے کہ یہ مخلوق خطاب کے بوجھ اُٹھانے والی ہین اور انبیا کی شناخت مین بڑی بات یہ ہے کہ خطاب کو مشاہدہ مین برداشت کرتے
ہین اور یہ نہایت سخت منزلت ہے اسی واسطے جواب ظاہر نہ کیا اور نہ بول سکے مگر یہی عاجزی کی زبان سے کہا کہ لا علم لنا۔ ہم کو علم ایسی حالت مین کہان کہ
تو نے جبروت کو کشف فرمایا ہے جنید رحمہ اللہ نے کہا کہ ان کے ساتھ رفق و نرمی تھی کہ سمجھے نہین اور اگر سمجھتے و جانتے تو جواب خطاب وارد ہونے
کی وجہ سے بسبب ہیبت کے مر جاتے۔ ابن عطا رح نے کہا کہ ہمکو تیرے سوال کی سمجھ نہین اور ہم سے کوئی جواب نہین ہے بعض نے کہا کہ جب انپر ظہور حق تجلی علم سبقت ہوا تو وہ اپنے علوم بھول
گئے اور لا علم لنا ادب کی پابندی ہے اور یہ نہین تھا کہ جو کچھ انکو جواب ملا اس سے نادان تھے محمد بن الفضل رح نے کہا کہ جو جواب اس سوال کے لائق ہو اُسکا ہم کو کچھ علم نہین ہے۔ فافہم

اِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ اذْکُرْ نِعْمَتِیْ عَلَیْکَ وَعَلٰی وَالِدَتِکَ اِذْ اَیَّدْتُّکَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۟ وقف لازم

جب کہے گا اللہ اے عیسیٰ مریم کے بیٹے۔ یاد کر میرا احسان اپنے اوپر اور اپنی مان پر جب مدد کی مین نے تجھکو روح پاک سے

تُکَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَھْدِ وَکَھْلًا وَاِذْ عَلَّمْتُکَ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَالتَّوْرٰىۃَ

تو کلام کرتا لوگون سے گود مین اور بڑی عمر مین اور جب سکھائی مین نے تجھکو کتاب اور پکی باتین اور توریت

وَالْاِنْجِيْلَ ج وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ

اور انجیل اور جب تو بناتا مٹی سے جانور کی صورت میرے حکم سے پھر دم مارتا اُس مین تو ہو جاتا

طَيْرًام بِاِذْنِيْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ ج وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ ج

جانور میرے حکم سے اور چنگا کرتا مان کے پیٹ اندھا اور کوڑھی کو میرے حکم سے اور جب نکال کھڑے کرتا مردے میرے حکم سے

وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اور جب روکا مین نے بنی اسرائیل کو تجھ سے جب تو لایا اُن پاس نشانیان تو کہنے لگے جو کافر تھے

مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ○ وَاِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا

اُن مین اور کچھ نہین یہ جادو ہے صریح اور جب مین نے دل مین ڈالا حواریون کے کہ یقین لاؤ مجھ پر

بِيْ وَبِرَسُوْلِيْ ج قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ○

اور میرے رسول پر بولے ہم یقین لائے اور تو گواہ رہ کہ ہم حکم بردار ہین

واضح ہوکہ پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولون سے ان لوگون کے جواب کی نسبت جو اُنھون نے رسولون کو دیا سوال کرنے سے ان لوگون کو توبیخ کیا بعد ازان اُس آیات ومعجزات کو جو اپنے رسولون کو عطا فرمائے بیان کرکے توبیخ فرمائی کہ باوجود معائنہ ان آیات ومعجزات باہرہ کے پھر بھی ان لوگون مین سے بعض نے ان کو جھٹلایا اور ساحر کہا اور بعض نے اسقدر غلو کیا کہ ان کو معبود اور الٰہ تصور کیا چنانچہ بیان فرمایا۔ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ جب کہیگا اللہ اے عیسیٰ مریم کے بیٹے ف اذ ظرف متعلق بمقدر مانند اذکر ہے اور یہ یاد دہانی ونصیحت ہے کہ ایسا ہونیوالا ہے پس اسوقت سے نیکبخت لوگ اپنی پیش بینی کرین اسی واسطے قال ماضی فرمایا حالانکہ قیامت مین واقع ہوگا بمعنی آنکہ قطعی الوقوع بمانند ماضی کے ہے۔ اور تخصیص عیسیٰ علیہ السلام کی ظاہر ہے کہ دو بڑے گروہ یہود ونصاریٰ مختلف ہین کہ یہود تو ایسی سخت بدی کرنے لگے کہ اونکو جھوٹا مانا اور رسول نہ جانا اور نصاریٰ ایسا غلو کیے کہ انکو الٰہ یا خدا کا بیٹا کہنے لگے جس سے اہل ایمان بیچ مین کھڑے ہوئے ہین اور یہ بیان انعامات وعیسیٰ واُن کی والدہ کے اصلی حالات مقدمہ وتمہید ہے آئندہ کلام کی اور وہ قولہ ءانت قلت للناس اتخذونی وامی الٰہین من دون اللہ۔ جیسا کہ آویگا انشاء اللہ تعالیٰ پس پہلے ان آیات مین جو عیسیٰ علیہ السلام واُن کی والدہ پر انعامات ظاہر اور اُن کی دعا سے پیروی کرنے والون پر فضل ہوا اور نافرمانون پر عقاب ہوا ہے سن کر نصیحت لینا چاہیے چنانچہ فرمایا کہ قیامت مین اللہ تعالیٰ اپنے بندہ ورسول عیسیٰ علیہ السلام کو غرق منت واحسان فرماویگا اور ان کے بارہ مین افراط وتفریط کرنے والون کو ملامت وسرزنش کرنے کو یون خطاب کریگا کہ اے عیسیٰ بیٹے مریم کے۔ اُذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ یاد کر میری نعمت کو جو تجھ پر ہوئی اور تیری والدہ پر ہوئی ف یاد کرنے سے یہ مراد کہ اس کی شکر گزاری کر۔ اگرچہ عیسیٰ علیہ السلام ہر حال مین یاد رکھتے اور شکر ادا کرتے تھے مگر مقصود اس سے اس امر کا اظہار ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک بندہ تھا جس پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا پس وہ ناہنجار قوم جو اس کو نہ مانتی تھی خوار ہو اور نیز وہ قوم جو اس کو الٰہ ومعبود و بیٹا سمجھتی تھی اپنی غلطی پر افسوس کرے کہ وہ ایک بندہ تھا جس پر اللہ تعالیٰ نے رسولون کے مانند معجزات وغیرہ سے انعام کیا تھا چنانچہ اُس کو رسول کیا اور اُس کی ماں کو پاک بندی عبادت کرنیوالی واس زمانہ کی تمام عورتون سے برگزیدہ دیندار بنا دی پھر خاص خاص انعام کو یاد دلایا۔ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ قف جبکہ مین نے تجکو قوت دی اپنے خاص فرشتہ جبرئیل ع سے ف اور قدس بمعنی پاکیزگی ہے اور مروی ہے کہ جبرئیل علیہ السلام ان کے ساتھ رہتے جہان جاتے وہان ساتھ جاتے اور جو معاملات واقع ہوتے ان مین مدد کرتے اور علوم ومعارف ان کو بطریق الہام کے سکھلاتے اسی واسطے عجیب خلاف عادت

باتین حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے سرزد ہوتی تھین اور بعض نے کہا کہ روح القدس وہ کلام تھا جس سے مردے کو زندہ کرتے تھے [illegible]
علیہ السلام مراد ہے اسی واسطے تائید کا بیان فرمایا بدون عطف کے تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا تو کلام کرتا لوگون سے گود مین اور [illegible]
یہ لہ اعراب مین اید تک کے کاف خطاب مفعول سے حال واقع ہے اور مہد مین یعنی حالت طفولیت مین وکہل مین یعنی زمانہ سن کہولت مین حاصل [illegible]
سن نے روح القدس سے تیری تقویت کی درحالیکہ تو باتین کرتا تھا لوگون سے بچپن و جوانی مین۔ چنانچہ جب مریم کو لوگون نے بہتان لگایا تو مہد یعنی
گہوارہ مین سے چند روز کے بچہ تھے۔ بولے کہ انی عبد اللہ آتانی الکتاب الآیۃ یعنی مین اللہ تعالیٰ کا بندہ ہون مجھے اس نے کتاب دی اور [illegible]
حالانکہ اسوقت تک انجیل اتری بھی نہ تھی اور اسی حال مین اپنی مان کا پاک ہونا ظاہر کیا۔ اگر کہا جاوے کہ مہد مین یون کمال عقل کی باتین کرنا تو احسان معجزہ ہے
اور حالت کہل مین تو سب ہی باتین کرتے ہین ان کی تخصیص کیا ہے تو جواب یہ ہے کہ معنی کلام کے یہ ہین کہ تجھ پر دونون حالتین یکسان تھین کچھ فرق نہ تھا۔
بخلاف اور لوگون کے اور نیز اظہار ہے کہ وہ بندہ تھا مخلوق کہ اسکے بچپن و شباب و جوانی کی حالتین سن کی بدلتی تھین جیسے آدمیون پر گذرتی ہین علاوہ برین
کہل مین لوگون سے کلام کرنا بھی ایک نشان قدرت ہو گیا۔ کما قال المفسر یفید نزولہ قبل الساعۃ لانہ رفع قبل الکہولۃ کما سبق فی آل عمران۔ کیونکہ وہ سن
کہولت سے پہلے آسمان کو اٹھائے گئے ہین اور قیامت سے کچھ پہلے اتارے جاوینگے تو اسقدر زمانہ دراز کے باوجود اس عالم مین ان کو کچھ تغیر نہ ہوگا
بلکہ اترین گے تو وہی سن قریب کہولت کے ہوگا اور سات برس دنیا مین جہاد وغیرہ سے دین محمدی صلعم کی تائید کرینگے پھر مر جاوین گے اور مسلمان انکے
جنازے پر نماز پڑھکر دفن کرینگے۔ یہان سے نکلا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے اترنا اقتضاء النص سے ثابت ہے اور جاننا چاہیئے کہ مشرکون و
کافرون سے بڑا تعجب ہے کہ اہل اسلام کی کتب احادیث مین جو آثار و اخبار مروی ہین وہ مفصل یک ایک موجود و ظاہر ہوتے جاتے ہین اور دین اسلام نہایت
عمدہ اخلاق و پاکیزہ قانون پر مبنی ہے حتیٰ کہ اسی سے نصاریٰ نے اپنا قانون بنایا پھر بھی یہ لوگ راہ دیکھتے اور نہین مانتے ہین اور کہتے ہین کہ مسلمانون کی
حالت اچھی نہین اور یہ اور بھی عجیب ہے کیونکہ گفتگو دین اسلام کی خوبی مین ہے اور مسلمان لوگ اگر اپنے دین پر نہین چلتے تو یہ ان کا قصور ہے
اور اسی سے ان کی حالت خراب ہے۔ تم دین اسلام پر چلو اور مسلمانون کی چال کو مت دیکھو واللہ الہادی وہو المضل و نعوذ باللہ من الضلال۔
بالجملہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول عیسیٰ علیہ السلام پر یہ احسان رکھا کہ اسکو روح القدس سے تائید دی کہ طفولیت و کہولت مین ان کی یکسان باتین
ہین اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام تیس برس کے سن مین رسول ہوئے پھر دو برس چھ مہینہ رسالت پر رہے پھر اللہ تعالیٰ نے
اُٹھا لیا پھر سن کہولت مین زمین پر اتارے جاوین گے اور آل عمران مین یہ بحث گذری کہ مواہب اس کی شرح وغیرہ مین باستدلال بیان ہوا
کہ چالیس برس کے سن سے پہلے کوئی نبی نہین ہوا اور حاکم کی روایت مین ایک سو بیس برس کے سن مین اُٹھایا جانا مذکور ہوا ہے ولیکن شیخ ابن
کثیرؒ نے اسکو ابن عساکر کی روایت غریب قرار دیا اور تینتیس برس کے سن مین اُٹھایا جانا مسلم رکھا ہے کما مر سابقا۔ اور بر بنائے روایت حاکم و قول
شرح مواہب وغیرہ کے سن کہولت مین انکا کلام واقع ہو گیا اور یہی ظاہر آیت ہے الا آنکہ کہا جائے کہ قیامت مین امتنان کے وقت ایسا وقوع ہو جائیگا
کہ طفولیت و کہولت مین انکا باتین کرنا متحقق ہوگا اور صحیح ہوا کہ حضرت عیسیٰؑ نے طفولیت و مہد مین صرف ایک مرتبہ کلام کیا تھا اور وہ قولہ تعالیٰ حکایۃ عنہ انی عبد اللہ
آتانی الکتاب و جعلنی نبیا الآیۃ مین مذکور ہے اور **مؤلف فتح البیان** نے جو اس مقام پر لکھا کہ یہ مخصوص بزرگی فقط حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حاصل ہوئی [illegible]
پہلے کسی اور کو حاصل نہین ہوئی تھی تو یہ مؤلف مذکور کا سہو ہے اور صحیح ہوا کہ چند بچے ایسے ہوئے ہین جنہون نے مہد مین کلام کیا اور مفسر جلال الدین
سیوطیؒ وغیرہ نے ان کو بالاستیعاب نظم کیا ہے از انجملہ جس طفل نے حضرت یوسف علیہ السلام کی برأت پر گواہی دی تھی وہ بھی شیر خوار تھا اور [illegible]
زمانہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بہت پہلے ہوا ہے۔ فافہم۔ اور ابو موسیٰ اشعریؓ سے مرفوع روایت ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو انبیاء [illegible]

Marfat.com

ذاتی کی نعمتین یاد دلاوینگی پھر عیسیٰ علیہ السلام بلائے جاوینگے اُن کو مقرب فرماکر اوتعالیٰ اُن کو اپنی نعمتین یاد دلاویگا پس فرماویگا یاعیسیٰ بن مریم اذکر نعمتی علیک وعلی والدتک الآیۃ پھر فرماویگا انت قلت للناس اتخذونی وامی الٰہین من دون اللہ پس عیسیٰ علیہ السلام انکار کرینگے کہ اے پروردگار مین نے نہین کہا اور اگر مین نے کہا ہوتا تو ضرور تجھے معلوم ہوتا پس نصاریٰ بلائے جاوینگے اور اُن سے پوچھا جاویگا تو وہ کہین گے کہ ہان اُس نے ہم کو یہی حکم دیا تھا تا آخر حدیث اور انجام اسمین یہ مذکور ہے کہ حجت قائم ہوکر نصاریٰ کو صلیب آگے کردی جائے گی کہ اسکے پیچھے پیچھے دوزخ کو جاوین گے۔ رواہ ابن ابی حاتم وابن مردویہ وابن عساکر وفیہ ضعف پھر اللہ تعالیٰ نے اور نعمت یاد دلائی بقولہ۔ وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ۔ اور جب سکھائی مین نے تجکو کتاب اور پکی باتین ف بعض نے کہا کہ کتاب سے جنس مراد ہے عموماً اور ابن کثیر وغیرہ نے اختیار کیا کہ کتاب سے لکھنا مراد ہے اور حکمت سے فہم اور کلام محکم بقرینہ قولہ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ۔ اور تورات اور انجیل ف اور توریت سے مراد وہ کتاب الٰہی جو حضرت موسیٰ پر نازل ہوئی تھی اور ابن کثیرؒ نے کہا کہ حدیث مین بعض مقام پر توریت کا اطلاق اس سے اعم معنی پر ہوا ہے اور بنا بر قول اول کے یعنی کتاب سے جنس کتب مراد ہے تو پھر عطف بطریق تخصیص بعد تعمیم ہوگا بسبب آنکہ حضرت عیسیٰؑ کو ان دونون کتابون سے مزید خصوصیت تھی کیونکہ یہود جو آپ سے جھگڑے کرتے تھے تو آپ توریت سے ان کو قائل کرتے اور اپنی رسالت کو اس سے ثابت کرتے تھے جیسا کہ انجیل مین جو ملحقات حوارین مین اسمین یہ بات مصرح ہے پھر اور نعمت یاد دلائی بقولہ۔ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ۔ اور جب تو بناتا مٹی سے جانور کی صورت میرے حکم سے ف یعنی مٹی سے پرند کی ہیات کے مانند تصویر بناتا تھا پس خلق یہان تصویر بنانے کے معنی مین ہے اور پیدا کردینے کے معنی مین نہین ہوسکتا بقرینہ مابعد کے۔ اور تصویر بنانا اگرچہ حرام ہے لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر یا تو یہ مشروع نہ تھا اور یا خاص اجازت تھی جیسا کہ قولہ باذنی دلالت کرتا ہے اور یہ ظاہر نظم ہے اور بعض نے کہا کہ اذن سے مراد آسان کردینا اور کہیئۃ الطیر مین کاف اسمیہ بمعنی مثل ہے اور وہ مفعول تخلق ہے اور مروی ہوا کہ فقط چمگادڑ بنایا تھا اور آل عمران مین تمام تفسیر گذر چکی ہے۔ معنی آنکہ اور یاد کر جبکہ تو ہماری اجازت سے پرند کی صورت کے مثل کو مٹی سے بناتا تھا فَتَنْفُخُ فِيْهَا پھر تو دم مارتا اس ہیات مین ف یعنی ساختہ تصویر مین پھونکتا تھا۔ فَتَكُوْنُ طَيْرًاۢ بِاِذْنِيْ۔ پس ہو جاتا جانور میرے حکم سے ف یعنی یہ تصویر تیرے پھونکنے کے بعد پرند ہو جاتی تھی میرے ارادہ و تاثیر قدرت سے۔ پس باذنی سے تصریح کردی کہ اوتعالیٰ نے عیسیٰ کے اوپر یہ کرامت فرمائی تھی کہ یہ قدرت و ارادت کی تاثیر ان کے نفخ پر ہو جاتی تھی اور یہی حال جملہ انبیاء علیہم السلام کے معجزات کا ہے اور یہی جملہ اولیاء رحمہم اللہ کی کرامات کا ہے کہ اُن کو یہ اختیار نہین کہ جو چاہین وہ کرین بلکہ جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے صرف اتنا فرق ہے کہ محل ظہور کرامت وہ ہوتے ہین اور عوام اس کرامت کے لائق نہین ہین پس عوام جاہل اور بہتیرے پڑھے لکھے جو خواہ مخواہ یہ سمجھتے ہین کہ فلان ولی چاہین تو ایسا ہو جاوے حتیٰ کہ یون سمجھتے ہین کہ اگر نذر نیاز نہ کروگے تو وہ ایسا ضرر پہونچاوین گے یہ سب اُن کی جہالت و گمراہی ہے۔ شاہ ابو الحسنؒ نے خوب لکھا ہے ولی کو لوگ کہ قرب کردگار ؛ پر نہین تقدیر مین کچھ اختیار ؛ خود مؤثر اُن کو گر سمجھے کوئی ؛ یہ غباوت ذہن کی ہے اور کجی ؛ اور مولوی روم علیہ الرحمۃ نے جو لکھا ہے اولیاء را ہست قدرت از اِلٰہ ؛ تیر جستہ باز گرداند ز راہ ؛ اسکو جاہل اپنی کج فہمی سے سند لاتے اور نہین سمجھتے کہ اس کے تو صاف یہی معنی ہین کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو قدرت کی یہ تاثیر مل جاتی ہے کہ اگر کمان سے تیر نکل گیا ہو تو بیچ مین سے پھر آوے اور پھیر لانا اسوجہ سے کہا کہ جس شخص کے وسطہ سے ظہور تاثیر قدرت ہوتا ہے ظاہر مین وہی کرنے والا معلوم ہوتا ہے چنانچہ یہی کہتے ہین کہ حضرت عیسیٰؑ نے مردے کو زندہ کیا حالانکہ خوب جانتے ہین کہ اللہ تعالیٰ کی تاثیر قدرت سے جو حضرت عیسیٰؑ کے وسطہ سے ظاہر ہوئی وہ مردہ زندہ ہو گیا پس اہل اسلام و توحید کو اللہ تعالیٰ عزوجل کی جناب مین شکر کرنا چاہیئے اور انبیاء و اولیاء کی بزرگی و بڑائی اور پاک و مقبول بندے اور اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے ہونے کا قائل ہونا چاہیئے۔ زیادہ بیان

Marfat.com

گنجایش نہین تفسیر کی طرف رجوع کرون۔ پھر اور کرامت یاد دلائی بقولہ۔ وَتُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ بِإِذْنِي [illegible]
ارادہ و تاثیر قدرت کے ظہور سے اندھے مادرزاد کو اور کوڑھی کو چنگا کرتا تھا۔ پس جالینوس وغیرہ وغیرہ بڑے بڑے طبیب [illegible]
جہالت سے حیران تھے اور سب نے عاجزی کا اقرار کیا۔ وَإِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِي۔ اے۔ واذکر اذ تخرج الموتی من قبورہم احیاء [illegible]
یہی کرامت یہ کہ تو میرے ارادہ و تاثیر قدرت کے ظہور سے مردون کو ان کی قبرون سے نکالتا تھا یعنی زندہ نکلتے تھے چنانچہ سام بن نوح [illegible]
ایک عورت۔ ایک لڑکی زندہ کیا تھا اور قصہ مفصل گذر چکا اور آگاہ رہو کہ چارون جگہ لفظ باذنی کو مکرر فرما کر تنبیہ کی کہ یہ سب جو عیسیٰ علیہ السلام سے [illegible]
ہونا معلوم ہوتا تھا اسمین حضرت عیسیٰ کی قدرت و اختیار کو دخل نہ تھا بلکہ محض اللہ عزوجل کی تاثیر قدرت کا ظہور تھا لیکن حضرت عیسیٰ کرم [illegible]
تھے کہ اس ظہور قدرت کیواسطے وہ محل قرار پائے تھے۔ اور آگاہ رہنا چاہیئے کہ ظہور تاثیر قدرت کے واسطے مشیت و ارادہ آلٰہی ضرور ہے [illegible]
باذنی کی بار ادتی سے تفسیر کی۔ پس جہان مشیت نہین متعلق ہے وہان ظہور نہ ہوگا حتی کہ سوائے مذکورین کے اگر عیسیٰ کسی اور کو چاہتے تو وہ کبھی زندہ نہ ہو [illegible]
مقام اس سے بھی بالاتر ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ خاص بندے از خود فانی ہوتے ہین اور بقا رحق سے باقی ہوتے ہین پس اُن کی مشیت و ارادت وہی ہوتی ہے
جو تقدیر او تعالیٰ کی ہے اور یہ اس تقدیر کے موافق خواہ مخواہ خود بخود کام کرینگے اور واضح ہو کہ ابن کثیرؒ نے ذکر کیا کہ ابن ابی حاتم نے کہا حدثنا ابی حدثنا مالک بن اسمعیل حدثنا
محمد بن طلحہ یعنی ابن مصرف عن ابی بشر عن ابی الہذیل۔ کہا ابو الہذیل نے کہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام جب موافق ارادہ قدرت کے کسی مردے کو زندہ کرنا چاہتے تو دو رکعت
نماز پڑھتے اور پہلی رکعت مین تبارک الذی بیدہ الملک پڑھتے اور دوسری رکعت مین الم تنزیل السجدہ پڑھتے پھر جب اس سے فارغ ہوتے تو اللہ تعالیٰ کی مدح
وثنا بیان کرتے پھر سات نامون سے دعا کرتے یاقدیم یاخفی یادائم یافرد یاوتر یااحد یاصمد اور جب انکو کوئی سخت بات پیش آتی تو اور سات نام سے دعا کیا کرتے تھے یاحی یاقیوم
یا اللہ یارحمٰن یاذا الجلال والاکرام یانور السموات والارض وما بینھما ورب العرش العظیم یارب۔ ابن کثیرؒ نے کہا کہ ہذا اثر عظیم جدا یعنی یہ روایت جو تابعی سے مروی ہوئی ہے ضرور عظیم ہے لیکن
ہی نسخہ موجود مین ہے اور شاید ہذا اثر غریب جدا ہو اگرچہ اسناد جید ہے اور اسمین شک نہین کہ باوجود ثبوت ایک امر عظیم کے تاویل ضرور ہوگی اور شاید تبارک الذی والم تنزیل السجدہ انکو اللہ تعالیٰ نے بطور
وحی خاص کے قرآن مجید سے یالوح محفوظ سے تعلیم فرمایا ہو واللہ اعلم بالصواب۔ پھر اور انعام یاد دلایا بقولہ۔ وَإِذْ كَفَفْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَنكَ۔ اور جب روکا
مین نے بنی اسرائیل کو تجھ سے۔ ف۔ یعنی جسوقت اُنھون نے تیرے قتل کا ارادہ کیا تھا۔ إِذْ جِئْتَهُم بِالْبَيِّنَاتِ۔ جب تو لایا اُن پاس نشانیان۔ ف۔
یعنی جبکہ تو اُن کے پاس رسالت آلٰہی پہونچانے کو معجزات کیساتھ گیا تھا۔ فَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ۔ ان مین سے انکار کرنے والے کہنے
لگے تھے۔ ف۔ یعنی کفار لوگ کہ۔ إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ۔ نہین یہ جو تو لایا مگر کھلا ہوا جادو۔ ف۔ یعنی اس طرح منکر ہو کر تیرے
قتل پر آمادہ ہوئے تھے تو مین نے باز رکھا۔ اور ایک قراءۃ مین بجائے سحر کے ساحر ہے پس معنی یہ ہین کہ نہین یہ شخص مگر ایک کھلا جادوگر۔ اور بنی اسرائیل
کو باز رکھنا عیسیٰ علیہ السلام سے یون ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اسکو آسمان پر اُٹھا لیا اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو سب بنی اسرائیل ایمان لاتے اور یہ قصد ہی نہ کرتے اور
اگر چاہتا تو سب ہلاک ہو جاتے ولیکن حکمت کاملہ اسی مین تھی جو واقع ہوا علاوہ ازین او تعالیٰ قادر مختار ہے جس طرح جو کچھ چاہے وہ کرے پھر اور انعام یاد دلایا
بقولہ۔ وَإِذْ أَوْحَيْتُ إِلَى الْحَوَارِيِّينَ أَنْ آمِنُوا بِي۔ اور یاد کر جبکہ مین نے وحی کی حوارین کی طرف یہ کہ ایمان لاؤ مجھ پر۔ ف۔ یعنی اللہ تعالیٰ وحدہ
لاشریک لہ پر اس صفت توحید کے ساتھ جو عیسیٰ علیہ السلام تعلیم کرے۔ وَبِرَسُولِي۔ اور میرے رسول پر۔ ف۔ یعنی عیسیٰ علیہ السلام پر اور [illegible]
لانا متضمن جملہ انبیاء و کتب و انجیل پر ایمان کو ہے اگر کہا جاوے کہ وحی مخصوص با نبیاء علیہم السلام ہے حوارین کو نبوت نہ تھی تو جواب یہ کہ [illegible]
اول آنکہ وحی کلام عرب مین بمعنی امر ہے اے حکم دیا مین نے حوارین کو بزبان عیسیٰ علیہ السلام۔ اور یہی مفسر رحمۃ اللہ علیہ نے اختیار کیا [illegible]
یعنی اوحیت بان آمنوا بی الخ اسکا مؤید ہے۔ وجہ دوم آنکہ وحی سے مراد وحی الہامی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا [illegible]

Marfat.com

ہین فرشتگی الهام وجهان وحی الهامی مراد ہے اور جیسے فرمایا واوحی ربک الی النحل ان اتخذی من الجبال بیوتا ومن الشجر الآیۃ مین وحی الهامی ہر ایسا ہی بعض سلف نے اس آیت مین قولہ اذ اوحیت الی الحواریین کے وحی کو کہا کہ ان کو الہام ہوا پس انھون نے اسکی پابندی کی قال الحسن البصری رحمہ اللہ تعالی نے ان کو ایسا الہام فرمایا۔ قال السدی رح اُن کے دلون مین یہ بات ڈالدی۔ قالوا آمنا بولے ہم یقین لائے ف یعنی اللہ تعالی واسکے رسول عیسیٰ پر پورا ایمان لائے واشہد بانا مسلمون اور تو گواہ رہ کہ ہم حکم بردار ہین ف پہلے ایمان وپھر اسلام ذکر کیا تو اسلام بمعنی اخلاص وتوحید ومرادف ایمان ہے اور نیز اظہار ہر کہ دل سے بھی ہم ایمان لائے اور ظاہر مین بھی انقیاد واطاعت کی ف قال فی العرائس قولہ تعالی اذ قال اللہ یعیسی ابن مریم اذکر نعمتی علیک الآیۃ یعنی خالص ارادت ومحبت والون سے بیان کردے جو مین نے تجھ پر کشف جمال واظہار علوم غیب وتجلی کا انعام کیا اور تیری مان پر کلمہ خاص القا کیا جبکہ اُس سے انوار کا ظہور ہوا اور نور الوہیت سے ملتبس تیرا وجود ہوا اور یہ بروقت تائید روح القدس تھا چنانچہ فرمایا۔ اذ ایدتک بروح القدس۔ یعنی بروح معرفت جو روشن بصبح ازل تھی اور یہ وہ نفخ اول ہر جو اللہ تعالی نے روح متجلی بجلال وجمال سے آدم علیہ السلام مین پھونکی تھی کیا تو نہین دیکھتا کہ فرمایا۔ ان مثل عیسی عند اللہ کمثل آدم الآیۃ۔ صورت عیسیٰ پر انکشاف قدس فرمایا کہ اس سے زندہ ہوگئے اور لاہوتیت اور ناسوتیت کے امتزاج کی تہمت سے بسبب روح القدس کے مقدس ہوگئے پس تمام وجود عیسی علیہ السلام قدسی پیدا ہوا۔ تو یہ نہین دیکھتا کہ کیونکر باذن اللہ تعالی مردے کو زندہ کرتا تھا یعنی اللہ تعالی کی تائید ونور روح قدس کے جلال سے مردہ زندہ کرتا تھا اور نیز معنی قولہ اذ ایدتک بروح القدس آنکہ مین نے تجکو بندہ جبرئیل علیہ السلام سے تائید دی تاکہ تجکو مقام عبودیت وشریعت پہنچا دے اور بشریت کے گہوارہ مین تیرے ساتھ ہے کیونکہ تیرا اصل نور ربوبیت سے ہر اور اگر یہ بات نہ ہوتی تو تجکو مقام ہستی مین سکون نہ ہوسکتا بلکہ تو فانی ونابود ہوجاتا بعض مشائخ نے انبیاء علیہم السلام کے حال مین لکھا کہ ان مین سے بعض پر القائے روح النبوۃ تھا اور بعض پر القاء روح الصدیقیت۔ اور بعض پر روح المشاہدہ۔ اور بعض پر روح الصلاح والحرمۃ اس طرح مختلف تجلیات سے القاء ہوا اور اُن کے اسرار مین وہ باتین پوشیدہ دین کہ انکا بیان وتعبیر نہین ہوسکتی ہے وہ ایسا علم ربانی ہے کہ اسکا وصف غائب اور حظ باقی ہے۔ واسطی رحمۃ اللہ نے کہا کہ اللہ تعالی کے ساتھ صحبت کی روائی نہین مگر جبھی کہ روح کو صحبت قدم میسر آئی ہو اور اللہ تعالی نے فرمایا اذ ایدتک بروح القدس تکلم الناس فی المہد وکہلا پس جس کو قدم مین صحبت روح سے فیض ہوا ہے وہ اللہ تعالی کی معیت سے سرفراز ہوتا ہے اور قولہ تعالی اذ ایدتک بروح القدس مین واسطی رح نے کہا کہ اس مقام پر روح کے ذکر سے ایک اشارہ لطیف یہ ہر کہ روح محض مستتر اور پوشیدہ ہے اسی طرح قرب الٰہی محض پوشیدہ ہے وہ وہم وگمان وبیان سے باہر ہے۔ بعض مشائخ نے قدس سے اشارہ لیا کہ روح عیسیٰ پاکیزہ جوہر تھا کہ اسکو اشارہ کیا کہ وہ تیری ہیکل جسمی مین سے کسی چیز سے ممتزج ومرکب ومیل نہین پائے گی بلکہ مین نے اسکو تیرے جسم سے اور تیری طبع سے اسکو مقدس ومطہر کردیا ہے تاکہ تو میرے سوائے کسی غیر کو نہ دیکھے اور نہ مشاہدہ کرے اور مین نے تجکو اس جسم مین بطور عاریت کے بسایا ہے جیسے ابتدائے حال مین آدم کو جنت مین مستعار رکھا تھا اور فائدہ اس کا یہ ہر کہ تیرا جسم بھی اس روح کی مجاورت سے ہستی دنیاوی کے میل کچیل سے طاہر وپاک ہوجاوے چنانچہ انجام یہ ہوا کہ دونون پاکیزہ ہوگئے اور دونون کو محل قدس کی طرف اُٹھالیا اور تمام نعمت الٰہی اپنے بندہ ورسول عیسیٰ علیہ السلام پر یہ تھی کہ مہد مین اُس کے جسم کو بمانند اسکی روح کے پاکیزہ کردیا اور یہ محض قوت الٰہیہ وظہور قدرت ہے اور اسی سے مہد مین عیسیٰ علیہ السلام نے او تعالی کی تنزیہ وصف وقدس وجلال وربوبیت وکمال کا اقرار کیا اور عبودیت کو اس مین فانی کیا اور یہ قدرت کا ظہور اس مین تھا تاکہ ملت ربانی حق کہ بندگان الٰہی کو او تعالی کی تنزیہ صفات وقدس جلال وحسن جمال سے عارف کرکے مالامال کیا اور یہی اللہ تعالی نے فرمایا بقولہ تکلم الناس فی المہد وکہلا۔ اور اسمین اور زیادہ فرمایا بقولہ واذ علمتک الکتاب۔ یہ خاص تجلی بقدرت الید تھی کہ بغیر سیکھے سکھلائے عیسیٰ نے لکھنا جان لیا تعلیم بشر جسم قدرۃ الید سے شیخ کی مراد یہ ہر کہ او تعالی نے جو فرمایا۔ بل یداہ مبسوطتان الآیۃ۔ تو اکابر اولیاء اللہ اور مشائخ صوفیہ واکابر محدثین

Marfat.com

وسلف کے نزدیک ید کے معنی یہ ہاتھ نہین ملکبہ یہ ایک صفت ہے اوتعالیٰ کی صفات سے اور اسکی تحقیق [illegible]
اوپر تحت آیہ کریمہ مصدورہ بیان ہوچکی ہے یہان شیخ نے یہی کہا کہ اوتعالیٰ نے جو عیسیٰ علیہ السلام کے حق مین یہ انعام یاد دلایا [illegible]
یعنی یاد کر کہ مین نے تجکو لکھنا سکھلایا۔ تو بعنا اُن کو تعلیم آلہی سے اس طرح آیا کہ ایک صفت کی اُسپر تجلی فرمائی اور وہ صفة العلم [illegible]
رایا بقولہ والحکمۃ۔ اور مراد اس سے معارف صفت ہین اور طریق کشف ملکوت اور بطون افعال مع اُن کی ماہیات کے۔ پھر اور زیادہ فرمایا بقولہ والتوراۃ
پس عیسیٰ علیہ السلام کو وہ بھی سکھلایا جو موسیٰ کو سکھلایا تھا بایں طور کہ نور توریت سے اسپر تجلی فرمائی تا کہ اسکو معرفت کے شرائع اور ربوبیت کے آداب و احکام معلوم
ہون پھر زیادہ کیا بقولہ۔ والانجیل۔ اسمین ظہور صفات ابدیہ سے اوصاف قدم کو پہنچوایا اور وصف پر وصف بڑھایا کہ صفت قائمہ قدرت آلہیہ کا ظہور [illegible]
مظہر سے قرار دیا کہ جو روح قدس اسمین تھی اسکے نفخ سے پرند کے خاکہ کو زندہ کردیا اور یہ اُس بات کی علامت ہے کہ قدرت خلق جو اوصاف ربوبیت مین سے ہے
اسکا ظہور اس بندۂ خاص پر کرامت کیا اسی وجہ سے اندھے مادرزاد اور کوڑھی اچھے ہوجاتے اور مردے زندہ ہوجاتے اور جو اُمور عوام ہندن کی نظر سے غائب
و پوشیدہ تھے وہ ظاہر ہوتے چنانچہ عیسیٰ علیہ السلام لوگون سے کہتے۔ وانبئکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم چنانچہ دوسرے مقام پر یہ آیت مذکور ہے
شیخ ابو علی رودباری نے کہا کہ جب بندہ عبودیت کی جائے نماز پر ٹھیک قائم و مستقیم رہتا ہے تو اس سے نور تجلی اوصاف ربوبیت سے بقدر اسکی لیاقت و
استعداد کے ظاہر ہوتے ہین ولیکن یہ سب اسکی قضا و قدر کے موافق ہے تعالیٰ اللہ عز وجل۔ پھر اور نعمت یاد دلائی بقولہ واذ اوحیت الی الحوارین ان آمنوبی و
برسولی۔ وحی آلہی جو رسولون علیہم السلام کی طرف ہوتی ہے وہ خاص ہوتی ہے اور عام اور خاص وحی جو انبیاء علیہم السلام کو ہوتی ہے وہ بلا واسطہ ہوتی ہے
اور عام بواسطہ جبرئیل علیہ السلام ہوتی ہے اور وحی خاص کے چند مراتب ہین۔ وحی بالفعل یعنی فعل سے وحی خاص اور وحی بالصفۃ۔ اور وحی بالذات
پھر جو وحی کہ بذات تعالیٰ و تقدس ہے وہ خاص مقام توحید مین دیدار عظمت و کبریا کے وقت ہوتی ہے اور وہ مقام فنا ہے اور وحی صفات ہوتی ہے مقام معرفت مین
جبکہ تجلی جلال ہوتی ہے اور وہان محل بقا ہے۔ **قال المترجم** فنا اول مقام توحید کا مکر فنا ہے اور بقا معرفت بعد فنا کے بقا ہے فافہم واللہ اعلم۔
اور وحی بفعل مقام عشق و محبت مین ہوتی ہے اور وہان منازل اُنس و انبساط ہین اور اس مقام مین تو اولیا کو بھی انبیاء علیہم السلام کے طفیل مین حصہ ہے
اور جو وحی کہ فرشتے کے ارسال سے ہوتی ہے اسمین اولیا کو کچھ بھی حصہ نہین ہے۔ **قال المترجم** ولی کو طاقت نہین کہ فرشتے سے اسکو اتصال ہوسکے اور
یہ تو خیر اسپر بڑھکر یہ کہ خطاب کا تحمل اسقدر پردون کے بعد نہین ہوسکتا کجا کہ باتصال فرشتہ ہو حالانکہ فرشتہ سے بھی اصل کلام نفسی تک اللہ تعالیٰ جانے
کہ کس قدر حجاب ہوگئے ہین اور لوح محفوظ اور وہان سے آسمان دنیا پر نازل ہونا اشارات لطیف ہین ان حجابات سے اور اہل الحق کو سخت دقت واقع ہوتی
ہے کہ پڑھے لکھے عالمون کی تو یہ نوبت ہے کہ ظہور ان معانی کی چمک سے کہین اثر نہین لو کفار و مشرکین و عوام کو کیونکر سمجھا دین حاشا و کلا کہ دروغ بولتے
ہون لیکن اللہ تعالیٰ اُن کو جزائے خیر دیوے کہ بطفیل سرور عالم صلعم اُنھون نے راہ مستقیم دکھلانے کو ہماری آنکھون کے سامنے کے کوٹے کرکٹ کو
بہت صاف کیا لیکن اب بھی نہ سوجھے تو یہ مشیت حضرت مالک الملک لاشریک لہ ہے وہی قادر و مختار ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے کیا مجال کہ کوئی بے [illegible]
دم مارے لایسئل عما یفعل وہم یسئلون۔ پھر شیخ نے لکھا کہ وحی منزل توحید کی بکلام ہے۔ قلت ہذا کما قال تعالیٰ فاوحی الی عبدہ ما اوحی الآیۃ۔ [illegible]
من قول المترجم
وحی منزل معرفت کی بحدیث ہے قلت ہذا کما قال تعالیٰ وکلم اللہ موسیٰ تکلیما۔ اور تمام اشارہ باظہار مفعول مطلق یعنی تکلیما ہے۔ فافہم واللہ اعلم اور وحی منزل عشق
کی الہام ہے اور مقام الہام کی تین قسمین ہین۔ الہام ذاتی۔ والہام صفاتی۔ والہام فعلی۔ **قال المترجم** استیناس ہے کہ مقام الہام ذاتی اگرچہ منزل [illegible]
وحی عشق سے ہے لیکن صدر اسرار منزل توحید ہے لہذا المحقق اس سے انبیاء علیہم السلام یا جو اولیا اُن کے قدم پر ہون بشرطیکہ منزل [illegible]
توحید ہو اور یہ اشارہ قصہ حضرت ابراہیم علیہ السلام فی قولہ رب ارنی کیف تحیی الموتی الآیۃ مین اور قصہ عزیر علیہ السلام فی قولہ انی یحیی [illegible]

Marfat.com

... ہوا اور وہ اپنے قلب میں ... اللہ تعالیٰ داناتر ہے۔ پھر شیخ نے لکھا کہ بسا اوقات الہام فعلی بواسطہ فرشتہ و روح و قلب و عقل و سر و باطن ... ہوتا ہے اور بسا اوقات کان میں آواز غیب کے آواز ظاہر آتی ہے اور بسا اوقات زبان خلق سے حرکات حدوث کے ذریعہ سے ہوتا ہے۔ ... حالات کو کوئی پہچانتا نہیں سوائے اُسی بندہ کے جسکو معرفت خواطر و حقائق علوم میں ایک منصب خاص حاصل ہو۔ پھر واضح ہو کہ یہاں یعنی قولہ واذ اوحیت الی الحواریین میں الہام فعلی کے اقسام میں سے وحی صفاتی ہے جس سے بندہ کو ایمان و معرفت پیدا ہوتا ہے اسی واسطے فرمایا کہ واذ اوحیت الی الحواریین ان آمنوا ... یعنی جو انوار غیب میں نے تم پر کشف کر دیے اس سے تم مجکو پہچانو و تصدیق کرو اور میرے رسول سے میری اس معرفت کے شرائط عبودیت ... کو تو حواریین نے تسلیم کیا۔ جیسا کہ فرمایا۔ قالوا آمنا واشهد باننا مسلمون۔ اور قولہ آمنوا بی مقام الجمع ہے اور قولہ برسولی۔ اے آمنوا برسولی مقام تفرقہ ہے۔ قال المترجم معلوم ہو گیا کہ الہام سے جو وحی ہوتی ہے وہ بزبان خلق بحرکات حادث ہوتی ہے یعنی انکشاف الہامی بذریعہ اسوجہ کے ... ہوتا ہے تو زبان عیسیٰ علیہ السلام سے وصف تنزیہ و تقدس حضرت باری تعالیٰ کا اثر الہامی و صفاتی الہام باطن حواریین پر ہوا جس سے ایمان متولد ہوا اسی سے ان لوگوں نے حضرت عیسیٰؑ کو خطاب کیا کہ واشهد باننا مسلمون۔ اور گواہ کر لینا اشارت ہے کہ وحی الہامی سے قلب کے ساتھ معاملت ایمان بحضرت باری تعالیٰ جل جلالہ طے پائی اور عیسیٰؑ کو اُسپر گواہ کر لیا تاکہ یہ مفہوم نہ ہو کہ تاثیر نصیحت عیسیٰؑ تھا بلکہ ہدایت فقط او تعالیٰ عز و جل سے ہے اور یہاں سے ظاہر ہوا کہ علماء ظاہر نے جو دو تفسیریں اس کلام کی بیان فرمائی ہیں وہ درحقیقت ایک ہی قول ہے ان دونوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے

فتدبر اور جمع کے بعد تفرقہ کی ہدایت میں تحصیل کمال و جنت سے دنیا میں نزول کی حکمت واضح ہے فتفکر۔

اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً

جب کہا حواریوں نے اے عیسیٰ مریم کے بیٹے تیرے رب سے ہو سکے کہ اُتارے ہم پر خوان بھرا

مِّنَ السَّمَآءِ ؕ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا

آسمان سے بولا ڈرو اللہ سے اگر تم کو یقین ہے بولے ہم چاہتے ہیں کہ کھاویں اُس میں سے

وَتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝

اور چین پاویں ہمارے دل اور ہم جانیں کہ تو نے ہم کو سچ بتایا اور ہیں ہم اُس پر گواہ

قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا

بولا عیسیٰ مریم کا بیٹا اے اللہ رب ہمارے اُتار ہم پر خوان بھرا آسمان سے کہ وہ دن عید رہے

لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝ قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ

ہمارے پہلوں اور پچھلوں کو اور نشانی تیری طرف سے اور روزی دے ہم کو اور تو ہے بہتر روزی دینے والا کہا اللہ نے میں

ربع ع ۱۵ ۵ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّيْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝ ع

اُتاروں گا وہ خوان تم پر پھر جو کوئی تم میں ناشکری کرے اس پیچھے تو میں اسکو وہ عذاب کروں گا جو نہ کروں گا کسی کو جہان میں

... نزول مائدہ از آسمان ہے اور اسی پر سورہ کا نام سورۃ المائدہ ہے اور اسمیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اُن کی دعا قبول ہونے کا امتنان ہے اِذْ قَالَ ... یاد کر جبکہ کہا حواریوں نے ف اور ظرف متعلق بمقدر مانند اذکر ہے یعنی یاد کر جبکہ کہا حواریوں نے یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ۔ اے عیسیٰ ... اس سے ظاہر ہوا کہ حواری ان کے وقت میں حضرت عیسیٰؑ کو بندہ اور مریم کا بیٹا جانتے تھے اور اسی نسبت سے پکارا

Marfat.com

اور کیون نہین کہ اسی پر ایمان لائے تھے چنانچہ کہا یا عیسی ابن مریم هَلْ يَسْتَطِيعُ رَبُّكَ أَنْ يُنَزِّلَ عَلَيْنَا مَائِدَةً [illegible]
اُتارے ہم پر خوان بھرا آسمان سے ف۔ اسمین دو قرأۃ ہین بعض نے تستطیع ربک پڑھا ہو فاینہ مضارع مخاطب [illegible]
بھلا تو استطاعت رکھتا ہے اپنے پیدا کرنے والے معبود سے یعنی اپنے پروردگار سے سوال کرسکتا ہو یہ کہ نازل کرے [illegible]
سے اور دوسری قرأۃ جو اکثر قرا کی ہے وہ یستطیع ربک ہی بیار تحتیہ و رب کو رفع ۔ او معنی آنکہ بھلا استطاعت رکھتا ہے تیرا رب [illegible]
آسمان سے مائدہ اُتارے ۔ اسپر یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ حواری تو اہل ایمان و اسلام تھے اُنھون نے قدرت مین کیونکر شک کیا تو جواب [illegible]
کہ یہ انکا ابتدائی حال تھا اسوقت تک معرفت الٰہی و اسکی صفات کمالیہ کا علم اُن مین مستحکم نہین ہوا تھا اسی واسطے عیسی علیہ السلام نے جواب مین فرمایا کہ [illegible]
سے اگر تم مومن ہو یعنی قدرت الٰہی مین شک مت کرو وہ ہر بات پر قادر ہی ۔ اور زمخشری نے جو کہا کہ وہ مومن خالص تھے ادنیٰ لغو ہے اور اجماع مفسرین کے
خلاف ہی ۔ اور قرأۃ اولی یعنی ہل تستطیع ربک بمضارع مخاطب اس امر پر دلیل ہی اور معاذ بن جبل کو آنحضرت صلعم نے یہی قرأۃ پڑھائی کما رواہ الحاکم وصححہ [illegible]
وابن مردویہ وہی قرأۃ ابن عباس و علی رضی اللہ عنہما و سعید بن جبیر و مجاہد رحمہما اللہ تعالیٰ ہے ۔ پس قرأۃ دوم متوافق معنی اول ہو اور یہ عرب کا محاورہ
ہے کہ جب اُن کو کسی شخص کی طرف سے شک ہوتا ہے کہ وہ یہ کام کرے گا یا نہ کریگا تو کہتے ہین کہ ہل یستطیع فلان ذلک ۔ اس کے یہ معنی نہین کہ وہ کر سکتا
ہے یا نہین کر سکتا ہی بلکہ مراد یہ کہ بھلا ہو سکتا ہی کہ وہ کہنے سننے سے ایسا کر دے ۔ پس شک اس فعل کے وقوع و عدم وقوع مین ہوتا ہے اور یہ نہین کہ
فلان مذکور کو طاقت ہی یا نہین ہے پس یہی معنی ہین قول حوارین کے کہ بھلا پروردگار تعالیٰ تمھارے سوال و دعا وغیرہ سے ایسا کر دیگا کہ ہم پر آسمان سے
مائدہ نازل فرمائے اور یہ وہی قرأۃ اولی کے معنی ہین اور اسمین و تعالیٰ عز و جل کی بے نیازی و عظمت بہت نکلتی ہے کہ او تعالیٰ بے نیاز ہے اللہ غنی و
پاک بے پروا ہے پس عیسیٰ علیہ السلام اگرچہ نبی مقبول ہین لیکن شاید اُن کی دعا بھی قبول ہو یا نہ ہو ۔ اور دوسری قرأۃ مین بھی ایسے معنی ہین کہ اے عیسیٰ
تم ایسا کر سکتے ہو کہ ایسی دعا کرو اگرچہ اُمید ہی کہ تمھاری دعا پر قبولیت کا اثر ہوگا ۔ قال ابن کثیر رح مائدہ وہ خوان جسپر کھانا لگا ہوا ہو ۔ وقیل اگر کھانا
نہ ہو تو مائدہ نہین بلکہ خوان ہی جیسے تراشا ہوا بنا ہو تو قلم و رنہ انبوب یعنی کلک ہی اور چمڑا پکایا ہوا ہو تو جراب ورنہ اہاب یعنی ادھوڑی کھال ہے اور
پانی سے بھرا ہوا ہو تو ذنوب و سجل و رنہ دلو یعنی خالی ڈول ہے ۔ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ تقویٰ کرو اللہ تعالیٰ سے اگر تم سچے ایماندار
ہو ف یعنی جواب مین عیسیٰ علیہ السلام نے حواریون سے یہ کہا ۔ اس جواب کی توجیہ مین چار قول ہین اول جو مفسر رح نے کہا کہ سچائی کیلئے اتنی
نشانیان مت مانگو کہ ایمان بالغیب نہ رہے جو درحقیقت ایمان ہی بلکہ ڈرو اگر تم ایمان والے ہو ۔ دوم جو ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ بعض علما تابعین نے
کہا ۔ یہ لوگ فقیر محتاج تھے تو اُنھون نے سوال کیا تھا کہ مائدہ بے محنت مل جایا کرے تا کہ نفس کے مخمصہ سے فارغ ہو کر عبادت پر قوت پاوین پس
عیسیٰ علیہ السلام نے اُن کی درخواست کو منظور کیا کہ دعا کرونگا لیکن اُن کو یہ کہا کہ اتقوا اللہ یعنی اللہ تعالیٰ عز و جل کی جناب مین تقویٰ [illegible]
بہتر ہوگا کہ اسکو مت مانگو کیونکہ شاید یہ فتنہ و عذاب کا باعث نہ ہو جائے اور نیز رزق حلال پیدا کرنے کے ثواب سے محروم نہ ہو پس رزق کی طلب مین
مشقت کرو اور اللہ تعالیٰ پر توکل کرو ۔ سوم آنکہ تقویٰ کرو تا کہ تمھاری مراد حاصل ہو کیونکہ متقی اللہ تعالیٰ کو محبوب ہوتا ہے وقال اللہ تعالیٰ ومن یتق اللہ
یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب الآیۃ ۔ چہارم آنکہ جو ابن عباس رض سے مروی ۱؎ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے کہا تھا کہ بھلا تم
سے کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے تیس روزے رکھو پھر جو مانگو وہ پاؤ کیونکہ مزدور کی مزدوری اسپر ہے جس کے لئے کام کیا ہو پھر اُنھون نے ایسا
پھر روزے پورے ہونیکے بعد کہا کہ اے بھلائی کے سکھلانے والے ہم نے یہ کام کیا اور اگر کسی بندہ کے واسطے کرتے تو فراغت ہم کو [illegible]
مائدہ کی درخواست کی تو عیسیٰ علیہ السلام نے کہا ۔ اتقوا اللہ ان کنتم مومنین ۔ قَالُوا نُرِيدُ أَنْ نَأْكُلَ مِنْهَا [illegible]

۱؎ رواہ ابن ابی حاتم عن ابیہ عن ابن عبد الاعلی عن ابن وہب عن اللیث عن ابن [illegible] عن [illegible] عن [illegible] ابن عباس رض و قال [illegible] الاسناد [illegible] اسناد جید ۱۲

[illegible] کہ ایک تو ہم اسمین سے کھاوین اور دوسرے وَتَطْمَئِنَّ قُلُوبُنَا اور چین پاوین ہمارے دل ف
[illegible] ہمارے دلون کو خوب تسکین ہو اور تیسرے یہ کہ وَنَعْلَمَ أَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا جانین ہم کہ تم دعوی نبوت مین
[illegible] یعنی ہمارا یقین اور علم تمھاری نبوت مین زیادہ بڑھ جاوے۔ وَنَكُونَ عَلَيْهَا مِنَ الشَّاهِدِينَ اور رہین ہم اسپر گواہ ف
یعنی غائب ہین ان کو ہم شہادت دین گے یا اللہ تعالیٰ کی قدرت کو مشاہدہ کرین یا بات کے مشاہدہ کرنے والے ہون نہ فقط سُنی سُنائی
[illegible] حاصل آنکہ ہماری محتاجی دور ہو اور علم استدلالی و علم مشاہدہ ملکر یقین بڑھ جاوے اور تصدیق رسالت مین ترقی ہو اور غائب لوگون
کیلئے ہم مشاہدہ بیان کرنے والے ہون۔ واضح ہو کہ اثر ابن عباسؓ مذکورہ وجہ چہارم مین اشارہ ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے اُن کو مزدور آخرت
[illegible] اور اُنھون نے مزدوری مین دنیا مانگی اور یہ بہت پستی ہے اگرچہ خروج از درجہ ایمان نہین لیکن اشعار ہے کہ قوم اعلی کا یہ حال تھا تو بعد والون کا
کیا حال ہوگا اور آنحضرت صلعم کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے ایک جماعت سے مروی ہے کہ اچھی طرح پیٹ بھر کھانا خود بخود ملتا تو یاد کر کے روتے
ہمارے بدلے شاید ہم کو دنیا مین ملے جاتے ہین پس کتنا بڑا فرق ہے واللہ اعلم۔ اور بلاغت و نظم کلام اس بات کے مشعر ہے کہ معرفت الٰہی مین ان کا
قدم اسوقت تک درجہ اوسط پر بھی نہین پہونچا تھا اسواسطے کہ جو مدارج کمال اس اُمت مرحومہ کے واسطے ہین ان مین سے اوسط درجہ اگلی اُمتون کا اعلی درجہ
تھا جیسا کہ سابق مین اس کا بیان بکلام شیخ الحافظ ابن کثیرؒ گذرچکا ہے فتذکر۔ بالجملہ جب حضرت عیسی علیہ السلام کو اُن کی غرض معلوم اس بیان کے
موافق معلوم ہوئی تو قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا أَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ تَكُونُ لَنَا عِيدًا لِأَوَّلِنَا وَآخِرِنَا۔
بولا عیسی مریم کا بیٹا اے اللہ رب ہمارے اُتار ہم پر خوان بھرا آسمان سے کہ وہ دن عید رہے ہمارے اگلون اور پچھلون کے لئے ف یعنی مائدہ
اُترنے کا دن ہمارے واسطے عید ہو اور لاولنا بدل ازلنا ہے باعادہ حرف جار اور مراد اولین سے خود یہ لوگ و مراد آخرین سے وہ لوگ جو بعد کو پیدا
ہونگے اور روز عید ہونے کے یہ معنی کہ ہم اس کی تعظیم و تشریف کرین بعض کا بر سے گذرا کہ اللھم سے دعا کرنا جامع اسما و صفات اور محبوب نام سے دعا
ہے اور ربنا بدل ہے تاکہ رحمت پرورش کی تجلی ہو بعض نے ذکر کیا کہ یکشنبہ یعنی اتوار کو نازل ہوا تھا تو اسکی تعظیم کرتے ہین اور صحیح یہ ہے کہ روز جمعہ
روز مبارک ہے وہ اگلی اُمتون کو نہ ملا بلکہ یہودی سنیچر پر گئے وہی اُن پر مفروض ہوا اور نصاری اتوار پر وہی مفروض ہوا اور مومنین اہل اسلام کو اللہ تعالی
نے روز جمعہ کی ہدایت فرمائی فالحمد للہ رب العالمین۔ اور یہ مضمون احادیث باب جمعہ سے واضح ہے۔ اور عید خوشی کا دن کہلاتا ہے اور نام اسکا خواہ بوجہ
اسکے کہ وہ زمانہ کے معین اوقات مین عود کرتا ہے یا بوجہ آنکہ اسمین عود الناس یعنی لوگون کا اجتماع ہے یا فرح و سرور پھیر لاتا ہے یا عادت متعود ہے یا مانند اسکے
اہل لغت کے وجوہ بیان ہین۔ حاصل دعا آنکہ اے پروردگار مائدہ اُتار دے کہ ہمارے زمانہ والون و پچھلے آنے والون کی عید ہو جائے وَآيَةً مِنْكَ
[illegible] قدرت پر اور میری موت پر نشانی ہو جاوے وَارْزُقْنَا اور روزی دے ہم کو ف یہ عطف [illegible] انزل علینا۔ پر یعنی مائدہ اُتار دے اور ہم کو یہ رزق
دے وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ تو ہی ہے بہتر روزی دینے والا ف یہ بندون کی سمجھ کے موافق نصیحت ہے کہ مجازاً غیر کو بھی رازق سمجھتے ہین در حقیقت
وہی ایک پروردگار ہے اور اس باب در حقیقت محض ایک بہانہ ہے بلکہ نظر کی خطا ہے اور بندے کو اسکی وسعت صرف کرنے اور پھر بھی اللہ تعالی پر توکل
[illegible] امتحان ہے اور تحقیق اس کی قولہ یا ایہا الرسول بلغ ما اُنزل الیک من ربک الآیہ کی تفسیر مین مذکور ہو چکی ہے فتذکر اور اس امتحان مین بہتیرے
کے بندے عقل سے اندھے گمراہ ہوئے کہ تدبیر پر مدار رکھتے ہین حالانکہ ہزارون دفعہ اُن کی تدبیر پوری نہین ہوتی اور یہی تقدیر کی علامت ہے مگر نہین
[illegible] اللہ تعالی اپنے فضل سے ہدایت فرما دے۔ اس کلام مین اشارہ ہے کہ امر خیر جو مورث فرحت و سرور ہو وہ اللہ تعالی کی طرف سے عید ہوتا ہے جیسے
[illegible] کسی کے بنانے سے نہین بنتا ہے اسی واسطے نجعلہا عیدا۔ نہین کہا یعنی ہم اسکو عید بنا دین نہین فرمایا اور مومنین کیلئے رمضان کی عید الفطر

Marfat.com

اس امر کا کمال سود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے روزے پورے کیے حالانکہ ان روزوں سے کیا فضائل ہیں اور الہٰی ہی علیہ مخفی ہر [illegible]
حاصل کرنے کیلئے باقی رکھا اور جانور کو اس کا فدیہ مقبول فرمایا جس کے فضائل مروی ہوئے ہیں اس عوام جو ابن [illegible] تک علام [illegible]
عبس ئید جانتے ہیں یہ ہوا وہوس ہر ان پاکیزگی ولطافت وغریب مسلمانوں کیلئے کھانے پینے میں آسانی دینا اچھی بات ہر فافہم - [illegible]
عا فرمائی اور روایت ہر کہ اس دعا کرنے سے پہلے حضرت عیسیٰؑ نے موٹے کپڑے یا بالوں کے کپڑے پہنے اور دو رکعت نماز پڑھی اور [illegible]
مانگی اور پھر روئے ۔ قَالَ اللّٰهُ اِنِّي مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ کہا اللہ نے میں اُتارونگا وہ خوان تم پر ف یعنی اللہ تعالیٰ نے قبولیت کا جواب [illegible]
میں اس مائدہ کو تم پر اُتارنے والا ہوں ۔ عاصم ونافع وابن عامر نے منزلہا بتشدید از تنزیل پڑھا اور باقیوں نے منزل از انزال تخفیف پڑھا اور [illegible]
تکرر و بار بار نازل ہونے کے اظہر ہیں حاصل آنکہ اللہ تعالیٰ نے دعا کو قبول کیا کہ اچھا میں اُتارونگا لیکن یہ بھی فرمایا کہ فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ پھر جو کوئی کفر
کرے اس پیچھے ف یعنی بعد مائدہ اُترنے کے ۔ مِنْكُمْ تم لوگوں میں سے ف یعنی جن پر مائدہ اُتریگا ۔ فَاِنِّيْٓ اُعَذِّبُهٗ عذاب کرونگا میں اسکو
عَذَابًا ایسا عذاب لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ وہ عذاب کسی اور کو عالمین میں سے نہ کرونگا ف بعض علماء نے کہا کہ عالمین سے اُن کے زمانہ
والے عالمین مراد ہیں اور بعض نے کہا کہ تمام عالمین مراد ہیں اور یہی اصح ہر اسواسطے کہ ان پر مسخ ہو کر سور و بندر ہو جانے کا جو عذاب اُترا تھا وہ اُن سے
پہلے حضرت داؤد علیہ السلام کے وقت میں ایلہ کے بعض یہودیوں پر بھی ہوا تھا لیکن آیت کریمہ میں آئندہ اُن کے بعد اس عذاب سے معذب ہونے کی جرح
جیسا کہ قولہ لا اُعذبہ صریح دلالت کرتا ہے اور لم اُعذبہ نہیں ہے جس کے معنی یہ ہوتے کہ عالمین میں سے کسی کو ایسا عذاب نہیں کیا پس عالمین سے
تمام عالمین مراد لینا صحیح ہر اور اس سے معلوم ہوا کہ اُمت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر یہ عذاب نہ ہوگا جب تک کہ وہ مسلمان اہل سے ہیں اور یہ جو
حدیث شریف میں آیا ہے کہ اس اُمت میں بھی خسف و مسخ ہے تو احتمال ہر کہ ایسے لوگوں پر ہوگا جو دین سے خارج ہو جاویں جیسے فرمایا کہ میری اُمت
میں سے ایک گروہ مشرکون سے مل جاویگا اور ایک گروہ بت پرستی کریگا اور میری اُمت میں سے قریب تیس[۳] کے ہر ایک نبوت کا دعویٰ کریگا ۔ الی آخر
ما فی حدیث مسلم وقد ذکر سابقا ۔ اور احتمال ہر کہ شاید مسخ باطنی ہو الا آنکہ خسف باطنی غیر متصور ہر اور احتمال ہر کہ مسخ ایسا نہ ہو جو اصحاب مائدہ کے حق میں
ہوا اور احتمال اول ارجح ہر بالجملہ اللہ تعالیٰ نے مائدہ نازل کرنے کا وعدہ کیا مگر اس تہدید سخت کے ساتھ کہ جس کا پایان نہیں ہر ۔ اور مروی ہر کہ جب حواریین
نے یہ تہدید سخت سنی تو خوف ہوا کہ شاید کوئی کفر کرے اور ظاہر امر کفر سے کفران نعمت ہر یعنی شکر گزاری و فرمانبرداری نہ کرسکے کیونکہ مدار اس فارغ البالی کا یہی
کہ طاعت و عبادت میں بے فکر رہیں بہرحال خوف کر کے عفو چاہا اور کہا کہ ہم نہیں مانگتے ہیں پس مائدہ نازل ہوا اور یہی قول مجاہدؒ و حسنؒ سے مروی ہر لیکن
ثبوت میں تامل ہر اور صحیح یہ ہر کہ مائدہ نازل ہوا جیسا کہ قولہ انی منزلہا علیکم سے معلوم ہوتا ہے کیونکہ وہ وعدہ ہر اور خلاف وعدہ ہو نہیں سکتا اور یہی جمہور اُمت
و مشاہیر ائمہ علماء کا قول ہر ۔ قال المفسرؒ فنزلت الملائکۃ بہا من السماء علیہا سبعۃ ارغفۃ وسبعۃ احوات فاکلوا منہا حتی شبعوا قال ابن عباس مفسرؒ نے کہا
کہ پھر ملائکہ آسمان سے آنکھوں دیکھتے مائدہ لیکر اُترے پس ملائکہ نظر نہ آتے اور خوان نظر آیا یہاں تک کہ سامنے لاکر رکھا ۔ اسپر سات گردہ روٹیاں اور سات
مچھلیاں تھیں پس حواریوں نے اسمیں سے کھایا یہاں تک کہ سب سیر ہوگئے یہ ابن عباسؓ نے فرمایا ہے وفی حدیث انزلت المائدۃ من السماء خبزا و
لحما فامروا ان لا یخونوا ولا یدخروا لغد فخانوا وادخروا لغد فرفعت ومسخوا قردۃ وخنازیر یعنی در ایک حدیث مرفوع میں آیا ہر آسمان سے مائدہ [illegible]
تھا پس اُن کو حکم دیا گیا کہ کل کے واسطے نہ رکھیں اور نہ ذخیرہ اندوختہ کریں مگر آخر اُنھوں نے خیانت کی اور کل کے واسطے [illegible]
منقطع ہوا اور وہ لوگ جنھوں نے ایسا کیا تھا مسخ کر کے بندر و سور کر دیئے گئے ۔ قال فی الکمالین ۔ اس کو ترمذی نے [illegible]
سے مرفوعا روایت کیا اور کہا کہ عمار سے دیگر اسناد سے موقوف انکا قول روایت ہر اور یہی اصح ہے [illegible]

واضح ہو کہ قولہ عیداً لاولنا وآخرنا - کے بعض نے یہ معنی بیان کئے کہ جماعت کثیر مین سے اگلے اس خوان پر بیٹھکر کھانے والے اور پچھلے کھانے
والے کھا سکے ہین - پہلی روایت ابن عباسؓ کہ ملائکہ آسمان سے خوان لائے جس پر سات روٹیان و سات مچھلیان تھین وہ اُن کے سامنے رکھا پس
اُن مین جیسے اگلون نے کھایا ویسے ہی پچھلون نے سیر ہو کر کھایا - وعن عمارؓ خوان پر جنت کے میوے بھی تھے - کما رواہ ابن جریر - وفی روایۃ عن عمار
یہ قصہ مائدہ والون کا اور اُن پر عذاب ہونے کا بیان کرکے کہا کہ اے گروہ عرب تم اپنی حالت یاد کرو کہ اونٹون و بکریون کو چراتے پھرتے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے
تم مین اپنے ایسے بزرگ مکرم رسول صلعم کو بھیجا جس کا حسب نسب تم خوب جانتے ہو اُس نے تم کو خبر دی کہ تم خزانہ بادشاہان عجم کو اپنے قبضہ مین لاؤ گے اور
تم کو منع کر دیا کہ سونے و چاندی کو خزانہ بنا کر اس طرح نہ رکھنا کہ اسکی زکوٰۃ نہ دو اور جو حقوق ہین اُن مین خرچ نہ کرو اور قسم ہے اللہ پاک کی کہ رات دن
نہین گذرینگے کہ تم ان کو خزانہ بنا کر اس طور سے رکھو گے جس سے تم کو ممانعت ہے اور پھر اللہ تعالیٰ تم کو سخت عذاب کریگا - رواہ ابن جریر قال المترجم
اس اثر کے واسطے حدیث صحیح شاہد ہے کہ اسمین آیا ہے کہ بنی اسرائیل پر جو فتنہ شروع ہوا تو وہ عورتون سے شروع ہوا تھا اور میری اُمت کا فتنہ
مال سے ہے یعنی مال سے شروع ہوگا - پھر عذاب و فتنہ مین پڑکر وہی بد افعال کرنے لگین گے جو بنی اسرائیل و اگلی اُمتون سے سرزد ہوئے تھے - اور
جو حالت خوان مائدہ کی بیان ہوئی وہ ظاہری مختصر صورت و بعض بیان ہے اور پوری حالت اور کیفیت مذکور نہین ہے اور سلمان خیر رحمہ اللہ سے
اس سے زیادہ طویل قصہ مذکور ہے اور اس مین ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام برابر روتے تھے بوجہ ان شرطون کے جو نزول مائدہ مین مشروط تھین
اور کہتے تھے کہ اے تعالیٰ میرے اسکو رحمت کر اور عذاب مت کر - آلٰہی مین نے بہت عجیب باتین مانگین اور تو نے دی ہین آلٰہی ہم بندون کو اس کا
شکرگذار کر دے آلٰہی مین پناہ مانگتا ہون کہ اسکو تو نے غضب اُتارا ہو - آلٰہی اسکو سلامت و عافیت کر دے اور اسکو فتنہ مت کر - برابر اسی طرح
وہ دعا کرتے رہے یہانتک کہ وہ عیسیٰ و حواریون کے روبرو اُترا - اور ساتھیون نے اس سے ایسی پاکیزہ خوشبو پائی کہ کبھی ہرگز نہین پائی تھی
اور عیسیٰ و حوارین شکر کے سجدے مین گر پڑے کہ ان کو ایسی جگہ سے رزق دیا جہان سے خیال بھی نہ تھا اور ایک عجیب نشانی اُن کو دکھلائی
جس سے عبرت ہوتی ہے اور یہودی متوجہ ہو کر دیکھنے لگے اور اُنھون نے ایک عجیب بات دیکھی جس سے اُن کو غم و غصہ و حسد و عداوت زیادہ
ہوئی - اور نیز اس روایت مین ہے کہ اُسپر سے سرپوش اُٹھانے کے وقت پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نیا وضو کیا اور مصلے پر نماز پڑھی اور بہت
روئے - اور نیز اس مین مچھلیون کی صفت و پاکیزگی اور سوائے کراث یعنی گندنا کے ہر قسم کے بقول و ترکاریان و انار وغیرہ میوہ جات مذکور ہین - اور
نیز اسمین ہے کہ شمعون نے جو حواریون مین سے سردار تھا سوال کیا کہ یہ دنیا کے طعام سے ہے یا جنت سے ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پھر منع
کیا کہ سوالات سے باز نہین آتے ہو خوف کرو کہ یہ آیات عذاب نہ ہو جائین تو شمعون نے کہا کہ قسم ہے پروردگار اسرائیل کی کہ اے صدیقہ
کے بیٹے مین نے اس سے سوال کا قصد نہین کیا تھا پس عیسیٰؑ نے جواب دیا کہ تم دیکھتے ہو کہ یہ دنیا کا طعام نہین اور جنت کا بھی نہین ہے اسکو اللہ تعالیٰ
نے اپنی قدرت قاہرہ سے ایجاد کر دیا ہے اسکی قدرت ایسی ہے کہ پلک مارنے کی دیر نہین ہوتی اور جو مراد ہے وہ پیدا ہو جاتا ہے پھر حواریون نے کہا
کہ یا عیسیٰؑ اسمین کوئی اور نشانی دیکھنے کی ہم کو خوشی ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اے لوگو تم اکتفا نہین کرتے اس سے یہانتک کہ اور آیت
مانگتے ہو پھر مچھلی سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے زندہ ہو جا وہ زندہ ہو گئی اور اس سے وہی بو آنے لگی جو زندہ مچھلی سے آتی ہے یہ دیکھکر لوگ گھبرائے
تو فرمایا کہ یہ کیا حال ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارا پروردگار جب اپنی قدرت کی نشانیان دکھلاتا ہے تو تم کو کراہت ہوتی ہے مجھے بڑا خوف ہے کہ تم
کو حرکت پر عذاب نہ کئے جاؤ اور مچھلی کی طرف مخاطب ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت و ارادت سے ویسی ہی ہو جا پھر وہ بھنی ہوئی پاکیزہ
[illegible] دسترخوان پر تھی پھر حواریون نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پہل کرنے کو اصرار کیا اور آپنے پہل نہ کی تو حواریون نے بھی ہاتھ کھینچ

Marfat.com

پس حضرت عیسیٰؑ نے محتاجون اور لولے لنگڑون کو بلایا اور کہا کہ بسم اللہ کرکے اپنے پروردگار کا طعام کھاؤ تم پر گوارا ہوا [illegible]
ہان قبول کیا اور مرد و عورت مل کر ایک ہزار تین سو آدمیون نے کھایا پس جنھون نے کھایا تھا وہ تونگر ہوے کہ مرتے دم تک [illegible]
گئے اور حواریون و لوگون پر ندامت چھاگئی اور کہا کہ اتنے آدمیون کے کھانے کے بعد عیسیٰؑ و حواریون نے جو اسکو کھایا تو اپنے حال [illegible]
می نہین آئی تھی پس وہ خوان اُٹھایا گیا یہان تک کہ نظرون سے غائب ہوگیا پھر جب اس کے بعد مائدہ اُترتا تو اس کا [illegible]
پس تونگر و فقیر و بیمار و تندرست سب نکلکر ہجوم کرتے۔ اور اسمین مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ اے عیسیٰ اس طعام کو فقیرون [illegible]
لولے لنگڑون کے واسطے قرار دے اور تونگرون کو مت دے۔ اور نیز مذکور رہے کہ اسکی باری مقرر کردی تھی کہ دوسرے روز [illegible]
تونگرون کے دلون مین بیہودہ خیالات و شیطانی وسواس و شک پیدا ہوئے اور بہت لوگون کو شک مین ڈالا آخر عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ
قسم ہے مجکو میرے پروردگار کی کہ تم ہلاک ہوئے کہ یہ شرط کے خلاف کرتے ہو پھر اللہ تعالیٰ نے وحی کی کہ مین جھٹلانے والون کو عذاب کرونگا حتیٰ کہ
اخیر رات مین سور ہوگئے۔ رواہ ابن ابی حاتم وقد جمعہ ابن کثیرؒ وقد اخذت من مواضع من القصۃ وقال ابن کثیر اثر غریب جدا بھر شیخ ابن کثیرؒ [illegible]
نے مجاہد و حسن سے روایات نقل کین کہ مائدہ نازل نہین ہوا اور ابن کثیر نے کہا کہ ان روایات کی اسانید صحیح ہین اور تقویت اس قول کی یون
ہوتی ہے کہ نصاریٰ نے اپنی کتابون مین ذکر نہین کیا اور قرآن مجید مین کوئی امر منصوص نہین ہے ہان قولہ انی منزلہا علیکم سے ابن جریر وغیرہ نے
استدلال کیا کہ وعدہ ہے پس نازل ہوا اور اخبار و آثار سلف بھی اسپر دلالت کرتے ہین اور شاید یہی صواب ہو واللہ اعلم و مترجم کہتا ہے کہ انی
منزلہا علیکم مین یہ معنی بھی ہوسکتے ہین کہ مین اُتارونگا لو مگر جب یہ شرط قبول کرو کہ جو منکر ہو تو اس کو ایسا عذاب کرونگا جو کسی کو نہین کیا ہے لیکن چونکہ
اُنھون نے اس شرط سے احتراز کیا اور ڈرے تو نازل نہین ہوا۔ بالجملہ قرآن مجید مین یہ امر منصوص نہین کہ نازل ہوا یا نہین نازل ہوا اور نہ اس سے
چندان بحث متعلق ہے ہان سلف سے آثار و اخبار مختلف مروی ہین بعض مین ہے کہ نازل ہوا اور بعض مین ہے کہ نہین نازل ہوا و قول اول اصح
ہے واللہ اعلم ف۔ قال فی العرائس قولہ تعالیٰ واذ قال الحواریون یا عیسیٰ بن مریم الآیۃ۔ اس قوم کو اللہ تعالیٰ نے چشم بصیرت دیدی تھی
کہ الہام ایمانی سے دیدار غیب حاصل ہوا تھا اور منازل قرب خطاب کو قلوب ارواح سے دیکھ چکے تھے لیکن ظاہری تائید و معجزہ سے تقویت
و منزلت دریافت کرنے کا خیال سمایا اسواسطے کہ حالت تمکن پر پہونچے نہ تھے تو ان کو تلوین مین دوران تھا اور نفس و دشمن کا معارضہ ابھی اُن پر
طاری تھا پس اُنھون نے دفعہ معارضہ نفس و دشمن کے لئے و قلب کی طمانینت حاصل ہونے کیلئے ظاہری معجزہ مانگا تھا اور یہ لوگ تو آخر بندے
عوام مین سے ترقی پر تھے تو نہین دیکھا کہ خواص مین سے حضرت ابراہیم علیہ السلام بزرگ نبی تھے اُنھون نے ابتدائی حال مین کہا کہ رب ارنی
کیف تحیی الموتیٰ۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو تنبیہ کی کہ۔ اولم تومن۔ تو عرض کیا کہ بعد دفع وسواس کے کہ۔ بلیٰ ولکن لیطمئن قلبی۔ پس اللہ تعالیٰ
نے فعل مین قدرت دکھلادی کہ یون ہی مناسبت تمام ہے چنانچہ قولہ فخذ اربعۃ من الطیر الآیۃ سے واضح ہے اور ان دونون وصفون مین کوئی
شک نہین ہوتا نہ جانب نبوت سے اور نہ جانب ولایت سے۔ بالجملہ جب عیسیٰ علیہ السلام نے حواریون سے یہ کلمہ سنا تو [illegible]
گذرا اور اُن کی حالت سے تعجب کیا کہ بعد یقین کے یہ وسواس خاطر دامنگیر ہے اسی واسطے جواب یا بقولہ اتقوا اللہ ان کنتم مومنین یعنی
وسواس خاطر تم پر طاری ہوتے ہین اسمین اللہ تعالیٰ سے خوف کرو۔ حاصل آنکہ اپنے اوپر لازم کر لو کہ جو خطرات تم کو تمہارے نفس کی [illegible]
سے آتے ہین اُن کے دفع کرنے مین مشغول ہو جاؤ تاکہ غیر آلہی مین تمہارا شغل نہ رہے اور اس سے [illegible]
دیدار غیب ہو کر واصل ہوا اس سے بھلا نہین معلوم ہوتا کہ محسوسات سے آیات دیکھکر یقین کا خواستگار ہو [illegible]

Marfat.com

حال ہو ہم بن خود مسلمانی عاجزی بیان کی اس بات سے کہ اہل تمکین کے مرتبہ پر ہماری رسائی نہین ہے چنانچہ کہا۔ قالوا نرید ان ناکل منہا الی آخرہ
حاصل آنکہ ہماری مراد یہ ہے کہ آپ ہمارے بدلون کو جو ابھی محل وساوس و خواطر ہین اسی طرح غذا رحمت سے تربیت فرمائیے۔ جیسے آپ ہماری ارواح کو
غذا ئے روحانی و مشاہدۂ غیب سے تربیت فرماتے ہین اور اس سے ہمارے قلوب کو بھی تسکین و اطمینان بڑھ جائے گا کیونکہ قبول خواطر نفس سے اطمینان
ہو جائیگا بس اجتماع زیادہ ہوگا اور آپ کی تصدیق و محبت زیادہ ہوگی یہان تک کہ ہم مین کوئی معارضہ طبیعت کا باقی نہ رہیگا اور ہم دیدار معجزہ
سے مشاہدہ خاص حاصل کرنے مین شاہد ہون گے اور ما بعد کے مریدین ہمارے آثار قدم کا اقتدار کرینگے اور آپنے ہم کو اللہ تعالیٰ کے بندون مین
سے خاص و محبوب قرار دیا ہے تو ہم کو فی الجملہ تسکین ہوگی کہ ہم محبوب ہین اور آپ سچے ہین اور اللہ تعالیٰ کے وعدے سچے ہین یعنی محبت کی تاکید
مزید ہوگی پس عیسیٰؑ نے اُن کی مراد کی درخواست کی بقولہ اللہم انزل علینا مائدۃ من السماء۔ آسمان سے طلب کیا اور زمین سے نہین مانگا
اسواسطے کہ آسمین روحانیت و طمانینت و ملکوتیت ہوتی ہے اور آسمین ان عناصر کا میل نہین ہوتا جس سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پیدا ہوتی ہے
اور آسمان سے طلب کرنے مین خصوصیت معجزہ کی تو ملحوظ ظاہر ہے۔ قولہ تکون لنا عیدا لاولنا وآخرنا یعنی تو اسکو عید وصال کرے اور وعید ہجر
مت فرما یعنی اسکے آثار سے ایسی برکت ہو کہ لوگون کے واسطے عید ہو جائے اور ایسے اعمال صالحہ کرین کہ جس سے مستحق قبولیت ہون اور یہ وبال
نہ ہو کہ ناشکری مین گرفتار ہون جس سے مردود و مہجور ہو جاوین اور نیز عید باین معنی کہ آیات سے صفات کے دیدار کی طرف عود حاصل ہو اور ہمارے
اول کے واسطے عید ہو یعنی ابتدائی حال والون کے واسطے جو مقام ارادت مین ہین اور آخر والون کی عید ہو یعنی عارفون کے واسطے۔ اور قولہ
وآیۃ منک یعنی تیری طرف سے تیری ہی دلیل ہو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اُن کے سوال کو قبول کیا اور کفران نعمت سے اُن کو تہدید کی بقولہ انی
منزلہا علیکم فمن یکفر الآیہ۔ یعنی جس نے میری آیات و افعال سے قدرت کو دیکھا اور صفات کو مشاہدہ کیا پھر وہ فتور اور خواہش نفسانی مین پڑ گیا۔
اور دنیا کی خواہش کو آیات و آخرت پر اختیار کیا تو وہ درگاہ الٰہی سے محجوب ہوا کہ اسکو صفات کے عطر کی خوشبو نہین پہونچی اور مشاہدہ کی چمک سے
نصیب نہین اور درگاہ وصل تک رسائی نہین اور حسن و جمال سے محروم ہوا اور یہ عذاب فراق نہایت سخت و شدید ہے۔ شیخ ابو عبداللہ نے کہا کہ مین ابتدائے حال مین خواب مین تھا کہ مین نے
رسول اللہ صلعم کو دیکھا کہ آپنے مجھے جگایا اور فرمایا کہ تو کیا سوتا ہے جسنے حق تعالیٰ کو دیکھا اور غیر کو اختیار کیا تو عذاب سخت مین پڑا اور یہی آیت کفران نعمت سے تحذیر کی پڑھی۔

وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ
اور جب کہے گا اللہ اے عیسیٰ مریم کے بیٹے تو نے کہا لوگون کو کہ ٹھہراؤ مجھکو اور میری مان کو دو معبود سوائے
اللّٰهِ ؕ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْۤ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ ؕ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ؕ
اللہ کے بولا تو پاک ہے مجکو نہیں بنیا تا کہ کہون جو مجکو نہین پہونچتا۔ اگر مین نے یہ کہا ہوگا تو تجکو معلوم ہوگا
تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَاۤ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۝ مَا قُلْتُ
تو جانتا ہے جو میرے جی مین ہے اور مین نہین جانتا جو تیرے جی مین ہے برحق تو ہی ہے جانتا چھپی بات مین نے نہین کہا
لَهُمْ اِلَّا مَاۤ اَمَرْتَنِيْ بِهٖۤ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ۚ
ان کو مگر جو تو نے حکم کیا کہ بندگی کرو اللہ کی جو رب ہے میرا اور تمھارا۔ اور مین اُن سے خبردار تھا جبتک اُن مین رہا
فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ؕ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝
پھر جب تو نے مجھے بھر لیا تو تو ہی تھا خبر رکھتا اُن کی اور تو ہر چیز سے خبردار ہے

إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ ج وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ

اگر تو اُن کو عذاب کرے تو وہ بندے تیرے ہین اور اگر اُن کو معاف کرے تو تو ہی ہے زبردست حکمت

قَالَ اللّٰهُ اے واذکر اذیقول اللہ یعنی بیان کرے جبکہ اللہ تعالیٰ فرماویگا ف یعنی عیسی علیہ السلام سے قیامت کے روز اُن کی قوم نصاریٰ کی سرزنش و ملامت کرنے کے واسطے۔ حاصل آنکہ اسمین قال ماضی بمعنی مضارع ہر بوجہ قطعی الوقوع ہونے کے اذ ظرف کے تحت اسمین لطف ہی اشعار اس امر کے کہ اسکو ہوا سمجھین اور ما بعد کا سوال حقیقی استفہام باین معنی نہین کہ او تعالیٰ جل جلالہ کو معلوم نہین بلکہ او تعالیٰ سبحانہ کو خوب ہی معلوم ہر اس طرح سوال کرنا نصاریٰ کی ملامت کرنے کو ہے۔ اور بعض نے کہا کہ مسیح علیہ السلام کو آگاہ فرمانے کو ہر کہ اُن کی قوم نے بعد کو تغیر کیا اور مسیح کو خدا کا بیٹا قرار دیا و نیز اللہ عز وجل نے چاہا کہ عیسی علیہ السلام اپنی قوم کے سامنے جنھون نے اللہ بنا کر پوجا تھا اپنی عبودیت کا اقرار کرین تاکہ اُن کی قوم پر اور ظاہر ہو جاوے کہ محض انھون نے اپنی خباثت نفس سے حضرت عیسی کو معبود بنا کر ان کی پرستش کی اور عیسی علیہ السلام اس بہتان سے بالکل بری ہین مترجم کہتا ہے کہ آخر زمانہ مین جب مسیح علیہ السلام کا نزول ہوگا تو وہ صلیب توڑینگے اور نصاریٰ کو جہاد و قتل سے توحید پر لا دینگے پس ضرور انکو اس تغیر کا حال معلوم ہوگا لہذا صحیح وہی ہے جو مفسر رح نے بیان کیا اور اس تصریح سے کہ یہ قیامت کے روز واقع ہوگا مفسر رح کی غرض یہ ہر کہ یہ دنیا کا واقعہ نہین ہے جیسا کہ بعض نے زعم کیا۔ **قال ابن کثیر** سدی رح نے کہا کہ یہ خطاب و جواب دنیا مین واقع ہوا اور ابن جریر رح نے اسی کو ٹھیک قرار دیا اور کہا کہ یہ سوال و جواب اُسوقت واقع ہوا جبکہ اللہ تعالیٰ نے مسیح علیہ السلام کو آسمان دنیا پر اُٹھا لیا اور استدلال بدو وجہ اول آنکہ **قال** لفظ ماضی ہر اور دوم قولہ ان تعذبہم و ان تغفر لہم اور ابن کثیر رح نے کہا کہ ان دونون دلیلون مین نظر ہے کیونکہ بہت سے امور آخرت کے بلفظ ماضی بیان ہوئے تاکہ ضرور واقع ہونے پر دلالت کرین اور دوسری دلیل ان تعذبہم و ان تغفر لہم کی تو اس سے فقط یہ مراد ہے کہ مسیح علیہ السلام نے اپنے آپ کو بالکل بری کیا اور اللہ تعالیٰ کی مشیت پر حوالہ کیا کہ تو ہی انکا مالک و خالق ہے جو تو چاہے وہ کر اور مین تیرا بندہ ہون اور یہ معنی نہین کہ عذاب دیدے اور مغفرت کر دے کیونکہ جملہ شرطیہ ہر اور یہ بدون بیان کے ظاہر ہے اور حضرت قتادہ وغیرہ نے ذکر کیا کہ یہ قیامت مین ہونے والا ہر اور قتادہ رح نے اسپر دلیل بیان کی لقولہ تعالیٰ ہذا الیوم ینفع الصادقین الآیۃ۔ جو اس سے متصل ہر اور یہی جمہور کا قول ہے اور یہی اظہر ہے اور کہا کہ اسمین ایک حدیث مرفوع بھی آئی ہے اور وہ حافظ ابن عساکر رح نے عمر بن عبدالعزیز رح کے آزاد کئے ہوئے غلام شیخ ابو عبداللہ کے ترجمہ مین روایت کی اور کہا کہ ابو عبداللہ رح ثقہ تھے اُسنے ابو موسیٰ اشعری رض سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جب قیامت کا روز ہوگا تو انبیاء علیہم السلام و اُن کی اُمتین بلائی جائین گی پھر عیسی علیہ السلام بلایا جائیگا پھر اللہ تعالیٰ اُسکو اپنی نعمتین یاد دلائیگا پس اسکو نزدیک فرماکر کہے گا کہ اے عیسی بیٹے مریم کے۔ اذکر نعمتی علیک و علی والدتک الآیۃ۔ یہان تک کہ فرماویگا۔ یا عیسی ابن مریم ءانت قلت للناس اتخذونی وامی الٰہین من دون اللہ الآیۃ۔ پس عیسیٰ انکار کرینگے کہ پروردگار مین نے نہین کہا ہے۔ پھر نصاریٰ سے سوال ہوگا تو یہ لوگ کہین گے کہ ہان اسنے ہم کو یہی حکم دیا تھا۔ الی آخر الحدیث۔ اور آخر مین ہے کہ نصاریٰ پر حجت قائم ہوگی اور صلیب اُنکا پیشوا کی جائے گی اور دوزخ کی طرف ہانکے جائینگے قال ہذا حدیث غریب عزیز۔ بالجملہ صحیح یہ ہر کہ قیامت کے روز ایسا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ فرماویگا یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ءَ اَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰہَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اے عیسی ابن مریم کے بیٹے کیا تو نے کہا لوگون کو کہ ٹھہراؤ مجھکو اور میری ماں کو معبود اللہ کے سوا ف یہ نصاریٰ کا جھوٹ و بہتان ظاہر ہونے کے واسطے حشر کے مجمع عام مین پوچھا جائیگا اور تقدیر کلام یہ ہر کہ اتخذونی وامی الٰہین من دون اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کے علاوہ عیسیٰ کو اور مریم کو دو الٰہ بنا لو۔ کیونکہ نصاریٰ مین ایک گروہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو تین خدا مین سے تیسرا قرار دیتا ہے اور مسیح کو معبود اور اللہ کہتے ہین اور بعضے مسیح کو بیٹا کہتے ہین اور اس زمانے مین بہت سے ایسے پائے جاتے ہین جو اللہ ...

Marfat.com

کو قرار دیتے ہیں بالجملہ یہ ایسے کلمات ہیں کہ اہل ایمان کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں لیکن بضرورت زبان قلم سے ظاہر کیا گیا چنانچہ ابو روق نے کہا کہ
جب عیسیٰ علیہ السلام اس خطاب الٰہی عزوجل کو سنیں گے تو تھرتھرا اُٹھیں گے اور ہر بُن موے خون کے چشمے جاری ہو جاوینگے اور عرض کرینگے بقولہ تعالیٰ ۔
قَالَ سُبْحَانَكَ کہیگا عیسیٰ اے پاک پروردگار تنزیہ و پاکی ہے تیرے واسطے ہر ایسی چیز سے جو تیری شان کے لائق نہیں ف۔ خواہ شریک ہو یا کوئی
اور چیز ہو۔ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّ ۔ مجھے کہاں سے سزاوار ہے کہ میں وہ بات کہوں جو حق درست نہیں ہے میرے واسطے ف۔ مفسر نے
کہا کہ بحق میں با زائدہ و تاکید یہ خبر ہے لیس کی اور لی زائدہ ہے فقط بات کے ظاہر و کھلے بیان کرنے کو کہا کیونکہ عیسیٰ ہر ایسی بات نہیں کہہ سکتے تھے جو حق و سچ
نہ ہو اور کچھ خصوصیت یہ نہ تھی کہ اپنے واسطے ہی ہو کیونکہ وہ سچے رسول معصوم تھے ۔ حاصل آنکہ حضرت عیسیٰؑ یہ سوال سُنکر کانپ اُٹھیں گے اور انتہا درجہ کا بے ادبی
جہل ہے کہ سوائے حق تعالیٰ عزوجل کے کسی کو الٰہ بنادے اور ایسے ہی جملہ اقوال مختلف فرقوں کی یہی کیفیت ہے تو حضور الٰہی جل جلالہ میں عیسیٰ علیہ السلام تھرتھرا
ہوئے پہلے اللہ تعالیٰ کی تنزیہ بیان کرینگے پھر ادب سے عرض کرینگے کہ مجھے لائق ہی نہ تھا کہ ان لوگوں سے ایسی بات کہوں جس کا میں کسی طرح لائق ہی
نہیں ہوں إِنْ كُنْتُ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ اگر میں نے کہا ہوتا تو میرے مولیٰ میرے پروردگار تجکو ضرور معلوم ہوتا ف۔ کیونکہ تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي
تو وہ سب جانتا ہے جو میرے اندر چھپا ہوا ہو ف۔ کیونکہ تو علام الغیوب ہے ہاں میں البتہ بندہ مخلوق ہوں وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ اور میں نہیں جانتا
کہ جو تیرے علم میں ہے ف۔ کیونکہ تیرے علم میں معلومات بے انتہا ہیں اور ہمیں سے مجکو تو نے اسکا علم نہیں دیا ہے میرا علم تو تیرا ہی دیا ہوا علم ہے اور تیری
شان پاک کہاں ۔ اور میں بندہ کہاں ۔ إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ حقا کہ تو علام الغیوب ہے ۔ اور نفس بمعنی ذات ہے اور زجاج نے کہا کہ حقیقة الشئی اور
زمخشریؒ وغیرہ نے واتقان میں مفسرؒ نے بیان کیا کہ یہ کلام صنعت ازدواج ہے جو علماء بیان کے نزدیک معروف ہے اور حاصل آنکہ تعلم ما فی نفسی کے
مقابلہ میں ولا اعلم ما فی نفسک بیان کیا اور نفس کا عام عرفی اطلاق جس معنی پر ہے اس معنی پر اللہ تعالیٰ کی جناب میں نفس کا اطلاق منع ہے اور ابوہریرہؓ
سے مرفوع روایت ہے کہ اوتعالیٰ اپنے بندہ عیسیٰ علیہ السلام کو یہ حجت القاء فرمادیگا اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اس بہتان سے
بری ہے اور نصاریٰ نے یہ اپنی طرف سے بات نکالی ہے اور عیسیٰؑ نے خود عرض کیا مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَا أَمَرْتَنِي بِهِ میں نے کہا ان کو مگر جو تو نے
حکم کیا مجکو ف۔ اور وہ یہ ہے کہ أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ یعنی اے لوگو عبادت کرو اللہ عزوجل کی جو میرا پروردگار و تمہارا پروردگار ہے ف
گویا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ربی وربکم سے اشارہ کر دیا کہ جب یہ کیفیت ہے کہ میرا اور تمہارا پروردگار اللہ تعالیٰ ہی ہے تو میں اور تم عبودیت میں برابر ہیں
پس ملعونوں نے یہ بات محض اپنی طرف سے نکالی ہے وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا اور میں اُن سے خبردار تھا ف۔ یعنی نگہبان رہا اُن کے
باز رہنے میں اس کلمہ سے جو وہ کہنے لگے ۔ مَا دُمْتُ فِيهِمْ جب تک میں انکے درمیان میں موجود تھا فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي پھر جب تو نے مجکو گم کر دیا ف۔
یعنی اُن کے بیچ میں سے معدوم کر دیا یعنی قبض کر لیا آسمان کی طرف اُٹھا لینے سے بقرینہ قولہ تعالیٰ إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ
عَلَيْهِمْ تو ہی اُن کے اعمال کا نگہبان اُنپر رہا ۔ وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۔ اور تو ہر چیز پر شاہد ہے یعنی مطلع و دانا ہے ف۔ خواہ وہ بات
ہو جو میں نے اُن سے کہی اور خواہ میرے بعد اُنکا افترا و بہتان ہو اور خواہ اور کوئی چیز ہو تجھے سب معلوم ہے ۔ واضح ہو کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ
وسلم کی وفات کے بعد بھی گیارہ فرقہ عرب کے مرتد ہو گئے چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان پر جہاد کا قصد کیا اور جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم نے انکے
ساتھ ان مرتدوں پر جہاد کیا سو سخت لڑائیاں پیش آئیں اور اس لڑائی میں بہت سے مرتد اپنی اسی حالت ارتداد پر مارے گئے وہ قیامت میں مرتد
ہونگے اور حدیث ابن عباسؓ میں ہے کہ آنحضرت صلعم نے کہا کہ اور یہ ہوگا کہ قیامت کے روز کچھ لوگ میری اُمت کے دوزخ کی طرف
لیجائے جاتے ہوں گے تو میں کہونگا کہ یہ لوگ تو کچھ تھوڑا سا میرے ساتھ رہے ہیں تو مجکو جواب دیا جائیگا کہ تو نہیں جانتا کہ ان لوگوں نے

Marfat.com

تیرے بعد کیا حرکتین نکالین تو مین وہی کہونگا جو بندۂ نیک یعنی عیسیٰ علیہ السلام نے کہا وکنت علیہم شہیدا ما دمت فیہم فلما توفیتنی کنت [illegible]
علی کل شئ شہید۔ ان تعذبہم فانہم عبادک وان تغفر لہم فانک انت العزیز الحکیم۔ تو کہا جائیگا کہ جب سے تو نے ان کو چھوڑا یہ لوگ [illegible]
الٹے پاؤن پھر گئے۔ رواہ البو داؤد والعیالسی والبخاری پھر عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے آپ کو بالکل بری کیا کہ نعوذ اللہ تعالیٰ مین کوئی [illegible]
تیرے بندے ہین۔ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ تیرا جی چاہے اُن کو عذاب کر تو تیرے بندے ہین ف۔ پس تو ہی اُن کا مالک ہے [illegible]
کر تجھ پر کوئی اعتراض نہین۔ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔ اگر تو اُن کی مغفرت کرے یعنی ان مین سے ان لوگون کی جو ایمان [illegible]
لائے ہین تو تو عزیز الحکیم ہے ف۔ گویا تین فرقہ مین سے دو فرقہ جو مشرک ہوئے تھے اُن کو اور اُن کی شاخون کو تو معذب کہا کہ ان پر عذاب کر کیا [illegible]
ہے اور ایک فرقہ جو بعد عیسیٰ علیہ السلام کے توحید پر رہا تھا جسکو دونون مشرک فرقون نے ہلاک کر ڈالا اس موحد و مسلمان فرقہ کے حق مین ادب سے [illegible]
کی کہ وہ لوگ اگرچہ گنہگار ہون لیکن مشرک نہین ہین یا انھین کے مانند بعضے شام کے نصرانی وحبش کے نصرانی جو مسلمان ہوئے ہین ان سب کو بخشدے [illegible]
ان کے گناہون سے درگزر فرما تو غفور الرحیم ہے اور یہ معنی نہین ہین کہ مشرکون کو بخشدے تو غفور الرحیم ہے اسواسطے کہ اللہ عزوجل نے بالکل قطعی [illegible]
کہ مشرک کسی طرح مغفور نہ ہوگا پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو بزرگ رسول تھے ایسی بات نہین کہہ سکتے ہین جو قطعاً ممنوع ہے اور یہ تو بندہ مومن نہین کریگا
اور بعض نے جو کہا کہ شاید ان پر یہ بات پوشیدہ رہی ہو جیسے حضرت صلعم سے مروی ہوا کہ مشرک کے حق مین استغفار کیا تو نازل ہوا قولہ ما کان للنبی والذین آمنوا
ان یستغفروا للمشرکین الآیۃ۔ تو یہ وہم اور غلط ہے صحیح یہ ہے کہ یہ بیزاری ہے نصاریٰ کے حال سے جنھون نے اللہ تعالیٰ واسکے رسول پر جھوٹ باندھا۔ قال
ابن کثیرؒ اور اس آیت کیواسطے ایک نشان عجیب ہے کہ حدیث مین آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات بار بار اسی کو پڑھتے رہے یہانتک کہ صبح ہوگئی
ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے ایک رات ایک ہی آیت پڑھی کہ اسی سے رکوع کرتے اور سجدہ کرتے اور وہ قولہ تعالیٰ ان تعذبہم فانہم
عبادک الآیۃ ہے پھر جب صبح ہوئی تو مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ یہی آیت پڑھتے رہے رکوع اسی سے اور سجدہ اسی سے کرتے یہانتک کہ صبح
ہوگئی تو فرمایا کہ مین نے اپنے پروردگار سے اپنے واسطے شفاعت کی درخواست کی تو مجھے عطا فرمائی اور وہ انشاء اللہ تعالیٰ ملنے والی ہے ایسے شخص کیواسطے
جس نے اللہ تعالیٰ کیساتھ کسی چیز کو شریک نہ کیا ہو۔ رواہ احمد۔ اور دوسری روایت طویل مین ابوذرؓ سے ہے کہ پھر جب صبح ہوگئی تو مین نے عبداللہ بن مسعودؓ
کو اشارہ کیا کہ آنحضرت صلعم سے دریافت کرکہ رات یہ کیا بات تھی تو ابن مسعودؓ نے کہا کہ مین آپ سے کوئی سوال نہ کرونگا حتی کہ خود ہی مجھ سے فرمادین
تب مین نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہون رات آپ ایک ہی آیت دوہراتے رہے حالانکہ آپ پر قرآن نازل ہوا اور اگر ہم مین سے
کوئی ایسا کرتا تو ہم آپس مین اسپر کچھ مضائقہ جانتے۔ تو فرمایا کہ مین نے اپنی اُمت کیواسطے دعا کی تھی تو عرض کیا کہ آپ کو کیا جواب ملا تب فرمایا کہ
ایسا جواب ملا کہ اگر بہتیرے ان مین سے مطلع ہوجاوین تو نماز چھوڑ دین (یعنی جو نا سمجھ لوگ ہین) مین نے عرض کیا کہ بھلا مین لوگون کو خوشخبری نہ دیدون
فرمایا کہ ہاں دیدے پھر مین ایک پتھر پھینکنے کے انداز بھر دور گیا ہونگا کہ عمرؓ نے آکر عرض کیا کہ اگر آپ یہ خوشخبری دیدین گے تو لوگ عبادت چھوڑ دینگے
یعنی انجام کار گمراہ و مشرک ہوکر محروم ہوجاوینگے) تو آواز دیکر مجھے واپس بلا لیا۔ رواہ احمد۔ اور عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ [illegible]
پڑھا قول عیسیٰؑ۔ ان تعذبہم فانہم عبادک وان تغفر لہم الآیۃ۔ پھر اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھائے اور کہا کہ اللہم اُمتی یعنی میرے پالنے والے [illegible]
میری اُمت کی طرف نظر رحمت فرمایا اور روئے۔ پس اللہ تعالیٰ نے جبرئیلؑ کو حکم دیا کہ محمد کے پاس جا اور پروردگار خوب جانتا ہے [illegible]
کہ کیون روتا ہے پس جبرئیلؑ نے حضرت صلعم سے آکر پوچھا تو حضرت صلعم نے جبرئیلؑ کو اپنے قول سے آگاہ فرمایا تو اللہ عزوجل نے [illegible]
حکم دیا کہ جاکر محمد صلعم سے کہدے کہ ہم عنقریب تیری اُمت کے معاملہ مین تم کو رضامند و خوش کردینگے اور تجھکو ناخوش نہ کرینگے

Marfat.com

[illegible] بن عمرو بن الحرث عن بکر بن سوادة عن عبد الرحمن بن جبیر عن عبد اللہ بن عمرو تحدیثاً۔ اور حدیث حذیفہ بن الیمان [illegible] میں ہے اور حدیث عائشہ و حدیث دیگر صحابہ جو صحاح و سنن میں ہیں اسکی مؤیدات ہیں واللہ سبحانہ اعلم والحمد للہ رب العالمین۔ اور یہ [illegible] اسلام و ایمان کو عمدہ بشارت و خوشخبری ہے لیکن افسوس ہے کہ اس زمانہ میں اہل اسلام نے اپنے کو شرک میں مبتلا کر ڈالا اے لوگو شرک سے بچو [illegible] تمہارے اور گناہ کتنے ہی بڑے ہوں وہ آسان ہیں لیکن شرک سے بچو۔ ذرا غور کرو کہ حدیث ابوذر و حدیث عبد اللہ بن عمرو میں کس قدر [illegible] و خوشی ہے لیکن یہ شرط مذکور ہے کہ وہ کچھ شرک نہ کرتا ہو پس کیا خوشخبری ہے اس قوم و ان لوگوں کے واسطے جو بدون شرک کے اس دنیا سے خوش حال گذر گئے والسلام علی من اتبع الہدیٰ ف۔ **قال فی العرائس** قولہ تعالیٰ واذ قال اللہ یا عیسی بن مریم ءانت قلت للناس الآیۃ [illegible] تعالیٰ سبحانہ نے عار و ملامت دلائی ان لوگوں کو جو کہتے ہیں کہ شرک کرنے کو عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اور کہتے ہیں کہ ان اللہ ثالث ثلثۃ۔ پس اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے برملا ظاہر کر دیا کہ عیسیٰ علیہ السلام اس بہتان سے بری ہے چنانچہ عیسیٰؑ کا قول ہے۔ قال سبحانک ما یکون لی ان اقول ما لیس لی [illegible]۔ اور نیز اسمیں لطیف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عز وجل نے کافروں کو ان کے دروغ و بہتان باندھنے میں مخاطب نہیں فرمایا کہ وہ توحید اسلام سے [illegible] ہو کر شرک و ضلالت میں پڑ گئے فقط اتنا نام رہگیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے پیرو ہیں تو ان کافروں کے بارے میں اپنے رسول پاک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مخاطب کیا اور اسکے ضمن میں کافروں کو ایک ایک شرم و ملامت کے باوجود قطعاً معلوم ہو گیا کہ وے لوگ بری طرح شرک و گمراہی میں پڑے تھے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے بہت سی نعمتیں عطا فرمائیں۔ اور کافروں کو مردود کر کے فقط عیسیٰؑ کے خطاب کرنے میں ایسی ہی بات ہے جیسے دنیا میں بادشاہوں کا یہ طریقہ الہام ہو گیا کہ جب کسی قوم سے خطاب کرنا منظور ہوتا ہے تو ان میں سے کسی بڑے شخص سے خطاب کرتا ہے اور مراد اس تمام قوم سے خطاب ہوتا ہے اور نیز اسمیں اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو مقام عظمت و کبریائی کے تحت میں پہونچا کر اس خطاب سے جو آثار حدث ہیں اُن کو [illegible] میں فنا کر دے اور اگر اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہوتا تو اس خطاب عزیز و جلیل سے سرفرازی حاصل نہ ہوتی اور یہ قرب منزلت بجناب رسالتماب [illegible] صلعم ہے اور حدیث صحیح میں ہے کہ میں اولیٰ ہوں عیسیٰ بن مریم کیساتھ کہ میرے و اس کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے۔ شیخ عبد العزیز المکی رح نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت نہ ہوتی کہ عیسیٰؑ کو ثابت رکھا تو وہیں شرم و خجالت سے پانی ہو جاتے اور یہ شرم اُن کو اس قدر بھاری نظر آتی تھی کہ اگر اُن سے کہا جاتا کہ یہ عتاب دیا جائے یا آگ تو شاید وہ آگ کو اختیار کر لیتے اور جنھوں نے دنیا میں اُن کو شریک بنایا وہ اُس دن ایسا ہولناک غضب ہی غضب چھایا ہوا دیکھیں گے کہ اسوقت اُن کو سوجھے گا کہ اگر تمام دنیا بھر آگ میں جلتی رہے تو اس سے بہتر تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی طرف [illegible] کی نسبت کریں۔ ابن عطا رح نے کہا کہ انبیاء علیہم السلام سے جو سوال کیا گیا اور اُنھوں نے عرض کیا کہ لا علم لنا۔ تو یہ دہشت و عظمت [illegible] کیونکہ اسمیں اظہار عظمت کا سوال تھا پس دہشت سے ادب کی راہ چلے اور عیسیٰ علیہ السلام سے جو سوال ہے وہ خود عیسیٰ کا قصہ و حال ہے پس [illegible] نہیں پس عیسیٰؑ کے حق میں جو کافروں نے کہا تھا اُس سے اپنی بریت اور اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی تنزیہ و پاکیزگی بیان کی شیخ نے کہا [illegible] ایک اور بات ظاہر ہوئی اور وہ یہ ہے کہ عموماً خطاب رسولوں میں تو عیسیٰؑ بھی شامل ہیں اور وہاں مقام ہیبت و عظمت تھا پس مبہوت [illegible] ساکت ہے پھر جب مقام انبساط میں لا کر عیسیٰ علیہ السلام کو مخصوص خطاب کیا تو مشاہدۂ جمال میں منبسط ہو کر بول اُٹھے اور سکوت نہیں کیا [illegible] شاید حاصل معنی یہ ہیں کہ مقام عظمت و ہیبت میں سب رسل خاموش رہیں گے اور پھر مقام مشاہدۂ جمال و انبساط میں لائے جائیں گے [illegible] کرینگے اور عیسیٰ علیہ السلام بھی منجملان کے مقام پر بولیں گے۔ قولہ تعلم ما فی نفسی و لا اعلم ما فی نفسک یعنی میرے نفس میں جو [illegible] تنزیہ و تقدیس و تعظیم و اجلال اس طرح ہے کہ ہر ضد و ند و شرک و شریک و ہر چیز جو تیری شان کے لائق نہیں ہے سب سے

تیری تقدیس ہے جیساکہ سبحانک کہکر اظہار کیا۔ پھر کہان سے مین ایک شریک بناتا اور کہان یہ کہ کافر و مشرک ہنان [illegible]
بنائے۔ نعوذ باللہ۔ تو پاک علام الغیوب ہی ہے بس جو کچھ میرے نفس مین توحید و اجلال ہے وہ میرے پاک پروردگار تو [illegible]
نزلا علم ما فی نفسک یعنی جو عیب اور غیب الغیب و بکر القدم تیرے غیب مین ہے وہ مجھے نہین معلوم ہے اور نیز جو تیری ذات مین کنہ قدیم [illegible]
مجھے نہین معلوم ہو سکتا قال المترجم اس مین اشعار ہے کہ کوئی بندہ مومن کسی حال مین ذات و صفات باری تعالی مین غور و فکر نہ کرے ورنہ گمراہ ہو جائیگا [illegible]
کرے کہ رسول اللہ صلعم نے جو صفات و توحید فرمائی ہین وہ حق ہین بدون اسکے کہ ان کی کیفیت کی فکر مین بھٹکے کیونکہ عیسی علیہ السلام کے مانند بزرگ [illegible]
اس کیفیت سے لاعلم ہے۔ فافہم۔ شیخ حسین رحمہ اللہ نے فرمایا کہ تعلم ما فی نفسی یعنی تو میرے نفس کے کنہ و ماہیت سب سے خوب واقف ہے تو دانا ہے کیونکہ
تونے ہی اسکو ایجاد کر دیا ہے اور مین تیری ذات پاک کے علم سے خبردار نہین ہو سکتا کیونکہ وہ ادراک سے باہر عالی متعالی ہے ہان معرفت توحید
آگاہ ہون۔ قال المترجم بعض علماء تصوف نے علم ذات بھی جائز رکھا ہے جیساکہ شرح مثنوی و می از بحر العلوم مین مذکور ہے لیکن یہ قول خلاف تحقیق
ہے اور ظاہر از بانی باتین کرنے والون کو وہم ہوا اور مراد ان علماء کی یہ ہو گی کہ بعض متشابہات مانند علم روح وغیرہ کے علم توحید حاصل ہونے پر بطریق
معرفت و انکشاف حاصل ہوتے ہین اور کنہ صفات نہین ممکن ہے بھلا ذات پاک کا کیا ذکر ہے اور شیخ روزبہان رحمہ اللہ صاحب عرائس نے اسکو
جا بجا مصرح بیان کیا ہے۔ فافہم۔ اور شیخ جنیدؒ نے قولہ تعلم ما فی نفسی الخ مین کہا کہ جس حال پر مین ہون اور جو کچھ معرفت مجھ مین ہے سب تو جانتا ہے اور جو
علوم و عنایت تیری مجھ پر ہے اس مین سے مین اسی قدر کے سوائے جس سے مطلع ہوا اور مجھ مین ہے اور مین کچھ نہین جانتا ہون۔ سہل رحمہ اللہ نے کہا کہ جو
تونے میرے نفس مین ودیعت رکھا کہ اس سے مین بھی نہین واقف ہون وہ تو دانا ہے اور جو تیرے غیب مین ہے وہ مین نہین جانتا ہون۔ قال المترجم
اچھا قول ہے قال علی بن موسی عن ابیہ عن ابی جعفر الباقر۔ تو میری کیفیت سے واقف و دانا خوب جانتا ہے اور مین تیری کیفیت سے اور جس طرح وہ کیفیت
ہے تیرے واسطے اسکو مین کچھ نہین جانتا ہون قولہ ما قلت لہم الا ما امرتنی بہ یعنی مین نے اُن سے یہی کہا کہ اللہ تعالی پروردگار قدیم میرا تمہارا پیدا کرنیوالا
ہے اسکو فرد واحد جانو اور غیر کو درمیان سے دور کر دو۔ اور یہی فرمایا۔ ان اعبدوا اللہ ربی وربکم۔ اسمین اپنی قوم کے رب ہونے کے ساتھ یہ بھی بیان
کر دیا کہ وہ میرا پروردگار بھی ہے۔ تاکہ کمال کے ساتھ واحد قدیم لاشریک کی توحید کامل بیان ہو اسکا کوئی ضد و ند نہین ہے بلکہ کسی کو اس سے مشابہت
بھی نہین ہے قولہ وکنت علیہم شہیدا یعنی دنیا مین ان کی فرمانبرداری و نافرمانی پر اور بعض پوشیدہ اسرار پر جو تونے مجھے بتلائے تھے کہ فلان منافق ہے
اور فلان ایسا ایسا ہے۔ اور نیز یہ معنی کہ کنت علیہم شہیدا ما دمت فیہم یعنی وحی و رسالت جبتک ان کو پہونچا تھا تب تک اُن کی طرف میری توجہ تھی
کہ اُن سے وقوف تھا اور پھر جب تونے مجھ سے اکوان یعنی حوادث کو فنا کر دیا بایں طور کہ بالکل تیرے مشاہدہ مین مستغرق اور اسی طرف ہو گیا تو اکوان
و حوادث کی خبرین مجھ سے بند و غائب ہو گئین چنانچہ فرمایا قولہ فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم۔ حاصل آنکہ جس چیز کا ظاہر و باطن بالکل تونے پیدا کیا
اور تو قدیم ہے کہ تیرا احاطہ ہر ذرہ ذرہ پر ہے تو تجھ پر اپنی مخلوق کیونکر پوشیدہ ہو سکتی ہے اور اس آگاہی سے وہ بندہ البتہ عاجز ہو گا جو مخلوق حادث
جو تیرے انوار مشاہدہ مین از خود رفتہ ہو جائے جیسے مین بندہ ہون کہ تونے مجکو میری خودی سے اپنی طرف فانی کر لیا۔ قال بعضہم فی قولہ ما قلت لہم الا ما
امرتنی بہ۔ یعنی مجھے زبان بولنے کی کہان سے مل سکتی ہے لیکن اسی قدر بول سکتا ہون جسقدر تیری اجازت ہو و قد قال تعالی من ذا الذی یشفع عندہ
الا باذنہ۔ مترجم کہتا ہے کہ اشارہ یہ ہے کہ اہل توحید بالکل فانی ہوتے ہین ان کی گویائی و حرکت سب بقوت قدم ہے پس بندہ صادق نے
عرض کیا کہ اپنے و اپنی مان کے معبود بنانے کو مین کہہ نہین سکتا تھا کیونکہ تونے تو عبادت پروردگار کا حکم دیا [illegible]
فانی کیونکر اور کچھ کہہ سکتا تھا جو تونے نہین فرمایا ہے۔ فافہم قال بعضہم فی قولہ فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم یعنی جب [illegible]

Marfat.com

سالت کا بوجھ اُٹھالیا تو پھر توہی ان پر نگہبان ہا کہ اپنے احکام قضا و قدر سے جو تو نے جاری کیا وہ توہی جانتا ہے۔ شیخ ابوبکر فارسیؒ نے اس آیت مین بیان کیا کہ جو بندہ موحد ہوتا ہی سب چیز اس کی نظر سے ساقط ہو جاتی ہے لہذا اسکو سوائے حق کے کچھ نظر نہین آتا ہے اگر او تعالی اسکو آگ مین ڈالدے تو اسکو وہی دہان ہے وہ اس سے نکلنے کی خواہش ہی نہ کریگا اسواسطے کہ دیدار حق اُسکا وطن ہے اور نجات و ہلاک ایک آنکھ سے ہے جو کچھ حجاب تھا اُس نے چشم تفرید سے مٹادیا اور مخاطب یعنی خطاب کرنیوالا اور مخاطب یعنی جسکو خطاب کیا وہ ایک ہی ہوگیا اور بات یہی رہگئی کہ حق عزوجل نے بذات پاک خود اپنے آپ کو اپنے واسطے خطاب فرمایا۔ **قال المترجم** مرتبہ توحید و تفرید مین بقا فقط ذات حق حی القیوم کو باقی ہی اور ممکن و مخلوق از خود فانی ہوتا ہے اور جملہ صفات اسکے فانی ہوجاتی ہین اور بقا اسکو بصفات حق عزوجل ہوتی ہی اور یہ معنی نہین ہین کہ یہ مخلوق جاکر خالق سے متحد ہوجاتا ہے کیونکہ یہ محال ہے اور جو ایسا اعتقاد کرے وہ کافر گمراہ ہے اسکو حقیقت سے خبر نہین اور نہ کبھی خبر ہوگی ہان کیفیت اسکی عارف باللہ تعالیٰ جانتا ہے عوام کی سمجھ سے خارج ہے وقد قال الشیخ قد تاہت العقول و درست الرسوم و بطل ما کانوا یعملون عقلین حیران ہوگئین اور اسمین مٹ گئین اور جو کرتے تھے باطل ہوگیا اور یہ جو مترجم نے ذکر کیا ہی تمام بسط سے مولوی بحر العلوم نے شرح مثنوی روم مین بیان کیا ہے اور خود شیخ اکبرؒ نے فصوص الحکم وغیرہ مین تصریح کردی ہی کہ انقلاب ماہیت ممکن کا واجب کی طرف نہین ہوتا بلکہ ممکن بندہ و مخلوق وہی رہتا ہی جو تھا یہ صرف فنا و بقا ہے اور وصول بدرگاہ مولی جل و علا اور یہ صرف زبانی باتون اور حواس والی عقل کے لنگڑے گھوڑے دوڑانے سے حاصل نہین ہوتا اور نہ عقل یہان کام کرتی ہی جیسا کہ شیخؒ نے بیان کیا اور مولوی جامیؒ نے شرح فصوص الحکم کی منہیہ مین تصریح کردی کہ جو لوگ راہ شریعت پر ٹھیک قائم ہوکر حقیقت کو طے کرکے وہان نہ پہونچین اور اس فضل آلہی سے ان کو حصہ نہ ملے تو زبانی باتون سے وہم و قیاس کرنے مین گمراہ ہون گے اور اُمید نہین کہ خاتمہ بخیر ہو بس عوام کو واجب و فرض ہی کہ فقط راہ شریعت پر مستقیم قائم ہون اور جب راہ حقیقت پر اللہ تعالیٰ پہونچادے تو وہان سے البتہ کسی قدر تمیز ان کو حاصل ہوگا۔ شاہ ابوالحسنؒ نے خوب کہا ہے ہ ولایت اور صلاحیت تو دور ÷ پہلے تو مومن تو ہوا بے شعور ÷ اور امر عظیم اسرار و حقائق ہین ہر ابجد خوان کو کب مذاق شعر و سخن سمجھایا جاسکتا ہی اور ہر گنوار کب شرح دقائق سے خبردار ہوگا فاستقم واللہ الموفق والمعین قولہ ان تعذبہم فانہم عبادک و ان تغفر لہم فانک انت العزیز الحکیم ۵ آیۂ کریمہ ایک عجیب اسرار پر مبنی ہی اور اس سچے بھید پر اہل دل فریفتہ ہوتے ہین و لیکن بیان ہی اسیقدر ہے کہ آیت سے ہرگز یہ مراد نہین کہ نصاری جو حالت شرک مین ہین اگر تو اُن کو بخشدے تو عزیز الحکیم ہے بلکہ اہل تفسیر نے اتفاق کیا کہ مشرکون کو اللہ تعالیٰ ہرگز نہین بخشیگا یعنی جو مشرک کہ حالت شرک پر مرگئے وہ ہرگز مغفور نہین اور یہ اگلے و پچھلے تمام مسلمانون سب کا مذہب ہی اور تمام انبیا و تمام اُمتین سابق جو مسلمان گذرے ہین وہ سب اس امر پر متفق تھے کہ مشرک نہین بخشا جائیگا۔ اور یہان مجھے ایک لطیفہ نظر آتا ہی وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول عیسی علیہ السلام کی زبان پر ایسا سر مکتوم جاری کردیا جو تمام خلائق کے دلون پر مخفی ہے سوائے ان [illegible] کے جو خالص السر ہین اور یہ محال ہے کہ عیسی علیہ السلام پر یہ بات پوشیدہ رہی ہو کہ جو مشرک مرا وہ مغفور نہین ہے اور یہ تو ظاہر شرع مین صریح وارد ہی بلکہ یہ گفتگو از عالم سر المکتوم فی الغیب وفہم اہل خطاب ہے گویا اس سے اشارہ کیا جس طرف ابن عباس و ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے اشارہ کیا فی قولہ تعالیٰ خالدین فیہا ما دامت السموات والارض پس ان دونون صحابیون نے اشارہ کیا کہ دوزخ کو حکم ہوگا کہ ان لوگون کو کھاکر فنا کردے پھر نئے سر سے پیدا کئے جائینگے۔ اور ابن مسعودؓ نے کہا کہ جہنم پر ایک ایسا زمانہ آویگا کہ اُسکے دروازہ بند ہون گے کہ اسمین کوئی نہ ہوگا اور یہ بعد اسکے کہ دوزخی اسمین احقاب یعنی بہت سے حقبہ رہین گے اور شعبی رحمۃ اللہ نے کہا کہ جہنم ایسی چیز ہے کہ بہت جلد آباد اور بہت جلد خراب ہوگی۔ تو نہین دیکھتا کہ لفظ کی صورت کیونکر ہے ان تعذبہم یعنی اُن کے کفر پر اگر تو اُن کو عذاب کرے۔ فانہم عبادک یعنی بجا و درست ہی کیونکہ وہ سب تیرے ہی ملک ہین و ان تغفر لہم۔

Marfat.com

یعنی جیسے امروزہ دنیا میں ہیں تر تجھے کون مانع ہے۔ فانک انت العزیز یعنی بادشاہت میں ایک اکیلا تو ہے اور
الحکیم۔ اپنے حکم و مشیت و مراد و حکم جاری کرنے میں حکمت والا ہے۔ اور ہم اس سے زیادہ اس مقام پر کچھ لکھ نہیں سکتے کیونکہ
قال المترجم۔ جو آثار ابن عباس و ابن مسعود و شعبی سے نقل کئے انکا بیان اسی آیت کی تفسیر میں مع توضیح آویگا جس کا
جو مقام تخلیص و تلبیس ہے و بالجملہ یہ تو معلوم ہوا کہ اہل النار ہمیشہ آگ میں رہیں گے اور خلاص نہیں اور موت بھی نہیں ہے اور دار آخرت
و پائدار ہو وہاں فنا نہیں ہے اور شیخ اکبر رح وغیرہ نے تصریح کر دی ہو کہ تبدیل جلود اور جلکر نئے سرے دوزخ میں اُن کے جسم تیار ہو جانے میں بھی انکی
رحمت ہو۔ فافہم۔ اور نیز ان تعذبہم یعنی دعویٰ معرفت سے عذاب دے بایں طور کہ اپنی عظمت کی حیرت و فنا میں ڈالے تو بندے ہیں اور اگر ان کی
مغفرت کرے تو ان کو مقام التباس میں ڈالدے کہ صفت وحدانیت سے تیرا ادراک نہ کریں اور حجاب حظوظ میں پڑے رہیں۔ و واقدی نے کہا کہ
اگر اُن کو تقصیر طاعت پر عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اقرار کرتے ہیں کہ ہم سے قصور ہوا اور اگر اُن کے گناہ بخشدے تو عزیز الحکیم ہے
بعض نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام نے اُمت کیواسطے انبساط سوال میں نہیں کیا اور حق تعالیٰ سے محاکمہ چھوڑا اور ہمارے نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
برابر شفاعت فرما دینگے اور اُمتی اُمتی کیے جاوینگے یہان تک کہ تمام اُمت کے حق میں قبول ہو اور یہی وہ مقام محمود ہے جس کے آنحضرت صلعم
مخصوص ہیں اور اسی پر اگلے پچھلے غبطہ کرین گے کہ آپ برابر انبساط کئے جاوین گے اور حق جل و علا فرماویگا کہ ہاں تو کہہ تیری بات
سنی جائیگی اور سفارش کر تیری سفارش مقبول ہوگی۔ والحمد للہ رب العالمین۔

قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ؕ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

فرمایا اللہ نے یہ وہ دن ہے کہ کام آوے گا سچوں کو اُن کا سچ اُن کو ہیں باغ جلکے نیچے بہتی نہرین

الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝

رہاکرین اُن میں ہمیشہ اللہ راضی ہوا اُن سے اور وہ راضی ہوئے اُس سے یہی ہے بڑی مراد ملنی

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِيْهِنَّ ؕ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ ع ۵ ۱۶

اللہ کو سلطنت ہے آسمان و زمین کی اور جو اُن کے بیچ ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

قال اللہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ف بعض نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے جواب کے طور پر فرمایا اور بعض نے کہا کہ مطلقاً اخبار ہے اور اول اظہر ہے ھٰذا
یوم ینفع الصٰدقین صدقہم یہ وہ دن ہے کہ کام آویگا سچوں کو اُن کا سچ ف یعنی یہ روز قیامت دن اُسکا ہے کہ نفع دیوے
ان لوگوں کو جو دنیا میں سچے تھے مانند عیسیٰ علیہ السلام وغیرہ کے ان کی سچائی اسلئے کہ یہی بدلے کا دن ہے۔ ابن عباس رض نے کہا کہ صادقین
یعنی موحدین اور مصداق اس کے انبیاء و مومنین ہیں کیونکہ کفار و مشرکین کو سچ بولنا آخرت میں کچھ نافع نہیں بلکہ اُن کو دنیا میں اسکا بدلا مل جاتا
ہے اگر مشیت الٰہی میں مقدر ہو۔ پھر اللہ عز وجل نے ان کے صدق کے نفع و ثواب کو ذکر فرمایا بقولہ۔ لہم جنّٰت تجری من تحتہا
الانہٰر خٰلدین فیہا ابدًا۔ ان کو ہیں باغ جن کے نیچے بہتی نہرین رہاکرین اُسمین ہمیشہ ف یعنی اُن کے صدق اور اطاعت کے بدلے
جزا ہے۔ اور یہ کیون بس فرمایا بقولہ رضی اللہ عنہم۔ اللہ اُن سے راضی ہوا ف یعنی اُن کے مطیع ہونے سے او تعالیٰ
ان سے راضی ہوا اور صحاح میں احادیث میں مصرح ہو کہ جنت ملنے کے بعد او تعالیٰ فرمائیگا کہ بڑی نعمت زائد یہ ہو کہ میں تم سے راضی ہوا
اب کبھی تم پر خشم نہ ہوگا۔ ورضوا عنہ اور وہ راضی ہوئے اس سے ف یعنی او تعالیٰ کے ثواب و انعام سے مومنین سب کے سب

عنہ راضی ہوں گے اور یہ بھی احادیث صحاح میں مصرح ہے ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ۔ یہی ہے بڑی مراد ملنی ف یعنی یہ فوز عظیم ہے اور خود ظاہر ہے کہ اس سے بڑھکر کیا فوز ہوگا کہ مالک خالق جل جلالہ راضی ہے اور مفسرؒ نے فرمایا کہ جو لوگ دنیا میں جھوٹے تھے ان کو قیامت کے روز سچ بولنا نفع نہ دیگا جیسے کافر لوگ کیونکہ وہ عذاب کو آنکھوں دیکھکر ایمان لائے اور سچے بنے ہیں اور عمل و طاعت کا مقام دنیا تھی وہ گذر گئی۔ لِلّٰہِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اللہ کو سلطنت ہے آسمان و زمین کی ف مثل بارش اور اگنی و رزق وغیرہ کے خزانے سب اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں وَمَا فِیْھِنَّ اور جو کچھ آسمانوں و زمین میں ہے ف خواہ عقل دیا گیا ہو یا نہ ہو اور مَا موصولہ جو غیر عاقل کے واسطے مشہور ہے وہ فرمایا اور مَن نہیں فرمایا اسمین غیر عاقل کی تغلیب ہے۔ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اور وہ ہر شی پر قادر ہے ف اور منجملہ ہر شئے کے یہ بھی ہے کہ صادق و موحد کو ثواب دینا اور کاذب و کافر کو عذاب کرنا۔ اگر کہا جاوے کہ کل شئ تو ذات باری تعالیٰ بھی ہے کیونکہ فرمایا ای شئ اکبر شہادۃ یعنی از راہ شہادت کے کون چیز سب سے بڑی ہے قل اللہ کہدے کہ اللہ تعالیٰ ہے پس معلوم ہوا کہ شئ کا اطلاق ذات باری تعالیٰ پر بھی ہے تو مفسرؒ نے جواب دیا کہ عقل نے اس کلیہ میں سے ذات الٰہی کو خاص کر لیا پس اپنی ذات پر قادر نہیں ہے اور حق یہ ہے کہ ذات باری تعالیٰ میں ایسی بحث کرنا لغو ہے کیونکہ شئے کا لفظ اطلاق کرنا اور نہ کرنا صرف لفظی مفہوم ہے اور معنی میں ذات پاک حضرت حق تعالیٰ وہم و قیاس و گمان و عقل سب سے عالی متعالی ہے پس عقل کو تخصیص و عدم تخصیص کی یہاں کچھ بھی مجال نہیں ہے اور رہا یہ امر کہ ذات او تعالیٰ اس کی قدرت کے تحت میں داخل ہے یا نہیں تو کسی مجنون کے خیال میں بھی نہ ہوگا کہ ذات کیونکر صفت کے تحت میں ہوگی کیونکہ رتبہ ذات مقدم از رتبہ صفت ہے علاوہ برایں یہ ایک نقص ہے جو جناب باری تعالیٰ کی شان میں قطعاً محال ہے بالجملہ ایسی لاطائل بحث سے رجوع کر کے تفسیر کی طرف متوجہ ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت خاتمہ میں تحقیق حق فرمائی اور نصاریٰ کے دروغ و بہتان پر تنبیہ کر دی کہ جس نے عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا یا عیسیٰ اُن کی ماں کو دو خدا جھوٹے منہ سے کہا وہ محض غلط ہے تمام ملک آسمان و زمین و جو ان میں ہے وہ فقط اللہ تعالیٰ ہی کا ہے عیسیٰ یا کسی مخلوق کا نہیں ہے اور ہر شئ کہ جو اس کے مقدور میں ہے اور اسکی مملوک ہے وہ خدا کیونکر ہو سکتی ہے بلکہ مملوک ہے کہ وہ تعالیٰ جل جلالہ جس طرح اسمیں چاہے تصرف کرے خواہ مارے یا جلاوے جو چاہے حکم کرے اس کی مشیت و ارادت میں کسی کو دخل نہیں ہے نہ اُس کا کوئی شریک نہ نظیر نہ وزیر نہ عدیل نہ فرزند نہ جورو۔ پاک ہے وہ ہر عیب و نقص کی بات سے اور وہی معبود برحق ہے اس کے سوائے کوئی معبود نہیں ہے ف قال فی العرائس۔ قال اللہ ہذا الیوم ینفع الصادقین۔ ان کی سچائی یہ تھی کہ قدم میں حدوث کو فانی دیکھا کیونکہ اُنھوں نے حق تعالیٰ کو نہ پایا مگر اسی طرح کہ اس کے ادراک سے عاجزی ظاہر کی پھر جب عاجزی سے پہلے یا عاجزی کے بعد اسکو نہ پایا مگر اسی طرح کہ اسی کے فضل سے حصول ہوا تو اقرار کیا کہ اس کی معرفت سے بندے عاجز ہیں اور یہی ان کی معرفت کمال ہے اور یہی صدق ہے جو اللہ تعالیٰ نے اُن کے واسطے ذکر فرمایا ہے پس یہی عاجزی اُن کو اسوقت نافع ہوگی جبکہ عظمت و عزت کے آفتاب کا ظہور ہوگا پس ان کی فنا میں ان کی دستگیری ہوگی اور او تعالیٰ صفت بقا سے اُن کو ملبوس فرماویگا حتی کہ ہمیشہ بلا حجاب و عتاب کے حق عزوجل کے ساتھ باقی رہیں گے حسینؒ نے اس آیت میں کہا کہ جو بندہ احکام قضا و قدر کے تحت میں یقین کیساتھ اپنے آپکو محکوم جانتا ہے اور موافق حکم الٰہی و سنت رسول کے صدق و اخلاص سے چلتا ہے اور اپنے عجز و افلاس و تقاصی کا یقین رکھتا ہے اسکے صدق کے مقابلہ میں اسکا جہل و تقصیر عبادت فرد ہوگا اور اسکو صدق کا ثواب یہ ملیگا جو فرمایا بقولہ لھم جنات۔ اے ذات پاک کے مشاہدہ کے جنتیں جس کے زیر سایہ صفات کی نہریں رواں ہیں اور یہ اس طرح ملیں گی کہ لحظہ بلحظہ اسکو تجلی ہوگی۔ قولہ خالدین فیہا ابداً اس سے متصف باقی رہیں گے۔ ابداً۔ اے بلا انقطاع اور قولہ رضی اللہ عنہم یعنی قدم میں فانی ہو جانے کے بعد ادراک و وصول قدم میں متحیر پاکر یہ رضا اُن پر جاری ہوئی۔ ورضوا عنہ۔ کیونکہ یہ مشاہدہ و خطاب پایا جس کے مثل و نظیر نہیں ہے اور یہ رضا ہے کہ کشف قدم کے

Marfat.com

ابواب اُن پر بند نہ ہون گے۔ اور جس حال مین ہین باقی رکھے جائین گے اور اگر وہ جانتے کہ پہلے بہشتیان ہین تو جو رحمت
سو جو اس کو پہچانتا وہ کیونکر اُس سے سکون کر سکتا ہے اگرچہ جس کو فضل سے عطا رمشاہدہ ذات بلا حجاب ہے وہ حالت
پر پہونچا ہے کیونکہ وہ مشاہدہ اور یہ مشاہدہ یکسان نہین ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کا فضل و رحمت نہ ہوتی تو سلطان
جاتے اور باقی نہ رہتے پس ان کو باقی رکھنا اور فنا ر سے نجات دینا اور مشاہدہ کی نعمت سے سرفرازی یہ فوز عظیم ہے
والارض۔ اپنے ساتھ مخصوص فرمایا اور سب مخلوق سے نفی کی کہ وہی موجد و خالق ہے پس وہی معبود و جامع صفات کمال ہے
جو مخلوق و بندہ ہے اُس کی قدرت کے تحت مین مطیع ہے۔

## سورة الانعام مكية الا وما قدروا الله الآيات الثلث والا قل تعالوا الآيات الثلث مائة وخمس وستون آية

سورہ انعام مکہ مین ہجرت سے پہلے نازل ہوئی سوائے قولہ وما قدروا اللہ سے تین آیتون تک اور سوائے قولہ قل تعالوا سے تین آیتون تک اور اس سورہ کی سب آیتین ایک سو پینسٹھ (۱۶۵) ہین اور بعض شمار سے ایک سو چھیاسٹھ (۱۶۶) ہین قال ابن کثیر عوفی و عکرمہ و عطاء نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ سورۃ الانعام مکہ مین نازل ہوئی۔ یوسف بن مہران عن ابن عباس سورۃ الانعام مکہ مین رات مین پوری ایکبارگی نازل ہوئی اس کے گرد ستر ہزار فرشتے تسبیح کرتے تھے رواہ الطبرانی و ابن مسعودؓ سے بھی یہی تعداد فرشتون کی ہونا مروی ہے۔ جابرؓ نے کہا کہ جسوقت سورہ انعام اُتری تو رسول اللہ صلعم نے تسبیح پڑہی اور فرمایا کہ اس سورت کی مشایعت مین اس کثرت سے فرشتے ہین کہ افق کو ڈھانپ لیا ہے رواہ الحاکم وقال صحیح علی شرط مسلم اور یہ آپ نے قبل نزول وحی کے آسمان کی طرف نظر کر کے فرمایا ہے۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سورۃ الانعام نازل ہوئی اُس کے ساتھ ایک موکب ملائکہ کا تھا جس نے مشرق و مغرب کا افق بھر لیا تھا ان کی تسبیح کی آواز سے زجل تھا اور زمین گونج رہی تھی۔ رسول اللہ صلعم فرماتے تھے سبحان اللہ العظیم سبحان اللہ العظیم۔ رواہ ابن مردویہ اور ابوالشیخ و بیہقی نے بھی اسکو روایت کیا اور ابن عمرؓ سے قریب اس کے ابن مردویہ نے روایت کیا ہے اور اس کے فضائل مین ایک جماعت سے روایات ہین قال القرطبی علماء نے فرمایا کہ مشرکین وغیرہ کے ساتھ حجت کرنے اور ان کو قائل کرنے مین اور مبتدعین وغیرہ پر حجت کرنے مین اور جو بعث و حشر سے منکر ہین ان کو حجت سے قائل کرنے مین یہ سورہ اصل ہے اور اسی پر متکلمین نے اصول دین کو مبنی کیا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع ہے اللہ تعالیٰ کے نام پر جو بخشنے والا مہربان ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ۥ ثُمَّ

سب تعریف اللہ کو جن نے بنائے آسمان و زمین اور ٹھہرایا اندھیرا اور اجالا پھر

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ قَضٰٓى اَجَلًا ؕ وَاَجَلٌ مُّسَمًّى

یہ منکر اپنے رب کے ساتھ کسی کو برابر کرتے ہین وہی ہے جن نے بنایا تم کو مٹی سے پھر ٹھہرایا ایک وعدہ اور ایک وعدہ مقرر ہے

عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ۝ وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ ؕ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ

اُسکے پاس پھر تم شک لاتے ہو اور وہی ہے اللہ آسمان زمین مین جانتا ہے تمہارا چھپا اور کھلا اور جانتا ہے جو کماتے ہو

Marfat.com

الحمد للہ یعنی جمیع حمد ثابت ہے اللہ تعالیٰ کیواسطے ف۔ بعض نے الف لام جنس کا تجویز کیا اور بعض نے الف لام عہد کا یعنی حمد ملائکہ و رسل یا وہ حمد جو اللہ عزوجل نے خود اپنی ذات پاک کے واسطے فرمائی اور قدمنی تفسیر الفاتحہ مایغنی عن الاعادۃ ہہنا۔ اور اسمین دلالت ہے کہ حمد ثابت ہے اللہ تعالیٰ کیواسطے اگرچہ کوئی مخلوق حمد نہ کرے اور مقام مین متانت و رزانت ہے کہ عارف پرہیزگار متبع سنت کا قلب سلیم اس کو ادراک کرتا ہے بتوفیق اللہ سبحانہ۔ مفسر رح نے کہا کہ حمد وہ وصف جمیل ہے یعنی بھلائی کیساتھ تعریف کرنا اور یہ حمد لغوی ہے اور بعض نے استہزا نکالنے کیواسطے یہ زیادہ کیا کہ یہ وصف بقصد تعظیم ہو اور حمد اصطلاحی آنکہ وہ فعل جو مشعر و منجر ہو تعظیم منعم کا بجہت منعم ہو نیکے پھر مفسر رح نے کہا کہ اس جملہ مین تین احتمال ہین ایک یہ کہ جملہ خبریہ ہے اور مراد اس سے آگاہ کر دینا یعنی بندے آگاہ ہو جاوین کہ جمیع حمد اللہ تعالیٰ کے واسطے ثابت ہین یا یہ کہ اس سے تعریف ادا کرنا یا یہ دونون امر مقصود ہین اور کمالین مین کہا کہ درصورت ثنا ہونے کے جملہ انشائیہ منسلخ از معنی حقیقی ہوگا یعنی دراصل حقیقت تو جملہ خبریہ تھا مگر جب اس سے ثنا مقصود ہے تو وہ حقیقت سے خارج ہو کر جملہ انشائیہ کے معنی مین ہوا جیسے وہ صیغہ جو عقود مین مستعمل ہین چنانچہ مثلاً خرید و فروخت مین مین نے خریدا یا مین نے بیچا در اصل اخبار ہین مگر خارج ہو کر انشاء مین مستعمل ہین اور یہی شیخ ابن الہمام نے اختیار کیا ہے اور درصورتیکہ دونون امر مقصود ہین تو اس کی صورت یہ کہ جملہ خبریہ ہے اور اس کے مضمون سے ثنا بھی مقصود ہے پھر مفسر رح نے کہا کہ ان احتمالات مین سے زیادہ مفید تیسرا احتمال ہے جیسا کہ شیخ جلال الدین محلی رح نے سورۂ کہف کی تفسیر مین کہا ہے اور بعض نے کہا کہ اعلام و ثنا دونون مقصود ہونے کے یہ معنی ہین کہ لفظ تو خبر ہے اور معنی اسکے امر ہین کہ حمد کر و نقلہ مؤلف فتح البیان و فیہ نظر والاولیٰ ما قال صاحب الکمالین فتأمل۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنا وصف فرمایا۔ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وہ کہ جس نے آسمانون و زمین کو پیدا کیا۔ ف۔ یعنی سب چیز کو پیدا کیا جو دونون جہان مین موجود ہے لیکن چونکہ وہم و نظر کے بندے بہت ہین لہذا اُن کی نظر کے موافق خاصکر آسمان و زمین کو ذکر کر دیا کہ یہی دونون سب سے بڑی مخلوق نظر مین سماتی ہین اور اس سے اہل نظر استدلال کرین کہ جو ان بڑی بڑی چیزون کا خالق ہے وہ بڑی قدرت والا ہے اور جس نے پیدا کیا اُسی کی عبادت لائق ہے پس بڑی بے انصافی ہے کہ جس نے یہ انعام و فضل کیا اسکے سوائے کسی مخلوق کی بندگی کرین اور اپنے آپکو مخلوق کا بندہ ٹھہرائین اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون۔ یعنی جن و انسان کو اللہ تعالیٰ نے اسی واسطے پیدا کیا کہ خالص اُسی کی بندگی کرین اور جس نے پیدا کیا اُسی کے بندہ ہون۔ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ اور پیدا کر دیا اندھیرون اور نور کو ف۔ یعنی ہر اندھیرے کو اور نور کو پیدا کیا۔ اور ظلمات کو جمع فرمایا اور نور کو مفرد تو اسوجہ سے کہ اسباب ظلمت کے مختلف ہین اور طرح طرح کے اندھیرے ہوتے ہین حتیٰ کہ کفر و شرک کا اندھیرا ہے اور نور قسم واحد ہے حتیٰ کہ نور ایمان بھی اسمین داخل ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے دلائل مین سے ہے اور اسمین بہت سے فرقون کا رد ہے۔ اول فلاسفہ گمراہ کا جو کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ نے فقط عقل اول کو پیدا کیا اور اس سے سوائے ایک عقل اول کے اور صادر نہین ہو سکتا اور یہ صریح کفر ہے۔ دوم زندیق لوگون کا رد ہے جو کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ نے ظلمت و بدصورت چیزون کو نہین پیدا کیا بلکہ فقط خوبصورت و عمدہ چیزون کو پیدا کیا ہے اور یہی مجوس ایران کا مذہب تھا اور روافض اس ملک کے بھی اپنے باپ دادون کے خیال پر گئے کہ بُری باتون کو بندہ پیدا کرتا ہے حالانکہ بندہ مخلوق ہے وہ اپنی حرکتون سے اُن کو حاصل کرتا ہے۔ سوم ثنویہ کا بھی رد ہے جو نور و ظلمت کو قدیم کہتے ہین حالانکہ یہ دونون پیدا کی ہوئی حضرت خالق جل جلالہ کی ہین وہی سب کا خالق اور وہی معبود برحق ہے پھر بڑا سخت گنہگار وہ ہے جو اپنے خالق کے احسان کو بھول جائے اس طرح کہ اس نے پیدا کیا اور مخلوق کو اسکا شریک بنائے خواہ زبان سے یا اعتقاد سے یا افعال سے حالانکہ یہ دلائل وحدانیت صریح موجود ہین اسی واسطے فرمایا۔ ثُمَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ پھر یہ منکر اپنے رب کے ساتھ کسی کو برابر کرتے ہین۔ یعنی یہ دلائل صریح موجود ہونے کے باوجود جو مخلوق کافر ہوگئے ہین وہ اپنے پیدا کرنے والے کے ساتھ دیگر مخلوق مثل بت وغیرہ کو عبادت مین اپنے پیدا کرنے والے کے برابر کرتے ہین۔ پھر مخاطب کر کے

اُن کو سمجھایا اور جھڑکا کہ یہ تماشا ئے قدرت دیکھو اور شرک و کفر سے بچو اور اپنی فکر کرو کیس خواب خرگوش میں ہو یہ بیان ... [illegible]
یہاں خوار ہو گے۔ هُوَ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن طِينٍ وہی خالق معبود تمہارا پروردگار ہے جس نے تم کو مٹی گوندھی ہوئی ... [illegible]
تمہارے باپ آدم کو بدون کسی نسل کے بدون ماں و باپ کے اپنے دست قدرت سے مٹی سے پیدا کیا جس سے تم سب پیدا ہوئے ... [illegible]
تمہارے لئے ایک مدت مقرر کر دی ف کہ اس کے پورے ہونے پر تم مر جاتے ہو۔ ظاہر ہے کہ مرا تو اُسکا معاملہ سب اپنے خالق ... [illegible]
اُس نے چند روزہ زندگی میں بت پرستی و شرک بداعمالیوں و نافرمانیوں سے اپنے آپ کو خوار کر کے اپنے خالق کا غضب لیا کہ ... [illegible]
خوار ہو گا اور یہ جو ہندو لوگ سمجھتے ہیں کہ پھر جنم لینا ہے یہ فقط شیطان نے گمراہ کر دیا تاکہ دلیر ہو کر جو چاہیں وہ کریں اور تعجب ہے کہ بلا دلیل اور ... [illegible]
اور بدون غور کے اُسکو مانتے ہیں۔ ہرگز نہیں جب مرا تو اُسکی قیامت گویا آگئی کہ اسی وقت سے جو کچھ اُس نے کیا سب درپیش ہو جاتا ہے اور ... [illegible]
ہو جاتے ہیں پس ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور شیطان کے بہکانے میں نہ پڑو۔ پھر واضح ہو کہ اجل یعنی کسی چیز کے گذرنے کا وقت معین۔ اور ... [illegible]
اور مجازاً جو چیز کہ اسمیں واقع ہو جیسے موت اور مراد یہاں اول معنی ہیں یا دوسرے معنی بنا بر اشارہ قول مفسرؒ کے وَاَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهُ اور ... [illegible]
ہوئی اُسی کے نزدیک ہے ف کہ اُس نے تمہارے محشور ہونے کی ایک مدت باندھ دی ہے اور وہ کوئی جانتا نہیں کہ کب ہو گی اور وہ قیامت ... [illegible]
ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ پھر تم لوگ اے منکرو شک کرتے ہو ف کہ ہم قیامت میں کہاں سے اُٹھائے جاویں گے ہم تو خاک ہو گئے حالانکہ اگر تم ... [illegible]
نظر پر اسکا دار و مدار رکھتے ہو تم کو چاہیئے کہ یوں دیکھو کہ جس معبود خالق برحق نے تم کو پہلے پہل پیدا کر دیا کہ جب تم کچھ نہ تھے تو وہ بدرجہ اولیٰ تم کو دوبارہ اُٹھانے پر قادر
ہے پھر تمہارے ذرہ اور ریزہ کہیں جاویں اسکی قدرت سے باہر تو جا ہی نہیں سکتے ہیں پھر تمہارا شک کیوں ہے ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور شیطان کی پیروی
چھوڑ دو اور اپنے خالق معبود برحق کی بندگی کرو ہرگز شرک کرو۔ وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ وہی مستحق عبادت ہے آسمانوں میں اور زمین میں
ف کوئی دوسرا ہرگز مستحق عبادت نہیں ہے پس کوئی بندہ کسی مخلوق کو خواہ کوئی چیز ہو عبادت نہ کرے۔ واضح ہو کہ اس جملہ کی ترکیب میں یہ تردد پیش
آیا کہ فی السموات جار و مجرور کس سے متعلق ہے پس اسم اللہ سے متعلق نہیں ہو سکتا اور یہ ظاہر ہے اور کائن یا ثابت وغیرہ سے بھی تعلق نہیں ہو سکتا کیونکہ
حصول اللہ تعالیٰ آسمان و زمین میں نہیں بلکہ یہ اس کی مخلوق ہیں اور وہ پاک پروردگار ہر کسی زمانہ و مکان سے منزہ و پاک ہے تو مفسرؒ نے کہا کہ قولہ وہو اللہ
اے وہو المستحق للعبادة ہے اور اسی معنی وصفی سے ظرف مذکور متعلق ہے اور وہو المعبود نہیں کہا۔ باوجودیکہ استحقاق عبادت تو اللہ تعالیٰ کیواسطے ہر حال میں ہے
کچھ آسمانوں و زمین کی خصوصیت نہیں تھی تو اسواسطے وہو المستحق کو اختیار کیا اور وہو المعبود نہیں کہا کہ مبتدا معرفہ اور خبر صیغہ مشتق معرف بلام ہے جس سے
انحصار ثابت ہے پس وہو المستحق کہنے میں یہ حصر ٹھیک ہا کہ یہ خبر انحصاری صحیح ہے اور اگر وہو المعبود کہا جائے تو خبر میں یہ تردد ہوتا ہے کہ کافروں نے
غیر کی بھی عبادت زمین میں نکالی ہے مگر آنکہ یوں کہا جاوے کہ وہو المعبود کے یہ معنی کہ آسمانوں و زمین میں وہی برحق معبود ہے کیونکہ کافروں نے جو کچھ
عبادت نکالی وہ باطل و جھوٹ معبود بنایا اور اپنی عاقبت خراب کی اور اپنے خالق کے روبرو خوار ہوں گے مگر آنکہ توبہ کر لیں اور ابن کثیرؒ نے ذکر کیا
کہ بعض نے کہا کہ وہو اللہ فی السموات پر وقف تام ہے اور فی الارض یعلم سرکم و جہرکم سے ابتدا ہے یعنی یعلم سرکم و جہرکم فی الارض۔ اور ... [illegible]
نے اختیار کیا ہے اور بعض نے کہا کہ تقدیر کلام یوں ہے کہ وہو اللہ علمہ فی السموات والارض اور دلالت کرتا ہے اسپر قولہ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ ... [illegible]
جانتا ہے کھلا تمہارا اور چھپا تمہارا ف یعنی وہ اللہ پاک پروردگار علیم خبیر ہے کہ اسکا علم ہر جگہ یکساں ہے آسمان ہوں یا زمین ہو وہ ... [illegible]
تمہارے سر و جہر کو جانتا ہے یعنی جو کچھ تم آپس میں یا اپنے دلوں میں پوشیدہ کرتے ہو یا جو کچھ کھلے کھلے کرتے ہو سب جانتا ہے ... [illegible]
افعال یا افعال قلوب ہیں اور وہ وہی مسمی با فعال سر ہیں اور یا افعال جوارح اور وہ وہی افعال مسمی بجہر ہیں پس افعال یا تو سر ... [illegible]

Marfat.com

تقدمت ایدیکم بدون عطف شے کا نفس شے پر لازم آتا ہے تو جواب یہ ہے کہ مراد فقرہ سے احوال نفس ہیں اور مکتسبات اعمال جوارح پس عطف الشی علی نفسہ لازم نہیں آتا۔ ویعلم ما تکسبون اور جانتا ہے جو کچھ تم عمل کرتے ہو خواہ بھلا یا برا پس اسی پر تم کو ثواب و عقاب ہوگا پس تم واسطے اللہ تعالیٰ کی اختیار کرو کہ غیر کی بندگی مت کرو اور اُس کی نافرمانی مت کرو۔ اور اسمیں دلیل ہے کہ بندہ کا سب ہے یعنی جو امور خیر یا شر پیدا ہوتے ہیں اُن کو کسب کرتا ہے اور وہی اُسکا عمل ہے اور تمام ہونا عمل کا اللہ تعالیٰ کی تاثیر قدرت سے ہے اور جو بدعتی معتزلہ و روافض سمجھتے ہیں کہ بندہ خود اپنے عمل خیر و شر کو پیدا کرتا ہے یہ محض غلط ہے۔ فی العرائس قولہ تعالیٰ الحمد للہ الذی خلق السموات والارض اللہ تعالیٰ نے جو ازل میں اپنی حمد فرمائی وہ بندوں کے واسطے طریقہ بتلا دیا کہ اس طرح اُس کے جلال و جمال پاک کی ثنا و صفت بیان کیا کریں اور اوتعالیٰ نے علم قدم میں اپنی ذات پاک کے واسطے حمد واجب فرمائی قبل اسکے کہ مخلوق پیدا فرمائے اور وہ عین ذات و صفات کے مقابلہ میں تھی پھر اُس حمد کا متحمل خود ہی نفس ذات پاک تھا جیسے کہ اُسنے اپنی حمد فرمائی وہی درحقیقت حمد ہے پھر مخلوقات سے حمد مرفوع فرمائی کیونکہ جس کی حمد ہے اُس کو جبتک نہ جانے تو کوئی کیا حمد کریگا اور مخلوق کی کیا مجال ہے کہ اُس کی ذات و صفات کی حقیقت جانے یہ نہیں دیکھتا کہ سید المرسلین محبوب رب العالمین نے کیسے فرمایا۔ وانت کما اثنیت علی نفسک اور نیز اوتعالیٰ نے الحمد للہ۔ فرما کر ظاہر فرمایا کہ سوائے اس کی ذات پاک کے مخلوق سب سے حمد منقطع ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے جمیع حمد ہے اور یہ محققین کے نزدیک صحیح ہے۔ اور نیز حمد قدیم راجع بقدیم ہے اور حادث کو اسمیں سے کچھ بھی نصیب نہیں ہے اسواسطے کہ اُس کی حمد ازلی ہے اور ازلی اُسی کو لائق ہے جو ازلی ہو یعنی قدیم ہو بعض نے کہا کہ اوتعالیٰ نے اپنی حمد خود فرمائی کیونکہ مخلوق کا عاجز ہونا اُس کی حمد ادا کرنے سے اس کے علم قدیم میں ظاہر ہے۔ جنید رحمہ اللہ نے کہا کہ الحمد۔ اوتعالیٰ کی صفت ہے کیونکہ اُس نے اپنے آپکو بہ تمام الصفۃ محمود فرمایا۔ اور اگر مخلوقات سب کے سب مجتمع ہو کر حمد کریں تو اُس کی صفت سے ایک ذرہ برابر بھی ادا و بیان نہیں کر سکتے یعنی درحقیقت ادا نہ ہوگا اگرچہ مخلوق کی طرف اُسکا ثواب جمیل راجع ہووے۔ قولہ خلق السموات والارض۔ یعنی یہ حمد درحقیقت اُس پاک پروردگار کے واسطے ہے جس کی یہ صنع و قدرت ہے اور جبتک تم درجہ بدرجہ یوں قدر و مرتبہ نہ پہچانو کہ اُس کی صنعت و افعال سے اُس کی قدیم و عظیم قدرت و صفات کی طرف اور وہاں سے ذات کی طرف معرفت حاصل کرو تب تک خالی نام سے اُس کی حمد و ثنا پر قدرت نہ پاؤ گے قولہ وجعل الظلمات والنور۔ یعنی جس نے آسمان و زمین جو نظر آتے ہیں وہ پیدا کیے اور باطنی آسمان روح اور زمین قلب پیدا کی ہے اُس نے روح میں نور عقل دیا تاکہ اُس سے توحید کے آیات و شواہد کو پہچانے۔ قال المترجم عقل سے مراد عقل روحانی یا عقل کلی ہے جس نام سے چاہو تعبیر کرو اور یہ عقل جسکو عوام جانور عقل کہتے ہیں جس کی خدمت ان حواس خمسہ ظاہری یا خیال و وہم وغیرہ سے ہوتی ہے یہ عقل جزوی اور ہیچ ہے اس سے کوئی کمال حاصل نہیں ہوتا فاحفظہ اور قلب میں نفس امارہ کی تاریکی رکھی ہے تاکہ محل امتحان سے بندگی اور عبودیت ظاہر ہو۔ قال المترجم عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص فی حدیث معروف اوتعالیٰ نے ارواح کو تاریکی میں پیدا کیا پھر اُن پر اپنے نور سے چھڑکا تو جس روح کو اُس نور سے اُنکو حصہ ملا اُسنے ہدایت پائی اور جس کو نہیں پہونچا وہ گمراہ ہوا شیخ واسطی رح سے خلقت پیدا کرنے کی حکمت پوچھی گئی یعنی عین حکمت تو اللہ تعالیٰ کے علم میں منحصر ہے لیکن بشری معرفت کہاں تک ہے تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو جہان کی حاجت نہیں بلکہ جہان کا گم ہونا اُسکا ظہور رہے۔ مترجم کہتا ہے کہ بعضے صوفی لاتے ہیں کہ کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق۔ اور کہتے ہیں کہ یہ حدیث ہے حالانکہ محدثین کے نزدیک بالکل موضوع و باطل ہے اور حضرت واسطی رح کے کلام سے معلوم ہوا کہ اُن کے نزدیک بھی یہ حدیث نہیں بلکہ کسی عارف و صوفی کا کلام بھی نہیں ہے کیونکہ معرفت کے درجہ سے خارج ہے برخلاف اس کے من عرف نفسہ فقد عرف ربہ۔ کہ یہ کلام معرفت ہے اور صحیح ہوا کہ حضرت ذوالنون مصری رح کا کلام ہے قال الشیخ بعض مشائخ رح سے پوچھا گیا کہ عالم کے اظہار میں کیا حکمت ہے فرمایا کہ حدیث صحیح میں ہے کہ شیطان وسوسہ دلاویگا کہ اس چیز کو کس نے پیدا کیا اور وہ کس نے پیدا کی

یہاں تک کہ آخر اللہ تعالیٰ کی ذات پاک میں وسوسہ لادیگا پس لاحول پڑھکر اس کو دفع کرنا چاہئے ... فکر کرو اور اُس کی ذات میں فکر مت کرو۔ اور تمام سلف و خلف صالحین اسی پر گزرے ہیں کہ کسی بندہ مخلوق نے اپنے خالق ... صفات میں غور و فکر نہیں کی پس اہل یہاں پر واجب ہے کہ کبھی اس امر میں غور و فکر نہ کریں ہاں دنیا میں خصوصاً انسان ... اُن کے فوائد پر نظر کریں اور بے انتہا فائدے دیکھکر اپنے خالق عزوجل کا شکر ادا کریں کہ اس کی صنعت فعل اسقدر پاک ... جانب صفت مرجع ہو۔ اور امام غزالی رحمہ اللہ نے اپنی تصانیف میں اُن فوائد کا ایک بڑا ٹکڑا بیان کیا ہے اور وہ قابل قدر ہے ... خلقکم من طین۔ تمام آسمان جسم ہیں اور اس جسم کا دل یہ زمین ہے اور اللہ تعالیٰ نے سموات کے دل کو جلال سے منور کرنے میں مخصوص فرمایا۔ ... واشرقت الارض بنور ربها۔ اور منجملہ اس خاصیت کے یہ ہے کہ آدم کی صورت کو قلب عالم سے بنایا پس آدم قلبی تھے نہ جسدی یعنی ... زمین سے لیکر بنایا پس وہ زمینی تھے اور آسمانی جسم سے نہ تھے اسواسطے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو اپنی حکمتوں کا خزانہ ودیعت رکھا ہے اور ... فطری لطائف رکھے ہیں کہ ارواح قدسیہ اور اشباح ملکوتیہ اس سے ہیں اور لفظ طین کو نکرہ بیان فرمایا جس میں ... پس بھید یہ ہے کہ جنت کی مٹی سے مومنوں کے اجسام پیدا کئے اور درگاہ خاص کی مٹی سے موقنین کے اجسام بنائے۔ قولہ یعلم سرکم وجہرکم یعنی جو اشتیاق تمہارے صمیم اسرار میں جمال قدیم کی طرف ہے اور جو خلوص اس راہ میں تمہارے باطن میں مضمر ہے وہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے۔ اور تمہاری وجین جس حرکات شوق سے عالم قدم کی طرف جاتی ہیں اور جوش محبت میں درگاہ جبروت میں سجدہ کرنے میں تمہارے چہروں پر جو آنسو بہتے ہیں اور دل لوٹ پوٹ ہوتے ہیں وہ سب دیکھتا ہے قال المترجم فی الحدیث اور وہ شخص جس نے تنہائی میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا اور آنسو جاری ہوئے رواہ البخاری وغیرہ یہ افضل و بہتر آدمی کا بیان ہے جس کا آپ سے سوال کیا گیا تھا مولوی روم نے کہا ۔ این تضرع را بر حق قدر ہاست ۞ وان بہا کانجاست زاری را کجاست ۞ کے برابر می نہد شاہ مجید ۞ اشک او در وزن با خون شہید ۞ قال الشیخ اور نیز اشارہ ہے کہ ارواح کی جولانی جو نظر سے پوشیدہ ہے اور جسمانی طلب میں کوشش کرنا سب علم الٰہی میں ہے۔ آیت میں لطیف اشارہ ہے کہ فرمایا وہو اللہ فی السموات وفی الارض یعلم سرکم وجہرکم۔ آسمانوں میں تمکو مشاہدہ جبروت ہے اور زمین میں مشاہدہ ملکوت ہے بعض نے کہا کہ دلی جوشیں و زبانی دعائیں سب جانتا ہے ۞

وَمَا تَأْتِيهِم مِّنْ آيَةٍ مِّنْ آيَاتِ رَبِّهِمْ إِلَّا كَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ ۝ فَقَدْ كَذَّبُوا

اور نہیں پہونچتی اُن کو کوئی نشانی اُن کے رب کی نشانیوں میں مگر کرتے ہیں اُس سے تغافل سو جو جھٹلا چکے

بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُمْ فَسَوْفَ يَأْتِيهِمْ أَنبَاءُ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۝ أَلَمْ يَرَوْا

حق بات کو جب اُن تک پہونچی اب آگے آوے گی اُن پر حقیقت اُس بات جس پر ہنستے تھے کیا دیکھتے نہیں

كَمْ أَهْلَكْنَا مِن قَبْلِهِم مِّن قَرْنٍ مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّن لَّكُمْ وَأَرْسَلْنَا

کتنی ہلاک کیں ہم نے پہلے اُن سے سنگتیں اُن کو جمایا تھا ہم نے ملک میں جتنا تم کو نہیں جمایا اور چھوڑ دیا ہم نے

السَّمَاءَ عَلَيْهِم مِّدْرَارًا وَجَعَلْنَا الْأَنْهَارَ تَجْرِي مِن تَحْتِهِمْ فَأَهْلَكْنَاهُم

آسمان برساتا اور بنادیں نہریں بہتی اُن کے نیچے پھر ہلاک کیا اُن کو

بِذُنُوبِهِمْ وَأَنشَأْنَا مِن بَعْدِهِمْ قَرْنًا آخَرِينَ ۝

اُن کے گناہوں پر اور کھڑی کی اُن کے پیچھے اور سنگت

Marfat.com

وَمَا تَاْتِيْهِمْ اور نہین آتی اُن کو ف یعنی اہل مکہ پاس مِّنْ اٰيَةٍ کوئی آیت ف من زائدہ بغرض استغراق وشمول نفی مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ
اُن کے پروردگار کی آیتون سے ف یعنی قرآن سے اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ مگر آنکہ اس آیت سے منہ موڑتے ہین ف مراد
آیت سے بنابر قول مفسر رح کے آیات قرآن ہین پس آنا اس کا یہ کہ نازل ہوئی اور ہوسکتا ہے کہ خلقت کی نشانیان مراد ہون از انجملہ معجزات
وعجیب مخلوقات ہین پس آنا یہ کہ اُن پر ظاہر ہون والاول ارجح اور معنی اعراض کے یہ کہ آمین غور ونظر نہین کرتے کہ اپنے پروردگار کی توحید و
معرفت حاصل کرین اور اگر اعراض ہی ہوتا تو بھی بڑا جرم تھا سخت تر جرم تو یہ کہ فَقَدْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ سو جھٹلا چکے حق بات کو جب
اُن تک پہونچی ف یعنی قرآن جب آیا تو اُس کو جھٹلانے لگے فَسَوْفَ يَاْتِيْهِمْ اَنْبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ اب آئے
آویگی اُن پر حقیقت اس بات کی جس پر ہنستے تھے ف ابنا جمع بناء وہ خبر جس کی وقعت عظیم ہو۔ اور یہان جیسے بولتے ہین کہ عنقریب
تم خبردار ہوگے یعنی کوئی بڑا حادثہ تم پر پیش ہوگا۔ لہذا مفسر رح نے عواقب سے تفسیر کی جمع عاقبۃ بمعنی انجام کار کسی شے کا۔ اور چونکہ کافرون کا کام
بد تھا لہذا عذاب بُرا بدلا ہوگا۔ حاصل آنکہ ایسا ہونے کے وقت اُن کو اپنے ٹھٹھے کا حال معلوم ہوگا پس جو لوگ کفر پر مرے مانند ابوجہل وغیرہ
کے اُن پر عذاب سخت کا دروازہ کھلا اور معلوم ہوا کہ کیسی استہزار و ٹھٹھول کرتے تھے اور بعض نے کہا کہ عذاب اُن پر جہاد مین خوار ہونے کا ہے اور
بعض نے کہا کہ قحط ہے جس سے مارے بھوک کے آنکھون مین اندھیرا آتا تھا۔ اَلَمْ يَرَوْا کیا نہین دیکھتے ف یعنی ملک شام وغیرہ کو سفر مین
جاتے ہین کیا آنکھون نہین دیکھتے کہ كَمْ اَهْلَكْنَا بہتیرے ہلاک کر دیئے ہم نے ف کم خبریہ بمعنی کثیر ہے مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ اُن سے پہلی
سنگتین ف قرن یہ کم خبریہ کی تمیز ہے مانند قولہ وکم من ملک فی السموات۔ حاصل آنکہ کم من قرن کائنین من قبلہم اہلکنا۔ اور قرن کے معنی قاموس
مین ہین کہ دس (۱۰) یا تیس (۳۰) یا چالیس (۴۰) یا پچاس (۵۰) یا ساٹھ (۶۰) یا ستر (۷۰) یا اسی (۸۰) یا سو (۱۰۰) یا ایک سو بیس (۱۲۰) سال کی مدت اور سو برس کے معنی اصح ہین کیونکہ انس بن
مالک رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ایک قرن زندہ رہو وہ ایک سو برس جیتے رہے اور قرن بمعنی ہر ایسی اُمت جو ہلاک ہوئی اسطرح
کہ آمین سے کوئی نہین بچا مفسر رح نے یہی اخیر معنی لیے ہین اور یہی مناسب ہین اور مراد امت سے ایک گروہ آدمیون کا ہے جیسے قوم نوح
کو ہلاک کر دیا اور قوم عاد کو مٹایا۔ حاصل آنکہ کیا اہل مکہ دیکھکر عبرت نہین پکڑتے کہ ہلاک کر دین ہم نے پہلے اُن سے بہت سی اُمتین جن کا حال
تھا کہ مَكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اُن کو جمایا تھا زمین مین ف یعنی ہم نے اُن کو ٹھکانا دیا تھا زمین مین توانائی و مالداری کے ساتھ۔ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ
اسقدر کہ جو تم کو نہین دیا ف لکم کی ضمیر مخاطب مین اوپر کے غائب کلام کرنے سے توجہ کر کے خطاب کی طرف رجوع ہے۔ حاصل آنکہ تم سے اگلون کو
ہلاک کیا حالانکہ وہ تم سے توانائی قوت اور مالداری مین زیادہ تھے۔ وَاَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا اور ہم نے چھوڑ دیا تھا اُن لوگون
پر آسمان یعنی مینھ پے درپے ف کہ بارش خوب ہوتی تھی۔ وَجَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمْ اور پیدا کر دی تھین ہم نے
نہرین کہ جو جاری تھین اُن کے نیچے ف یعنی اُن کی بستیون کے نیچے۔ حاصل آنکہ ایسی نعمتین ہم نے اُن کو دی تھین۔ فَاَهْلَكْنٰهُمْ
بِذُنُوْبِهِمْ پھر ہلاک کیا اُن کو اُن کے گناہون پر ف یعنی جب انبیاء علیہم السلام نے اُن کو اُن کے پروردگار کی توحید کی طرف
بلایا اور انھون نے انبیاء کو جھٹلایا تو ہم نے اُن کو بسبب اُن کے گناہون کے ہلاک کر دیا۔ وَاَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ
اور کھڑی کین اُن کے پیچھے اور سنگتین ف حاصل وہ لوگ بھی اللہ عزوجل کے مخلوق تھے لیکن جب کفر وشرک سے باز نہ آئے تو غضب الٰہی سے
مٹ گئے اور نیست ہوگئے کہ اُن کی بستیان کھنڈل ویران پڑی ہین ان کو دیکھکر عبرت کرو کہ آخر باز نہ آؤ گے تو اسی طرح ہلاک ہوگے ف قال
فی العرائس قولہ وما تاتیہم من آیۃ الخ یہ لوگ جو مشرکین مکہ مین سے کافر ہے ازل ہی مین محروم از نور ایمان تھے وفی الحدیث رہ جین تاریکی مین اللہ تعا

Marfat.com

نے پیدا کین پھر اُن پر نور باشی کی جس کو پہونچا وہ راہ پر آیا اور جو چوکا وہ گمراہ ہوا پس جو کافر رہے وہ اندھے تھے اور جو اندھا ہو وہ اللہ تعالیٰ کے آثار و آیات سے کیونکر اس کی وحدانیت کو مشاہدہ کریگا خواہ آیات آسمانی ہون یا زمینی ہون خواہ چہرہ ہائے انبیاء علیہم السلام ہون یا آثار اولیاء رحمہم اللہ ہین ہون کیونکہ یہ چہرہ بھی تجلی آلہی سے چمکتے ہین لیکن جس نے حواس سے دیکھا وہ اندھا ہے اور اُس کی نابینائی اور بڑھ جائے گی کیونکہ جس کے قلب کی آنکھین بند ہین وہ قبول ازلی سے مردود او دائمی مطرود ہے اور شیخ نصرآبادی نے کہا کہ مخلوقات مین اللہ تعالیٰ کی عمدہ آیات مین سے اس کے انبیاء علیہم السلام و اولیاء رحمہم اللہ ہین۔ بالجملہ اس آیت کریمہ کی تفسیر مین آیات سے مراد قرآن مجید و نور مبین ہے جسکی تجلیات سے چکاچوند ہوتی ہے و عرب اس کے روبرو متحیر و عاجز تھے۔ ولیکن ہدایت اللہ تعالیٰ کے اختیار مین ہے۔

ابوجہل وغیرہ جو کافر رہے اُن کو اُس مین بھی شیطان نے دھوکے دیئے۔ قال اللہ تعالیٰ۔

وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا

اور اگر اُتارین ہم اُن پر لکھا ہوا کاغذ مین پھر ٹٹول لین اُس کو اپنے ہاتھ سے البتہ کہین گے منکر

اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ ؕ وَلَوْ اَنْزَلْنَا

یہ کچھ نہین مگر جادو ہے صریح اور کہتے ہین کیون نہ اُترا اُسپر کوئی فرشتہ اور اگر ہم فرشتہ

مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ ۝ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ

اُتارین تو فیصل ہو چکے کام پھر اُن کو فرصت نہ ملے اور اگر ہم رسول کرتے کوئی فرشتہ

رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ ۝ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ

تو وہ صورت مین ایک مرد کرتے اور اُن پر شبہہ ڈالتے وہی شبہہ جو لاتے ہین اور ہنسی کرتے رہے ہین رسولون سے تیرے پہلے

فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا

پھر اُلٹ پڑے اُن ہی ہنسی والون پر جس بات پر ہنسا کرتے تھے۔ تو کہہ پھرو ملک مین تو دیکھو

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝

آخر کیسا ہوا جھٹلانے والون کا۔

ع

سراج مین ہے کہ نضر بن حارث و عبداللہ بن اُمیہ و نوفل بن خویلد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ہم آپ پر ہرگز ایمان نہین لاوین گے یہانتک کہ ہمارے پاس کوئی کتاب لکھی ہوئی اللہ تعالیٰ کے پاس سے لاؤ اور اُسکے ساتھ چار فرشتے بھی ہون جو اس کتاب کی اللہ تعالیٰ کے پاس سے نازل ہونے کی اور آپکے رسالت کی شہادت دیوین پس اللہ عزوجل نے نازل فرمایا۔ وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا اور اگر اُتارین ہم تجھ پر لکھا ہوا ف کتاب مصدر بمعنی مفعول ای مکتوب ہے۔ فِيْ قِرْطَاسٍ کاغذ مین ف یعنی اگر ہم تجھ پر کتاب لکھی ہوئی قرطاس مین بھی ورق ورق مین اُتارتے جیسے کہ ان لوگون نے معانداً سوال کیا تھا کہ لکھی ہوئی کتاب پوری کیون نہین اُتری فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ۔ پھر اُس کو اپنے ہاتھون سے چھو لیتے۔ ف یہ معائنہ سے بھی بڑھکر ہے حاصل آنکہ اگر ہم لکھی ہوئی کتاب اُتارتے اُن کی نظر کے سامنے پھر وہ ہاتھون سے بھی چھو لیتے۔ لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا۔ البتہ کہین یہ منکر ف یعنی تو بھی کافر اپنے جھگڑے سے باز نہ آتے اور کہتے کہ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ۔ نہین ہے یہ مگر کھلا ہوا جادو ف یہ کافرون کی حق بات سے عناد و جھگڑے کا بیان ہے اور ...

Marfat.com

جیسے فرمایا۔ ولو فتحنا علیهم بابا من السماء فظلوا فیه یعرجون لقالوا انما سکرت ابصارنا بل نحن قوم مسحورون۔ یعنی اگر ہم اُن پر آسمان کا دروازہ کھول دیتے اور برابر وہ اسمین چڑھتے چلے جاتے تو بھی کہتے کہ ہماری آنکھین نظر بند بلکہ ہم پر جادو کیا گیا ہے اور فرمایا وان یروا کسفا من السماء ساقطا یقولوا سحاب مرکوم۔ یعنی اگر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرتے دیکھتے کہتے کہ تہ پر تہ جما ہوا بادل ہے۔ وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْهِ مَلَكٌ اور کہتے ہین محمد پر کیون نہین اُتار اگیا فرشتہ جو اُسکی تصدیق کرتا۔ ف۔ یعنی اُس کے ساتھ مین فرشتہ ہوتا کہ سب یقین کرتے کہ ہان یہ اللہ تعالیٰ کا رسول ہے اور وہ سب کو بتلاتا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ڈرسنانیوالا بھیجا گیا ہے مانند قولہ لولا انزل الیه ملک فیکون معه نذیرا الآیة۔ یہ ان کافرون کی سخت جہالت تھی کہ فرشتہ سے آگاہ نہین کہ کیونکر ہوتا ہے پس اللہ تعالیٰ نے دو طرح سے رد کردیا۔ اول آنکہ برملا فرشتہ کا یون نزول قدرت آلٰہی مین کوئی چیز نہین لیکن فرمایا وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا اور اگر اُتارتے ہم فرشتہ ف۔ یعنی جیسے مانگتے ہین اگر ہم فرشتہ اتارتے اور یہ عناد کی باتین بناتے لَقُضِیَ الْاَمْرُ۔ پورا کردیا جاتا حکم ف۔ اُن کے ہلاک ہوجانے کا۔ ثُمَّ لَا یُنْظَرُوْنَ پھر نہین مہلت دئے جاتے ف۔ کسی توبہ یا عذر کیلئے جیسے اللہ تعالیٰ کی عادت پاک اُن لوگون سے پہلے والون کے حق مین جاری ہوچکی ہے کہ جب اُنھون نے کسی آیت پر ہٹ کی اور اُس کے پورے کئے جانے پر ایمان نہ لائے تو اللہ تعالیٰ کے غضب مین فوراً ہلاک ہوئے۔ بالجملہ نزول ملائکہ اس شان سے تو عجیب آیت ہے کہ آنکھون دیکھکر ایمان لانے سے بہت قریب کہ بعد اسکے ایمان بالغیب یون ہی باقی رہتا ہے پس اس امر عظیم کے بعد ان کو مہلت نہین ہوسکتی وقد قال تعالیٰ۔ ما ننزل الملائکة الا بالحق وما کانوا اذا منظرین نہین اُتارتے ہم ملائکہ کو الا بحق اور ایسے وقت وقوع مین کفار مہلت نہ دیئے جاوینگے اور فرمایا۔ یوم یرون الملائکة لا بشری یومئذ للمجرمین الآیة۔ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا اور اگر ہم رسول کرتے فرشتہ ف۔ یعنی اگر وہ شخص جو اُن کی طرف اُتارا گیا ہم اُس کو فرشتہ کرتے۔ جیسے کہ فرشتہ کو مانگتے ہین لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا تو ہم اسکو آدمی مرد بناتے ف۔ یعنی آدمی مرد کی صورت پر بناتے تاکہ اُن لوگون کو اُس کے دیکھنے کی تاب ہوئی اسواسطے کہ بشر کو فرشتہ کے دیکھنے کی تاب نہین ہے۔ وَلَلَبَسْنَا عَلَیْهِمْ مَّا یَلْبِسُوْنَ اور اُن پر شبہہ ڈالتے وہی شبہہ جو لاتے ہین ف۔ یعنی اگر ہم فرشتہ کو اُتارتے اور اسکو ایک آدمی مرد کی صورت بناتے تو البتہ مشابہ کرتے انپر جو لبس رکھتے ہین اپنے نفسون پر باین طور کہ کہنے لگتے کہ یہ تمھارے مانند ایک آدمی ہے اور بعض نے قولہ لو انزلنا ملکا لقضی الامر سے دونون آیت کی یون تقریر بیان کی کہ اللہ تعالیٰ اگر فرشتہ اُتارتا کہ اسکو آنکھون سے مشاہدہ کرلیتے خواہ وہ رسول علیہ السلام کے ساتھ تصدیق کرنے کو ہوتا یا فرشتہ ہی ان منکرین کی طرف بھیجا جاتا تو لقضی الامر ثم لا ینظرون۔ یعنی انکے قوائے بشری اسکو مشاہدہ کرکے زندہ باقی نہین رہ سکتے تھے بلکہ موت آجاتی اور خوف سے اُن کی جانین نکل جاتین کچھ دیر بھی مہلت نہ ہوتی پس وہ فرشتہ جس کام کی غرض سے آیا تھا کہ ان لوگون کو معرفت وکمال حاصل ہو اور کتاب آلٰہی پر ایمان لاوین اور نیک کام کرین وہ سب جاتا رہتا اور قولہ ولو جعلناہ ملکا لجعلناہ رجلا الآیة۔ یعنی اگر ایسا کیا جاتا کہ یہ لوگ نہ مرین اور فرشتہ بھیجا جاوے تو فرشتہ بھی بصورت مرد آدمی کیا جاتا کیونکہ فرشتہ جس صورت پر مخلوق ہے اُسکو تو برداشت ہی نہین کرسکتے پس وہ آدمی کے کثیف جسم مین متمثل کیا جاتا تاکہ اس سے باتین کرین اور اُس کے نصائح کو سنین اور جب اس صورت مین ہوتا تو کہتے کہ یہ تو ہمارے مثل آدمی ہے۔ پھر اگر اُن کو فرشتہ کی اصلی صورت دکھلائی جاتی یعنی وہ اپنی اصلی صورت پر اُن کے روبرو ہوجاتا تو سب فی الفور مرجاتے پھر بھیجنے کا کچھ فائدہ نہ ہوتا۔ حاصل یہ کہ غیر جنس سے اُمور شریعت کی حکمت پوری نہین ہے کیونکہ شریعت فقط نماز روزہ کا نام نہین بلکہ زندگی دنیاوی کو دنیا مین ایسی خوبی سے بسر کرنا مرتے دم تک کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے موافق ہو اور یہ بدون اُس کے معلوم نہین ہوسکتا کہ اللہ تعالیٰ کے احکام پر ایمان لاوے جس نے پیدا کیا اور نعمتین دین ہین اور اللہ تعالیٰ کے احکام بدون اُس کے رسول کے معلوم نہین ہوسکتے ہین لہذا رسول پر ایمان لانا ضرور ہے کیونکہ بندے کے افعال دو قسم کے ہین ایک افعال قلب اور دوم افعال جوارح

پس افعال قلب مین اعتقادات وغیرہ ہین اور بدون رسول علیہ السلام کے بندہ نہین جانتا کہ اللہ تعالی کی صفات کیا ہین اور اس کی ذات پاک پر کیا اعتقاد رکھے پس رسول صلعم سے معلوم ہوا کہ وہ پاک پروردگار وحدہ لاشریک ہے اور خالق ورازق ہے اُسی پر توکل ہے اور بغیر اس کی مشیت و قدرت کے کسی بندہ کا کام پورا نہیں ہوتا خواہ کوئی بندہ ہو اور چاہے کوئی کام ہو اچھا ہو یا بُرا ہو پس اچھا کام ہو گا تو اپنی رحمت اور ارادہ و قصد سے پاویگا اور اگر بُرا کام ہو گا تو اپنی بُری نیت و ارادہ و قصد پر عذاب و ملامت پاویگا۔ اور مانند اس کے بہت صفات باری تعالی ہین کہ بندہ بغیر رسول کے بتلائے نہین جان سکتا کہ اللہ تعالی کی جناب مین کیا اعتقاد رکھے اور بعض افعال قلب یہ ہین کہ مثلاً غرور و تکبر و گھمنڈ حرام ہے اور اللہ تعالی پر بھروسہ رکھے اور اپنے آپ کو ہر دم اسکے تحت قدرت مین محتاج جانے اور ہر دم اس کی طرف التجا رکھے کہ میرے پروردگار مین کوشش کرتا ہون اور تیری قوت و قدرت سے بھلائی اور نیکی کا سامان مہیا ہو گا تو اس کوشش کو بھلا کر دے اور مسلمانون کے ساتھ بہتری کی نیت رکھے اور اُن کی بھلائی چاہے اور جسم تو کچھ چیز نہین ہے اُنکا دل اپنا دل جانے۔ اور اخلاص رکھے کھونٹ نہ رکھے اور محبت رکھے بغض و حسد و عداوت وغیرہ بد باتین جی مین کبھی نہ رکھے۔ کافرون کو اللہ تعالی کا بندہ اور قہر مین پڑا ہوا جانے اور دل سے چاہے کہ اللہ تعالی ان لوگون کو ہدایت دیکر اس غضب سے نجات دے۔ یہ تو افعال قلب کی مثال بیان ہوئی ہے اور پورا بیان حدیث و قرآن مین ہزارون باتون کا ہے۔ اور دوسری قسم جو افعال جوارح یعنی ہاتھ پاؤن وغیرہ کے کام ہین ان سب مین دل کی نیت شرط ہے پھر ان کامون کی دو قسمین ہین۔ ایک وہ جو خالص اللہ تعالی کیواسطے ہین جیسے نماز روزہ کہ یہ بدون رسول علیہ السلام کے بتائے معلوم نہین ہو سکتے کہ کیونکر ادا کرین چنانچہ عید کے دن روزہ حرام ہے حالانکہ عید کے ایکدن پہلے فرض تھا اور دوسری قسم جو خالص نہین لیکن اُن کو بھی نیک نیت سے کرے تو ثواب بھی ہو گا جیسے بال بچون کی پرورش وغیرہ۔ تو یہ تین قسم پر ہین ایک وہ کہ دوسرے سے اپنا نفع لینا اور دوم دوسرے کو خود نفع پہونچانا اور تیسرے دونون کا اسمین نفع ہو اور نیز تین قسم اور ہین کہ اپنی ذات کی اصلاح کرنا اور دوم اپنے گھر والون کی اصلاح کرنا اور تیسرے محلہ و شہر والون و تمام جہان والون کی اصلاح کرنا پس نوکری یا تجارت یا دستکاری سب مین سچائی شرط ہے پس نوکری مین برے کام بجا لانے کی نوکری نہ کرے۔ اور بھلے کام کو شرط کے موافق سچائی سے نیک نیتی سے پورا کرے تجارت مین جس کی خرید و فروخت مین جو طریقہ شرع مین بیان ہوا ہے اُس کو برتے پس خرید و فروخت کے جملہ قانون جو شرع مین بیان ہین اگر دل سے نہ سیکھے تو کیونکر جانے مثلاً کم تولنا حرام ہے اور عیب دار چیز کو بے تبلائے دھوکا نہ دے اور دام کے حساب مین بھول ہو جائے تو بڑھتی پھیر دے جو چیزین دنیا مین فساد ڈالتی ہین۔ تال طنبورہ ستار۔ باجہ وغیرہ نہ بیچے اور جن باتون مین مانند گیہون کو گیہون سے بدلتے ہین بڑھتی حرام ہے اُن کو بڑھتی سے نہ بیچے۔ اسی طرح صرافی و کفالت و وکالت و مضاربت و اجارہ و صناعت و سلم و شفعہ وغیرہ جتنے معاملات ہین اُن کو پورے پورے شرعی قاعدون سے برتے تاکہ دنیا مین اصلاح رہے اور اپنے مولی کی لوگ عبادت کرین اور علی ہذا کھیتی باڑی و بادشاہی حکم بجالانے اور قاضی کے احکام سب رسول سے معلوم ہوتے ہین پھر جو افعال نیک ہین اس کے مقابلہ مین ہزارون لاکھون افعال بد ہین چوری کرنا و جھوٹ و دغا بازی و زناکاری وغیرہ وہ سب چھوڑے اور ان سب کا خلاصہ یہ ہے کہ اچھے اخلاق سے اپنے کو آراستہ کرے اور بُرے اخلاق کو ترک کرے اور بندون کی بھلائی مین کوشش کرے کبھی مال سے کبھی زبان سے کبھی ہاتھ سے کبھی خوش زبانی سے اور کبھی جھڑکی و ملامت سے اور کبھی بضرورت سزا و چوٹ دینے سے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ دنیا مین امن و امان رہے مگر ایسا امن و امان کہ سب بندے اپنے معبود خالق کی بندگی کئے جاوین اور امن و عافیت سے زندگی بسر کرلین تاکہ جب مرین تو اللہ تعالی کی درگاہ مین یہان کی تکلیفات و مشقتون کے بدلے جو اُن کی چند روزہ عمر مین اُن کو پہونچتی رہی ہے وہان ہمیشہ ابدالآباد راحت و آرام و عجیب نعمتون مین خوشحال رہین اور اللہ

وعقلمند آدمی یقین کریگا کہ ان افعال قلوب و افعال جوارح کے طریقے و معلومات کس اعتقاد سے اللہ عزوجل کی توحید و شان کے لائق ہین اورکس برتاؤ سے اس کی مرضی کے موافق ہین قطعاً بدون رسول علیہ السلام کی پیروی کے نہین معلوم ہو سکتا ہے اور ان سب مین بڑا امر یہ کہ بندہ اپنے خالق کی شان مین کوئی بے ادبی نہ کرے نہ اعتقاد مین اور نہ اپنے افعال مین اور ان مین بھی جو اعتقاد مین برخلاف اعتقاد رکھے شرک وغیرہ کا وہ بہت ہی بدبخت و ناہنجار ہے اُسپر فرض ہے کہ جس نے پیدا کیا اُسکا بندہ رہے اور اُسپر خالق کا کمال احسان یہ ہے کہ رسول بھیجکر سب سکھلایا پھر اور بھی بڑا احسان یہ ہے کہ رسول بھی اُنھین کے جنس کا یعنی آدمی بھیجا کیونکہ اوپر کے بیان سے کھلا کہ آدمی دنیا کی زندگی اللہ تعالیٰ کی مرضی کے موافق بسر کرکے مرے تو اس کی درگاہ مین جنت پاوے پس آدمی ہی رسول ہوگا تو یہ بات نہایت خوبی سے پوری ہوگی اور اگر غیر جنس ہوگا تو اسکے قدم بقدم چلنے مین کتنی نامناسبت ہے اسی واسطے مکہ کے مشرک جو فرشتہ مانگتے تھے اُن کو سمجھایا کہ غیر جنس سے تم فائدہ نہ پاؤگے وحشت کھاؤگے اور فرشتہ ہوگا تو صورت ہی دیکھکر مرجاؤگے اور جب تم اس بات پر غور نہین کرتے کہ یہ رسول تم کو بری راہ سے پھیرتا اور بالکل بھلی راہ بتاتا ہے اور ہمارے معبود برحق کی بندگی و پیروی سکھاتا ہے اور خود کچھ مانگتا نہین ہے تو اسکی بات نہین سمجھیں و غور کرین تم یہ تو کرتے نہین بلکہ فرشتے کی شکل مانگتے ہو تو اس سے تم کو فائدہ نہین ہوگا کیونکہ اس کی شکل سے ڈرکر مرجاؤگے پھر نیک راہ کیا سیکھوگے اور اگر وہ آدمی کی صورت بنکر آیا تو ایک تو اسکی عادت و طینت و جبلت نرالی ہوگی تم اُسکے قدم بقدم کیا چلوگے اور دوسرے تم اسکو بھی آدمی کہوگے کہ ہم اسکی کیا پیروی کرین یہ فرشتہ نہین بلکہ آدمی ہے پس تم نہایت احسان مانو کہ تم مین تمھاری جنس کا رسول بھیجا اور معجزے و آیات سے اسکی تصدیق کردی اور سب سے بڑا معجزہ تو قرآن ہے کہ جملہ ایک سو یا کئی زیادہ فنون فصاحت و بلاغت کے اس کلام مین جو بلاغت موجود ہے تم سے اسکا مثل نہین آتا پس تم اپنی جنس کے رسول کو بڑا احسان و انعام یقین کرو اور نیز سمجھادیا بقولہ ولو کان فی الارض ملائکۃ یمشون مطمئنین لنزلنا علیہم من السماء ملکا رسولا یعنی اگر زمین مین ملائکہ بستے ہوتے تو ہم اُن پر البتہ آسمان سے اُن کی جنس کا فرشتہ رسول بھیجتے یعنی اگر فرشتون مین بھی مادہ خیر و شر کا ہوتا کہ ان کو آدمیون کی طرح برائی کے افعال باوجود خواہش کے چھوڑکر بھلائی کے طریقہ پہچاننے و معرفت و توحید الٰہی کے جاننے اور اوہام و خیالات کفر و شرک سے تمیز کرنے کی ضرورت پڑتی تو ان کا رسول اُن کی جنس کا فرشتہ ہوتا پس آدمیون کا رسول اسی جنس کا آدمی ہے علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ اور واضح ہے کہ ان کافرون کو خبط و خیال سوجھنا اور اسکی دلیل بھی کہ ازل ہی مین گمراہی انکے حق مین مقدر تھی ورنہ بشر جب تک اپنی قوت ملکیہ کو قوت حیوانیہ سے خالص توحید و عبادت کیساتھ تمیز و جدا نہ کرلے تب تک فرشتہ کو نہین دیکھ سکتا ہان بعد خلوص و کمال کے البتہ دیکھ سکتا ہے اور قولہ تعالیٰ لقد رآہ نزلۃ اُخریٰ عند سدرۃ المنتہیٰ کی تفسیر مین صحیح ہوا کہ آنحضرت صلعم نے جبرئیل علیہ السلام کو ان کی اصلی صورت پہ دیکھا اور دنیا مین بارہا جبرئیل وغیرہ دیگر ملائکہ علیٰ نبینا و علیہم السلام آپ پر بصورت آدمی ظاہر ہوئے باوجود علم اس امر کے کہ یہ فلان اور وہ فلان فرشتہ ہے اور بصورت آدمی بعض صحابہؓ نے بھی دیکھا چنانچہ صحیحین کی حدیث سوال اسلام و ایمان و احسان و آثار قیامت کے معروف ہے اور حضرت لوط علیہم السلام پر بصورت بے داڑھی مونچھ کے خوبصورت لڑکون کے آنا اور پہلے ابراہیم علیہ السلام پر بصورت مہمان آنا اور کھانا نہ کھانا قرآن مجید مین مذکور ہے جیساکہ انشاء اللہ مفصل قصہ آویگا۔ بالجملہ کفار مکہ جب ایسی شیطانی باتین جن کا وقوع از راہ حکمت الٰہی ممنوع تھا مانگتے تھے جیسے کوئی یون مطالبہ کرے کہ آسمان بجائے زمین کے اور زمین بجائے آسمان کے ہوجائے اور یہان کے رہنے والے وہان اور برعکس ہوجاوین تو یہ عارف کے نزدیک خلاف مشیت و تقدیر و حکمت الٰہی ہے ایسے عناد و جہالت کا جواب بھی اللہ تعالیٰ جل جلالہ و عم نوالہ نے حلم کیساتھ فرمایا اور ان کو سمجھایا و لیکن ان مین سے جن کی تقدیر مین کفر و ضلال تھا نہ سمجھے اور ہلاک ہوئے مگر آنحضرت صلعم جو پاک رسول اللہ بندون کے اوپر مہربان ترس کھانے والے تھے ان کی ایسی جہالتون سے بہت غمناک ہوتے تو حضرت رب العزت جل جلالہ نے اپنے

بندہ رسول سید المرسلین صلوات اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ اجمعین کو تسلی وتسکین فرمائی بقولہ ولقد استھزئ برسل من قبلک حاصل یہ کہ اے محمد غمگین نہ ہو کہ تجھ سے پہلے رسولوں سے بھی ٹھٹھا کیا گیا تھا ف اور کافرون کو تنبیہ ہے کہ اے ناپاک ناشکرے بندو تم ٹھٹھا کرتے ہو جیسے اگلون نے کیا مگر انکا انجام یہ ہوا۔ فحاق بالذین سخروا منھم ما کانوا بہ یستھزءون پس جنھون نے کافرون مین سے ٹھٹھول کیا تھا اُن کو اسی چیز نے آگھیرا جس سے ٹھٹھا کرتے تھے ف اس چیز سے کیا مراد ہے۔ بعض نے کہا کہ حق اور بعض نے کہا کہ رسول اور بعض نے کہا کہ عذاب کیونکہ عذاب آنے کے ساتھ تمسخر کرتے پس مراد اس سے اگر حق بات ہو تو گھیر لینے کے یہ معنی کہ حق غالب بلند ہو گیا لیکن یہ ضعیف ہے بنظر ظاہر سیاق۔ اور بعض نے کہا کہ رسول مراد ہین اور اسمین بھی تامل ہے اور ارجح وہ ہے جو مفسر سیوطی رح نے کہا کہ عذاب مراد ہے کیونکہ جب کافرون کو کفر کرنے پر عذاب نازل ہونے کا خوف دلایا گیا تو ٹھٹھے مارنے لگے کہ یہ شخص مجنون ہے اور آخر انجام کار جب حجت پوری ہو گئی اور ایمان نہ لائے تو عذاب نے گھیر لیا جسکو ٹھٹھا سمجھتے تھے اور یہان کمال بلاغت سے کفار مکہ کو تہدید ہے کہ ٹھٹھا کرنیوالے ڈرین کہ انکا انجام بھی ایسا نہ ہو چنانچہ مسخرہ پن کرنے والے ابوجہل وغیرہ ہلاک ہوئے اور چونکہ تقدیر الٰہی مین اکثر انمین کے ایمان سے مشرف ہونے والے تھے لہذا ان کو قطعی وعید نہین فرمائی ولیکن ایسے پاکیزہ اسلوب سے وعید ہے کہ جو ٹھٹھا کرتے تھے اگرچہ اسوقت تک ایمان نہ لائے تھے اُن کو نکال دیا اور مسخرہ پن کرنیوالون کی تہدید کو اگلون کے معذب ہونے پر قیاس کر دیا اور آخر آنحضرت صلعم کو جہاد کا حکم دیدیا تاکہ مفسد اور فتنہ ڈالنے والے ہلاک ہوئے اور باقی راہ پر آگئے بخلاف اگلی امتون کے کہ ایکبارگی عذاب نازل ہوا کہ سب کے سب ہلاک ہو گئے اور وہ سب اسی قابل تھے نعوذ باللہ من عذاب اللہ وغضب اللہ اللھم اھدنا اللھم ادرکنا بالرحمۃ اللھم نعوذ بک برضاک من سخطک وبمعافاتک من عقوبتک اللھم اذا اردت بعبادک الفتنۃ فاقبضنا الیک غیر مفتون اللھم نسألک العافیۃ والسلامۃ وتوفیق الخیر برحمتک یا حی یا قیوم ونصلی علی رسولک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم وعلی جمیع الانبیاء والمرسلین والحمد للہ رب العالمین۔ پھر کفار مکہ خصوصًا اور سب انکار وشرک کرنے والون کو عمومًا ارشاد کیا کہ قل یعنی کہدے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان منکرون سے۔ سیروا فی الارض پھرو زمین مین یعنی زمین کے ملکون اور وہان کے باشندون کے وقائع گذشتہ مین فکر وغور سے نظر دوڑاؤ اور بعض نے کہا کہ حقیقی سفر کرنے کا حکم ہے اور یہ اظہر ہے لیکن مقصود اس سے دریافت حال ہے پس اگر بذریعہ معلومات کے ہو جائے تو کافی ہے بالجملہ حکم دیا کہ زمین مین پھرو فکر کرتے ہوئے اور عبرت حاصل کرتے ہوئے ثم انظروا پھر نظر عبرت سے دیکھو کہ۔ کیف کان عاقبۃ المکذبین کیونکر ہوا انجام کار اُن لوگون کا جنھون نے اللہ تعالیٰ کے رسولون کو جھٹلایا ف پس تم کو عبرت حاصل ہو کہ تم اس حرکت کفر وانکار سے باز آؤ تاکہ عذاب وبدانجام سے محفوظ رہو اور یہ بھی نظر رحمت ہے ولیکن عارف اس خطاب ہی سے ان کافرون کے بدانجام پر خوف کریگا کہ ان لوگون کو ان کے نفس کے حوالہ کیا جبکہ اُنھون نے بات نہ مانی پس بندہ ہر بات کو مانے اور اللہ تعالیٰ سے توفیق طلب کرے ف قال فی العرائس قولہ تعالیٰ وللبسنا علیھم ما یلبسون۔ کافرون نے بالمشافہ دیدار ملائکہ کی خواہش کی حالانکہ اس کے لائق نہ تھے اور اگر اہل دل ہوتے تو چہرہ پاک رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مین وہ نور اشراق ازلی مشاہدہ کرتے جو ملائکہ مین کہین نظر نہ آتا کیونکہ وہ مشکوۃ نور ذات وصفات تھے بقولہ تعالیٰ اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوۃ فیھا مصباح ولیکن وہ لوگ کیونکر اسکو دیکھ سکتے ہین کیونکہ قہر آلہی کے اندھیرے مین پڑے ٹاپ رہے ہین وقد قال تعالیٰ تنظرون الیک وھم لا یبصرون یعنی آنکھین پھاڑے ہوئے تیری طرف نظر دوڑاتے ہین مگر کچھ دیکھتے نہین۔ پھر واضح ہو کہ قولہ تعالیٰ ولو جعلناہ ملکا لجعلناہ رجلا الآیۃ یعنی اشارہ یہ ہے کہ ماہیت ملکوت دیکھنے سے اُن کی نظر ضعیف ہے اور اگر فرشتہ کو دیکھین تو آدمی ہی کی صورت مین دیکھ سکتے ہین جو موقع التباس ہے۔ اور اصلی بیان اس مقام پر یہ کہ قولہ للبسنا علیھم اے خلط کرین ہم اُن پر جو وہ اپنے نفس پر خلط کرتے ہین تاکہ اپنی خداع وفریب کی راہ نہ جانین جیسا کہ ان کی مراد تھی ولیکن اللہ نے مکر انھین کی گردن پر لوٹ پڑے اور تردد کی تاریکی مین بھٹکتے پھرین قولہ ولقد استھزئ برسل من قبلک۔ اسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی ہے اللہ تعالیٰ

...بیان کے حال سے خبر دی کہ جب انھوں نے خاصان درگاہ کو نہ پہچانا اور انمین آثار جلال الٰہی کو نہ دیکھا تو ان سے اعراض کیا اور ان کے حالات سے تمسخر کیا۔ قائم ہے انکا کہ جب انھوں نے رسولوں کے حقوق کو نہ پہچانا اور اُن کی تکریم نہ کی اور چشم حق اور عین بصیرت سے اُن کو نہ دیکھا تو انوار مشاہدات سے اندھے و عنداسے رہ گئے پھر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت محیط و رحمت عمیم ہے اور کفار پر حجت ہر طرح پوری ہے۔ بقولہ تعالےٰ

قُلْ لِّمَنْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قُلْ لِّلّٰهِ ۭ كَتَبَ عَلٰي نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۭ لَيَجْمَعَنَّكُمْ

پوچھ کہ کسکا ہے جو کچھ ہے آسمان و زمین مین کہہ اللہ کا ہے۔ اُسنے لکھی ہے اپنے ذمہ مہربانی البتہ تم کو جمع کریگا

اِلٰي يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۭ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَ

دن قیامت تک اس مین شک نہین جنھون نے ہاری اپنی جان وہی نہین مانتے اور

لَهٗ مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۭ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا

اُسی کا ہے جو بستا ہے رات مین اور دن مین۔ اور وہی ہے سب سنتا جانتا توکہہ کیا اور کوئی پکڑون اپنا مددگار

فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ۭ قُلْ اِنِّىْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ

اللہ کے سوائے جو بنانیوالا ہے آسمان اور زمین اور وہ سب کو کھلاتا ہے اور اسکو کوئی نہین کھلاتا مجکو حکم ہوا ہے کہ سب سے پہلے حکم

اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ قُلْ اِنِّىْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ

مانون اور تو نہ ہو شریک پکڑنے والا توکہہ مین ڈرتا ہون اگر حکم نہ مانون

رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ مَنْ يُّصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَىِٕذٍ فَقَدْ رَحِمَهٗ ۭ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ۝

اپنے رب کا ایک بڑے دن کے عذاب سے جس پر سے وہ ٹلا اُس دن اُس پر رحم کیا اور یہی ہے بڑی مراد ملنی۔

قل کہدے اے محمد صلعم۔ لِمَنْ مَّافِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کس کی ملک و خلق و بندہ ہے جو کچھ آسمانوں و زمین مین ہے ف پس مشرکون کے جھوٹے معبود بھی مملوک الٰہی ہوئے اور معنی یہ کہ آسمان و زمین معہ تمام اشیاء کے جو ان مین ہین یعنی تمام عالم سوائے ذات باری تعالیٰ کے کس کی ملک ہے قُلْ لِّلّٰهِ کہدے اللہ تعالیٰ کے ہین ف یعنی اگر مشرکین عداوت و حماقت سے یہ جواب نہ دین تو خود تو یہ جواب دیدے کیونکہ اسکے سوائے کوئی جواب ہی نہین ہے۔ اور لطیف اشارہ ہے کہ مشرکین خجالت سے منہ کیا کھولین گے۔ حاصل آنکہ جواب تو یہی متعین ہے خواہ باقرار صحیح یا بحجت۔ در صورت ہٹ دھرمی کے انکار کے لیکن مشرکین عرب اسکا اقرار کرتے تھے و قد ذکر تعالیٰ ولئن سألتہم من خلق السموات والارض لیقولن اللہ یعنی تو اگر ان سے سوال کرے کہ کس نے پیدا کیا آسمانوں و زمین کو تو ضرور کہین گے کہ اللہ تعالیٰ نے۔ اور یہ مشرکون و کافرون پر ایسی حجت قوی ہے کہ جس سے ان کو مجال نہین کہ کسی شرک و کفر کی طرف جاوین۔ بالجملہ جو خالق ہے مخلوق کو اسی کی عبادت فرض ہے اسواسطے کہ قادر مختار خالق جامع کمالات جو پاک پروردگار ہے وہی مستحق عبادت ہے کیونکہ عبادت اظہار بندگی ہے پس جو اللہ نہو وہ اسکا مستحق نہین ہو سکتا کہ اسکی بندگی کی جاوے اور جب بندگی فقط اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کی متعین ہوئی تو شرک سے توبہ کرنی چاہیئے۔ اور جو گذرا اسکو وہ پاک معبود برحق عفو فرمانیوالا ہے چنانچہ ارشاد فرمایا کَتَبَ عَلٰی نَفْسِہِ الرَّحْمَۃَ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پاک پر رحمت کا ٹہراؤ کیا ہے ف کتب بمعنی فرض نہین کیونکہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ پر کوئی چیز فرض و واجب نہین ہے وہ قادر مختار ہے جو چاہے کرے بلکہ کتب بمعنی قضی ہے یعنی مقدر کر دیا ہے اپنے اوپر رحمت کو بطور فضل و احسان کے اور اس کلام پاک مین ایک طرح کی مہربانی ٹپکتی ہے کہ لطف سے مشرکون کو توحید و خلوص عبادت کی طرف بلایا کہ وہ پاک پروردگار غفور رحیم ہے جو تم سے بھٹک جانے مین چوک ہو گئی اُس کو رحمت سے معاف

فرمادیگا اور یہ بھی اسکی رحمت ہے کہ رسول بھیجے وکتابین نازل فرمائین و راہ توحید پر دلائل صریح قائم کیے حالانکہ آفاق وانفس مین لاکھون دلائل موجود ہین جو
گواہی دے رہے ہین کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہے۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے خلق کو مقدر کیا اور ایک
کتاب لکھی اور عرش پر اپنے پاس رکھی کہ میری رحمت سبقت لیگئی میرے غضب پر کما فی الصحیح البخاری و مسلم۔ اور سلمانؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم
نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین پیدا کیے تو سو رحمتین پیدا فرمائین اور ان مین سے ایک حصہ دنیا مین لوگون کو ملا کہ جس سے آپس مین ایک
دوسرے پر رحم کرتے ہین (مان باپ وغیرہ سب) اور ننانوے حصہ قیامت کیواسطے ہین پھر جب قیامت کا روز ہوگا تو مومنون کیلئے یہ حصہ بھی ملا کر سو
پورے کر کے دیدیے جائینگے رواہ مسلم واحمد وغیرہما اور شرح ان حدیثون کی بہت طول چاہتی ہے اور اولیٰ یہ ہے کہ بندہ مومن ان باتون کو
بلا تردد و غور کے مان لے کیونکہ یہ مقام صفات ہے اسمین عقل کو رسائی نہین ورنہ علماء نے جاہلون کے اوہام دور کرنے کو معقول تاویلین بیان
فرمائی ہین پھر اس جملہ ترغیب و وعدہ صادق کے بعد جملہ ترہیب و وعید خوفناک کو بیان فرمایا تاکہ نادان بندے غرہ نہ ہو جاوین اور بات کو اپنے
موقع تک رکھین اور حد سے تجاوز نہ کرین بقولہ تعالیٰ۔ لَيَجْمَعَنَّكُمْ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ۔ اللہ تعالیٰ ضرور تم کو یوم قیامت مین
جمع فرمادیگا جسمین کچھ شبہ نہین ہے ف۔ یہ تاکید باستعمال قسم ہے اور وجہ قسم بھی تقویت ترہیب ہے اور زجاج نے کہا کہ کتب علیٰ نفسہ الرحمۃ کے
یہ معنی کہ اوتعالیٰ نے ازل مین اپنی ذات پاک پر یہ مقرر کر دیا کہ رحمت فرمادے اور رحمت غالب ہے اسی واسطے تمھاری عمر و رزق کو بحال رکھا
اور تم کو مہلت دیدی باوجودیکہ تم شرک کرتے ہو پھر رحمت سے بدل فرمایا لیجمعنکم کو یعنی بتقدیر رحمت وعدۂ صادقہ رحمت کا یہ ہے کہ تم کو قیامت کے روز
جمع کر کے جزا و سزا دے اور قبل اسکے اس عذاب مین جو تمھارے گناہون کے مقابلہ مین سزاوار ہے ماخوذ نہ فرمادے بنا بر قول زجاج رح کے رحمت مکتوبہ
کا وعدہ صادقہ تا روز قیامت ہے پھر جب قیامت کا دن ہوگا تو ہر مخلوق کو اس کے اعمال کی سزا ملیگی اور مہلت نہ ہوگی اور بنا بر تقدیر قسم کے
قسم کا مقدر کرنا اور جملہ اسقدر موکد فرمانا ردہے مشرکین کا جو روز قیامت و بعث و حشر کے منکر تھے اسی واسطے لاریب فیہ سے تاکید کی۔ الَّذِينَ خَسِرُوا
أَنفُسَهُمْ جن لوگون نے خوار و خراب کیا اپنی جانون کو ف۔ بایں طور کہ اسکو بدعتقاد و شرک سے عذاب کے روبرو کر دیا۔ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ
وہ اسے خبیث ایمان نہین لاتے ہین ف۔ اگرچہ یہ جانتے و مانتے ہین کہ بیشک ہم کو اللہ تعالیٰ ہی نے پیدا کیا ہے۔ وَلَهُ مَا سَكَنَ فِي اللَّيْلِ
وَالنَّهَارِ اور اللہ تعالیٰ ہی کی ہے جو چیز بستی ہے رات مین اور دن مین ف۔ یعنی ہر چیز اُسی کی ہے وہی اسکا خالق و مالک ہے اور مدارک وغیرہ
مین ہے کہ قولہ ماسکن اے ماسکن و ماتحرک ایضاً یعنی جو چیز ساکن ہو یا متحرک ہو سب اللہ تعالیٰ ہی کیواسطے ہے حرکت و سکون باہم متضاد ہین پس
سکون کو ذکر کیا اور اسی پر اکتفا کر کے دوسری ضد کو ذکر نہین کیا اور رہا یہ کہ سکون کو اسواسطے ذکر کیا کہ وہ بہ نسبت حرکت کے زیادہ ہے اور یہ کلام بھی
مشرکون پر حجت ہے جو اس وہم مین پڑے تھے کہ سب مخلوق اسکے تحت تدبیر مین نہین ہے اور اسی وہم پر بتون کے انتظام پر بھروسہ کرتے اور اُن کی عبادت
کرتے تھے پس اللہ تعالیٰ نے مصرح رد کر دیا کہ رات و دن مین جو مخلوق بے طلب تردد کے ساکن پڑی ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کی مخلوق اور اسی
کی پرورش سے رزق پاتی ہے اور حضرت سدیؒ نے کہا کہ ماسکن یعنی جو ثابت و مستقر ہوئی۔ یہی زمخشریؒ نے ذکر کیا اور ابن عطیہ نے اسی کو
مرجح قرار دیا۔ ابن جریر رح نے کہا کہ جسپر آفتاب طلوع و غروب ہوا وہ رات و دن کے ساکن مین سے ہے پس مراد اس سے تمام وہ چیزین ہین جو
طلوع و غروب آفتاب کے درمیان ہین خواہ کہین ہون اور ابن کثیرؒ نے کہا کہ ہر جاندار آسمان و زمین کا سب کے سب اسی کی خلق و ملک ہین۔ بالجملہ
اس مین اتفاق ہے کہ مراد اس سے تمام مخلوق ہے اور معنی یہ کہ تمام مخلوق کا پروردگار و خالق و مالک وہی ایک معبود اللہ تعالیٰ ہے اور مشرکون و کافرون
و فلاسفہ و مجوس وغیرہ کا گمان محض غلط ہے کہ بعض اسکے مخلوق ہونے یا زیر انتظام ہونے سے خارج ہے یا وہ فاعل و مختار نہیں یا کوئی مخلوق

Marfat.com

اسکے ساتھ شریک ہو سب غلط وکفر وجہالت ہو وہی قادر مختار خالق جامع صفات کمال ہے۔ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ یعنی وہی خوب سننے والا
ہے جو کچھ کوئی کہے اچھی بات توحید کی یا بری بات شرک وکفر کی اور خوب جاننے والا ہے جو کچھ کوئی کرے عبادت وبندگی یا کفر وشرک وغیرہ
اور البتہ شرم چاہیئے اس مخلوق کو جو اپنے خالق کی جناب مین شرک وکفر لے یا کرے۔ اور عجب کہ کافران مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بتون
کی پرستش کرنے کی طرف بلایا تو حکم ہوا قُلْ أَغَيْرَ اللَّهِ أَتَّخِذُ وَلِيًّا کہدے ان جاہل مشرکون سے کہ کیا اللہ تعالی کے سوائے کسی چیز کو مین
ولی بنالون ف یعنی معبود بنالون۔ اور یہ استفہام انکاری ہو اور معنی یہ کہ اور کسی کو معبود نہ بناونگا فقط اللہ تعالی ہی کو معبود بناونگا جسکی یہ شان ہے فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ
آسمانون و زمین کو۔ دونون کو ایجاد کرنے والا ہے ف یعنی دونون کو اس نے بدون مثال سابق کے ایجاد کردیا۔ وَهُوَ يُطْعِمُ اور وہ رزق
دیتا ہے وَلَا يُطْعَمُ اور رزق دیا نہین جاتا ف یعنی تمام مخلوق اس کی محتاج ہے اور وہ کسی کا محتاج نہین ہے۔ قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ
أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ کہدے کہ مجھے حکم دیا گیا کہ مین ہی پہلا وہ شخص ہون جو اسلام لایا ف یعنی اللہ تعالی کیواسطے مطیع ومنقاد ہوا توحید کے
ساتھ اور اولیت سے مراد یہ کہ اس امت مین سب سے اول مین ہی مسلمان ہون۔ وَلَا تَكُونَنَّ۔ اے وقیل لی۔ لَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ
اور مجھے کہا گیا کہ تو ہرگز مت ہونا ان لوگون مین سے جو اللہ تعالی کے ساتھ شرک کرنیوالے ہین ف یہ عطف ہو اُمرت پر بتقدیر لفظ قول اور
بعض نے کہا کہ قل پر عطف ہو یعنی ایسا ایسا کہدے اور مشرکین مین سے مت ہو اور اس تقدیر پر صیغہ امر پر نہی کا عطف وارد کھا ہے۔ اور
آنحضرت صلعم اگرچہ مشرک ہو نہین سکتے تھے کیونکہ آپ معصوم پیغمبر تھے لیکن یہ خطاب فرمایا کہ امت کے اہل اسلام اس خطاب سے مستفید ہون
قُلْ إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي یعنی عصیان باین طور کہ غیر کی عبادت کرون۔ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ہو یوم القیامۃ۔ یعنی یوم سے
مراد روز قیامت ہو معنی یہ کہ تو کہدے کہ اگر مین اپنے رب کی نافرمانی کرکے غیر کی عبادت کرون تو مجھے عذاب روز قیامت کا خوف ہے بعض
نے کہا کہ خوف سے مراد یہان علم ہے یعنی مین جانتا ہون کہ اگر پروردگار کی اسطرح نافرمانی کرون کہ غیر کی عبادت کرون تو عذاب روز قیامت
مین گرفتار ہونگا۔ مترجم کہتا ہو کہ ظاہر مراد اس قائل کی یہ ہوگی کہ خوف مستلزم معرفت ہو پس معنی یہ کہ مین جانتا ہون لہذا خوف کرتا ہون
کہ نافرمانی کرون تو عذاب ہوگا اور علم مورث خوف ہو چنانچہ فرمایا۔ انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء یعنی اللہ تعالی سے ڈرنیوالے اسکے بندون مین سے
وہی ہین جو علم والے ہین اور حاصل یہ کہ مجھے خوف بطریق تردد نہین بلکہ غیر کی عبادت مین قطعی عذاب جانتا ہون۔ مَنْ يُصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ
اکثر قراء کی قراءۃ مین یصرف بصیغہ مجہول ہو یعنی جو شخص ایسا ہو کہ پھیرا گیا اس عذاب سے اس روز قیامت مین یعنی جو بندہ کہ عذاب جہنم کی
طرف سے موڑ دیا گیا۔ فَقَدْ رَحِمَهُ۔ تو اللہ تعالی نے اسپر رحم کیا ف یعنی اس کے واسطے بھلائی کا ارادہ کیا۔ اور حمزہ وکسائی وابوبکر
نے یصرف بصیغہ معروف یعنی مبنی للفاعل پڑھا اور معنی یہ کہ جو شخص ایسا ہو کہ پھیرا اُس سے اللہ تعالی نے اس روز عذاب کو تو اسپر رحم کیا۔
وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِينُ۔ اور یہ نعمت عظیمہ کھلی ہوئی فلاح ہے ف فی العرائس قولہ۔ قل انی امرت ان اکون اول
من اسلم۔ اشارہ ہو کہ فطرت ذاتی مین سب سے اول مین تھا پس اسوقت جبکہ وجود مین کوئی نہ تھا مجھکو حکم ہوا کہ عبودیت مین سب سے
اول ہون۔ بعض نے کہا کہ ظہور حق مین اول منقاد ہون۔ ابن عطار رحمہ اللہ نے کہا کہ مبادی قدرت مین پہلا خضوع رکھنے والا مین ہون۔
جعفر رحمہ اللہ نے کہا کہ قضا وقدر کا اول تسلیم کرنے والا مین ہون۔

وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يَمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى

اور اگر پہونچاوے اللہ تجکو کچھ سختی پھر اسکو کوئی نہ اٹھادے سوائے اسکے اور اگر تجکو پہونچا دے بھلائی تو وہ

Marfat.com

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ○ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ ؕ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ ○

ہر چیز پر قادر ہے اور اُسی کا زور پہونچتا ہے اپنے بندون پر اور وہی ہے حکمت والا خبردار

قُلْ أَيُّ شَيْءٍ أَكْبَرُ شَهَادَةً ؕ قُلِ اللَّهُ ۖ شَهِيدٌ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ ۚ وَأُوحِيَ إِلَيَّ هَٰذَا

تو کہہ کس چیز کی بڑی گواہی کہہ اللہ گواہ میرے اور تمہارے بیچ اور اُترا ہے مجھ پر

الْقُرْآنُ لِأُنذِرَكُم بِهِ وَمَن بَلَغَ ۚ أَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُونَ أَنَّ مَعَ اللَّهِ آلِهَةً أُخْرَىٰ ۚ

قرآن کہ تم کو اس سے خبردار کرون اور جسکو یہ پہونچے کیا تم گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے ساتھ معبود اور بھی ہین

قُل لَّا أَشْهَدُ ۚ قُلْ إِنَّمَا هُوَ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ وَإِنَّنِي بَرِيءٌ مِّمَّا تُشْرِكُونَ ○

تو کہہ مین نہ گواہی دونگا تو کہہ وہی ہے معبود ایک اور مین قبول نہین رکھتا جو تم شریک کرتے ہو

الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمُ ۘ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ

جن کو ہم نے دی ہے کتاب اُس کو پہچانتے ہین جیسے اپنے بیٹون کو جنھون نے ہاری اپنی جان

فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ○ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ ۗ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ ○

وہی نہین مانتے اور اُس سے ظالم کون جو جھوٹ باندھے اللہ پر یا جو جھٹلائے اُسکی آیتین مقرر بھلا نہین پاتے گنہگار

وَإِن يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ ۔ اور اگر اللہ تعالیٰ تجھے ضرر پہونچاوے ف۔ یہ خطاب نبی صلعم کو ہے یا ہر مخاطب کو ہے اور ضرر بمعنی بلا مانند مرض و محتاجی وغیرہ کے ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اے بندہ تجھے مرض و محتاجی وغیرہ مضرت پہونچے۔ فَلَا كَاشِفَ لَهُ تو کوئی اس بلا کا اُٹھانے والا نہین۔ إِلَّا هُوَ۔ مگر وہی پاک پروردگار تعالیٰ۔ وَإِن يَمْسَسْكَ بِخَيْرٍ اور اگر اللہ تعالیٰ تجھے خیر پہونچاوے ف۔ مانند صحت و تونگری وغیرہ کے۔ تو وہ قدیر ہے۔ فَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۔ وہ تو ہر چیز پر قادر ہے ف یعنی کوئی قدرت نہین رکھتا کہ اگر بندہ کو وہ مضرت پہونچاوے تو دور کر سکے یا وہ منفعت پہونچاوے تو روک سکے۔ حدیث مین ہے کہ حضرت صلعم دعا فرماتے تھے۔ اللهم لا مانع لما اعطيت ولا معطي لما منعت ولا ينفع ذا الجد منك الجد اے پروردگار کوئی روکنے والا نہین جو تو نے دیا اور کوئی دینے والا نہین جو تو نے روکا اور نہین نافع ہے صاحب ثروت کو ثروت تیری قضا و قدر سے عن ابن عباس۔ مین آنحضرت صلعم کے پیچھے تھا مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اے لڑکے مین تجکو کلمات سکھلاتا ہون محفوظ رکھ اللہ تعالیٰ تجھے محفوظ رکھے۔ یاد رکھ اللہ تعالیٰ کو اپنے مواجہہ مین پاویگا۔ جب کچھ مانگ تو اللہ تعالیٰ ہی سے مانگ۔ جب استعانت چاہے تو اسی سے چاہ۔ اور جان رکھ کہ اگر تمام جہان اس بات پر مجتمع ہو کہ تجھے کچھ نفع پہونچاوے تو تجھے کچھ نفع نہین پہونچا سکتا مگر وہی جو اللہ تعالیٰ نے تیرے حق مین لکھدیا ہے اور اگر سب اُمت اس بات پر مجتمع ہو کہ تجھے کچھ ضرر پہونچاوے تو نہین پہونچا سکتی مگر وہی جو اللہ تعالیٰ نے تیرے اوپر لکھدیا ہے قلم اُٹھالئے گئے اور نامہائے تقدیر خشک ہو چکے رواہ الترمذی اور رزین نے ایک کلمہ اور زیادہ کیا کہ آسانی مین تو اللہ تعالیٰ کو یاد رکھ وہ تعالیٰ تجکو تکلیف و سختی مین محفوظ فرماویگا او قد رواه احمد۔ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ ۔ وہی قاہر ہے بندون کے اوپر ف۔ فوقیت یہان مرتبہ کی فوقیت ہے اور قاہر بمعنی وہ قادر جسکو کوئی چیز عاجز نکر سکے یعنی جو چاہے وہ کرے کسی چیز مین عاجز نہو۔ قاہر مین ایک معنی زائد ہین بہ نسبت قادر کے کیونکہ قاہر وہ کہ جو چاہے کرے اور جسکو چاہے نہ کرنے دے اور غلبہ اسکو لازم ہے۔ حاصل آنکہ تمام مخلوق اسکے تحت قدرت و غلبہ مین مسخر و مغلوب ہے اور وہی ان پر قاہر مستعلی ہے اور ابن جریر رح نے کہا کہ قاہر بمعنی متعبد ہے یعنی بندون سے عبودیت لینے والا۔ اور یہ معنی بھی عمدہ ہین کیونکہ جبر اسکی تقدیر و مشیت مین جاری ہوا ہر بندہ اُسپر جاری ہے

اور چاہے کیسی ہی کوشش کرے مجال نہین کہ اس سے نکل سکے۔ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ۔ وہی حکیم خبیر ہے ف یعنی مخلوق مین جو کچھ جاری ہوتا ہے سب اس کی حکمت ہی کے موافق ہے اور تمام مخلوق کے ظاہر و باطن اُن کی ماہیت سے وہی آگاہ ہو پس ہر ایک کو اس کے لائق دیا ہو۔ شیخ سیوطی رح نے کہا کہ کافران مکہ نے حضرت صلعم سے کہا کہ کیا چیز آپکی نبوت کی گواہی دیتی ہو کیونکہ اگلی کتابون والے انکار کرتے ہین تب یہ نازل ہوا قُلْ أَيُّ شَيْءٍ أَكْبَرُ شَهَادَةً یعنی ان مشرکون سے کہدے کہ گواہی مین کون چیز سب سے بڑی ہے۔ قُلِ اللَّهُ کہدے کہ اللہ تعالیٰ ہے ف یعنی یہی جواب ہے اور کوئی جواب نہین صحیح ہے اگر وہ لوگ چپ ہون تو تو ہی کہدے اور معنی یہ اللہ اکبر شہادۃ۔ یعنی اللہ تعالیٰ سب سے بزرگ ہو از راہ شاہد ہونے کے اور مراد آنکہ سب سے بزرگ گواہی اللہ تعالیٰ کی ہے۔ شَهِيدٌ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وہ میرے و تمھارے درمیان شاہد ہے ف پس مبتدا محذوف ہو کلام یہان سے شروع ہے۔ اور اس تقدیر پر ای شئی کے جواب مین جب اللہ کہا تو دلالت ہو کہ شئی کا اطلاق ذات پاک پر درست ہو اور توجیہ کی گئی کہ شئی کا اطلاق واجب و ممکن سب پر ہو اور اس سے متکلمین علماء رح استدلال لاتے ہین بعض نے کہا کہ جواب یون ہو کہ قل اللہ شہید بینی وبینکم۔ تو کہدے کہ اللہ تعالیٰ میرے و تمھارے درمیان شاہد ہے اس سے ثبوت نہین ہوتا کہ شئی کا اطلاق حضرت باری تعالیٰ پر روا ہے کیونکہ ترقی کا جواب ہو سکتا ہے یعنی تم نے شہادت مین کون چیز سب سے بڑی خیال کی ہے۔ پھر جواب دیا کہ کسی چیز کا کیا ذکر ہو بلکہ تمھارے و میرے درمیان اللہ تعالیٰ شاہد ہے جو ہر چیز کا خالق ہے اور مترجم اسی کو اختیار کرتا ہو اور کراہت کرتا ہے کہ اللہ عز و جل پر شئی کا اطلاق کیا جائے اور اس تقدیر پر یہ بھی لازم نہین آتا کہ قولہ واللہ علیٰ کل شئی قدیر مین سے ذات باری تعالیٰ کا استثنا کیا جائے یعنی منجملہ کل شئی کے ذات باری تعالیٰ عقلاً مستثنیٰ ہے جیسا کہ اول قول والون پر لازم ہے۔ اور جو مترجم نے اختیار کیا اُسپر لازم نہین ہو کیونکہ شئی مین ذات باری تعالیٰ عز و جل داخل ہی نہین ہے اور رہا یہ کہ لفظ شئی و موجود و ممکن الفاظ مترادفہ ہین تو یہ تعبیرات ہین کہ ذات باری تعالیٰ عز و جل کے بیان مین ان الفاظ سے چارہ نہین جیسے ما و من موصولات مین سے ذات باری تعالیٰ کو من سے تعبیر کرتے ہین جیسے من خلق السموات والارض۔ اور جواب مین قل اللہ واقع ہوا تو من جو مخصوص بذوی العقول ہو اسکا اطلاق ذات باری تعالیٰ پر ہوا حالانکہ او تعالیٰ عز و جل عقلون کا خالق ہے اور عقل والون کا خالق ہے اور بالاتفاق اسکو ذوی العقول مین سے نہین کہ سکتے ہین ایسا ہی یہان ہے فلیتامل۔ پھر واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ کو جو اپنے و مشرکون کے درمیان شاہد ٹھہرایا۔ تو او تعالیٰ کی شہادت سے یہ مراد کہ اُس نے آنحضرت صلعم کے ہاتھون پر معجزات ظاہر کر دئے پس آنحضرت صلعم جو مدعی نبوت تھے اس معجزہ سے اپنے صدق دعوی پر گواہی لائے اور بالاجماع خالق اشیاء او تعالیٰ ہے پس اللہ تعالیٰ نے اپنے بندہ رسول کی تصدیق فرمائی اور شہادت جیسے بقول ہوتی ہے ویسی ہی بفعل بھی ہوتی ہے بلکہ بفعل اقوی ہو کیونکہ قول کے الفاظ مین احتمالات پیدا ہوتے ہین بخلاف فعل کے اور ہو سکتا ہے کہ شہادت آلہی سے مراد یہ قرآن مجید معجز بلیغ ہو اور معنی یہ کہ اللہ تعالیٰ میرے و تمھارے درمیان مین میری سچائی پر اپنے کلام معجز پاک سے شاہد ہے۔ وَأُوحِيَ إِلَيَّ هَٰذَا الْقُرْآنُ لِأُنذِرَكُم بِهِ وَمَن بَلَغَ۔ اور مجھے یہ قرآن وحی کیا گیا تا کہ اس سے تم کو ڈرسناؤن اور جسکو یہ قرآن پہونچے ف یہ خطاب اہل مکہ کو ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے وحی کیا مجھ پر یہ قرآن تا کہ اس سے مین ڈرسناؤن تم کو اے اہل مکہ اور ہر ایسے شخص کو جس کو یہ قرآن پہونچا خواہ آدمی ہو یا جن ہو۔ اسمین صریح دلالت ہو کہ آنحضرت صلعم کی بعثت عام ہے فقط عرب پر منحصر نہین ہے اور مجاہد رح نے کہا کہ قولہ لانذرکم بہ۔ مراد عرب ہین و من بلغ یعنی سوائے عرب کے عجم کے ملکون والے ہین۔ اور انس رض سے روایت ہو کہ جب یہ آیت اُتری تو آنحضرت صلعم نے بادشاہ فارس و بادشاہ روم و بادشاہ نجاشی و ہر سرکش کو خط لکھا اور اُن کو اللہ عز و جل کی بندگی کی طرف بلایا اور یہ وہ نجاشی نہ تھا جس پر آنحضرت صلعم نے نماز پڑھی۔

رواه ابن مردویہ۔ اور نجاشی بادشاہ حبشہ کا لقب ہے جیسے کسریٰ و قیصر ہے اور نیز آمین صریح دلیل ہے کہ جو اسوقت موجود تھے اور جو آئندہ [illegible]
حق مین قرآن مجید کی پابندی یکسان ہے اور علماء رح اس معنی مین متفق ہین۔ عن ابن عباس آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جس کو قرآن پہونچ گیا [illegible]
ہین نے اُس سے بالمشافہ انذار کیا یعنی یہ آیت پڑھی۔ رواہ ابن النجار والخطیب و ابونعیم۔ محمد بن کعب رح نے کہا کہ جسکو قرآن پہونچا گویا اُس نے
نبی صلعم کو دیکھا اور آپ سے باتین کین۔ اور ایک روایت ہین گویا محمد صلعم نے اسکو ابلاغ کر دیا۔ رواہ ابن ابی حاتم و ابن جریر۔ عن قتادہ کہ رسول اللہ
صلعم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تبلیغ کرو۔ اور جسکو کتاب اللہ تعالیٰ کی ایک آیت بھی پہونچی اُس کو حکم الٰہی پہونچ گیا۔ رواہ عبد الرزاق
اور ربیع بن انس نے کہا کہ جسنے رسول اللہ صلعم کی اتباع کی اُسپر حق واجب ہے کہ جس کی طرف رسول اللہ صلعم نے دعوت فرمائی اُسکی طرف
بلاوے اور جس سے حضرت صلعم نے ڈرایا اُس سے ڈراوے۔ عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تبلیغ کرو میری طرف
سے اگرچہ ایک ہی آیت لوگون کو پہونچاؤ۔ رواہ البخاری۔ عن ابن مسعودؓ مین نے نبی صلعم سے سُنا کہ آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ تر و تازہ کرے
اس مرد کو جس نے ہم سے کوئی چیز سنی پھر جیسی سنی ویسی پہونچا دی کیونکہ سننے والے کے بہ نسبت کبھی وہ زیادہ ماہر ہوتا ہے جسکو پہونچی۔ رواہ الترمذی
وغیرہ۔ اور معنی یہ کہ سننے والے کو اس کلام سے جو علم حاصل ہوا اس سے زیادہ اُس شخص کو حاصل ہو جس کو پہونچایا ہے۔ پھر اہل مکہ و مشرکون
کو فہمائش کی۔ کہ اپنے خیالات و اوہام شرک ترک کرین اور اللہ تعالیٰ کے رسول کی سچی بات مانین۔ اَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ
مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰى۔ بھلا کیا تم لوگ اعتقادی گواہی دیتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مین دوسرے اللہ ہین۔ قُلْ لَّآ اَشْهَدُ کہدے
کہ مین اسکی شہادت نہین دیتا ہون قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ تو کہدے کہ مین یہی گواہی دیتا ہون کہ وہ معبود واحد ہے۔ وَاِنَّنِيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ
اور کہدے کہ مین بری ہون اُس چیز سے جسکو تم شریک لاتے ہو۔ ف۔ یعنی بت و بد اعتقادیان وغیرہ جن سے تم شرک کرتے ہو مین سب سے
بیزار ہون پھر موافق سبب نزول مذکورہ بالا کے مشرکین مکہ نے جو شہادت مانگی تھی یہ کہکر کہ اگلی کتابون والے آپ سے انکار کرتے ہین اسکا
رد فرمایا اور حاصل آنکہ اُن کے فسق و فجور نے اُن کو آمادہ کیا کہ از راہ حسد و عناد کے جان بوجھکر منکر ہوتے ہین اور فرمایا۔ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ
الْكِتٰبَ وہ لوگ جنکو ہم نے کتاب دی۔ ف۔ یعنی جنکو توریت و انجیل دی بنا براینکہ الف لام جنس کا ہے پس ہر کتاب سابق کو شامل ہے حاصل آنکہ
علمائے یہود جو توریت جانتے ہین اور علمائے نصاریٰ جو انجیل سے آگاہ ہین۔ يَعْرِفُوْنَهٗ وہ سب محمدؐ کو ایسی طرح جانتے ہین کہ گویا آنکھون دیکھا
یعنی محسوس پہچانتے ہین بوجہ اس تعریف کے جو اُن کی کتاب مین مذکور ہے ایسا قطعی پہچاننا پہچانتے ہین کہ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ۔ جیسے اپنے
بیٹون کو پہچانتے ہین۔ ف۔ اُنکے پاس اخبار اور بڑی توجہ و اعتماد کی ایسی آیات موجود تھین کہ اُن سے قطعی علم حاصل تھا اور سب رسولون نے
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے اور آپکی صفت اور جہان پیدا ہون گے اسکی پہچان اور جہان ہجرت کرینگے اُس کی شناخت اور آپکی اُمت
مرحومہ کے صفات سب بیان فرمائے تھے اسی واسطے بعد اس کے فرمایا۔ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جن لوگون نے ان علماء اہل کتاب
مین سے اپنی جانون کو خوار و خراب کیا ہے فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ وے البتہ محمد صلعم پر دنیا کی چاہ اور حسد و عداوت سے ایمان نہین لاتے ہین اور یہ
بات نہین کہ پہچانتے نہ ہون بلکہ عمداً اپنی جانون پر ظلم کرتے ہین کہ اللہ تعالیٰ کے رسول و اُس کے آیات کو جھٹلاتے ہین اور فرمایا۔ وَمَنْ اَظْلَمُ
مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ۔ یعنی کوئی بڑھکر ظالم نہین ایسے شخص سے جس نے افترا باندھا اللہ تعالیٰ پر جھوٹ
باین طور کہ اللہ تعالیٰ کی طرف شرک کی نسبت کی جیسے مشرکین مکہ تھے یا نصاریٰ و یہود کہ بندہ مسیح علیہ السلام کو معبود یا بیٹا یا عزیر علیہ السلام کو
بیٹا کہتے ہین۔ یا جس نے جھٹلایا اللہ تعالیٰ کی آیات کو یعنی قرآن کو۔ حاصل آنکہ جس نے اللہ تعالیٰ پر افترا باندھا یا آیات کو جھٹلایا اُس سے

Marfat.com

اظلم کوئی نہین پھر اگر کوئی اُن دونون کو جمع کرے تو اسکا کیا حال ہوگا اِنَّہٗ ضمیر شان ہر لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ یعنی جن لوگون نے اس طرح اپنے اوپر ظلم کیا
ہو وہ فلاح نہین پاوینگے ف۔ فی العرائس قولہ تعالیٰ وان یمسسک اللہ بضر فلا کاشف لہ الا ہو۔ اشارہ سے نکلا کہ اگر کسی بندہ مومن کو مضرت پہونچے
تو اسکا کھولنے والا کوئی نہین سوائے اسکے کہ اوتعالیٰ اپنے کرم سے اس گرہ کو کھول دے۔ جنید رح نے کہا کہ کسی خیر یا شر کے پہونچنے پر جو خطرہ اول تیرے
دل مین خطور کرے وہی تیرا معبود ہے پھر اگر تو نے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا تو وہی تیرا معبود ہر اور وہی تجکو اس بلا مین کافی ہر اس مصیبت کے
دور کرنے مین کفایت فرمادیگا اور اگر تو نے غیر کی طرف رجوع کیا تو تجکو اور اسکو جسکی طرف تو نے رجوع کیا ہی چھوڑ دیگا یعنی تو جان اور تیرا معتمد علیہ
جانے حالانکہ اس معتمد علیہ سے کچھ نہین ہو سکتا وہ خود مجبور ہے۔ اُستاد رح نے فرمایا کہ تجھے بلا سے وہ نجات دیگا جو تجکو بلا مین ڈالے کیونکہ ایجاد کرنیوالا
ایک ہی پاک ذات ہر اور اغیار تو سب افعال ہین اور افعال مین سے کوئی یہ لیاقت نہین رکھتا کہ ایجاد کرے۔ قولہ وہو القاہر فوق عبادہ۔ حسین رح نے کہا
کہ قاہریت محو کرتی ہر ہر وجود کو۔ اور بعض نے کہا کہ جیسے بندون کو موت و فنا پر مقہور کیا کہ کسی کو موت سے چارہ نہین ویسے ہی اُن کو ایجاد و اظہار مین
مقہور کیا۔ قال المترجم وفی الحدیث ومامن نسمۃ کائنۃ الی یوم القیامۃ الا ہو کائن فیہا یعنی جو آدمزادہ قیامت تک پیدا ہونیوالا ہے وہ ضرور
اسمین پیدا ہو جائیگا۔ قولہ قل ای شیٔ اکبر شہادۃ۔ اشارہ ہر کہ شہود الٰہی سے بڑھکر کسی چیز مین شہود نہین کیونکہ اسکی تجلی کا ظہور اعظم ہے کہ ہر ذرہ سے ظہور
ہے اور یہ شہادت ازلی ہر کہ اسکی طرف سے اسکی وحدانیت پر سابق ہو چکی جبکہ وجود مخلوق کا معدوم تھا اور تصدیق اسکے جواب ہے کہ امر کا جواب
امر سے ہی بقولہ قل اللہ شہید بینی وبینکم۔ شیخ رح نے کہا کہ جب شہود الٰہی سے قوم مشرک اندھی تھی تو اشرف موقع شہود یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منکر
ہوئے کیونکہ باوجود ظہور کے اپنی جہالت و غباوت سے اُن کو کچھ نہین سوجھا۔ باوجود تنبیہ کے کہ قل ای شیٔ اکبر شہادۃ۔ پھر اسپر بھی نہ سمجھے تو تصریح
کردی بقولہ قل اللہ شہید بینی وبینکم۔ اور یہ ظہور انوار صفات تھا یہ شہادت کبریٰ ہر اور شہادت معجزات اسکی تصدیق مین شہادت صغریٰ تھی۔ با لجملہ جس نے
شہادت کبریٰ کو نہین دیکھا وہ شہادت صغریٰ دیکھے یعنی معجزات آنحضرت صلعم سے مشاہدہ حاصل کرے لیکن جو تقدیر ازل مین اندھا کر دیا گیا ہے وہ ہر
شہادت سے اندھا ہی نہ اسکو شہادت کبریٰ نظر آوے اور نہ شہادت صغریٰ۔ حسین رح نے کہا کہ کوئی شہادت اس شہادت سے زیادہ صادق نہین ہر جو ازل
مین حق تعالیٰ نے اپنی ذات پاک سے فرمائی ہے بقولہ قل ای شیٔ اکبر شہادۃ قل اللہ۔ قولہ الذین آتینٰہم الکتٰب یعرفونہ۔ حضرت حق عزوجل نے فرمادیا کہ یہود
خوب پہچانتے تھے آنحضرت صلعم کو اُن علامات صحیحہ سے جو اُنھون نے توریت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت و صفت و سچے معجزات سے
مذکور پایا لیکن وہ معرفت روحانی سے نہین پہچانتے تھے یعنی نور معرفت الٰہی سے محروم اور آپکے چہرہ مبارک سے نور مشاہدہ کے دیدار سے بے نصیب تھے
اسی واسطے اپنی جبلت غضب مین گرفتار ہو کر دنیاوی محبت مین پڑے اور باپ دادون کی تقلید کرنے لگے اور اگر کاش نور معرفت الٰہی پہچانتے تو صحابہ
رضی اللہ عنہم کے مانند آنحضرت صلعم کے قدمون کی خاک بنجاتے۔ قال المترجم۔ مشرکین و یہود و نصاریٰ تعجب کیا کرتے تھے کہ کسی بادشاہ و کسی امیر کے
وزیر و مصاحب و ساتھی ایسے نہین دیکھے گئے اور نہ سنے گئے جیسے محمد صلعم کے صحابی ہین کہ آنکھون دیکھی بات ہر کہ آپ دہن مبارک اُنکو عطر سے افضل و بہتر ہے۔

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا أَيْنَ شُرَكَاؤُكُمُ الَّذِينَ كُنْتُمْ
اور جس دن ہم جمع کرینگے اُن سب کو پھر کہین گے شریک والون کو کہان ہین شریک تمھارے جن کا تم
تَزْعُمُونَ ۝ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ إِلَّا أَنْ قَالُوا وَاللَّهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ ۝
دعوے کرتے تھے پھر نہ رہے گی اُن کی شرارت مگر یہی کہ کہین گے قسم اللہ کی رب اپنے کی ہم شریک نہ کرتے تھے۔

Marfat.com

اُنْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝ وَمِنْهُمْ مَّنْ
دیکھ تو کیا جھوٹ بولے اپنے اوپر اور کھوئی گئیں اُن سے جو باتیں بناتے تھے اور بعضے اُن میں

يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ وَجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِنْ
اُن رکھتے ہین تیری طرف اور ہم نے اُن کے دلون پر غلاف رکھے ہین کہ اُس کو نہ سمجھین اور اُن کے کانون پر بوجھ اور اگر

يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءُوْكَ يُجَادِلُوْنَكَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ
دیکھین ساری نشانیان یقین نہ لادین اُنپر جب تک آوین تیرے پاس جھگڑنے کو تجھ سے کہتے ہین وہ منکر یہ کچھ نہیں

اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْـــَٔـوْنَ عَنْهُ ۚ وَاِنْ يُّهْلِكُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝
مگر نقلین ہین اگلون کی اور وہ اس سے منع کرتے ہین اور اس سے بھاگتے ہین اور ہلاک کرتے نہین مگر آپ کو اور نہین سمجھتے۔

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا۔ ذکر کردے جسدن کہ ہم محشور کرینگے ان مشرکون وکافرون کو سب کو ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا پھر ہم مشرکون سے فرماوینگے ف یعنی جو مشرک مرے ہین۔ اَيْنَ شُرَكَاۗؤُكُمُ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ۔ تمھارے وہ شرکا، کہان ہین جن کو تم زعم کرتے تھے ف۔ کہ وے شریک ہین اللہ تعالیٰ کے اور یہ سوال واسطے ملامت کے ہی یعنی وہ تمھارے شرکا، کہان ہین لاؤ جن کو تم شریک تبلاتے تھے اور تزعمون کا مفعول محذوف کرنے مین اشارہ ہی کہ جملہ زعم باطل اُس دن نکل جاوینگے۔ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ بتار فوقانیہ قرأۃ ابن کثیر وابن عامر وعاصم ونافع ہی۔ اور لم یکن بیار تحتانیہ باقیون کی قرأۃ ہے فِتْنَتُهُمْ بنصب وبرفع دونون قرأۃ ہین پس بیار تحتیہ والون نے بنصب پڑھا بنابر آنکہ یہ خبر ہے اور اسم اسکا ان قالوا الخ ہے اور بتار فوقانیہ پڑھنے والون نے برفع پڑھا بنابر آنکہ یہی اسم ہی اور خبر اسکی قولہ ان قالوا ہے اِلَّآ اَنْ قَالُوْا وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ۔ مین اکثر کی قرأۃ بالجر ہے بنابر آنکہ نعت ہی اسم ذات پاک سے اور بعض کی قرأۃ مین نصب ہے، بنابر آنکہ منادی بحذف حرف نداء ہے وان قالوا بالقوت مصدر اے قولہم ہے اور تفسیر بنابر قول مفسر حؒ کے یہ کہ ثم لم تکن معذرتہم الا قولہم واللہ ربنا ماکنا مشرکین یعنی جب اُن سے شرکا، مانگے جاوینگے کہ لاؤ کہان ہین تو باطل کو کہان سے لاوینگے پس آگاہ فرمایا کہ پھر اُن کی معذرت کچھ نہ ہوگی سوائے اس قول اور دروغ کے کہ واللہ ہم مشرک نہ تھے یعنی ہم اُن کو شریک نہین بتاتے تھے فتنہ بمعنی معذرت قرار دیا اور یہی عطار خراسانی وقتادہ وابن جریج نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور ضحاک نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ معذرتہم اے حجتہم۔ حاصل آنکہ مشرکون کی طرف معذرت جسکو وہ اپنے چھٹکارے کی بات سمجھین گے وہ یہ دروغ ہوگا۔ شیخ ابن جریر نے کہا کہ صواب یہ ہی کہ ثم لم یکن قبلہم عذر فتنتنا ایاہم اعتذارا عما سلف منہم من الشرک باللہ الا ان قالوا الخ یعنی جبکہ ہم فتنہ مین ڈالین گے اُن کو تو اُن کی گفتگو بطور عذر کے اپنے سابق اعمال شرک سے کچھ نہ ہوگی سوائے اس کے کہ کہین گے کہ واللہ ہم مشرک نہ تھے زجاج رحمہ اللہ نے کہا کہ اسمین ایک لطیف معنی یہ ہین کہ آدمی جب محبوب چیز سے فتنہ مین پڑتا ہے پھر اسکو محنت ومشقت لاحق ہوتی ہے پھر بیزار ہو جاتا ہے تو اسکے حق مین کہا جاتا ہے کہ اسکا کچھ فتنہ نہ تھا سوائے فلان چیز کی محبت کے پس ایسے ہی کفار کا حال ہوا کہ بتون کی محبت سے فتنہ مین پڑے پھر جب عذاب الیم نظر پڑا تو بتون سے بیزار ہوئے پس اُن کے حق مین صادق ہوا کہ ثم لم تکن فتنتہم الا ان قالوا الخ۔ اور بعض نے کہا کہ یہ جواب خود فتنہ تھا بسبب اسکے کہ دروغ تھا ابن عباسؓ سے روایت ہی کہ ایک شخص نے آکر سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ثم لم تکن فتنتہم الا ان قالوا واللہ ربنا ماکنا مشرکین اور نیز فرمایا کہ لایکتمون اللہ حدیثا۔ حالانکہ وہ جھوٹ بولکر چھپا گئے تو ابن عباسؓ نے فرمایا کہ مشرکین جب دیکھین گے کہ جنت مین کوئی نہین داخل ہوتا سوائے نمازیون کے (یعنی اہل توحید پابند صوم وصلوٰۃ) کے تو آپس مین کہین گے کہ آؤ ہم بھی

Marfat.com

شرک سے منکر ہوجاوین تاکہ عذاب سے چھوٹین پس قسم کھا کر جھوٹ بولین گے پس اللہ تعالیٰ اُن کے منھون پر مہر کر دیگا اور اُن کے ہاتھ پاؤن گواہی دینگے
پس اس حالت مین اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز نہین چھپا سکین گے۔ اب جہان تو نہ سمجھے تو اپنی سمجھ کا قصور جان اور قرآن مجید سب اپنے اپنے علم
مین نازل ہوا ہے۔ رواہ ابن ابی حاتم۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اُنْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ۔ چشم بصیرت و غور سے
تامل کر کے دیکھ اے محمد کہ کیونکر ان مشرکون نے اپنے نفس پر جھوٹ کہا یعنی شرک کی نفی کی۔ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ۔ اور غائب
ہوگیا یعنی گم ہوگیا اُن سے وہ جو اللہ تعالیٰ پر افترا باندھا کرتے تھے ف۔ کہ غیرون کو اللہ تعالیٰ عزوجل کا شریک بناتے تھے۔ بیضاوی
نے کہا کہ شدت عذاب و ہول قیامت سے دہشت و حیرت مین ہوکر مشرک لوگ جھوٹی قسم کھا دینگے حالانکہ کچھ نفع نہ ہوگا اور یہین سے
ظاہر ہوا کہ مشرکون کے قلب مین کس قدر کجی سمائی ہے کہ جناب باری تعالیٰ مین بھی جھوٹ سے باز نہ آئین گے باوجودیکہ علم الٰہی ہر خفیہ و ظاہر پر
محیط ہے اور یہ جہالت ہے اگر توحید و اسلام سے اور تعالیٰ عزوجل کے صفات کی معرفت رکھتے ہوتے تو ایسا نہ کرتے اور معرفت الٰہی تو باتباع
رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے جیسے جہالت و گمراہی شرک و کفر و بدعت سب یہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منکر ہو۔ وَمِنْهُمْ مَّنْ
يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ یعنی بعض ان مشرکون مین سے وہ ہین جو تیری طرف کان لگا کر قرآن پڑھنے مین سنتے ہین۔ مدارک مین ہے کہ روایت ہے کہ ابوسفیان
و ولید بن المغیرہ و نضر بن الحارث وغیرہ چند نفر نے آنحضرت صلعم کی تلاوت کو سنا تو نضر نے کہا کہ محمد کیا کہتا ہے دوسرا بولا کہ واللہ مین نہین
جانتا ہون کہ کیا کہتا ہے وہ زبان ہلاتا ہے اور اگلون کے قصے ویسے بیان کرتا ہے جیسے مین نے تم سے رستم و اسفندیار کی داستان بیان
کی ہین تو ابوسفیان نے کہا کہ مین تو واللہ اسکو حق سمجھتا ہون تو ابوجہل نے کہا کہ ہرگز نہین یہ غلط ہے تب یہ آیت نازل ہوئی۔ وَجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ
اَكِنَّةً۔ اکنہ جمع کنان۔ وہ چیز جو دوسری چیز کو ڈھانپ لے جیسے ترکش کے اندر تیر بند ہوجاتا ہے یا تھیلی کے اندر کوئی چیز بند ہوتی ہے اسیواسطے
مفسر نے اغطیہ سے تفسیر کی اور وہ جمع غطا ہے بمعنی ڈھانپ لینے والی۔ اَنْ يَّفْقَهُوْهُ یعنی ہم نے اُن کے دلون پر اکنہ اسواسطے کر دیئے تاکہ
قرآن کو نہ سمجھین اور تیز کر دیا ہم نے۔ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا۔ اُن کے کانون مین وقر کو۔ یعنی کان مین بہرا پن کر دیا پس قرآن کو قبولیت کا سننا
نہین سنتے۔ حاصل آنکہ ظاہر مین کانون کے بہرے نہ تھے بلکہ باطنی حجاب و پردے اُن کے دلون کے مانند کانون پر تھے کہ جو حق بات سنتے تھے
وہ قبول نہین کرتے تھے۔ اور اسکا بھید یہ ہے کہ جب اُس نے دنیا اختیار کی تو قلب پر مہر کر دی گئی پس حق کو سننے و سمجھنے و دیکھنے سے بہرے و احمق
و اندھے ہین۔ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا اور اگر ہر آیت دیکھ لین گے تو بھی اسپر ایمان نہ لاوینگے ف۔ حتی کہ قیامت مین جب کہین گے
کہ ہم دنیا مین لوٹائے جاوین ہم اب کبھی شرک نہ کرین تو فرما دیگا کہ جھوٹے ہو پھر وہان جا کر یہی کروگے اور یہ اسوجہ سے کہ جنھون نے ضلالت اختیار
کی وہ بھی بحکم تقدیر ہے۔ اور جو تقدیر پر ایمان نہ لایا وہ کافر ہے اور حکمت اس تقدیر مین اللہ عزوجل کی حکمت غیر متناہی ہے بندہ بے عقل بھلا اس تمام
حکمت کو کیونکر محیط ہوسکتا ہے قرآن مین خضر و موسیٰ علیہما السلام کا قصہ اسی تنبیہ کیواسطے ہے کہ موسیٰ علیہ السلام باوجود اس جلالت قدر و رسالت
کے سمجھنے کی تاب نہ لائے۔ مولوی روم نے خوب کہا ہے ؎ بین کہ موسیٰ باہمہ نور نظر ؛ شد ازان محجوب تو بے پر مپر ؛ حالانکہ ہر فعل خضر علیہ السلام کا
جس سے موسیٰ انکار کرتے تھے درواقع بڑی حکمت پر مبنی تھا جیسا کہ انشاء اللہ تعالیٰ آویگا۔ بالجملہ ان کافرون مشرکون ابوجہل و اسکے مثل کو فرمایا
کہ ہر آیت دیکھ لین تو بھی اسپر ایمان نہ لائین گے۔ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْكَ يُجَادِلُوْنَكَ یہان تک کہ جب تیرے پاس آوین تو تجھ سے جھگڑین ف۔
اور انکا جدال کے یہ ہے۔ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ۔ جو کافر ہوئے وہ کہتے ہین کہ نہین یہ قرآن مگر
قصہ اگلون کے ف۔ یعنی اگلے لوگون کی جھوٹی بنائی ہوئی داستانین ہین۔ اور اساطیر بروزن اضاحیک اعاجیب کے جمع اسطورہ کی بضم اول کے

واضح ہو کہ بعض نے کہا کہ اساطیر جمع ہے جس کا مفرد نہین ہے مانند ابابیل کے۔ نحاس نے کہا اسطور واحد ہے۔ اور مفسرؒ نے قول اخفش نقل کیا
کہ اساطیر جمع اسطورہ ہے اور جوہری نے کہا کہ اساطیر اباطیل و تُرّہات ہین یعنی جھوٹی اور بے سر پیر کی باتین۔ اور ابن عباسؓ نے کہا کہ اساطیر الاولین
سے احادیث الاولین۔ مترجم کہتا ہے کہ اہل مکہ سے یہ عناد عجیب تھا کہ قرآن کو بمثل بلیغ دیکھتے تھے۔ اور عاجز ہو کر الزام دو وجہ لگاتے اور
بیت مین دلیل ہے کہ یعنی اگلون کے قصے ہین بنظر بلاغت کلام کے جسکے مثل لانے سے عاجز تھے۔ اسکی طرف مائل ہوتے تھے اور تصدیق کرتے
پھر جب کفر تقدیری جوش کرتا تو مجادلہ کرنے لگتے اور انکار کر جاتے تھے۔ وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ اور یہ مشرک اس سے منع کرتے ہین ف
لوگون کو نبی صلعم کی پیروی کرنے سے روکتے ہین۔ قال فی المدارک۔ یا ضمیر راجع بجانب قرآن ہے یعنی قرآن پر ایمان لانے سے روکتے ہین۔
وَيَنْـَٔوْنَ عَنْهُ اور اس سے خود دور بھٹکے پھرتے ہین ف پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہین لاتے ہین شیخ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ علی بن
ابی طلحہ نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ قولہ وہم ینہون عنہ یعنی لوگون کو نبی صلعم پر ایمان لانے سے پھیرتے و مانع ہوتے ہین و قولہ ینأون عنہ
یعنی چھوڑتے نہین کہ کوئی شخص اس سے نفع لیوے۔ محمد بن الحنفیہ نے کہا کہ کفار قریش خود نبی صلعم کے پاس نہ آتے اور لوگون کو اس سے منع کرتے
تھے اور یہی مجاہد و قتادہ و اکثرون کا قول ہے اور یہی اظہر ہے اور یہی شیخ ابن جریرؒ نے اختیار کیا ہے قول دوم جو مفسرؒ نے بیان کیا بصیغہ تمریض کہ
کہا گیا کہ ابوطالب کے حق مین یہ آیت نازل ہوئی کہ لوگون کو محمد صلعم کے ایذا دینے سے روکتے تھے اور آپ پر ایمان نہین لاتے تھے۔ قال
ابن کثیرؒ اور یہی قول قاسم بن مخیمرہ و حبیب بن ابی ثابت و عطاء بن دینار وغیرہ کا ہے۔ قال فی الکمالین مفسرؒ نے اسکو بصیغہ تمریض اسواسطے
بیان کیا کہ قول مابعد یعنی قولہ وان یہلکون الا انفسہم۔ سے مناسب نہین بوجہ اسکے کہ آنحضرت صلعم کے تعرض سے منع کرنا موجب ہلاکت کیون
ہوگا اور ضمیر جمع کی کچھ وجہ نہین اور اگر کہا جاوے کہ تعظیم کے لئے ہے تو وہ فقط ضمیر متکلم مین ہی پایا گیا ہے باوجودیکہ مقام اسکو محتمل نہین۔ قال المترجم
جواب یون ممکن ہے کہ ہلاکت اسوجہ سے نہ تھی کہ آنحضرت صلعم کی ایذا سے روکتا تھا بلکہ عدم ایمان اسکو موجب ہے کیونکہ ینہون عنہ کے یہ معنی کہ لوگون
کو حضرت صلعم کی ایذا سے منع کرتا اور قولہ ینأون عنہ کے یہ معنی کہ خود ایمان نہ لایا۔ اور ضمیر جمع کی تعظیماً مقام پر واحد کے واسطے اکثر آئی ہے خواہ باعتبار
اسکے کہ ابوطالبؓ و اسکے شریک ملکر جمع ہو گئے تھے کیونکہ بنو ہاشم مانع تھے اور یا بوجہ اسکے کہ دس شخص تھے جیسا کہ سعید بن جبیر کا قول شیخ ابن کثیرؒ
نے نقل کیا ہے اور رہا یہ کہ ضمیر جمع تعظیم کی تو مخصوص بضمیر متکلم نہین کیونکہ قصہ حضرت ابراہیمؑ مین حضرت جبرئیل نے فقط سارہ کو مخاطب کیا۔ کما فی قولہ۔
اتعجبین من امر اللہ رحمۃ اللہ و برکاتہ علیکم اہل البیت الآیۃ۔ اور نظائر اسکے اور بھی ہین اگرچہ یہان مقام تعظیم نہین ہے مگر آنکہ یون کہا جائے کہ جمع
باعتبار تعدد فعل کے ہے۔ کما فی قول امرأ القیس ؎ قفا نبک من ذکری حبیب و منزل ٭ علاوہ برین حضرت عباسؓ سے روایت ہے کہ اس کا
نزول ابوطالب کے حق مین ہوا جو مشرکون کو منع کرتے کہ آنحضرت صلعم کو ایذا مت دو اور جو کچھ حضرت صلعم لائے تھے اس سے انکار کرتے تھے رواہ
عبدالرزاق عن الثوری عن حبیب بن ابی ثابت عمن سمع ابن عباس بہ۔ وقد رواہ الحاکم موصولا وصححہ۔ اسی واسطے مفسرؒ نے مابعد مین ہلاکت کو فقط
نائے یعنی دوری رکھنے سے مخصوص کیا ورنہ بنا بر تفسیر اول کے لوگون کو روکنا و دوری اختیار کرنا دونون موجب ہلاکت ہین۔ وَإِنْ يُهْلِكُونَ
إِلَّا أَنْفُسَهُمْ۔ حالانکہ یہ لوگ نہین ہلاک کرتے مگر اپنے آپ کو ف کیونکہ اس کا ضرر انھین پر پڑتا ہے کیونکہ کافر مشرک مرکر جہنم مین جاوینگے
وَمَا يَشْعُرُونَ۔ ولیکن اسکا شعور نہین رکھتے ف باوجودیکہ کھلی بات ہے پس یہ لوگ جانورون سے بدتر ہین ف فی العرائس قولہ ومنہم من
یستمع الیک الی قولہ لا یؤمنوا بہا۔ ان لوگون کے دل بسبب عوارض بشری و نفس امارہ کے تاریکی کے دیدار انوار غیب سے اندھے تھے اور خطاب حق کو
نہین سمجھتے تھے اور اُن کے اسرار باطنی کے کانون مین ٹھینٹھر تھے جس سے خطاب حق سنتے نہ تھے اور اُنکی ظاہری و باطنی آنکھون پر غشاوہ تھا

Marfat.com

غرور وجہالت تھی جس سے آیات وبرہان حق کو مشاہدہ نہین کرسکتے تھے اور ابن عطار رح نے کہا اسوجہ سے کہ ان کے واسطے وہ کان ہی نہ تھے جس سے سنکر سمجھ آتی ہے۔ واسطی رح نے کہا کہ بعض اُن مین سے اپنے نفس سے تیری طرف کان لگا کر سنتے ہین پس وہ اپنے نفس کی تاریکیون مین متردد پھرتا ہے اور جو کوئی اُن مین سے ہمارے نام کی قوت سے تجھ سے سنتا ہے تو اسکو عرفان حاصل ہوتا ہے یعنی ایمان لاتا ہے۔

وَلَوْ تَرٰىٓ اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ

اور کبھی تو دیکھے جس وقت اُن کو ٹھہرایا ہے آگ پر تو کہتے ہین اے کاشکے ہم کو پھر بھیجین اور ہم نہ جھٹلائین اپنے رب کی آیتین اور رہین

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۞ بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا

ایمان والون مین کوئی نہین بلکہ کھل گیا جو چھپاتے تھے پہلے اور اگر پھر بھیجے تو پھر کرین

لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۞ وَقَالُوْٓا اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا

وہی جو منع ہوا تھا اُنکو اور وہ جھوٹ بولتے ہین اور کہتے ہین ہم کو زندگی نہین مگر یہی دنیا کی اور ہمکو پھر

نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ۞ وَلَوْ تَرٰىٓ اِذْ وُقِفُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ؕ قَالَ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ؕ

نہین اُٹھنا اور کبھی تو دیکھے جس وقت اُن کو کھڑا کیا ہے اُن کے رب کے سامنے فرمایا اب یہ سچ نہین

ع ۳ ۱۰ ۹ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ؕ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۞ ع

بولے کیون نہین قسم ہمارے رب کی فرمایا تو چکھو عذاب بدلا اپنے کفر کا

ولو ترٰی اور اگر تو دیکھے اے محمد صلعم اور شاید ہر عبرت لینے والے مرد صالح کو خطاب ہو۔ اذ وقفوا علی النار کہ جب یہ کفار آگ پر کھڑے کئے جاوینگے ف۔ بعض نے کہا کہ علی بمعنی فی ہے یعنی آگ کے اندر کھڑے کئے جاوینگے اور مفسر رح نے کہا کہ اے عرضوا علی النار آگ کے سامنے پیش کئے جاوینگے۔ فقالوا بسبب خوف عذاب کے کہین گے یٰلیتنا اے کاش ف۔ ہماری تمنائے محال پوری ہوتی کہ نرد ہم دنیا مین پھیرے جاتے۔ ولا نکذب بآیات ربنا ونکون من المؤمنین۔ اور ہم کبھی اپنے رب کی آیتون کو نہ جھٹلاتے اور مومنون مین ہوجاتے ف۔ یعنی جب تو اُن کو آگ پر کھڑے ہوکر یہ حسرت بیان کرتے سنے تو تجھے بہت ہولناک امر نظر آوے۔ واضح ہو کہ لانکذب ونکون مین تین قرأۃ ہین اول دونون کا رفع اور دوم دونون کا نصب اور سوم اول کو رفع اور دوم کو نصب ہے پس کسائی واہل مدینہ نے دونون کو منصوب پڑھا باین طور کہ یہ جواب ہے تمنی کا اور واو کے بعد ان مقدر ہے اور اکثر قرأ کے نزدیک دونون کو رفع ہے پس یہ استیناف ہے اور اسی کو سیبویہ رح نے اختیار کیا اور تقدیر یہ کہ ونحن لانکذب الخ پس جھٹلانا چھوڑنے پر ثبات ہے خواہ پھیرے جاوین یا نہ پھیرے جاوین اور ابوعمرو رحمہ اللہ نے اسکے داخل تمنی نہ ہونے پر یہ استدلال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے بعد کو فرمایا وانہم لکاذبون پس تمنی مین داخل نہین کیونکہ تمنی مین جو جملہ انشائیہ ہے تکذیب نہین ہوتی ہے اور ابن عامر نے پہلے دونون فعلون یعنی نرد اور نکذب کو تمنی مین داخل کیا اور نکون کو بنصب پڑھا۔ بالجملہ جواب لو کا محذوف ہے مانند لرأیت امرا عظیما۔ کے یعنی لو تراہم اذ وقفوا علی النار لرأیت ما عرضہم عظیما ہائلا فظیعا یعنی تو اگر دیکھتا کہ جب یہ لوگ قیامت مین دوزخ پر پیش کئے جاوینگے قطعا تو تو دیکھتا اُن کے حال کو ایک امر عظیم ہولناک نہایت کریہ منظر۔ حاصل آنکہ اس حالت مین کہ ہولناک عذاب معائنہ کرینگے تو ایمان لاوینگے اور تمنا کرینگے کہ کاش ہم دنیا مین واپس بھیجے جاتے اور اب کبھی پروردگار کی آیتون کی تکذیب کرینگے اور مومن ہون گے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ بل اضراب ہے ارادہ ایمان سے جو تمنی سے مفہوم ہے یعنی ارادہ ایمان نہین ہے بلکہ بدا لہم ما کانوا یخفون من قبل ظاہر ہوگیا اُن پر جو پہلے چھپائے تھے۔ ف۔ کہ واللہ ربنا ما کنا مشرکین ہم تو واللہ مشرک

نہین تھے ۔ بایں طور کہ زبان بند ہو گئی اور اُن کے جوارح نے گواہی دیدی کہ یہ مشرک تھے تب اسکی تمنا کرنے لگے ۔ قال ابن کثیر رحمہ اللہ اور احتمال ہو کہ
دنیا مین جو انبیا علیہم السلام کی پوشیدہ سچائی جانتے مگر بیباکی سے پرواہ نہین کرتے اور وعید عذاب کو ہیچ سمجھتے تھے وہ اب کھل گیا چنانچہ قول موسیٰؑ فقالبلد
فرعون کے قرآن مجید مین ہو کہ موسیٰ علیہ السلام نے اسکو کہا ۔ لقد علمت ما انزل ہؤلاء الا رب السموات والارض بصائر الآیۃ یعنی تو خوب جان چکا کہ ان معجزات
کو رب السموات والارض ہی نے بصائر کیلئے بھیجا ہو ۔ ھ ۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرعون و اسکی قوم کی خبر دی کہ جحدوا بہا واستیقنتہا انفسہم ظلما وعلوا الآیۃ ۔ یعنی
جان بوجھکر منکر ہوئے اور یہ بھی احتمال ہو کہ مراد اس سے منافق ہون جو لوگون پر ایمان ظاہر کرتے اور دل مین کفر چھپاتے تھے اور یہ وارد نہین ہوتا کہ
آیت مکیہ ہو اور منافقین مدینہ مین تھے کیونکہ وقوع کسی واقعہ نفاق کا اسوقت مذکور نہین بلکہ قیامت مین ہوگا تو اس درمیان مین خود منافق
ہو چکے اور خود سورہ عنکبوت مین جو مکیہ ہو صاف فرمایا ۔ ولیعلمن اللہ الذین آمنوا ولیعلمن المنافقین الآیۃ ۔ قال المترجم یہ توضیح ہو لیکن
یہان انفکاک نظم لازم آتا ہے جیسا کہ بیضاوی وغیرہ نے اشارہ کیا ہو ہان اگر یہ کہا جاوے کہ شمول اسمین مشرکین قوم فرعون وغیرہ کے ساتھ منافقین
کا بھی ہو بلکہ اہل کتاب علماء یہود و نصاریٰ بھی شامل ہین ۔ کما قال فی المدرک کہ آنحضرت صلعم کی صحت نبوت جانکر منکر تھے ۔ اور ہر ایک فرقہ
کے حق مین اُسی کے موافق صادق ہے کہ ظاہر ہوا اسکے واسطے جو پہلے چھپاتا تھا ۔ اور یہان سے ظاہر ہوا کہ یہ نظم معجز قرآن ہے کہ اس تمام مضمون کو کس
حسن اسلوب سے ایک آیت مین ادا فرمایا گیا اور اسکی استطاعت بشر کو نہین ہو ۔ اور چونکہ خطاب مشرکین سے ہو لہذا اُن کے حق مین ایک گونہ اظہر ہو کہ
پہلے بیان ہوا کہ وہ مشرک ہونا چھپاتے و قسم کھاتے تھے اور وہ جوارح کی گواہی سے کھُل گیا تو اُنھون نے دنیا مین لوٹ جانے و عدم تکذیب
کی تمنا کی پس اللہ عزوجل نے رد کر دیا کہ یہ تمنا اس غرض سے نہین کہ واقعی ایمان محبوب ہوا اور شرک سے بیزار ہوئے بلکہ یہ عذاب ہولناک روبرو آیا
تو یہ مکر نکالا کیونکہ بندہ اپنے خالق کو محبوب رکھے تو یہ ہر حال مین بندہ کی شان ہو بلکہ اسکی ماہیت کا خاصہ لازم ہے لیکن کفار اسپر مطبوع نہ تھے وہ گویا ماہیت
ہی ایسی ہو کہ اسکو یہ خاصہ لازم نہین ہو اور رد کر دیا اللہ تعالیٰ نے بقولہ ۔ وَلَوْ رُدُّوْا ۔ اور اگر بالفرض وہ دنیا مین لوٹائے جاتے تو ۔
لَعَادُوْا لِمَا نُھُوْا عَنْہُ ۔ بھی ضرور وہی کرنے لگتے جس سے ممنوع ہوئے تھے یعنی مشرک ہو جاتے ۔ وَاِنَّھُمْ لَکٰذِبُوْنَ ۔ اور ضرور یہ لوگ جھوٹے ہین
ف اس دعویٰ مین کہ ہم ایمان لائین گے اور یہ علم آلٰہی محیط اور صادق ہو ۔ عن قتادہؒ اگر اللہ تعالیٰ اُن کو ایک دنیا مین پہونچا دیتا جو مثل دنیائے سابق
کے ہوتی جسمین پہلے تھے تو بھی اپنے بداعمال کی طرف عود کرتے جس سے منع کئے گئے تھے ۔ قال ابن عباسؓ اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ اگر پھیرے
جاوینگے تو بھی ہدایت پر قدرت نہ پاوینگے قبل فی قولہ انہم لکاذبون ۔ اے صفت دروغ کی ان کو لازم ہے کبھی اس سے جدا نہ ہونگے کیونکہ
ازل مین وحدانیت آلٰہی و عدم شرک کی گواہی دے آئے تھے مگر دنیا مین پیدا ہو کر منکر ہو گئے تو دوبارہ بھی وہی پیدائش اور وہی امتحان
سامنے ہوتا ۔ وَقَالُوْا یعنی منکرین بعث نے کہا ۔ یعنی جو لوگ اس بات سے منکر ہین کہ قیامت کیواسطے مردے اُٹھائے جاوین گے
اُنھون نے کہا اِنْ ھِیَ ۔ ماہی الحیٰوۃ ۔ نہین ہو یہ زندہ ہونا ۔ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا سوائے اس ہماری زندگی دنیاوی کے ۔ وَمَا نَحْنُ بِ
مَبْعُوْثِیْنَ ۔ اور ہم مبعوث ہونے والے نہین ہین ف ۔ اور شیخ ابن کثیرؒ نے قالوا کو عادوا پر عطف کیا یعنی لو ردوا الی الدنیا لعادوا
الی الشرک لقالوا بعدم البعث ۔ یعنی اگر دنیا کی طرف پھیرے جاتے تو عود کرتے شرک کی طرف اور پھر کہتے کہ بعث و حشر کچھ نہین ہے
اور یہی مدارک مین نسفیؒ نے اختیار کیا ہو ۔ وَلَوْ تَرٰٓی اِذْ وُقِفُوْا عَلٰی رَبِّھِمْ ۔ لرأیت امرا عظیما ۔ اور اگر تو دیکھے جبکہ پیش کئے جائین گے
مشرکین اپنے پروردگار کے روبرو تو البتہ تو ایک امر عظیم دیکھے ۔ قَالَ اَلَیْسَ ھٰذَا بِالْحَقِّ ۔ فرماویگا اللہ تعالیٰ خاص خطاب سے نہین بلکہ ملائکہ
کی زبان سے بایں طور کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ملائکہ مشرکون سے کہین گے ان کو ملامت کرنے و جھڑکنے کو کہ کیا نہین ہو یہ بعث و حساب

Marfat.com

جو تم نے آنکھوں دیکھ لیا حق واقعی پس یہ استفہام توبیخی ہے اور مشرکین و کفار جو لوگ کہ روز حشر و مردے اُٹھائے جانے سے منکر ہیں وہ اس توبیخ کے جواب میں عرض کرینگے۔ قَالُوْا بَلٰی وَرَبِّنَا یعنی کہیں گے ہاں برحق ہے قسم اپنے پروردگار کی۔ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ۔ حکم فرماویگا کہ پھر چکھو عذاب عوض اپنے انکار کے ف۔ یعنی دنیا میں جو ایمان لانے اور نیک کام کرنے کا گھر تھا اسمیں تم نے کفر و انکار کیا اور جھٹلایا تھا اب اسکا بدلا یہ کہ عذاب چکھو۔ فی العرائس قولہ تعالیٰ بَلْ بَدَا لَهُمْ مَا كَانُوْا يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ ط مشرکون نے دنیا میں کفر و شرک کی قبیح حالت کو نہیں پہچانا اور اگر پہچانتے تو توحید و ایمان پر ہو جاتے اور عجیب شان یہ کہ ایمان و توحید فقط اتنی بات ہے کہ اے بندو تم مخلوق ہو اپنے خالق کی بندگی کرو۔ اور یہ بہت ظاہر عمدہ بات ہے جسکو ذرا بھی عقل ہوگی وہ خالق کی سوائے اپنے مانند دوسرے کسی مخلوق کی بندگی نہ کریگا لیکن عجب قدرت خالق عز و جل ہے کہ اس راہ پر نہیں آتے اور اپنی حرکت کی بُرائی نہیں پہچانتے پھر قیامت کے روز اس قوم کو کفر کی حقیقت ظاہر ہوگی مگر اسوقت کچھ بھی فائدہ نہ ہوگا کیونکہ جو وقت تھا اُسمیں تو یہ لوگ معرفت کے مقامات سے بھٹکے ہوئے نکرت (ضد معرفت) میں سرگردان پھرے حالانکہ اگر ان نکرت کے مقامات کو حقیقت میں پہچانتے تو معارف میں پہونچ جاتے کیونکہ نکرت سے بیزاری ہی معرفت ہے اور یہ مقام اُن کے سینوں ہی میں تھا اور وہ لوگ کفر کی پیروی اور نافرمانیوں کی شہوت میں بغیر اختیار کے بسبب نادانی کے اسکو چھپاتے تھے اور کوئی دل ایسا نہیں ہے کہ جس کو غیبی کھٹکانے والا الہام آلٰہی کا کھٹکا نہ دیوے جس سے رضائے آلٰہی کے طریقہ کو پہچانا جاتا ہے اور وہ شخص خود اسکو پہچان جاتا ہے اور سُن لیتا ہے لیکن اپنے دل میں خفیہ لے لیتا ہے اور جسقدر وہ نفس کے چاہ ضلالت میں زیادہ گرفتار رہنے سے قلب کو پردہ ظلمت میں ڈھانپے ہوتا ہے اسی قدر اسکو اس الہام پر اعتبار کم ہوتا ہے اور وہ اُسکے عین دل میں خفیہ رہجاتا ہے کیونکہ وہ بال سے باریک ہے اور چیونٹی سے زیادہ اس کی چال خفیہ ہے مگر باوجود اس کے وہ اپنے دل ہی دل میں اسکو جان ضرور جاتا ہے اور یہ غلبہ شہوت نفسانی ہے کہ پروا نہیں کرتا ہے پس اللہ تعالیٰ نے قیامت میں وہ اسرار خفیہ ان کو عار دلانے اور اُن پر حجت آلٰہی ظاہر و باطن قائم کرنے کے واسطے ظاہر کر دیے بعض نے فرمایا کہ اُنکے علم کے قلب سے جو اسرار ان میں خفیہ تھے انکا ظہور ہوگا۔ ابو العباس نوری رح نے کہا کہ مکار صوفی و دغاباز عالم بھی اسکے اشارے میں شامل ہیں کہ لوگوں کو اپنی شان بڑی بڑی ظاہر کرتے اور بڑے متقی اور باخدا دکھلاتے اور دل میں خفیہ جیسے تھے وہ معلوم تو انکا یہ فریب و مکر بھی اُس دن ظاہر ہوگا پس نیک بندوں سچے مومنوں کے مقابلہ میں اپنے ہیچ ہونے کو ظاہر کرینگے۔ قولہ وَلَوْ تَرٰى اِذْ وُقِفُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ط ابن عطا رح نے فرمایا کہ یہاں سے وقوف قہری مراد ہے اور اگر انکو وقوف کرامت ہوتا اور اشتیاق میں کھڑے ہوتے تو انوار کرامات سے وہ کچھ دیکھتے کہ اُن کو نہایت ہی عجیب ہوتا۔

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ ط حَتّٰىٓ اِذَا جَآءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا
خراب ہوئے جنھوں نے جھوٹھ جانا ملنا اللہ کا جب تک کہ آپہونچے اُن پر قیامت بیخبر کہنے لگے
يٰحَسْرَتَنَا عَلٰى مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ ط اَلَا
اے افسوس کیا ہم نے قصور کیا اُس میں اور وہ اٹھاتے ہیں اپنے بوجھ اپنی پیٹھ پر سُنتا ہے
سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ ۝ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ط وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ
بُرا بوجھ ہے جو اٹھاتے ہیں اور کچھ نہیں دنیا کا جینا مگر کھیل اور جی بہلانا اور پچھلا گھر جو ہے سو بہتر ہے
يَتَّقُوْنَ ط اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝
ڈر والوں کو کیا تم کو سمجھ نہیں۔

Marfat.com

یہ وہی لوگ ہین جن کا ذکر اوپر ہوا اور اُن کا حال بیان کیا گیا کہ مشرک ہین اور بعث وحشر سے منکر ہین اور خسران خسارہ پانا ہے اور وہ تجارت و صفقہ بیع یعنی خرید فروخت مین ہوتا ہے۔ وقد قال فی شان المنافقین فما ربحت تجارتھم یعنی ایمان کے بدلے کفر و شرک لیا اور خرید قیامت سے انکار کیا تو اسمین خسارہ سخت اُٹھایا اور مراد یہان خسران سے ثواب عظیم جاتا رہنا بلکہ عذاب جحیم خواہ مخواہ حاصل ہونا اور لقاء اور ملاقات اور اسمین دلالت ہے کہ قیامت مین دیدار باری تعالی مومنون کو نصیب ہوگا اور یہ دیگر آیات واحادیث صحیحہ سے منصوص وقطعی ثابت ہے اور مفسر نے کہا کہ لقاء الٰہی کی تکذیب اسطرح کہ بعث وحشر سے منکر ہوئے اور یہ اسوجہ سے کہ جو بعث سے منکر ہے وہ دیدار سے منکر ہے۔ قال تعالی۔ قَدْ خَسِرَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ۔ جن لوگون نے لقاء الٰہی کو جھٹلایا وہ خسارہ سخت مین پڑے ف۔ اور وہ خسارہ دائمی بے انتہا ہے لیکن اُن کے جھٹلانے کا ایک وقت محدود ہے کہ بعد اسکے ان پر خسارہ طاری ہوگا چنانچہ فرمایا حَتّٰۤى اِذَا جَآءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً۔ یہانتک کہ جب اُن پر قیامت اچانک آجاویگی۔ ف۔ یا موت آویگی کیونکہ حدیث مین آیا ہے کہ جو مرا اسکی قیامت قائم ہوگئی اور مراد آثار موت ہین جو اچانک طاری ہوجاتے ہین پس مضاف محذوف ہے اے مقدمات الساعۃ۔ حاصل آنکہ جھٹلاتے رہے لقاء الٰہی کو بطور انکار بعث کے یہانتک کہ جب موت اچانک آئی جو مقدمہ قیامت ہے یا قیامت آگئی۔ قَالُوْا یٰحَسْرَتَنَا عَلٰى مَا فَرَّطْنَا فِیْهَا۔ تو کہنے لگے اے ہماری حسرت اس بات پر جو ہم نے دنیا مین تقصیر کی ف۔ حسرت درحقیقت منادی نہین مگر یہ غایت تحسر ہے اور بقول سیبویہ ایسی ندا مین مجازاً حسرت کو پکارا بایں معنی کہ اے حسرت بس یہ تیرے حاضر ہونے کا وقت ہے تو حاضر ہو۔ والتفریط کسی چیز مین باوجود قدرت کے تقصیر کرنا۔ اور فیہا کی ضمیر بجانب حیات دنیا راجع ہے یا بجانب دنیا راجع ہے کیونکہ وہ محل تفریط ہے۔ اور ابن جریرؒ نے کہا کہ فیہا کی ضمیر صفقہ کی طرف راجع ہے کیونکہ کفر کے عوض ایمان کو اور دنیا کے عوض آخرت کو بیچنے کے صفقہ مین جب خسارہ انکو بعد موت کے یا قیامت مین ظاہر ہوا تو اپنی تقصیر وتفریط مین سخت حسرت کھائی کیونکہ خسارہ بدون صفقہ کے نہین ہوتا پس گو یا وہ مذکور ہے۔ اور ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ حسرت یہ کہ دوزخی اپنے ٹھکانے جنت کے دیکھکر بہت غمگین ہونگے پس یہی حسرت ہے جو حکایۃً فی قولہ تعالی یاحسرتنا مین مذکور ہے۔ رواہ ابن جریرؒ وابن ابی حاتم والطبرانی وابن مردویہ والخطیب بسند صحیح۔ بالجملہ یہ حسرت وغم سے اپنی تقصیر پر نالان ہونگے اور حال یہ ہوگا کہ۔ وَهُمْ یَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ وے لوگ لادے ہونگے اپنے گناہون کو اپنی پیٹھون پر ف۔ باین طور کہ قبرون سے اُٹھائے جانے کے وقت اُن کے یہ اعمال آوینگے اُن کے پاس نہایت قبیح چیز کے مانند صورت مین اور نہایت بدبودار چیز کے مانند بو مین پس اُن پر سوار ہوجاوینگے۔ اور یہ معنی جو مفسرؒ نے ذکر کیے ہین بعض تابعین مثل ابو مرزوق وسدی وغیرہ سے ابن ابی حاتم وغیرہ نے روایت کیے ہین اور چونکہ اسمین قیاس کو دخل نہین لہذا مسموع ہونگے اور معنی مین کوئی تردد نہین ہے کیونکہ اعمال کفار ومشرکین نہایت خبیث وقبیح تھے اور سدیؒ کی روایت مین ہے کہ اس بدشکل و بدبو کے ساتھ قبر مین اس مشرک کے ساتھی رہین گے اور وقت بعث وحشر کے اسپر سوار ہونگے کہ دنیا مین تو ہم پر سوار تھا آج ہم تجھ پر سوار ہین اور کوئی شک نہین کہ اللہ تعالی ان اعمال کو بصورت مناسب متمثل فرماوے اور کوئی شک نہین کہ ان عوارض کیواسطے دنیا مین ایک ہیات ہے اور کوئی شک نہین کہ دنیا و آخرت مین جہان بدلا ہوا ہے پس جسکی یہان صورت نظر نہین آتی وہان اسکی صورت نظر آسکتی ہے اور حکمائے یونان اسمین کوئی کلام نہین کرسکتے بلکہ وہ تو جواہر کی صورت کا عرض ہونا قطعی جانتے اور اسیران کی حکمت کے قوانین مبنی ہین اور شیخ اکبر قدس سرہ نے اسی اصل پر یہ بحث پیش کی ہے کہ قیامت و دار آخرت مین نماز وروزہ وغیرہ اعراض کی صورت اور اُن کا وزن ہوگا اور اہل عقل و اہل علم اس امر مین اتفاق رکھتے ہین ہان اس زمانہ مین بعضے ملحد و جہال ایسے ہین کہ عوام کو جن کی سمجھ ان علوم تک بسبب لاعلمی کے نہین پہونچی

Marfat.com

بکتا ہین اوجہ نکہ خود بے بہرہ جاہل ہی انکار کرتا ہی اور سورہ بقرہ کے اوائل مین اسکی کچھ بحث گذری ہی فتذکر۔ اور بعض علمانے کہا کہ قولہ وہم یحملون اوزارہم مین اوزار جمع وزر بمعنی گناہ ہی اور عرب بولتے ہین کہ احمل وزرک یعنی اپنا بوجھ لادے اور اسی سے وزیر ماخوذ ہی کیونکہ وہ بار امور سلطنت اُٹھائے ہوتا ہے پس معنی آنکہ وہ بار گناہ اُٹھائے ہون گے اور حاصل آنکہ اُن کے گناہ اُن کو لازم و چپٹے رہین گے لیسے دور نہ ہون گے اور تخصیص علی ظہورہم کی کنایہ کثرت وشدت سے ہی کیونکہ آدمی پیٹھ پر بہ نسبت سر و کندھے وغیرہ کے زیادہ بوجھ اُٹھا لیتا ہی پس اُن کے شرک و انکار بعث و حشر و اسپر مبنی دیگر گناہ ایسے شدید ہون گے کہ بندہ موحد کے اگر گناہ ہون تو ویسے نہین ہوسکتے ہین۔ اَلَا سَآءَ مَا یَزِرُوْنَ ۔ آگاہ ہو کہ نہایت بدتر یہ بوجھ ہی جو اُٹھائے ہون گے یا جو دنیا مین اپنے اوپر لاد رہے ہین۔ قتادہؒ نے کہا کہ بئس ما یعملون اور ابن عباسؓ نے کہا کہ بئس الحمل حملوا۔ یعنی بری لادی کو اُنھون نے لادا ہے پھر اللہ تعالیٰ نے ان مشرکون کو فہمایش کی جو فقط زندگی اسی دنیاوی حیات کو جانتے تھے اور کہتے تھے کہ اِنْ ہِیَ اِلَّاحَیٰوتُنَا الدنیا چنانچہ فرمایا۔ وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا یعنی نہین ہی اشتغال اس حیات دنیا مین اِلَّا لَعِبٌ وَّ لَهْوٌ ۔ مگر لہو و لعب ف۔ یعنی جو شخص کہ اس زندگانی دنیا مین اس حیثیت سے مشغول ہو کہ یہی کچھ خیر ہے تو اسکا شغل فقط لہو ولعب ہے جسکا کچھ اعتبار نہین ہی بلکہ وہ باطل و بے بنیاد ہے اگر کہا جاوے کہ حیات دنیا کا شغل اگر لہو ولعب ہے تو نماز روزہ بیکار ہوگا تو جواب یہ کہ وہ بحیثیت حیات دنیاوی نہین ہی بلکہ جملہ طاعات و نیک کام سب امور آخرت سے ہین نہ شغل دنیاوی سے ہان یہ نکلا کہ جو لوگ نماز روزہ اپنی بزرگی و صلاحیت دکھلانے کو دنیا کمانے کیلئے کرتے ہین وہ البتہ شغل دنیاوی ہو کر بیکار ہوا۔ اور لہو معروف اور بیہودہ چیز جو تجکو یاد الٰہی و اُسکے متعلقات آخرت سے جہانتک کہ اسکے متعلقات شرعی ہون اُن سے مشغول کرے وہ لہو ہے۔ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَۃُ ۔ لام تاکید ہی اور مراد جنت ہی اور ابن عامر نے و لدار الآخرۃ ۔ باضافت پڑھا اے و لدار الحیوۃ الآخرۃ خَیْرٌ۔ یعنی البتہ دار آخرت بہتر ہے زندگانی دنیا سے ۔ لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ ۔ ان بندون کے واسطے جو تقوی رکھتے ہین شرک و کفر سے یعنی موحد و مسلم ہین۔ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۔ ذلک فیومنون۔ کیا سمجھتے نہین شرک کرنے والے اس بات کو کہ ایمان لے آوین و شرک چھوڑین اور یہ بنابر آنکہ یعقلون بصیغہ غائب موافق اکثر قاریون کے قراۃ کے ہی اور نافع و ابن عامر نے تعقلون بصیغہ خطاب پڑھا اور اس صورت مین یہ خطاب بھی بیخ کیساتھ غضب کو بھی شعر ہے۔ فافہم۔

قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَیَحْزُنُكَ الَّذِیْ یَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا یُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِیْنَ

ہم جانتے ہین کہ تجکو غم دلاتی ہین اُن کی باتین سو وہ تجکو نہین جھٹلاتے لیکن بے انصاف

بِاٰیٰتِ اللّٰهِ یَجْحَدُوْنَ ۝ وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰی

اللہ کے حکمون سے منکر ہوئے جاتے ہین اور جھٹلایا ہے بہت رسولون کو تجھ سے پہلے پھر صبر کرتے رہے

مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰۤی اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ

جھٹلانے پر اور ایذا پر جب تک پہونچی اُن کو مدد ہماری اور کوئی بدلنے والا نہین اللہ کی باتین

وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِی الْمُرْسَلِیْنَ ۝ وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَیْكَ اِعْرَاضُهُمْ

اور تجکو پہونچ چکا ہے کچھ احوال رسولون کا اور اگر تجھ پر بھاری ہے اُن کا تغافل کرنا

فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَآءِ فَتَاْتِيَهُمْ
تو اگر ہو سکے ڈھونڈھ نکالنی کوئی سرنگ زمین مین یا کوئی سیڑھی آسمان مین پھر لا وے انکے پاس

بِاٰيَةٍ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ
ایک نشانی اور اگر اللہ چاہتا جمع کر لاتا سب کو راہ پر - سو تو مت ہو نادانون مین

اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ ؕ وَالْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ۝
مانتے وہ ہین جو سنتے ہین اور مُردون کو اُٹھاویگا اللہ پھر اُس کی طرف جاویںگے

قَدْ نَعْلَمُ - اسمین قد واسطے تحقیق کے ہے معنی قد علمنا - اس آیت مین آنحضرت صلعم کو تسلی فرمائی گئی باین طور کہ ہم کو علم قدیم سے معلوم تھا اور اسوقت بھی معلوم ہے کہ انھون نے تیری تکذیب کی اور تجکو اسپر حزن و تاسف ہے - اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ یعنی ہم کو معلوم ہے یہ بات کہ تجکو حزن و ملال دیتی ہے وہ بات جو مشرکین کہتے ہین ف یعنی تیری رسالت کو جھٹلاتے ہین اور آنحضرت صلعم غایت شفقت سے نہین چاہتے تھے کہ جھٹلاوین اور ہلاک ہون اور حرص کرتے تھے کہ مسلمان ہوجاوین و قد قال تعالیٰ لعلک باخع نفسک الا یکونوا مومنین - اور فرمایا فلعلک باخع نفسک علیٰ آثارہم ان لم یومنوا بھذا الحدیث اسفا - اور نیز حکم دیا کہ فلا تذہب نفسک حسرات علیہم - حاصل آنکہ ہم جانتے ہین کہ اُنکا جھٹلانا تجکو محزون رکھتا ہے لیکن تو غم مت کھا - فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ - کیونکہ وہ تجکو نہین جھٹلاتے بلکہ اپنے اوپر ظلم کرنے والے آیات الٰہی سے جان بوجھکر انکار کرتے ہین ف واضح ہو کہ لایکذبونک بتشدید از تکذیب پڑھا گیا اور بتخفیف بھی پڑھا گیا ہے اور مفسرین نے معنی یہ بیان کئے کہ باطن مین تجھے نہین جھٹلاتے یعنی دل سے تجھے جھوٹا نہین کہتے ہین پس آئندہ جو تکذیب کو ہے وہ زبانی تکذیب ہے پس دونون مین منافات نہین حاصل آنکہ زبانی جھٹلاتے اور دل سے نہین جھوٹا جانتے تھے اور شاید مراد یہ کہ کفار قریش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے ہونے کے بچپن سے قائل تھے اور آپ کو اپنے درمیان مین بہت امانت دار جانتے تھے اور بعض تفاسیر مین ہے کہ قراۃ بالتشدید کے معنی یہ کہ تجکو جھوٹ کی طرف نسبت نہین کرتے اور جو تو کہتا ہے اسکو دل سے رد نہین کرتے کیونکہ انکو تیری سچائی معلوم ہے اور قراۃ بالتخفیف کے معنی یہ کہ تجکو جھوٹا نہین پاتے ہین اور یہ محاورہ عرب ہے کہ بولتے ہین کہ اکذبت فلانا یعنی مین نے اسکو جھوٹا پایا - اور ابخلت فلانا مین نے اسکو بخیل پایا - پس لایکذبونک بتخفیف معنی آنکہ تجکو کاذب نہین پاتے - حاصل معنی آیت کے یہ کہ انکا جھٹلانا تیری ذات کی طرف راجع نہین بلکہ جو پیغام الٰہی تو لایا ہے اسکی طرف راجع ہے - قال الشیخ ابن کثیرؒ یعنی تجکو جھوٹ سے متہم نہین کرتے نفس الامر مین ولیکن ظالمین آیات الٰہی سے انکار کرتے ہین یعنی حق سے عناد کرتے اور اپنے سینون سے اسکو دفع کرتے ہین چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ ابوجہل نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ہم تجکو نہین جھٹلاتے ولیکن جو تو لایا ہے اسکو جھوٹ بتاتے ہین پس اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا - فانہم لایکذبونک و لکن الظالمین الآیۃ - اس کو حاکمؒ نے بھی روایت کیا اور کہا کہ صحیح ہے بشرط بخاری و مسلم - اور ابویزید مدنیؒ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ابوجہل ملا اور اُس نے آپ سے مصافحہ کیا تو ایک شخص نے اس سے کہا کہ مین تجھے کیا دیکھتا ہون کہ تو اس صابی سے مصافحہ کرتا ہے تو ابوجہل نے کہا کہ واللہ مین جانتا ہون کہ وہ نبی ہے و لیکن بھلا ہم لوگ کب عبد مناف والون کے تابع ہو سکتے ہین پھر ابویزیدؒ نے یہ آیت پڑھی فانہم لایکذبونک و لکن الظالمین الآیۃ - رواہ ابن ابی حاتم - اور قتادہ و ابوصالح نے کہا کہ وے تجکو رسول اللہ جانتے ہین اور انکار کرتے ہین - اور محمد بن اسحاق نے زہری رحمہ اللہ سے قصہ

Marfat.com

الوجہل مین یون روایت کی کہ رات مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأۃ سننے کو ابوجہل ابوسفیان و اخنس بن شریق آئے اور یہ لوگ اکیلے اکیلے آئے تھے اور آپس مین ایک دوسرے سے خبردار نہ تھا پھر جب صبح روشن ہوئی تو وہان سے چلدیے ولیکن راہ مین آپس مین ملے تو ہر ایک نے دوسرے سے پوچھا کہ تو کیون آیا تھا اس نے بیان کردیا کہ بات یہ تھی یعنی یہ کلام معجز نظام اور حالات سننے کو آئے تھے پس آپس مین سب نے عہد کیا کہ ایسا نہ کرینگے کیونکہ خوف کرتے تھے کہ جاانان قریش یہ بات سنین اور جانین تو فتنہ مین پڑجاوینگے پھر جب دوسری رات ہوئی تو بھی ہر ایک آیا بدین گمان کہ دوسرا تو بسبب عہد کے نہ آیا ہوگا پھر صبح کو راستہ نے پھر اُن کو اکٹھا کردیا تو آپس مین ایک دوسرے کو ملامت کی اور آیندہ ایسا نہ کرنے پر عہد کرلیا پھر تیسری رات ہوئی تو بھی آئے پھر صبح کو حتمی عہد باندھا اور متفرق ہوگئے پھر اخنس بن شریق نے دن نکلے اپنا عصا اٹھایا اور ابوسفیان کے گھر آیا اور کہا کہ اے ابوحنظلہ تو نے جو کچھ محمدؐ سے سنا اُسمین تیری کیا رائے ہے اُس نے کہا کہ اے ابوثعلبہ مین نے واللہ بہت ایسی باتین سنین کہ مین نے اُن کو پہچان لیا اور جانتا ہون کہ اُن سے جو کچھ مراد ہے اور بہت ایسی باتین سنین کہ اُن کے معنی و مراد نہین پہچانتا ہون پس اخنس نے کہا کہ واللہ میری بھی یہی کیفیت ہے پھر اُس کے پاس سے نکلکر ابوجہل کے پاس آیا اور کہا کہ اے ابوالحکم تیری کیا رائے ہے اُس نے کہا کہ بات اتنی ہے کہ ہم نے اور بنو عبد مناف نے باہم شرف مین مقابلہ کیا پس اُنھون نے مسافرون کو کھانا دیا اور ہم نے بھی کھانا دیا اور اُنھون نے بار اُٹھایا ہم نے بار اُٹھایا حتی کہ جب ہم برابر ہوگئے تو اب وہ کہتے ہین کہ ہم مین نبی ہے جس کے پاس آسمان سے وحی آتی ہے سو ہم اسکو کہان سے پاوینگے واللہ مین تو اسپر کبھی ایمان نہ لاؤنگا اور نہ ہرگز اسکی تصدیق کرونگا پس اخنس اسکو چھوڑکر چلا آیا۔ اور ابن جریرؒ نے سدیؒ سے روایت کی کہ جب بدر کی لڑائی کا دن ہوا تو اخنس بن شریق نے بنی زہرہ سے کہا کہ محمدؐ تمھاری بہن کا بیٹا ہے پس تم اس بات مین زیادہ احق ہو کہ اس سے برائی کو دفع کرو پس اگر وہ نبی ہے تو آج اُس سے قتال نہ ہوگا اور اگر جھوٹا ہے تو تم نے اپنے بھانجے سے بُرائی کو دور رکھا تم ابھی جلدی مت کرو ذرا مین ابوالحکم سے جاکر ملاقات کرون اور اسی روز اسکا نام اخنس مشہور ہوا ورنہ ابی بن شریق نام تھا۔ بالجملہ وہ ابوجہل سے ملا اور کہا کہ اسوقت میرے اور تیرے سوائے یہان کوئی نہین ہے بھلا بتلا کہ محمد سچا ہے یا جھوٹا ہے تو ابوجہل نے کہا کہ خرابی ہو تیری اے محمدؐ تو واللہ سچا آدمی ہے وہ کبھی جھوٹ نہین بولا لیکن جب بنو قصی تمام اچھی باتین لواء[۱] و سقایت و خانہ کعبہ کی دربانی لے چلے تو اگر ساتھ ملکے نبوت وہی لیجاوین تو پھر باقی عرب کے واسطے رہ کیا جائے گا۔ قال المترجم اس روایت سے غرض یہ کہ مشرکین حتی کہ ابوجہل تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جھوٹا نہین جانتے تھے ولیکن آیات آلہی سے انکار کرتے تھے اور مترجم کہتا ہے کہ پہلے جو آیت گذری یعنی قولہ وبدا لھم ما کانوا یخفون من قبل کے معنی بھی اس سے ظاہر ہوتے ہین۔ وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّن قَبْلِكَ ۔ اور البتہ تجھ سے پہلے بھی رسول جھٹلائے گئے ہین ف یہ جملہ مؤکدہ آنحضرت صلعم کی تسلی کے واسطے ہے اور حاصل آنکہ کافرون کی یہ حرکت تیرے ہی ساتھ مخصوص نہین بلکہ اگلے بہت رسولون کو اُن کی اُمت نے جھٹلایا فَصَبَرُوا عَلَىٰ مَا كُذِّبُوا پس ان رسولون نے بھی ان کے جھٹلانے پر صبر کیا۔ وَأُوذُوا اور اُن کے ایذا دینے پر صابر رہے ف حاصل آنکہ برابر تکذیب و ایذا پر صبر کرتے رہے حَتَّىٰ أَتَاهُمْ نَصْرُنَا ۔ یہان تک کہ اُن کو ہماری نصرت پہونچے ف کہ قوم موذی ہلاک و زیر ہوئی پس تو بھی صبر کر یہان تک کہ تیری قوم کے سرکش ہلاک ہون اور تجکو غلبہ ہو۔ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ ۔ اور اللہ تعالی کے کلمات تقدیر کا کوئی بدلنے والا نہین ہے ف یعنی وعدۂ فتح و نصرت جو بندگان مومنین کیواسطے عموماً موعود ہے اسکا مبدل کوئی نہین ہے کما قال تعالی۔ ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین انھم لھم المنصورون وان جندنا لھم الغالبون۔ یعنی ہمارا کلمہ ہمارے مرسلین کیلیے سابق ہوچکا کہ وہی تو منصور ہین اور ہمارے ہی لشکر غالب ہین اور فرمایا کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی ان اللہ قوی

[۱] لواء لشکر اٹھانے والا منھین مین سے اور حاجیون کو پانی دینے والا

عزیز۔ اللہ تعالیٰ نے لکھدیا کہ مین اور میرے رسول ہی غالب ہون گے۔ پس اسمین خبر غیب و وعدۂ فتح و نصرت ہی۔ وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِئ
الْمُرْسَلِيْنَ۔ اور البتہ تیرے پاس رسولون کے اخبار سے آچکا ہے ف۔ یعنی اخبار انبیاء دیگر تجکو ہونچ چکے کہ کیونکر وہ مظفر و منصور ہوئے
پس یہی سنت آلہی جاری ہی تجکو صبر واجب ہی ان کھنا چاہیئے اور من تبعیضیہ ہی کیونکہ آنحضرت صلعم کو اخبار بعض انبیاء ہونچے تھے لیکن چونکہ وعدہ فتح
و نصرت رسل عموماً معلوم ہوا اور اسکی بعض مثالین ہونچ چکین تو اطمینان کیواسطے کافی ہی کہ عموم نصرت مراد ہی۔ فافہم۔ وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ
اِعْرَاضُهُمْ۔ آنحضرت صلعم اپنی قوم کے اعراض سے غمناک و محزون ہوتے اور خواہشمند ہوتے کہ جو معجزات یہ مانگتے جاوین اُن کو
دکھلائے جاوین کہ آخر یقین ہوکر ایمان لاوینگے اور وہ کبھی کہتے کہ مکہ چوڑا و وسیع ہوجاوے اور کوہ صفا سونے کا ہوجاوے بالجملہ عناد
و ہٹ دھرمی کی سی باتین مانگتے اور جو معجزات دکھلائے جاتے ان پر اکتفا نہین کرتے پھر اور مانگتے تھے تو اللہ عزوجل نے فرمایا وَاِنْ كَانَ
كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ۔ اگر تجھ پر اُن کا منہ موڑ ناگران گذرتا ہی پس۔ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْاَرْضِ۔ اگر استطاعت ہی تجکو کہ
سرداب زمین مین ڈھونڈھے ف۔ تاکہ تحت الثریٰ کی طرف پہونچکر کوئی آیت لاوے جو مانگین اَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَآءِ یا سیڑھی کہ آسمان مین
لگاوے۔ فَتَاْتِيَهُمْ بِاٰيَةٍ۔ پھر اُن کے پاس معجزہ و آیت لاوے ف۔ جس کو مانگتے ہین تو ایسا کر۔ اس سے تعلیق بمحال مقصود ہے
اور معلوم ہوا کہ یہ دونون باتین ازراہ عادت و نوع کے محال ہین اور اسی قدر کفایت ہی حاصل یہ کہ قوم قریش سے جو روگردانی و اعراض واقع ہوا
یہ سابقہ علم ازلی ہی کہ ان مین سے بعض کے حق مین کفر مقدر ہی اور وہ ضرور ہونے والا ہی اور آنحضرت صلعم کی استطاعت و قدرت مین اس کی
اصلاح ممکن نہین ہے بدون ارادۂ آلہی کے پس ایک محال پر معلق کیا کہ اگر تجھے اس امر محال کی قدرت ہی تو کر۔ اور خلاصہ یہ کہ یہ اصلاح تیرے
امکان مین نہین ہی پس تو غمناک مت ہو اور تقدیر آلہی پر ثابت و صابر ہو کیونکہ حکمت آلہی اس سے برتر ہے کہ بندہ اسکو ادراک کرے۔ اور
اسمین بڑی دلیل صدق نبوت آنحضرت صلعم کی ہے کیونکہ اسوقت تک ہرگز یہ معلوم نہ تھا کہ آیا یہ لوگ قریش کے جو معدودے ہین سب
مسلمان ہوجاوینگے یا نہ ہون گے ولیکن خبر دیدی کہ قطعاً سب مسلمان نہ ہونگے اور بدون وحی و غیب کی خبر کے کوئی نہین ایسا کر سکتا کہ
چند معدود کے حق مین کہدے کہ یہ سب کے سب تابع نہ ہون گے پھر کہا گیا کہ خطاب اگرچہ رسول اللہ صلعم کو تھا لیکن اُمت والون کو بھی
اسپر عمل واجب ہی کہ کافرون کے کفر پر اور اُن کے نجے وار ٹے رہنے پر تعجب سے نہ دیکھین الا آنکہ قدرت آلہی کا مشاہدہ کرین اور غم
نہ کھاوین کیونکہ اسمین حکمت آلہی ہے کہ سب کے سب مسلمان نہ ہون اور اس حکمت کو اور مصلحت کو بندہ کی عقل ناچیز ادراک نہین کرسکتی ہے
اور یہ نہ ہوگا جب تک کہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ سب سے آخری حالت مین متعلق نہ ہو اسیواسطے فرمایا۔ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى
اگر اللہ تعالیٰ چاہتا کہ اُن کو ہدایت پر جمع کرے ف۔ تو وہ سب بات پر قادر ہی ولیکن اُسنے نہین چاہا کیونکہ اسمین اسکی حکمت و مصلحت ہی
اور وہی خوب دانا و حکمت والا ہی۔ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ۔ سو تو جاہلون مین سے مت ہو ف۔ کیونکہ کافرون کے انکار و اعراض
پر غم کھانا اور یہی چاہنا کہ سب ایمان پر ہوجاوین یہ جاہلون کی شان ہی اور آنحضرت صلعم کو اوتعالیٰ نے اس سے پاک کیا تھا پس فرمایا
کہ تو جان بوجھکر اس حرص مین مت پڑ اور ان باتون کو حضرت حق عزوجل عالم الغیب والشہادۃ کی حکمت پر چھوڑدے اور چونکہ آنحضرت صلعم
کافرون کے حال پر شفقت کرکے چاہتے تھے کہ دوزخ کی آنچ سے بچ جاوین اور اس جہالت و ظلمت سے نکلین اور اسپر نہایت حریص
تھے لہذا خطاب مین ایک گونہ سختی فرمائی ہی تاکہ آپ اس غم و رنج سے بالکل الگ ہون اور حدیث شریف مین ایسے بہت بیانات آئے
ہین کہ آپنے مثل بیان کی کہ کسی نے آگ روشن کی اندھیری رات مین اوران کیڑے پتنگون نے اسمین گرنا شروع کیا اور کتنے ہی روکے جلے ہیں

Marfat.com

نہین مانتے ہین ویسے ہی لوگون کا حال ہے کہ مین اُنکو پکڑ کر گھسیٹتا ہون اور یہ لوگ مجھ پر زبردستی کرتے اور چھوٹ چھوٹ آگ مین گھسے جاتے ہین پھر اللہ تعالیٰ عزوجل نے آپ کو ایک حکمت و اشارہ تعلیم فرمایا جس کا علم کامل آپ کو ہوا اور خود ظاہر اسقدر ہے کہ فرمایا۔ اِنَّمَا يَسْتَجِيبُ الَّذِينَ يَسْمَعُونَ ۔ یعنی تیری پکار وڈراوے کو وہی لوگ قبول کرینگے جو کلام کو سنتے اور سمجھتے ہین۔ وَالْمَوْتَىٰ يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ اور مردون یعنی کافرون کو تو اللہ تعالیٰ قبرون سے اُٹھاویگا۔ ثُمَّ إِلَيْهِ يُرْجَعُونَ ۔ پھر اللہ تعالیٰ کی طرف پھیرے جاوینگے ف وہ اُن کو اُن کی بدکاریون کی سزا دیگا۔ اور شاید کہ الیہ کی ضمیر ہر دو فریق مین سے ہر ایک کی طرف راجع ہو یعنی ہر ایک کو اسکے لائق بدلا دیگا پس زندون یعنی مومنون کو ثواب دیگا اور مردے کافرون کو عذاب دیگا اور کلام مین حسن بلاغت ہے کہ کافرون کو قبرون سے زندہ کرکے اُٹھا دیگا حالانکہ وہ مردے ہونگے جیسے اب ہین۔ اسمین دلیل ہے کہ حقیقی زندگی وہ ہے جو ایمان سے زندہ اور دل کا زندہ ہو۔ ابن کثیرؒ نے ذکر فرمایا کہ علی بن ابی طلحہ نے قولہ ولو شاء اللہ لجمعهم على الهدى مین ابن عباسؓ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس امر پر حرص کرتے تھے کہ سب لوگ ایمان لاوین اور ہدایت پر ہو جاوین پس حق تعالیٰ نے خبر دیدی کہ نہین ایمان لاویگا مگر وہی جسکے واسطے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ذکر اول مین سعادت سابق ہو چکی ہے اور واضح ہو کہ ہدایت مین عبارت کو دخل نہین حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کامل مستقیم تھے کہ بعثت بجوامع الکلم و انا افصح العرب والعجم یعنی مین مبعوث ہوا اس حال سے کہ میرے کلام جامع ہین اس سے احکام شرع و اشارات و حقائق اور وجوہ متعدد و امور متنوعہ ظاہر ہو جاتے ہین۔ قال المترجم اگر کہا جاوے کہ احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم وحی خفی ہین کما استدل بقولہ تعالیٰ ما ينطق عن الهوى ان هو الا وحى يوحى۔ اور یہی تحقیق ہے تو جواب یہ ہے کہ اس سے یہ ثابت ہوا کہ جو بات امر دین و حقائق معرفت مین آپ فرماتے تھے وہ مضمون بوحی خفی آپ کو القاء ہوتا تھا اور یہ صحیح ہے مگر کلام یہان اس مضمون کو عبارت مین ادا کرنے مین ہے پس آپ کمال اعلیٰ نبوت مین تھے کہ اسکو اپنے کلام مین ادا کر سکتے تھے اور علما اس بات مین متفق ہین کہ وحی خفی کسی خاص عبارات مین نہ تھی پس اسکو ادا کرنے مین آنحضرت صلعم امین الٰہی تھے بخلاف وحی جلی یعنی قرآن مجید کے کہ اسکے نظم بدیع معجز بتعلیم الٰہی عزوجل تھی اسلئے کہ وہ حیطہ بشری سے خارج ہے اور قرأت مختلفہ وہ خود مختلف نزول ہین اور اسیواسطے جن قرأت سے احکام مختلف نکلتے ہین ان کو علماء ربانی نے بمنزلہ دو آیت کے قرار دیا ہے اور یہ صحیح ہوا کہ آپنے فرمایا کہ مین دیا گیا ہون قرآن و اسکے ساتھ اسکے مثل یعنی احادیث جو وحی خفی ہین اور اسی کو سنت سے تعبیر کرتے ہین۔ اور یہ خود دلیل ہے کہ احادیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم وحی خفی ہین تاکہ صادق ہو کہ آپکو وہ عطا ہوئے ہین گو نظم کلام مین اسکو ادا کرنے مین آپ امین الٰہی تھے واضح ہو کہ قرآن پاک کے حاصل کرنے والون کے حالات طرح طرح کے تھے پس حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کی شان مین صحیح ہوا کہ کان رجلا بكاء لا يملك عينيه اذا قرأ القرآن۔ یعنی جب قرآن پڑھتے تو اپنی آنکھون کو نہین تھام سکتے تھے۔ بے اختیار بہت روتے تھے اور آنحضرت صلعم کا کیا پوچھنا ہے کہ آپکا سینہ مبارک مثل دیگ کے جوش کرتا تھا یعنی ایسی آواز آتی تھی گویا دیگ جوش کھاتی ہے اور صحیح حدیث مین ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے ثابت ہوا کہ نماز مغرب مین آنحضرت صلعم نے سورۂ والطور پڑھی گویا میرا قلب اُڑا جاتا تھا پس یہ قوم تھے کہ ان کی تنار وصفت فہم الخطاب تھوڑے سے بیان مین نہین آسکتی بلکہ بیان اسکو متحمل نہین کیونکہ بیان حال ایک پتا ہے کہ اسکو عارف باکمال ہی سمجھ سکتا ہے پھر بیان سے کیا فائدہ ہے اور ایسی ہی عثمان بن عفانؓ سے ثابت ہوا کہ رات مین قرآن مجید ختم کرتے اور مابعد علماء تابعین اور تبع تابعین سے بھی روایات ہین اور ابو حنیفہ امام الفقہاء رح سے بھی رات مین ختم قرآن نقل ہوا اور ضرور نہین ہے کہ تمام وکمال قرآن ختم کرنا مراد ہو لیکن یہ تکلف ... نہین تھا بلکہ انکشاف خاص تھا۔ اور وہ آنحضرت صلعم کو ہر آیت پر حاصل تھا اگرچہ اقسام و انواع مختلف آیات پر مختلف ہون تو ...

Marfat.com

ایک آیت پر یعنی قولہ ان تعذبھم فانھم عبادک وان تغفر لھم فانک انت العزیز الحکیم ۔ پر تمام رات گذار دی حتی کہ صبح ہوگئی اور یہ بات اور دن کو اصل تھی پس اُن کو بعض ہیں تعقر سے موافق فہم خطاب کے ایک دوسرے سے مزید انکشاف تھا پس کشیدہ کشیدہ ان کو پڑھا تا سلئے تھا اور چونکہ فہم اصل ہے لہذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا فہم تیزی کرنیوالوں کو سخت تنبیہ سے منع فرمایا اور اجازت نہ دی کہ زیادہ پڑھیں اور خود مسرح کردیا کہ جو نہ سمجھا اُسنے کچھ نہ پڑھا اور جو لوگ اپنے آپ میں قوت بیان کرتے تھے اُن کو بھی قطعاً منع کیا اور یہ نہیں فرمایا کہ تحقیق یوں ہو اسواسطے کہ یہ لوگ عامل تھے اور خود عمل نتیجہ معرفت و حقیقت کو پہونچاتا ہے جبکہ عنایت ازلی متعلق ہو اور مترجم اپنے زمانہ میں سوائے چشم حیران و دیدہ گریان کے کچھ نہیں دیکھتا فہم ہے نہ معرفت نہ دل نہ سماع خطاب بس یہی نظر آتا ہے کہ یہود و نصاری مشرک ہو کر بلاغت کلام اللہ ڈھونڈھتے اور ٹٹولتے ہیں اور بہت سے ملحد اُنکے پیچھے ہیں اور بیچارے مسلمان پریشان خاطر خود ہی بے بہرہ ہیں کیونکہ توحید و تقوی و اسرار سنت سے بیچھے پڑے ہیں اللھم ایدنا بالاید المتین و وفقنا وانت ارحم الراحمین ۔ اہل معرفت و علما جو محض ظاہر پر طریقہ نہیں رکھتے ہیں وہ خوب قرآن مجید کے اعجاز پر یقین رکھتے ہیں کہ یہ عجیب معجزہ ہے کہ ایک ہی خطاب ہے جو عوام بنی آدم اور خواص کو عام ہے اور بلا تردد دونوں کی فہم کے لائق خطاب ہے اور یہ منجملہ وجوہ اعجاز کے ایک ہی وجہ ایسی ہے کہ بندہ کے امکان سے باہر ہے پھر سوائے مومنین کے دیگر مخلوق سے جو سننے کی نفی کی تو یہ معنی نہیں کہ حواس کے کانوں سے نہیں سنتے کیونکہ وہ بہرے نہیں تھے بلکہ یہ معنی ہیں کہ مشاہدہ و معرفت کا سننا اور سمجھ کا سننا نہیں سنتے تھے ۔ ابن عطاء نے فرمایا کہ حق سبحانہ تعالی نے خبر دی کہ سننے والے ہی زندہ ہیں اور یہ اہل خطاب و قبولیت ہیں اور قولہ والموتی یبعثھم اللہ سے خبر دی کہ باقی لوگ مخلوق کے مردے ہیں ۔ قال المترجم آگاہ رہنا چاہیئے کہ حدیث شریف میں صحیح ہوا کہ مردے پر قبر میں جو عذاب ہوتا ہے اسکو سوائے جن و انسان کے تمام مخلوقات اس مردے کی آہ وزاری سنتی ہے اور ان دونوں جن و انسان پر پردہ امتحان ہے اگر یہ سنتے و دیکھتے تو ایمان بالغیب کے کوئی معنی نہ تھے پس ہوشیار رہنا چاہیئے ۔

وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِّن رَّبِّهِ ۚ قُلْ إِنَّ اللَّهَ قَادِرٌ عَلَىٰ أَن يُنَزِّلَ
اور کہتے ہیں کیوں نہیں اُتری اُسپر کچھ نشانی اُسکے رب سے تو کہہ اللہ کو قدرت ہے کہ اُتارے کچھ
آيَةً وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝ وَمَا مِن دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طَائِرٍ
نشانی ولیکن اُن بہتوں کو سمجھ نہیں اور کوئی نہیں چلتا زمین میں نہ جانور ہے کہ
يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّا أُمَمٌ أَمْثَالُكُم ۚ مَّا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِن شَيْءٍ ۚ ثُمَّ
اُڑتا ہے دو پر سے مگر ایک ایک اُمت ہے تمہاری طرح چھوڑی نہیں ہم نے لکھنے میں کوئی چیز پھر اپنے رب کی
إِلَىٰ رَبِّهِمْ يُحْشَرُونَ ۝ وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا صُمٌّ وَبُكْمٌ فِي الظُّلُمَاتِ ۗ
طرف اکٹھے ہوں گے اور وہ جو جھٹلاتے ہیں ہماری آیتیں بہرے اور گونگے ہیں اندھیروں میں ۔
مَن يَشَإِ اللَّهُ يُضْلِلْهُ وَمَن يَشَأْ يَجْعَلْهُ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۝
جس کو چاہے اللہ گمراہ کرے اور جس کو چاہے ڈال دے سیدھی راہ پر

وقالوا اور کہا کفار مکہ بت پرستوں نے کہ لولا نزل علیہ آیۃ من ربہ ۔ کیوں نہیں اُتاری گئی محمد پر کوئی آیت یعنی نشانی صدق نبوت کی اسکے پروردگار کی طرف سے ف یعنی مانند ناقہ صالح علیہ السلام و عصائے موسی و مائدہ عیسی

کہ ان مشرکون نے روحانی آیات پر اکتفا نہین کیا مانند قرآن مجید معجز کے جس کے مثل لانے سے عاجز تھے اور جیسے چاند کے دو ٹکڑے ہوئے اور درخت و جانور و سنگریزون نے آنحضرت صلعم کی صدق نبوت پر گواہی دی - بالجملہ مقصود فقط یہ کہ نہانین اور تعنت سے ایسی باتین مانگین جیسے دوسرے مقام پر نقل فرمایا کہ کہتے تھے کہ - لن نؤمن لک حتی تفجر لنا من الارض ینبوعا الآیۃ - قُلْ اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ يُّنَزِّلَ اٰيَةً - یعنی کہدے ان ہٹ دہرمون سے کہ اللہ تعالیٰ قادر ہے اس بات پر کہ اُتار دے آیت ف یعنی جیسے تم مانگتے ہو اسی کو نازل کردے اسکی قدرت بہت بڑی ہے - بعض نے کہا کہ آیہ سے ایسی مراد ہے جو خواہ مخواہ اُن کو ایمان لانے پر مجبور کرے لیکن اسوقت مین امتحان تکلیف ایمان کا فائدہ جاتا رہیگا - اور نیز اگر اسوقت بھی ایمان نہ لائے اور ہرگز نہ لاوین گے جبکہ اُن کے حق مین کفر مقدر ہے تو ضرور عذاب نازل ہوگا اور رحمت الٰہی سے اس اُمت سے یہ عذاب دنیا مین مرتفع فرمایا گیا ہے - وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ - لیکن ان مین سے بہتیرے جانتے نہین ہین ف یعنی نہین جانتے کہ ایسی آیت کا اُترنا بلا ہے کیونکہ پھر ایمان نہ لائے تو ضرور ہلاک ہون گے جیساکہ طریقہ الٰہی جاری ہوچکا اور قوم صالح بعد ناقہ پیدا ہونے اور ایمان نہ لانے کے ہلاک ہوئی اور عیسیٰ علیہ السلام کے مائدہ مین نافرمانی کرنیوالے ہلاک ہوئے اور واضح ہے کہ بعثت انبیاء سابقین کی اکثر خاص خاص قوم کیواسطے تھی پس اُن کی مانگی آیت ملنے کے بعد اسی خاص قوم پر ایمان لانے سے عذاب آیا - آنحضرت صلعم کی بعثت عام ہے پس فقط مکہ والون کی ایسی تعنت و عناد سے عام عذاب ہوگا لہذا اُن کی جہالت پر تنصیص فرمائی اور واضح ہو کہ قولہ ان ینزل آیۃ - مین ابن کثیرؒ نے ینزل از انزال پڑھا اور باقیون نے تنزیل سے پڑھا ہے - اور یہ حکمت عدم تنزیل آیہ کے جو مفہوم ہوتی ہے کہ ایک اُمت کے انکار سے عام اُمتین ہلاک نہ ہون اسپر آگے کے کلام مین اشارہ ہے - وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ من زائدہ ہے بغرض شمول و استغراق کے - اور دابہ مذکر و مؤنث دونون بولا جاتا ہے وہ ہر جاندار جو زمین پر چلتا ہو - فِی الْاَرْضِ متعلق بدابۃ ہے در اصل دبیبۃ از دب یدب ہے اور فی الارض بطریق توضیح ہے جیسے قولہ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ جناح بازو پس طائر اُڑتا ہے اپنے بازو سے لیکن یطیر بجناحیہ توضیح ہے اور یہ دفع وہم ہے کہ شاید مجازاً آدمی تصور کرین کیونکہ عرب طیران کو جلدی و سرعت کے معنی مین بولتے ہین کہ طر بی فی حاجتی - فلانے میرے کام مین اُڑ چل یعنی جلدی کر پس قولہ یطیر بجناحیہ سے دفع کردیا کہ مجاز امراد نہین ہے معنی آنکہ نہین کوئی جانور چلنے والا کہ زمین پر چلتا ہے اور نہ کوئی پرند جو دونون بازو سے اُڑتا ہے اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ - مگر آنکہ وہ بھی تمھارے مثل اُمتین ہین ف از مثل ہونا اس بات مین کہ اُن کی پیدایش و رزق و حالات بھی مقدر ہین جیسے تمھارے مقدر ہین عن مجاہدؒ ہر صنف و قسم جدا جدا نام سے ہے عن قتادہ پرند ایک اُمت ہے اور انسان ایک اُمت اور جن ایک اُمت ہے - عن السدی تمھارے مثل مخلوق ہین عن ابن عیینہ ان ہر ایک مین بھی انسان کی مماثلت موجود ہے جیسے شیر کہ حملہ کرتا اور دوسرون کو مار ڈالتا ہے اور سور حرام و نجس کھاتا ہے اور کتا خود بخود بھونکتا ہے اور مانند اسکے پرندون مین بین دلیل غیر ذلک - اور حدیث مین ہے کہ اگر کتا منجملہ اُمتون کے ایک اُمت نہ ہوتی تو مین اسکے قتل کا حکم دیتا مگر ان مین سے ایک سنگ کالے کو مار ڈالو - کما فی روایۃ الترمذی وغیرہ - مترجم کہتا ہے کہ اس سے اشارہ نکلا کہ ان قریش کافرون کی بدکاری سے تمام اُمتون بیچارون پر عذاب نہین آسکتا - اور اب تو معلوم ہوا کہ اُمت اسلامیہ صد با کرور ہوئی - پھر عام عذاب ان ازلی کافرون کی وجہ سے کیونکر آتا کہ دنیا مین کوئی باقی نہ رہتا - امام رازیؒ نے کبیر مین واحدیؒ سے نقل کیا کہ جسکا حاصل یہ کہ سلف مین سے ایک جماعت کے نزدیک جانور چرند و پرند دریائی و خشکی کے اصناف امم ہین اور ہر ایک کیواسطے جدا جدا تسبیح و ذکر ہے اور بعض سے نقل کیا کہ ان مین انکے پیغمبر بھی ہوتے ہین بدلیل قولہ تعالیٰ وان من امۃ الا خلا فیہا نذیر - یعنی کوئی اُمت نہین مگر

انکے اسمین ڈرسنانے والا گذرا ہے اور یہان کی آیت سے معلوم ہوا کہ یہ جانور بھی اُمتین ہین پس ثابت ہوا کہ ان مین [illegible] شیٔ الا یسبح بحمدہ ولکن لا تفقہون تسبیحہم سے ہر ایک کا تسبیح کرنا ظاہر اور قولہ سبح للہ ما فی السموات و ما فی الارض۔ و دیگر آیات سے بھی [illegible] احادیث بھی کثرت سے ہین۔ اور قولہ سخرنا مع داؤد الجبال یسبحن والطیر۔ اور دیگر آیات و احادیث مین پتھرون وغیرہ کی تسبیح بھی ثابت ہے اور [illegible] دنٹ کا آنحضرت صلعم کو سجدہ کرنا اور گوشت پختہ کا جسمین زہر تھا آپکو آگاہ کرنا اور دیگر نصوص اس مذہب کے پوری تقویت کرتے ہین ولیکن عوام اور بے معرفت لوگون کی سمجھ سے باہر ہے لہذا تاویل کرنا چاہیئے اور حدیث خمس فواسق یقتلن فی الحرم الحدیث حالت احرام مین اور مقام حرم مین پانچ جانور فاسق کا قتل روا ہونا اور پر مذکور ہو چکا۔ بالجملہ تحقیق مقام ایک بسط چاہتا ہے اور تفسیر قولہ تعالیٰ وان منہا لما یہبط من خشیۃ اللہ الآیۃ۔ پارہ الم سورہ بقرہ کی تحت مین ایک جملہ صالحہ مترجم نے ذکر کردیا ہے رجوع کرنا چاہیئے۔ پھر اس مقام پر کہا گیا کہ قولہ امم امثالکم سے جملہ وجوہ جنمین مماثلت ہے عموماً لینا چاہیئے۔ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَٰبِ مِن شَيْءٍ من زائدہ بغرض تاکید استغراق ہے اے ما ترکنا فی اللوح المحفوظ شیئا۔ ہم نے لوح محفوظ مین کوئی بات چھوڑی نہین ف یعنی سب مذکور ہے اور بعض نے کہا کہ قرآن مجید مین ہر چیز مذکور ہے لیکن علم معرفت سے سب حاصل ہوتا ہے وقد قال تعالیٰ نزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شیٔ۔ ہم نے تجھ پر کتاب نازل فرمائی ہر چیز کا واضح بیان ہے اور علمائے کہا کہ سب مذکور ہے لیکن معرفت و فہم پر اسکا ظہور ہے چنانچہ آنحضرت صلعم پر خوب وضوح تھا اسی واسطے آپکی نسبت تبیان فرمایا اور وہ واضح بیان کو کہتے۔ اور بعض نے کہا کہ وجہ بیان کو کہتے ہین پس ہر ایک کیواسطے ہوگا کیونکہ اجمالی اسکے علوم بے انتہا ہین۔ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يُحْشَرُونَ۔ پھر یہ لوگ اپنے رب کی جانب حشر کیے جائینگے۔ ف بعض نے کہا کہ ضمیر عقلا و بنی آدم کی دلالت کرتی ہے کہ کفار کے ذکر سے متعلق ہے اور بیچ مین جملہ معترضہ ہے اور نیز محشور ہونا دواب بہائم و جمادات کا اسلئے نہین کہ وہ خطاب ثواب عقاب کی فہم نہین رکھتے اور مکلف نہین ہین۔ وقال الجمہور بلکہ یہ سب سے متعلق ہے یعنی جملہ امم مذکورہ از بنی آدم و جن و طیور و دواب سب محشور ہونگے اور ضمیر عقلا اس اعتبار سے امم غیر عاقلہ کو بوجہ مثل ہونیکے امم عاقلہ کے مانند جاری کیا۔ اور اس سے معلوم ہوا کہ دواب و طیور وغیرہ کا بھی حشر ہوگا مانند جن و انسان کے۔ قال المفسر رح فیقضی بینہم ویقتص للجماء من القرناء ثم یقال لہم کونوا ترابا۔ پھر ان مین فیصلہ انصاف کردیا جائیگا اور سینگون والے سے بے سینگون والے کا قصاص لیا جائیگا اگر اس نے زیادتی کی ہے پھر کہا جائیگا کہ تم سب خاک ہو جاؤ اور یہی ایک جماعت سلف سے جنمین حضرت ابوہریرہؓ و ابوذر بھی ہین مروی ہے اور ابن عباسؓ و ضحاک و مجاہد سے مروی ہوا کہ بہائم کا حشر یہ کہ مرجاوین۔ اور قول اول اصح ہے کیونکہ امام احمد نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آنحضرت صلعم نے دو بکریون کو لڑتے دیکھکر فرمایا کہ اے ابوذر تو جانتا ہے کہ یہ کس بات مین لڑتی ہین۔ مین نے عرض کیا کہ نہین آپنے فرمایا کہ لیکن اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور قیامت مین دونون کے درمیان انصاف فرمادیگا اور عبدالرزاق نے اسکو ابوذرؓ سے ایک جماعت صحابہ کے خطاب سے روایت کیا کہ آنحضرت صلعم نے جماعت حاضرین سے کہا کہ تم جانتے ہو کہ کیون لڑتی ہین الی آخر الحدیث اور ابن جریر کی روایت مین اسقدر زیادہ ہے کہ ابوذر رضی اللہ عنہ نے بعد اسکے فرمایا کہ آنحضرت صلعم نے ہم کو ایسے حال مین چھوڑا کہ کوئی اڑنیوالی چڑیا بھی ہے اسکا بھی ہم سے علم بیان فرمایا۔ اور عثمان رضؓ سے ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ قیامت کے روز سینگون والے سے بے سینگون والے کا بھی قصاص لیا جائیگا رواہ ابن احمد فی مسند ابیہ۔ اور حدیث صحیح مسلم مین وہ مضمون موجود ہے جو مفسر سیوطی رح نے بیان کیا اور عبدالرزاق [illegible] [illegible] تعالیٰ کی تفسیر مین روایت کیا کہ قیامت کے روز دواب بہائم و پرند و ہر شئے جملہ مخلوق سب محشور ہونگے پھر اسد [illegible]

کا انصاف یہان تک پہونچے گا کہ سینگون والے سے بے سینگون والے کا قصاص لیگا پھر فرماویگا کہ تم سب خاک ہو جاؤ۔ اسی سے کافر تمنا
کرینگے جیسا کہ فرمایا ویقول الکافر یالیتنی کنت ترابا۔ یعنی اے کاش مین مٹی ہو جاتا۔ شیخ ابن کثیرؒ نے کہا کہ حدیث الصُّور مین یہی بات
مرفوع آنحضرت صلعم کی حدیث مروی ہے و فی المدارک جب اللہ عزوجل نے اپنی مخلوقات و آثار قدرت سے وہ کچھ بیان فرمایا جو اسکی ربوبیت پر
شاہد اور اسکی عظمت و جلال پر پکار پکار کر گواہی دیتا ہے تب پھر فرمایا۔ وَالَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا۔ اور جن لوگون نے ہماری آیات کو جھٹلایا یعنی
قرآن کو۔ صُمٌّ۔ وہ بہرے ہین ف۔ آیات یعنی قرآن کے سننے سے یعنی قبولیت کے کانون سننے سے بہرے ہین۔ وَبُکْمٌ حق
بات بولنے سے گونگے ہین ف۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت و ربوبیت پر اقرار و شہادت نہین دیتے ہین فِی الظُّلُمٰتِ یعنی کفر کی تاریکیون
مین انکا یہ حال ہے کہ باوجود اس ظہور و وضوح آثار قدرت و عظمت کے ان کو کچھ نہین سوجھتا ہے اور کیونکر سوجھے کہ خالق حکیم تعالیٰ کی مشیت ہے
مَنْ یَّشَاِ اللّٰهُ اضلالہ۔ وہ مخلوق کہ چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اسکو گمراہ کر دینا تو یُضْلِلْهُ اُسکو گمراہ کر دیتا ہے یعنی مشیت ازلی مین جسکے حق مین
گمراہی مقدر ہوئی وہ یہان گمراہ ہوتا ہے۔ وَمَنْ یَّشَاْ - ہدایتہ۔ اور جس کی ہدایت چاہتا ہے یَجْعَلْهُ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔
اسکو راہ مستقیم یعنی توحید و اسلام پر کر دیتا ہے ف۔ وہی قادر مختار ہے جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے اسپر کوئی اعتراض نہین ہے اور اسمین صریح دلیل
ہے کہ ہدایت دینے والا اور گمراہی دینے والا اللہ تعالیٰ ہے اور جس کو اسنے جو کچھ دیا وہ عدل ہے وہی قادر مختار ہے۔ وقد قال تعالیٰ فی
مثال للکفار فی سورۃ النور او الظلمات فی بحر لجی یغشاہ موج من فوقہ موج من فوقہ سحاب ظلمات بعضہا فوق بعض اذا اخرج یدہ لم یکد یراہا ومن لم یجعل
اللہ لہ نوراً فمالہ من نور۔ یعنی کافرون کے نفوس مین گمراہی کی یہ مثال ہے کہ جیسے تاریکیان کسی موجدار سمندر کے بھنور مین کہ اسکو موج چھائی ہے
پھر اسپر موج ہے اسپر سحاب ہے تاریکیان بعض پر بعض ہین کہ ہاتھ نکالے تو نظر آتا نہین لگتا اور اللہ تعالیٰ نے جسکے لئے نور نہین کیا اسکے لئے
کچھ نور نہین ہے۔ اور تفسیر اسکی لطیف و اسمین اشارات ہین کہ انشاء اللہ تعالیٰ اسکی تفسیر مین آوینگے ف۔ فی العرائس قولہ تعالیٰ ومامن دابۃ
فی الارض ولا طائر الآیۃ۔ اللہ تعالیٰ نے سوائے جن و آدمی کے ملائکہ و دیگر حیوانات کو چرند پرند کوئی ہون فطرت توحید اور جبلت معرفت
پر پیدا کیا ہے اور اُن کو معرفت و ایمان و ایقان کیواسطے حکم و خطاب ہے اور ان جانورون کیواسطے ان کے اسرار باطنہ مین راہین منور بانوار
عقل ہین جو اسکی درگاہ ازلی تک پہونچی ہوئی ہین اور اُن سے نور افعال و لطائف صنعت کو دیکھتے ہین اور حالت ان کی مقصور اسی صورت
پر نہین جسکو ایک غافل آدمی دیکھتا ہے اور ان کو بے عقل سمجھتا ہے۔ قال المترجم حدیث صحیح مین فضائل جمعہ مین آیا ہے کہ اسی روز قیامت قائم ہوگی
اور آیا ہے کہ سوائے جن و انسان کے ہر جانور اسکے صبح کے انتظار مین خوفناک ہوتا ہے کہ شاید یہی روز قیامت ہو۔ قال الشیخ اور ان جانورون
کی زندگی اور حرکت و اڑنا اس خالق پاک کی درگاہ کی طرف سے ایک قوت خاص سے ہے اور ان کی یہ آوازین اور یہ خوش الحانیان
اور چیخ دیتا اور حرکتین ایک خاص نسیم شوق سے ہے جو ان کو عالم ملکوت سے پہونچتی اور انوار جبروت سے ظاہر ہوتی ہے اور ان کو موافق اپنی قدر
معرفت و توحید کے اللہ تعالیٰ کی طرف ذوق و شوق ہے اور مین نے سنا کہ سمنون محب رحمہ اللہ جب محبت مین وعظ فرماتا تو قندیلین پھٹ جاتی تھین
اور ہوا سے پرند گر پڑتے تھے۔ ایک روز محیط مین کلام کرتے تھے کہ ایک چڑیا ان کے سامنے گری اور زمین مین اپنی چونچ دابدی اور قطرہ خون اس سے
ٹپکا اور جان دیدی۔ اقول ایسی ہی بہت سی حکایات آثار و اخبار مین تمام حیوانات از قسم درندے و چرندے و پرندو حشرات الارض سے مروی
ہین اور عرب کے اونٹ کا حدی پرست ہو جانا معروف و مشہور ہے اور آنحضرت صلعم کو اونٹ نے سجدہ کیا بدون طلب معجزہ وغیرہ کے اور داری
وغیرہ کی روایات مین آنحضرت صلعم کو درخت و حجر و ہر کنکر و پتھر کا سلام کرنا متعدد طرق سے مروی ہے اور گریہ ستون حنانہ معروف و مشہور ہے (م) الخ

Marfat.com

کیون نہین کہ خداوتعالیٰ جل جلالہ نے فرمایا۔ مامن دابۃ فی الارض ولا طائر یطیر بجناحیہ الا امم امثالکم ۔یعنی تمھارے مثل ہین اس بات مین کہ وہ مخلوق ہین اور حق عزوجل کے طلب مین سرگرم ہین اور اسکی توحید کو شرک سے پاک کرتے ہین اور اسکے قدیم ہونے کو یقین مین لاتے اور حدوث کے صفات سے اسکی پاکی اپنے باطن سے بیان کرتے ہین اور اس کی صنع لطیف مین اعتبار کرتے ہین جس سے انوار صفات کا عالم مین ظہور ہی۔ قال المترجم ازین ثابت ہوا کہ ان مین بھی مطیع وعاصی ہین اور مروی ہوا کہ گرگٹ بھی کافرون کے ساتھ اس آگ کو پھونکنے مین شریک تھا جو نمرود مردود نے حضرت ابرہیم علیہ السلام کے جلانے کو پھونکی تھی پس مثل ہونا آدمی وجن کے ساتھ جملہ وجوہ سے ثابت ہی لیکن یہ واضح رہے کہ ان کی استعداد معرفت کی ایسی نہین جو جن کو حاصل ہی تو انسان جو استعداد مین نہایت اکمل المعرفہ ہی اسکے برابر کہان سے ہوگی ۔پھر شیخ نے لکھا کہ ان جانورون وغیرہ کا مثل ہونا اس بات مین ہی کہ ان کی خلقت عالم ملک وشہادت سے ہے جو منور بانوار افعال ہین اور آدمی و ملائکہ کے اجسام بھی عالم افعال سے مخلوق ہین لیکن ان کی روحین عالم ملکوت سے پیدا ہین اسی واسطے دیگر مخلوقات سے آدمی وملائکہ کو فضیلت ہی۔ وقد قال تعالیٰ ولقد کرمنا بنی آدم الآیۃ ۔مترجم کہتا ہے کہ بعض علمائے مزید توضیح سے انسانی استعداد معرفت کو اعلیٰ واکمل ثابت کیا ہی پھر شیخ نے لکھا کہ قولہ ولا طائر یطیر بجناحیہ ۔مین دونون بازو سے مین یہ اشارہ سمجھتا ہون کہ ان اخلاق جمیلہ کے بازو ہین جو آدمیت کیواسطے لازم ہین اور جن کی نسبت حدیث مین فرمایا کہ تم مین بہتر وہ ہین کہ جنکے اخلاق اچھے ہون اور انھین کی درستی ابتدائی معرفت سے انتہاء معرفت پر پہونچاتی ہی ۔مانند توکل و رضاء اور آیندہ بعض آیات مین آویگا کہ کائن من دابۃ لاتحمل رزقہا اللہ یرزقہا وایاکم الآیۃ ۔یعنی بہتیرے دواب ہین کہ اپنا رزق اُٹھاتے نہین ۔یعنی لادے نہین پھرتے اور اللہ تعالیٰ ان کو اور تم کو رزق دیتا ہی یعنی وہ توکل و رضا مین ثابت قدم ہین ۔پھر شیخ نے کہا اور دو بازوے خوف و اُمید ۔اور فنا وبقاء اور ایمان و تقوی اور نعمت وبلاء اور ہمت وصفا اور عبودیت وربوبیت ۔اور معرفت ومحبت ۔ہین ان بازون سے ان کو ہر بِ طرب اور شوق وطلب مین پرواز ہی۔ اور ظاہری اشارہ مثلیت مین یہ ہی کہ جملہ اُمم کی جبلیت چار عناصر سے ہی اور جبلیت روحانی وحیوانیہ سے اُن کی انتشار ہی اور کھانے پینے وحرکت وجماع مین اور صفات نفسانیہ مین مانند حرص وغضب و نعمتون کیساتھ پھوٹ پن کرنے مین مساوی ہین اور مرجع اسکا اصلی فطرت ہی جس سے پیدا ہوئے ہین یعنی زمین سے پیدا ہوئے اور زمین مین مرکر مل جاوینگے اور اسی سے دوبارہ قیامت مین اُٹھائے جاوینگے ۔تفسیر ظاہر کے امامون مین سے حضرت عطا رح کا قول ہی کہ امثالکم کے معنی یہ کہ توحید ومعرفت مین تمھارے مثل ہین اور بعض نے کہا کہ خلق مین تمھارے مثل ہین کیونکہ تمام مخلوقات ان امتون مین سے جسقدر ہی سب حضرت خالق جل جلالہ کی قدرت کاملہ سے پیدا ہوئی ہین اور ہر ایک کیواسطے خطاب آلہی ازلی سے خاص خاص طریقے واضح ہوئے ہین پس توحید ملائکہ واضح ہے اور آدمیون کی معرفت کیواسطے انبیاء ورسل علیہم السلام سے طریقہ ہی اور حیوانات دیگر مانند چرند وپرند وغیرہ کی طبیعت مجبول بمعرفت ہی کہ ان کو اپنے خالق وصانع کا علم فعلی حاصل ہی کہ اس سے ظہور انوار صفات تک بذریعۂ انوار فعل کے بدون بیان بلا اشکال پیدا ہوتا ہی۔ قال المترجم قول قوی وجید یہ ہی کہ رسل علیہم السلام اور ملائکہ آلہی ان مخلوقات کے ہادی ہین اور ان رسولون علیہم السلام سے فیض ہر قسم کے کسی فرد خاص کو موافق حالت انسانی کے ہوتا ہی اور وہی اُنکا رسول و نبی ہوتا ہی اور یہین سے کہا گیا کہ بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عام ہی یہان تک کہ حیوانات وحشرات کو بھی شامل ہی و استدلال اس قول کا ماسبق سے واضح ہی فافہم ۔قولہ ما فرطنا فی الکتاب من شیٔ ۔یعنی مخلوق کو جس چیز کی احتیاج دربارہ عبودیت ومعرفت ربوبیت کے ہی وہ سب ہم نے اپنی کتاب پاک مین بیان کردی ۔کوئی حال وکوئی مقام وکوئی وجدان اور کوئی ادراک اور کوئی معرفت وکوئی دیدار ومشاہدہ نہین جس کا طریقہ ہم نے بیان نہ کیا ہو ۔کلام حضرت باری تعالیٰ اسکی صفت خاصّہ ہی جس نے جمیع صفات کا عرفان اور صفات سے

ذات کا عرفان بوضوح بیان کر دیا۔ اس سے او تعالیٰ نے اگلوں و پچھلوں جملہ عالم کے اسرار سے آگاہ کیا۔ بعض نے فرمایا کہ نہیں چھوڑا ہم نے کتاب مین کسی مخلوق کا ذکر۔ ولیکن کتاب مین اسکے ذکر کو دیکھتا نہین کوئی شخص سوائے ان بندون کے جن کو انوار معرفت سے ارادت حاصل ہے قولہ والذین کذبوا بایاتنا صم وبکم فی الظلمات۔ اسمین اللہ تعالیٰ نے ان لوگون کا ذکر کیا جنکو غیب سے ان کے دلون پر الہام حق ہوتا ہو مگر وہ اسکے مقابلہ مین اپنے نفوس سے معارضہ لاتے ہین اور باطل خطرات سے سچے خطرات کو رد کرتے اور جھٹلاتے ہین کیونکہ ان کو حق و باطل مین تمیز نہین ہو اور یہ اسوجہ سے کہ گمراہی کے ٹھینٹھ اُن کے کانون مین بھرے ہین کہ مقام شہود مین اُنھون نے اپنے کانون کو اللہ تعالیٰ کی طرف نہین لگایا اور ہیبت و محبت کے ساتھ ان کے اسرار باطنہ کی زبان پر کبھی نام آلہی نہین آیا اور سبب اسکا یہ ہو کہ انکے نفوس اپنی نفسانی خواہشون کے اندھیرے مین ٹاپ رہے ہین اور حاصل آنکہ جس شخص نے خواطر حق کو جھٹلایا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسوقت آئے تھے کہ توحید و خلوص ایمان کا الہام بروقت دیدار معجزات انبیاء و کرامات اولیاء انیر ہوا پس اسنے اسرار کے کان اور بینائی باطن کی آنکھون کو پردہ ضلالت سے ڈھک لیا تاکہ او تعالیٰ کا کلام غیبی نہ سنے اور برق انوار غیب کو نہ دیکھے اور حق تعالیٰ کے ملکوت کو مشاہدہ نہ کرے اور اپنے نفس امارہ کی تاریکیون و شیطان کافر کی گمراہیون مین پھنسا پڑا رہے اسکو یہ قدرت نہین کہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرے اور اسکی معرفت مین پہونچے بعض نے کہا کہ او تعالیٰ نے اپنے خالص بندون پر جو معجزات و کرامات فرمائے اسکو سچا نہ جانا اور اندھے بہرے انوار خطاب سے اپنے نفس کی ظلمات و اجسام کی صورتون مین پڑے رہے۔ قولہ من یشاء اللہ یضللہ ومن یشاء یجعلہ علی صراط مستقیم۔ مشیت دو طرح پر واقع ہوتی ہے مقبول بندون پر قبول کی اور مردود بندون پر دور کر دینے کی اور اول سے رضامندی کی اور دوم سے نارضامندی و خشم و غضب کی۔ موافق اسکے ازل مین سعادت و شقاوت جاری ہو چکی ہے پس جو شخص کہ اپنے ابتدا ارادہ مین صادق نہ ہو اس کو حق تعالیٰ ظلمات قہر مین گمراہ کر دیتا ہے اور یہ غیرت وصل ہو تاکہ جو اللہ تعالیٰ کی محبت مین صادق نہین ہے اس کو وصول نہ ہو اور جو بندہ کہ ابتدا ارادت مین صادق تھا اور اُس نے دنیا مین اپنا عہد مضبوط بسبب پیروی نفس کے اور فرمانبرداری سے انکار کے نہین توڑا اور تصمیم اسکو نہین ہوئی اگرچہ مقام التباس مین خواب غفلت مین چندے پڑا رہا ہوگا پس الہام و انذار سے بیدار ہونے کے وقت ہوشیار ہو گیا اور ہادی خیر کی متابعت کر لی تو حق تعالیٰ خود ہی اپنی طرف اسکو راہ دیتا ہے اور معرفت و طاعت مین اسکو مستقیم کر دیتا ہے۔ پھر عقول روحانی کیواسطے طریق مستقیم یون حاصل ہوتا ہو کہ فکر سلیم اسکو عطا ہوتی ہے اور قلوب کیواسطے محبت کیساتھ صفات کی راہین ہین اور معرفت کیساتھ روحون کے لئے ذات کی طرف راہین ہین۔ قال المترجم اور بہت سے اکابر نے اور خود شیخ رحمہ اللہ نے جا بجا تصریح کر دی ہو کہ معرفت صفات و ذات سے مشاہدہ کشف تحقیقی مراد ہو نہ کشف حقیقی اور فرق یہ ہو کہ کشف تحقیقی وہ معرفت ہو کہ عین حقیقت اسکے مطابق ہو جہان تک کہ کشف ہوا اور کشف حقیقی وہ دیدار عیانی ہے مثلاً جنت کا علم جہان تک حاصل ہوا اور آنحضرت صلعم نے بیان کیا اس سے ایک علم حاصل ہوا اور اگر پردہ سے اسکے فی الجملہ حالت ظاہر ہو تو کشف ہوا اور حقیقت اسوقت حاصل و واضح ہو گی کہ جب جنت مین بندہ داخل ہوگا اسی طرح حقیقت صفت و ذات قیامت پر موعود ہو وہ دنیا مین حاصل نہین ہو سکتا ہو مگر جسقدر کشف تحقیقی یہان ہوگا اسقدر قیامت مین فضل آلہی سے حقیقی دیدار ہونے پر مطابق و موافق ہوگا۔ اور جہانتک کشف ہوئیکی قید اسواسطے ہو کہ ادراک ذات و صفات باری تعالیٰ باین طور کہ احاطہ ہو جائے ممکن نہین ہو اور یہ فی الجملہ دیدار ہو و بعض محققین نے اس بحث سے سکوت کیا کیونکہ علم قطعی شرعی مین احاطہ و عدم احاطہ سے سکوت ہو پس ہم اسکو قطعاً الیقین کرتے ہین کہ دیدار حاصل ہوگا اور رہا یہ کہ احاطہ ہوگا یا نہ ہوگا اس سے کوئی بحث نہین کرتے اور یہ طریقہ اسلم ہو فافہم۔ قال الشیخ اور بعض مشائخ نے کہا کہ جس شخص کے حق مین اللہ تعالیٰ

Marfat.com

کا ارادہ بھلائی وہدایت کیسا تو نہین مقدر ہوا وہ اپنی بری تدبیر کے پنجہ مین چھوڑا جاتا ہے تاکہ گمراہی وضلالت مین پڑا رہے اور جس کے حق مین ہدایت کا ارادہ متعلق ہوا ہے اسکو اپنے اختیار مین کھینچ لیتا ہے پس وہ صراط مستقیم پر اس طرح ثابت رہتا ہے کہ جو قدرت وتقدیر مین جاری ہوا ہے اسپر راضی وہر حال مین شکر گذار رہتا ہے۔ فافہم۔

قُلْ أَرَأَيْتَكُمْ إِنْ أَتَاكُمْ عَذَابُ اللَّهِ أَوْ أَتَتْكُمُ السَّاعَةُ أَغَيْرَ اللَّهِ تَدْعُونَ

تو کہہ دیکھو تو اگر آوے تم پر عذاب اللہ کا یا آوے تم پر قیامت کیا اللہ کے سوائے کسی کو پکارو گے

إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝ بَلْ إِيَّاهُ تَدْعُونَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُونَ إِلَيْهِ إِنْ شَاءَ وَ

بتاؤ اگر تم سچے ہو بلکہ اُسی کو پکارتے ہو پھر کھول دیتا ہے جس پر پکارتے تھے اگر چاہتا ہے اور

ع تَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُونَ ۝ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ أُمَمٍ مِنْ قَبْلِكَ فَأَخَذْنَاهُمْ بِالْبَأْسَاءِ وَ

بھول جاتے ہو جنکو شریک کرتے تھے اور ہم نے رسول بھیجے تھے بہت اُمتون پر تجھ سے پہلے پھر اُن کو پکڑا سختی مین اور

الضَّرَّاءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُونَ ۝ فَلَوْلَا إِذْ جَاءَهُمْ بَأْسُنَا تَضَرَّعُوا وَلَٰكِنْ قَسَتْ

تکلیف مین شاید وہ گڑگڑا دین پھر کیون جب نہ پہونچا اُن پر عذاب ہمارا گڑگڑائے ہوتے اور لیکن سخت ہوگئے

قُلُوبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا

دل اُن کے اور اُن کو بھلے دکھائے شیطان نے جو کام کر رہے تھے پھر جب بھول گئے جو نصیحت کی تھی اُن کو کھول دئے ہم نے

عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّىٰ إِذَا فَرِحُوا بِمَا أُوتُوا أَخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً فَإِذَا هُمْ

اُن پر دروازے ہر چیز کے یہان تک کہ جب خوش ہوئے پائی ہوئی چیز سے پکڑا ہم نے اُن کو بیخبر پھر تب ہی وہ رہ گئے

مُبْلِسُونَ ۝ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِينَ ظَلَمُوا ۚ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

ناامید پھر کٹ گئی جڑ اُن ظالمون کی اور سراہے کام اللہ کا جو رب ہے سارے جہان کا

قُلْ کہدے اے محمد صلعم اہل مکہ سے۔ أَرَأَيْتَكُمْ۔ اخبرونی۔ مجھے خبر دو۔ قال فی الکمالین اور بجائے استخبار کے یعنی خبر دیدو کی جگہ رویت یعنی علم سے استفہام اسواسطے رکھا اور یہ نہین فرمایا کہ اخبرونی کہ کسی بات کی خبر وہی دے سکتا ہے جو اسکو جانتا ہو قال المترجم اگر اخبرونی نتیجہ قرار دیا جاوے نہ تفسیر تو اولی ہوگا اور معنی یہ کہ بھلا تم جانتے ہو مجھے بتاؤ کہ۔ إِنْ أَتَاكُمْ عَذَابُ اللَّهِ۔ دنیا مین اگر عذاب الٰہی تم پر آوے۔ أَوْ أَتَتْكُمُ السَّاعَةُ بغتۃ دیا اچانک تم پر قیامت ہی آجاوے ف جسمین تمھارے حق مین عذاب الٰہی ہو تو ایسی حالت مین۔ أَغَيْرَ اللَّهِ تَدْعُونَ کیا غیر خدا کو پکارو گے ف یعنی جن کو شریک بناتے ہو ان مین سے کسی کو پکارو گے ہرگز نہین پکارو گے۔ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ۔ اگر تم سچے ہو ف اس بات مین کہ بت تم کو نفع پہونچاوینگے تو کیون اسوقت نہین پکارو گے۔ حاصل معنی یہ کہ تم بتون کو اپنے حق مین نفع پہونچانے والا اور ضرر دور کرنیوالا کہتے ہو تو مین تم سے پوچھتا ہون کہ بھلا بتاؤ اگر تم پر دنیا مین عذاب الٰہی آجاوے یا قیامت ہی قائم ہوجاوے جسمین ایسا عذاب ہے تم مان لو تو ایسی حالت مین بتون کو پکارو گے اور اس بلا کے دور ہونے کیلئے بتون کی طرف التجا لاؤ گے اگر سچے ہو تو بتلا دو گے کہ نہین تو۔ پھر آگے مصرح کر دیا بَلْ إِيَّاهُ نہین بلکہ اللہ تعالیٰ ہی کو تَدْعُونَ۔ پکارو گے سختیون مین فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُونَ إِلَيْهِ۔ پس دور کر دیگا تم سے ضرر وغیرہ إِنْ شَاءَ اگر دور کرنا

لینا چاہئے ف یعنی وہ ہر حال مین ہر بات پر قادر ہے لیکن بعض صورتون مین خلاف اسکے مشیت و حکمت کے دفع ضرر ہوتا ہے مثلاً ایک شخص
موذی ہے کہ لوگون کو سخت دکھ پہونچاتا ہے ڈاکا ڈالتا ہے جانین تباہ کرتا ہے لوگون کے بال بچے و مال تلف کرتا ہے تو مصیبت کیوقت
عذاب مین اسکا تباہ ہونا بہتر ہے تاکہ بہت لوگ امن مین رہین اور مشرکون کا فعل اس سے زیادہ سخت ہے لہذا یہان شرط لگادی کہ اسوقت
اللہ تعالیٰ ہی سے دعا مانگوگے اور وہ سب بات پر قادر ہے تمہاری مصیبت کو ہٹادے بشرطیکہ چاہے۔ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ اور
اس حال مین وہ سب بھول جاؤگے جن کو شریک لاتے ہو ف کسی کو نہ پکاروگے تم کو خود یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی چاہیگا تو یہ عذاب دور ہوگا
پھر بھلا غیر کو حالت امن مین کیون شریک بناتے ہو اور اللہ تعالیٰ کی طرف ہر حال مین کیون التجا نہین کرتے ہو۔ اور اس آیت مین کھلا بیان
حق ہے اور آگے آنحضرت صلعم کو خطاب فرما کر سنت الٰہی کا بیان فرمایا۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا اِلٰى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ۔ من زائدہ ہے اور مفعول ارسلنا
محذوف ہے بسبب ظہور کے یعنی ارسلنا رسلاً۔ البتہ ہم نے بھیجے بہت رسول تجھ سے پہلے زمانہ مین اگلی اُمتون کی طرف ف پس نتیجہ یہ ہوا کہ
ان لوگون نے اپنے رسول کو جھٹلایا۔ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ پس ہم نے ان کو نہایت محتاجی و قحط مین گرفتار کیا۔ وَالضَّرَّآءِ
اور مرضون یا عام مضرت مین ف مانند جانین تلف ہونے و مال جانے اور وبا پھیلنے وغیرہ مین پکڑا اور یہ ان کو تنبیہ تھی۔ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ
کہ آب بھی گڑگڑاوین ف ایمان لاوین کیونکہ مجبوری کے وقت نفس کی سرکشی فرو ہوجاتی ہے ولیکن ان بدبختون کو اثر نہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ
فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا کیون وہ نہین گڑگڑاتے جبکہ اُن پر ہمارا باس یعنی چھوٹے عذاب مین پکڑا جانا پہونچا تھا ف یعنی
باوجود اس مقتضی موجود ہونے کے کیون ایسا نہ کیا اگر نیک بخت ہوتے تو ضرور تضرع کرتے۔ وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ ولیکن اُن کے دل تو
قاسی اور سخت ہوگئے ف اور ایمان کے لئے نرم نہ ہوئے۔ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔ اور شیطان نے ان گناہون کو
ان کی آنکھون مین مزین دکھلایا جو کیا کرتے تھے۔ ف پس انھین پر اڑے رہے اور نہ چھوڑا اور رسول کا کہنا نہ مانا۔ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ
ای فلما ترکوا ما وعظوا و خوفوا بہ من البأساء والضراء فلم یتعظوا یعنی پھر جب ترک کیا اور بے پروائی سے پیٹھ پیچھے ڈالدیا اسکو جس سے کہ نصیحت
و خوف دلائے گئے تھے یعنی باساء و ضراء کو پس اس سے نصیحت حاصل نہ کی۔ حاصل آنکہ جب یہ گرفت ان کو سودمند نہ ہوئی اور نہ مانے تو
عجیب پیچ سے عذاب مین ڈالے گئے وہ یون کہ۔ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ۔ اکثر قاریون کے نزدیک فتحنا از فتح ہے اور ابو عامرؒ کی
قراۃ مین تشدید فتّحنا سے از باب تفتیح ہے اور معنی مین بھی تخفیف و تکثیر کا فرق ہے کہ اول کے معنی ہم نے کشادہ کردیئے اور دوم قراۃ پر معنی
یہ کہ پھر ہم نے خوب فراخی کیساتھ کھول دیئے ان لوگون پر دروازے ہر چیز کے ف یعنی ہر طرح کی نعمت ہم نے اُن پر خوب فراخ کردی اور
یہ درحقیقت ان کے حق مین استدراج تھا کہ خوار کرنے کو ان کی رسّی ڈھیلی کردی۔ حَتّٰۤى اِذَا فَرِحُوْا بِمَاۤ اُوْتُوْۤا۔ یہان تک کہ جب اترائے اس
چیز پر جو دیئے گئے ف ہر چند کہ اللہ تعالیٰ نے درحقیقت یہ چیزین ان کو دین ولیکن وہ جہالت سے اپنے بد اعمال و بد اعتقاد و بت
وغیرہ شرک سے سمجھے۔ اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً تب اچانک ہم نے ان کو عذاب مین گرفتار کرلیا۔ فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ۔ پس ناگہان وہ ہر بھلائی
سے مایوس ہوگئے۔ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا پس کاٹ دی گئی دابر اے آخر اس قوم کے جس نے ظلم کیا ف یعنی
جڑ سے نیست کردیئے گئے اور رسول و مومنون کو نجات و فتح ملی۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ علیٰ نصر الرسل و ہلاک الکافرین۔ یعنی حمد
ہے اللہ تعالیٰ کے واسطے ف اس بات پر کہ رسولون کو فتح دی گئی اور کافر ہلاک کئے گئے اور یہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوا یعنی اسی
اکیلے معبود گار عزوجل نے ایسا کردیا۔ قال الوالبی عن ابن عباسؓ مبلس بمعنی نا اُمید یعنی ہر بھلائی سے مایوس۔ قال الحسن البصریؒ

Marfat.com

جس پر اللہ تعالیٰ نے رزق و اموال وغیرہ مین فراخی دی اور وہ اس بات سے ڈرتا نہ رہا کہ شاید یہ مکر قدیم ہو تو اسکی رائے کا کچھ اعتبار نہین اور جس پر
اللہ تعالیٰ نے تنگی ڈالی اور وہ یہ ن سمجھا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتحان ہے وہ مجھے دیکھتا ہے کہ یہ بندہ صبر اور ثابت قدمی کرتا ہے یا نہین
یہ نہین سمجھا تو اسکی رائے کا کچھ اعتبار نہین پھر یہ آیت پڑھی۔ فلما نسوا ما ذکروا بہ فتحنا علیہم الآیۃ۔ پھر حسن رح نے کہا کہ قسم ہے رب الکعبہ کی کہ
نہین ڈالی گئی یہ قوم کہ جو چاہتے تھے ان کو دیا گیا پھر پکڑ کر مٹا دیئے گئے۔ رواہ ابن ابی حاتم۔ قال المترجم اسمین حکمت عجیب ہے کہ سختی و مصیبت
مین خالق و معبود عزوجل کو نہ یاد کیا اور فراخی مین بھی یاد نہ کیا اور چونکہ مخلوق تھے تو آخرت کا عوض دنیا مین ان کو بھر دیا اور شہوات جن سے
دوزخ محفوف ہے انھون نے جلد طے کر لین پس استدراج و کفر مین اور شرک و بداعتقادی مین خوب قدم جما لیا پس معیاد مقدر پر جڑ سے
اُکھاڑ پھینکے گئے۔ فافہم۔ قال قتادہ رح اس قوم نے امر الٰہی سے تجاوز و سرکشی کی اور اللہ تعالیٰ نے جس قوم کو عذاب مین گرفتار کیا
اسکو اسکی مستی و غرور و اترانے مین پکڑا پس اے لوگون کبھی اللہ تعالیٰ پر مغرور مت ہو اور وہی لوگ حضرت باری تعالیٰ جل جلالہ کے خوف
و عظمت سے مغرور بے پروا ہوتے ہین جو فاسق و کافر ہین۔ رواہ ابن ابی حاتم۔ اسی واسطے اعتقاد مین قرار پایا کہ ایمان درمیان خوف و
اُمید کے ہے جو بیخوف ہوا وہ کافر اور جو نا اُمید ہوا وہ کافر اور یہ قطعی دو آیتون سے ثابت اور معروف ہے۔ قال الزہری رح قولہ فتحنا علیہم
ابواب کل شئ۔ کہا کہ دنیا کی چیزون مین سے ہر چیز جو چاہی وہ آسانی سے دیدی۔ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے نبی صلعم سے روایت کی کہ جب تو
دیکھے کہ اللہ تعالیٰ کسی بندے کو اسکے گناہون پر دنیا کی نعمتین جو وہ چاہتا ہے دیتا ہے تو یہ استدراج ہے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
یہ آیت پڑھی۔ فلما نسوا ما ذکروا بہ فتحنا علیہم ابواب کل شئ الآیۃ۔ رواہ احمد و ابن جریر و ابن ابی حاتم۔ اور عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ
سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم فرماتے تھے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کے حق مین عذاب کا ارادہ کرتا ہے تو ان کے واسطے بدکاریون
کا دروازہ کھول دیتا ہے مع شہوات کے یہان تک کہ جب دیئے ہوئے پر اترائے تو ناگاہ ان کو ماخوذ کر لیتا ہے پس اچانک وہ مایوس ہو جاتے
ہین۔ رواہ ابن ابی حاتم و الامام احمد وغیرہ۔ ف۔ عرائس مین کہا کہ قولہ تعالیٰ اغیر اللہ تدعون ان کنتم صادقین بل ایاہ تدعون۔ جاہل مخلوق
وقت نزول بلاء کے غیر کی طرف رجوع لاتے ہین اور یہ امتحان ہے پس عار دلایا کہ دعوی معرفت مین اگر سچے ہو تو غیر کی طرف کیون رجوع
کرتے ہو اور اس ارادہ و نیت پر مشرک ہوتے ہو حالانکہ تمام مخلوق اس کی عظمت و جلال مین فنا ہے پس پکارنا اسی کی طرف راجع ہوتا ہے
اگرچہ جہالت سے جاہل یہ سمجھے کہ اُسنے غیر کو پکارا اور اس سے معاونت پائی ہے۔ اور نیز اسمین توبیخ ہے کہ حالت عیش مین درگاہ خالق
سے رجوع کر کے مخلوق کی طرف رجوع لاتے ہین اور سختی و مصیبت مین او تعالیٰ کی طرف دعاؤن کے ہاتھ بڑھاتے ہین مگر عیش مین تو حلاوت
یاد الٰہی سے حظوظ نفس کی طرف دوڑے تھے اور مصیبت مین جو پھر آئے تو قرب و مشاہدہ کے واسطے نہین بلکہ ضرر دفع ہونے کے واسطے اور یہی
مکار علماء و صوفیہ کا حال ہے۔ بعض نے کہا کہ غیر کے اوپر بھروسا کرتے ہین حالانکہ او تعالیٰ نے مقام صادقین مین رکھا ہے۔ قال الجریری نیک بخت
بندے تو ابتدا سے اللہ تعالیٰ ہی کی طرف ہر حال مین رجوع رکھتے ہین اور عوام مصیبت کے وقت رجوع لاتے ہین۔ قال الجنید رح جو حق تعالیٰ
کو یاد کرے و پکارے تو اُسی سے اُسی کے واسطے پکارے بدون اسکے کہ اسمین اسکو کوئی مزہ ہو یا نفس کو اس پکار مین دخل ہو۔ قال المترجم
یہ قول کمال عرفان سے ہے اور توضیح اسکی سابق مین گذری ہے فتذکر۔ بعض نے کہا کہ غافل از خطاب کا مرجع پس اسی کی درگاہ ہے۔ قولہ فاخذناہم
بالبأساء الخ۔ یہ حال مفلس قوم کا ہے کہ حق تعالیٰ نے قہر کے کوڑے سے اپنی محبت سے تونگر ہونے کو پھیرا اور نہ محبت والا ایک دم غافل
نہین ہے۔ او تعالیٰ جس قوم کو حفظ مین لیتا ہے ان کو بلاء و محنت مین ڈالکر اپنی ہی طرف گڑگڑا آثار رکھتا ہے کہ غیر کی طرف مشغول نہ ہون اور

Marfat.com

جو مرید کہ ذکر کے مزے مین پڑتے ہین اُن کو مضرتون و بلاؤن سے اس مزے سے چھڑا کر پھر خالص تجرید و توحید سے بدون دخل نفس کے اپنی طرف لاتا ہے جبکہ ثابت قدم رہین ابن عطا رح نے کہا کہ سب راہین اُن کی روکی گئین کہ اس کی طرف رجوع لاوین قولہ فلما نسوا ما ذکروا بہ ۔ اس قوم سے بھی نصیحت نکال لینا چاہیے جو بزرگون کے نصائح سے غفلت کرتے ہین حتی کہ بہتون کو ظہور کرامات سے اپنے نفوس کی طرف میلان ہوتا ہے پس ان پر دروازے مفتوح ہوتے ہین اور مخلوق کے نزدیک انکی جگہ ہوتی ہے پس اگر اس طرف جھکے تو خوب سوخ پیدا کرتے ہین اور آخر مین فضیحت ہوتے اور مکار ظاہر ہوجاتے ہین اور آخر حسرت و ندامت پر مرتے ہین یعنی بعد اسکے درجہ کرامت نہین پاتے ہین کیونکہ اُنھون نے طریقہ ہدایت و توحید اسلام مین خیانت کی پھر نیک بندون سے جو انکی مضرت و ایذا ر اسلام سے دور ہوئے اور انکے عدم و وجود سے کوئی پرواہ نہ ہوئی تو او تعالیٰ نے نیک بندون کی طرف سے اور اپنی صمدیت کے اظہار مین الحمد للہ رب العالمین سے حمد و ثنا فرمائی ہے

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَاَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَّنْ

تو کہہ دیکھو تو اگر چھین لے اللہ تمھارے کان اور آنکھین اور مہر کر دے تمھارے دل پر کون

اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ ۝

وہ رب ہے اللہ کے سوائے جو تم کو یہ لا دیوے دیکھ ہم کیسے پھیرتے ہین باتین پھر وہ کنارہ کرتے ہین

قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً هَلْ يُهْلَكُ اِلَّا

تو کہہ دیکھو تو اگر آوے تم پر عذاب اللہ کا بیخبر یا روبرو کوئی ہلاک ہوگا مگر

الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۝

وہی لوگ جو گنہگار ہین اور ہم جو رسول بھیجتے ہین نہین مگر خوشی اور ڈر سنانے کو

فَمَنْ اٰمَنَ وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

پھر جو کوئی یقین لایا اور سنوار پکڑی تو نہ ڈر ہے اُن پر نہ وہ غم کھاوین

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝

اور جنھون نے جھٹلائی ہماری آیتین اُن کو ملیگا عذاب اُسپر کہ بے حکمی کرتے تھے ۔

قُلْ ۔ اہل مکہ سے کہدے ۔ اَرَءَيْتُمْ اخبرونی ۔ بھلا جانتے ہو تم مجھے بتاؤ ۔ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ اگر اللہ تعالیٰ تمھاری سنوائی لے لے ف یعنی بہرا کر دے یعنی جو قوت کان مین رکھی ہے اسکو گرفتہ کر دے یا خود کان ناپید کر دے وَاَبْصَارَكُمْ اور تمھاری بینائی لے لے وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ تمھارے دلون پر مہر کر دے ف کہ کچھ تمیز کسی چیز مین نہ رہے ۔ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ تو بھلا اللہ تعالیٰ کے سوائے وہ کون الٰہ ہے کہ تم کو یہ چیزین لا دے ف یعنی جو تم سے اللہ تعالیٰ نے چھین لین یعنی تمھارے زعم کے موافق وہ معبود کون ہے جو اسکو لاوے یعنی تم کو پھر دیدے اور یہ شکر یہ محسوسات کی نعمت کا مع تنبیہ ہے کہ بہتیرے تم مین سے بہرے اندھے پاگل ہین حالانکہ کسی بت سے نہ ہوا کہ وہ تندرست ہوجاتے اور یہ تقدیر خلقت آلہی عزوجل ہے پس اگر تم لوگ جو تندرست ہو تم پر یہ بلا طاری ہو تو بھلا کون ہے جو اسکو پھیر لادے پس معبود خالق عزوجل کا شکریہ ادا کرو اور اسی کی توحید کرو ۔ پھر آنحضرت صلعم کو خطاب فرما کر بہ ایمائے اُنکو تعجب و لایا او جن کی نظر مین وحدانیت نہایت روشن نظر آتی ہے اُس کو یقین دلایا کہ ہدایت اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے چنانچہ فرمایا ۔

اُنظُر کَیفَ نُصَرِّفُ الاٰیٰتِ ۔ یعنی دیکھ کہ کیونکر ہم بیان کرتے ہین آیات اپنی وحدانیت کی ف بعض [illegible]
طرح طرح سے اپنی وحدانیت کی دلیلین اُن کو دیتے ہین۔ ثُمَّ ھُم یَصدِفُونَ پھر وے ان دلالات سے اعراض [illegible]
ف۔ لہ ایمان نہین لاتے ہین قُل اَرَءَیتَکُم اے محمد ان مشرکون سے کہدے کہ بھلا مجھے بتا دو کہ اِن اَتٰکُم عَذَابُ اللّٰہِ بَغتَۃً
اَو جَھرَۃً ۔ لیلاً او نہاراً ۔ اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آجاوے دن مین یا رات مین تو بھلا اس عذاب مین کون تباہ ہوگا ف بغتۃ یعنی اچانک
سے مراد رات کو ۔ نے ہین اور جھرۃ سے مراد دن کو جاگتے ہین ۔ بقرینہ قولہ تعالیٰ بیاتاً او نہاراً ماذا یستعجل الآیۃ ۔ اور یہی حسن بصری رح نے کہا اور بیضاوی
مین ہی کہ بغتۃ یعنی اچانک بدون پہلے کچھ ایسے آثار ظاہر ہونیکے جو عذاب آنے پر دلالت کرین اور جھرۃ بعد ظہور مقدمات عذاب کے بالجملہ اگر
اس طرح تم پر عذاب آجاوے تو بتاؤ کون مرے ۔ ھَل یُھلَکُ اِلَّا القَومُ الظّٰلِمُونَ یعنی اگر اس طرح عذاب آوے تو بھلا کوئی ہلاک
ہوگا سوائے ان لوگون کے جو ظالم یعنی کافر و مشرک ہین ف کلام نہایت بلاغت کے اسلوب پر ہی کہ انھین سے اس امر کی خبر مانگی
یعنی سنقریر کیا کہ تم جانتے ہو کیونکہ نہایت اظہر و کھُلی بات ہی اور حدیث مین آیا کہ جو لوگ باوجود قدرت کے بھلی باتون کی نصیحت اور بُری
باتون سے منع نہ کرینگے تو اُمید رکھین کہ بدکارون کے ساتھ منع نہ کرنیوالون کو بھی عموماً اللہ تعالیٰ عذاب مین پکڑے تو اسمین منع نہ کرنے
والون کی بھی خطا و گناہ ہے لیکن دیگر احادیث مین ثابت ہی کہ بعض عذاب آنے پر نیک و بد سب ہلاک ہو جاتے ہین اور قیامت مین اپنی
اپنی نیت پر اُٹھائے جاوینگے تو مراد اُس سے یہ ہی کہ وہ وقت اُن نیکوکارون کے حق مین باعث فتنہ و مصیبت تھا پس اُنکا ہلاک ہونا
اُن کے حق مین رحمت ہی اور بدکارون پر عذاب ہی اور یہ بعض روایات مین خود مصرح ہی اور آیندہ انشاء اللہ تعالیٰ بیان ہوگا پس اگر
ظالمون سے ہر وہ شخص مراد ہو جس نے خلاف حکم الٰہی ایسا کام کیا جس پر عذاب آیا تو ہلاک سے مراد عذاب کے طور کی ہلاکت ہی یعنی عذاب کی
موت وہی مرینگے جو ظالم ہین پھر آنحضرت صلعم کی تسلی اور کافرون کا زعم توڑنے والا کلام فرمایا ۔ وَمَا نُرسِلُ المُرسَلِینَ اِلَّا مُبَشِّرِینَ
وَمُنذِرِینَ ۔ اور ہم تو بھیجتے نہین رسولون کو مگر خوشی سنانے و ڈر سنانے والے ف یعنی ایمان لانیوالے کو جنت و رضائے الٰہی کی
خوشخبری سنانے والے جسکو اہل ایمان بعد نور حاصل ہونے کے خوب سمجھ جاتے ہین اور کفر کرنے والون کو دوزخ سے انذار کرنے والے
کہ آخر بعد موت کے بلکہ موت کی حالت مین کافر خوب جان لیتے ہین اگرچہ اسوقت کچھ فائدہ نہ ہو ۔ پس نیک بخت وہی ہین جو اس بشارت
و ڈراوے پر سمجھ جاوین غرضکہ رسول کا کام تو یہی ہی کہ خوشخبری دیدے مطیع کو اور خوف سناوے کافر کو ۔ فَمَن اٰمَنَ پھر جو ایمان لے آیا
وَاَصلَحَ اور صلاح کی ف اور اپنے ظاہر و باطن افعال و اخلاق کی اصلاح کی موافق شریعت پاکیزہ کے جو کمال عدل و حکمت ہی ۔ فَلَا خَوفٌ عَلَیھِم
وَلَا ھُم یَحزَنُونَ ۔ تو پھر اُن کو نہ کوئی خوف ہی اور نہ کچھ غم ہی ف بعد موت کے دائمی راحت ہی ۔ وَالَّذِینَ کَذَّبُوا بِاٰیٰتِنَا اور جنھون نے ہماری
آیات کو جھٹلایا ف اور یہ نہایت ہی بھاری جرم ہے پس ۔ یَمَسُّھُمُ العَذَابُ بِمَا کَانُوا یَفسُقُونَ ۔ اُن کو عذاب جا لگیگا بسبب
ان کے فسق اور حد سے بڑھ چلنے کے ۔ قال ابن زید یعنی بسبب جھٹلانے و کفر کرنے کے ۔ بالجملہ رسول اسواسطے نہین ہوتے ہین کہ حق
بات ظاہر ہونے پر وہ بات تو نہ مانو اور اُن سے جہالت سے آیتین مانگو بلکہ خود تم پر ازلی عہد پر حضرت خالق عز و جل کی بندگی فرض ہی
لیکن بھول گئے تو حضرت پروردگار تعالیٰ کا احسان ہی کہ رسول بھیجدئے اور آداب بندگی و عبادت کے طریقہ سب سکھلا دئے یہ احسان بہت
بڑا ہے عجب ہی کہ کھلی نصیحتین و تنبیہ ہو اور پھر منہ موڑے جاتے ہو ۔ اللہ تعالیٰ عز و جل پاک بے پرواہ ہی مانو ورنہ اپنے آپ کو خوار کرو ف
فی العرائس شیخ ترمذی یعنی حکیم نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے تمہارے سمع کو فہم خطاب سے گرفتہ کر لیا اور بینائیون کو صنائع قدرت سے [illegible]

حاصل کرنے سے گرفتہ کیا اور دلون سے معرفت نیست کردی تو بھلا کوئی شخص ہی کہ ان ابواب مین سے کوئی دروازہ کھولدے سوائے اسی پاک پروردگار ذوالجلال والاکرام کے۔ کلا ہرگز کوئی نہین ہی بلکہ وہی پاک تعالیٰ افضل سے ابتدا مین نعمت دیتا ہی اور وہی انتہا مین فضل سے اسکو تمام کردیتا ہے۔ قولہ فمن آمن واصلح الآیۃ۔ جسنے اتباع رسول اللہ صلعم سے یقین وطاعت کیساتھ ہر دم اپنے قلب کو درگاہ الٰہی مین پاکیزہ از خطرات نفسانی وغیرہ رکھکر حاضر رکھا اور اسی کی طرف سے قبول وہدایت پر نظر رکھی اور اس کی یاد و تعریف سے دل کو آباد کیا اور نفس وشیطان کے ہواجس وخطرات سے برباد نہ کیا تو اسکو مرتبہ احسان کا فضل الٰہی حاصل ہونے کے بعد پھر محجوب ومنقطع ہونے کا ڈر و غم بعد نعمت عزیز یعنی موت کے کچھ نہین ہوگا۔ اور بعض مشائخ نے اسی کو مختصر خلاصہ کرکے بیان کیا کہ جس نے ظاہر کو امور شرع کی پابندی سے صلاحیت پر رکھا اور باطن کو سنن نبوی صلعم اور باطنی سے احکام سے خالص کیا اُن کو کچھ خوف وملال نہین ہوگا نہ خوف انقطاع بعد موت کے اور نہ ملال حجاب۔ فافہم۔ قال المترجم پھر اللہ تعالیٰ نے کافرون کے مکابرات وبیہودہ خواہشون کا دروازہ بند کردیا کہ اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ یون کہدے۔

قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ

تو کہہ مین نہین کہتا تم سے کہ مجھ پاس ہین خزانے اللہ کے نہ مین جانون غیب کی بات اور نہ مین کہون تم سے کہ مین

ع ۵ مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۚ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۚ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ۟

۱۱ فرشتہ ہون اُسی پر چلتا ہون جو مجھکو حکم آتا ہے تو کہہ کب برابر ہوسکے اندھا اور دیکھتا کیا تم دھیان نہین کرتے

وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ

اور خبردار کردے اس قرآن سے جن کو ڈر ہے کہ جمع ہونگے اپنے رب کے پاس اُن کا کوئی نہین اس کے سوائے

وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۟ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ

حمایتی نہ سفارش والا شاید وہ بچتے رہین اور نہ ہانک اُن کو جو پکارتے ہین اپنے رب کو

بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ۭ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ

صبح اور شام چاہتے ہین اس کا منہ تجھ پر نہین اُن کے حساب مین سے کچھ

وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۟

اور نہ تیرے حساب مین سے اُن پر ہے کچھ کہ تو اُن کو ہانک دے پھر ہووے بے انصافون مین سے

وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْٓا اَهٰٓؤُلَاۗءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ

اور اسی طرح ہم نے آزمایا ہے ایک کو ایک سے کہ کہین کیا یہی لوگ ہین جن پر اللہ نے فضل کیا ہم سب

بَيْنِنَا ۭ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ۟ وَاِذَا جَاۗءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ

مین کیا اللہ کو معلوم نہین ہے حق ماننے والے اور جب آوین تیرے پاس ہماری

بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰي نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ مَنْ

آیتون ماننے والے تو کہہ سلام ہے تم پر لکھی ہے تمہارے رب نے اپنے اوپر مہرکرنی کہ جو کوئی

عَمِلَ مِنۡكُمۡ سُوۡٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنۡۢ بَعۡدِهٖ وَاَصۡلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ

آرے تم مین برائی نادانی سے پھراس کے بعد توبہ کی اور سنوار پکڑی تو یون ہی کہ وہ ہی بخشنے والا مہربان

وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الۡاٰيٰتِ وَلِتَسۡتَبِيۡنَ سَبِيۡلُ الۡمُجۡرِمِيۡنَ۠ ؁ ع ۱۴

اور اسی طرح ہم بیان کرتے ہین آیتین اور کھل جاوے راہ گنہگارون کی

ماوردی رح وغیرہ نے ذکر کیا کہ جب مشرکین قریش نے ہٹ کرنی شروع کی سرکشی سے کہ ایسی آیتین مانگین جو خواہ مخواہ ان کو ایمان لانے پر مجبور کرین حتی کہ اسکے بعد ایمان بالغیب کے معنی بھی گویا باقی نہ رہین تو اللہ عزوجل نے رسول اللہ صلعم کو حکم دیا کہ صاف صاف یہی بات ان سے کہدے کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کے خزائن نہیں کہ جو کچھ مین چاہون اسکو لے آؤن چنانچہ فرمایا۔ قُلۡ لَّاۤ اَقُوۡلُ لَكُمۡ عِنۡدِيۡ خَزَآئِنُ اللّٰهِ۔ مین تم سے یہ نہین کہتا ہون کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کے خزانے ہین ف۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے وہ خزائن جن سے رزق دیتا ہی۔ خزائن جمع خزانہ بکسر اول وہ جگہ جسمین کوئی چیز محفوظ ہو کہ غیر کا ہاتھ نہ پہونچے اور یہان استعارہ ہی خزائن قدرت سے جسمین ہر چیز موجود ہے یعنی آنکہ مقدور تحت قدرت ہی اور مفسر رح نے جو خزائن رزق مراد لئے تو مجھے اسکی وجہ ظاہر نہین ہوئی اور جو مین نے ذکر کیا وہ اظہر ہے واللہ اعلم۔ بالجملہ فرمایا کہ مشرکین سے کہدے کہ میرے پاس خزائن آلٰہی نہین۔ وَلَاۤ اَعۡلَمُ الۡغَيۡبَ۔ اور نہ مین غیب جانتا ہون ف۔ اے ماغاب عنی ولم یوح الی یعنی غیب مصدر سے مراد آنکہ جو مجھ سے غائب ہی اور مجھ پر وحی سے ظاہر نہین کیا گیا اور اجماع ہی کہ عالم الغیب والشہادۃ علی الاطلاق سوائے حق تعالیٰ جل جلالہ کے کوئی نہین اور جبکہ آنحضرت صلعم سے تصریح آئی تو پھر اور کون ہی کہ عالم الغیب ہوگا اور بہت حدیثون سے یہ مضمون ثابت ہی اور حدیث صحیحین وغیرہ سوال جبرئیل ع بصورت آدمی از اسلام و ایمان و احسان وغیرہ مین مصرح ہی کہ قیامت کے آنیکے وقت کو جاننے سے آپنے انکار کیا اور عوام مین جو مشہور ہو رہا ہے کہ تیرہ صدی یا چودہ صدی مین ہوگی تو یہ غلط اور محض بہتان ہی اور کہین شرع مین کسی حدیث و آیت مین اسکا ذکر ہی نہین ہی لہذا مسلمان اس سے پرہیز کرین اور یہی یقین کرین کہ اللہ تعالیٰ دانا تر ہے کہ کب آویگی ہان اسکے علامات بہت حدیثون مین آئے ہین چنانچہ اس زمانہ مین ان علامات مین سے بہت سے ظاہر ہو چکے حتی کہ گمان کیا جاتا ہی کہ صرف ایک چوتھائی علامات یا اس سے کم ظاہر ہونے کو باقی ہین اور آثار ایسے موجود ہین کہ جن سے گمان ہوتا ہی کہ وہ بھی جلد ظاہر ہو جاوین در تحقیقی علم فقط اللہ عزوجل کو ہی اور سوائے اسکے اور کوئی علی الاطلاق عالم الغیب نہین ہے اور اللہ تعالیٰ کو جو عالم الغیب کہتے ہین حالانکہ کوئی چیز بھی اللہ تعالیٰ سے غائب نہین تاکہ وہ اسکا عالم کہلاوے تو معنی اسکے یہ ہین کہ مخلوقات سے جو چیزین غائب ہین ان سب کو وہی جانتا ہی اور تفصیل یہ ہی کہ علم مخلوقات کا باہم مختلف ہی کوئی زیادہ جانتا ہی کوئی کم جانتا ہے حتی کہ جبرئیل کو جنت و دوزخ کا آنکھون دیکھا ہوا علم ہے حالانکہ ہم اسپر ایمان بالغیب رکھتے ہین اور آنحضرت صلعم نے بھی دوزخ و بہشت اور جبرئیل سے بھی زیادہ دیکھ لیا تو دوزخ و بہشت وغیرہ جن کو آپنے دیکھ لیا اسپر آپکا ایمان بالغیب نہین رہا بلکہ مشاہدہ ہو چکا لہذا اگر کسی ولی کو مشاہدہ سے کسی ایسی بات کا علم محض فضل آلٰہی سے حاصل ہوا جو ہم کو نہین حاصل ہی تو وہ اس سے غیب دان نہین ہو گیا جیسے عوام کا حال ہی کہ اگر کسی ولی نے کرامت سے کوئی ایسی بات بتلادی جو عوام کی نظر سے مخفی ہی تو اسکو غیب دان کہنے لگے حالانکہ ولی مذکور اسی قدر جان سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ اسکو اپنے کرم سے کشف فرماوے اسی واسطے حضرت یعقوب علیہ السلام پیغمبر بزرگ کو یہ معلوم نہین ہوا کہ یوسف علیہ السلام اسی شہر کنعان کے باہر ایک کنوین مین پڑے ہین کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ علم نہ دیا اور کشف نہ فرمایا اور پھر جب مدت دراز کے بعد وہ مصر کے حاکم ہوئے اور منظور ہوا کہ اب یعقوب علیہ

کو دیدار نصیب ہوا اور یوسف علیہ السلام نے اپنا لباس دیا کہ اس کو باپ کی آنکھون پر جا کر ڈالو اُن کی آنکھین روشن ہو جاوینگی تو سیکڑون کوس کے
فاصلہ سے اس پیراہن کی خوشبو ناک مین پہونچ گئی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نسیم رحمت سے خبردار کر دیا اسمین سعدی علیہ الرحمہ نے خوب فرمایا
؎ کسے پرسیدزان گم کردہ فرزند ؛ کہ اے روشن گہر پیر خردمند ؛ ز مصرش بوئے پیراہن شنیدی ؛ چرا در چاہ کنعانش ندیدی ؛ بگفت
احوال ما برق جہان ست ؛ دمی پیدا و دیگر دم نہان ست ؛ مترجم کو یہ گفتگو تو برادران اسلام کے سمجھانے کو لانی پڑی کہ لوگون
نے افراط و تفریط کرنی شروع کر دی ہے اور بدتر جہالت یہ ہے کہ بعضے جوگی اور گوشائین اور رندے فقیرون سے جن کو نماز روزہ کیسا ایمان
سے بھی نصیب نہین ہے اُن سے کوئی ایسی بات سنی یا دیکھی جو ان کو عجیب معلوم ہوئی اور کوئی غائب بات کی خبر دیدی تو اسی کو کامل اور
غیب دان جاننے لگے اور یہ نہایت بُری بات ہے کہ اس سے اپنا ایمان کھویا اور شرک کیا اور جو غضب الٰہی اس رندے جوگی مین ہے
وہی اُس کے دل پر بھی پیدا ہوگا بسبب اسکے کہ یہ اسکا معتقد ہے اور یہ یاد رہے کہ ہرگز کچھ بھی نفع نہ ہوگا سوائے اسکے کہ ایمان برباد ہو
اور خاتمہ بخیر نہو لیکن اتنی بات مترجم کو بیان کرنی ضرور ہے کہ اصل مین یہ کیا بات ہے جس سے یہ جاہل لوگ معتقد ہو کر اپنے کو خراب کرتے ہین تو واضح
رہے کہ شیطان کا حال حدیث صحیح سے یون ثابت ہوا کہ وہ ملائکہ کے آپس کی باتون سے بعضی بات چوری سے سن بھاگتا ہے اور وہ
بات درحقیقت سچی ہوتی ہے پس وہ جوگی یا گوشائین یا رندے فقیر یا رمال وغیرہ کو وہ بات القا کرتا ہے اور یہ لوگ اپنے معتقد کو تبلا دیتے
ہین کہ ایسا ہوگا پھر جہان وہ بات سچ واقع ہوئی اور عوام جاہل پس اسکو غیب دان اور کامل سمجھنے لگے اور بعضی بات سچی تو وہی ہوتی ہے
جو سُن بھاگا اور سیکڑا بھر باتین جھوٹی اٹکل کی ہوتی ہین اسمین کوئی سچی پڑ جاتی ہے اور کوئی جھوٹی - پھر واضح ہو کہ اسرار بزرگان صوفیہ
سے یہان ایک بھید بضرورت ظاہر کرنا چاہیئے وہ یہ ہے کہ مجاہدہ و ریاضت سے جسم کو جو لوگ صاف کرتے ہین خواہ وہ حق طور پر یعنی
شرع شریف کے طور پر ہو یا باطل طور پر مانند جوگ وغیرہ ہو بہرحال جب جسم کثیف اس ریاضت سے ہلکا و لطیف ہو جاتا ہے تو روح حیوانی
جو اس جسم کے متعلق ہے وہ کھل جاتی ہے اور بسا اوقات اسکی روشنی سے بہت دور دور ملکون کی کیفیت صاف صاف نظر آتی ہے اور یہ
کچھ ایمان و کرامت و کمال نہین ہے بلکہ ایک عمل ہے حتیٰ کہ انگریزون مین مسمریزم کا عمل مشہور ہے پس اسی عمل سے یہ لوگ دور کی باتین اور
لوگون کی نظر سے پوشیدہ باتین بتا دیتے ہین لیکن عوام کو اللہ تعالیٰ ہدایت فرما دے کہ یہ جانورون کی طرح اسکو کمال و کرامت مانکر
معتقد ہو جاتے ہین حالانکہ یہ فقط استدراج ہے جسکو ایمان و بزرگی اور کمال سے کچھ بھی نصیب نہین ہے بلکہ بزرگان دین اسکو بہت بُرا جانتے
ہین کیونکہ یہ جسم کے متعلق ہے اور روح قدسی کے مخالف ہے اور جلد اس منزل سے جو نہایت ادنیٰ منزل مقام لاہوت کی منزلون مین سے ہے گذر جاتے
ہین تا کہ ناسوت کی طرف توجہ ہو جاوے اور سوائے حق تعالیٰ کے دنیاوی خیال مین نہ پڑ جاوین اور یہ بات شیخ ثناء اللہ قدس سرہٗ پانی پتی
نے رسالہ تصوف مین اور دیگر بزرگون نے مصرح بیان کر دی ہے اور امام غزالی علیہ الرحمہ نے ہوا مین اُڑنا و پانی پر چلنا وغیرہ بہت سی حکایات ان
گمراہ استدراج والون کی نقل کر دی ہین تا کہ عوام جاہل متنبہ ہو کر اپنا ایمان برباد نہ کرین اور اللہ تعالیٰ توفیق دینے والا ہے اور اُسی کی
ہدایت کے بغیر کچھ ہدایت نہین اور اسکی توحید نہ ہو تو کچھ ایمان نہین ہے - اب تفسیر کی طرف رجوع کرنا چاہیئے پس مفسر رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ
جزائے خیر دے کہ قولہ تعالیٰ لا اعلم الغیب - کی اچھی تفسیر بیان کی کہ مراد یہ کہ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ عزوجل نے اپنے بندہ رسول محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کو حکم دیا کہ سچی بات صاف کہہ دے کہ مین غیب کو نہین جانتا یعنی جہانتک مجھے مشاہدہ ہے وہ تو معلوم ہے پھر جو مجھ سے غائب ہے اگر
وحی الٰہی سے بتلایا گیا تو مین جانتا ہون اگرچہ آسمانون و زمین کا انکشاف ہو اور اگر وہ وحی سے مجھے تبلایا نہین گیا تو وہ مین نہین جانتا ہون

اور سنن دارمی و مسند احمد و سنن ترمذی وغیرہ کی اس حدیث میں جس میں آنحضرت صلعم نے حضرت حق سبحانہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا ہے اور بہ
کہ فعلمت ما فی السموات و ما فی الارض یعنی پھر جو کچھ آسمانوں و زمین میں ہے سب مجھے انکشاف ہو کر معلوم ہو گیا اور پڑھی آنحضرت صلعم نے
آیت و کذالک نری ابراہیم ملکوت السموات الآیۃ۔ اور ابن الجوزی نے اس حدیث کے طرق کو علل میں نقل کیا اور بعد کلام طویل کے
احمد رح سے روایت نقل کر کے کہا کہ اسکی اسناد حسن ہے اور ترمذی نے بھی اس حدیث کی تحسین کی اور بعض نسخ میں حسن صحیح لکھا ہے
اور پوری حدیث مع بیان معنی کے اوپر مکرر گذر چکی ہے اور بعد اس توضیح کے اہل افراط و تفریط و جہالت و گمراہی اپنی حرکتوں سے باز رہیں
اور راہ راست سے تجاوز نہ کریں واللہ الموفق۔ حاصل تفسیر یہ کہ کہدے اے محمد مشرکوں سے کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس خزائن
الٰہی ہیں تاکہ جو کچھ تم مانگو وہ میں تمھیں دیدوں حالانکہ جو کوئی دنیا کے لئے ایمان لایا وہ خودغرض ہے اور میں یہ نہیں کہتا کہ جو کچھ میرے علم سے پوشیدہ
سے غائب ہے اور مجھے وحی بھی اس کی بابت نہیں کی گئی اس کو میں جانتا ہوں وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ۔ اور یہ بھی میں تم سے نہیں کہتا کہ میں فرشتوں
میں سے کوئی فرشتہ ہوں ف جیسے تم کہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ اگر رسول بھیجے تو فرشتہ بھیجے یا فرشتہ کی طرح میں مجبور مطیع ہوں اور عالم کی خدمت
پر مامور ہوں کہ آسمانوں کو چڑھتا اترتا ہوں۔ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ۔ تم کو میں نہیں آگاہ کرتا مگر اسی بات سے جو بذریعۂ وحی کے مجھ پر
نازل کی گئی ف یعنی میں تو فقط تم کو وحی سے آگاہ کرنے والا ہوں کذا فی المدارک۔ بالجملہ اگر ان امور مذکورہ کے متعلق باتیں میں کرون
مثلاً کوہ صفا کو سونے کا نہ کرون یا مکہ کو چوڑا نہ کر دوں یا اسمیں نہریں و چشمے نہ جاری کروں یا آسمان کو نہ چڑھ جاؤں اور کتاب لکھی لکھائی
نہ لاؤں جیسا کہ تم مانگتے ہو تو اس سے تم میرے رسول ہونے کی سچائی میں کیوں فرق سمجھتے ہو کیونکہ ان باتوں کو عدم صحت رسالت
سے کیا تعلق ہے اسلئے کہ رسالت تو اسی قدر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک برگزیدہ خالص بندے کو مکرم کر کے اسپر وحی بھیجی اور اس کو اس
استعداد سے سرفراز کیا اس نے وحی لیکر بندوں کو پہونچا دی اور اسی کے موافق عمل کیا۔ واضح ہو کہ یہاں سے جو بعض لوگوں نے یہ
نکالا کہ انبیاء علیہم السلام سے فرشتہ افضل ہیں تو یہ محض بے بنیاد بات ہے اس آیت سے یہ کچھ بھی نہیں نکلتا ہے بلکہ آنحضرت صلعم کو یہ حکم دیا کہ کہدے
کہ میں فرشتہ نہیں ہوں اس سے یہ مطلب نہیں کہ میں ایسا بزرگ نہیں ہوں جیسے فرشتہ ہوتا ہے بلکہ مطلب تو صرف اسقدر ہے کہ اے مشرکو تم جو مجھ سے
آسمان پر چڑھ جانے وغیرہ کے مانند کام کرنے کو کہتے ہو جن کاموں کے کرنے کی استعداد فرشتوں میں رکھی گئی ہے تو میں فرشتہ نہیں جو ایسے
کام کروں پس اسمیں ملائکہ کے افضل ہونے کی کچھ بھی دلیل نہیں ہے ورنہ لازم آوے کہ جن جو طرح طرح کی صورت بنجاتے ہیں اور پھر ہوا کے مانند
نظر نہیں آتے یہ تو آدمی سے افضل ہو جاویں جو ایسا نہیں کر سکتا ہے فافہم۔ اور مترجم نے پارہ اول میں فی الجملہ بیان کر دیا ہے اور زیادہ اسکی
حاجت نہیں کہ یہ تمام بحث بیان کرے کہ در واقع انبیاء افضل ہیں ملائکہ سے کیونکہ دین میں اسکا کوئی فائدہ متعلق نہیں ہے پس اس بحث میں
پڑنا بیفائدہ ہے۔ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى اندھا یعنی کافر جو دل کا اندھا ہے۔ وَالْبَصِيْرُ یعنی مومن۔ اور یہ استفہام انکاری ہے
یعنی کہدے کہ بھلا کہیں اندھا اور بینا برابر ہوتے ہیں دونوں یکسان نہیں۔ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ کیا تم اسمیں فکر و غور نہیں کرتے تاکہ سمجھکر تم بھی مومن
ہو جاؤ۔ پھر آنحضرت صلعم کو حکم دیا کہ وَاَنْذِرْ بِهٖ ڈر سناوے اس قرآن سے۔ ف اور انذار ایسے آگاہ کرنے کو کہتے ہیں جسکے ساتھ ڈرانا بھی
ہووے۔ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ۔ ان لوگوں کو جو خوف کرتے ہیں کہ محشور کئے جاویں اپنے پروردگار کی طرف
ایسے حال میں کہ لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ نہیں ہے ان کے لئے سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ۔ کوئی ولی جو ان کی
یاری کرے اور نہ سفارشی کہ ان کی شفاعت کرے لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ۔ تاکہ تقویٰ کریں ف یعنی اس ڈر سنانے سے ان کے

Marfat.com

حق مین امید کرکہ وہ اللہ تعالیٰ سے تقویٰ کرلین یا بین طور کہ جس حال معاصی مین ہین ان گناہون سے الگ ہوجاوین اور فرمانبرداری کرنے لگین
مفسر نے لکھا کہ الذین مذکور سے مراد ایسے مومن ہین جو گنہگار ہون حاصل آنکہ ابتدائی حالت مین بسبب اسکے کہ خیالات و افعال ما شئہ
جاہلیت سے نفوس کو مشق ہوگئی تھی تو دل مین ایمان آجانیکے باوجود نفس اپنی جاہلیت کی باتون کی طرف کبھی کبھی پھسل جاتا مثلاً غریب
و مفلس مسلمانون سے پرہیز کرنا اور اُن کو حقیر جاننا وغیرہ امور جو خلاف تقویٰ ہین پس ان کو انذار کرنے کا حکم دیا کہ ان باتون سے
تقویٰ کرین اور اس صورت مین یخافون کے معنی یہ ہین کہ حشر کا یقین کرکے خوفناک ہین پس انذار کا حکم آنحضرت صلعم کو اگرچہ عموماً ہے
لیکن ان لوگون کی تخصیص فقط اسی وجہ سے کہ انذار ان کو نافع ہی بخلاف ان لوگون کے جو حشر کے منکر و کافر ہین کہ اُن کو واقعات حشر
سے کچھ خوف نہ ہوگا اور بعض نے کہا کہ علی ہذا انذار مین بعضے وہ مشرک بھی داخل ہون گے جو حشر و قیامت پر ایمان رکھتے ہین اگرچہ
اسلام و توحید پر کامل ایمان نہین لائے ہین اور ظاہر یہ ہی کہ یہ اعلام عام ہے یعنی آپکا انذار ان لوگون کے واسطے نافع ہی جو ازلی فہم سے
سرفراز ہوئے ہین کہ وہ سمجھ جاوینگے جیسے کہتے ہین کہ تم ان کو یہ نصیحت کرو جو نیکبخت اپنا انجام دیکھنے والے ہین۔ قال فی المدارک جب غیر
متقین کو انذار کرنے کا حکم دیا گیا تاکہ وہ متقی ہوجاوین تو پھر متقیون کے نزدیک کرنے کا حکم دیا گیا اور منع فرمایا کہ ان کو طرد یعنی نزدیکی
سے دور نہ کیا جاوے بقولہ۔ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ۔ دعا معنی مطلق عبادت اور بعض نے کہا کہ جماعت کی نماز
پر محافظت۔ قال ابن عباس و مجاہد و حسن و قتادہ نماز فریضہ۔ اور نیز مجاہد رح سے ہے کہ مراد نماز صبح اور عصر ہے شاید بقرینہ قولہ
بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ۔ کیونکہ غداۃ طلوع فجر سے ہی اور عشی تیسرے پہر سے۔ سفیان رح سے مروی ہے کہ الذین سے مراد اہل فقہ یعنی
ایمانی سمجھدار ہین اور اقرب آنکہ دوام ذکر و یاد الٰہی کو شامل ہی باوجود اُن کے ضعف و محتاجی کے محض لتقاربوا خلاص سے حاصل معنی یہ کہ
مت ہانکیو ان بندون کو جو اپنے رب عزوجل کی یاد کرتے ہین صبح و شام۔ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ اُسی کے وجہ پاک کو چاہتے ہین ف
یعنی اس عبادت و دعا سے مراد ان کی خالص وجہ اللہ تعالیٰ ہے یعنی خالص اُسی کے واسطے بندگی بجا لاتے ہین اور تمام مراد اُن کی رضاء الٰہی
ہے اور دنیا اور اسکے متاع کی پرواہ نہین رکھتے ہین۔ اور حاصل آنکہ جو لوگ ان صفات سے موصوف ہین ان کو اپنے پاس سے دور
مت کر بلکہ اپنا خالص ساتھی و ہمنشین بنالے بمانند قولہ واصبر نفسک مع الذین یدعون ربہم بالغداوۃ والعشی یریدون وجہہ ولا تعد عیناک
عنہم ترید زینۃ الحیوۃ الدنیا ولا تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا واتبع ہواہ وکان امرہ فرطا۔ یعنی روک رکھ اپنے نفس کو ان بندون کیساتھ
ہین جو پکارتے ہین اپنے پروردگار کو اول وقت و آخر وقت چاہتے ہین اُسی کی پاک ذات کو اور مت تجاوز کرنے دے اپنی آنکھون کو
ان بندون سے درحالیکہ تو زینت دنیا کا ارادہ رکھے اور مت پیروی کر ایسے آدمی کی جسکا قلب ہم نے اپنی یاد سے غافل کردیا اور وہ اپنی
خواہش نفسانی کے پیچھے لگا ہے اور اسکا کام تفریط ہے۔ قال المفسر رح۔ یہ لوگ مسلمانون مین سے محتاج فقیر تھے اور مشرکون نے اُن کے
حق مین طعن کیا اور حضرت صلعم سے چاہا تھا کہ اُن کو اپنی مجلس سے دور رکھین تاکہ وہ مشرکین آپکے ساتھ بیٹھین اور حضرت صلعم نے ان مشرکون
کے مسلمان ہوجانیکی طمع سے چاہا تھا کہ مشرکون کے آنیکے وقت مین ان کو ہٹا دیا کرین تو اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا مترجم کہتا ہی
کہ آدمی کو ظاہری تدبیر اجمال کے ساتھ بدون تعب و تکلف کے انجام کر دینا لازم ہی لہذا حضرت صلعم نے چاہا کہ مشرکین اگر اسی پر اڑے ہین
تو ایسا کردیا جاوے لیکن حضرت حق جل جلالہ نے ان محتاج غریبون کو جو مخلص اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑے مرتبہ کے لوگ تھے ان خبیث
مشرکون کی خاطر کیواسطے یہ آزار ناپسند فرمایا اور منع کردیا کہ ان کو مت طرد کر۔ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ۔ تجھ پر اُن کے حساب مین سے

Marfat.com

کچھ بھی نہین ہے ف اگر یہ فرض کیا جاوے کہ ظاہر خوبی کے ساتھ ان کے باطن مین پسندیدگی نہین ہے۔ وَمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّن
شَيْءٍ۔ تیرے حساب مین سے بھی اُن پر کچھ نہین ہے فَتَطْرُدَهُمْ کہ تو اُن کو مطرود کر سکے فَتَكُونَ مِنَ الظّٰلِمِينَ۔ سو تو ظالمین سے ہو جاوے
ف۔ اگر ایسا کرے وفی تفسیر الحافظ۔ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ قریش کی ایک جماعت آنحضرت صلعم کی طرف گذری اور آپ کے پاس صہیب
بلال و عمار و خباب وغیرہ رضی اللہ عنہم محتاج و کمزور مسلمان بیٹھے تھے تو جماعت مذکور نے ان مین طعن کیا اور کہا کہ اے محمد تم اپنی قوم مین سے
ان لوگون سے راضی ہوئے کیا یہی وہ لوگ ہین کہ جن پر اللہ تعالیٰ نے احسان کیا ہمارے بیچ مین سے اور ہم انھین کے پیچھے ہو جائین
تم ان کو دور کرو تو شاید ہم تمھاری پیروی کرین پس آنحضرت صلعم پر قرآن نازل ہوا۔ وانذر بہ الذین یخافون ان یحشروا الی ربہم تا قولہ بالشاکرین
رواہ ابن جریر واحمد اور روایت احمد مین اختصار ہے اور روایت ابن جریر مین نزول آیت۔ ولا تطرد الذین یدعون الآیۃ۔ مذکور ہے اور ابن
ابی حاتم کی روایت خبابؓ مین اقرع بن حابس تمیمی و عیینہ بن حصن فزاری کا بعد دونون کے مسلمان ہونیکے انھین صہیب و بلال وغیرہ رضی اللہ
عنہم کے طرد کی درخواست کرنا مذکور ہے اور شیخ حافظ نے اسکی تضعیف کی کہ سورۂ مکیہ ہے اور یہ دونون ہجرت کے ایک مدت بعد مسلمان ہوئے
پھر شیخ نے کہا کہ سفیان ثوریؒ نے بواسطہ مقدام بن شریح عن ابیہ روایت کی کہ سعدؓ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ آیت چھ اصحاب رسول اللہ
صلعم کے حق مین نازل ہوئے جنمین ابن مسعودؓ بھی ہین کہا کہ ہم لوگ آنحضرت صلعم کی خدمت مین سبقت کرتے اور آپ سے قریب ہو کر آپ کا
ارشاد پاک سنتے تھے پس قریش والون نے کہا کہ تم ان لوگون کو نزدیکی دیتے ہو نہ ہم کو پس نازل ہوا ولا تطرد الذین یدعون ربہم الآیۃ۔ رواہ
الحاکم وقال صحیح علی شرط الشیخین و رواہ ابن حبان فی صحیحہ معلوم ہوتا ہے کہ مشرکون نے یہ بات چاہی تھی مگر اللہ تعالیٰ عزوجل نے آنحضرت صلعم
کو انذار کرنے کا حکم دیا کہ ان مشرکون مغرورون کو انذار فرمادین اور ان پاک غریبون کی تعریف اس بلاغت سے ارشاد فرمائی کہ مشرک خود نادم
ہون اور حضرت صلعم کو معذور سمجھین فافہم واللہ اعلم۔ پھر واضح رہے کہ حدیث عائشہؓ مین صحیح ہوا کہ ہم کو حکم ہے کہ ہر آدمی کو اُسکے درجہ پر رکھین
اور معنی یہ ہین کہ شرع مین جو اسکا درجہ اسکے اکرام کا حکم دیتا ہے ویسا ہی اسکا اکرام کرین اور اس زمانہ مین لوگون نے اسکو ترک کیا چنانچہ ساری
تکریم و تعظیم سب دنیا کے لحاظ سے ہے۔ جیسے خادمون کے دلون مین مخدومون کی اور اولیا و نیک بندون کی تعظیم مین بعضے تو افراط کرتے
ہین اور بعضے تفریط کرتے ہین اور یہ سب باتین مشعر ہین کہ نور ایمان سے بے خبر ہین اللہ تعالیٰ ادب و صلاحیت و توفیق عطا فرماوے اور واضح
رہے کہ اسلام جو کمال بزرگی ہے اول مین غریبون کو نصیب ہوا اور حدیث صحیح مین ثابت ہوا کہ آخر زمانہ مین پھر غریبون ہی مین رہ جاویگا لہذا غریب مسلمانون
کو مبارکباد ہے اور غریب وہ ہین جو فساد و بگاڑ کے وقت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر قائم ہون چنانچہ حدیث مین خود تفسیر آئی ہے واضح
ہو کہ قوم نوح علیہ السلام کے مغرور سرکش بھی چاہتے تھے کہ نوح علیہ السلام غریبون کو پاس نہ بٹھلاوین جیسے ہمارے زمانہ مین مغرور مالدارون کو یہ
عار ہے کہ غریب قومون و پیشہ ورون کے برابر کھڑے ہو کر مسجد مین نماز نہ پڑھین اور نہ وعظ سنین۔ حالانکہ حدیث صحیح مین ہے کہ جس کے دل مین رائی برابر
غرور و تکبر ہوگا وہ جنت مین نہ جائے گا علماء نے کہا کہ یہ معنی ہین کہ بدون دوزخ مین جزائی عذاب پائے ہوئے جنت مین داخل نہ ہوگا
بشرطیکہ مسلمان نمازی وغیرہ ہو۔ اور تکبر کی مذمت تو کثرت سے ثابت ہے پس یہ فتنہ ہے اس سے بچو اور تمام عظمت و کبریائی فقط جناب
باری تعالیٰ ہی کے واسطے یقین جانو۔ فرمایا۔ وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ۔ اور یون ہی ہم نے بعض کو بعض سے فتنہ مین ڈالا ہے ف
یعنی جیسے یہان یہ لوگ مبتلا ہوئے ایسے ہم نے امتحان مین ڈالا بعض کو بعض سے یعنی جو شریف کہلائے ان کو رذیل قوم کہلانیوالون
سے اور جن کو تونگر کیا انکو فقیر لوگون سے مقابلہ کرکے امتحان کیا اس طرح ہم نے گرے قوم کہلانے والون اور فقیرون کو ایمان لانے کی

ہدایت میں مقدم کر دیا۔ لِيَقُولُوا أَهَٰؤُلَاءِ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّن بَيْنِنَا ۔ تاکہ کہیں کہ کیا یہی کمینہ ہیں کہ ہمارے بیچ میں سے اللہ تعالیٰ نے انھیں پر احسان
کیا ہو۔ ف۔ یعنی امتحان کا نتیجہ یہ کہ جو شریف کہلاتے و تونگر ہیں وہ کفر و انکار سے کہنے لگے کہ کیا یہی فقیر و ذلیل وہ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے ہمارے درمیان میں
سے احسان کیا باین طور کہ اس ایمان کی جو بڑی بزرگ چیز ہے انکو ہدایت دیدے اور مطلب اس قول کفار کا یہ کہ یہ بات جسکو یہ فقیر و ذلیل لوگ پا گئے
ہیں اگر عمدہ بات و ہدایت ہوتی تو ہم سے ان لوگوں کو سبقت نہ ہوتی یعنی ہم اسکے مستحق تھے ہمکو ملتی اور ہمارے مقابلہ میں انکی اسے کچھ نہیں ہے پہلے ہم اسکو
اختیار کرتے حالانکہ یہ نہیں جانتے کہ ایمان و ہدایت کچھ دنیا کے تکبر و غرور نہیں ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان جاہلوں بیوقوفوں کو رد کر دیا بقولہ أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَعْلَمَ
بِالشَّاكِرِينَ یعنی کیا یہ بات نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے اُن بندوں کو جو شکرگذاری کرنیوالے ہیں ف۔ پس انکو ہدایت دیدی اور استفہام کے معنی کہ ہاں
وہ تعالیٰ جل جلالہ پاک ایسا ہی علیم و خبیر ہے اسنے ہر شکرگزار بندے کو ہدایت دی اور ہر مغرور متکبر دوزخ کے کندے کو دوزخ کے اندر خوار ہونے کے واسطے
چھوڑ دیا و نعوذ باللہ من الکبر والضلال و نسالہ الہدایۃ و ہو العلی المتعال۔ حدیث صحیح میں ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں و رنگ کو نہیں
دیکھتا ہے و لیکن تمہارے دلوں کو اور تمہارے کاموں کو دیکھتا ہے۔ رواہ مسلم۔ اور ابن جریر رحمہ اللہ نے عکرمہ رح سے مرسل روایت کی کہ عتبہ بن
ربیعہ و شیبہ بن ربیعہ و مطعم بن عدی و حارث بن نوفل و قرظہ بن عمرو بن نوفل اور چند اشراف بنی عبد مناف کافروں کے ساتھ ابوطالب کے
پاس آئے اور کہا کہ اگر تیرے بھائی کا بیٹا محمد اپنی صحبت سے ایسے لوگوں کو جو ہمارے آزاد کیے ہوئے اور ہم سے قسم سے عہد و پیمان باندھے
ہوئے ہیں دور کرے کیونکہ یہ لوگ تو ہمارے غلام آزاد کیے ہوئے ہیں تو البتہ ہمارے دلوں میں وقعت ہو اور شاید ہم اسکی تصدیق و اتباع
کریں پس ابوطالب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکو بیان کیا تو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلعم سے کہا کہ کاش آپ
ایسا کریں دیکھیں تو وہ لوگ ہم سے کیا چاہتے ہیں اور اپنے قول میں کدھر جاتے ہیں تو اللہ عزوجل نے نازل فرمایا قولہ وانذر بہ الذین
یخافون ان یحشروا الی ربہم تا قولہ بالشاکرین اور کہا کہ یہ کمزور محتاج مسلمان بلال و عمار بن یاسر و سالم مولیٰ حذیفہ و صبیح مولائے اسید اور
حلفا میں سے ابن مسعود و مقداد بن عمرو و مسعود و واقد بن عبد اللہ و عمرو بن عبد عمرو اور ذو الشمالین اور یزید بن ابی یزید وغیرہ حلفاء تھے
پھر قریش کے بڈھے کافروں و موالی و حلفاء کے حق میں نازل ہوا قولہ وکذلک فتنا بعضہم ببعض الآیۃ پھر جب یہ آیت اُتری تو عمر
بن الخطاب رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے قول سے عذر کیا تب اللہ عزوجل نے نازل فرمایا۔ وَإِذَا
جَاءَكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِنَا اور جب آویں تیرے پاس وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں ہماری آیات پر۔ فَقُلْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ
تو کہدے اُن سے کہ اللہ تعالیٰ کا سلام ہو تم پر ف۔ یعنی سلام سے انکا اکرام کر اور اُن کو یہ خبر دے کہ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَىٰ نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ
اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پر رحمت کو مقدر کر لیا ہے اور وہ یہ ہے کہ أَنَّهُ مَنْ عَمِلَ مِنكُمْ سُوءًا بِجَهَالَةٍ ۔ بفتح انہ بدل از رحمت ہے اور ایک قراۃ
میں انہ بالکسر ہے یعنی شان یہ ہے کہ البتہ جس نے تم میں سے کوئی بری بات کی بسبب آنکہ اسوقت اسکو نہ جانتا تھا ثُمَّ تَابَ مِن بَعْدِهِ پھر رجوع کیا
اس سے بعد کرنے کے یا بعد جاننے کے۔ وَأَصْلَحَ اور نیک کام کیے۔ فَأَنَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ تو اللہ تعالیٰ اسکے واسطے غفور رحیم ہے
ف۔ ایک قراۃ میں فانہ بفتح ان ہے یعنی تو اسکے واسطے مغفرت الٰہی ہے یعنی وہ مغفور و معاف ہے۔ الجہالۃ بفتح اول قراۃ مشہور ہے اور بعض سلف
نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں کہا کہ جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی وہ جاہل ہے اور عکرمہ نے کہا کہ دنیا سب کی سب جہالت ہے۔ اور
ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خلق کو پیدا کیا اور ایک کتاب لکھی اور اسمیں ہے کہ میری رحمت میرے غضب پر سبقت رکھتی ہے رواہ
البخاری و مسلم وغیرہما وَكَذَٰلِكَ اور ایسے کما بیناہ ما ذکر کذلک نُفَصِّلُ الْآيَاتِ ۔ جیسے ہم نے مذکورہ بالا بیان واضح کر دیا۔ ایسے ہی ہم

Marfat.com

مفصل بیان کرتے ہین آیات کو ف یعنی قرآن کو تاکہ حق ظاہر ہو جائے کہ اسپر عمل کیا جاوے۔ ولتستبین سبیل المجرمین۔ اور تاکہ
کھل جاوے راہ مجرمون کی ف ... ب سے اجتناب کیا جاوے۔ پس تستبین کے اول تاء فوقانیہ اور سبیل کو رفع ہے بنا بر آنکہ مؤنث
معنوی ہی اور حمزہ و کسائی کی قراۃ مین یستبین بیائے تحتانیہ ہی بنا بر آنکہ سبیل مذکر ہے اور دونون طرح مستعمل ہی اور نافع کی قراۃ
مین تستبین بالتاء الفوقیہ اور سبیل کو نصب ہی پس خطاب آنحضرت صلعم کو ہے بمعنی آنکہ کھلا جان لے تو مجرمون کی راہ کو ف — فی العرائس
قولہ قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ۔ تنزیہ نبوت ہی کہ علم غیب کھلنے مین تکلف نہین کیا۔ قولہ۔ ولا اعلم الغیب۔ اسمین اظہار تواضع ہے
کہ مین انسان ہون اگرچہ تمام مخلوق الٰہی سے خواہ فرشتہ ہون یا کوئی اور ہو سب سے اشرف و افضل محمد صلعم ہین لیکن بارگاہ الٰہی کی عظمت و جبروت
کے سامنے یون ہی خضوع و خشوع مین ہین قولہ ولا اقول لکم انی ملک۔ اور مجکو اپنے ثبوت مین اختیار نہین ہی۔ قولہ ان اتبع الا ما یوحی الی۔ جو
حکم ہو اسی کا عامل ہون۔ قولہ قل ہل یستوی الاعمی والبصیر الخ جو میری طرف نظر سے اندھا ہی اور مجھ مین فانی ہو کر میری ہی آنکھون سے بینا
ہے دونون برابر نہین ہو سکتے تم کو کچھ غور و فکر نہین ہی اور اسمین مصطفٰے علیہ السلام کا وصف کمال ہی کہ عین تجرید و تفرید مین انانیت سے کچھ
بھی نہ بچی سوائے توحید کے پس کتنا بڑا وصف ہی کہ عرش سے انتہاء مخلوق تک ہر ذرہ کے بینا تھے اور کیا اشارہ ہی کہ فرمایا قل لا اقول لکم عندی الخ۔ بالجملہ
جو نور قدم سے بینا پیدا ہوا وہ دائی اندھے کے مانند نہین مگر لقاء قدم سے انانیت کا وجود نہین ہی۔ بعض نے کہا کہ اندھا وہ ہی جسکو راہ ہدایت نہ
سوجھے اور بینا وہ ہی جو خالق عز و جل کی منت دیکھے اور عبادت مین قائم ہو پھر ملامت کی کہ اندھے ان دونون باتون کے فرق کو نہین دیکھتے۔
استاد رحمہ اللہ نے کہا کہ نور و تاریکی یکسان نہین اور کفر و توحید ہرگز یکسان نہین ہین قولہ۔ وانذر بہ الذین یخافون الخ اس کی معرفت کی راہ
نہایت واضح و مستقیم ہونے کے باوجود بہت باریک ہی اور راہ شرع کمال لطف و رحمت سے بہت آسان و وسیع کر دی کہ معرفت تک پہونچانی
ہے اور باریکی راہ معرفت کی اسوجہ سے کہ چہرہ جلال قدم پر نقاب عظمت ہی اور ساحت کبریاء پر خیمہ عزت سے حجاب ہی پس یہ تو ممکن نہین کہ
حدث کو اسکے کنہ قدیم اور دوام کی طرف وصول ہو لیکن حدوث کو اس سے وصول ہی نہین جب تک کہ راہ قدیم مین حدوث کو فنا نہ ہو اور
یہ اپنے کلام قدیم مین بیان کر دیا اور اشارہ ہی کہ مین نے اپنی ذات پاک کو جس وصف سے موصوف کیا کہ مخلوق کو کوئی مطالعہ کی مجال
نہین رکھتی اور یہ فضل ہی کہ فنا ہونے کی راہ کو میری کتاب و خطاب سے حاصل کرین اگرچہ وجود کی حقیقت و بھید کو نہین پہونچ سکتے ہین مگر انھین کو
کارآمد ہی جو اس امر سے خوف کرین کہ قطع کر کے مطرود نہ کئے جاوین اور میری تنزیہ جلال کو یقین کرتے ہین کہ کوئی اپنی طاعت سے واصل نہین
ہو سکتا جبکہ علل انسانیت اور صفات نفوس سے محشور ہو وہ جانتے ہین کہ امر نہایت عظیم ہے خیالات و فکر سے مبرا و منزہ ہے کیونکہ تنزیہ
کی انتہا نہین اگر تمام مخلصون کو بعد اقرب ہونیکے مردود کر دے تو پاک بے پرواہ ہی اور اگر وہ روئے زمین بلکہ آسمان بھر اخلاص لاوین تو بھی
محاسبہ سے پاک نہ ہون گے کہ حساب مین دقائق ہین اور نظرہائے اسرار کہان تک غیر پر پڑتی ہین اور قولہ لیس لہم من دونہ من ولی ولا شفیع
اگر مین انکو اپنی درگاہ سے رد کرون تو واپس لانے کا کوئی متولی نہین ہو سکتا۔ قولہ لعلہم یتقون۔ اپنے نفس سے پاک ہون باین طور کہ میری یاد و
ذکر سے ان کو پاکیزگی حاصل ہو اور شدت محبت سے خوف کرین۔ شیخ ابو عثمان رح نے کہا کہ اس بارہ مین ارباب معاملات و اصحاب صدق سب
خوف ہوتا ہی اس چیز سے جو ان کو ایمان و توکل و یقین وغیرہ انواع عبارات سے ظاہر ہوتی ہے اور یہ خوف ان کو مشغول کر لیتا ہے جس سے
وہ اپنے افعال کو نہین دیکھتے اور نہ ان سے لذت اٹھاتے اور نہ انپر اعتماد کرتے ہین اور اسکا اشارہ ظاہر ہے قولہ وانذر بہ الذین یخافون
ان یحشروا الی ربہم الآیۃ سے ابو سعید خراز رح نے فرمایا کہ ان کو خوف ہی کہ سوائے میرے اور کسی کو میری طرف وسیلہ و شفیع لاوین قال ...

توجیہ اشارہ یہ ہے کہ آیت مین فرمایا کہ اس امر سے خوف کرتے ہین کہ محشور ہون اپنے پروردگار کی طرف اس حال سے کہ انکا کوئی ولی و شفیع
نہین ہے اور ظاہر ہے کہ من ذا الذی یشفع عندہ الآیۃ سے کوئی شفاعت نہین کرسکتا بدون اسکی اجازت کے اور خالص اکابر بندگان
حق عزوجل کا یہ حال کہ لایتکلمون الا من اذن لہ الرحمن و قال صوابا یعنی جسکے ساتھ مرضی متعلق ہوگی اسی کے حق مین سفارش کرینگے پس
ناچار رضائے حق عزوجل کے سوائے کوئی وسیلہ نہین ہے اسی واسطے دعائے اذان مین آخر مین کہتے ہین کہ وارزقنا شفاعتہ یوم القیامۃ
یعنی محمد صلعم کی شفاعت بروز قیامت ہم کو روزی کردے۔ شیخ ابو عبدالرحمن رح نے فرمایا کہ مین نے استاد ابو سہل محمد بن سلیمان رح سے سنا کہ
کہتے تھے کہ ہم لوگ مخاطب بحقائق قرآن نہین ہین اور اس سے مخاطب وہی لوگ تھے جن کے وصف مین او تعالیٰ نے فرمایا و انذر بہ الذین
یخافون الآیۃ۔ اور فرمایا۔ ان فی ذلک لذکری لمن کان لہ قلب الآیۃ۔ واسطی رح نے قولہ لیس لہم من دونہ من ولی الآیہ کے اشارہ مین کہا کہ جسکو
بادشاہت نے قطع کردیا وہ بادشاہی کی خدمت کے لائق نہین ہے اور کہا کہ تو کسی کو ملاحظہ مت کر درحالیکہ تو ملاحظہ حق عزوجل کی طرف
راہ پاتا ہے اور قولہ لعلہم یتقون۔ کے اشارہ مین کہا کہ اس سے تقوی و پرہیز کرین کہ میری طرف کسی غیر کو وسیلہ بناوین۔ اور کہا گیا کہ خوف یہان
علم ہے اور قولہ انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء۔ وہی خوف کرتا ہے جو علم جانتا ہو اور جو قلوب کہ جہل مین لپٹے ہوئے غافل ہین وہ خوف
نہین کرتے ہین قولہ ولا تطرد الذین یدعون ربہم بالغداوۃ والعشی۔ نبوت و رسالت کی تخصیص کے بعد آمین ولایت کی تخصیص ہے اور تصریح
فرمائی کہ جیسے نبوت و رسالت محض اللہ تعالیٰ کی قبولیت ہے ویسی ہی ولایت بھی محض قبولیت ہے کہ بندہ کو برگزیدہ کرلیا کسی سبب سے اسکا تعلق
نہین ہے اور جیسے او تعالیٰ کے محبوب انبیاء و رسل علیہم السلام ہین ایسے ہی اولیاء رحمہم اللہ بھی محبوب ہین اور برگزیدہ کرنا محبت بلا علت ہے۔ اور
جس طرح اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اکرم و افضل مصطفٰے رسول کرلیا بدون اسکے کہ آپکے اصحاب یا جن و انس وغیرہ کسی مخلوق کو کچھ
دخل ہو اسی طرح آپکے اصحاب کو بھی شرف ولایت سے خاص کیا بدون اسکے کہ آنحضرت صلعم کی طرف سے اس اصطفائیت مین کوئی
علت ہو کما یدل علیہ قولہ ما علیک من حسابہم من شیء وما من حسابک علیہم من شیء۔ جیسے ازل مین آنحضرت صلعم کے حق مین سبقت اختصاص
بنبوت و رسالت ہوا اسی طرح صحابہ رضی اللہ عنہم کے حق مین سبقت عنایت بولایت ہوئی اور اسی اتفاق سے کہ ان کو یہ اہلیت و صلاحیت
حاصل تھی صحابہ رضی اللہ عنہم نے آنحضرت صلعم کی اتباع کی اور حکم قبول کیا اور اپنی گردنین آنحضرت صلعم کے قدمون کے نیچے رکھین اور
اگر یہ عنایت ازلی نہ ہوتی تو ان لوگون کا حال بھی دیگر کفار مشرکین اعداء کے مانند ہوتا لیکن وہ فضل فقط اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت مین
ہے جسکو چاہتا ہے دیدیتا ہے پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی تائید اور اصحاب کی یاری سے فضل کیا۔ کما قال تعالیٰ۔ ہو الذی ایدک بنصرہ
وبالمومنین اور جب مومنون کا شرف اس مرتبہ کو پہونچا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ ان کی مراعات رکھین
اور ان کے حال و تربیت کی رعایت کرین اور انہین کے واسطے ایک گونہ تغلیظ سے خطاب فرمایا بقولہ ولا تطرد الذین یدعون ربہم الآیۃ
اے مت منع کر ان لوگون کو اپنی صحبت سے ایک لحظہ بھی بسبب اپنی حرص کے بیہودون ناکارون کے مسلمان ہوجانے کی طرف کیونکہ
ہدایت تو میری مشیت پر ہے اور تو نہین یہ کرسکتا کہ جسکو چاہے اپنے رشتہ دارون مین سے ہدایت کردے انک لا تہدی من احببت
ولکن اللہ یہدی من یشاء۔ ہدایت جسکو چاہتا ہے دیتا ہے از انجملہ یہ محتاج فقیر مانند بلال و صہیب و سلمان و عمار و حذیفہ و مقداد وغیرہ
کے ہین جو ہر صبح و شام کو اللہ تعالیٰ کے شوق جمال اور شوق لقاء مین اسکو پکارتے اور یاد کرتے ہین اور یہی معنی قولہ یریدون وجہہ۔ کے
ہین۔ اور صبح و شام کی تخصیص اسوجہ سے کہ صبح کو تاریکی کے دامن مرتفع ہوکر ظہور انوار روز ہوتا ہے اور شام کو تجلی روز سے ظہور تاریکی ہے

Marfat.com

اور وہان ظہور تجلی قدرت وجلال عظمت ہو اور اسمین ایک ایسی گھڑی ہوتی ہو جسمین دعا قبول ہوتی ہے اور نیز جمیع صفات کی تجلی [illegible]
قلب پر ہونے کے وقت شوق جمال مین فنا ہونے کی حالت سے دعا کرتے ہین اور یہ تجلی ہر سانس کے وقت عارفین کے [illegible]
کہ ہر سانس پر صبح مشاہدہ وظہور برکت ہو اور دعا رسے زیادت محبت وشوق وقرب مشاہدہ چاہتے ہین اور قلب پر ہر شامل احوال
بسبب عظمت کے حیرت طاری ہونے سے ہوتا ہو تو دعا کرتے ہین کیونکہ ظہور عظمت وکبریا مین فنا ہے اور ہر نفس عارف مین ایک
حال ایسا اور شرب صال ہے۔ گویا ہر دم مین وہ لوگ بقاء دیدار کے سائل تھے کیونکہ مراد اُن کی یہ تھی کہ وجہ ذوالجلال والاکرام
مین فنا ہو جاوین اور نیز ان دونون وقتون مین دعا کی طرف مشغول ہونے کی تخصیص اسوجہ سے کہ واردات وحالات سے ان کو ان
دونون وقتون مین سکون ہوتا ہے پس اس سے ان کے سینہ تنگ ہوتے ہین اور اس بیداری سے جو غیبت ہو چاہتے ہین اور دعا
کرتے ہین کہ اسی استغراق کی طرف جو حضوری ہو پھیرے جاوین۔ تو نہین دیکھتا کہ یریدون وجہہ۔ فرمایا حالانکہ کمال معرفت حاصل ہے
کیونکہ وہ متقین کے وصف سے موصوف ہین اسواسطے کہ کامل تو ہر نفس مین مقام انتہا سے مقام ابتدا کی طرف چلا آتا ہے کیونکہ وہان
ظہور انوار آفاق قدم اور برق لطون ازل سے اور کشف غیوب ابد سے ایک مقام نکرت کا ہو جس کے تحمل سے وہ عاجز ہین پس وہ حقیقت
وہ نکرت سے معرفت کی طرف فرار کرتے ہین اور سطوات وسبحات ذات پاک سے صفات کی طرف آتے ہین کیونکہ دیدار انوار ذات
مقام نکرت ہی تو نہین دیکھتا کہ صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پاک ہو وہ ذات جس نے اپنی معرفت کی طرف سوا کوئی راہ نہین دی سوائے
اسکے کہ اُس کی معرفت سے عاجزی بیان کی جائے اور بعضے عارفین سے پوچھا گیا کہ نہایت کیا ہے اس نے کہا ہی کہ ہدایت کی طرف رجوع
کیا جاوے پھر او تعالیٰ سبحانہ نے مخصوص کر دیا کہ ان لوگون کا ارادہ اسکی وجہ پاک کا ہے اور واضح رہے کہ وجہ اسکی صفت ازلی
منجملہ اسکے خواص صفات کے ہے جن مین تشابہ ہو اور وہ اسکے جلال وجمال کا معدن ہے اور نور وجہ کریم سے عاشقون مشتاقون و
محبون کیواسطے تجلی فرماتا ہے اور وجہ کا ذکر ایک خاصہ ہو مترجم کہتا ہے کہ یہ نفس ذات سے تعبیر ہوتا ہے جو ان کے طے مراتب صفات
سے طلب ذات تک وصول ظاہر ہے اور یہ اعلیٰ رتبہ ہے اور جو اولیا کہ مرتبہ عشق مین ہین وہ عارفین وموحدین کے مقابلہ مین ایسے
ہین جیسے سمندر مین چند قطرات ہوتے ہین۔ قال المترجم آداب اذکار بعد حصول معرفت کے حقیقی بحیثیت ربوبیت ہین کیونکہ بندہ جسکی عبادت کرتا ہو اسکا عارف نہین پس وہ حقیقت رب
پاک کی عبادت نہین واقع ہوتی مگر اسیوقت کہ وہ تقید ربوبیت بقرب نوافل حاصل ہونیکے بعد عبادت کرے تب وہ صفات کے مناسب فی الجملہ عبادت ہو اگرچہ معرفت توحید حاصل
ہو کیونکہ نکرت سے خلاص یہان گویا محال ہو اور اللہ تعالیٰ سبحانہ نے دوسرے مقام پر بھی یریدون وجہہ فرمایا یعنی یریدون اللہ کیونکہ اسم اللہ عین الکل وعین الجمع ہے اور
نیز اُن کو ارادہ وجہ پاک سے موصوف کیا اور وجہ او تعالیٰ پاک ہو اشارہ تشبیہ وتعطیل سے یعنی کسی مخلوق کے مشابہ نہین اور نہ معنی اس کے
خلاف زبان مین بلکہ صفت خاصہ ہو اور اسم پاک کے تحت مین سمع وبصر وکلام وجملہ صفات مندرج ہین اور جمیع صفات کا اس سے تعلق
ہے پس مراد وجہ سے عین الکل ہے یعنی اس کی ذات پاک وصفات پاکیزہ سب مراد ہین کیا تو نہین دیکھتا کہ قولہ کل شی ہالک الا وجہہ کے معنی
یہ کہ سوائے اس کے نفس پاک کے یعنی اُسکے عین کے اور نیز فرمایا۔ ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام یعنی عین پاک یعنی اسکی ذات وصفات
باقی ہین جیسی ہین ویسی ہی رہین گی اور یہی قول ظاہری تفسیر والون کا ہے پس جب یہ بات ہو تو یہ لوگ جن کا آیت مین ذکر ہے یریدون وجہہ سے
وہ جمیع ذات صفات کو بوصف محبت وشوق چاہتے وارادہ کرتے تھے پس یہ لوگ چاہتے تھے کہ او تعالیٰ ان کو اپنی ذات پاک کی معرفت اسطرح
عطا کرے کہ اُن کے دلون کو تجلی حاصل ہو اور یہ مقام ہے کہ او تعالیٰ نے فقط اپنے خالص ہی بندون کو عطا کیا ہے۔ بیان مرید کا کلامات

Marfat.com

کیونکہ ہے پس ابو یعقوب نہرجوری سے پوچھا گیا کہ مرید کون ہے فرمایا کہ اسکی صفت وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر فرمائی۔ بقولہ۔
ولا تطرد الذین یدعون ربہم یعنی ہمیشہ یاد میں رہیں اور خالص اللہ تعالیٰ کے واسطے عبادت کریں ایسے مریدون کے حق مین مشائخ کو
چاہیے کہ ان پر مہربانی رکھیں اور جو لغزش ان سے سرزد ہوا اسکو عفو کریں۔ بعض نے کہا کہ قولہ یدعون ربہم۔ اللہ تعالیٰ ہی کے اوپر اعتماد
کرتے اور شوق سے اسی کو پکارتے اور کوئی چیز اُن کو مشغول نہیں کرتی ہے کوئی رد کنے والا نہیں روکتا۔ ہر حال میں اُس کی خدمت کے
دروازہ پر بندگی سے قائم ہیں اور ہر دم زیادہ برکت کے منتظر ہیں۔ ثم قال الشیخ اور مجھے یہان ایک اشارہ معلوم ہوا کہ صبح و شام سے یہ اشارہ
کہ صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک خدمت کرتے ہیں یعنی ہر وقت یاد میں بدون فتور ہیں اور اشارہ یہ کہ جب ہر وقت ان کو حضور رہے
تو دلالۃ الخطاب سے مفہوم ہوا کہ دنیا میں کبھی مشغول نہیں۔ کما قال رجال لا تلہیہم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ واقام الصلوۃ الآیۃ۔ مترجم
کہتا ہے یعنی تجارت وغیرہ امور معاش و کسب حلال بجا لاتے ہیں مگر سب آخرت کی نیت سے نہ دنیا کے واسطے۔ قال الشیخ اور اسمین ایک
اور لطیفہ ہے کہ ان کو دوامی حضور سے وصف کیا مگر صبح و شام کا ذکر کیا تاکہ جواز و کفایت اُنھیں احکام شرعی ظاہری پر رہے کہ فی الجملہ
راحت نفس حاصل کریں اور یہ کمال شفقت ہے تاکہ ارادہ محبت میں جل نہ جاویں اور ارادت کی تیزی سے فانی نہ ہو جاویں۔ بعض نے
کہا کہ ایسی حالت ہو گئی کہ نہ دنیا کی خواہش اور نہ عقبیٰ کی طلب بلکہ فقط مولیٰ کی یاد رہ گئی تو جب وہ لوگ اس طرح اللہ تعالیٰ کیواسطے
تجرید و تفرید میں ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اُن کی پرداخت میں خود کلام فرمایا یعنی مت مطرود کر الیٰ آخرہ۔ قولہ وکذلک فتنا بعضہم ببعض
فقیر خالص حب اللہ تعالیٰ کے احسان سے منور بنور جلال و معرفت و ہیبت ہوا تو سب مخلوق کے نزدیک بزرگ قدر ہو جاتا ہے
کیونکہ اسکے چہرہ سے ظہور نور جلال ہے اور ایک عالم اس پیار سے اُس کے پاس آتا ہے اور آیات الٰہی اُسپر جاری ہوتے ہیں
پس کرامات و آیات کا اس سے ظہور ہوتا ہے لیکن دنیا کے مغرور و متکبر و مکار اُن سے جلتے ہیں کچھ نظر حقارت سے دیکھتے اور کچھ
اُن کی بدی و برائی کرتے ہیں تاکہ لوگوں کو ان کی طرف سے اپنی طرف پھیر لاویں چنانچہ ان پاک بندون سے مغرورون نے ٹھٹھول
و مذاق کیا جیسا کہ او تعالیٰ نے ذکر فرمایا کہ کہتے ہیں۔ اہؤلاء من اللہ من بیننا۔ یعنی ہم ایسے اور ایسے ہیں اور یہ کیا چیز ہیں پس اللہ تعالیٰ
نے اُن کو خوار کرنے کو جواب فرمایا۔ بقولہ۔ الیس اللہ باعلم بالشاکرین۔ یعنی حق سبحانہ تعالیٰ نے جو انعام معرفت و درجات کا اُن پر
کیا اسکے شکر میں وہ اپنی جان و مال کو اخلاص سے فدا کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے اور جو لوگ ان کے دشمن اور اللہ تعالیٰ
کے ناشکرے مشرک کافر فاسق فاجر ہیں ان کو بھی او تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ واضح ہو کہ آیت کریمہ میں چند نکات ہیں از انجملہ آنکہ فقیر کا
فتنہ یہ ہے کہ غنی سے اسکو طمع ہو اور فتنہ تونگر کا یہ ہے کہ فقیر سے بغض رکھتا ہو۔ اور از انجملہ غیرت حق تعالیٰ ہے کہ بعض کو بعض سے مشغول
کیا تاکہ کوئی غیر اسپر مطلع نہ ہو اور قولہ تعالیٰ الیس اللہ باعلم بالشاکرین۔ یعنی ایسے شاکر بندون کو جو راہ حق میں اپنے نفس کی طرف اور غیر
حق کی طرف ایک دم نہیں دیکھتے ہیں۔ محمد بن حامد رح نے کہا کہ فتنہ فقیر یہ کہ دنیا و نہ دنیا غنی کی طرف سے تصور کر کے اس سے رنجیدہ ہو اور
فتنہ غنی یہ کہ اسکی تحقیر کرے اور جو واجب ہو اسکو ادا نہ کرے یا دیوے اور احسان رکھے اور بعض نے کہا کہ شاکرین وہ لوگ ہر حال
مین اللہ کی طرف راجع ہون۔ قولہ تعالیٰ واذا جاءک الذین تا قولہ سلام علیکم مقام وسیلہ میں آنحضرت صلعم کے حوالہ کیا اور اگر مقام
مشاہدہ ہوتا تو قولہ سلام قولا من رب رحیم۔ ہے غور سے دیکھ کہ کیونکر گنہگارون کو اپنی طرف رجوع لانے کو فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو
حکم دیا کہ ان کو اللہ تعالیٰ کا سلام پہونچا دیں کیونکہ انھون نے میدان قہر مین امتحان کی شقت اُٹھائی تھی پھر جب اسکے بعد انکو اپنی درگاہ مین

رجوع لانے والا دیکھا تو اپنے پیغمبر کی زبان سے اُن کو سلام پہونچایا اور خود ان کی مواسات کی۔ قال کتب ربکم علی نفسہ الرحمۃ۔ ازل میں
ان کو اپنی رحمت سے برگزیدہ کیا تھا اگرچہ اُن سے کچھ معصیت ظاہر ہو لیکن اسکی رحمت ازلی تو اصل ثابت ہی اور معصیت اسی کی
طرف ان قہر سے اسکے اقبال کی راہ مین عارض ہی پھر جب وہ اپنے معدن کی طرف پہونچ گئے تو عوارض جاتے رہے اور اصل باقی رہی جسکو
ان کو محبت ازلی سے برگزیدہ کیا تھا تو محبت اس کو واجب کرتی ہے کہ ان بندون کو ان کے خالق پاک کے مشاہدہ کی طرف جو رحمت
کبری ہے پہونچادے اور غبار طبیعت اور نفس کے میل کچیل سے اپنی کافی رحمت کے ساتھ پاک کرے اور بھی فرمایا۔ انہ من عمل
منکم سوء بجہالۃ بسبب نادانی کے عرفان جلال وجمال قدم سے قولہ ثم تاب من بعدہ۔ اپنے نفس سے او تعالیٰ عزوجل کی طرف رجوع
کرلایا۔ واصلح۔ قلب کو میل کچیل شہوات طبیعت ونفس سے پاک کیا۔ فانہ غفور رحیم۔ یعنی تقصیرات سابقہ کو عفو کرنے والا اور قوت
ازلیہ سے توبہ کرنے والا ہے کہ اسکی قوت سے بار مشاہدہ کو برداشت کرلین اور اگر یہ مدد نہ ہو تو اول ہی نور عظمت وجلال کبریائی مین
فنا ہو جاوین بعض نے قولہ سلام علیکم کے معنی مین کہا کہ آنحضرت صلعم کو خطاب ہی تو سلام فرما اور حق تعالیٰ بلا واسطہ مومنون پر سلام فرماتا ہی
ابراہیم بن المولد نے کہا کہ واللہ اللہ تعالیٰ خود ہی مومنون پر سلام فرماتا ہے اور نبی صلعم امین واسطہ ہین۔ واسطی رح نے قولہ کتب ربکم علی
نفسہ الرحمۃ۔ کے معنی مین کہا کہ اللہ تعالیٰ ہی کی رحمت ہی کہ بندے اسکی عبادت کو پہونچے اور یہ نہین کہ اپنی عبادت سے اس کی
رحمت کو پہونچے ہون اور اُسی کی رحمت ہی سے جو فضل وانعام از انجملہ جنت ہے۔ بندون نے پایا ہے اور کچھ اپنے افعال سے نہین
پایا ہے اور خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین بھی نہین اپنے اعمال کی وجہ سے جنت مین جا سکتا مگر اسی طور سے جنت مین جاؤن گا
کہ اللہ تعالیٰ مجکو اپنی رحمت مین ڈھانپ لیگا۔ اور ابن عطاء رح نے کہا کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اس کی جہالت سے ہے اور
جس نے فرمانبرداری کی وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کیساتھ علم ومعرفت سے ہی اور بعض نے قولہ فقل سلام علیکم۔ مین کہا کہ تو پہلے انکی
قدر ومنزلت ظاہر کرنے کو ان پر سلام کردے قبل اس کے کہ تجکو سلام کرین۔ قال المترجم۔ یہ حکم نفس آیت
سے نکلتا ہے اور مروی ہوا کہ آنحضرت صلعم یہی کرتے تھے کہ مومنون کو سلام کرنے مین پیشقدمی کرتے۔ مگر آنکہ مومن ہی پیشقدمی
کر جاوین بعض نے فرمایا کہ جس پر ازل مین رحمت ہو چکی اب دنیا مین اور آیندہ اُس پر رحمت رہیگی۔ ابو عثمان نے کہا کہ اللہ تعالیٰ
نے خالص بندون کے حق مین ان کے گناہ عفو کرنا اپنی ذات پاک پر رحمت ہی سے لازم کیا ہی۔ بعض نے کہا کہ اہل ایمان پر سلام کی
صفت ہر حال مین تجلی کئے ہوئے ہی پس ابتدائے رحمت وانتہائے رحمت سے سزاوار سلام ہین۔ یعنی جو لغزش وگناہ درمیان مین
ہوئے وہ رحمت سے عفو ہون یا گونہ عذاب سے بہر حال آخر اُن پر رحمت وسلام ہے۔

قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قُلْ لَّاۤ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ
تو کہہ مجکو منع ہوا ہے کہ پوجون جنکو پکارتے ہو اللہ کے سوائے تو کہہ مین نہین چلتا تمھاری خوشی پر
قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ۞ قُلْ اِنِّيْ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَ
تو مین بہک چکا اور نہ ہوا راہ پانے والا تو کہہ مجکو شہادت پہونچی میرے رب کی اور
كَذَّبْتُمْ بِهٖ ؕ مَا عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ يَقُصُّ الْحَقَّ
تم نے اُس کو جھٹلایا ہے میرے پاس نہین جسکی شتابی کرتے ہو۔ حکم کسی کا نہین سوائے اللہ کے لکھو لتا ہے حق بات

وَهُوَ خَيْرُ الْفَاصِلِيْنَ ۞ قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِيَ

اور وہ ہے بہتر چکانے والا تو کہ اگر میرے پاس ہو جس کی شتابی کرتے ہو تو فیصل ہو چکے

الْاَمْرُ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِيْنَ ۞ وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ

کام میرے اور تمھارے بیچ اور اللہ کو خوب معلوم ہیں بے انصاف اور اُسی کے پاس کنجیاں ہیں غیب کی

لَا يَعْلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا

اُن کو نہیں جانتا اسکے سوائے اور وہ جانتا ہے جو جنگل اور دریا میں اور نہیں جھڑتا کوئی پات جو وہ

يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۞

نہیں جانتا اور نہ کوئی دانہ زمین کے اندھیروں میں اور نہ ہرا اور نہ سوکھا جو نہیں کھلی کتاب میں

قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ ۔ اے تعبدون مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کہدے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے جن کو تم نے معبود جانا ہے مین ان سب کی عبادت سے منع کیا گیا ہون ف یعنی اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا۔ اسمین دلالت ہے کہ دعا رعبادت ہی پس سوائے خدائے تعالیٰ کے کسی کی دہائی نہین اور نہ بندگی کی راہ سے پکار اور یہ بھی ایسی چیز سے ہے جو کفر ہے چنانچہ فرمایا۔ قُلْ لَّاۤ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ ۔ کہدے مین نہین پیروی کرون گا تمھارے کفریہ خواہشون کی ف ان چیزون کی عبادت کرنے مین قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا ۔ مین ایسی صورت مین گمراہ ہوا ف یعنی اگر تمھاری خواہشون کی پیروی کرون یا ان چیزون کی عبادت کرون وَمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ اور مین راہ یافتہ لوگون مین نہ رہا ف حاصل آنکہ تم اس سے مایوس ہو کہ مین تمھارے گڑھے ہوئے معبودون کی پرستش کرون پس اس جملہ اسمیہ سے اشارہ ہی کہ مجکو اسپر ثبات واستمرار ہے اور اہل تحقیق نحوی وبیانی علمار کے نزدیک جملہ فعلیہ پر اسمیہ کا عطف بغرض پسندیدہ جائز ہی بلکہ مستحسن ہی۔ قُلْ اِنِّيْ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ ۔ کہدے مین اپنے رب کی طرف سے بینہ پر ہون ف تفسیر بینہ مین بعض نے کہا کہ بینہ بمعنی ثقہ ہے یعنی وثوق پر ہون قولہ ابوعمران الجونی رح اور بعض نے کہا کہ بمعنی برہان ہے جو مفید یقین ہے یعنی ایسا برہان واضح پر ہون جس سے یقین توحید حاصل ہی اور معنی مین دونون قول متحد ہین اور مفسر سیوطی رح نے کہا کہ بینہ اسے بیان اور وہ بمعنی وضوح وظہور ہے پس شاید کہ وجہ یہ ہی کہ برہان ودلیل کے مقابلہ مین تکذیب نہین آتی اور شاید بہ معنی بصیرت ہو یعنی مین اپنے پروردگار کی طرف سے بصیرت ویقین پر ہون تم لوگون کی طرح ہوائے نفسانی وشک مین نہین ہون وَكَذَّبْتُمْ بِهٖ ۔ حالانکہ تم نے رب عزوجل کو جھٹلایا ہی ف معنی یہ ہین کہ تو کہدے کہ مین یقین پر ہون اپنے پروردگار کی جانب سے توحید پر اور حال یہ ہی کہ تم نے میرے پروردگار کو جھٹلایا اس حیثیت سے کہ تم نے اُس سے شرک کیا۔ اور بعض نے کہا کہ یعنی حال یہ کہ تم نے اس بیان کو جھٹلایا چنانچہ آخرت کا عذاب تو اب نہین مانتے ہو مَا عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ ۔ جس عذاب کے واسطے تم جلدی کرتے ہو وہ میرے پاس نہین ہے ف یعنی مین تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ڈرسنانیوالا ہون اور عذاب وغیرہ لانے کا مختار نہین ہون۔ یہ بھی مشرکون کی جہالت تھی اور قولہ تعالیٰ ولنذیقنھم من العذاب الادنی دون العذاب الاکبر۔ سے ثابت ہی کہ عذاب اکبر تو آخر مین بحسب مشیت وتقدیر ہے اور پہلے تو چھوٹا عذاب دیا جاتا ہے چنانچہ قحط وغیرہ وقتل بدر سے معذب ہوئے۔ ظاہر یہ کہ عذاب مطلقاً یہان مراد ہے خواہ دنیاوی ہو یا قیامت کا ہو اور آیت مین حضرت باری تعالیٰ عزوجل کی تفرید ہے کہ کسی مخلوق حادث کو اسکی درگاہ کبریائی مین دم مارنے کی مجال نہین جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے۔

Marfat.com

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۔ نہین حکم کسی کا سوائے اللہ تعالیٰ کے ف خواہ یہ معاملہ ہو یا کوئی اور ہو لیکن فقط اللہ عزوجل وحدہ لا شریک لہ کا حکم
يَقُصُّ الْقَضَاءَ الْحَقَّ ۔ وہی فیصلہ کرتا ہے حق فیصلہ ۔ ف یعنی حق و باطل مین جدائی کرتا خواہ ہدایت و بیان ہو یا بعذاب ہلاک
عذاب ہو یا اور کسی طرح ہو اسکو وہی پاک پروردگار کرتا ہے ۔ وَهُوَ خَيْرُ الْفَاصِلِيْنَ ۔ اور وہی بہتر حاکمین ہے ف اور بعض نے عیرہ
نے کہا کہ عاصم و نافع و ابن کثیر رحمہم اللہ کی قراۃ مین یقص بتشدید صاد مہملہ ہے اور معنی یقص الحق اے یقول الحق ۔ حق بات کو خوب
ہے یعنی سچا حکم دیتا ہے ۔ اگر کہا جاوے کہ حکم جبکہ اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے ہے تو قرآن و حدیث و اجماع و قیاس سے جو حکم شرع
مین ہو وہ کیونکر ہے تو جواب یہ کہ سیاتباع حکم الٰہی ہے بس اجماع تو حکم الٰہی سے حجت ہو کہ امت کا اجماع گمراہی پر نہین بلکہ اللہ تعالیٰ
انکو اپنے حکم پر متفق کر دیتا ہو اور قیاس سے حکم پوشیدہ ظاہر کیا جاتا ہے اور یہ نہین کہ اس سے کوئی حکم جدید ثابت کیا جاوے اور تمام
بحث اسکی تفسیر قولہ ان الحکم الا للّٰہ امران لا تعبدوا الا ایاہ الآیہ کے تحت مین انشاء اللہ بیان ہوگی ۔ پھر حکم دیا کہ قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِيْ
مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِيَ الْاَمْرُ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۔ کہدے کہ جس چیز کی تم جلدی چاہتے ہو یعنی عذاب اگر وہ میرے پاس ہوتا تو میرے
تمہارے درمیان فیصلہ ہو چکا ہوتا ف بایں طور فیصلہ پورا ہو جاتا کہ مین تمھاری درخواست پر وہ عذاب جلد تجھ پر نازل کر دیتا اور آرام مین ہو جاتا
لیکن چونکہ میرے پاس و میرے اختیار مین نہین بلکہ اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار مین تو وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِيْنَ ۔ اور اللہ تعالیٰ ظالمون سے آگاہ ہو
ف یعنی اللہ تعالیٰ جانتا ہے یہ بات کہ کب ظالمون کو عذاب کریگا اگر کہا جاوے کہ اس کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر مشرکون و منکرون کا
عذاب دینا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار مین ہوتا تو عذاب جلدی سے آجاتا حالانکہ حدیث صحیح سے معلوم ہوتا ہو کہ آنحضرت صلعم
نے اختیار پاکر عذاب مین تعجیل نہین فرمائی چنانچہ عائشہ رضہ سے روایت ہو کہ انھون نے حضرت صلعم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ پر کوئی
اور ایسا روز بھی گذرا جو روز احد سے سخت ہو آپنے فرمایا کہ مجھے تیری قوم سے سختی پہونچی اور سب سے زیادہ سختی یوم العقبہ کی مجکو پہونچی جبکہ
مین نے عبد یالیل بن عبد کلال پر اپنا رسول ہونا ظاہر کیا اور اس نے میری مراد کے موافق جواب نہ دیا پس مین غمناک چلا اور راہ
مین مشرکون کے اشارہ سے غلامون و لڑکون نے پتھر مارے اور مسخرہ پن کیا یہانتک کہ آپ بہت زخمی ہو گئے ۔ پھر مجھے افاقہ حاصل نہ ہوا
یہان تک کہ مین قرن الثعالب مین پہونچا پھر مین نے سر اٹھایا تو ناگاہ دیکھا کہ ایک پارۂ ابر مجھ پر سایہ کئے ہے مین نے دیکھا تو اسمین جبرئیل نظر
آئے اور مجھے آواز دی کہ اللہ تعالیٰ نے سنا جو آپ کی قوم نے آپکو جواب دیا اور پہاڑون کے موکل فرشتہ کو آپ پاس حاضر ہونے کا حکم ہوا
ہے کہ جو کچھ اپنی قوم کے حق مین چاہیئے اسکو حکم دیجئے پھر پہاڑون کے فرشتہ نے مجھے آواز دی اور مجھ پر سلام کیا اور کہا کہ اے محمد آپ کی قوم
نے جو آپکو جواب دیا وہ اللہ تعالیٰ نے سنا اور پروردگار تعالیٰ نے مجھے آپکے پاس بھیجا ہو کہ آپ جو کچھ ان کے حق مین چاہین مجھے حکم کرین پس
اگر آپ چاہین تو اخشبین یعنی مکہ کے دونون جانب کے دونون پہاڑ مین ان پر گرا دون تو حضرت صلعم نے فرمایا کہ نہین بلکہ مجھے امید ہے کہ
اللہ تعالیٰ ان لوگون کی پشت سے ایسے لوگ پیدا کرے جو فقط اللہ تعالیٰ کو پوجین اور اس کے ساتھ کچھ شریک نہ کرین رواہ مسلم والبخاری ۔
پس باوجودیکہ آپ پر پیش کیا گیا کہ آپ چاہین تو یہ لوگ جڑ سے نیست کر دیئے جائین مگر آپنے درنگی فرمائی مترجم کہتا ہو کہ شیخ ابن کثیر
نے یہ سوال ذکر کر کے جواب دیا کہ آیت دلالت کرتی ہے کہ جو عذاب کہ مشرکین نے مانگا تھا اگر وہ مانگنے کی حالت مین آپ کے اختیار مین
ہوتا تو آپ ان پر واقع کر دیتے اور حدیث مین یہ نہین ہو بلکہ پہاڑون کے فرشتہ نے کہا کہ اگر آپ چاہین تو اس طرح ان کو نیست
کر دون پس آپنے ان کے حق مین درنگی چاہی ۔ واللہ اعلم ۔ وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ اور اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہین مفاتح الغیب

Marfat.com

ف یعنی خزائن غیب یا وہ راہین جنسے غیب تک پہونچ ہو۔ پس اگر مفاتح جمع مفتح بفتح میم ہے تو وہ مخزن ہے پس تفسیر اول ہوگی اور امور غیب کو مخزن بنانا بطریق استعارہ ہے۔ اور یہی ابن جریر رح نے سدی رح سے روایت کیا ہی۔ اور اگر جمع مفتح بکسر میم ہے تو وہ کنجی ہے یعنی غیب کی کنجیان پس استعارہ کے طور پر جن راہون سے وصول بامور غیب ہو ان کو کنجیان اور امور غیب کو مخازن قرار دیا۔ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ۔ ان کو سوائے اللہ تعالے کے کوئی نہین جانتا ہی ف۔ وہ پانچ باتین ہین جو قولہ تعالیٰ ان اللہ عندہ علم الساعۃ الآیۃ مین مذکور ہین کما رواہ البخاری۔ یعنی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ پانچ باتین ہین جن کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہین جانتا اللہ تعالیٰ کے پاس ہے قیامت کا علم اور مینہ وہی نازل کرتا ہے اور مؤنث جانداروں کے پیٹ مین جو کچھ ہو وہی جانتا ہے اور کسی کو یہ نہین معلوم کہ وہ کل کے روز کیا کریگا اور کوئی نہین جانتا کہ کس زمین پر مریگا کما فی قولہ تعالیٰ ان اللہ عندہ علم الساعۃ وینزل الغیث ویعلم ما فی الارحام وما تدری نفس ماذا تکسب غدا وما تدری نفس بای ارض تموت ان اللہ علیم خبیر۔ اور حدیث عمر رض جسمین جبرئیل نے بصورت آدمی آکر بغرض تعلیم لوگون کے اسلام و ایمان و احسان کا سوال کیا ہی یہ مذکور ہی کہ پانچ باتین ہین جنکو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہین جانتا ہی پھر یہی آیت مصدرہ پڑھی۔ ہر دو حدیث صحیح مین ہین واضح ہو کہ علم کہتے ہین ایک بات کی قطعی و تحقیقی طور پر جاننے کو جیسے وہ در واقع ہی رہا قرائن و اٹکل علامات سے جاننے کو علم نہین کہتے ہین بلکہ وہ قیاس و گمان ہی پس پانچ امور مذکور در واقع سوائے حق عز و جل کے کوئی نہین جانتا ہی ہان اٹکل و قیاس و علامات تو اور لوگ بھی کیا کرتے ہین چنانچہ احادیث صحاح مین قیامت کے آثار و علامات بہت کثرت سے مذکور ہین بلکہ یہان تک معلوم کہ جمعہ کا روز ہوگا جسدن قیامت آوے گی پس ان امور مذکورہ کے مانند امور مین اگر کوئی شخص یہ دعوی کرے کہ مین جانتا ہون یعنی در واقع یون ہی ہوگا یا یون ہی ہے جیسے مین کہتا ہون وہ جھوٹا دکاذب و مردود ہے اور عقلمند کبھی اسکو سچا نہین کہیگا اور اگر وہ یون کہے کہ مجکو اٹکل و قیاس یا علامات سے ایسا معلوم ہوتا ہے تو کچھ مضائقہ نہین جبکہ وہ یقین جانتا ہو کہ واقعی بات کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے پھر واضح ہو کہ کافرون پر عذاب آنا بھی اسی قسم سے ہی کہ او تعالیٰ ہی دانا تر ہے کہ آویگا یا نہین یا کب آویگا۔ پس کاہن و نجومی و رمالون سے جو لوگ دریافت کرتے ہین وہ حرام کار ہین اور اگر واقعی ان کے جاننے کا اعتقاد کرتے ہین تو مشرک و کافر ہین اور حدیث صحیح مین ہی کہ جو کوئی آدمی کسی کاہن یا نجومی کے پاس گیا تو اس نے اس کلام سے جو محمد صلعم پر اُتارا گیا ہی کفر کیا اور اسی قسم سے قضا و قدر کی باتین و رزق کا حال ہے یا آدمی کب مریگا یا کون جنتی اور کون دوزخی ہے اور علی ہذا اعمال ثواب و عقاب بھی جو شرع مین وارد نہین ہوئے ہین اسی قسم کے ہین کیونکہ عقل و قیاس کو وہان مجال نہین ہی لہذا اگر کسی کام کو یہ سمجھے کہ اسمین ثواب ہی حالانکہ وہ شرع مین وارد نہین ہوا ہے تو وہ جھوٹا اور مفسد ہے۔ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ۔ اور اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے جو کچھ خشکی و تری مین ہے ف۔ بر بفتح اول وہ زمین جسمین نہ پانی ہے نہ گھاس اور بحر وہ آبادیان جو کسی نہر و دریا و سمندر پر واقع ہون کذا قال المفسر اور قاموس مین ہے کہ بحر وہ آبادی جسکے لئے نہر جاری ہو اور مجاہد رح نے کہا کہ بر خشکی کے جنگل اور پرپٹ میدان ہین اور بحر شہر و گاؤن ہین اور جمہور مفسرین کے نزدیک بر و بحر سے معروف معنی مراد ہین یعنی جو کچھ خشکی مین ہے خواہ وہ پرپٹ میدان ہو یا سر سبز جنگل ہو یا گاؤن و شہر کی آبادی ہو اور جو کچھ تری مین ہی خواہ سمندر ہو یا بحیرہ یا جھیل و کھاڑی ہو سب اللہ تعالیٰ کو معلوم ہی اور مخصوص ان دونون کو ظاہری نظر کے واسطے ذکر کیا اور مراد آنکہ علم اسکا تمام کائنات کو محیط ہی خواہ زمین مین ہو یا آسمان مین اور خواہ چھوٹی چیز ہو یا بڑی چیز ہو حتی کہ فرمایا۔ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا۔ نہین گرتا کوئی پتا مگر آنکہ او تعالیٰ اُس کو جانتا ہی ف یعنی حرکات حتی کہ جمادات تک کی حرکتین و جنبش کو جانتا ہی اور من ورقۃ مین من زائدہ برائے استغراق ہے وَلَا حَبَّةٍ عطف ہے

Marfat.com

ورقہ پر۔ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ۔ اور نہین کوئی دانہ زیر زمین تاریکی مین۔ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اور نہ رطب نہ یابس اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ۔ مگر آنکہ وہ کتاب مبین مین ہے ف مراد کتاب سے لوح محفوظ ہے اور استثنائے سابق یعنی لا یعلمہا سے یہ استثنا بطریق بدل اشتمال ہو علم آلہی سے پس یہ جملہ بدل الکل از جملہ سابق ہوگا اور اسی پر مدار قول زمخشری ہے کہ یہ جملہ استثنائے اول کی تاکید کے مانند ہو کیونکہ دونون کے معنی واحد ہین ولا یخفی فی بعد ہذا التاویل۔ فافہم۔ حاصل یہ کہ علم آلہی ہر ذرہ کہ جو آسمانون و زمینون وتہ زمین مین غیرہ مین ہو حتی کہ وہ صفا پر اندھیری رات مین چیونٹی کی چال اور بیشمار چیونٹیون کی حرکات وہر ایک کی کیفیت ورزق سب اللہ تعالیٰ کے حضور مین ہے ولا یعزب عن ربک من مثقال ذرۃ۔ اور تیرے رب سے بقدر ذرہ بھی کہین کچھ پوشیدہ نہین ہو سبحان اللہ العلی الاعلی۔ ف قال فی العرائس۔ قولہ تعالیٰ قل انی علی بینۃ من ربی۔ یعنی اوتعالیٰ کی طرف سے مجھے یقین ومشاہدہ ہو اور روشن لائل لظہور نور ازل ہو اور یہ عالم مین سب سے بڑی دلیل ہو لقولہ علیہ السلام من رانی فقد رای الحق جس نے مجھے دیکھا اس نے حق مشاہدہ کیا۔ قال المترجم صوفیا اس حدیث مین اشارہ بیان کرتے ہین اور علمائے محدثین کے نزدیک یہ حدیث آنحضرت صلعم کو خواب مین دیکھنے کے بارہ مین ہو پس آپ نے فرمایا کہ جس نے مجھے دیکھا خواب مین تو اس نے حق یعنی سچ دیکھا اور پوری حدیث یہ ہو فان الشیطان لا یتمثل بی۔ کیونکہ شیطان میری صورت نہین بن سکتا کذا فی روایات الصحاح۔ اور جس نے حضرت صلعم کو اُسی حلیہ شریف کے ساتھ جو آپکا حلیہ ہو خواب مین دیکھا اور اگرچہ صحابی کے حکم مین نہین ہوتا مگر جنتی اور بڑے مرتبہ کا آدمی ہے۔ اور مترجم کا گمان یہ ہو کہ صوفیہ کرام نے اس حدیث کے معنی وہ نہین لئے بلکہ اس کے اشارہ سے یہ بات نکالی ہو اور یہی ان اکابر کے حق مین گمان نیک ہو۔ فافہم۔ ابو عثمان مغربی نے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام تو بینات پر ہین اور اولیاء بھی ان کے طفیل مین بینات پر ہین لیکن بینات انبیاءؑ تو وحی ویقین ہو اور بینات اولیاء سچی فراست ہو۔ قال المترجم حدیث مین ہو کہ مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ نور الٰہی سے دیکھتا ہو اور سنن مین صحیح ہوا کہ ایک شخص نے راستہ مین نامحرم عورت پر بُری نظر ڈالی تھی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ تھے اُن کی خدمت مین آیا تو دیکھکر فرمایا کہ یہ کیا ہے کہ میرے سامنے زنا کار آنکھین آتی ہین واللہ تم لوگ پرہیز کرو ورنہ مین دُرّے مارونگا مترجم کہتا ہو کہ پردہ چھپانے کیواسطے اس اچھے ڈھنگ سے نصیحت فرمائی اور حضرت عمرؓ نے عین خطبہ جمعہ پڑھنے مین مجاہد غازیون کے سردار لشکر ساریہ نام کو جو نہاوند مین تھا آواز دی کہ اے پہاڑ کی طرف دیکھ اور اس نے یہ آواز وہان سنی چنانچہ پیچھے یہ بھید کھل گیا حالانکہ اسوقت اُن کی آواز درمیان خطبہ سے لوگون کو تعجب ہوا تھا اور حدیث مین یہ قصہ بروایت صحیح ثابت ہو فتفکر۔ قولہ وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمہا الا ہو۔ علم غیب فقط اوتعالیٰ ہی کیواسطے ہو فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان اللہ عندہ علم الساعۃ الآیہ اور حضرت صلعم نے فرمایا کہ مفاتح الغیب پانچ چیزین ہین کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے انکو کوئی نہین جانتا پھر قولہ ان اللہ عندہ علم الساعۃ تا قولہ علیم خبیر پڑھ دی۔ اور سدی رحمہ اللہ نے جو کبار مفسرین مین سے ہین فرمایا کہ مفاتح الغیب کے معنی غیب کے خزانے پھر شیخ نے کہا اور نیز مفاتح الغیب مین سے اسکی عنایات ازلی ہو جو بحال انبیاء واولیاء وملائکہ بحکمت قدیم مبذول ہوئی قبل انکے وجود کے اور اسکی ذات وصفات خزانہ قدیم باقی ہین پھر اس عنایات ازلی کے نور سے ان بندون کیلئے مفاتح دی کہ خزائن صفات کا کشف ہوتا ہو تا کہ نور قدیم ہی سے خزانہ قدیم کو پہچانین پس اُن کے لئے اسرار مکنون ظاہر فرماتا ہے جس سے یہ لوگ علوم غیب لاتے ہین تا کہ بندون کے واسطے راہ عبودیت کو واضح کر دین اور معاملات وحالات کا اوپر نیچ بتا دین اور قولہ تعالیٰ لا یعلمہا الا ہو غیب کے خزائن عام ہین اور پانچ ہی مین منحصر نہین بلکہ پانچ تو ایسے ہین کہ وہ کسی کو معلوم ہی نہین ہوئے اور سوائے اُنکے سب غیوب مخزون ہین ابن مسعودؓ نے نبی صلعم کی شان مین فرمایا کہ آپ سب جانتے تھے سوائے پانچ چیزون کے پھر سوائے ان پانچ کے باقی غیوب کو بھی اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہو لیکن ان مین جس قدر بندے خالص کو بتلا دیا وہ جان لیتا ہو پس اولین وآخرین مین سے کوئی نہین جانتا ان اللہ لعا

جب انکو ظاہر کردیتا ہے تو جان لیتے ہین لیکن ان چیزون کی حقیقت قدر کو وہی پاک سبحانہ تعالی جانتا ہے اور کوئی نہین جان سکتا۔ اور نیز یہ معنی ہین کہ ان غیوب کے پانے کی راہین کوئی نہین جانتا سوائے اوتعالی کے پس جن بندون پر فضل ازل رکھا ہے ان کو اور ان کے بتانے کی راہون کو وہی پاک سبحانہ تعالی پہچانتا ہے کوئی اور نہین جانتا اور وہ طریقہ یہی ہے کہ قدم بقدم اسکے رسول صلعم کی پیروی کرین نیز مفاتح الغیب مین سے تجلیات لطف و قہر ہین پس لطف تو اولیاء پر ہوتا ہے کہ از خود فانی ہوتے ہین اور قہر کی تجلی سے اعداء یعنی کافر و مشرک وغیرہ اپنی طبیعت و رائے کے اندھیرے مین پھنسکر سنت چھوڑتے ہین اور راہ پر نہین آتے اور نفس و طبیعت کے شر و فساد مین واللہ اعلم کیا تجلی دیکھتے ہین جو اسی طرف گھسے چلے جاتے ہین آخر جہنم مین جا پڑتے ہین نیز مفاتح الغیب ۵ درجات ہین کہ قلوب کیلئے خزائن مشاہدات و ارواح کیلئے مکاشفات اور عقول روحانی کے لئے معارف اور اسرار کیلئے خزائن علوم ذات صفات ہین کشادہ ہوتے ہین اور انبیاء علیہم السلام کے لئے معجزات کے خزانے اور اولیاء کیلئے کرامات کے خزانے اور مریدون کے لئے فراست کے خزانے کھلتے ہین۔ جریری رح نے قولہ لایعلمہا الا ہو۔ مین کہا کہ اور جسکو وہ اپنے کرم سے مطلع فرماوے۔ رسول و خلیل وغیرہ سے وہ بھی اوتعالی کے آگاہ کرنے سے جان لیتا ہے۔ شیخ ابن عطاء رح نے کہا کہ اس آیت سے اہل خیر پر محبت و رحمت کھلتی ہے اور شریر بے ایمانون پر فتنہ و خواری کھلتی ہے پھر نیکون مین سے اولیاء پر کرامت اور اہل اسرار پر سر الغیب و اہل تمکین پر جذبہ کھل جاتا ہے اور نیز انبیاء کے واسطے مکاشفات اور اولیاء کو معائنات اور صالحین کو طاعات اور عوام کو ہدایت ملتی ہین۔ ابو سعید خراز رح نے کہا کہ اوتعالی نے اپنے حبیب صلعم پر پہلے تو امر و نہی سے ادب کھولا پھر مشیت و قدرت سے تہذیب سکھلائی پھر قولہ لیس لک من الامر شئ سے تذدیب کے اسباب کھولے۔ پھر قولہ وتبتل الیہ تبتیلا سے تغییب کو کھولا پس یہ مفاتح الغیب مین سے ہین جو آنحضرت صلعم کے لئے ظاہر ہین کشادہ ہوئے قولہ ویعلم ما فی البر والبحر یعنی غیب لطف سے نیک بندون کو پار اُتار دیا اور دشمنون کو دریائے قہر مین غرق کر دیا پس اسمین جو حکمت و اسرار غیبیہ ہین وہی جانتا ہے اور نیز دریائے غیب و میدان قلوب کے حقائق اسی کو معلوم ہین اور ایسے ہی نفوس کے پرپٹ میدان مین جو شہوات کے ہیر پڑے ہین وہی خوب جانتا ہے قولہ وما تسقط من ورقۃ الا یعلمہا ولا حبۃ فی ظلمات الارض الخ حق سبحانہ تعالی نے اسمین آگاہ فرمایا کہ اسکا علم قدیم ہر ذرہ ذرہ کو محیط ہے اور ظاہر و باطن اسکی کبریائی ہر حادث و مخلوق و عالم پر غالب ہے کما قال لا یعزب عنہ مثقال ذرۃ فی السموات ولا فی الارض۔ مترجم کہتا ہے کہ ہر ایماندار جو اللہ تعالی و رسول علیہ الصلوۃ والسلام پر ایمان لایا قطعاً یقین کرتا ہے کہ اوتعالی عز وجل ہر ذرہ ذرہ سے عالم و آگاہ و خبردار و سمیع و بصیر ہے اور سخت عجب ہے کہ بعضے فلسفی بندۂ اوہام مانند گمراہان یونان کے باطل اعتقاد رکھتے ہین کہ اللہ تعالی جزئیات کو بروجہ جزئی نہین جانتا اور یہ درحقیقت اس طرح علم الٰہی کی نفی ہے پس اگر اسکو یقین نہین تو گمراہ ہے اور محققین علماء نے ایسون کو کافر کہا اور یہی صحیح ہے واللہ تعالی اعلم۔ شیخ رح نے لکھا کہ اس آیت مین تنبیہ ہے کہ ہر خطرۂ نفسانی کے وقت اللہ تعالی سے شرم کرین کہ وہ ہر پوشیدہ و ظاہر اور ہر ذرہ ذرہ کا عالم خبیر ہے۔ اور نیز بیان فرمادیا کہ تمام مقدورات عدم سے وجود کی طرف اور وجود سے عدم کی طرف سب اسی کی مشیت ازلی و ارادہ قدیم کے موافق جاری ہین اور یہ سب لوح محفوظ پر قلم قدرت سے لکھے ہین جو ہر طرح کے تغییر زمانی و مکانی سے محفوظ ہین وہ تو اس عالم سے جو تحت زمانہ ہے باہر ہے وقد قال تعالی ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین۔ جو رطب ہے اس کے لطف مشاہدہ سے ہے اور جو تر و تازہ ہے اسکی پاکیزہ قدرت کا ظہور ہے اور جو زرد پڑگیا اور خشک ہوا وہ ہوائے قہر سے ہے جو گیاہ تازہ اُبھرے وہ اسکی ربوبیت کے زیر فرمان ہے اور جو خشک ہوکر مرجھائی وہ اُس کی پاکیزگی کا بیان ہے کہ ہر وجود و عدم و حدوث سے وہ پاک ہے۔ واسطی رح نے فرمایا کہ علم الٰہی ہر چیز کو اس وقت محیط تھا

کہ جب وقت کا نام نہ تھا اور چیز کا نشان نہ تھا اور پتہ کرنے کا قضیہ بدون موضوع ومحمول تھا

وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُمْ بِاللَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيهِ لِيُقْضَىٰ أَجَلٌ

اور وہ ہے کہ تم کو بھر لیتا رات کو اور جانتا ہے جو کما چکے ہو دن کو پھر تم کو اٹھاتا اس میں کہ پورا ہو وعدہ جو

مُسَمًّى ثُمَّ إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ ع ۵ / ۱۴

ٹھہرا دیا پھر اسکی طرف پھیرے جاؤ گے پھر جتا دیگا تم کو جو کرتے ہو اور اسی کا حکم غالب اپنے

عِبَادِهِ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا

بندوں پر اور بھیجتا ہے تم پر نگہبان یہانتک کہ جب پہونچے تم مین کسی کو موت اسکو بھر لیوین ہمارے بھیجے لوگ

وَهُمْ لَا يُفَرِّطُونَ ۝ ثُمَّ رُدُّوا إِلَى اللَّهِ مَوْلَاهُمُ الْحَقِّ أَلَا لَهُ الْحُكْمُ وَهُوَ

اور وہ قصور نہین کرتے پھر پہونچائے جاوین گے اللہ کی طرف جو مالک اُن کا ہے تحقیق سُن رکھو حکم اُسی کا اور وہ

أَسْرَعُ الْحَاسِبِينَ ۝

شتاب لیتا ہے حساب

وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُمْ بِاللَّيْلِ۔ توفی کسی چیز کو بھر پور لے لینا۔ تَوَفَّيْتُ الشَّيْءَ واستوفيته۔ بھر پور اس شئے کو لے لیا اور مراد یہان یہ کہ وہی اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہے جو قبض کرتا ہے تمھاری ارواح کو سوتے مین"۔ پس لیل جو غالب و اصلی وقت سونے کا ہے مراد اس سے خواب ہے اور یہ وفات بمعنی موت حقیقی نہین پس یہ کلام ایسا ہے جیسے اوتعالیٰ نے فرمایا۔ اللہ یتوفی الانفس حین موتہا والتی لم تمت فی منامہا۔ اور یہ موت اصغر ہے چنانچہ عیسیٰ علیہ السلام کو فرمایا۔ انی متوفیک و رافعک الی الآیۃ۔ اور اسی پر صریح دلالت کرتا ہے ذکر موت اکبر کا اسی آیت مین اور نیز لفظ باللیل۔ کیونکہ ہر شخص رات ہی مین نہین مرا کرتا ہے۔ بالجملہ مفسرین و علما متفق ہین کہ قولہ یتوفاکم باللیل سے نوم مراد ہے جو موت کی بہن ہے اور یہ موت اصغر ہے اور بعضے لوگون نے جو کہا کہ جسم مین دو روحین ہوتی ہین ایک روح حیات جو موت حقیقی کے وقت نکل جاتی ہے اور دوسری روح تمیز جو سوتے مین نکل جاتی ہے اور عالم مین پھرتی اور خواب دیکھتی ہے پھر بیداری کے وقت لوٹ آتی ہے تو صحیح یہ ہے کہ تحقیق اسکی علم الٰہی مین ہے اور لوگون نے اٹکل سے باتین بنائی ہین ہان بعض آثار اس بارہ مین مروی ہین کہ وضو کیساتھ سونا چاہیے کیونکہ روح بعد سو جانے کے ملائکہ کے ساتھ سجدہ کرتی ہے اور اسمین شک نہین کہ خواب مین جو آدمی دیکھا کرتے ہین سب یکسان نہین ہین بعضے تو پریشان خیالات و شیطانی باتین دیکھتے ہین اور انھین کے حق مین حدیث صحیح مین آیا کہ ہوشیار رہو کہ شیطان تم سے مسخرہ پن نکرے اور بعض کے خواب درست ہوتے ہین اور وہ دو طرح کے ہین بعض تو تاویل رکھتے ہین جیسے یوسف صدیق علیہ السلام کا خواب سورج و چاند و ستارون کے سجدہ کرنے کا تھا اور بعضے ویسے ہی واقع ہوتے ہین جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پسر کو ذبح کرنا دیکھا پس جن لوگون کی مصاحبت محض شیطان ہی سے ہے وہ اس سے منکر ہین۔ بالجملہ یہان قبض ارواح بخواب مراد ہے اور ابن عباس رضی نے رسول اللہ صلعم سے روایت کی کہ ہر انسان کے ساتھ ایک فرشتہ ہے جب وہ سوتا ہے تو فرشتہ اسکی روح لے لیتا ہے پھر اگر اللہ تعالیٰ نے اسکی روح قبض کرنے کا حکم دیا تو موت معین ہوتی ہے ورنہ روح اسکو پھیر دیتا ہے یہی ہے قولہ یتوفاکم باللیل۔ رواہ ابو الشیخ و ابن مردویہ واسنادہ منقطع۔ ویعلم ما جرحتم بالنہار۔ اے ماکسبتم فیہ" اور جانتا ہے جو تم نے کمایا دن مین" اور یہ بھی احتمال

حالت کے ہو کہ دن ہی مین کام کاج کرتے ہین اور رات مین سوتے ہین وقال ابن کثیر یہ جملہ معترضہ ہو واسطے دلالت اس امر کے کہ اللہ تعالیٰ کا علم اپنی مخلوق کے حال پر ان کے دن کے حرکات و رات کے سکون سب کو محیط ہے ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيهِ۔ اے فی النہار یردا ارواحکم۔ پھر اُٹھاتا ہے تم کو نہار مین ف۔ باین طور کہ تمھاری روحین بعد نیند کے پھیر دیتا ہے۔ کذا قال مجاہد وقتادہ والسدی۔ بیضاوی رح نے کہا البعث درحل بمعنی موت کے بعد زندہ کر کے اُٹھانا پس یہان توفی کے ترشیح کے طور پر آیا ہے اور نیز نوم جو موت اصغر ہے بمقابلہ اسکے یہ بعث اصغر ہوا پھر وارد ہوتا ہے کہ یعلم ما جرحتم بالنہار سے تو رد ارواح معلوم ہو چکا پھر لفظ ثم کے کیا معنی ہین تو جواب یہ کہ وہ جملہ معترضہ ہے کما قال ابن کثیر اور بعض نے کہا کہ فیہ کی ضمیر اس شان مذکور کی طرف ہو یعنی پھر اُٹھاویگا تم کو قبرون سے اسی شان وحال کے ساتھ جو تم نے راتون کو سوتے مین اور دن کو اپنے بھلے بُرے اعمال مین صرف کیا ہے اور بعض نے کہا کہ کلام مین تقدیم و تاخیر ہے یعنی وہو الذی یتوفاکم باللیل ثم یبعثکم بالنہار ویعلم ما جرحتم فیہ۔ اور اولی وہ ہو جو شیخ ابن کثیر رح نے کہا ہے اور معنی آیت کے یہ کہ علم آلہی محیط ہو اور مکرر ان کافرون کو دن مین اُٹھانا ایکے اعمال سے غفلت نہین بلکہ امہال ہو لِيُقْضَىٰ أَجَلٌ مُسَمًّى۔ تاکہ میعاد مقررہ پوری کی جاوے ف۔ اس اجل سے مراد زندگانی کی مدت تمام ہے جو ہر انسان کیواسطے مقدر ہے۔ ثُمَّ إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ۔ پھر اللہ تعالیٰ ہی کی طرف تمھارا مرجع ہے ف۔ اس طرح کہ قیامت کے واسطے اُٹھائے جاؤ اور محشور ہو گے۔ ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ۔ پھر جو تم کرتے تھے اس سے تم کو خبردار کر یگا ف۔ اسمین تہدید ہو اور اس سے بشارت بھی مفہوم ہے اور معنی یہ کہ نیکون کو ان کی نیکی کا ثواب دیگا اور بدون کو انکی بدکاریون کا عذاب دیگا۔ وَهُوَ الْقَاهِرُ مستعلیا فَوْقَ عِبَادِهِ وہی قاہر ہے اپنے بندون کے اوپر ف۔ فوقیت سے ظرف مراد نہین بلکہ علو مرتبہ مراد ہے اور قہر بمعنی غلبہ پس معنی یہ کہ وہی اللہ پاک قاہر ہے از راہ استعلاء اور غلبہ کے یا درحالیکہ عالی مرتبہ ہے اپنے بندون سے اوپر یعنی بندون پر عجز و بے اختیاری مقصور ہے اور اللہ تعالیٰ کے زیر حکم سب مسخر ہین کسی کو اسکے حکم تقدیر سے جو غالب ہو سرتابی کی مجال نہین ہو۔ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً۔ اور ارسال فرماتا ہو تم پر حفظہ ف۔ یعنی وہ ملائکہ جو تمھارے اعمال کو محفوظ رکھتے ہین اور بعض نے کہا کہ قولہ وہو القاہر الخ یعنی بندون کے امور مین وہی متصرف ہو کوئی اور نہین جس طرح چاہتا ہے مارنے جلانے ثواب دینے و عذاب کرنے وغیرہ کا تصرف کرتا ہے اور بھیجتا ہے تم پر حفظہ پس علیکم متعلق یرسل ہو باین طور کہ اس ارسال مین استعلاء کے معنی ہین یعنی بھیجنا بطور غلبہ ہو اور بعض نے کہا کہ فوق عبادہ مین فوقیت لائق جلال آلہی بدون کیفیت بیان کرنے کے مراد ہے اور علیکم متعلق حفظہ ہو اور تقدیم اس اظہار کیلئے کہ ارسال حفظہ کی خبر مقصود نہین بلکہ تم پر انکا ارسال بیان کرنا مقصود ہے تاکہ ہوشیار رہو لیکن پوشیدہ نہین کہ فوقیت کے معنی استعلاء کی بنظر لغت و فصاحت کلام کی بہت مناسب ہین پس خواہ مخواہ اسکو متشابہ مین داخل کرنا بے وجہ ہو۔ پھر سدی رح نے کہا کہ حفظہ سے معقبات اللیل والنہار مراد ہین یعنی جو حدیث مین آیا کہ صبح کو ستر ہزار فرشتے اُترتے اور نماز عصر کے بعد جاتے ہین اُسی وقت اور ستر ہزار اُترتے اور نماز فجر کے بعد جاتے ہین اور ہر وقت نئے اُترتے ہین جو کبھی نہین آئے تھے اور حدیث مین زیادہ مضمون بھی آیا ہے اور جمہور اہل تفسیر نے حفظہ سے حافظہ اعمال فرشتے بیان کیے۔ کمافی قولہ وان علیکم لحافظین۔ اور ارسال سے ایک وقت خاص پر بھیجنا مراد ہے پھر وہ تادم مرگ حافظ رہتے ہین اور عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہو کہ تیسرے طبقہ زمین سے نیچے اور چوتھے طبقہ کے اوپر کچھ جن ہین کہ اگر وہ تم پر ظاہر ہون تو ان کے ہوتے ہوئے تم کوئی نور نہ دیکھو زمین کے کونون مین سے ہر کونہ پر اللہ تعالیٰ کی مہرون مین سے ایک مہر ہو اور ہر مہر کے ساتھ ایک فرشتہ ہو اور اللہ تعالیٰ ہر روز اپنے یہان سے ایک فرشتہ اسکے پاس بھیجتا ہے کہ جو تیرے پاس ہو اسکو محفوظ رکھ۔ رواہ ابن ابی حاتم لما فہم

Marfat.com

من تفسیر الحافظ رح وقال فی قولہ حفظۃ۔ اے ملائکہ جو بدن انسان کے حافظ رہتے ہیں کقولہ تعالیٰ لہ معقبات من بین یدیہ ومن خلفہ یحفظونہ من امر اللہ
اور ملائکہ حفظہ وہ فرشتے بھی جو اعمال انسان کو حفظ و شمار رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ خود خوب جانتا ہے کہ کس بندے نے کب اور کیسا وقت
میں عمل کیا ہے۔ اور یہاں حافظ بدن انسان کے معنی زیادہ مناسب ہیں لقولہ تعالیٰ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا
یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی آدمی کی موت آئی تو اُس کو ہمارے رسول وفات دیتے ہیں ف۔ رسل جمع رسول سے مراد بعض نے کہا کہ
فقط ملک الموت یعنی عزرائیل علیہ السلام ہے جو شرف ظاہر کرنے کو بلفظ جمع مذکور ہوا۔ اور مفسر رح نے موافق ابن کثیر رح کے کہا کہ وہ ملائکہ
مراد ہیں جو جاندار کو وفات دینے اور روح قبض کرنے پر موکل ہیں۔ قال ابن کثیر رح حضرت ابن عباس رض وغیرہ سے مروی ہوا کہ ملک الموت
کے مددگار بہت سے ملائکہ ہیں جو بدن سے روح نکالتے ہیں۔ پھر جب حلقوم پر پہونچی تو ملک الموت اسکو قبض کر لیتا ہے اور اس قول کے شاہد
احادیث ہیں جو قولہ یثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت الآیۃ کی تفسیر میں انشاء اللہ تعالیٰ مذکور ہونگی اور جو لوگ ملحد و زندیق فقط
وہم کے بندے اور عقل سے خارج ہیں اُن کو یہ وہم ہوتا ہے کہ لاکھوں آدمی مرتے ہیں تو ملک الموت کہاں کہاں پہونچتے ہیں یہ نہیں
جانتے کہ یہ مسافت و دوری تو جسم والی چیز کے حق میں ہوتی ہے اور قوت روحانی کو کون قیاس کر سکتا ہے یہاں تو متعلق مادی جسم
کی قوتیں عجائب ہیں حتیٰ کہ آنکھ کی بینائی مثلاً یا خیال و وہم خود دیکھو کہ پلک مارتے کہاں سے کہاں پہونچتا ہے اور عقل نے جو بات ضبط
کر لی اُسکے یہ معنی نہیں کہ ہاتھوں سے پکڑے پس ٹھیک طور پر بات سمجھنی چاہیئے۔ واللہ الموفق بالجملہ فرشتے اسی وقت روح قبض کرتے ہیں
جب ذی روح کی موت کا وقت ہو۔ وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ۔ اور جو ان کو حکم دیا گیا اسمیں کوتاہی نہیں کرتے ہیں ف۔ اور بعض نے کہا کہ
حفظ حیات میں کمی نہیں کرتے مثلاً قبل از وقت نہیں مارتے ہیں اور بعض نے کہا کہ حفظ اعمال میں تجاوز نہیں کرتے مثلاً کسی کی نیکی
ضائع یا بدی زائد کریں اور یہ یفرطون بقراۃ تخفیف سے مناسب ہے اور اول اولیٰ ہے اور ابن کثیر رح نے کہا کہ روح متوفی کی حفاظت
میں کوتاہی نہیں کرتے بلکہ حفاظت سے جہاں مشیت الٰہی عزوجل ہے وہیں پہونچاتے ہیں چنانچہ نیک ہے تو علیین میں اور اگر بدکار ہے
تو سجین میں پہونچاتے ہیں۔ سعید بن یسار رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ میت کی موت کے وقت ملائکہ آتے ہیں اگر وہ نیکوکار
آدمی ہوا تو اس سے کہتے ہیں کہ اے نفس مطمئنہ جو پاک جسم میں تھی اب باہر آجا اور نکل آ تیری تعریف ہو رہی ہے اور روح و ریحان سے
اور پروردگار غیر غضبان سے خوشی و بشارت لے پس برابر اس روح سے یہی کہا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ نکل آتی ہے پھر اسکو آسمان پر
چڑھا لیجاتے ہیں پھر دروازہ کھلواتے ہیں پوچھا جاتا ہے کہ کون ہے پس کہا جاتا ہے کہ یہ فلاں شخص ہے تو کھولا اور کہا جاتا ہے کہ مرحبا
کیا پاکیزہ روح جسم پاک میں تھی تو اندر چلی آ کہ تعریف کی گئی ہے اور تجھے روح و ریحان کی اور تیرے پروردگار کی جو تجھ پر غضب میں نہیں
ہے بشارت ہے اور برابر اسے یہی کہا جاتا ہے یہانتک کہ ساتویں آسمان تک پہونچتی ہے اور اگر میت کوئی آدمی بدکار ہوا تو فرشتہ
اُس سے کہتے ہیں کہ نکل اے نفس خبیث جو جسم خبیث میں تھی نکل درحالیکہ تجھ پر مذمت ہو رہی ہے اور لے یہ بشارت سن کہ تجکو حمیم و غساق
ہے اور اس قسم سے دوچند ہے اور برابر اس سے یہی کہا جاتا ہے یہانتک کہ نکالی جاتی ہے پھر اُسکو آسمان تک پہونچاتے ہیں اور دروازہ
کھلواتے ہیں تو پوچھا جاتا ہے کہ کون ہے کہا جاتا ہے کہ یہ فلاں شخص ہے تو اس سے کہا جاتا ہے کہ اس نفس خبیث کو کچھ مرحبا نہیں
جو خبیث جسم میں تھی تو لوٹ یہاں سے درحالیکہ تو مذمت کی گئی ہے پس آسمان سے پھیری جاتی ہے۔ پھر وہ قبر میں داخل کیا جاتا ہے تو اول
کو بمانند کلام اول کے بشارت دیجاتی ہے اور دوم کو بمعنی دوم عتاب کے مذمت کیجاتی ہے رواہ احمد۔ اور صحیحین کی احادیث میں بھی

Marfat.com

کی ہوا اور ملائکہ کے گروہ کا اسکی بو سے ایذا پانا اور لعنت کرنا اور آسمان تک ہو کر سجین میں پھینکا جانا اور عذاب قبر نہایت ہولناک مفصل مروی ہوا ہے نعوذ باللہ منہ اللہم اعوذ بک من ان اکون من الذین یذمون ویخبثون واسالک باللہ الذی لا الہ ہو الحی القیوم ان تغفر لی خطیئتی کلہا وتوفنی مسلما والحقنی بالصالحین برحمتک یا ارحم الراحمین وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ وعلی جمیع عباد اللہ الصالحین آمین آمین ۔ ثُمَّ رُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ ۔ بعض نے کہا کہ ثم ردوا یعنی پھر واپس ہو جاتے ہیں ملائکہ اور بعض نے کہا کہ مرنیوالے لائے جاتے ہیں یا تو بعد موت کے روح آسمان کی طرف چڑھائی جاتی ہے جیسا کہ بیان ہوا اور یا مراد آنکہ روز قیامت میں ہوگا جو یقینی ہے لہذا بلفظ ماضی بیان فرمایا اور یہی مفسر نے لیا یعنی پھر لوٹائے جاوینگے سب مخلوق اپنے مالک کی طرف جو حق یعنی حقیقی عادل ہے پس وہ اس میں ہر ایک کو اسکا بدلا دیگا ۔ اَلَا لَهُ الْحُكْمُ آگاہ رہو کہ اسی کا ہے حکم یعنی مخلوق میں قضا نافذ اسی کی ہے ۔ وَهُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ ۔ اور وہ سریع الحساب ہے کہ دنیا کے دن کے آدھے کے برابر مقدار میں حساب فرما دیگا ۔ کیونکہ ایک حدیث میں یہ ثابت ہوا ہے اور مترجم کہتا ہے کہ پچاس ہزار برس کا دن قیامت کا ہونا اور پانچ سو برس تک انتظار وغیرہ کی احادیث میں حساب کا بیان نہیں ہے بس اصل حساب جو علم الٰہی محیط میں موجود ہے بہت جلد ہو جائیگا ۔ اور ایسی ہی جن احادیث میں کافروں پر حجت قائم ہونے کیلئے طول مدت مروی ہے وہ اصل حساب میں نہیں ہے ۔ فافہم واللہ اعلم بالصواب ف ۔ فی العرائس ۔ قولہ تعالیٰ ہو الذی یتوفاکم باللیل ۔ رات میں وفات دنیا اس معاد کیواسطے کہ ان کی روحیں فضائے ملکوت میں پرواز کریں اور انوار جبروت میں سیر کریں تاکہ انکا شوق اپنے اصلی وطن کے جانب بڑھجائے اور دن میں اپنے جوارح و اجسام سے اعمال خیر کے بدلے جو مقام راحت و آرام پاوینگے اسکو پہچان لیں اور مار ڈالنے اور جلانے میں قدرت الٰہی عزوجل کو اپنے اوپر بیتی ہوئی اور آنکھوں دیکھی ہوئی معلوم کریں تاکہ ان پر یہ وقت آجاوے کہ حادث مخلوقات سے منقطع ہو کر مشاہدہ آئی کیطرف منقطع ہو جاویں اور اسی مضمون کیطرف تتمہ آیت یعنی قولہ ثم یبعثکم فیہ لیقضی اجل مسمی الآیۃ ۔ سے اشارہ ہے ۔ ثم ردوا الی اللہ مولاہم الحق ۔ اور تعالیٰ کے شرف دینے و کرامت فرمانے میں سے یہ بات بھی ہے کہ بندہ کو قید خانہ دنیا و اسکے بلاؤں میں نہ چھوڑا اور ملائکہ حفاظ اعمال کے ہاتھ میں عمل کی حفاظت اپنے بندہ مومن پر غیرت سے ہے تاکہ کوئی غیر اسپر مطلع نہ ہو اور آیت میں گنہگاروں کے حق میں امید ہے اور یہ بندوں پر تلطف سے ظاہر ہوا کیونکہ مولاہم الحق فرمایا اور اگر فقط ردوا الی اللہ ۔ ہوتا تو عظمت قہر کبریائی میں نیست ہو جاتے لیکن لطف سے بندوں کا مولا ہونا فرمایا ۔ پہلے ردوا الی اللہ سے مقام ہیبت میں لاکر قولہ مولاہم الحق ۔ سے مقام قرب منزلت کی طرف نکال لیا ۔ بعض نے کہا کہ قرآن پاک میں یہ آیت کریمہ سب سے زیادہ امید کی آیت ہے کیونکہ بندہ و غلام کے واسطے اس سے زیادہ کوئی امید نہیں کہ اس کے جزاو سزا کا مدار اسکے مولیٰ کی طرف ہو جاوے ۔

قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۚ لَئِنْ اَنْجٰىنَا

تو کہہ کون تم کو بچا لاتا ہے جنگل کے اندھیروں سے اور دریا کے جس کو پکارتے ہو گڑگڑاتے اور چھپکے اگر ہم کو بچا لیوے

مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝ قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ

اس بلا سے تو البتہ ہم احسان مانیں تو کہہ اللہ تم کو بچاتا ہے ان سے اور ہر

كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ۝ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ

گھبراہٹ سے پھر تم شریک ٹھہراتے ہو تو کہہ اسی کو قدرت ہے کہ بھیجے تم پر

Marfat.com

عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ
عذاب اوپر سے یا تمھارے پاؤن کے نیچے سے یا ٹھہرادے تمکو کئی فرقے کرکر اور چکھادے ایک کو
بَاْسَ بَعْضٍ ۭ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ۝ وَكَذَّبَ
برائی ایک کی دیکھ کس پھیر سے ہم کہتے ہین باتین شاید وہ سمجھین اور اس کو جھوٹ بتایا
بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ ۭ قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ۝ لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ ۡ وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝
تیری قوم نے اور یہ تحقیق ہے تو کہہ مین نہین تم پر داروغہ ہر چیز کا ایک وقت ٹھہرا ہے اور آگے جان لوگے

قُلْ یا محمد لاہل مکہ۔ کہدے اے محمد مکہ والون سے مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تم کو خشکی وتری کی تاریکیون سے کون بچاتا ہے یعنی تمھارے سفرون مین خشکی وتری کے ہول سے کون بچاتا ہے۔ سراج مین کہا کہ ظلمت کا لفظ شدت سختی کے واسطے استعارہ ہے کیونکہ دونون مین یہ مشارکت ہو کہ جب ہول وخوف شدید طاری ہوتا ہے تو آنکھون سے نہین سوجھتا ہے پس یوم شدید کو عرب اسے یوم مظلم بولتے ہین جیسے اسکے خلاف کو یوم مکوکب کہتے ہین اور بعض نے کہا کہ استعارہ پر محمول کرنے سے حقیقت پر محمول کرنا اولی ہو اور ظلمات البر وہ کہ رات کی تاریکی اور ابر کی تاریکی وغیرہ جمع ہوجاتے جس سے سفر مین خوف سخت پیدا ہوتا ہے کیونکہ راہ صواب ملتی نہین اور ظلمات البحرات کی تاریکی وابر کی تاریکی اور ہولناک موجین وتند مخالف ہوائین وغیرہ جن سے خوف شدید ہوتا ہے اور پوشیدہ نہین کہ ہولناک موجین وتند ہوائین حقیقی معنی ظلمت کے نہین ہین اور اظہر یہ کہ خشکی وتری کے اندر ظلمات وہ اسباب ہولناک ہین جنسے خوف شدید پیدا ہوجاوے اور معنی یہ کہ خشکی یا تری مین اسباب ہولناک حادث ہونے کی حالت مین کون تم کو نجات دیتا ہے جبکہ تمھاری یہ حالت ہوتی ہے کہ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا علانیہ وَّخُفْيَةً سرا۔ دعائین مانگتے ہو اس سے تضرع سے یعنی علانیہ اور خفیہ یعنی پوشیدہ اور کہتے ہو کہ۔ لَىِٕنْ اَنْجٰىنَا واللہ اگر تو نے ہم کو نجات دی اور ایک قراۃ مین لئن انجانا ہے اگر اللہ تعالی نے ہم کو نجات دی مِنْ هٰذِهٖ الظلمات والشدائد ان تاریکیون یعنی ان سختیون سے۔ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ۔ تو ضرور ہم ایمان لانے والون مین سے ہوجاوینگے۔ ثابت ہوا کہ ان شدائد کے وقت کوئی بت وغیرہ کام نہین آتا جن سے شریک لاتے ہو پھر کوئی ان مین سے معبود نہین ہو قُلْ۔ اُن سے کہدے کہ اَللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا۔ اللہ تعالی تم کو ان ظلمات سے نجات دیتا ہے اکثرون کی قرأت ینجیکم از انجا ہے اور قراء کوفہ وہشام کی قراۃ تنجیہ سے بتشدید ہے۔ وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ۔ اور ان ظلمات کے سوائے ہر غم سے بھی نجات دیتا ہے۔ کوئی بت وغیرہ ایسا کرنے والا نہین ہو۔ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ۔ پھر اسکے بعد جب مطمئن ہو جاتے ہو تو اللہ تعالی سے شرک کرنے لگتے ہو پس اس حالت مین شرک کس حماقت پر ہے۔ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ۔ تو کہدے اے محمد صلعم ان مشرکون بدعہدی کرنے والون سے کہ او تعالی قادر ہے اس بات پر کہ بھیجے تم پر عذاب کو تمھارے فوق سے۔ یعنی سرون کی بلندی بالا کی جانب سے مثلاً عذاب کے پتھر برساوے یا آواز سخت ایسی سناوے کہ دل وجگر پھٹ جاوین یا ہوا وغیرہ بھیجے جیسے عذاب کہ عاد وثمود وقوم لوط وغیرہ پر آئے تھے۔ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ یا پیرون کے تحت سے مانند آنکہ خسف کرے یا غرق کرے قال مجاہد وسعید بن جبیر وابو مالک والسدی وابن زید وغیر واحد فی قولہ عذابا من فوقکم۔ یعنی پتھر برساوے۔ او من تحت ارجلکم یعنی زمین مین دھنسا دے اور یہی شیخ ابن جریر نے اختیار کیا اور یہی شیخ سیوطی نے لیا ہو اور ابن عباس وغیرہ سے روایت ہو کہ من فوقکم یعنی تم مین سے اوپر

Marfat.com

اور وہ گمراہ حاکم و سردار ہین او من تحت ارجلکم یعنی نیچون سے اور وہ غلام و رذیل ہین۔ اور ارجح قول مجاہد رح ہے و دیگر معانی اسکے اقسام دلالت سے شامل و داخل ہین واللہ اعلم۔ اَوْ یَلْبِسَکُمْ شِیَعًا۔ او یخلطکم فرقا مختلفۃ الاہوار۔ یا خلط کر دے تم کو فرقہاے مختلفۃ الاہوا۔ یعنی آپس مین تم کو ایسے مختلف فرقہ کر دے کہ ہر ایک کی خواہش نفسانی مختلف ہو جاوے پس آپس مین مخالف ہو کر ایک دوسرے کے دشمن ہو جاؤ اور یہ تفسیر ابن عباس و مجاہد و دیگر علماء سے مروی ہوئی اور حدیث مین جو متعدد طرق سے آنحضرت صلعم سے مروی ہوئی یون موجود ہے کہ یہ امت تہتّر فرقون پر مختلف ہو جائے گی جسمین سے سب دوزخ مین جاوین گے سوائے ایک فرقہ کے۔ کذا فی تفسیر ابن کثیر رحمہ اللہ اور دوسرے مقام پر شیخ ابن کثیر رح نے لکھا ہے کہ مین نے اس حدیث کے طرق و اسانید کو جمع کیا ہے الحاصل اللہ تعالی قادر قاہر ہے تم خوف کرو کہ تمھارے اوپر سے عذاب اُتارے یا پیرون کے نیچے سے یا تم کو مختلف نفسانی خواہشون مین باہم مختلط و متخالف کر دے۔ وَیُذِیْقَ بَعْضَکُمْ بَأْسَ بَعْضٍ۔ یا تم مین سے بعض کو بعض پر مسلط کر دے کہ عذاب و تکلیف دہی و قتل سے مضرت پہونچاوین۔ کذا قال ابن عباس و غیر واحد۔ واضح ہو کہ آیت کریمہ مین علوم و معرفت ہین اور راسخین فی العلم اُن کو خوب جانتے ہین۔ پھر یہ تہدید تو ظاہراً مشرکین کو ہے اور اہل اسلام جب دین قویم و سنت مستقیم سے فسق و فجور کی طرف مائل ہون تو وہ بھی اسکے اشارہ مین شامل ہین اسیواسطے حسن بصری رحمہ اللہ سے قولہ قل ہو القادر علی ان یبعث علیکم عذابا من فوقکم او من تحت ارجلکم۔ مین روایت ہے کہ حسن رح نے کہا کہ یہ مشرکون کیواسطے ہے۔ مترجم کہتا ہے احادیث صحیحہ سے ثابت ہوا کہ اس اُمت مین سے بھی کچھ لوگ خارج ہو کر مشرکون سے مل جاوینگے اور مجاہد رح نے فرمایا یہ اُمت محمد صلعم کے واسطے ہے ان دونون اثر کو ابن ابی حاتم نے روایت کیا اور یہ دونون قول متعارض نہین بلکہ صحیح ہین پھر ابن کثیر رح نے ذکر فرمایا کہ بخاری رح نے اس آیت کی تفسیر مین روایت کی کہ جابر بن عبداللہ رض نے کہا کہ جب یہ آیت اُتری۔ قل ہو القادر علی ان یبعث علیکم عذابا من فوقکم رسول اللہ صلعم نے کہا کہ اعوذ بوجہک یعنی اے میرے پروردگار مین تیری وجہ پاک سے پناہ مانگتا ہون۔ او من تحت ارجلکم کہا کہ اعوذ بوجہک یعنی اس عذاب سے بھی پناہ مانگی۔ او یلبسکم شیعا و یذیق بعضکم باس بعض۔ کہا کہ یہ نرم و آسان ہے۔ و قد رواہ النسائی و الحمیدی و ابن حبان و ابن مردویہ و سعید بن منصور۔ اور بعض روایت مین ہے کہ جابر رض نے کہا کہ آنحضرت صلعم نے نرم و آسان فرمایا اور اگر اس سے بھی پناہ مانگتے ہو تو اللہ تعالی پناہ دیتا۔ مترجم کہتا ہے کہ اشارہ ہے کہ یہ امر مقدر ہے ضرور واقع ہو گا اسواسطے یہان پناہ نہ مانگی کیونکہ اللہ تعالی جو چاہتا ہے واقع ہوتا ہے چنانچہ اُمت اسلامیہ مین یہ سب اُمور یکے بعد دیگرے واقع ہوئے اول تو باہم قتال ہوا اگرچہ دین مین سب حق پر تھے پھر مختلف الاہوا فرقے پیدا ہوئے مانند خوارج و روافض و معتزلہ و جہمیہ وغیرہ۔ پھر عذاب کا مرتبہ ہے سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ قولہ تعالی قل ہو القادر علی ان الآیۃ کو آنحضرت صلعم سے پوچھا گیا تو فرمایا کہ یہ ہونے والا ہے اور اسکی تاویل ابھی نہین آئی ہے۔ رواہ احمد و الترمذی۔ و قال حدیث غریب سعد بن ابی وقاص رض سے روایت ہے کہ پھر مسجد مین داخل ہو کر آنحضرت صلعم نے دو رکعت نماز پڑھی اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی پھر دیر تک حضرت پروردگار عزوجل سے مناجات کی پھر فرمایا کہ مین نے او تعالی سے تین باتین مانگین ایک یہ کہ طوفان غرق سے میری اُمت کو ہلاک نہ کرے اسکو او تعالی نے منظور فرمایا اور دوم یہ کہ قحط سے میری اُمت کو ہلاک نہ کرے یہ بھی عطا فرمائی۔ اور سوم یہ کہ آپس مین قتل و تعذیب کرین تو اس کو منع فرمایا رواہ احمد و مسلم۔ مترجم کہتا ہے کہ مسجد بنی معاویہ مین یہ نماز پڑھی تھی اور یہ سوال

Marfat.com

کئی بار واقع ہوا اور بعض دفعہ چار باتین مانگنا مذکور ہے اور طوفان غرق سے یہ مراد کہ مانند طوفان نوح کے عموم غرق سے ہلاک نہ ہو اور قحط سے ہلاک نہ ہونے سے یہ مراد کہ عموماً قحط کا عذاب مانند طوفان کے ایسا نہ ہو کہ سب قحط سے ہلاک ہو جاوین اور امت سے مراد ایمان و اسلام والے ہین اور مسجد بنی معاویہ ایک مسجد قریب حرہ کے عوالی مدینہ منورہ مین ہے اور اس مسجد مین اس دعا کی حضرت نے یہ ظہور آثار قضاء و قدر تھا کہ بعد زمانہ آنحضرت صلعم و خلفاء راشدین کے یزید پلید کے لشکر سے اسی مقام پر اکابر مدینہ و صلحاء امت کیساتھ بے ادبیان و خونریزیان واقع ہوئین جو کتب سیر مین مذکور ہین بلکہ صحاح احادیث مین وارد ہے کہ آنحضرت صلعم لوگون کو آخام مدینہ سے بلاء و فتنہ کی خبر دیتے تھے۔ قال الامام احمد قراۃ علی عبد الرحمن بن مہدی عن مالک عن عبد اللہ بن عبد اللہ بن جابر بن عتیک۔ کہا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حرۃ بنی معاویہ مین جو انصار کے محلات مین سے ہے ہمارے پاس آئے اور مجھ سے فرمایا کہ تو جانتا ہے کہ تمھارے اس مسجد مین رسول اللہ صلعم نے کس مقام پر نماز پڑھی تھی مین نے کہا کہ ہان اور مین نے ایک جانب کو اشارہ کر کے بتلایا پھر پوچھا کہ تجھے معلوم ہے کہ اسمین جن تین باتون کی دعا فرمائی تھی وہ کیا ہین تو مین نے کہا کہ ہان۔ فرمایا کہ مجھے خبر دیدے تو مین نے کہا کہ یہ دعا فرمائی کہ امتیون پر ان لوگون کے سوائے دوسری قوم سے کوئی غالب نہ فرمایا جاوے اور قحط سے وہ ہلاک نہ کیے جاوین اور یہ دونون باتین منظور ہوئین اور یہ دعا کی کہ آپس مین ایک دوسرے سے ان کو ضرر قتل و تعذیب ہو تو اس دعا سے منع کیے گئے۔ عبد اللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ تو نے سچ کہا اور فرمایا کہ قیامت تک برابر آپس مین خونریزی و تعذیب جاری رہیگی۔ قال الحافظ ابن کثیر اسنادہ جید قوی ولیس فی شئی من الکتب الستۃ اور مترجم کہتا ہے اور غیر قوم سے کوئی دشمن اُن پر غالب ہو اس سے یہ مراد کہ اس طرح غالب ہو کہ اُن کو نیست کر دے جیسا کہ دوسری روایات مین مصرح ہے۔ اور ابن مردویہ کی روایت بطریق محمد بن اسحاق مین آٹھ رکعات پڑھنا مذکور ہے اور امام احمد کی روایت معاذ بن جبل مین اس نماز کو نماز رغبت و رہبت فرمایا وقد رواہ ابن ماجہ و ابن مردویہ اور امام احمد کی روایت انسؓ مین ایک سفر مین آٹھ رکعت نماز چاشت مذکور ہے اور اسکو نماز رغبت و رہبت فرمایا اور تیسری دعا باین الفاظ ہے کہ مین نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ لا یلبسہم شیعا۔ یعنی فرقہائے مختلف الاہواء مخلوط نہ فرماوے تو یہ قبول نہ ہوئی۔ وقد رواہ النسائی۔ مترجم کہتا ہے یہ سفر مین نماز چاشت مین واقع ہوا اور ظاہراً اسمین تیسری دعا سے یہ مقصود نہ تھا کہ آپس مین لڑین نہین بلکہ یہ مقصود تھا کہ دین مین ان کے قلوب مختلف و متفرق ہو کر خواہش نفسانی و رائے کے پابند نہ ہون واللہ اعلم۔ اور امام احمد نے خباب بن الارتؓ سے نماز شب کے قصہ مین ہے کہ مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپنے اس رات ایسی نماز پڑھی کہ مین نے آپ کو ایسی نماز پڑھتے نہین دیکھا تھا فرمایا کہ ہان یہ نماز رغبت و رہبت تھی مین نے اسمین اپنے پروردگار سے تین باتین مانگین تو دو مجھے عطا فرمائین اور ایک سے منع فرمایا مین نے پروردگار عز و جل سے مانگا کہ ہم کو ایسی چیزون سے ہلاک نہ فرما دے جن سے اگلی امتین ہلاک ہوئین تو مجھے عطا فرمایا۔ الحدیث بنحو ما سبق عن انسؓ وقد رواہ النسائی و ابن حبان و الترمذی وقال حسن صحیح۔ ابن جریر نے خالد الخزاعیؓ سے روایت کی کہ نبی صلعم نے نماز خفیف یعنی کم قراۃ پڑھی جس کے رکوع و سجود پورے تھے۔ الحدیث اسمین ہے کہ اور مین نے دعا کی کہ تم پر ایسا دشمن غالب کرے جو تمھاری جڑ اُکھاڑ ڈالے یہ قبول ہوئی۔ قال الامام احمد حدثنا عبد الرزاق قال قال معمر اخبرنی ایوب عن ابی قلابۃ عن الاشعث الصنعانی عن ابی اسماء الرحبی عن شداد بن اوس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین لپیٹ دی مین نے اُس کے مشارق

ومغارب کو دیکھا اور میری اُمت کا ملک عنقریب ہانتک پہونچے گا جسقدر میرے واسطے لپیٹی گئی اور مجھے سپید و سرخ دو خزانہ عطا ہوئے اور
مین نے دعا مانگی کہ ہلاک نہ فرماوے میری اُمت کو قحط سے عموماً یعنی عذاب قحط ایسا نازل نہ ہو کہ سب کے سب عموماً ہلاک ہو جاوین اور یہ
دعا مانگی کہ اُن پر ایسا دشمن مسلط نہ فرماوے کہ اُن کو عموماً ہلاک کرے اور یہ دعا مانگی کہ ان لایلبسہم شیعاً وان لایذیق بعضہم باس بعض یعنی نہ مخلوط
فرماوے فرقہائے مختلف الاہوار اور نہ چکھاوے بعض کو بعض سے مضرت قتل و تعذیب کو تو اللہ عز و جل نے فرمایا کہ اے محمد جب مین نے
کوئی حکم مقدر کیا تو وہ رد نہین ہو سکتا پس مین نے تیری اُمت کو پناہ دی کہ اُن کو قحط سے عموماً ہلاک نہ کرونگا اور نہ اُن پر ایسے دشمن کو
اُن کے غیر مین سے مسلط کرونگا کہ ان کو عموماً ہلاک کر دے یہان تک کہ یہ ہوگا کہ بعض ان مین سے بعض کو ہلاک کرے اور بعض ان مین سے
بعض کو قید کرے۔ رشداور رہ نے کہا کہ پھر حضرت صلعم نے فرمایا کہ مین اپنی اُمت پر خوف نہین کرتا مگر ایسے سردارون سے جو گمراہ کرنے والے
ہون پھر جب میری اُمت مین تلوار رکھی جائے گی تو قیامت تک پھر اُن پر سے نہین اُٹھائی جائے گی۔ قال الحافظ رح اسنادہ جید قوی ولیس
فی شئی من الکتب الستۃ و مترجم کہتا ہے کہ اسمین قولہ اور نہ اُن پر ایسے دشمن کو ان کے غیر مین سے مسلط کرونگا جو کہ اُن کو عموماً ہلاک کر دے
یہانتک کہ الی آخرہ۔ اس سے دو احتمال ہین ایک یہ کہ اُمت اسلام پر غیر مین سے کسی قوم کا مسلط نہ ہونا اُسوقت تک ہے کہ آپس مین بعضے
بعض دیگر کو ہلاک کرین اور جب ایسا کرینگے تو غیر مین سے مسلط ہو سکتے ہین اور صحیح ہوا کہ مسلمانون مین جبتک آپس مین خونریزی نہین ہوئی تبتک
کوئی غیر قوم اُن پر مسلط نہین ہوئی اور دوسرا احتمال یہ کہ غیر قوم ان پر اس طرح مسلط نہ ہو کہ نیست کر دے اور یہ عموماً وعدہ ہے جب تک کہ وہ اسلام
و توحید پر ہین اور قولہ یہان تک کہ یہ ہوگا الخ۔ اسکے معنی یہ کہ غیر مسلط نہ ہوگا ہان یہ ہوگا کہ آپس مین ہلاک کرنے والے ہون گے اور مترجم کہتا ہے
کہ ظاہر لفظ اس روایت سے احتمال اول اقرب ہے اور دیگر روایات سے احتمال دوم اقرب ہے اور بہ تقدیر احتمال دوم کے دو باتین محفوظ ہین
یعنی غیر قوم اس اُمت اسلام پر مسلط نہ ہوگی بشرطیکہ یہ دین توحید اسلام پر ثابت ہون اور ایسی حالت مین یون مسلط نہ ہوگی کہ عموماً اُن کو ہلاک کر سکے
بخلاف ان لوگون کے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اُمت سے موحد رہے تھے یعنی ایمان توحید پر ثابت رہے تھے کیونکہ ان کو مشرک ہو جانے
والون نے بالکل قتل کر ڈالا تھا۔ امام احمد نے ابو السبرہ غفاری رض سے مرفوعاً روایت کی جسمین تین اُمور مذکورہ کے ساتھ چوتھا امر یہ بھی مذکور ہے
کہ مین نے دعا کی کہ میری اُمت کسی گمراہی پر اتفاق نہ کرے یعنی اجماع نہ کرے تو اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول فرمائی اور اس حدیث مین
مذکور ہے کہ ان لوگون کی جماعت مقتدی تھی اور آپ نے التحیات کے جلسہ مین یہ دعا مانگی تھی۔ قال ابن کثیر رح صحاح ستہ مین سے کسی کتاب
مین یہ روایت نہین ہے پس اسکو یاد رکھنا چاہیئے۔ طبرانی رح نے حضرت علی رض سے تین اُمور مذکورہ کی دعا مرفوعاً روایت کی اسمین ہے
قلت یارب لاتسلط علیہم عدوا من غیرہم یعنی اہل الشرک فیجتاحہم قال ذلک لک یعنی دوسری دعا یون مذکور ہے کہ مین نے عرض کیا کہ
اے میرے پروردگار نہ مسلط فرمائیو ان لوگون پر یعنی میری اُمت والون پر کوئی دشمن ایسا جو اُن کے غیر مین سے ہو یعنی مشرکون مین
سے ہو کہ وہ ان سب کو جڑ سے نیست کر دے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ تیرے واسطے ہے یعنی یہ تیری دعا قبول ہے۔ اور معنی حدیث کو
ابن مردویہ نے ابن عباس رض سے بھی روایت کیا ہے اور ابن مردویہ نے ابوہریرہ سے چار باتون کی دعا روایت کی اور چوتھی بات یہ ہے کہ
میری اُمت سب کی سب کافر نہ ہو جائے۔ تو اسکو قبول فرمایا۔ پھر حافظ ابن کثیر رح نے آثار نقل کئے چنانچہ حضرت ابی بن کعب رض نے قولہ
قل ہو القادر علی الآیۃ۔ مین عذاب من فوقکم کی تفسیر پتھر برسائے جانا اور من تحت ارجلکم کی تفسیر خسف ہونا بیان کر کے کہا کہ اسمین
چار باتین ہین جنمین سے دو ہو گئین اور دو باقی ہین۔ کذا ذکرہ من طریق سفیان الثوری رح اور ابو جعفر رازی کے طریق سے ابی بن کعب رض کی

Marfat.com

روایت مین ہی کہ یہ چار باتین ہین جنمین سے دو باتین تو آنحضرت صلعم کی وفات سے پچیس برس پر گذرین کہ مختلف الاهوا ہو کر فرقے ہوے اور ایک نے بعض کو بعضون سے قتل وغیرہ کی اذیت پہونچی اور دو باقی رہین یعنی آسمان سے پتھر برسنا اور زمین مین دھنس جانا اور یہ بھی ضرور واقع ہونگی رواہ احمد وابن ابی حاتم ۔ مترجم کہتا ہی کہ خلفائے عباسیہ مین سے بعض کے وقت مین متعدد طور پر خسف واقع ہونا تاریخ کی کتابون مین مذکور واللہ اعلم ولیکن علماء نے کہا کہ یہ آخر زمانہ مین واقع ہوگا اور حدیث صحیح مین ہی ایک لشکر کعبہ پر چڑھائی کریگا اور وہ بیداء کے مقام پر پہونچکر سب زمین مین دھنس جاوینگے ۔ پھر ابن کثیر رحمہ اللہ نے ابن جریر وابن ابی حاتم کی روایت سے ابن عباسؓ سے قولہ عذابا من فوقکم کی تفسیر گمراہ اور گمراہ کنندہ سردارون کے ساتھ اور قولہ من تحت ارجلکم کی تفسیر بدکار خادمون کے ساتھ ذکر کی پھر کہا کہ اس قول کی اگرچہ توجیہ صحیح ہی لیکن قول اول یعنی جو ابی بن کعب و مجاہد وغیرہم سے پتھرون کی بارش و خسف کا مذکور ہوا وہ اقوی و اظہر ہے اور ابن جریر نے کہا کہ اس کی صحت پر شاہد ہی قولہ تعالی اامنتم من فی السماء ان یخسف بکم الارض فاذا ہی تمور ام امنتم من فی السماء ان یرسل علیکم حاصبا فستعلمون کیف نذیر ۔ اور حدیث مین ہی کہ ضرور اس امت مین قذف و خسف و مسخ واقع ہوگا اور یہ سب علامات قیامت مین مفصل مذکور ہین اور انشاء اللہ تعالی اپنے مقام پر آوینگے ۔ فانظر ۔ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ۔ اے انظر متعجبا کیف نبین لہم الدلالات علی قدرتنا یعنی تعجب سے دیکھ کہ کیسے ہم ان لوگون کے واسطے اپنی ہر طرح اور ہر بات پر قدرت والا ہونے کی دلالت کثیرہ بیان کرتے ہین ۔ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ۔ یعلمون ان ماہم علیہ باطل ۔ تاکہ جان جاوین یہ بات کہ جس پر وہ اڑے ہین وہ سب غلط و باطل ہی ۔ مترجم کہتا ہی کہ اوپر معلوم ہو چکا کہ اولاً و بالذات تو یہ کافرون و مشرکون کو فہمائش و تہدید ہے اور حاصل آنکہ سمجھدار جو اللہ تعالی کے آیات و دلائل پاکیزہ مین نور ایمان سے یا ادنی تامل سے سمجھ رکھتا اور علم حاصل کرتا ہی وہ ان صریح آیات سے ضرور امید کریگا کہ جن کی فہمایش کے لئے ایسے ایسے پاکیزہ دلائل بیان ہوئے وہ سمجھ جاوینگے اور اسکو بہت تعجب ہوگا کہ یہ بیوقوف مشرک کیونکر نہین سمجھتے ہین مگر آنکہ وہ یقین کے ساتھ یہی کہیگا کہ پاک ہی تو اے پروردگار ہدایت تیرے ہی قبضہ قدرت مین ہی تو ہمارے دلون کو بعد ہدایت کے اپنے فضل و کمال کے صدقے مین کج نہ فرمانا اور ایمان پر سلامتی و عافیت سے مغفرت فرماکر خاتمہ بخیر کرنا جیسے مترجم اپنے پروردگار ارحم الراحمین کی درگاہ مین یہی دعا کرتا ہی آمین پھر اسمین اہل اسلام کو بھی بطریق اشارت و دلالت کی فہمائش ہی کہ راہ توحید پر مستقیم رہین ۔ قال الحافظ ۔ اور ابن ابی حاتم و ابن جریر نے روایت کیا کہ زید بن اسلمؒ نے کہا کہ جب نازل ہوا قولہ قل ہو القادر علی ان یبعث علیکم الآیۃ ۔ (یعنی مشرکون کے شرک و کفر و فسق و فجور پر تہدید ہوئی ان امور سے اور اہل توحید و اسلام کے کان کھول دیئے کہ تم ہرگز ایسے افعال مت اختیار کرنا کہ اس تہدید کے مصداق ہو جاؤ) تو رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ میری وفات کے بعد تم لوگ مت لوٹیو الٹے پاؤن کافر ہو کر کہ بعضے تمھارے تلوار سے بعضون کی گردنین مارین تو لوگون نے کہا کہ ہم تو گواہی دیتے ہین کہ کوئی معبود نہین سوائے اللہ تعالی کے اور آپ رسول اللہ ہو ۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ہان یہ بات تو ٹھیک ہی پس بعض نے کہا کہ ایسا تو کبھی نہ ہوگا کہ بعض ہم مین سے بعض کو قتل کرین حالانکہ ہم مسلمان ہین تب نازل ہوا انظر کیف نصرف الآیات لعلہم یفقہون وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ ۔ مفسرین نے کہا کہ بہ اے بالقرآن یعنی قرآن کو تیری قوم نے جھٹلایا اور بعض نے اس وعید مذکورہ کی طرف ضمیر راجع کی اور مترجم کہتا ہی کہ عموماً قرآن کی طرف راجع ہونے مین یہ بھی آگیا کیونکہ یہ وعید بھی منجملہ قرآن ہے پس حاصل یہ ہوا کہ جھٹلایا قرآن کو از انجملہ وعید مذکورہ بالا کو بھی تیری قوم نے یعنی قریش کے مشرکون نے اور جھٹلانے کے یہ معنی کہ اسکو سچ نہین جانا ۔ اور زید بن اسلم کی روایت مین جو مذکور ہوا کہ بعض لوگون نے آپس کی قتل و خونریزی کو کہا کہ ایسا کبھی نہین ہوگا تو قرآن یا وعید مذکور کی کچھ بھی تکذیب

Marfat.com

نہیں ہی کیونکہ وہ لوگ اس بات کو قطعاً سچ جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ہر بات پر قادر ہے چاہے جو کچھ کرے بلکہ اُن کے کلام کے یہی معنی ہین کہ آپنے جو ہم کو آپس کی خونریزی سے منع فرمایا تو ہم ایمان لائے اور ہم کبھی آپس مین خونریزی نہین کرینگے پس یہ تو عین تصدیق ہے اور مشرکین مکہ البتہ جھٹلاتے اور سچ نہین مانتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قرآن کو تیری قوم قریش نے جو مشرک ہیں جھٹلایا۔ وَهُوَ الْحَقُّ۔ حالانکہ یہ قرآن حق یعنی سچ ہے حاصل آنکہ قرآن مین جو اخبار ہین اور جس طرح وعدہ و وعید و دلائل قدرت و توحید مذکور ہین سب سچ ہین۔ قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ۔ تو ان مشرک کافرون سے کہدے کہ مین تم پر وکیل نہین ہون تاکہ تمھارے اعمال کی جزا و سزا دیدون مین تو فقط ڈرسنانے والا ہون مشرکون کافرون کو اور باقی رہا تمھارے اعمال کا بدلا وغیرہ وہ اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت و اختیار مین ہے اور یہ بمانند قولہ قل الحق من ربکم فمن شاء فلیومن ومن شاء فلیکفر۔ پھر واضح ہو کہ مفسر رح نے کہا کہ جہاد کا حکم ہونے سے پہلے یہ حکم ہوا تھا۔ فعلے ہذا منسوخ ہوگا اور معنی یہ کہ تم نے یہ فعل کیا کہ قرآن کی تکذیب کی تو مین اس امر کا وکیل نہین ہون کہ تم کو اس فعل پر سزا دون۔ پھر جب جہاد کا حکم ہوا تو اُن سے قتال کرنے لگے اور صحیح یہ کہ منسوخ نہین ہے اور معنی یہ کہ تم نے کفر کیا اور مین وکیل نہین ہون کہ تمھارے اعمال کی حفاظت میرے اوپر واجب ہو حتیٰ کہ تم کفر کرو تو مجھ پر الزام آوے پس تم جیسا کروگے ویسا پاؤگے چنانچہ آخر دنیا مین بھی ان پر جہاد کرنے کا حکم ہوگیا اور مترجم کے نزدیک یہی اولیٰ ہے کیونکہ منسوخ کہنا بضرورت ہے اور یہان کوئی ضرورت نہین ہے اور کلام مفسر رحمہ اللہ بھی اسی طرف راجع ہوسکتا ہے کیونکہ نسخ کو مفسر رح نے نہین کہا بلکہ صرف یہ کہا کہ حکم قتال سے پہلے یہ حکم ہوا تھا پھر قتال کا حکم اسکے بعد ہوا ہے اور جہاد کا حکم ہونے کے وقت بھی یہ صادق ہے کہ لست علیکم بوکیل۔ کیونکہ جو کوئی جیسا کرے ویسا پاوے رسول علیہ السلام کو وحی الٰہی پہونچانا اور اسکی پابندی کرنا فرض ہے اور موجودہ تفاسیر مین کسی مفسر نے اسکے نسخ کو نہین لکھا۔ اور مترجم نے جو کہا اسی کی صحت پر دلالت کرتا ہے جو فرمایا۔ لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ۔ وقت یقع فیہ ویستقر ومنہ عذابکم۔ نبا یعنی خبر ہے اور مستقر صیغہ ظرف زمان ہے یعنی اور ہر چیز کے واسطے ایک وقت ایسا مقرر ہے جسمین اسکا وقوع واستقرار ہوتا ہے خواہ گذشتہ امر کی خبر ہو یا آئندہ ہونے والی چیز کی خبر ہو پس حکم دیا کہ کافرون مشرکون سے یہ سمجھا دے اور حاصل آنکہ اے منکرو تمھارے عذاب پانے کی خبر کا بھی یہی حال ہے تم مت انکار کرو بلکہ وقت مقدر پر عذاب پاؤگے بلکہ فرمایا۔ وَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ۔ اور عنقریب جان جاؤگے اور یہ ان کافرون کو تہدید ہے

ف۔ فی العرائس قولہ قل اللہ ینجیکم منہا ومن کل کرب الآیۃ بعض نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مین جملہ ہم وغم سے نجات دینے والا ہون جس نے ہم وغم مین میرا قصد کیا اس کا ہم وغم با ایمان دور ہوا اور جس نے کسی اور کا قصد کیا اسکی وجاہت مین ما نقص کر دیتا ہون پھر جب بیان فرمادیا کہ ہر غم و محنت کا حل ہونا اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے لیکن بے عقل لوگ شرک کرتے اور غیر کی طرف سکون کرتے ہین تو ان کو اپنی قدرت ازلی سے تہدید فرمائی کہ دوبارہ ان کو عذاب کرب مین مبتلا کر دے بقولہ قل ہو القادر علی ان یبعث علیکم عذابا من فوقکم یعنی تمھارے دلون سے تجلی ملکوتی و مشاہدہ غیب کو منقطع فرماوے۔ قولہ او من تحت ارجلکم یعنی عبادت و نماز وغیرہ سے تمھارے قدم پھسلادے کہ ربوبیت کی درگاہ مین خصوصیت کیساتھ قیام نہ کرسکو۔ اور قولہ او یلبسکم شیعا۔ یعنی تمھارے درمیان جو الفت رکھی ہے وہ دور کردے۔ اور قولہ ویذیق بعضکم باس بعض۔ یعنی ہوا و ہوس والے ایک دوسرے کی تکفیر کرین۔

وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ

اور جب تو دیکھے وہ لوگ کہ بکتے ہین ہماری آیتون مین تو اُن سے کنارہ کر جبتک کہ بکنے لگین اور کسی بات مین

Marfat.com

غَيْرِهٖ ۭ وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰي مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ

اور کبھی بھلادے تجکو شیطان تو مت بیٹھ بعد نصیحت کے بے انصاف قوم کے ساتھ

وَمَا عَلَى الَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّلٰكِنْ ذِكْرٰي لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ

اور پرہیزگارون پر نہین کچھ اُن کا حساب لیکن نصیحت کرنی ہے شاید وہ ڈرین

وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا۔ اور جب تو دیکھے ایسے لوگون کو جو خوض کرتے ہین ہماری آیات مین یعنی قرآن مین جھٹلانے اور مسخرہ پن کے طور پر خوض کرتے ہین۔ خوض دراصل پانی مین گھسنا اور عبور کرنا اور یہان مضمون مین خوض کرنا عقلی چیز کیلئے محسوس سے استعارہ ہے یا خوض بمعنی خلط ہے کما یقال۔ خاض الماء بالعسل یعنی شہد مین پانی ملادیا پس مراد یہ کہ جب تو ایسے لوگون کو دیکھے جو ہماری آیات مین خلط کرتے اور معنی مین تاویل بیجا کرتے اور بے پڑھون پر شبہہ ڈالتے ہین تاکہ کلام الٰہی کی تحریف و تکذیب کرین۔ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ تو ایسے مفسد لوگون سے اعراض کر اور ان کے ساتھ مت بیٹھ تاکہ انکے مکروفریب کا ضرر تجکو نہ پہونچے اور یہ گناہ عظیم تو کانون سے نہ سُنے پھر اس اعراض کی حد فرمائی لقولہ۔ حَتّٰي يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ۔ یعنی اسوقت تک اعراض کر کہ وہ اور کسی بات مین غوض کرین سوائے آیات الٰہی کے اندر جھٹلانے یا فریب ہی کیواسطے خوض کرنے کے۔ غیرہ کی ضمیر مذکر بمعنی آنکہ فی حدیث غیر ہذا الحدیث۔ اور ضمیر مذکور کو آیات کی طرف سمجھنا وہم ہے کیونکہ مراد خوض در آیات کی باتین ہین اور لفظ صفت حدیث ہے۔ پھر خطاب یا تو ہر شخص لائق خطاب کو ہے یا آنحضرت صلعم کو لفظاً خطاب ہے اور مراد ہر فرد آپکی اُمت کا ہے حتی کہ اہل اسلام کو روا نہین کہ اپنے لڑکون کو ایسی صحبت مین بیٹھنے کی اجازت دین جنہین ایسے مفسدہ کی باتین ہون اور جائز نہین کہ جاہل یا عامی آدمی یہود و نصاری وغیرہ کے وعظ مین سننے کو شریک ہو جبکہ وہ ان کے دہوکا دینے والی باتین جن سے قرآن و حدیث کی تکذیب ہوتی ہے رد نہ کرسکتا ہو۔ اسی طرح رافضی و خارجی و دیگر بدعتی و گمراہ فرقہ مثل نیچر وغیرہ کی باتین سننے کا بھی یہی حکم ہے۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مومنون کو اتفاق رکھنے کا حکم دیا اور اختلاف و پھوٹ سے منع کیا اور آگاہ فرمایا کہ اگلے لوگ اسی سے ہلاک ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کے دین مین جھگڑے اور بحثین ڈالین۔ مترجم کہتا ہے کہ وہابی و بدعتی اور مقلد اور غیر مقلد کا جھگڑا بھی اسی قسم کا ہے اور خود حنفی مذہب و شافعی مذہب والے بھی اسی جھگڑے مین مبتلا ہین اگرچہ حقیقت مین یہ لازم تھا کہ کتاب و سنت کو بدون جھگڑے و تعصب کے ان مجتہدون سے لیتے اور باہم اختلاف نہ رکھتے۔ محمد بن علی سے روایت ہے کہ اصحاب الاہوا انھین لوگون مین سے ہین جو آیات الٰہی مین خوض کرتے ہین۔ مقاتل رحہ نے کہا کہ مشرکین مکہ مین جب قرآن سنتے تو اسمین خوض کرتے بدین غرض کہ فریب سے جھٹلادین اور شک ڈالین تو اصحاب رسول اللہ صلعم نے کہا کہ ہم کو ان کی باتین سننے اور ساتھ بیٹھنے مین نقصان ہوگا پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری۔ مترجم کہتا ہے کہ مقاتل کی روایت اہل تفسیر کے نزدیک قوی نہین اگرچہ اس روایت کے معنی ٹھیک ہون۔ وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ اصل مین ان ما تھا ادغام کردیا اور ان شرطیہ اور ما زائدہ ہے اور ینسینک مین دو قراءۃ ہین ایک قراءۃ۔ اسکون نون بدون تشدید کے یہی قراء معروفین مین سے اکثر کی قرأت ہے اور دوم بفتح و تشدید نون اور یہ ابن عامر کی قراءۃ ہے اور نسی و انسی کے ایک ہی معنی ہین یعنی دو نون متعدی آتے ہین معنی آنکہ اور اگر شیطان بھول مین ڈالدے تجکو یعنی اگر بھولے سے بیٹھ گیا۔ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰي مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ۔ تو مت بیٹھ بعد یاد آجانے کے قوم ظالم کے ساتھ۔

Marfat.com

قولہ بعد الذکری - بعد تذکرہ - اس کے یاد آجانے کے بعد پس ذکری مصدر ہے اور الف لام عوض مضاف الیہ ہے اے بعد ذکراہ - اگر کہا جاوے
خوض کرنے والون کے ساتھ بھول کر بیٹھا تھا اور یاد آجانیکے بعد ظالمین کے ساتھ بیٹھنے سے منع کیا تو جواب یہ کہ معنی یہ ہین کہ فلا تقعد بعد
الذکری معھم - لیکن بجائے ضمیر کے جس کا مرجع خائضین ہے ایک اسم ظاہر یعنی قوم ظالمین لاکر اشارہ کردیا کہ یہ خائضین قوم ظالم ہین اور ظلم
ہر ایسی چیز کو کہتے ہین جو بے محل رکھی گئی پس جن خائضین کا حال مذکور ہوا وہ بھی چونکہ آیات آلہی کے نصائح و وعظ و پند و معانی حق و دلالت
توحید کو بے محل رکھتے اور بجائے تاویل واقعی کے بیجا و فریب آمیز تاویلین کرتے اسلئے ظالم فرمایا پھر ظالم لفظ عام ہے کا فر و فاسق دونو
پر صادق ہے پس اگر ایسا بیجا خوض کیا کہ کفر تک پہونچا جیسے مشرکین جھٹلاتے اور فریب دیتے تو یہ ظالمین یعنی کافرین ہونگے ورنہ فاسقین
ہونگے اور جو لوگ ایمان و یقین کیساتھ آیات آلہی مین علوم اخلاق و حکمت لینے کو خوض کرتے ہین ان کے ساتھ بیٹھنا منع نہین بلکہ مستحب
ہے لہذا مفسر رح نے یخوضون بالاستھزاء کی قید لگادی پھر سہو سے بیٹھنا عفو ہے اور حدیث مین آیا کہ میری اُمت سے خطا و نسیان و جبیر
وہ زبردستی سے اسکراہ کئے گئے ہون دور کیا گیا ہے اور قولہ اما ینسینک - یعنی اگر بھول کر بیٹھ جاوے پھر یاد آجاوے تو ان کے ساتھ
نہ بیٹھے - کذا قال السدی عن ابی مالک و سعید بن جبیر و کذا قال مقاتل بن حیان اور واضح ہو کہ قولہ تعالیٰ وقد نزل علیکم فی الکتاب ان اذا
سمعتم آیات اللہ یکفر بہا ویستھزأ بہا فلا تقعدوا معھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ انکم اذا مثلھم الآیۃ - آمین قد نزل سے اشارہ یہان کی آیت
کی طرف ہے پھر مفسر سیوطی رح نے لکھا کہ جب یہ حکم اُترا تو مسلمانون نے کہا کہ اگر یہی ہوا کہ ہر بار جب کافرون نے خوض کرنا شروع کیا اور ہم
وہان سے اُٹھ کھڑے ہوئے تو ہم مسجد مین بیٹھ نہین سکتے اور طواف نہین کرسکتے تب نازل ہوا - وَمَا عَلَى الَّذِينَ يَتَّقُونَ اللهَ مِنْ
حِسَابِهِمُ الخائضین مِنْ زائدۃ شَیْءٍ اذا جالسوہم وَلٰکِنْ علیہم ذِكْرَىٰ تذکرۃ لہم وموعظۃ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ الخوض یعنی اور نہین ہے
اُن لوگون پر جنھون نے تقوی کیا اللہ تعالیٰ سے خوض کرنے والون کے حساب مین سے کچھ بھی ولیکن متقیون پر واجب ہے کہ خوض کرنیوالون
کو یاددہانی اور نصیحت کرین شاید وہ خوض سے پرہیز کرین - مترجم کہتا ہے کہ حاصل معنی یہ کہ جو لوگ خوض کرنے والون کے ساتھ بیٹھین تو خوض کرنیوالون
کے حساب یعنی مواخذہ و عذاب مین سے ان کے نامۂ اعمال مین کچھ بھی نہ ہوگا جبکہ خود متقی رہین ولیکن متقیون پر ان کو وعظ و نصیحت کرنا واجب ہے
پس ذکری مرفوع مبتدا محذوف الخبر ہے او بسبیل الرفع ہو الوجوب یعنی واجب علیہم ذکری - اسی واسطے مفسر رح نے علیہم خبر کی طرف مقدر کیا - پھر
واضح ہو کہ بنابراس تفسیر کے حکم سابق اعراض و تجنب کا اس سے منسوخ ہوگا کیونکہ پہلی آیت سے اعراض اور اُن کے ساتھ نہ بیٹھنا واجب
تھا اور اس سے بیٹھنے کی اجازت نکلتی ہے ولیکن یہ شرط کہ اُن کو خوض مذکور سے وعظ و نصیحت کرین اور شیخ ابن کثیر رح نے بروایت ابن ابی حاتم
من طریق السدی عن ابی مالک عن سعید بن جبیر رح ذکر کیا کہ قولہ وما علی الذین یتقون من حسابہم من شیٔ - کہا کہ یہ معنی کہ جب تونے ان سے
اعراض و پرہیز و کنارہ کرلیا تو تجھ پر خوض کرنے والون کے عذاب سے کچھ حساب نہین ہے وہ خوض کیا کرین - قال الحافظ اور مجاہد و ابن جریج
و سدی وغیرہم نے کہا کہ یہ معنی نہین بلکہ معنی آنکہ اگر متقی ان خوض کرنیوالون کے ساتھ بیٹھین تو متقیون پر ان کے حساب سے کچھ لازم نہین
قال الحافظ اور ان علماء نے زعم کیا کہ یہ حکم سورۂ نساء مدنیہ سے منسوخ ہے اور وہ قولہ تعالیٰ انکم اذا مثلھم الآیۃ ہے اور ان علماء کے قول پر
قولہ ولکن ذکری لعلھم یتقون کے یہ معنی کہ ولیکن ہم نے تم کو ان سے اعراض کا حکم اسواسطے دیا کہ جس حال خراب مین وہ پڑے ہین اس سے ہوشیار
ہو کر تقوی اختیار کرین اور پھر ایسا نہ کرین اور بعض نے لکھا کہ یہ رخصت ابتدائے اسلام مین تھی کہ جب مسلمانون پر تقیہ اور اپنے بچانے کی ضرورت
طاری تھی پھر سورۂ نساء کی آیت مدنیہ یعنی قولہ وقد نزل علیکم فی الکتاب ان اذا سمعتم الآیۃ سے خوض کرنے والون کے ساتھ بیٹھنے کی اجازت

Marfat.com

منسوخ ہوئی۔ قال المترجم یہ عجب ہے اسواسطے کہ سورۂ نساء مدنیہ کی آیت مصدرہ مین خوض کرنے والون کے ساتھ بیٹھنے کی ممانعت
دلائی جاتی ہے کہ پہلے تم پر نازل ہو چکا کہ خائضین کیساتھ مت بیٹھو اگر بیٹھوگے تو تم بھی انھین کے مثل ہو۔ پس آیت سابقہ مکیہ [illegible]
یہان اعراض واجب ہونے کے واسطے بیان ہوئی ہے اگر منسوخ ہوتی یا رخصت کے معنی مین ہوتی تو اس کے حوالہ پر زجر و ملامت
نہین ہو سکتے پس حق یہ ہے کہ آیت کے معنی وہی ہین جو سعید بن جبیرؒ سے مروی ہوئے ہین اور سراج مین کہا کہ جمہور کے نزدیک محکم
ہے کیونکہ خبر پر نسخ نہین داخل ہوتا اور نیز ساتھ بیٹھنے کی اباحت بشرط وعظ و نصیحت ہے۔ پھر غیر منسوخ ہونے کی تفسیر پر قولہ ولکن ذکری کے
یہ معنی ہون گے کہ محض ان خوض کرنے والون کے جلسہ سے اعراض کرنے سے امر بالمعروف ساقط نہین بلکہ اعراض کرو اور کافرون و
خوض کرنے والون کو نصیحت کرو۔ قال المترجم اسمین خلجان یہ ہے کہ مکہ مین قبل ہجرت کے مسلمانون کا یہ حال تھا کہ اپنے کو چھپائے اور
بچائے رکھتے تھے پس امر معروف و نہی از منکر اسوقت علانیہ ان پر واجب ہونا بعید اور خلاف تصریح ہے اور ظاہر معنی قولہ وما علی الذین الآیۃ
کے یہ ہین کہ جن ایمان والون نے خوض و استہزاء و تکذیب کرنے والون کی مجلس سے اعراض و تجنب کیا ان پر ان مسخرون کے عذاب سے
کچھ بھی نہ ہوگا ولیکن ان پر خود اپنے نفس کیواسطے وعظ و تذکیر واجب ہے یا یہ اعراض ان کو نصیحت کے طور پر ہے جس سے ان کو خود تقوی کا
مرتبہ کمال کو پہونچے۔ قال المترجم پس لعلہم کی ضمیر بجانب الذین یتقون یعنی موصول کی طرف راجع ہے اور پہلا تقوی از مجالس خائضین ہے
اور بعض نے جو کہا کہ متقین کی طرف لعلہم کی ضمیر راجع کرنا بعید ہے تو یہ وہم و غفلت ہے فافہم واللہ اعلم۔ وَذَرِ الَّذِیْنَ ترک کردے ایسے
لوگون کو جنھون نے اتَّخَذُوْا دِیْنَهُمُ الذی کلفوا بہ۔ بنا لیا اپنے اس دین کو جس سے مکلف کئے گئے تھے یعنی قرآن و حدیث و
رسولؐ کے طریقہ کو لَعِبًا وَّلَهْوًا باستہزائہم بہ۔ لعب و لہو یعنی لہو و لعب بنا لیا کیونکہ اس سے ٹھٹھول کرتے اور جھٹلاتے اور ظلم و بے انصافی
کے ساتھ اسمین خوض کرتے ہین وَّغَرَّتْهُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا۔ اور مغرور کیا اور فریب مین ڈالا ہے ان کو دنیا کی زندگانی نے یعنی اپنی
پیدائش اسی زندگانی دنیاوی مین مقصود سمجھتے ہین اور بعث و حشر کے اور جزا و قیامت کے قائل نہین ہین حاصل آنکہ ایسے لوگون سے
کچھ تعرض مت کر اور یہ حکم پہلے تھا پھر جہاد کا حکم ہوا۔ کذا قال المفسرؒ اور ظاہرا مفسرؒ کی یہ مراد ہے کہ یہ آیت پیچھے کو منسوخ ہو گئی ہے
کیونکہ بنا بر تفسیر مذکور کے اس وقت مین مارنے پیٹنے وغیرہ کے ساتھ تعرض کرنے سے ممانعت تھی پھر جہاد کا حکم آیا ولیکن صیغۂ امر
جو یہان مذکور ہے بمعنی تعرض مت کر یہ بعد حکم جہاد آنے کے معلوم ہو گیا کہ ایک مدت خاص تک کے واسطے تھا۔ بعض نے کہا کہ
دینہم سے مراد وہ دین ہے جو مشرکون نے خود نکالا تھا کہ بتون کے واسطے بحیرہ و سائبہ وغیرہ بناتے اور بعضے جانور مردہ ہی کھاتے
اور بعضے فقط عورتین اور بعض مین دونون شریک ہوتے اور مانند اسکے دیگر امور جو ایک کھیل و تماشا ہین۔ اور قتادہ نے لہو و لعب
کی تفسیر کھانے پینے سے بیان کی یعنی انھون نے اپنا دین بھی کھانا پینا و ناچ تماشا وغیرہ بنا لیا اور زندگانی دنیاوی نے ان کو اپنا
فریفتہ کر لیا اور بیضاویؒ نے لکھا کہ مراد آنکہ انھون نے اپنے دین کو خواہش نفسانی پر مبنی کیا اور ایسے امور سے تدین رکھا جن کا
کچھ نفع بھی ان کی طرف فی الحال یا انجام کار مین عائد نہین جیسے بتون کی پرستش اور بحیرہ و سائبہ کو اپنے اوپر حرام کر لینا وغیرہ
اور حاصل آنکہ ان کے اقوال و افعال کی کچھ پروا نہ کر اور ان سے اعراض کر۔ مترجم کہتا ہے کہ اعراض سے یہان یہ مراد نہین ہو سکتی کہ ان
کو فہمایش مت کر کیونکہ تبلیغ رسالت آپ پر واجب تھا بلکہ اعراض بمعنی بے پروائی ان کے ناکارہ افعال سے ہے قال ابن کثیر
یعنی انکو چھوڑ اور ان سے اعراض کر تھوڑی مدت کیونکہ وہ لوگ عذاب عظیم کی طرف جانیوالے ہین اسی واسطے فرمایا۔ وَذَكِّرْ بِهٖ [illegible]

Marfat.com

بالقرآن۔ اور ان لوگون اور دوسرون کو نصیحت کر قرآن کے ساتھ اور ان کو قیامت کے عذاب الیم سے تحذیر دلا۔ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا كَسَبَتْ اے لان لاتسلم الی الہلاک بما عملت تاکہ سپرد نہ ہو جاوے کوئی نفس طرف ہلاکت کے بسبب اپنے اعمال کے۔ اور بعض نے مفعول لہ قرار دیا اے کراہتہ ان تبسل یعنی بوجہ مکروہ ہونے اس بات کے کہ کوئی نفس اپنی جہالت کے اعمال سے ہلاکت کے سپرد ہو جاوے بسل لغت مین بمعنی حرام وممنوع ہے۔ بولتے ہین کہ ہذا البسل علیک۔ یہ تجھپر حرام وممنوع ہے۔ باسل مرد شجاع کہ اسکی برابری نہ ہو سکے اور اسد باسل۔ کیونکہ شیر محفوظ وممنوع از دیگر جانور ہے یا شکار اسکے پنجے سے چھٹنا ممنوع ہے اور الیسال یہ کہ آدمی اپنے آپ کو ہلاکت مین سونپ دے یقال البسلت ولدی یعنی خون کے عوض مین نے اسکو رہن کر دیا کیونکہ انجام کار ہلاک ہوگا پس تبسل بمعنی تسلم الی الہلاک ہے یعنی کوئی جان اپنے آپ خود اپنے کو ہلاکت وعذاب الٰہی کے سپرد کرے کذا فسرہ ابن عباس ومجاہد وعکرمۃ والحسن والسدی۔ قال الوالبی عن ابن عباس اے فضیحت ہو۔ قال قتادہ۔ یعنی محبوس ومرہون ہو۔ وقال ابن زید یعنی ماخوذ ہو۔ قال الحافظ ان سب عبارات کے معنی قریب ہی قریب ہین اور یہ بمانند قولہ تعالی کل نفس بما کسبت رہینۃ الا اصحاب الیمین الآیۃ۔ حاصل آنکہ مشرکون کے اعمال ناکارہ کی پروا مت کر اور ان کو بھی دوسرون کے ساتھ قرآن سے نصیحت کر کیونکہ مکروہ ہے یہ بات کہ جہالت مین کوئی نفس اپنے اعمال بد کے سبب سے اپنے آپ کو ہلاکت کے سپرد کرے۔ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ۔ درحالیکہ اس نفس کے واسطے اللہ تعالی کے غیر سے یعنی تمام عالم مین سے جو سوائے اللہ تعالی کے ہے کوئی اسکا مددگار وسفارشی ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالی عذاب کرنا چاہے تو وہ اس نفس کی مدد کرے یا عذاب نہ ہونے دے۔ وَاِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا۔ اے وان تفد کل فداء لا یوخذ منہا ماتفتدی بہ۔ اور اگر وہ نفس پورا فدیہ دے تو اس نفس سے نہ لیا جاوے یعنی اگر فدیہ دلیوے بھی تو نہ چھوٹے۔ پس ضمیر لایوخذ کی ماتفتدی بہ کی طرف راجع ہے یعنی نہ لیا جاوے اُس سے وہ جو کچھ فدیہ مین دیوے۔ عدل یعنی برابری وفدیہ کیونکہ فدیہ بھی جان کے برابر مال دینے کو کہتے ہین پس عدل بمعنی العدل بہ ہے۔ اُولٰٓئِكَ یعنی یہی جنھون نے دین کو لہو ولعب بنایا الَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا۔ یہی ہین وہ لوگ کہ ہلاکت کے سپرد کئے گئے ہین بسبب اپنے کمائے ہوئے کامون کے۔ پھر دوسری خبر یا جملہ مستانفہ بیان حال ان بدکارون کا یہ ہے۔ لَهُمْ شَرَابٌ مایشرب ان کے واسطے پینے کی چیز مِّنْ حَمِيْمٍ نہایت درجہ گرم پانی سے۔ حدیث مین اور دوسری آیات مین ہے کہ اس سے آنتین کٹ کر گرینگی۔ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ۔ ما مصدریہ ہے اے بسبب کفرہم اور عذاب مولم ہے بسبب ان کے کفر کرنے کے۔ واضح ہو کہ اللہ تعالی خالق عز وجل کو اپنا پروردگار جاننا اور اسکو وحدہ لاشریک لہ پہچاننا مخلوق پر فرض عین ہے اور نہ پہچاننا بڑی خطا ہے پھر اللہ تعالی جل جلالہ نے کتاب ورسول کو بھیجا تو بڑا احسان جان کر فوراً مان لینا اور پہچان لینا چاہیے تھا نہ پہچاننا خطائے سخت عظیم ہے پھر نہ ماننا کفر پھر معجزے دکھلادیے پھر نہ ماننا سخت کفر پھر اُسپر خالق پاک کا شریک بنانا کفر پر کفر اور نہایت ہی بدتر جو قیاس مین نہ آوے پھر رسول وکتاب الٰہی سے ٹھٹول کرنا نہین معلوم کس درجہ بدتر ہوا پھر رسول کو ایذا دینا اب کہان اسکی انتہا رہے۔ لیکن کافر لوگ وملحد وزندیق جب عذاب سنتے ہین تو کہتے ہین کہ کسی گناہ پر اتنا عذاب خلاف عدل وقیاس ہے حالانکہ اپنی خطا وگناہ کو مشرک کچھ نہ سمجھا اور اس نے عذاب الٰہی بھی ایسا ہی سمجھ لیا جیسے بندے اپنے پائے ہوئے بوتے پر کسی دوسرے کو دے سکتے ہین اگر غور کرتا تو یہ بھی اُسنے شان باری تعالی مین اسکی عظمت وشان کبریائی مین سخت بے ادبی کی پس وہ کفر وشرک سے سخت ڈرے اور عذاب الٰہی سے پناہ مانگے اور اسکے حکم کو مانے

Marfat.com

ورنہ چند روز بعد مریگا اور خواہ مخواہ عذاب مین مبتلا ہوگا ؎ اے بندہ چو بندگی نہ کردی ؛؛ از بندگیت کہ کار دارد ؛؛ چون او لوگ خدا ...
او بہ ز تو صد ہزار دارد ؛؛ ف۔ فی العرائس۔ قولہ وما علی الذین یتقون من حسابہم من شیٔ۔ سہل رحمہ اللہ نے کہا کہ اولیاء مومنین سے ...
کر لیا کہ بندون کو نصیحت و وعظ کرین جیسے انبیاء علیہم السلام پر تبلیغ واجب ہے پس اولیاء بھی نصیحت و وعظ کرین اور اگر اولیاء ...
قصور کرنے والے ہون گے قولہ وذر الذین اتخذوا دینہم الآیۃ یعنی بیہودون کو چھوڑ دے جو جہان کے حظوظ مین مشغول ہوگئے ہین تا کہ
اہل صدق کے مجالس مین مزاحمت نہ کرین کیونکہ وہ ہمارے خطاب کے فہم سے اپنی شہوات کے مشغولی کی وجہ سے محجوب ہین۔
حسین رح نے کہا کہ جو شخص ہماری مخلوق مین مشغول ہو کر ہم سے محجوب ہوا اور اپنی حیات دنیاوی سے مالوس اور اسپر مغرور
ہوا اور درحقیقت یہ موت ہے اور زندگی وہی جو حق تعالیٰ الحی القیوم سے زندہ ہو تو ایسے بیہودہ لوگون کو چھوڑ دے کہ وہ فہم و
حقائق سے معزول و محروم ہین۔

قُلْ أَنَدْعُوا مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلَىٰ أَعْقَابِنَا
تو کہہ کیا ہم پکارین اللہ کے سوائے جو نہ بھلا کرے ہمارا نہ برا اور پھر جائین اُلٹے پاؤن
بَعْدَ إِذْ هَدَانَا اللَّهُ كَالَّذِي اسْتَهْوَتْهُ الشَّيَاطِينُ فِي الْأَرْضِ
جب اللہ ہم کو راہ دے چکا جیسے ایک شخص کو بھلا دیا جنون نے جنگل مین
حَيْرَانَ لَهُ أَصْحَابٌ يَدْعُونَهُ إِلَى الْهُدَى ائْتِنَا ۗ قُلْ إِنَّ هُدَى
بھٹکتا اُسکے رفیق پکارتے ہین راہ کی طرف کہ آ ہمارے پاس توکہہ اللہ نے راہ بتائی
اللَّهِ هُوَ الْهُدَىٰ ۖ وَأُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ وَأَنْ أَقِيمُوا الصَّلَاةَ
سو ہی راہ ہے اور ہم کو حکم ہوا ہے کہ تابع رہین جہان کے صاحب کے اور یہ کہ کھڑی رکھو نماز
وَاتَّقُوهُ ۚ وَهُوَ الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ۝ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ
اور اُس سے ڈرتے رہو اور وہی ہے جسکے پاس اکٹھے ہو گے اور وہی ہے جس نے ٹھیک بنائے آسمان
وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ ۖ وَيَوْمَ يَقُولُ كُن فَيَكُونُ ۝ قَوْلُهُ الْحَقُّ ۚ وَلَهُ
اور زمین اور جس دن کہے گا ہو تو ہو جاوے گا اُسکی بات سچ ہے اور اُسی کی
الْمُلْكُ يَوْمَ يُنفَخُ فِي الصُّورِ ۚ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ ثلث
سلطنت ہے جس دن پھونکا جاوے صور چھپا اور کھلا جاننے والا اور وہی ہے تدبیر والا خبردار

قال المترجم قال السدی رحمہ اللہ مشرکون نے مسلمانون سے کہا کہ تم ہمارے دین کی پیروی کرو اور دین محمد صلی اللہ علیہ
وسلم کو چھوڑ دو پس اللہ عز وجل نے نازل فرمایا۔ قُلْ أَنَدْعُوا۔ دعا یعنی عبادت۔ اے تعبد۔ کہدے جملہ مومنین کی طرف
سے کہ کیا ہم عبادت کرین۔ من دون اللہ غیر خدا سے ما لا ینفعنا بعبادتہ۔ وہ چیز جو ہم کو نہ نفع دیوے اپنی عبادت سے
ولا یضرنا۔ اور نہ ہم کو ضرر دیوے اسکی عبادت چھوڑنے سے ف اور یہ چیز بت ہین حاصل آنکہ جو چیز ایسی ہے کہ نہ ہم
کو اسکی عبادت سے نفع پہونچے اور نہ اسکی ترک عبادت سے ضرر پہونچے کیا ہم اسکو پکارین و عبادت کرین۔ ونرد ...

Marfat.com

أَعْقَابِنَا۔ اور اپنے پچھلے پاؤن لوٹین یعنی مشرک ہوجاوین۔ بَعْدَ إِذْ هَدَانَا اللهُ بعد ازانکہ ہم کو اللہ تعالی نے اسلام کی ہدایت فرمائی ہے حاصل آنکہ ہم ایسا نہ کرینگے جس کی مثال یہ ہے۔ كَالَّذِي اسْتَهْوَتْهُ اضلتہ۔ مانند ایسے شخص کے جس کو بھٹکا دیا۔ الشَّيَاطِينُ فِي الْأَرْضِ شیطانون نے زمین مین یعنی سفر کے درمیان جنگل مین درحالیکہ وہ حَيْرَانَ ہے یعنی متحیر ہے نہین جانتا کہ کدھر جاوے یہ لفظ استہوتہ کی ضمیر ہا سے حال واقع ہے یعنی کیا ہم ایسے ہوجاوین جیسے کسی کو سفر مین شیطانون نے آوارہ کردیا۔ اور حال یہ کہ لَهُ أَصْحَابٌ اسکے ساتھی لوگ ہین کہ يَدْعُونَهُ إِلَى الْهُدَى اسکو ہدایت کی طرف بلاتے ہین یعنی تاکہ اسکو سیدھی راہ پر کردین اور اس سے کہتے ہین کہ ائْتِنَا ہمارے پاس آجا مگر وہ نہین مانتا بلکہ شیطانون کی راہ بھٹکائی ہوئی پر جاتا ہے پس ہلاک ہوجاتا ہے۔ واضح ہو کہ اندعوا مین استفہام انکاری ہے اور جملہ کالذی حال از ضمیر نرد ہے اے نرد حال کوننا کالذی الخ۔ اور بعض نے کہا کہ استہوتہ۔ از ہوی ہے بمعنی نزول از اعلی باسفل ہے یعنی شریر جن اسکو اٹھا لیگئے اور زمین پست مین ڈالدیا و لیکن قولہ لہ اصحاب الخ۔ اس معنی سے چندان مناسب نہین ہے۔ حاصل آنکہ مشرکون کو مومنون نے جواب دیا کہ ہم تمھارے بہکائے مین مشرک ہوکر ایسے شخص کے مانند نہ ہوجاوینگے جس کو شیطانون نے جنگل مین راہ بھٹکادی حالانکہ اسکے رفیق بلاتے رہتے کہ ارے سیدھی راہ یہ ہے ادھر آ مگر نہ مانا اور اندھا بیوقوف بنکر شیطانون کی راہ جاکر ہلاک ہوگیا۔ قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَلْحَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ یہ ایک مثل ہے بتون و بت پرستون کی جو آدمی کو بت پوجنے کی راہ پر بلاتے ہین اور ان لوگون کی جو راہ حق عز وجل کی طرف بلاتے ہین مثال یہ ہے کہ ایک آدمی راہ مین حیران ہے اسکو آدمی کی صورت غول بیابانی نے جنگل مین پکارا کہ ارے ادہر راہ پر آ اور اسکے ساتھیون نے پکارا کہ ادہر راہ پر آ پس اگر اول کی بات پر چلا تو مرا اور اگر دوسرے کی راہ پر چلا تو راہ پائی پس جس نے بتون کی عبادت کرنے کی راہ بتانے والے کا کہنا مانا وہ سمجھا کہ راہ پر ہون یہان تک کہ موت آئی اور ہلاک و ندامت نیز آئی۔ قال ابن کثیر۔ قولہ کالذی استہوتہ الشیاطین۔ یہ شیاطین غول بیابانی ہین کہ آدمی کا اسکے نام و اسکے باپ دادا کے نام سے پکارتے اور بہکا کر راہ لیجاتے ہین اور وہ راہ پر سمجھتا ہے حتی کہ انجام کار اسکو مقام ہلاکت مین ڈالدیتے یا پیاس سے مرجاتا ہے اور بسا اوقات خود کھا جاتے ہین قلت رواہ ابن جریر عن ابن عباس رض وقولہ لہ اصحاب یدعونہ الی الہدی۔ وتقدیر کلام آنکہ اور وہ ان کو بلانے کو نہین سنتا اور ماننے سے انکار کرتا ہے آخر کو غول بیابانی کی راہ مین ہلاک ہوتا ہے اور اگر اللہ تعالی چاہتا تو وہ پھر کر راہ پر آجاتا لہذا فرمایا۔ قُلْ إِنَّ هُدَى اللَّهِ هُوَ الْهُدَى۔ ای الاسلام ہو الہدی وما عداہ ضلال۔ کہدے کہ اسلام ہی ہدایت ہے اور جو اسکے سوا ہے وہ گمراہی ہے۔ وَأُمِرْنَا لِنُسْلِمَ ای امرنا بان نسلم۔ ہم حکم کئے گئے ہین کہ ہم سب اسلام لاوین و توحید و [illegible] لِرَبِّ الْعَالَمِينَ رب العالمین کیلئے وَأَنْ أَقِيمُوا عطف بر لنسلم بتاویل مذکور ہے اے وامرنا بان اقیموا الصَّلَاةَ اور ہم کو حکم دیا گیا کہ نماز کو ٹھیک درست قائم رکھو وَاتَّقُوهُ واتقوا اللہ تعالی۔ اور تقوی رکھو اللہ تعالی کا اسکے ساتھ مشرک ہونے سے اور وہی حکم دینے والا ہے خبردار رہو کہ سب اسی کا حکم ہے۔ وَهُوَ الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ یجمعون یوم القیامۃ للحساب وہی ہے کہ جس کی طرف محشور ہوگے یعنی حساب کے لئے قیامت کے روز جمع کئے جاؤگے پس اسکی شان مین عصیان و بے ادبی کرنے سے خوف کرو کہ سب اسی کے پیدا کئے ہوئے ہو۔ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ اور اسی نے آسمانون و زمین کو پیدا کردیا درحالیکہ محق ہے یعنی انکی پیدائش بیہودہ و باطل نہین۔ وَيَوْمَ يَقُولُ كُنْ فَيَكُونُ اور بیان کردے نصیحت کے طور پر وہ دن کہ شی کے واسطے فرمادیگا

کہ ہو جا پس وہ چیز اسی طرح شخص ہو جائیگی جیسے اسکی مراد ہو اور یہ قیامت کا دن مراد ہی کہ اس روز مخلوق مردہ آدمی دفعۃً سب
کہ کھڑے ہو جاؤ پس سب اُٹھ کھڑے ہون گے اور دو قول ہین ایک یہ کہ کن سے حقیقی یہی قول مراد ہے اور دوم آنکہ
سمجھانے کے واسطے ہی ورنہ ازل مین پیدایش اشیار سے پہلے کلام نفسی کے ساتھ مخلوق کیا پس یہ اسکے ارادہ وقدرت کی مثال
کہ بدون دیر و درنگ کے وجود ہو جاتا ہے۔ قَوْلُهُ الْحَقُّ یعنی قولہ حق وصدق واقع لامحالہ۔ اسکا قول حق ہی خواہ مخواہ
واقع ہونیوالا ہی پس قیامت مین حشر وبعث ونشر ضرور ہے تم مت انکار کرو اور کیونکر ایسے مالک خالق ذو الجلال و الاکرام کے حکم سے
انکار کرتے ہو جس نے تم کو پیدا کیا اور نعمتین دین ملک و سلطنت دی اور سب اسی کا ہی اور تم سب اسی کے زیر فرمان ہو لیکن وہ حلم و
حکمت والا ہی اپنی قدرت مین مسخر کیا ہوا تم کو امتحان مین چھوڑ رکھا ہی کہ اپنی ملک و بادشاہت گمان کرتے ہو اور گمراہ ہو پھر یہ کتنے
دن آخر نیست ونابود ہوگے اور یہ ظاہری پردہ بھی اُٹھ جائے گا۔ وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ اور اسی کا ملک بادشاہت
آنکھوں لئے نظر آویگی جس دن پھونکا جائیگا صور مین اور صور بہ معنی قرن ہے جسکو سنکھ کہتے ہین اور مراد اس نفخہ سے تین نفخون مین سے
دوسرا نفخہ ہی اور اسرافیل یہ صور پھونکین گے پس اُسدن ظہور ہوگا لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار۔ آج کس کا ملک و بادشاہت
ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی واحد القہار کا ہی اور کسی کا نظر بھی نہین آتا کیونکہ نظر تو امتحان کی جگہ یعنی دنیا مین خطا کرتی تھی آج کھلا معلوم
ہوگا کہ ملک ثابت ہی واسطے اللہ تعالیٰ ہی کے۔ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ۔ ایسا اللہ تعالیٰ جو عالم ہے اس چیز کا جو نظر ون
سے غائب ہی اور اس چیز کی حقیقت کا جو آنکھون مین مشاہدہ ہی۔ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ یعنی پیدا کرنے مین حکمت والا ہے اور ہر چیز
کے باطن سے بھی مانند اسکے ظاہر کے آگاہ ہی۔ کذا قال المفسر رحمہ اللہ۔ ابو داؤد و ترمذی و نسائی و ابن المنذر و ابن ابی حاتم و ابن ابی حبان
والحاکم و بیہقی و عبد بن حمید و ابن المبارک کی حدیث عبد اللہ بن عمرو رض مین آنحضرت صلعم کے صور کے حال بیان کرنے مین ہی
کہ پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ صور کیا چیز ہے فرمایا کہ قرن ہی جسمین نفخ کیا جائے گا۔ قال المترجم احادیث اس باب مین بہت ہین اور
اہل سنت نے اسپر اجماع کیا ہی کہ قیامت مین صور پھونکا جائے گا۔ طبرانی کی روایت حدیث صور مین ہی کہ پھر ابو ہریرہ رض نے کہا کہ
یا رسول اللہ وہ کس کیفیت کا ہی فرمایا کہ قسم اُس ذات کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہی کہ اسمین ایک دورہ کی بڑائی اسقدر ہی
کہ آسمانون و زمین کی چوڑائی اسمین سما جاوے اسمین اسرافیل یعنی جو اسپر منہ رکھے ہوئے منتظر حکم الٰہی ہین تین نفخہ پھونکین گے
پہلا نفخہ فزع ہی اور دوم نفخہ صعق ہی اور سوم نفخہ پروردگار کے حضور مین کھڑے ہونے کا ہے اللہ تعالیٰ اسرافیل کو حکم فرمادیگا کہ پھونک
پس وہ پھونکے گا اور یہ اول مرتبہ ہی پس آسمانون و زمین والے فزع مین ہو جاوینگے سوائے اُس شخص کے جسکو اللہ تعالیٰ چاہے اور حکم دیگا
پس اسرافیل برابر پھونکے جاویگا اور طول دیگا اور درمیان مین فتور نہین کریگا۔ یہ مانند قول اللہ عز وجل وما ینظر ہؤلاء الا صیحۃ واحدۃ ما لہا من
فواق ) پس اللہ تعالیٰ پہاڑون کو چلاویگا اور وہ بادل کی رفتار چلین گے پس سراب ہو جاوینگے پھر زمین اپنے لوگون کو لیکر
ایک بڑی جنبش کریگی پس ایسی ہو جاویگی جیسے کوئی کشتی سمندر مین پھینکی گئی کہ اسکو ہر طرف سے سمندر کی تھپیڑین پہونچین کہ وہ ادھر
اُدھر اپنی سواریون کے بوجھ سے اوندھی ہوئی جاتی ہے جیسے عرش سے لٹکی ہوئی قندیل کہ ہوا کے جھونکون سے گھومتی ہی۔ اور یہ
وہی ہے جسکی نسبت قرآن مین فرمایا۔ یوم ترجف الراجفۃ تتبعہا الرادفۃ قلوب یومئذ واجفۃ الآیات۔ پس لوگ اپنی پیٹھ کے بل جھکینگے
اور مرا ئعضہ کو ذہول ہو جائے گا) یعنی دودھ پلانے والی عورت پلانا بھول جائے گی یا دودھ پینے والا بچہ بھول جائیگا والاول اوسع

اور پیٹ والیان پیٹ ڈال جائین گی اور لڑکے بوڑھے ہوجاوینگے اور فزع سے شیاطین بھاگ کر اقطار مین پہونچین گے پس ملائکہ آکر ان کے منہ پر مار کر پھر لوٹائین گے اور لوگ بنی آدم کے اُلٹے بھاگین گے لیکن حکم آلہی سے ان کو محفوظ رکھنے والا کوئی نہین اور آپس مین لوگ ایک دوسرے کو پکارینگے اسی سے اللہ تعالیٰ نے اس روز کو یوم التناد فرمایا پھر اسی حال مین ہونگے کہ ناگہان زمین ایک قطر سے دوسرے قطر تک چاک ہوجائیگی پس ایسا سخت واقعہ دیکھین گے کہ کبھی ایسا نہین دیکھا اور اسکی وجہ سے ان کو ایسا کرب و ہول سماویگا کہ اسکو اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے پھر آسمان کو دیکھین گے تو وہ مانند مہل کے ہوگا پھر پھٹ جائیگا اور تارے بکھر جاوینگے اور سورج و چاند مین گہن لگ جاویگا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مردون مین سے کسی کو ان باتون سے آگاہی نہ ہوگی۔ ابوہریرہ رضی نے کہا کہ یا رسول اللہ قولہ تعالیٰ یوم ینفخ فی الصور ففزع من فی السموات ومن فی الارض الا من شاء اللہ اسمین اللہ تعالیٰ نے کن لوگون کو مستثنیٰ کر لیا ہی فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہین جو اللہ تعالیٰ کی راہ مین شہید ہوئے اور فزع ان ہی لوگون کو پہونچیگا جو زندہ موجود ہین اور شہید لوگ تو اللہ عزوجل کے یہان زندہ ہین اور رزق پاتے ہین اُن کو اللہ تعالیٰ نے اس فزع سے بچایا اور مامون فرمادیا ہے اور یہ فزع تو عذاب آلہی ہی جو اسکی نہایت شریر مخلوق پر وارد ہوگا اور یہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یا ایہا الناس اتقوا ربکم ان زلزلۃ الساعۃ شیء عظیم یوم ترونہا تذہل کل مرضعۃ عما ارضعت وتضع کل ذات حمل حملہا وتری الناس سکاری وما ہم بسکاری ولکن عذاب اللہ شدید۔ پھر یہ لوگ اس بلا مین پڑے رہین گے جب تک اللہ تعالیٰ چاہے لیکن اسکو زمانہ دراز ہوگا پھر اللہ تعالیٰ اسرافیل کو نفخۂ صعق کا حکم دیگا پس وہ صعق کو پھونکیگا پس آسمانون و زمین والے مصعوق ہوجاوینگے سوائے اسکے جسکو اللہ تعالیٰ چاہے (یعنی مرجاوینگے سوائے ان کے جو مرکر زندہ ہوئے اور حدیث مین آنحضرت صلعم نے حضرت موسیٰ کو استثنا کیا اور اموات صعق کا بھی بیان سے ظاہر فرمایا واللہ اعلم۔ پھر جب ٹھنڈے ہوجاوینگے تو ملک الموت آکر حضرت باری تعالیٰ سے عرض کریگا کہ آسمانون و زمینون کے سب لوگ و چیزین سب مرگئین سوائے انکے جنکو تونے چاہا ہے اور تعالیٰ جو خوب جانتا ہے فرمادیگا کہ کون باقی رہا وہ عرض کریگا کہ تو پاک زندہ جو نہین مریگا اور عرش کے اُٹھانیوالے اور جبرئیل و میکائیل باقی رہے ہین پس عرش بتقدیر آلہی گویا ہوگا کہ اے پروردگار کیا جبرئیل و میکائیل بھی مرجاوینگے حکم ہوگا کہ چپ ہو۔ کہ مین نے ہر اس چیز پر جو میرے عرش کے نحت مین ہی موت لکھدی ہی پھر جبرئیل و میکائیل مرجاوینگے پھر ملک الموت عرض کریگا کہ اے پروردگار وہ دونون مرگئے پھر اللہ تعالیٰ جو خوب جانتا ہے ارشاد کریگا کہ کون باقی رہا وہ عرض کریگا کہ تو پاک الحی الذی لایموت باقی رہا اور تیرے عرش اُٹھانے والے رہے ہین پس حکم ہوگا کہ حاملان عرش مرجاوین اور عرش کو حکم کریگا وہ اسرافیل سے صور لیگا پھر فرماویگا کہ کون باقی رہا اور وہ تعالیٰ خوب جانتا ہی کہ کون رہا پس ملک الموت عرض کریگا کہ تو پاک باقی رہا تیری ذات و صفات کو زوال نہین ہی اور مین رہا ہون پس وہ فرماویگا کہ تو میری مخلوق مین سے ایک بندہ ہی مین نے اپنے علم حکمت سے تجھے پیدا کیا اب تو مرجا پس وہ مرجائیگا پھر اللہ عزوجل باقی رہیگا جو واحد قہار ہے نہ اسکا بیٹا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہے جیسا پہلے تھا ویساہی آخر مین ہی تو آسمانون و زمینون کو مانند سجل کتاب کے لپیٹ کر پھر ان کو بچھا دیگا پھر تین مرتبہ اُن کو ملفوف کریگا پھر فرماویگا کہ لمن الملک الیوم تین مرتبہ فرمائیگا۔ کوئی جواب نہ دیگا خود فرمادیگا للہ الواحد القہار۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یوم تبدل الارض غیر الارض والسموات مطویات الخ۔ پھر دونون کو بچھا دیگا اور سمط کریگا پھر اُن کو تان دیگا جیسے ادیم عکاظی ہوتا ہی کہ ان مین نیچا اونچا کچھ نہ ہوگا پھر مخلوق کو ایک زجر فرمادیگا تو وہ اس آسمان و زمین تبدیل شدہ مین ویسی ہی ہوجائے گی جیسے پہلے تھی جو زیر زمین تھے وہ نیچے اور

Marfat.com

جو اوپر تھے وہ اوپر ہو جائیگی پھر اللہ تعالیٰ زیر عرش سے انپر پانی برسائے گا پھر آسمان کو حکم کریگا وہ چالیس روز تک ان پر پانی
یہان تک کہ بارہ گز ان پر اونچا ہو جائے گا پھر جسمون کو حکم کریگا پھر وہ بقل و طرائیث کی طرح اگین گے جیسے تھے ویسے ہی ہو جا
پھر حکم ہوگا کہ حاملان عرش زندہ ہون وہ زندہ ہو جادین گے اور حکم الٰہی سے اسرافیل پھر صور کو لیکر اپنے منھ کو لگا دیگا۔ پھر اللہ تعالیٰ
کے حکم سے جبرئیل و میکائیل زندہ ہونگے پھر اللہ تعالیٰ ارواح کو بلاویگا پس وہ لائی جاوینگی ان مین سے مومنون کی روحین نور سے چمکتی
ہونگی اور کافرون کی روحین سیاہی مین لتھڑی ہون گی ان سب کو لیکر صور مین ڈالدیگا پھر اسرافیل کو نفخہ صور کا حکم دیگا اسمین سے
روحین مانند شہد کی مکھیون کے نکلین گی اور آسمان و زمین کے درمیان بھر جائین گی پھر فرماویگا میری عزت و جلال کی قسم ہر روح اپنے
جسم مین جاوے پس روحین زمین مین داخل ہو کر نتھنون مین گھسین گی اور اجسام مین روان ہونگی جیسے زہریلے کیڑے کے کاٹے ہوئے
مین زہر پھیلتا ہے پھر تم سب لوگون کے اوپر سے زمین شق ہوگی اور مین سب سے اول ہون جسکے واسطے زمین شق ہوگی پس سب
لوگ جلد اپنے پروردگار کی طرف روان ہونگے اور کافر کہین گے کہ یہ بڑا سخت دن ہے ننگے پاؤن ننگے بدن بے ختنہ۔ پس سب
ایک مقام مین کھڑے ہون گے اور مدت تک جس کی مقدار ستر برس ہے کھڑے رہین گے نہ تمھاری طرف توجہ ہوگی اور نہ فیصلہ ہوگا
لوگ روئین گے یہانتک کہ آنسو منقطع ہو جائین گے۔ پھر خون روئین گے اور پسینے مین تر ہون گے یہان تک کہ گردن یا ٹھوڑی
تک پہنچیگا اور کہین گے کہ ہمارے پروردگار کے پاس کون ہماری سفارش کریگا کہ ہم مین فیصلہ فرما دے۔ کہین گے کہ سوائے
تمھارے باپ آدم کے کون اس لائق ہے اسکو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اپنی روح اسمین پھونکی اور سامنے کلام کیا
پھر آدم پاس آوینگے مگر وہ انکار کرینگے کہ مین کچھ بول نہین سکتا پس نبی نبی کرکے ہر نبی کے پاس آوینگے اور ہر نبی ان پر انکار
کریگا یہان تک کہ میرے پاس آوینگے پس مین فحص کی طرف جاؤنگا اور سجدہ مین گر پڑونگا ابوہریرہؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ
فحص کیا ہے آپ نے فرمایا کہ عرش کے آگے ہی پڑا رہونگا یہانتک کہ اللہ تعالیٰ اپنا فرشتہ میری طرف بھیجے گا وہ میرے بازو پکڑ کر
اٹھاویگا اور اللہ تعالیٰ فرماویگا کہ محمد ہے عرض کرونگا کہ ہان اے پروردگار فرماویگا کہ تیرا کیا حال ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ سب کچھ
دانا تر ہے۔ مین عرض کرونگا کہ اے پروردگار تو نے وعدہ فرمایا تھا مجھے شفاعت دینے کا تو اپنی مخلوق کے حق مین میری سفارش
قبول فرما کر انمین فیصلہ کر دے۔ حکم ہوگا تیری سفارش قبول ہے مین آکر تم مین فیصلہ کرونگا مین لوٹ کر لوگون کے ساتھ کھڑا ہونگا
پھر ہم کھڑے ہون گے کہ ناگاہ آسمان سے آواز شدید ہولناک سنین گے۔ پھر آسمان والے اسیقدر اترینگے جس قدر جن و انس
زمین مین ہین جب ہم سے قریب ہونگے تو زمین انکے نور سے چمکنے لگیگی اور وہ قرینہ سے اپنی اپنی جگہ کھڑے ہو جاوینگے ہم انسے
کہین گے کہ کیا تم مین ہمارا پروردگار ہے وہ کہین گے کہ نہین پھر اتنے گونہ اور اترینگے یہانتک کہ رب العزت بادہ ابر مین مع ملائکہ
کے نزول فرماویگا اور اسدن عرش کو آٹھ اٹھانے والے لئے ہون گے اور آج کے روز وہ چار ہین ان کے قدم زمین زیرین
کے جز پر ہین اور زمین و آسمان انکی کمر تک ہین اور عرش انکے کاندھون پر ہے ان کی تسبیح سے ایک گونج ہوگی کہین گے سبحان
ذی العرش والجبروت سبحان ذی الملک والملکوت سبحان الحی الذی لایموت سبحان الذی یمیت الخلائق ولا یموت سبوح قدوس
قدوس سبحان ربنا رب الملائکۃ والروح سبحان ربنا الذی یمیت الخلائق ولا یموت۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنی زمین مین اپنی کرسی
جہان چاہے گا رکھے گا۔ قال المترجم یعنی کرسی الٰہی ایسی وضع پر ہوگی کہ زمین اسکے زیر مین فیصلہ دالون کیلئے مستقیم ہو اور یہ مطلب

Marfat.com

نہین کہ زمین کے اندر کرسی سما جاویگی۔ فافہم۔ پھر آواز دی جاویگی کہ اے گروہ جن وانس تم لوگ آج کے دن تک جب سے اوتعالی نے
تم کو پیدا کیا خاموش چھوڑ دیا اللہ تعالی تمھارے اقوال سنتا اور اعمال دیکھتا رہا۔ تم اپنے نامۂ اعمال دیکھو جو بہتری پاوے وہ اللہ تعالی
کی تعریف کرے اور جو بد اعمال پاوے وہ اپنے آپ ہی کو ملامت کرے پھر اوتعالی جہنم کو حکم کریگا اس سے ایک گردن دراز نکلیگی
پھر فرماویگا کہ الم اعہد الیکم یابنی آدم ان لاتعبدوا الشیطان انہ لکم عدو مبین وان اعبدونی ہذا صراط مستقیم ولقد اضل منکم جبلا کثیرا افلم تکونوا
تعقلون ہذہ جہنم التی کنتم توعدون۔ یعنی اسی کو جھٹلاتے تھے۔ وامتازوا الیوم ایہا المجرمون۔ پس اللہ تعالی لوگون کو الگ فرماویگا نیکوکار
وبدکار جدا ہو جاوینگے اور امتین گھٹنون کے بل بیٹھین گی۔ اوتعالی فرماتا ہے وتری کل امۃ جاثیۃ۔ پھر امت اپنی کتاب کی طرف
بلائی جائیگی۔ پھر اوتعالی اپنی تمام مخلوقات کے درمیان سوائے جن و انسان کے فیصلہ فرماویگا حتی کہ وحوش کے درمیان و بہائم مین
فیصلہ فرماویگا حتی کہ سینگدار چوپائے سے بے سینگ والے کا بدلا لیگا جب کسی کا حق حقوق نہ رہیگا تو اللہ تعالی فرماویگا تم سب خاک ہو جاؤ
پس یہ دیکھکر کافر کہین گے کہ یالیتنی کنت ترابا۔ پھر اوتعالی بندون کے درمیان فیصلہ کریگا پس سب سے پہلے جسکا فیصلہ ہوگا وہ
خون ہین اور راہ خدا مین جو مقتول ہوئے ان کے چہرے چمکین گے اور جو راہ شیطان یعنی کفر وضلال مین قاتل یا مقتول ہوئے وہ خوار
ہون گے پھر کوئی نفس نہ چھوٹے گا جسنے دوسرے کو ناحق قتل کیا مگر آنکہ اس سے مظلمہ لیا جائیگا اور کوئی مظلمہ نہ رہیگا جو کسی ظالم نے
مظلوم پر کیا ہے مگر آنکہ عوض لیا جائیگا حتی کہ اگر دودھ بیچنے والے نے پانی ملایا تو اس سے الگ کرایا جائیگا اور کہا ان الگ کر سکتا ہے
اسکو عذاب کیا جائے گا جب یہ امور فیصلہ ہو جاوینگے تو آواز دینے والا اس طرح آواز دیگا جسکو سب مخلوق سنینگے کہ خبردار ہر گروہ اپنے
معبودون کو لیکر دوزخ مین جاوے۔ یہی فرمایا۔ لو کان ہؤلاء الہۃ ما وردوہا وکل فیہا خالدون۔ پھر جب باقی رہین گے سوائے مومنون کے نہ
منافق شامل ہونگے۔ تب آویگا اللہ تعالی جس شان سے چاہیگا اور فرماویگا کہ اے لوگو مخلوق اپنے معبودون کے ساتھ گئی تم بھی اپنے
معبودون سے جاملو تو کہین گے کہ واللہ ہم تو سوائے اللہ وحدہ تعالی کے اور کسی کو نہین پوجتے ہین ہم نہین جاوینگے پس اوتعالی ان پر کشف
ساق سے اپنی عظمت کی تجلی فرماویگا جس سے پہچان جاوینگے کہ اوتعالی ان کا پروردگار عزوجل ہے پس سجدہ مین اسکے سامنے
گر پڑینگے ولیکن منافق لوگ اوندھے گدی کے بل گرینگے اور اوتعالی ان کے پیٹھون کو صیاصی البقر کے مانند کر دیگا پھر اوتعالی انکو
سر اٹھانے کا حکم دیگا پس سر اٹھاوینگے۔ اور جہنم کی پشت پر پل صراط رکھا جائیگا جیسے بال یا تلوار کی دھار اسپر کلالیب خطاطیف
اور سعدان کے سے کانٹے ہون گے حکم ہوگا تو پلک مارتے یا بجلی چمکتے یا ہوا چلتے یا گھوڑے دوڑتے یا سوار یا پیدل دوڑتے گذر جاوینگے
کسی نجات پانیوالے پر سلامتی رہیگی اور کسی کو خدشہ ہوگا یعنی جیسے چھل گیا اور کوئی اوندھا جہنم مین گریگا پھر جب جنت والے جنت تک
پہونچے تو کہین گے کہ کون ہمارے لئے پروردگار سے سفارش کریگا پس تمام حال ہر ہر نبی کے پاس آنے اور اسکے انکار کرنے کا ذکر
کرکے کہا کہ پھر رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ پھر وہ لوگ میرے پاس آوینگے اور میرے لئے پروردگار کے پاس تین شفاعتین ہین مین چلکر
جنت پر آونگا اور دروازہ کھلواونگا تو حیاک اللہ ومرحبا کہکر کھولا جائیگا جب مین جنت مین داخل ہوا تو میری نظر میرے پروردگار
پر پڑیگی پس سجدہ مین گر پڑونگا پس اوتعالی مجھے اپنی حمد وتمجید سے ایسی چیز تعلیم فرماویگا جسکی کسی کو مخلوق مین سے اجازت نہین ہوئی
ہے پھر کہا جائے گا کہ اے محمد سر اٹھا سفارش کر مقبول ہوگی اور مانگ تجھے ملیگا پھر جب مین نے سر اٹھایا تو اوتعالی فرماویگا کہ تیرا
کیا حال ہے۔ حالانکہ اوتعالی جانتا ہے عرض کرونگا کہ اے پروردگار تو نے مجھ سے اہل جنت کے بارے مین شفاعت کا وعدہ کیا تھا۔

حکم ہوگا کہ مین نے سفارش قبول کی اور ان کو جنت مین داخل ہونے کی اجازت دی اور حضرت صلعم فرماتے تھے کہ قسم اُس ذات کی
جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہی کہ تم دنیا مین اپنی ازواج و مساکن کو اسقدر نہین پہچانتے جتنا جنت والے اپنی ازواج و مساکن
کو پہچانینگے پس ہر مرد ان مین سے بہتر اسی جوروؤن کے ساتھ داخل ہوگا جنکو اللہ تعالیٰ ایجاد کر دیگا اور دو عورتین اولاد آدم علیہ
السلام سے ہونگی جن کو ان بہتر پر فضیلت ہوگی کیونکہ ان دونون نے دنیا مین اوتعالیٰ کی عبادت ادا کی تھی پھر بعد ذکر
انعامات اہل جنت کے بیان کیا کہ جب دوزخی دوزخ مین جائینگے تو ان مین بہت سی وہ مخلوق بھی پڑجائیگی جو پروردگار کے اوپر
اسلام لائی تھی ان کو ان کے اعمال نے ہلاکت مین ڈالا بعض کو ان کے قدمون تک اور بعض کو نصف ساقین تک اور بعض کو
گھٹنون تک اور بعض کو کمر تک حتیٰ کہ بعض کو تمام بدن سے سوائے چہرہ کے آگ نے کھایا ہوگا اور چہرہ اُس کا اللہ تعالیٰ نے آگ پر
حرام کیا ہی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ دعا کرونگا کہ پروردگار میری اُمت سے لوگ دوزخ مین ہین حکم ہوگا کہ نکال لو تو جنکو
تم پہچانو پس نکالے جائینگے یہانتک کہ ایسا کوئی نہین رہیگا پھر اللہ تعالیٰ شفاعت کی اجازت دیگا سو کوئی نبی و شہید نہ رہے گا
مگر آنکہ شفاعت کریگا۔ الیٰ آخر الحدیث فی تتمۃ الشفاعۃ وغیرہ بما ہو مشہور۔ پھر طبرانی رحمہ اللہ نے بعد روایت اس حدیث کے کہا کہ یہ حدیث
غریب ہی اور اسکے بعض مضامین کے شاہد متفرق احادیث مین مذکور ہین اور اسکے بعض الفاظ مین نکارت ہی اسکو اسمٰعیل بن رافع قاضی اہل مدینہ
نے منفرداً روایت کیا اور اس راوی کے بارہ مین اختلاف ہی چنانچہ بعض محدثین نے اس کی توثیق کی اور بعض نے اسکی تضعیف کی اور اکثر
محدثین ائمہ نے اس کی حدیث منکر ہونے پر تنصیص کر دی ہی مانند امام احمد بن حنبل و ابو حاتم الرازی و عمرو بن علی الفلاس وغیرہ کے اور
بعض نے کہا کہ متروک الحدیث ہی اور ابن عدی نے کہا کہ اسکی جملہ احادیث مین تامل ہی و لیکن منجملہ ضعفاء مین اسکی حدیث لکھی جاوے قال
ابن کثیر اس سے اس حدیث کی اسنادین جو کثیرہ مختلفہ ہین مین نے ان کو ایک علیحدہ جزو مین جمع کیا ہی لیکن اسکا سیاق غریب ہے
اور بعضے کہتے ہین کہ اس نے اس حدیث کو چند احادیث متفرقہ سے جمع کیا اور ایک سیاق مین بیان کیا اس سبب سے اسپر انکار کیا
گیا اور مین نے اپنے استاد شیخ حافظ ابو الحجاج مزی رحمہ اللہ سے سُنا کہ مین نے ایک کتاب ولید بن مسلم کی دیکھی جسمین اُسنے اس حدیث
کے بعض باتون کے جملہ شواہد مفردات کو جمع کیا ہی۔ قال المترجم ایسا ہی شیخ سیوطی رحمہ اللہ نے بدور سافرہ مین بعد ایراد
اس حدیث کے کلام کیا ہے اور واضح رہے کہ مضامین اس حدیث مین بعض باتین تو صحاح کی روایت مین خود ظاہر ہین اور بعض
باتون سے انکار کیا گیا اور ایک خاص وجہ انکار کی یہ بھی ہی کہ ترتیب وار اس بیان کا ثبوت کسی حدیث ثابت سے نہین اور متفرق احادیث
مین جو مضامین ثابت ہین ان مین سے بعض کی بعض سے ترتیب صرف راوی مذکور کی رائے ہی اگر غلطی کی تو اللہ تعالیٰ اسکو عفو کرے۔
والکلام فی المتفردات یاتی فی تفسیر الآیات انشاء اللہ تعالیٰ ف۔ فی العرائس قولہ قل ان ہدی اللہ ہو الہدی۔ اللہ تعالیٰ کی ہدایت
امر غیبی ہی اور راہ ہدایت یہی طریقہ ہی جو انبیاء علیہم السلام نے شرائع و احکام راہ مستقیم کے بیان کئے ہین اور یہی اسکے عرفان و مشاہدہ
حاصل ہونے کا طریقہ ہی اور یہ طریقہ اسکے انھین بندون کو ملتا ہی جو معرفت والے ہین اور معرفت والا وہ ہی جو قضاء پر راضی ہو اور
بلا پر صبر کرے اور جو اللہ تعالیٰ کی مراد ہے اسکو تسلیم کرے اس حیثیت سے کہ اسکے نفس سے معارضہ نہ رہے۔ قولہ اُمرنا لنسلم لرب
العالمین۔ شیخ ابو عثمان نے کہا کہ بندہ کو تعلیم کا حکم ہوا اور یہ کہ تدبیر چھوڑ کر تسلیم اختیار کرو اور مجاری قضاء پر راضی ہو پھر اسکی اقامت کا
حکم دیا اور اسمین سستی کرنے سے ڈرایا بقولہ وان اقیموا الصلوۃ واتقوہ۔ نماز کی اقامت یہ ہی کہ عبودیت مین ربوبیت کا ظہور ہو اور

[غ]یبت مین مشاہدہ کا چاند نظر آوے بقولہ علیہ السلام نعبد اللہ کانک تراہ۔ تقوی اس مقام پر یہ ہو کہ نماز مین او تعالی سے متقی ہو کیونکہ وہ مقام [ہ]یبت واجلال و مناجات ہو پس اس سے پرہیز کرو کہ تمھارے دل پر سوائے او تعالی کے اور کچھ خطور کرے پس او تعالی کے مشاہدہ سے محروم ہوگے۔ ابن عطاء رح نے کہا کہ اقامت نماز یہ کہ اسکے حدود کو حکم الٰہی کے ساتھ محفوظ رکھے اور اسکے اسرار کو اللہ تعالی کیساتھ حد ادب پر نگاہ رکھے از انجملہ یہ کہ اول تو سوائے او تعالی کے کچھ خطرہ نہ آوے۔ قولہ قولہ الحق ولہ الملک الآیہ۔ ہرگاہ او تعالی نے عدم سے وجود مین اس تمام خلقت کو جو ہو یا ہوگی لانا چاہا تو ذات سے اپنی صفات کیواسطے تجلی فرمائی اور صفات سے امر یعنی فعل کے واسطے اور امر سے کاف و نون کے واسطے پس ہر دو حرف مین سے ایک دوسرے سے قدح کرتا اور اُن کے درمیانی نور سے تمام حوادث کا ظہور ہوتا ہو بسبب اسکے کہ نور ذات کا اتصال صفات سے اور نور صفات کا افعال سے اور نور امر کا کاف و نون سے ہوا ہے پس مراد ازلی اس سے متحقق ہوئی پس معنی قولہ قولہ الحق یعنی جو اس کے علم ازلی مین ہو وہ عدم سے وجود کی طرف خارج ہونے سے متحقق ہوتا ہے اس خوبی کیساتھ کہ ایک ذرہ بھی اسمین سے خلل پذیر نہین ہوتا۔ اسکا فعل موافق امر ہے اور امر اسکا ارادہ ہو کیونکہ اسکی قدرت ازلیہ قائم اسکی ذات سے باقی از ازل تا ابد ہو کبھی اسکی انتہا نہین ہو اور نہ کبھی تغیر و فنا ہو۔ حسین رح نے کہا کہ وہ حق ہو اور جو کچھ حق سے ظاہر ہووے وہ خواہ مخواہ حق ہوگا یعنی صحیح و صادق واقعی ہوگا باطل و دروغ نہین ہو سکتا پس قولہ الحق اسی معنی کر کہ وہ حق عز و جل سے صادر ہے —

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً ج اِنِّيْٓ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ

اور جب کہا ابراہیم نے اپنے باپ آرز کو تو کیا پکڑتا ہے مورتون کو خدا مین دیکھتا ہون تو اور تیری قوم

فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۵ وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ

صریح بھکی ہوئی اور اس طرح ہم دکھانے لگے ابراہیم کو سلطنت آسمان

وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ۵ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ

اور زمین کی اور تا اسکو یقین آوے پھر جب اندھیری آئی اُسپر رات کو

رَاٰ كَوْكَبًا ج قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ج فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ۵

دیکھا ایک تارا بولا یہ ہے رب میرا پھر جب وہ غائب ہوا بولا مجکو خوش نہین آتے چھپنے والے

فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ج فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ

پھر جب دیکھا چاند چمکتا بولا یہ ہے رب میرا پھر جب وہ غائب ہوا بولا اگر

لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ ۵ فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ

نہ راہ دے مجکو رب میرا تو بیشک مین رہون لوگون مین بھکتے پھر جب دیکھا سورج

بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّيْ هٰذَآ اَكْبَرُ ج فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا

جھلکتا بولا یہ ہے رب میرا یہ ہے بڑا پھر جب وہ غائب ہو بولا اے قوم مین بیزار ہون اُن سے جنکو تم

تُشْرِكُوْنَ ۵ اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۵

شریک کرتے ہو مین نے اپنا منھ کیا اُسکی طرف جس نے بنائے آسمان اور زمین ایک طرف کا ہو کر اور مین نہین شریک کرنیوالا

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ۔ واذکر اذ قال ابراہیم لابیہ الذی لقبہ آزر واسمہ تارح۔ یعنی بیان کر لوگوں سے قصے کہ جبکہ کہا ابراہیم نے اپنے باپ سے جسکا لقب آزر تھا اور اصلی نام اسکا تارح تھا آخر میں حائے مہملہ ہے چنانچہ صحاح میں بھی اب الحار المہملۃ میں مذکور ہے اور بعض نے بخار معجمہ ضبط کیا۔ وضحاک نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام آزر نہ تھا بلکہ تارح تھا رواہ ابن ابی حاتم وکذا فیما اسندہ عن عکرمۃ عن ابن عباس کہا کہ آزر بت کا نام ہے اور ابراہیم کے باپ کا نام تارح تھا اور ماں کا نام مثلی اور جورو کا نام سارہ اور مملوکہ باندی کا نام ہاجرہ تھا۔ قال ابن کثیر وہکذا قال غیر واحد من علماء النسب۔ مجاہد وسدی نے کہا کہ آزر بت کا نام ہے قال ابن کثیر شاید اس بت کی خدمت کرنے کی وجہ سے اسپر یہ نام غالب ہو گیا ہو وقال ابن جریر۔ شاید اس کے دو نام ہوں آزر و تارح اور شاید ایک لقب ہو اور صواب یہ ہے کہ اسکے باپ کا نام آزر تھا قال ابن کثیر۔ یہ قول جید قوی ہے قال المترجم مفسرؒ نے شاید تاریخ ونسب بیان کرنے والوں کی جماعت پر نظر کر کے یہ اختیار کر لیا کہ آزر لقب ہے اور تارح نام ہے اور حق وہی ہے جو ابن جریرؒ نے کہا جیسا کہ ابن کثیرؒ نے اسکی تجوید کی ہے اور تارح نام بنی اسرائیل یعنی یہود و نصاریٰ سے سنا ہوا مروی ہوا ہے اور اسی پر دلالت کرتا ہے جو سراج میں لایا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ کبیر میں کہا کہ ابراہیم بیٹے ہیں آزر کے جسکا نام توریت میں تارح ہے پس ابراہیم کے باپ کے دو نام ہوئے جیسے یعقوبؑ و اسرائیل دونوں حضرت یوسف کے باپ کے نام تھے اور بخاری رحمہ نے افراد میں روایت کی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ قیامت کے روز ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ آزر سے ملیں گے اور آزر کے چہرہ پر قترت و غبرت ہوگی الی آخر الحدیث پس اسمیں مصرح کر دیا کہ آزر ان کا باپ تھا۔ قال ابن کثیرؒ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مصرح فرمایا کہ واذکر فی الکتاب ابراہیم انہ کان صدیقا نبیا اذ قال لابیہ یا ابت لم تعبد ما لا یسمع ولا یبصر ولا یغنی عنک شیئا الآیات۔ اور اسمیں ہے کہ باپ کو کہا کہ سلام علیک سأستغفر لک ربی الآیۃ۔ اور فرمایا وما کان استغفار ابراہیم لابیہ الا عن موعدۃ وعدہا ایاہ الآیۃ۔ اور صحیح حدیث میں ثابت ہوا کہ قیامت کے روز ابراہیم اپنے باپ آزر سے ملیں گے پس آزر اُنسے کہیگا کہ میرے بیٹے آج کے روز میں کچھ تیری نافرمانی نہ کرونگا پس ابراہیم علیہ السلام عرض کرینگے کہ اے پروردگار تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا کہ بروز بعث تجکو خفیف نہ کرونگا اور اس سے بڑھکے کیا خواری ہے کہ میرا باپ دور پڑے پس کہا جائیگا کہ اے ابراہیم پیچھے دیکھ پس دیکھیں گے تو نظر آویگا کہ ایک بد بخ ملتطخ ہے پس اسکے چاروں پاؤں پکڑ کر آگ میں پھینکدیا جائیگا۔ قال المترجم پس صحیح وصواب یہ ہے کہ ابراہیم کے باپ کا نام آزر تھا اور تارح اسکا دوسرا نام ہوگا جیسا کہ اہل تاریخ ونسب اگلے اہل کتاب نے کہا ہے کیونکہ توریت میں تارح اسکا نام لیا گیا جیسے اسرائیل حضرت یعقوب کا نام لیا گیا ہے اور بعد آیات و احادیث صحیحہ کے کسی کی مجال نہیں ہے کہ آزر نام ہونے میں کلام کرے فی السراج آزر نام ہونا اصح ہے اور یہی ثابت ہے اور اصلی نام تارح نہیں اور کہا کہ وہ کوثی نام گاؤں کا رہنے والا تھا جو سواد کوفہ میں ہے پھر کثرانی لوگ جہاں یہ موجود تھا وہاں والے یہ اعتقاد کرتے کہ آسمان میں ستارے معبود اکہ ہیں اور زمین میں بت ہیں پس ہر ستارہ کے واسطے ایک بت قرار دیتے پس جب اُس ستارے سے تقرب چاہتے تو اُس کے نام کے بت کو پوجتے تھے تا کہ اس ستارے کی یہاں سفارش کرے تو ابراہیم علیہ السلام نے اُن پر انکار کیا اور اُن کے فساد پر تنبیہ کر کے کہا۔ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً۔ تعبدہا یعنی الٰہ بناتا ہے بایں معنی کہ ان کی عبادت کرتا ہے اور یہ استفہام توبیخی ہے بطور ملامت کے اور اسمیں حق قرابت ادا کیا کہ پہلے اپنے باپ کو حق راہ بتائی۔ اِنِّيْٓ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۔ یعنی میں

Marfat.com

بتون کے معبود بنانے کے تجکو اور تیری قوم کو بین حق سے کھلا دور بھٹکا دیکھتا ہون اور معنی آنکہ یقین جانتا ہون اور بہ نور نبوت سے مشاہدہ تھا جسکو دکھینا فرمایا ۔ وَكَذٰلِكَ اسے کما ارینا اضلال ربیہ وقومہ کذلک نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ ملک السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لیستدل بہ علی وحدانیتنا ۔ جیسے ہم نے ابراہیم کو اسکے باپ وباپ کی قوم کی گمراہی دکھلادی ایسی ہی ہم دکھلاتے ابراہیم کو ملک سموات الارض تاکہ اس سے ہماری وحدانیت پر دلیل پاوے ۔ اس سے ثابت ہوا کہ مخلوقات مین شرعی طریقہ سے فکر کرنا اور اس سے دلی معرفت سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت جاننا خوب ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ویتفکرون فی خلق السموات والارض ربنا ما خلقت ہذا باطلا سبحانک فقنا عذاب النار ۔ اور یہ جبھی میسر ہوگا کہ آدمی علم شرع سے کسی طور پر واقف ہوا ور شرع پر سنت کے ساتھ قائم ہو ۔ اور جو لوگ فلسفی طریقہ سے اسمین خوض کرتے ہین وہ برے کام مین پڑے ہین بلکہ طریقہ تفکر درحقیقت ہدایت الٰہی ہے ۔ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ۔ یعنی ان اشیاء پر ان کے مخلوق ہونے کے ساتھ یا ہماری وحدانیت کے ساتھ یقین کرنے والا ہو ۔ واضح ہو کہ قولہ وکذلک نری سے یہانتک جملہ معترضہ تھا جس سے قطعاً معلوم رہے کہ ابراہیم علیہ السلام خود مرتبہ یقین وتصدیق مین حد کمال کو پہونچے ہوئے تھے اور باپ و قوم کو ہدایت ایک اچھے طریقہ سے بتلاتے تھے بس پہلے تو ان کو زبانی صاف صاف کہا کہ تم گمراہ ہو رہے ہو جب نہ مانے تو جو ہوا جو آگے فرمایا ۔ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ ۔ یعنی رات کی اندھیری چھائی تو رَاٰ كَوْكَبًا ایک روشن ستارہ دیکھا ۔ قال فی المدارک جسکو وہ لوگ پوجتے تھے ۔ قال المفسر بعض نے کہا کہ وہ زہرہ تھا اور مدارک مین کہا کہ یا مشتری تھا اور مترجم کہتا ہے کہ یہ قول بے دلیل ہین اور بہت بعید ہین کیونکہ ظہور زہرہ ومشتری کا بہت خفی ہوتا ہے اور اس تعیین سے کوئی غرض متعلق نہین صرف اتنا بیان چاہیے کہ ایک ستارہ دیکھا ۔ قال لقومہ وکانوا منجمین ۔ تو اپنی قوم سے کہا اور یہ لوگ نجوم کے دین پر تھے اگر کہا جاوے کہ یہ کہان سے تفسیر فرمائی کہ خود اپنے آپ نہین کہا بلکہ قوم سے کہا تو جواب یہ کہ آگے خود فرمایا کہ قال یا قوم انی بری مما تشرکون ۔ بالجملہ خود یقین پر تھے اپنی قوم کو الزام دینے اور قائل کر کے توحید کی راہ سوجھانے کو قوم سے کہا کہ هٰذَا رَبِّيْ یعنی تم لوگون کے اعتقاد کے موافق میرا پروردگار یہ ستارہ ہے ۔ فَلَمَّآ اَفَلَ ۔ جب غروب ہو گیا وغائب ہو گیا قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ۔ تو فرمایا کہ مین غروب ہو جانے والون کو نہین دوست رکھتا ہون کہ ان کو معبود بنالون کیونکہ پروردگار پر تغیر اور ایک حال سے دوسرے حال پر منتقل ہو جانا نہین روا ہے کیونکہ تغیر و انتقال تو حادث کی شان سے ہے ۔ اسمین اشارہ ہے کہ تم لوگون نے اپنی پسند وخواہش نفسانی سے بدون راہ نور عقل کے معبود بنائے ہین کیونکہ عقل نہین روا رکھتی کہ متغیر ومنتقل ہونیوالا معبود آلہ ہو وے لیکن اس دلیل نے ان لوگون مین کچھ کام نہ کیا اور آزر و قوم کے لوگ نہ سمجھے تو پھر ان کو تنبیہ فرمائی ۔ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا پھر جب قمر کو طلوع ہوتا دیکھا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ قوم سے کہا کہ یہ میرا رب ہے یعنی تمہارے اعتقاد کے موافق ۔ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ اگر پروردگار تعالیٰ ہدایت نہ دے تو ہدایت نہین خواہ اول مین یا حالت ثبات مین چنانچہ مجکو ہدایت فرمائی ہے اگر اسپر مجکو ثابت نہ رکھے لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ ۔ تو مین بھی گمراہ قوم مین سے ہو جاؤن ۔ اسمین قوم پر تعریض فرمائی کہ تم لوگ گمراہی پر ہو ہوش مین آؤ اور پروردگار حق عزوجل کی ہدایت مانگو مگر قوم گمراہ کو کچھ اثر نہ ہوا ۔ فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا ۔ اس لفظ ہذا سے اشارہ ہے شمس کی طرف اور وہ اگرچہ مؤنث سماعی ہے لیکن یہان خبر کی رعایت بھی ہے کہ خبر اسکی مذکر ہے اے ہذا المرئی رَبِّيْ هٰذَآ اَكْبَرُ من الکوکب والقمر یہ میرا رب ہے یہ سب سے بڑا ہے یعنی انتہا کر دی کہ کوکب کا وہ حال ہوا اور قمر کا یہ حال ہوا اب نجوم وستارون مین سے ایک یہی آفتاب سب سے

Marfat.com

پڑا رہا ہے۔ فَلَمَّا اَفَلَتْ جب وہ بھی ڈوبا تو معبود کہاں ہوسکتا ہے اور قوم پر حجت پوری ہوگئی مگر وہ لوگ باز نہ آئے تو قَالَ یٰقَوْمِ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو کچھ تم شرک لاتے ہو خواہ بت ہوں یا تارے یا اور کوئی چیز ہو میں سب سے بری ہوں بالکل اس سے لگاؤ نہیں رکھتا مشرک بولے کہ تو پھر کیا پوجتا ہے تو کہا۔ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ قصدت بعبادتی۔ میں نے اپنی عبادت سے مقصود رکھا۔ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ۔ اس ذات پاک کو جس نے آسمانوں و زمین کو پیدا کیا یعنی اللہ تعالیٰ حَنِیْفًا۔ مائلا الی الدین القیم۔ درحالیکہ میں تمام دینوں سے منھ موڑ کر دین قویم و راہ مستقیم کی طرف مائل ہوا ہوں۔ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ۔ اور میں نہیں ہوں اس خالق پاک کے ساتھ شرک کرنیوالوں میں سے قال المترجم شیخ امام الحافظ العماد رح نے لکھا کہ مفسرین نے اس مقام پر اختلاف کیا اس باب میں کہ آیا خود حضرت ابراہیمؑ کی نظر تھی یا قوم سے مناظرہ تھا۔ شیخ ابن جریر نے علی بن ابی طلحہ کے طریق سے ابن عباس سے ایسا کلام روایت کیا جو مقتضی ہے کہ یہ قوم سے مناظرہ نہ تھا بلکہ خود حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ ہدایت دی کہ اُنھوں نے مخلوقات میں نظر کر کے خالق عز و جل کی معرفت حاصل کی اور شرک و بیوقوفی سب چھوڑ کر توحید الٰہی کو اختیار کیا اور اسی کو ابن جریر رح نے خود اختیار کیا ہے بدین دلیل کہ کہا۔ لئن لم یھدنی ربی لاکونن الآیۃ۔ اور محمد بن اسحاق نے کہا یہ نظر کرنا و توحید پر دلیل لینا حضرت ابراہیمؑ سے اسوقت ہوا کہ جب اس کھوہ میں سے نکلے تھے جسمیں ان کی والدہ بخوف نمرود بن کنعان کے ان کو وضع کر آئی تھیں کیونکہ نمرود ہر بچہ کو قتل کر ڈالتا تھا اسکو نجومیوں نے خبر دی تھی کہ اس سال ایک بچہ پیدا ہوگا جو تیری سلطنت جاتی رہنے کا سبب ہوگا پس اس خوف سے ان کی والدہ بروقت وضع حمل کے قریب شہر کے پہاڑ کے کھوہ میں جا کر وہیں وضع کر کے چھوڑ آئی تھیں کہ میرے سامنے ذبح ہونے سے یہ بہتر ہے کہ درندے کھا جاویں اور حضرت ابراہیم کی غذا ان کی انگلیوں سے دودھ وغیرہ خود نکلتا تھا۔ قال الحافظ۔ اور محمد بن اسحاق نے یہاں چند باتیں خوارق عادات و کرامات الٰہی کی نقل کیں جیسے اور مفسرین سلف و خلف نے بیان کی ہیں۔ قال المترجم مانند آنکہ ہر ساعت مثل دن کے اور دن مانند مہینہ کے اور مہینہ مانند سال کے بڑھتے اور نشو و نما پاتے تھے اور بچہ تھے جب ماں سے کہا کہ تیرا رب کون ہے وہ بولی کہ تیرا باپ تو فرمایا کہ باپ کا رب کون ہے وہ بولی کہ نمرود تو فرمایا کہ نمرود کا رب کون ہے وہ بولی کہ خاموش ہو اور یہیں سے بعض نے کہا کہ حضرت ابراہیم نے ستارے و قمر وغیرہ سے بچپن میں استدلال کیا اور جمہور مفسرین کے نزدیک بعد بلوغ کے واقع ہوا۔ وفی السراج وغیرہ۔ تاویل دوم آنکہ یہ بطریق استفہام ہے یعنی قولہ ھٰذا ربی بمعنی اھٰذا ربی۔ کیا میرا رب یہ تارہ بتلاتے ہو۔ جیسے قولہ تعالیٰ فائن مت فھم الخالدون یعنی افھم الخالدون۔ تاویل سوم آنکہ قوم کو سمجھانے کیلئے یہ طریقہ سکھلایا کہ مخلوق سے خالق کی طرف استدلال اس طرح کیا جاتا ہے اور اسکی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے جا کر دیکھا کہ ایک قوم ایک بت کے گرد ہو رہی ہیں اس نے بھی اس بت کی تکریم ظاہر کی تو وہ اس شخص کی طرف گرویدہ ہوئے یہانتک کہ اکثر باتوں میں اُسی کی رائے پر چلنے لگے پھر کوئی مصیبت آئی اور اُس نے مشورہ دیا کہ اس بت سے عاجزی کرو انھوں نے سب کچھ عاجزی کی مگر کیا ہوتا ہے تب اُس نے رائے دی کہ اللہ عز و جل کی طرف گڑگڑاؤ پس اللہ تعالیٰ نے یہ مصیبت دور کر دی پھر وہ سب بتوں کو چھوڑ کر مسلمان ہو گئے۔ قالوا اصح یہ کہ ابراہیم علیہ السلام نے یہ بات اپنی قوم پر حجت لانے کے طور پر ذکر کی۔ مترجم کہتا ہے کہ یہی مفسر جلال رح نے اختیار کیا۔ وقال الحافظ حق یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام اس مقام پر اپنی قوم کے ساتھ مناظرہ کرتے تھے تاکہ اُن پر کھل جائے کہ وہ لوگ جس حال میں پڑے ہیں وہ بالکل باطل ہے پس باپ کے ساتھ کلام میں ظاہر کیا کہ تم لوگ

Marfat.com

بتون کی پرستش مین جنکو ہیاکل سماویہ کی صورت سمجھا ہی خطا و غلطی پر ہوا و راس مقام پر ظاہر کیا کہ ستارون کی پرستش مین تم خطا کار غلطی پر ہو۔ **قال المترجم** سورۂ قصص مین انشاء اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیم کا قصہ بتون کے توڑنے اور کافرون کے پہلے جھگڑنے پھر نادم ہونے کا بیان ہوگا پس شاید بتون سے فی الجملہ مشرکون کو ندامت ہو چکی ہو تب اُن پرستارون کی پرستش مین غلطی ظاہر فرمائی بالجملہ مقصود یہ کہ ستارون کی پرستش اور اُن مین اُلوہیت کا گمان کرنا محض غلط ہی بالجملہ پہلے کوکب کے حق مین ظاہر کیا کہ یہ اُلوہیت کے لائق نہین یہ تو حکم الٰہی عزوجل کے تحت مین مسخر ہے کہ جس طرح حکم ہے برابر چلتا ہے ذرہ برابر بھی عدول حکمی نہین کرسکتا جیسے اور اجرام سماویہ روشنی والے ہین پھر اُس سے زیادہ روشن قمر مین یہی دلیل ظاہر کی پھر اس سے بلکہ سب سے زیادہ روشن یعنی سورج مین یہی ظاہر کیا پھر شرک سے اپنی برأت ظاہر کی اور ان لوگون کو راہ بتائی کہ تم بھی اس گمراہی سے بچو اور خالق السموات والارض والنجوم وکل شئی کی طرف عبادت کے لئے سر جھکاؤ۔ **قال الحافظ**۔ اور یہ کیونکر ہوسکتا ہی کہ ابراہیمؑ اس مقام پر اپنے واسطے نظر کرنیوالے ہون حالانکہ ابراہیمؑ کے حق مین اللہ عزوجل نے فرمایا۔ ولقد آتینا ابراہیم رشدہ من قبل وکنا بہ عالمین۔ اذ قال لابیہ وقومہ ماہذہ التماثیل التی انتم لہا عاکفون الآیات۔ اور فطرت اسلامیہ پر سب پیدا ہوتے ہین چنانچہ آیات واحادیث سے مصرح ہو چکا ہے پس سب خلق کے حق مین ایسا ہی تو ابراہیم تو اسمین اولیٰ ہونگے بہ نسبت تمام لوگون کے بعد محمد رسول اللہ صلعم کے بلاشک و بلا ریب اور منجملہ ان امور کے جو ان کے مناظر قوم ہونے کے مؤید ہین ایک یہ کلام الٰہی بھی ہے جو آگے فرمایا یعنی وحاجہ قومہ قال اتحاجونی فی اللہ الخ۔ مترجم کہتا ہی کہ عنقریب اسکی تفسیر آئندہ مذکور ہوگی مجھے درمیان مین تفسیر عرائس لانا ضرور ہی اور اگر بالفرض ابراہیمؑ اس مقام پر ناظر ہون تو یہ ایک طریقۂ ہدایت الٰہی کا خاص ہی کہ ارأۃ ایک تو بطور بیان کے بدون نمائش ہی اور وہ انبیاء علیہم السلام سے ہدایت کہلاتی ہی اور دوم ہدایت الٰہی ہی بمعنی راہ دکھلانا بمعنی حقیقی پس او تعالیٰ نے انکو حقائق اشیاء کو دکھلا دیا کما قال تعالیٰ وکذلک نری ابراہیم ملکوت السموات والارض الآیۃ۔ **قال ابن کثیرؒ** ابن جریر وغیرہ نے عطاء وسعید بن جبیر وسدی ومجاہد وغیرہم رحمہم اللہ سے حکایت کیا کہ آسمان اُن کی نظر کے سامنے کشادہ ہوا حتیٰ کہ جو کچھ اسمین ہی سب دیکھا یہان تک کہ عرش تک نظر پہونچی اور ساتون زمینین بھی اسی طرح کشادہ ہوئین۔ کذا قال مجاہد اور بعض نے زیادہ کیا کہ پھر ابراہیم نے بندون کو گناہون مین آلودہ اور گناہ کرتے دیکھکر ان پر بددعا کرنی شروع کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ابراہیمؑ مین تجھ سے زیادہ اپنے بندون کا دیکھنے والا ہون اور عوفی نے ابن عباسؓ سے اسکے مانند روایت کیا۔ **قال ابن کثیرؒ** محتمل ہی کہ یہ انکی آنکھ کے سامنے کشف ہوا ہو کہ بالمشاہدہ ومعائنہ اسکو دیکھا اور احتمال ہی کہ بطریق بصیرت وعلم ہو جیسا کہ امام احمد والترمذی نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور حدیث کو صحیح کہا کہ رسول اللہ صلعم نے حضرت رب تبارک وتعالیٰ کو خواب مین دیکھا یعنی فرمایا اتانی ربی فی احسن صورۃ فقال یا محمد فیم یختصم الملاء الاعلیٰ فقلت لا ادری فوضع کفہ بین کتفی حتی وجدت بردہا بین ثدیی فتجلی لی کل شئی الحدیث۔ میرا رب میرے خواب مین آیا باحسن صورت پس فرمایا کہ اے محمد ملاء اعلیٰ کس چیز مین جھگڑتے ہین مین نے عرض کیا مجھے دریافت نہین ہی پس اپنی ہتھیلی میرے دونون مونڈھون کے درمیان رکھی پس مین نے اسکی خنکی اپنی چھاتیون کے درمیان پائی پھر میرے لئے ہر چیز کھل گئی الخ۔ مترجم کہتا ہے کہ ہکذا ذکرہ الحافظ اور یہ تجلی صوری کے اقسام مین سے ہی۔ یہان سے معلوم ہوا کہ حدیث رویت منام مذکور کو ترمذی نے صحیح کہا ہی پس نسخہ صحیحہ ترمذی یون ہی کہ ہذا حدیث حسن صحیح۔ اگرچہ موجودہ نسخون مین حسن پر اکتفا ہوا ہی **ف** فی العرائس قولہ۔ وکذلک نری ابراہیم ملکوت السموات والارض الآیۃ جیسے

Marfat.com

ہم نے خلیل علیہ السلام کو ازل مین خلت کے ساتھ مخصوص فرمایا۔ ایسے ہی ہم نے اسکو ملکوت آسمان و زمین دکھلائے یعنی ملکوت ... سے جو انوار ذات وصفات ظاہر ہین وہ ہم نے بطریق التباس کے ابراہیم کو دکھلائے تاکہ خلت ثابت ہو اور وہ محبت مین راسخ ... پس شوق جمال قدم بڑھ جاوے اور تاکہ بواسطہ ملک و ملکوت کے مقام یقین مین ہمارے لقار کے مشاہدہ کرنے والون مین سے ہو جاوے قال المترجم یہ تصریح ہے کہ یہ دیدار بطور کشف التباسی تھا واللہ اعلم۔ ابوسعید خراز رح نے کہا کہ ابراہیم کو یہ دکھلادیا کہ ہجوم عظمت کی طاقت رکھین اور واصلین مین ہون۔ فارس رح نے کہا کہ یہ ابتدار اعلام غیوب ہے کہ نفس مین سوائے اللہ تعالیٰ کے کچھ باقی نہین رہتا اور مشائخ کے نزدیک یہ اہل توحید کے دلائل سے ہے۔ قال المترجم اس بیان سے اہل تفسیر ظاہر کے دونون قول جمع ہو گئے باین طور کہ حضرت ابراہیم نے قوم کو اس سے ابتدائی معرفت کی طرف بلایا اور ان سے مناظرہ کیا اور خود ان کو مقام توحید کا انکشاف ہوا جو انتہائے مرتبہ معرفت ہے اور مثال اسکی جیسے کوئی عالم ماہر کسی کو پڑھاوے پس وہ متعلم کو تو ابتدائی مقامات اسکے لائق صرف مضمون ظاہر کتاب بتلادے اور اپنے واسطے اسمین سے دقائق و نکات و حل اعتراضات سے علم حاصل کر لے فلیتامل۔ بعض نے کہا کہ خلیل کو ملکوت دکھلائے تاکہ انکی طرف رجوع نہ ہون اور ان سے خالق کی طرف جاوین اور بعض نے کہا کہ مشغول باستدلال ہوئے تو حقائق کا انکشاف فرمایا پس سب سے بیزار ہو گئے اور کہا کہ انی وجہت وجہی للذی الخ۔ شیخ نصرآبادی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کذلک نری فرمایا اور یون نہ فرمایا کہ کذلک رای ابراہیم۔ کیونکہ دیدار ملکوت چشم فروع سے غیر مفید ہے اور صدق دیدار چشم معرفت از ہدایت الٰہی ہے۔ فافہم۔ قولہ فلما جن علیہ اللیل رای کوکبا۔ منجملہ امتحان کے ہے کہ دیدار قدم سے حادث مین مشغول نہ ہون پس کوکب شعری کو منور بفعل خاص دکھلایا پس خلیل علیہ السلام نے تعجب سے کہا کہ کافر مشرکون کے زعم مین یہی میرا پروردگار ہے پس حضور ارادت ہوا اور نور قربت سے تربیت پائی اور مقام خلت مین پہونچا پس جب معدن ذات سے نور صفت کا ظہور ہوا اور نور فعل خاص کا قمر مین دیکھا فعل مین صفت کا مشاہدہ کیا اور زبان شوق سے ہذا ربی کہا پس وہ خلت ہوا اور نور وصل سے تربیت پائی اور مقام عشق مین پہونچا اور زیادت طلبی کا ہیجان ہوا پس نور ذات کا صفات مین اور صفات کا افعال خاصہ مین ظہور ہو کر سورج سے ظہور ہوا پس جب صفاء وقت حاصل ہوئی تو سورج سے مشاہدہ جلال قدم پا کر زبان عشق سے ہذا ربی کہا پس غیرت قدم نے آکر اسکو دیدار قدم مین وسائط پر نظر کرنے سے اسطرح مجرد کر دیا کہ وسائط تمام عظمت قدم مین غائب و غروب ہین اور ظہور قدم بتجلی خالص ہوا تب خلیل ابراہیم نے اسی کی وحدانیت سے توحید کی اور تمام وسائط سے بیزار ہو گئے اور نفس سے جو دیدار حدوث سے اپنا حظ چاہتے تھے۔ فرمایا کہ لا احب الآفلین۔ یعنی ظہور عظمت کے وقت غروب و نیست و ساقط ہونے والے کو نہین چاہتا۔ اور عقل سے جو دیدار قمر یعنی منور بفعل سے دیدار قدرت کا حظ چاہتے تھے۔ کہا کہ لئن لم یہدنی ربی لاکونن من القوم الضالین۔ یعنی ایسے لوگون مین سے جو خالص صفات کے دیدار سے مقام التباس مین پڑے رہے۔ قال المترجم قمر کے دیدار سے بیزاری کرنے مین کہا کہ لئن لم یہدنی ربی۔ اسمین اشارہ ہے کہ معرفت رب تبارک و تعالیٰ حاصل تھی فافہم۔ اور قلب سے جو مقام عشق مین وسائط کے دیدار کو چاہتا اور احتراق سے بچتا تھا کہا کہ انی بری مما تشرکون یعنی بلاواسطہ دیدار نصیب ہونے پر دیدار وسائط سے بیزار ہون اور انی وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض۔ یعنی مین اس ملک قدیم کی طرف متوجہ ہون جسکے انوار فعل سے ہر وسیلہ کا ظہور ہے چنانچہ کہا۔ حنیفا یعنی مائل از غیر حق بسوئے حق و فرمانبرداری و اسی کی رضار پر سر جھکائے ہوئے وما انا من المشرکین جو شرک کرتے ہین کہ وسائط پر نظر رکھتے ہین بلکہ مین اپنے پروردگار کی طرف اسکی ہدایت سے جاتا ہون کہ اسی سے میری بقار ہو۔ اور واسطی رح نے کہا

Marfat.com

که قوله لئن لم یهدنی یعنی اگر مجکو میرا پروردگار ہدایت پر ثابت قدم نہ رکھے گا اس مشاہدہ مین جو مین نے ظہور و کشف افعال خاص مقام الہیات مین دیکھا تو مین بھٹک جاؤنگا اوران لوگون مین سے ہوجاؤنگا جو اپنے نفس کی طرف جھکے اور اپنی صفات سے باقی ہین۔ قوله انی بری مما تشرکون بعض نے کہا کہ مخلوقات سے خالق پر استدلال کرنے مین شرک کرنیوالون سے بری ہون کیونکہ سوائے اﷲ تعالیٰ کے کوئی چیز اﷲ تعالیٰ کی طرف دلیل نہین ہی قال المترجم یہ قول بہت جید اور بہایت صحیح ہی اور یہی تحقیق ہی ولیکن اہل نظر پر الزام ہی کہ مناظر سے معرفت ظاہر ہے پس توحید اُن پر لازم ہی ولیکن یقین ہی کہ ہدایت بدون اﷲ تعالیٰ سبحانہ کے ناممکن ہی اگرچہ افلاطون کیون نہ دلیل لاوے چنانچہ آخر افلاطون وارسطو سب کے سب کافر رہی۔ فافہم۔ قوله ما انا من المشرکین واسطی رحمہ نے کہا کہ میری طرف سے راہ حق کی طرف بلانا ہوسکتا ہے اور ہدایت کرنا اﷲ تعالیٰ ہی کی طرف سی ہے۔ قال المترجم یعنی بندہ اگر دوسرے بندہ کو راہ ہدایت کی طرف بلاوے اور وہ نہ آوے اور یہ شخص اس سے کینہ وملال کرے تو مشرک ہی اور خود گمراہ ہوا کیونکہ ہدایت کرنا فقط اﷲ تعالیٰ ہی کی قدرت ہی وقد نبہ علی تلک الاشارۃ الشیخ العباد بن العباد الخواصی الشامی کما رواہ عنہ الدارمی جعفر علیہ السلام نے کہا کہ قوله انی وجہت وجہی۔ یعنی قلب کو مین نے اپنے خالق کا مطیع کیا اور ہر چیز سے جو اﷲ تعالیٰ سے اپنی طرف مشغول کرے اس سے منقطع ہو کر اﷲ تعالیٰ ہی کی طرف راجع ہوا اور جس کی قدرت سے یہ مخلوق ہی وہ خوب ہی قادر ہی کہ میرے دل کو ایسے خطرات سے بچاوے جو اسکے جلال ذات کے لائق نہین ہین۔ بعض نے کہا کہ ابراہیم علیہ السلام کے واسطے چند مقامات تھے۔ اول مقام الفاقہ جسمین بزبان دعا کلام کیا کہ رب اجعلنی مقیم الصلوۃ الآیۃ۔ دوم مقام نعمت جسمین بزبان شکر کلام کیا کہ الذی ہو یطعمنی ویسقین الآیۃ۔ اور سوم مقام معذرت جسمین بزبان اعتذار کلام کیا کہ والذی اطمع ان یغفرلی خطیئتی یوم الدین الآیۃ۔ چہارم مقام محبت جسمین بزبان مودت کلام کیا بقوله انی بری مما تشرکون پنجم مقام معرفت جسمین بزبان انبساط کلام کیا بقوله رب ارنی کیف تحیی الموتی۔ ششم مقام ہیبت جسمین بزبان سکون کلام کیا چنانچہ جبرئیل نے جسوقت آگ مین پھینکے جانے لگے اگر کہا کہ آپکو کوئی حاجت ہو تو مجھسے فرمائیے تو کہا اے جبرئیل تمھاری طرف تو مجھے کوئی بھی حاجت نہین ہی۔ پھر شیخ الحافظ ابن کثیر رحمہ اﷲ تعالیٰ نے صحیح فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس مقام پر ناظر نہ تھے بلکہ قوم پر حجت لاتے ومناظر تھے جیسا کہ دلالت کرتا ہے۔ قوله تعالےٰ۔

وَحَآجَّهٗ قَوْمُهٗ قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّیْ فِی اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ ط وَلَآ اَخَافُ

اور اُس سے جھگڑی اُسکی قوم بولا مجھ سے جھگڑتے ہو اﷲ پر اور وہ مجکو سوجھا چکا اور مین ڈرتا نہین

مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ رَبِّیْ شَیْـًٔا ط وَسِعَ رَبِّیْ كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا ط

اُن سے جو شریک ٹھہراتے ہو اُسکا مگر کہ میرا رب کچھ چاہے سمائی ہے میرے رب کی علم سب چیز کو

اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝ وَكَیْفَ اَخَافُ مَآ اَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ

کیا تم دھیان نہین کرتے ہو اور مین کیونکر ڈرون تمھارے شریکون سے اور تم نہین ڈرتے کہ شریک ٹھہراتے ہو

بِاللّٰهِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ عَلَیْكُمْ سُلْطٰنًا ط فَاَیُّ الْفَرِیْقَیْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ ج

اﷲ کے ساتھ جس پر نہین اُتاری اُسنے تم کو کچھ سند اب دونون فرقون مین کس کو چاہیے خاطر جمع ہو

اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ وقف لازم

اگر سمجھ رکھتے ہو جو لوگ یقین لائے اور ملائی نہین اپنے یقین مین کچھ تقصیر اُنھین کو ہے

Marfat.com

لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝ وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى ع ٩ ١٣ ١٥

خاطرجمع اور وہی ہین راہ پائے اور یہ ہماری دلیل ہے کہ ہم نے دی ابراہیم کو

قَوْمِهٖ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ

سے مقابل درجے بلند کرتے ہین جسکو چاہین تیرا رب تدبیر والا ہے خبردار

وَحَآجَّهٗ قَوْمُهٗ۔ محاجہ۔ یہان بمعنی جھگڑا و جہالت کی باتین کرنا اور یہان معنی نہین کہ ایسی دلیل لانا جس سے دوسرے مقابل پر حق ظاہر ہوجاوے کیونکہ مشرکون کے پاس ایسی دلیل کہان تھی اور شاید کہ طرفین سے محاجت تھی پس حضرت ابراہیم کی دلیل حق کو محاجت فرمایا مگر مفسرؒ نے معنی اول پر اکتفا کر کے لکھا کہ معنی آنکہ قوم نے ابراہیم سے اسکے دین توحید مین جھگڑا کیا اور دھمکایا کہ اگر بت چھوڑیگا تو وہ ہمارے معبود تجکو برائی پہونچاوین گے۔ قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّيْ فِي اللّٰهِ۔ بولا کہ بھلا تم جھگڑتے ہو مجھ سے اللہ تعالی کی وحدانیت مین۔ وَقَدْ هَدٰىنِ والحال انہ قد ہدانی الیہا۔ حالانکہ اوتعالی نے مجھے وحدانیت کی ہدایت فرمائی ہے۔ ایک قراۃ مین تحاجونی کے نون کو تشدید ہے باین طور کہ نون رفع اور نون وقایہ کا ادغام کردیا اور ایک قراۃ مین تخفیف نون ہے باین طور کہ ایک نون حذف ہوا پس نحویون کے نزدیک نون رفع حذف ہوا اور قرار رحمہم اللہ کے نزدیک نون وقایہ حذف ہوا کیونکہ حذف نون رفع مع بقار نون وقایہ خلاف اصل ہے اور کیونکہ حذف نون رفع بدون ناصب و جازم کے حذف علامت ہے پس جائز نہین۔ وَلَآ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖ ضمیر بہ راجع بموصول ہے اور مراد اس سے بت ہین یعنی جن بتون سے تم شرک کرتے ہو مین اُن سے خوف نہین کرتا) کہ مجھے کوئی برائی ہونچائین گے کیونکہ بتون کو کچھ قدرت نہین ہے اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ رَبِّيْ شَيْـًٔا۔ لیکن اگر میرا پروردگار چاہے کہ مجھے کوئی برائی پہونچے تو وہ پہونچے گی۔ پس استثنار بمعنی لکن ہے۔ وَسِعَ رَبِّيْ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا اے وسع علمہ کل شی۔ ہر شئے کو میرے رب کا علم وسیع ہے۔ علماً تمیز ہے جو فاعل سے محول کرکے تمیز کرائی گئی ہے۔ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ کیا تم یہ نصیحت نہین سمجھتے کہ ایمان لاؤ۔ وَكَيْفَ اَخَافُ مَآ اَشْرَكْتُمْ۔ مین کیونکر ایسی چیز سے خوف کرون جس سے تم نے شرک کیا اللہ تعالی کے ساتھ ف۔ حالانکہ نہ اس سے ضرر پہونچنا ممکن اور نہ نفع وَلَا تَخَافُوْنَ انتم من اللہ تعالی۔ حالانکہ نہین ڈرتے تم لوگ اللہ تعالی سے اس بات مین کہ۔ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا۔ اے لم ینزل بعبادتہ حجۃ و برہانا۔ نہین نازل کی اس چیز کی عبادت کرنے کیلئے کوئی حجت و برہان۔ ف۔ پھر تم اس غیر کی عبادت کرنے مین اللہ تعالی سے نہین ڈرتے حالانکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ فَاَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ۔ پھر دونون فریق مین سے کون امن نجات کا حقدار ہے۔ ف۔ ہم کہ تم یعنی ہم لوگ توحید کرنے والے یا تم لوگ شرک کرنے والے۔ اور یہ اچھے اسلوب سے نصیحت ہے جیسے رسوم بدعات کے بارہ مین بعضے علمار بدعت حسنہ کے قائل ہین اور بعضے علمار قائل ہین کہ نہین جائز ہے پس احتیاط والون نے کہا کہ اگر جواز کا قول حق ہوا تو مستحب کا ثواب ملیگا اور اگر عدم جواز کا قول صحیح ہوا تو عذاب ہوگا لہذا امن کا طریقہ یہ ہے کہ (مثلاً) وعظ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و معجزات سنے اور اردو مین کتابین دیکھے اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے جسکی فضیلت کلام اللہ تعالی و احادیث صحیح سے بہت کچھ ثابت بلکہ ہر وظیفہ و ہر ثواب کے فضل سے یہ اعلی و اولی ہے واللہ الموفق۔ بالجملہ کافرون کو نصیحت کی کہ تم بغیر دلیل علم کے اپنے وہم سے شریک بنانے والے نڈر ہو یا ہم لوگ توحید آلہی سے ڈرنیوالے۔ کون مستحق امن ہے۔ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ اگر تم جانتے ہو کہ امن کا کون سزاوار ہے تو اسی پر عمل کرو یعنی وہ فریق ہم ہین توحید کرنیوالے اور شرک سے بیزار ہونیوالے پس تم

Marfat.com

ہماری پیروی کرو اور ایمان لاؤ۔ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَھُمْ بِظُلْمٍ۔ شرک یعنی جو لوگ ایمان لائے و اپنے ایمان کو شرک سے نہین ملایا تو انھین کے واسطے امن ہی۔ اور حدیث بخاری و مسلم مین آنحضرت صلعم نے ظلم کی تفسیر شرک سے بیان فرمائی ہے۔ اور اس سے ظاہر ہوا کہ ایمان لائیوالا ایسے افعال اگر کرے جو شرک ہین تو وہ مشرک ہوگیا پس اسلام و توحید یہ ہی کہ خلط نکرے وقد قال تعالی وما یومن اکثرہم باللہ الا وہم مشرکون ۔ اور جو شرک نہین کرتے یہان ان کی تعریف کی کہ جو لوگ ایمان لائے اور پھر ایمان کو شرک سے خلط کرکے مشرک نہین ہوئے تو۔ اُولٰٓئِكَ لَھُمُ الْاَمْنُ اُن کیلئے امن ہی یعنی عذاب سے امن ہی وَھُمْ مُّھْتَدُوْنَ اور وہ اللہ تعالی کی جناب مین ہدایت پائے ہوئے ہین اور ظلم کی تفسیر شرک سے کمافی قولہ ان الشرک لظلم عظیم ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم مانند ابوبکر الصدیق و عمر بن الخطاب حذیفہ و سلمان فارسی و ابی بن کعب ابن عباس رضی اللہ عنہم سے صحیح ہوئی اور جماعت کثیر تابعین رحمہم اللہ سے بھی تفسیر مروی ہی پس زمخشری نے جو کشاف مین اس سے انکار کیا اور کہا کہ لفظ لبس اس سے مانع ہے کہ ظلم کی تفسیر شرک سے کی جاوے یہ زمخشری کا ظلم باطل ہی درحقیقت یہ بیچارہ علم حدیث سے بیخبر اپنے اعتزال کی بیماری مین گرفتار رہا اور تفصیل یہ کہ معتزلہ نے کہا کہ ظلم سے مراد یہان گناہ ہی اور شرک مراد نہین کیونکہ ایمان و شرک کے خلط سے دونون کا اجتماع لازم آتا ہی حالانکہ دونون ضدین جمع نہین ہوتے ہین جواب یہ کہ خلط کرکے شرک ہی رہ جاتا ہے علاوہ برین یہ اعتراض درحقیقت خود معتزلہ پر وارد ہوتا ہی کہ تمھارے نزدیک جیسے ایمان و شرک جمع نہین ہوتے ویسے ہی ایمان و گناہ جمع نہین ہوتے ہین کیونکہ معتزلہ کے نزدیک گناہ کبیرہ والا ایمان سے خارج ہوجاتا ہے پس ایمان تو فعل طاعات و اجتناب معاصی کا نام ہی پس مرتکب کبیرہ گناہ کا تمھارے نزدیک مومن نہ ہوگا پھر تم یہان گناہ سے کیونکر تفسیر کرسکتے ہو۔ وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ ۔ اسمین تلک مبتدا ہی اور وہ مبدل ہوکر حجتنا بدل سے ملکر مبتدا ہوا اور یہ ارجح قول ہی۔ اور مراد حجت سے وہ حجت ہی جو ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالی کی وحدانیت پر کواکب کے غروب و غائب ہونے وغیرہ سے قائم کردی اور مبتدا مذکور کی خبر آیندہ ہی۔ اٰتَیْنٰھَآ اِبْرٰھِیْمَ عَلٰی قَوْمِهٖ ۔ اے ارشدناہ حجۃ علی قومہ المعنی اور یہ برہان نفیس ہماری دی ہوئی حجت ہم نے ابراہیم کو اسکی راہ بتادی تاکہ اپنی قوم پر حجت قائم کرے۔ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ہم جسکو چاہتے ہین مراتب مین بلند کرتے ہین (یا)، ہم جسکے درجات چاہتے ہین بلند کرتے ہین ف۔ درجات کو اکثر قراء کے قرأت مین اضافت ہی ای درجاتِ مَن۔ بدون تنوین کے اور کوفیون کی قرأت مین درجات کو تنوین ہی۔ اور وہ تمیز واقع ہی اور من مفعول ہی اور بنابر قراۃ اول کے درجات مفعول ہی۔ حاصل آنکہ علم معرفت و حکمت الٰہیہ سے ہم جسکا درجہ چاہتے ہین بلند کرتے ہین اور جسکا نہین چاہتے نہین بلند کرتے۔ پس او تعالی قادر مختار ہی اسپر کچھ بھی واجب نہین جیسے معتزلہ بیوقوف کہتے ہین کہ اللہ تعالے پر جو بات بہتر ہو بندے کیواسطے وہ واجب ہی حالانکہ اس آیت کریمہ سے رد ہوگیا کیونکہ اللہ تعالی کی مشیت پر ہی پس ابراہیم ع کو یہ تمام فضل علم و حکمت دیا کہ حجت قائم کی اور اُن کی قوم کے سیکڑون مشرک ہی ان کو یہ ہدایت نہ ہوئی کیونکہ حکمت بالغہ حضرت الٰہی مین بھی مشیت تھی اسیواسطے فرمایا۔ اِنَّ رَبَّكَ حَكِیْمٌ عَلِیْمٌ ۔ یعنی تیرا پروردگار ہر کام مین حکمت والا دانا ہی فی العرائس قولہ الذین آمنوا ولم یلبسوا ایمانہم بظلم۔ یعنی جنھون نے اللہ تعالی کو وصف معرفت و توحید سے پہچانا اور حوادث و مخلوقات سے استدلال کرکے نہین پہچانا اور مقام مشاہدہ مین درجۂ عبودیت سے تجاوز نہین کیا اور احکام ربوبیت مین پڑکر اسکے حسن و تجلی سے انانیت کا دم نہین مارا کیونکہ عارف جب مشاہدہ مین مقام عبودیت مین ثابت قدم رہا تو وہ صحو و تمکین مین ہی اور یہ انتہا درجہ معرفت ہی

Marfat.com

اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ ہی کہ اللہ لا الٰہ الا اللہ کی توحید مین انا العبد مین بندہ مخلوق ہون مطیع رہے قال ...
لیکن واضح رہی کہ خودی سے فانی ہونے کے ساتھ ظہور احکام ربوبیت ہونے مین یہ مقام آسان نہین ہی جسکو اللہ تعالیٰ ...
بھید ہی کہ قیامت مین جب ظہور عظمت و جلال کے ساتھ حضرت عیسیٰ کو خطاب ہوگا کہ بھلا تونے ان لوگون سے کہدیا کہ مجھکو اور ...
... کو معبود بنالو تو وہ کانپتے ہوے اس سے بالکل بیزاری کرینگے اور او تعالیٰ کی حمد و ثنا کرینگے بخوف آنکہ شاید مقام سکر و تلوین ...
کوئی چوک زبان سے بیخبری مین نکلے اور اللہ تعالیٰ جل جلالہ علیم وخبیر ہے حالانکہ اُن سے ایسی خطا نہین ہوئی ہے۔ قال الشیخ
اور اگر نور ربوبیت کے ادراک سے انانیت مین پڑگیا تو وہ سکر و تلوین مین رہا اور یہ مقام اضطراب ہی درجہ معرفت تک نہین پہنچا
جیسے بعض نے انا الحق اور سبحانی ما اعظم شانی۔ اپنی زبان سے بیخودی مین نکالا اگرچہ معذور ہین ولیکن یہ ظلم ہے اور ظلم یہی ہے کہ
کسی چیز کو اپنی جگہ سے دوسری جگہ رکھے پس جو شخص کہ مشاہدہ مین اپنے بندہ ہونے پر رہا اسکو اللہ تعالیٰ توحید و معرفت خاصہ سے
نگاہ رکھتا ہی اور اسکو موت کی سی تکلیف سکر و تلوین کی نہین پہونچتی کما قال تعالیٰ اولٰئک لہم الامن وہم مہتدون یعنی اُسی کے ساتھ
اُسکی طرف ہدایت پائے ہوئے ہین اور نیز آیت مین اشارہ ایسے بندون کی طرف ہی جو مشاہدہ کی حالت مین جہان کی کسی چیز کی طرف
رجوع نہین کرتے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بقولہ ما زاغ البصر وما طغیٰ۔ وصف فرمایا کیونکہ جو مقام قرب مین کسی غیر کی طرف
ملتفت ہوا اگرچہ جنت الفردوس کیون نہ ہو وہ حقائق توحید مین مشرک ہی پس جو اس طرح مشرک نہ ہوا یہ اس کی تعریف ہی کہ اولٰئک
لہم الامن۔ کیونکہ جب تک حدوثیت کا کوئی وصف باقی ہے تب تک امن نہین اور کیونکر ہوگا کہ وہ عبودیت کے رقیت مین پڑا ہوا اپنے
نفس کو پہچانتا ہے اور حق تعالیٰ کو وصف قدم و بقاء و قہر و جبروت سے پہچانتا ہی قال اللہ تعالیٰ لا یامن مکر اللہ الا القوم الخاسرون
جب اس نے اللہ تعالیٰ سبحانہ کو بوصف محبت و عشق و شوق دیکھا اور قرب حاصل ہوا اور صفات حق عز وجل سے متصف ہوا تو اوائل
امن سے پایا ہی کیونکہ صفت قدم مین خوف و امید کا نشان نہین ہی وہان تو جنت قرب وصل ہے اور وہ لوگ خالص بندے قہر کی
تجلیون سے بالکل امن مین اور جب تک متصف بصفات آلٰہی ہین مہتدون ہین اگرچہ پوشیدہ مکر کے دقائق سے اللہ عز وجل کے
مناقشہ سے چشم پوشی کیے ہوئے ہون۔ ابن طاہر نے کہا کہ قولہ تعالیٰ ولم یلبسوا ایمانہم بظلم۔ اسمین داخل ہی کہ کسی دکھ و مصیبت و
خوشی و ناخوشی مین ان کی نظر سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی اور پر نہین پڑی۔ اولٰئک لہم الامن۔ ہر طرح کی کفایت ان کی او تعالیٰ
جل جلالہ کی عنایت و تقدیر پر ہی۔ وہم مہتدون۔ انکا رجوع ہر حال مین اللہ تعالیٰ ہی کی طرف ہی پس وہ راہ پائے ہوئے ہین۔
بھٹکے نہین ہین۔ قال الاستاذ رح یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف جھکے پھر کسی غیر کی طرف نہین رجوع ہوئے قولہ تعالیٰ نرفع درجٰت
من نشاء۔ درجات چند چیزین ہین معرفت کے مقامات اور محبت کے حالات اور معاملت کے کرامات اور یہ سب خود ہی او تعالیٰ کی طرف
راہ ہین پھر جب بندہ واصل ہوا اور خود فنا ہوکر اس پاک کی بقاء لازوال سے باقی ہوا تو وہان کچھ درجات جنت وغیرہ نہین بلکہ وہان شان
معرفت کے درجات ہین یہان عارفین و موحدین کے لئے ازل و ابد مین سیر ہے جس کی انتہا نہین بلکہ وہان انتہا و لا انتہا کسی کو دخل نہین قال ...
اشارہ ہے کہ مریدین مین سے ہم جس کے درجات چاہتے ہین بلند کرتے ہین پس اسکو واصل کرتے اور وصول مین ان درجات سے سیر عرفان
ہے اور نیز درجات مین عشق و محبت و شوق کے درجہ ہین اور نیز درجات مین صفاء سر باطن و صحت نیت ہی اور نیز اخلاق پاکیزہ ہین اور بعض نے
کہا کہ پرتو علم آلٰہی و فہم حکمت از و تعالیٰ ہی۔ قال المترجم حضرت ابراہیم علیہ السلام جب خلوص باطن سے بندہ حنیف ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ...

اعلیٰ درجات علم وحکمت دیئے اور مزید براں یہ کہ اولاد صالح دی۔

وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ ۚ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوحًا هَدَيْنَا مِن قَبْلُ ۖ وَمِن ذُرِّيَّتِهِ

اور اُس کو بخشا ہم نے اسحٰق اور یعقوب سب کو ہدایت دی اور نوح کو ہدایت دی ان سب سے پہلے اور اسکی اولاد میں

دَاوُودَ وَسُلَيْمَانَ وَأَيُّوبَ وَيُوسُفَ وَمُوسَىٰ وَهَارُونَ ۚ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۞

داؤد اور سلیمان کو اور ایوب اور یوسف کو اور موسیٰ اور ہارون کو اور ہم یوں بدلا دیتے ہیں نیک کام والوں کو

وَزَكَرِيَّا وَيَحْيَىٰ وَعِيسَىٰ وَإِلْيَاسَ ۖ كُلٌّ مِّنَ الصَّالِحِينَ ۙ وَإِسْمَاعِيلَ وَالْيَسَعَ

اور زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس کو سب ہیں نیکبختوں میں اور اسمٰعیل اور الیسع

وَيُونُسَ وَلُوطًا ۚ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعَالَمِينَ ۙ وَمِنْ آبَائِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ

اور یونس اور لوط کو اور سب کو ہم نے بزرگی دی سارے جہان والوں پر اور بعضوں کو اُن کے باپ دادوں اور اولاد میں

وَإِخْوَانِهِمْ ۖ وَاجْتَبَيْنَاهُمْ وَهَدَيْنَاهُمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۞ ذَٰلِكَ

اور بھائیوں میں اور اُن کو ہم نے پسند کیا اور راہ سیدھی چلایا

هُدَى اللَّهِ يَهْدِي بِهِ مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۚ وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبِطَ عَنْهُم

اللہ کی ہدایت ہے اُسپر راہ دے جسکو چاہے اپنے بندوں میں اور اگر وہ لوگ شرک کرتے البتہ ضائع ہوتا

مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۞ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ۚ

جو کچھ کیا تھا وہ لوگ تھے جنکو دی ہم نے کتاب اور شریعت اور نبوت

فَإِن يَكْفُرْ بِهَا هَٰؤُلَاءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوا بِهَا بِكَافِرِينَ ۞ أُولَٰئِكَ

پھر اگر ان باتوں کو نہ مانیں یہ لوگ تو ہم نے ان پر مقرر کئے ہیں وہ شخص کہ وہ نہیں اُن سے منکر وہ لوگ تے

ع ۱۰ ۱۶ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ ۖ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ ۗ قُل لَّا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا ۖ

جنکو ہدایت دی اللہ نے سو تو چل اُن کی راہ تو کہہ میں نہیں مانگتا تم سے اسپر کچھ مزدوری

إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرَىٰ لِلْعَالَمِينَ ۞

یہ تو محض نصیحت ہے جہان کے لوگوں کو

وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ اور ہم نے ابراہیم کو ہبہ کیا اسحٰقؑ اور یعقوبؑ یعنی پسر اسحاق کو۔ پس یعقوب علیہ السلام پوتے حضرت ابراہیم کے تھے۔ كُلًّا هَدَيْنَا ہم نے ان میں سے ہر ایک کو ہدایت دی اور یہ ہدایت خاص لائق شان نبوت ہے جو کرم وفضل سے عطا فرمائی تھی۔ شیخ ابن کثیرؒ نے یہاں قصہ بشارت مطول ذکر کیا اور خود کلام مجید میں انشاء اللہ تعالیٰ آویگا جس کا ملخص یہ ہے کہ ابراہیمؑ نے اللہ تعالیٰ کے واسطے تمام قوم عزیزوں قریبوں کو چھوڑا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اولاد صالح عطا فرمائیں اور دنیا و دین میں انکو بزرگ و نیک نام کیا اور عجیب قدرت دکھلائی کہ خود بالکل بوڑھے تھے اور سارہ رضی اللہ عنہا آپ کی بیوی بہت بوڑھی تھیں کہ جس عمر میں اولاد کی اُمید نہیں ہوتی پس بشارت دی اسحاق بیٹے کی اور جب ان دونوں نے شکریہ کیا اور عجیب رحمت جانی تو اسحاق کے بیٹے

Marfat.com

یعقوب کی بھی اُسیوقت بشارت دی یعنی حضرت ابراہیمؑ کی زندگی مین بیٹا و پوتا ہوے اور بشارت کو پورا کیا کہ ہر ایک نبی ہوگا اور اللہ تعالیٰ نے وجعلنا فی ذریتہ النبوۃ والکتاب الآیۃ۔ نہایت اکمل بشارت ہے کہ نبوت و کتاب کو انھین کی اولاد مین کر دیا اور حضرت نوح علیہ السلام کے اوپر فضل تھا چنانچہ فرمایا ولقد ارسلنا نوحا وابراہیم وجعلنا فی ذریتہما النبوۃ والکتاب الآیۃ۔ پس ذریت ابراہیمؑ اور ذریت نوح علیہ السلام ہین پس نوح کی تمام ذریات مین سے نبوت و کتاب حضرت ابراہیمؑ و ان کی ذریات مین مخصوص ہوئی گویا پہلا انعام حضرت نوح علیہ السلام پر ہوا اسی واسطے فرمایا وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ۔ اور نوح کو ہم ہدایت کر چکے پہلے سے یعنی قبل ابراہیم کے پس نوح کی ذریت مین نبوت و کتاب ہونا حضرت ابراہیم کی تخصیص سے ظاہر ہوا کہ منجملہ تمام ذریات کے اُس گروہ خاص مین مراد تھا اور بعض علماء نے مرجع ضمیر دونون طرف جائز سمجھا فی قولہ۔ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ۔ یعنی ذریت نوح سے بسبب آنکہ مرجع قریب ہی مذکور ہین اور بعض نے حضرت ابراہیم کو مرجع قرار دیا کیونکہ اُن کے ذکر ہونے سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ جو انبیاء مابعد مذکور ہین مراد یہ کہ ذریت ابراہیمؑ ہین یعنی۔ دَاوٗدَ اُسکا بیٹا وَسُلَيْمٰنَ اور یہ دونون نبوت و بادشاہت کے جامع تھے۔ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ۔ یعنی یوسف بن یعقوب۔ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ وَكَذٰلِكَ یعنی کما جزینا ہم کذلک نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ اور جیسے ہم نے ان خالص بندون کو نیک بدلا دیا ایسے ہی ہم نیکوکار بندون کو بدلا دیتے ہین۔ قال ابن کثیرؒ قولہ ومن ذریتہ داؤد اسمین ضمیر اگر نوح علیہ السلام کی طرف راجع ہو کیونکہ ابراہیمؑ و نوحؑ ہر دو مرجع مین سے نوحؑ ہی اقرب مذکور ہین تو یہ ظاہر ہے اور اسمین کچھ اشکال بھی نہین اور یہی شیخ ابن جریرؒ نے اختیار کیا اور اگر ابراہیم کی طرف راجع ہو کیونکہ سیاق کلام انھین کی شان مین ہے تو بہتر ہے ولیکن یہ اشکال ہے کہ آگے لوط علیہ السلام مذکور ہین اور لوط بن ہاران بن آزر یعنی ابراہیم کے بھتیجے ہین اُن کو ذریت مین شمار کیا اور جواب یہ ہوسکتا ہے کہ تغلیباً شامل کیا جیسے اسمٰعیل کو یعقوب کے آباء مین شمار کیا فی قولہ قالوا نعبد الٰہک والٰہ آبائک ابراہیم واسمٰعیل واسحاق الآیۃ۔ اور بھتیجا بمانند بیٹے کے ہے۔ وَزَكَرِيَّا اور اسکا بیٹا يَحْيٰى وَعِيْسٰى بیٹا مریم رضی اللہ عنہا کا وَاِلْيَاسَ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ۔ ای کل واحد منہم من الصالحین۔ ہر ایک انمین سے صالحین بندون سے ہے۔ واضح ہو کہ یہان ان انبیاء علیہم السلام کو باعتبار زمانہ کے ترتیب وار نہین بیان فرمایا بلکہ معنوی حکمت ہے کہ اسکو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے اسمین بحث کرنا بیفائدہ ہے پس داؤد بن میشا بعد موسیٰ علیہ السلام کے ہوئے ہین اور معالم مین جو بنی اسرائیل کی روایت لکھی کہ اُن کا حلیہ پست قد و زرد چہرہ تھے یہ یہودیون کا بہتان محض غلط ہے بلکہ خوبصورت تھے کیونکہ اُن کی خوبصورتی سے حضرت آدم علیہ السلام نے اُنکو چالیس سال اپنی عمر سے عطا کی کما صح فی الروایۃ۔ اور ایوب بن اموص بن رازخ بن روم بن عیص بن اسحاق علیہم السلام ہین۔ موسیٰ بن عمران بن یصہر بن قاہث بن لاوی بن یعقوب۔ اور ہارون حضرت موسیٰ کے بھائی ایک سال بڑے تھے اور زکریا بن ادن بن برکیا۔ اور عیسیٰ بن مریم بنت عمران اور یہ عمران وہ نہین جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھائی تھے بلکہ اُن کے نام پر تبرکاً نام رکھا تھا اور محمد بن کعبؒ نے کہا کہ ماموں اور چچا بھی والد کے حکم مین ہے چنانچہ لوط کو ذریۃ ابراہیمؑ مین شمار کیا اور عیسیٰؑ کو ذریت مین شمار کیا حالانکہ انکا کوئی باپ نہ تھا فقط ماں کے رشتہ سے نانا کی ذریت ہوئے عبد الملک بن عمیر سے روایت ہے کہ یحییٰ بن یعمر رحمہ اللہ حجاج ثقفی ظالم کے پاس گئے اور حسین بن علی رضی اللہ عنہ کا ذکر آیا تو حجاج بولا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذریت مین سے نہ تھے تو یحییٰ بن یعمرؒ نے کہا کہ تونے جھوٹ کہا۔ حجاج بولا کہ تم اپنے قول پر کوئی دلیل لاؤ۔ یحییٰ نے یہی آیت قولہ ومن ذریتہ سے عیسیٰ تک پڑھی پس اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ عیسیٰ علیہ السلام اپنی ماں کے منسب سے حضرت ابراہیم کی ذریت مین سے ہین تو حجاج نے اقرار کیا

رواه ابو الشيخ والحاكم والبيهقي وقد رواه ابن ابي حاتم عن ابي حرب بن ابي الاسود۔ اور لفظ یہ ہین کہ حجاج نے یحیی بن یعمر کے پاس آدمی بھیجا کہ
مجھے خبر پہونچی کہ تو گمان کرتا ہے کہ حسن و حسین دونون آنحضرت صلعم کی ذریت ہین اور تو اس بات کو قرآن سے پاتا ہی حالانکہ مین نے
قرآن کو اول سے آخر تک پڑھا کہین نہ پایا تو یحیی نے کہا کہ کیا تو نے سورۂ انعام نہین پڑھی ثم ذکر نحو ما سبق مفسر رحمہ اللہ نے لکھا کہ عیسی
کے ذریہ مین شمار کرنے سے یہ حکم نکلا کہ ذریت کا لفظ بیٹیون کی اولاد کو بھی شامل ہی۔ قال الحافظ۔ اگر کسی شخص نے اپنی ذریت کیواسطے
وصیت کی یا ذریت پر کوئی ملک وقف کی یا ذریت کو کچھ ہبہ کیا یعنی یون کہا کہ مین نے یہ گاؤن مثلاً اپنی ذریت پر وقف کیا یا ان کیلیے
وصیت کیا یا انکو ہبہ کیا تو اسکی ذریت مین دخترون کی اولاد بھی شامل ہوگی کیونکہ ذریت کا لفظ اولاد دختر کو شامل ہوتا ہے اور اگر کہا کہ
وقفت علی بنی۔ وقف کیا مین نے اپنے بیٹون پر تو یہ خاص اسکے نطفہ کے بیٹے اور پوتون کو شامل ہوگا اور نواسون کو شامل نہوگا اور کچھ
علماء نے کہا کہ نواسون کو بھی شامل ہوگا کیونکہ حضرت صلعم نے حسن رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ ابنی ہذا سید۔ یہ بیٹا میرا سید ہے الی آخر الحدیث
علی ما فی صحیح البخاری۔ دیگر علماء نے کہا کہ یہ پیار سے مجاز ہے بمعنی ذریت و اولاد کے۔ قال المترجم اور اولاد کا لفظ یا اقارب کا لفظ کہنے وغیرہ
کے تمام مسائل ترجمہ عالمگیریہ کتاب الوقف مین تلاش کرو۔ ومن اللہ تعالی التوفیق الیاس مین اختلاف ہی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے
مروی ہوا کہ وہ ادریس ہین اور محمد بن اسحاق نے ذکر کیا کہ وہ الیاس بن سنا بن فنحاص بن عیزار بن ہارون بن عمران ہین یعنی حضرت
موسی کے بھائی ہارون کی اولاد مین سے ہین اور یہی صحیح ہی کیونکہ اللہ تعالی نے الیاس کو نوح کی ذریات مین گنا اور تاریخ نسب والے ان
کو بتواتر کہتے ہین کہ ادریس حضرت نوح کے اجداد مین سے ہین۔ ضحاک رح نے کہا کہ الیاس از اولاد اسمعیل ہین اور قتیبی نے کہا کہ وہ یوشع
بن نون کے پوتون مین سے ہین۔ اور واضح ہو کہ ان بندون کے صالحین ہدایت یافتہ ہونے کو اللہ تعالی نے حضرت ابراہیم پر انعام
و احسان قرار دیا کیونکہ بیٹون کی شرافت و بزرگی اپنے باپ دادون سے ملتی ہے۔ واسمعیل ابن ابراہیم خلیل علیہما السلام اور انکا ذکر
اسوجہ سے موخر ہوا کہ پہلے اسحاق کا ذکر بطور موہبت الٰہی عطا ہونے کے ہوا پس انکی تمام اولاد انکے تحت مین مذکور رہو کر پھر اسمعیل علیہ السلام کا
ذکر فرمایا۔ والیسع مفسر رح نے لام زائدہ بیان کیا اور الیسع بن اخطوب بن العجوز ہین اور بعض نے کہا کہ یہی الیاس ہین اور صحیح یہ
ہے ہر ایک علیحدہ مراد ہے اور وہب بن منبہ سے مروی ہے کہ یہ الیاس کے مصاحب تھے اور زکریا علیہ السلام سے پہلے تھے اور بعض نے
کہا الیسع خضر علیہ السلام ہین۔ ویونس بن متی۔ حدیث صحیح مین آپ نے منع فرمایا کہ مجھے یونس بن متی پر فضیلت مت دو۔ ولوطا
ابراہیم کے بھائی ہاران کے بیٹے لوط جو کہ ابراہیم کے ماتحت نبی تھے اور اُن کی قوم پر نافرمانی کا عذاب آیا تھا جسکا قصہ آئندہ
انشاء اللہ تعالی آئیگا۔ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ۔ اور ان مین سے ہر ایک کو ہم نے عالمین پر نبوت سے فضیلت دی تھی
اور یہ معلوم نہین ہوتا کہ آپس مین ان مین سے کون کس سے افضل ہی۔ اور اہل فقہ و علم اسمین کلام نہین کرتے ہان دلائل شرعی چونکہ
اس بات پر قائم ہوئے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیاء علیہم السلام سے افضل ہین لہذا آپکی افضلیت کو جمہور نے کہا ہی اور
جو اسمین اختلاف کرتے ہین اُن کا قول ضعیف اور قابل اعتبار نہین ہی۔ وَمِنْ اٰبَآئِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ یہ عطف ہی
کلا پر یا نوحا پر اور من یہان تبعیض کے واسطے ہی یعنی ان انبیاء علیہم السلام کے باپ و ذریات و بھائیون مین سے بعض کو ہدایت
خاصہ عطا ہوئی اور من بیانیہ نہین ہو سکتا کہ کل باپ دادے و جملہ ذریات و برادر مراد ہون کہ ان مین سے بعض کے تو فرزند نہ
تھا اور بعض کے اولاد مین بعض کافر ہوا جیسے نوح علیہ السلام کا بیٹا کافر تھا جو غرق ہوا۔ المعنی۔ اور اُن کے آباء و ذریات

وبرادرون سے ف۔ ہم نے فضیلت دی۔ وَاجْتَبَيْنٰهُمْ اختر ناہم۔ اور ہم نے ان کو مع ان کے لاحقین کے چھانٹ لیا اور برگزیدہ کر لیا۔ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ اور ان کو صراط مستقیم کی ہدایت دیدی ف۔ اسی مقام سے خاص بشر کو خاص ملائکہ پر فضیلت دینے والون نے دلیل پکڑی کیونکہ عالمین پر فضیلت دی تو ملائکہ پر بھی فضیلت ہوئی کیونکہ عالم ماسوائے اللہ تعالیٰ کے سب کو شامل ہے۔ قال المترجم اس مسئلہ مین گفتگو کرنا بیہودہ کام ہے اور اللہ تعالیٰ دانا ہے کہ اس نے کس کو فضیلت دی ہے حالانکہ اس گفتگو مین ملائکہ کو فضیلت دینے والے لوگ بھی حد سے تجاوز کرتے ہین اور بر عکس پس عقائد مین جو اسکا ذکر ہے بلا ضرورت ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ ذٰلِكَ الدين الذی ہدوا الیہ۔ یعنی ذلک سے اس دین کی طرف اشارہ ہے جس کی ان کو ہدایت ملگئی تھی اور مترجم کے نزدیک اولیٰ یہ ہے کہ ذلک الہدی المفهوم من ہدینا وفضلنا واجتبینا۔ کما جاء یعنی انعامات مذکورہ سابقہ سے جو مفہوم ہے اس کی طرف اشارہ ہے کیونکہ فقط دین واعمال کی طرف اشارہ قرار دینا ایک ادنیٰ مرتبہ ہے اور اللہ تعالیٰ دانا تر ہے کہ یہ ہدایت کس کمال انعام کو شامل تھی پس یہی کہنا چاہیئے کہ المعنی۔ یہ انعام جو اوپر سے مفہوم ہوا۔ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ یہ ہدایت الٰہی ہے اس سے جسکو اپنے بندون مین سے چاہتا ہے ہدایت فرماتا ہے پس ہدایت نبوت اسکا انعام خاص گروہ انبیاء علیہم السلام پر تھا وہ محض اپنی مشیت وفضل سے عطا ہوا اور دیگر بندون کو ہدایت ملتی ہے جو حق کی پیروی کرین اور راہ سنت پر مستقیم رہین اور باطل وشرک سے بچین بالجملہ شرک نہایت ہی بدتر چیز ہے اس سے جسکو اللہ تعالیٰ نے بچایا اسپر بڑا انعام فرمایا اور یہ بندگان خاص جہان کمال مطیع تھے وہان سب سے پہلے شرک سے بچے تھے۔ چنانچہ فرمایا۔ وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ اور اگر یہ لوگ شرک کرتے تو جو کچھ عمل کرتے تھے وہ حبط ونیست ہو جاتا ف۔ مفسر رحمہ اللہ نے یہان تو شرطیہ کو فرضیہ قرار دیا یعنی اگر بالفرض یہ لوگ کہین کچھ شرک کرتے تو جو کچھ کرتے تھے سب ان سے حبط اور نیست ہو جاتا پس شرک عموماً برباد کر دیتا ہے قال الحافظ۔ اسمین شرک کی انتہائی برائی اور اسکے لگاؤ سے انتہائی بچاؤ کا بیان ہے جیسے فرمایا۔ ولقد اوحی الیک والی الذین من قبلک لئن اشرکت لیحبطن عملک الآیۃ۔ یعنی اے محمد تجھکو اور تجھ سے پہلے والون سے ہر ایک کو وحی کیا گیا کہ اگر تو نے شرک کیا تو قطعاً تیرے عمل نیست ہو جاوینگے۔ ھ۔ پھر واضح ہو کہ یہ شرط ہے اور شرط اس بات کو نہین مقتضی ہے کہ اسکا واقع ہونا جائز ہے بلکہ بعض شرط ایسی ہوتی ہے کہ اسکا واقع ہونا جائز نہین بلکہ محال ہوتا ہے جیسے قولہ قل ان کان للرحمن ولد فانا اول العابدین۔ یعنی کہدے اگر ہوتا الرحمن کے کوئی بیٹا تو مین پہلا عبادت کنندہ ہوتا۔ ھ۔ اور فرمایا۔ لو اردنا ان نتخذ لهوا لاتخذناه من لدنا ان کنا فاعلین۔ اگر ہم چاہتے کہ اسکو بیہودہ کھیل بنا دین تو ہم اپنے یہان بنا لیتے۔ ھ۔ اور فرمایا کہ لو اراد اللہ ان یتخذ ولدا لاصطفی مما یخلق ما یشاء الآیۃ۔ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہے کہ فرزند بنا دے تو جو کچھ مخلوق فرماتا ہے اسمین سے جو چاہے چھانٹ لے۔ ھ حالانکہ ان کا وقوع جائز نہین محال ہے۔ قال المترجم پس اسطرح قولہ ولو اشرکوا مین یہ جائز نہین کہ شرک ان بندون سے واقع ہووے بسبب اسکے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے تقدیر ازل مین ان کو برگزیدہ پاک اعمال کر دیا تھا۔ لہذا مفسر سیوطیؒ نے بالفرض کے معنی بیان کئے اور یہان سے ظاہر ہوا کہ بالفرض کا لفظ مقدر نہین ہے بلکہ معنی ہی اسکے یہ ہین پس یہ لفظ توضیح کے واسطے ظاہر کر دیا ہے اور علماء بیان نے جو کہا کہ حرف شرط محتمل پر داخل ہوتا ہے اسکے معنی یہ ہین کہ جو امر محتمل ہو اسپر حرف قطعی الوقوع داخل نہ ہوگا اور جو ضرور واقع ہونیوالا ہو اسپر حرف شک نہین داخل ہوگا مثلاً اذا احبلت الشمس اتیتک۔ جب سورج حاملہ ہوگا تو مین تیرے پاس آؤنگا۔ یہ غیر ممکن ہے پس یہان حرف ان لاؤ اگرچہ محال ہے اور مثلاً ان غربت الشمس اتیتک۔ اگر سورج غروب ہوگا الخ یہ شک غلط

بلکہ اذا غربت الشمس کہنا چاہیئے پس جس شخص نے یہ زعم کیا کہ حرف شرط جس پر داخل ہو اسکا وقوع محل ہوتا ہے تو وہ غلط سمجھا۔ اُولٰٓئِكَ الموصوفون المذکورون۔ یہ پاک بندے جو مذکور و موصوف ہوئے ہین یہی ہین کہ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ جن کو ہم نے دی ہے کتاب ف یعنی آسمانی کتابین عطا فرمائی ہین خواہ باین طور کہ ان پر نازل ہوئی یا ان کے فہم مین ہدایت کے طور پر ملی۔ وَالْحُكْمَ اور حکمت آلہیہ۔ وَالنُّبُوَّةَ اور نبوت ف اس سے معلوم ہوا کہ کتاب و حکمت و نبوت سب الگ الگ چیزین ہین پس جس شخص نے نبوت کی ماہیت بیان کی اُس نے خطا کی ہان لوازم نبوت کو بیان کر سکتا ہے اور وہ ظاہر ہین۔ فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا۔ اے بہذہ الثلثۃ۔ پھر اگر کفر کرین اس سے یعنی انھین تینون باتون کتاب و حکم و نبوت سے اور بعض نے فقط نبوت کی طرف ضمیر راجع کی۔ در جملہ الشیخ الحافظ۔ یعنی اگر ان انبیاء علیہم السلام کی نبوت سے انکار کرین ھٰٓؤُلَآءِ اہل مکہ۔ کذا فسرہ ابن عباس رضی اللہ عنہما وسعید بن المسیب والضحاک وقتادہ والسدی وغیرہ واحد رحمہم اللہ تعالیٰ۔ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا ارصدنا لہا یعنی توکیل بمعنی ارصاد ہی المعنی تو منظور نظر کر دیا ہم نے اسکے ساتھ ایمان لانے کیلئے۔ قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ ایسی قوم کو جو کبھی اس سے منکر نہین ہین اور بکافرین پر بار زائدہ ہے بغرض مزید تاکید کے قال المفسر یہ قوم مہاجرین و انصار صحابہ رضی اللہ عنہم ہین اور اسی کے مانند ابن عباس سے مروی ہے اور بعض نے اس قوم سے ملائکہ مراد لئے اور بعض نے انبیاء مذکورین علیہم السلام مراد لئے اور یہ بعید ہے اور حق یہ ہے کہ جیسے کفر انکار کرنیوالے اگر چہ اہل مکہ تھے مگر ہر انکار کرنیوالا انمین شامل تھا اسیطرح ایمان لانیوالے اگر چہ صحابہ مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم ہین۔ اور جو اس طرح ایمان لاوے انمین شامل ہے اور ان کی تعیین علم آلہی مین موجود و معلوم ہے اور اسی کے مانند زید بن اسلم رح سے مروی ہوا۔ قال الشیخ الحافظ یعنی اگر نعمتون سے قریش اہل مکہ مین سے ایک گروہ نے انکار کیا اور نیز دیگر اقوام عرب و عجم و یہود و نصاریٰ نے انکار کیا تو ہم نے اسپر ایمان لانیوالی ایک دوسری قوم منظور نظر فرمائی ہے وہ برابر اسپر ایمان لاویگی یعنی جیسے ازل مین قریش وغیرہ مین سے منکرین کا کفر مقدر کیا اور ایک قسم دیگر کا ایمان مقدر کر دیا اور یہ قوم مہاجرین و انصار ہین اور نیز جو لوگ قیامت تک انکی پیروی مین اسطرح کہ اسمین سے ایک حرف سے بھی انکار نہین کرتے ہین بلکہ قرآن و آیات آلہی محکم و متشابہ سب پر ایمان لاتے ہین۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ اے ہداہم اللہ تعالیٰ۔ یہی ہین جنکو اللہ تعالیٰ نے ہدایت فرمائی ہے۔ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ اے بطریقہم من التوحید والصبر اقتدہ پس تو بھی ان کے طریقہ توحید مین یا کافرون کے ایذا پر صبر کرنے مین اقتدا کر ف یہ خطاب ہے آنحضرت صلعم کو اور ابن عباس سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم کو حکم دیا گیا کہ ان انبیاء علیہم السلام کی ہدی مین اقتدا کرین اور سورہ ص مین سجدہ کرتے تھے۔ رواہ البخاری والنسائی اور اہل علم نے اس سے حجت پکڑی ہے کہ آنحضرت صلعم جمیع انبیاء علیہم السلام سے افضل ہین کیونکہ خصائل عمدہ جو انبیا مین متفرق تھے وہ آپ مین مجتمع ہوئے اور مترجم کہتا ہے کہ دلائل افضل ہونے کے دیگر اقوی و احسن ہین اور اس مقام پر جملہ خصائل ہدایت مذکور نہین ہین پس اگر وحی سے معلوم ہوئے تو وہ وحی مستقل ہے ورنہ توحید مین اقتدا ہوگی اور اولی یہ ہے کہ جس طریقہ سے اُنھون نے لوگون کو ہدایت کی اور نبوت کو پہونچایا اسمین اقتداء کرنیکا حکم ہے تاکہ آنحضرت صلعم غمگین نہ ہون اس امر سے کہ مشرکین نہین مانتے اور ایمان نہین لاتے ہین و دیگر امور مین مانند صبر بر ایذائے کفار مین اقتدا کرین بمانند قولہ فاصبر کما صبر اولوا العزم من الرسل یعنی جیسے اولوالعزم رسولون نے صبر کیا ویسے تو بھی صبر کر۔ اور اقتدار کے معنی یہ ہین کہ غیر کے فعل مین موافقت چاہنا۔ پھر اقتدہ مہار سکتہ ہے پس وقف مین یہ ہار آتی ہے اور کوئی اشکال نہین اور رہا وصل مین تو باین طور کہ وصل کو وقف کے بجائے جاری کیا اور حمزہ و کسائی نے وصل کی راہ سے اسکو حذف کیا ہے اور اکثر قرار کے نزدیک اثبات ہے نہ حذف اور بعض نے کہا کہ ضمیر ہے اور

اور راجع بجانب مصدر ہے یعنی اقتدہ بمعنی اقتدار الاقتدار ہے۔ قُلْ لاہل مکۃ۔ کہدے یعنی اہل مکہ سے کہدے کہ [illegible]
علی القرآن۔ نہین مانگتا مین تم سے قرآن کے عوض یا تم کو راہ مستقیم کی طرف دعوت کرنے کے عوض۔ اَجْرًا۔ اُن تعطو [illegible]
جسکو تم لوگ دیدو ف۔ بلکہ میرا اجر مجھے میرا پروردگار تعالیٰ عطا فرماویگا پھر بے غرض نصیحت کو قبول کرو۔ اِنْ هُوَ مانذا [illegible]
نہا ہے یہ قرآن۔ اِلَّا ذِکْرٰی لِلْعٰلَمِیْنَ۔ مگر نصیحت واسطے عالمین کے۔ یعنی جن و انسان کے واسطے خواہ اسوقت موجود ہین یا آئیندہ
قیامت تک پیدا ہوا دین اور اسمین دلیل ہے کہ آنحضرت صلعم کی بعثت عام تھی کہ جمیع مخلوق جن و انسان کی طرف تھی اور تمام خلائق
پر آپکی دعوت اور راہ حق کی طرف ہدایت کرنے کو ماننا فرض ہے اور حدیث صحیح مین ہے کہ جس یہودی و نصرانی نے مجھے سنا اور میری
دعوت اسکو پہونچی پھر وہ ایمان نہ لایا تو کافر مریگا اور یہ مسئلہ معروف ہے اسمین اختلاف نہین ہان بعض نے کہا کہ ملائکہ بھی آپ کی بعثت
مین داخل ہین اور اسمین اختلاف ہے اور دلیل یہی لفظ عالمین ہے جو مستغرق جمیع عوالم کو ہے جسمین سے ملائکہ بھی ہین فافہم واللہ اعلم
فی العرائس قولہ اجتبینا ہم وہدینا ہم۔ اپنی معرفت کیواسطے ان لوگون کو ازل ہی مین قبل ان کے ایجاد کرنے کے برگزیدہ فرمایا اور بعد ایجاد
کے اپنے مشاہدہ کی ہدایت فرمائی کیونکہ استقامت ہر عارف کی درجہ مشاہدہ مین یون ہے کہ اس عارف مین خطرات نہ آوین
اور شبہات یعنی بشریت کے مقتضیات سے مضطرب نہو اور جنید رحمہ نے فرمایا کہ ہم نے اُن کو اپنے واسطے خالص کیا اور اپنی درگاہ
کے واسطے ان کو ادب دیا اور تمام عالم سے منھ موڑ کر صرف او تعالیٰ کی طرف توجہ لانے کی ہدایت فرمائی۔ قولہ تعالیٰ اولئک الذین
ہدی اللہ او تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم کیا کہ آداب شریعت و طریقت مین انبیائے سابقین کی اقتدا کرین کیونکہ اس
مقام مین وسائط کی منزلین ہین پھر جب آنحضرت صلعم بالکل واصل و کامل ہوگئے تو پھر حکم کیا کہ درمیان سے واسطہ سب ساقط کیے
چنانچہ فرمایا قل انما اتبع ما یوحی الیّ من ربی الآیۃ۔ کہدے کہ مین تو اسی کی پیروی کرتا ہون جو میرے پروردگار سے مجھے وحی کیا گیا کیا تو یہ
نہین دیکھتا کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جب توریت پڑھتے ہوئے آئے تو انکو جھڑکا اور فرمایا کہ اگر موسیٰ زندہ ہوتا تو اسکو کوئی گنجائش نہ ہوتی سوائے
اس بات کے کہ میری پیروی کرے قال المترجم علمار تفسیر نے بھی لکھا کہ جن امور مین آپ پر کوئی نص وحی نہین آئی اسمین آپ کو انبیاء
سابقین کی شرع پر عمل کرنے کا حکم تھا اہذا علمائے کہا کہ انبیاء سابقین کی شرع جو منسوخ نہ ہوا سپر ہم کو عمل کرنا چاہیئے ہے اور مترجم
اس بحث کو پہلے ذکر کر چکا ہے فتذکر۔ قال الشیخ اور نیز قولہ اولئک الذین ہدی اللہ کے یہ معنی ہین کہ ان کو عرفان کا مرتبہ عنایت کیا اور
حقائق کے آداب انکو سکھلائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ اپنی امت کو اپنی شریعت کے اقتدار کا حکم دین اور یہ شریعت
وہی انبیاء سابقین کی شریعت ہے چنانچہ او تعالیٰ نے فرمایا۔ شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحا الآیۃ۔ واسطی رح نے اس آیت مین
کہا کہ او تعالیٰ نے ان انبیا علیہم السلام کو اپنی ذات سے ہدایت کی اور اپنی صفات سے پاکیزہ کیا اور مطالبہ عوض و غرض سب
اُن سے ساقط کر دی اور اُن کے اسرار باطنی مین اشارات حقائق کو بھر دیا۔ اس آیت سے بعض نے اشارہ کیا کہ آدمی کی ارادت
پوری نہین ہوتی جب تک کہ پیشواؤن سے نہ لیوے اور اُن کی نظر کی برکتین حاصل نہ کرے۔ بھلا تو نہین دیکھتا کہ مصطفیٰ صلی اللہ
علیہ وسلم نے اپنے دونون وزیرون سے نظر برکت کا حکم دیا کہ فرمایا۔ اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر۔ یعنی تم لوگ اقتدا کرو
دونون سے جو میرے بعد راہ شریعت کو برتین وہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ہین پس ایسے ہی شخص کی اقتدا صحیح ہے جو پیشواؤن کے طریقہ پر ہو اور
انکی برکتون نے اسمین اثر کیا ہو تو غور سے دیکھ کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ بشارت اسکو جسنے مجھے دیکھا یعنی جسمین میرے دیدار نظر نے اثر کیا ہے

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ ؕ قُلْ مَنْ اَنْزَلَ

اور انھون نے نہ جانچا اللہ کو پورا جانچنا جب کہنے لگے اللہ نے اُتارا نہین کسی انسان پر کچھ پوچھ تو کس نے اُتاری

الْكِتٰبَ الَّذِيْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّهُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِيْسَ

وہ کتاب جو موسیٰ لایا روشنی اور ہدایت لوگون کی جسکو تم نے ورق ورق کر کر

تُبْدُوْنَهَا وَتُخْفُوْنَ كَثِيْرًا ۚ وَعُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَلَآ اٰبَآؤُكُمْ ؕ قُلِ

دکھایا اور بہت چھپا رکھا اور تم کو اسمین سکھایا جو نہ جانتے تھے تم نہ تمھارے باپ دادے کہ

اللّٰهُ ۙ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِيْ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ ۝ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ

اللہ نے اُتاری پھر چھوڑ دے اپنی بک بک مین کھیلا کرین اور ایک یہ کتاب ہے کہ ہم نے اُتاری

مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ

برکت کی سچ بتاتی اپنی اگلی کو اور تا تو ڈراوے اصل بستی کو اور آس پاس

حَوْلَهَا ؕ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝

والون کو اور جن کو یقین ہے آخرت کا وہ اسکو مانتے ہین اور وہ ہین اپنی نماز سے خبردار

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ یعنی نہین تعظیم کی اللہ تعالیٰ کی جیسا اسکی عظمت کا حق ہے ف۔ کذا حکی عن ابن عباسؓ اور یا یعنی کہ نہین پہچانا اللہ تعالیٰ کو حق اسکے پہچاننے کا۔ حاصل آنکہ حق تعظیم تو اس سے بڑھکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندہ پر کتاب اُتاری کیونکہ یہ تو ادنیٰ بات ہے اور اللہ تعالیٰ ہر بات پر قادر ہے اور بنابر معنی دوم کے حاصل آنکہ اللہ تعالیٰ کا لطف اور اسکی رحمت اپنے بندون پر بہت ہے از انجملہ کتاب بھی نازل فرمائی اور رسول بھی بھیجے مگر ان لوگون نے اسکی معرفت نہ پہچانی۔ اِذْ قَالُوْا جبکہ کہا ان لوگون نے نبی صلعم سے درحالیکہ آپ سے قرآن مجید کے کتاب الٰہی ہونے میں جھگڑتے تھے۔ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ مِنْ از بغرض تاکید وشمول نفی ہے "نہین اُتاری اللہ تعالیٰ نے کسی بشر پر کچھ چیز۔ قال المفسرؒ یہ لوگ یہودی تھے کہ قرآن مجید سے انکار کرنے مین کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی بشر پر کچھ نہین اُتارا۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ یہود نے کہا کہ اے محمدؐ آپ پر اللہ تعالیٰ نے کتاب اُتاری ہے آپ نے فرمایا کہ ہان تو بولے خدا کی قسم اللہ تعالیٰ نے آسمان سے کوئی کتاب نہین اُتاری۔ سدیؒ نے کہا کہ یہ فنحاص یہودی نے کہا تھا اور عکرمہؒ سے مروی ہے کہ مالک بن الصیف یہودی نے کہا اور [illegible] سعید بن جبیرؒ سے مروی ہے شاید ان یہودیون نے عوام کو شک دلانے کیلئے اس طرح بے ایمانی سے قسم کھائی۔ بالجملہ یہ آیت اس صورت مین مدنیہ ہوگی کیونکہ یہود تو مدینہ مین تھے یا اتفاق سے مکہ مین گئے ہون اور یہ سورہ مکیہ ہے۔ قال الحافظ ابن کثیرؒ قولہ وما قدروا اللہ حق قدرہ۔ نہین تعظیم کی اللہ تعالیٰ کے حق تعظیم جبکہ انھون نے رسول سے انکار کیا جسکو اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس ہدایت کو بھیجا۔ ابن عباسؓ ومجاہدؒ وعبد بن کثیرؒ نے فرمایا کہ نزول آیت کا قریش کے حق مین ہے اور ابن جریرؒ نے اسی کو اختیار کیا ہے پھر اختلاف مذکورہ بالا ذکر کرکے کہا کہ اصح یہ ہے کہ قریش کے حق مین نزول ہوا کیونکہ یہ سورہ وآیت مکیہ ہے اور نیز یہودی لوگ آسمان سے کتاب نازل کئے جانے سے منکر نہین ہین ہان قریش وعرب البتہ آنحضرت صلعم سے انکار کرتے اور کہتے کہ یہ تو بشر یعنی آدمی ہین کما فی قولہ قالوا ابعث

اللہ بشرا رسولا الآیۃ۔ اور ملائکہ کی رسالت مانگتے تھے پس یہان انکا انکار ذکر فرمایا کہ ان مشرکون نے کہا کہ ما انزل اللہ علی بشر من شئ
مترجم کہتا ہے کہ واقعہ مثل ہو اور صورتین سب واقع ہوسکتی ہین اگرچہ سبب نزول مین رائے کو دخل نہین مگر توفیق یون ہوسکتی ہے
کہ یہود کمبخت نے مکہ مین یا دوسرے مقام پر قریش وغیرہ مشرکین سے ملاقات مین بہکایا ہو کہ اللہ تعالیٰ نے آدمی پر آسمان سے کوئی
کتاب نہین اُتاری ہے وہی مشرکین نے مان کر آنحضرت صلعم سے انکار کیا پس یہود پر رد کرنے مین کفار قریش کا رد ہے کیونکہ قریش
تو اس بات مین یہود کی تصدیق کرنے والے تھے لہذا فرمایا۔ قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْکِتٰبَ الَّذِیْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰی۔ ان لوگون سے
کہدے کہ کس نے اُتاری وہ کتاب جسکو لایا موسیٰ۔ ف۔ یعنی توریت پھر کس نے اُتاری۔ بہ مین با تعدیہ اور ضمیر مفعول بہ ہے
اور اسی سے حال ہے۔ قولہ نُوْرًا وَّھُدًی لِّلنَّاسِ درحالیکہ نور ہے وہ کتاب اور ہدایت ہے لوگون کے لئے یعنی منور و ہادی
ہے۔ قال الحافظ یعنی مشکلات حل ہونے اور شبہات کی تاریکی دور ہونے مین اس کتاب سے روشنی لیجاتی تھی۔ اور قریش پر اسوجہ
سے حجت ہے کہ وہ یہود کی تصدیق کرتے کہ موسیٰ علیہ السلام پر توریت اُتری ہے یا ہر شخص اسکو جان گیا ہے انکار نہین کرسکتا اور اگر
نزول درباره یہود ہو تو ان پر الزام ظاہر ہے اور جو مترجم نے توفیق بیان کی اسکے موافق کچھ اشکال نہین کیونکہ یہود کو جھوٹا ثابت
کردیا اور قریش نے انھین جھوٹون وبہتان کرنے والون کی تصدیق کی تھی پس قریش پر بھی رد ہوگیا۔ یہود اس سے کسی طرح
انکار نہین کرسکتے۔ پھر دوسرا جملہ حالیہ فرمایا۔ بقولہ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِیْسَ۔ درحالیکہ تم لوگ (یا یہ لوگ) اس کتاب کو اجزائے
متفرقہ بناتے ہو۔ ابو عمر اور ابن کثیرؒ نے یجعلون بیائے تحتانیہ تینون جگہ پڑھا یعنی یجعلون اور یبدونہا اور یخفون۔ سب بیائے تحتانیہ
پڑھتے ہین اور باقیون نے یجعلون وغیرہ کو بتائے خطاب پڑھا پس غیبت سے خطاب کی طرف التفات ہوگا جسکے فوائد مین سے
یہ بھی ہے کہ بالمشافہ وخطاب مین جھوٹ بولنے سے شرم کرین اور قراطیس جمع قرطاس بمعنی پارہ پارہ۔ المعنی تم کرتے ہو اس کو
قراطیس مین یا بتقدیر کلام آنکہ یجعلونہ ذا قراطیس۔ یعنی اسکو اصلی کتاب مین سے نقل کرکے قراطیس مین لاتے ہو اور اسکو جدا جدا
ٹکڑے اور متفرق اوراق پر لکھتے تاکہ جو انکی مراد ہے وہ پوری ہو کہ تحریف کرین اور تبدیل کرین اور کچھ ظاہر کرین اور جو چاہین
وہ چھپا ڈالین جیسے نبی صلعم کی صفت پوشیدہ کرڈالی۔ اور یہ اُن لوگون کی مذمت ہے اور یہ لوگ یہود ہین اسی واسطے فرمایا تُبْدُوْنَهَا
یعنی جو کچھ اسمین سے ظاہر کرنا چاہتے وہ ظاہر کرتے ہو (یا ظاہر کرتے ہین) وَتُخْفُوْنَ كَثِیْرًا۔ اور اخفا کرتے ہو بہت کو (یا) وے
لوگ اسمین سے بہت اخفا کرتے جیسے نعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ۔ پھر واضح ہو کہ بتائے خطاب پڑھنا اولیٰ ہے بقرینہ قولہ وَعُلِّمْتُمْ
مَّا لَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَلَآ اٰبَآؤُكُمْ ہے وعلمتم ایہا الیہود من القرآن مالم تعلموا انتم ولا اباؤکم من التوراۃ۔ بیان ما التبس علیکم واختلفتم
فیہ۔ اور سکھلائے گئے تم اس کتاب قرآن سے جو محمد صلعم پر نازل ہوئی ہے ایسی باتین جنکو نہین جانا تمنے اور نہ تمھارے باپ
دادون نے توریت مین سے باین طور کہ قرآن مین بیان آگیا اُس چیز کا جو تم پر مشتبہ ہوگئی تھی اور تم اسمین باہم جھگڑتے تھے۔
(السیوطی) اور بعض نے کہا کہ یہ خطاب قریش کو ہے یعنی تم کو قرآن کے اُتارنے سے اگلی وپچھلی وہ خبرین وعلوم سکھلائے جو تم
وتمھارے باپ کوئی نہین جانتے تھے۔ لیکن پوشیدہ نہین کہ استفہام کے تحت مین یہ بھی داخل ہے یعنی کس نے موسیٰ پر کتاب اُتاری
ایسی اور ایسی اور تم نے اس کو اس طرح پارہ پارہ لکھا اور جو تم وتمھارے باپ نہ جانتے تھے وہ سکھلائے گئے پس اگر یہ معنی ہون
کہ قرآن سے سکھلائے گئے تو کسی قدر انتشار ہوتا ہے پس اولیٰ وہ ہے جو بعض نے کہا کہ یہ بطور منت واحسان کے ہے

[...]مت کی یاد دہانی ہو تاکہ جان بوجھکر جاہلون کو بہکانے سے شرم کرین۔ پھر حضرت صلعم نے حکم دیا کہ ان جھوٹون کو جو انزال کتاب سے انکار کرتے ہین بعد استفہام مذکور کے کہ کس نے توریت موسیٰ پر اُتاری تھی جوابدے بقولہ قُلِ اللّٰهُ اے اللہ تعالیٰ اتارا۔ رواہ علی بن ابی طلحہ عن ابن عباس یعنی کہدے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کو اُتارا۔ یعنی یہودی جھوٹے مفتری شرمندہ ہوکر کیا جواب دینگے جواب تو یہی ہو تو خود جواب دیدے کہ اللہ تعالیٰ نے اسکو اُتارا پس جیسا ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ پر کتاب اُتاری تو منکر کون و یہودیون کا قول کہ اللہ تعالیٰ نے کسی بشر پر کچھ نہین اُتاما ہے رد ہوگیا اسلئے کہ سالبہ کلیہ کے غلط ہونے کیواسطے موجبہ جزئیہ کافی ہے۔ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِي خَوْضِهِمْ فی باطلہم۔ يَلْعَبُونَ۔ پھر اُن کو اُن کی جہالت و گمراہی اور بہتان وافترا مین چھوڑدے لہو ولعب کرین ف۔ یہان تک کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کی تقدیر ومشیت ہو انمین جاری ہو۔ اور یہ بیان مشیت ہو کہ صریح الزام ان عائد ہین دیکھتے وجانتے ہین پھر ہدایت نہین پاتے ہین پس بعض نے جو کہا کہ یہ آیت السیف سے منسوخ ہے یہ بعید ہو کہ پھر قرآن مجید کو بیان فرمایا۔ وَهٰذَا یہ قرآن كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ ایسی کتاب ہو کہ ہم نے اُسکو اُتارا مبارک ہو اپنے روبرو والے کی تصدیق کرنے والی ہے یعنی اپنے زمانہ سے پہلے اُتری ہوئی کتابون کی تصدیق کرتی ہو وَلِتُنْذِرَ دو قراۃ ہین بتا خطاب پس آنحضرت صلعم کو خطاب ہو اور بیا تحتانیہ پس قرآن مجید فاعل ہو اور یہ اپنے ماقبل پر از راہ معنی کے عطف ہو اور حاصل آنکہ یہ قرآن ایک کتاب ہو کہ اسکو ہم نے اُتارا واسطے برکت واگلی کتابون کی تصدیق کے اور واسطے اس بات کے کہ اسکے ساتھ تو ڈر سناوے۔ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا ام القری کو یعنی ام القری والون کو اور ان لوگون کو جو اسکے گرد ہین۔ قتادہؒ نے کہا کہ مجھے خبر پہونچی کہ زمین جب ابتداے خلقت مین بچھائی گئی تو اسی مقام سے بچھائی گئی اسی واسطے مکہ کو ام القری کہتے ہین کہ تمام شہر و زمین جہان کا وجود یہین سے ہو اور بعض نے اسکو کہا کہ زمین کی ناف ہو۔ بالجملہ ام القری کے گرد والے تمام روئے زمین کے باشندے ہوئے یعنی تمام ان قری والے جنکے واسطے مکہ مانند مان کے ہو چنانچہ دوسری آیت مین ہے قل یاایہاالناس انی رسول اللہ الیکم جمیعًا الآیۃ۔ اور فرمایا۔ تبارک الذی انزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا۔ اور فرمایا۔ لانذرکم بہ ومن بلغ الآیۃ۔ پس یہ وارد نہ ہوگا کہ قولہ لتنذر ام القری۔ سے آنحضرت صلعم کی عموم بعثت نہین ثابت ہوتی ہو۔ کیونکہ من حولہا کے معنی عموم بعثت کے مثبت بیان ہوئے علاوہ برین دیگر نصوص صریحہ مفید عموم بعثت موجود ہین تو اگر من حولہا سے مضافات مکہ مراد ہون تاہم ایک خاص فعل مین ہوگا کہ آنحضرت صلعم بذات خود انداز کرین اور یہ عموم بعثت کو منافی نہین باین معنی کہ جسکو بواسطہ آپکے بعثت پہونچی اسپر ایمان فرض ہو ورنہ کافر مریگا۔ فافہم۔ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ جو لوگ آخرت کو حق جانتے وہ قرآن پر ایمان لاتے ہین ف۔ کیونکہ آخرت کی اور روز جزا وحساب کی جو تصدیق کرتا ہے وہ ڈر سنانے پر متنبہ ہوتا اور اعمال خیر کی رغبت کرتا ہے کیونکہ حیات دنیاوی تو چند روزہ ہے اور لہو ولعب بیکار ہو اور یہودیون ونصرانیون کو درحقیقت دار آخرت پر ایمان نہین رہا اسوجہ سے قرآن سے منکر ہین۔ وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ اور یہ لوگ اپنی نماز پر محافظت رکھتے ہین ف یعنی عذاب الٰہی کے خوف سے اسکو محفوظ رکھتے ہین۔ قال فی المدارک نماز کی خصوصیت باین معنی کہ وہ دین کا ستون اور اصل اعمال ہو جسنے اُسکو نگاہ رکھا وہ ظاہر ہو کہ سب کو نگاہ رکھیگا قال المترجم اور جن لوگون کو نماز پڑھنے سے یہ فیض نہین ہوتا کہ تمام بری باتون کو چھوڑین تو اسوجہ سے کہ نماز کو بیدلی سے بدون مطلب سمجھے پڑھتے ہین اور اللہ تعالیٰ کے حضور مین عاجزی اور سر جھکانے

Marfat.com

کو خیال نہین رکھتے اور سورۂ الحمد مین جو دعا و مناجات ہر اسکو دل سے نہین مانگتے ہین اللہم وفقنا ایای والمسلمین ...
ف فی العرائس قولہ تعالیٰ وما قدروا اللہ حق قدرہ۔ اس سے خلائق کی ہوس اس بات کی توڑ دی کہ اسکے کنہ قدم کو پاوین
کیونکہ اسکی درگاہ عزت تک پہونچنے مین تو یہ کیفیت ہر کہ وہان حدوث کا اثر و نشان نہین رہتا پھر قدر عظمت وکبریائی کیونکر
پایا جانے ہان معرفت اسکا فضل ہے سو جسکو معرفت نہین وہ قدر کیا کریگا اور معرفت اسکو کیا ہوگی جو اپنے نفس کو تو پہچانتا نہین
لیکن اپنے نفس کی حقیقت کہان جان سکتا ہے الا اسی صورت سے کہ اسکا خود خالق ہوتا پھر نعوذ باللہ منہ کوئی اور خالق کہان
سے ممکن ہی حضرت باری تعالیٰ کی درگاہ پاک ہر ہر شرک وضد و ند وغیرہ سے اور اسکی سطوات عظمت مین غیر کا وجود ہی ندارد ہے
سبحان اللہ تعالیٰ وہ پاک پروردگار وحدہ لاشریک ہر وہ اپنی قدر معرفت خود ہی جانتا ہر اسکا ادراک کسی بندۂ مخلوق کی طاقت
نہین یعنی کوئی غیر اسکے جناب مین نہین ہے وہان عقلین حیران ہین کہ غیر متناہی ہر اور قلوب متحیر ہین کہتے ہین کہ غیر محدود ہی کہین
مکان و زمان مین اسکا حلول نہین اسکا علم سب کو محیط ہر وہ پاک ذات منزہ و مقدس ہر کہ زبانین جتنی بے انتہا تعریف کرین وہ اسکی
پاک برتر شان مین تھوڑی سی تھوڑی ہے اس کی تعریف وحمد وثنا وہی خود کر سکتا ہر۔ اسکا فضل ہے جس بندے کو مقرب فرمایا وہ
عارف کہلایا اور جس حال و بزرگی مین یہ بندہ پہونچا اسکی نظر مین ہفت اقلیم کی سلطنت و بہشت وجنت بلکہ دونون جہان کی نعمت گرد
ہے وہو اللہ فی السموات وفی الارض یعلم سرکم وجہرکم ویعلم ما تکسبون۔ یہ آیت پڑھو اور اسکی عظمت کیواسطے گردن جھکاؤ سبحانک
اللہم آمنا بک بما جاء بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ حسین رحمہ اللہ نے کہا کہ او تعالیٰ پاک پروردگار ہے بھلا کوئی اسکی حق قدر کب جان سکتا ہے
اسی نے اسکو مقدر کیا ہے اور اوصاف قدم سے حوادث کے اوصاف پر ایک پرتو ہے بس اپنی قدر جانتا تو اپنی وسعت بھر قدر الٰہی
ادراک کرتا۔ قال المترجم یعنی فنا ہو جاتا بعض نے کہا کہ او تعالیٰ کی قدر نہین پہچانی ورنہ ہر صنع الٰہی کے وارد ہونے پر ان کی روحین
پگھل جاتین اور فنا ہو جاتین قولہ قل اللہ ثم ذرہم یعنی جب کہ واصلین کے اسرار وادی الوہیت مین پڑے اور شوق ہویت
مین ان کی روحین متحیر ہوئین اور سطوات قدرت مین عقلین فنا ہوئین اور تجلی مشاہدہ مین اجسام فنا ہوئے اور موارد تجلی جمال وجلال کے واردات
سے جو ان پر وارد ہوا اسکے مسالک نہین پہچانتے بس تجھ سے پوچھتے ہین اس حیرانی مین کہ ہم کون ہین اور کہان ہین تو بزبان ادائے
محبت کہدے اللہ یعنی جسمین تم پڑے ہو یہ دریائے ازل ہر تم اللہ تعالیٰ کی عنایت سے اس معرفت مین پہونچے ہو اور جب وہ لوگ
تجھ سے پوچھین جو قہر الٰہی مین پڑکر حیرت گمراہی مین بھٹکے پھرتے ہین کہ ان کو یہ کہان سے ہر تو کہدے کہ مشیت الٰہی نے تم کو اسمین ڈالا ہے
اور ولی و محبوب ہونا کچھ مجاہدہ سے نہین ہر اور گمراہ ہونا کسی علت پر نہین ہے پھر چھوڑ دے دونون گروہ کو اور تو میری طرف مشغول ہو کیونکہ
جس دل مین اللہ تعالیٰ کی محبت ہو اسکو حوادث وممکنات سے مشغول ہونا لائق نہین ہے۔ قال المترجم ہر دو گروہ کی تفسیر جو اشارہ
مین داخل کی مترجم کی سمجھ مین تو جب شاید نہین آئی اور شاید قولہ علمتم ما لم تعلموا انتم ولا آباؤکم۔ کی تفسیر مین حضرت قتادہ رح سے مروی ہوا کہ یہ
مشرکون کیواسطے ہر اور حضرت مجاہد رح سے مروی ہوا کہ یہ مسلمانون کے واسطے ہر بس یہی اشارہ ہر ان دونون گروہ اہل ایمان و ولایت
کے اور اہل قہر و ضلالت کے اسکے حکم مین شامل ہونے کا دو جہت سے واللہ تعالیٰ اعلم۔ قال الشیخ اور نیز قولہ قل اللہ یعنی زبان سے
اللہ کا ذکر کر اور زبان سر باطن سے ایسا نہ ہو کیونکہ مذکور کے سوائے ذکر کی طرف مشغول ہو جانا بندہ کے واسطے پردہ ہر اور نیز جب تبلیغ
رسالت سے فارغ ہو تو ماسوائے حق سے او تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو اور اللہ کہ غیر اللہ کوئی نہ تھا پھر تمام مخلوقات ماسوائے کو چھوڑ دے

Marfat.com

تاکہ زبان باطنی موافق بزبان ظاہر ہو بعض نے کہا کہ خواص کو اس آیت سے دعوت فرمائی کہ ہر چیز سے منقطع ہو کر محض اللہ تعالیٰ کیواسطے بلکہ وہی وہ رہے۔ بعض نے کہا کہ اللہ کا نام پاک سر باطنی مین رکھ اور دہان کے حسب حال ادا کر اور زبان سے چھوڑ دے۔ حکایت ہے کہ ایک شخص نے شبلی رحمہ اللہ سے پوچھا کہ آپ لا الہ الا اللہ نہین کہتے اور اللہ کہتے ہین اسمین کیا بات ہے فرمایا کہ اسکا ضد کہان ہے جس کی نفی کرون پھر زیادہ کیا کہ میری زبان کلمہ انکار پر جاری نہین ہوتی۔ پھر زیادہ کہا کہ مجھے خوف ہے کہ وحشت انکار پر ماخوذ ہو جاؤن پھر اس شخص نے اور زیادہ کی درخواست کی تو پڑھا قولہ تعالیٰ قل اللہ ثم ذرہم پس وہ شخص بیہوش ہو گیا اور اسکی روح نکل گئی پس اس شخص کے وارثون نے شبلی رح پر خون کا دعویٰ کیا اور خلیفہ کے پاس لیگئے پس خلیفہ نے شبلی رح سے دعویٰ کا استفسار کیا تو شبلی رح نے کہا کہ ایک روح تھی کہ محبت مین سرشار ہوئی اور بلائی گئی تو قبول کیا پھر میرا کیا قصور ہے پس خلیفہ نے حاجبون کو بلند آواز دی کہ چھوڑ دو اسکا کچھ قصور نہین ہے قال المترجم کمال یقین و کمال محبت ہے کہ لا الہ الا اللہ سے توحید ثابت کرنے کیلئے انھین کو حکم ہے کہ آلہہ باطلہ بناتے ہین اور جن کو یقین بڑھتا جاتا ہے وہ کافرون مشرکون پر تعجب کرتے ہین کہ وہ کوئی اور معبود ہو سکتا ہی نہین پھر کس معبود کی نفی کرین یہان تو فقط ایک اللہ پاک معبود برحق ہے ہان اگر کوئی اور وہم خیال مین آتا ہوتا تو نفی کرتے اسی واسطے شبلی رح نے کہا کہ ضد کہان ہے جس کی نفی کرون حاصل یہ کہ اگر بادشاہ کے واسطے کوئی کہے کہ نہایت خوش خلق ہے تو بدخلقی کا تصور ہو سکتا ہے اور اگر کہے کہ بادشاہ ہمارا گدھا یا جانور نہین ہے تو بات اگرچہ سچی ہے ولیکن اہل عقل اس سے شرم کرینگے یہی کافرون کے معبودون کا حال ہے کہ وہ معبود ہو ہی نہین سکتے بلکہ ان کے معبود ہونے کا امکان ہی کچھ نہین ہے کیا اُن مین الوہیت کا وہم ہو سکتا ہے ہرگز نہین پھر کیا ان کی الوہیت کی نفی کی جاوے۔ فافہم۔ قولہ وہذا کتاب انزلناہ مبارک الآیۃ یعنی اس کتاب پر وہم کی تہمت بھی نہین ہو سکتی اور مخلوقات اسکے حقائق کو ادراک نہین کر سکتے ہین اور نیز مبارک ہے کہ برادر تیری اُمت پر جو صادقین ہین کہ شوق و محبت سے اسکی اتباع کرتے ہین اور یاد و ہیبت کے ساتھ اُسکو سمجھتے ہین جس سے دیدار صفات قدم کے خزانون تک پہونچتے ہین کیونکہ یہ صفت ہے جسکے کلمات تمام صفات کی دلیل ہین جنسے معرفت صفات حاصل ہوتی ہے کیونکہ خزائن صفات کی کنجی ہے اور یہ مبارک ہے کہ ایسے بندے پر جو اسکا عارف اور اسمین نورانی عقل سے غور کرے نو الا ہوا جیسا کہ دوسرے مقام پر فرمایا کتاب انزلناہ مبارک لیدبروا آیاتہ ولیذکر اولوا الالباب۔ اور نیز مبارک ہے باین معنی کہ حبیب کی کتاب حبیب کی طرف ارسال ہے جسمین اسرار قرب وصال ہین اور تشویق بحسن جمال ہے اور تحذیر از ہجر و فراق ہے اسمین اہل نور و تقوی کے واسطے راز و نیاز کی باتین ہین اسمین عارفین کے لئے اشارات ہین اور موحدون کے لئے مفرحات ہین اسکے رموز و اسرار چشم اغیار سے محفوظ اور لطائف اسکے چشم غدر سے دور ہین یہ کتاب اللہ تعالیٰ کی توحید و ثنا و صفت مین سب اگلی کتابون سے موافق ہے کیونکہ سب ایک ہی مصدر سے صدور ہین اور یہ زیادہ جامع و کاشف مقامات ہے بعض نے کہا کہ مبارک ہے اپنے تابعین پر اور اپنے اوپر ایمان لانے والون کے لئے۔ اور ایسی ہی تصدیق و عمل کرنے والون کے لئے اور ایسے ہی اس کے حکم و نہی سمجھنے والون کے لئے اور ایسے ہی حضور دل سے سمجھکر پڑھنے والون کے لئے۔ قال الاستاد۔ حبیب کی کتاب نہایت عزیز ہوتی ہے جس سے غلبۂ وجد و حال مین تسکین اور شفا از درد ہجر و فنا ہے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِيَ اِلَيَّ وَلَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ

اور اُس سے ظالم کون افترا جو باندھے اللہ پر جھوٹ یا کہے مجکو وحی آئی اور اُسکو وحی کچھ نہین

Marfat.com

شَيْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ

آئی اور جو کہے میں اُتارتا ہوں برابر اسکے جو اللہ نے اُتارا اور کبھی تو دیکھے جس وقت ظالم

فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ

موت کی بیہوشی میں اور فرشتے ہاتھ کھول رہے ہیں کہ نکالو اپنی جان

اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ

آج تم کو جزا ملیگی ذلت کی مار اُس پر کہ کہتے تھے اللہ پر جھوٹھ باتیں

وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ

اور اُس کی آیتوں سے تکبر کرتے تھے اور تم ہمارے پاس آئے ایک ایک جیسے ہم نے بنائے تھے

اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ ۚ وَمَا

پہلی بار اور چھوڑ دیا جو ہم نے اسباب دیا تھا پیٹھ کے پیچھے اور ہم

نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا ؕ

دیکھتے نہیں تمہارے ساتھ سفارش والے جن کو تم بتاتے تھے کہ اُنکا تم میں ساجھا ہے

لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ۝

ٹوٹ گئے تم آپس میں اور جاتے رہے جو دعوے تم کرتے تھے

وَمَنْ اَظْلَمُ۔ اے لا احد اظلم۔ کوئی زیادہ ظالم نہیں۔ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا۔ یا دعاء النبوة ولم یکن نبیا ایسے شخص سے جس نے بہتان باندھا اللہ تعالیٰ پر۔ بایں طور کہ نبوت کا دعویٰ کیا حالانکہ وہ نبی نہ تھا۔ اَوْ قَالَ عطف خاص برعام ہے بنابر قول شیخ ابوحیان کے۔ یا کہا کہ۔ اُوْحِيَ اِلَيَّ وَلَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَيْءٌ۔ مجھے وحی الٰہی کی گئی حالانکہ اسکو کچھ وحی نہیں کی گئی ہے۔ عکرمہؓ سے ابن جریرؒ نے روایت کیا کہ یہ مسیلمہ کذاب کے حق میں نازل ہوا اور معالم نے قتادہؒ سے بھی یہی سبب نزول ذکر کیا اور شیخ ابن کثیرؒ نے عکرمہ و قتادہ دونوں کا قول ذکر کیا ہے۔ وَمَنْ قَالَ اے ومن قال۔ پس عطف ہے من افتری پر یعنی اور کون اظلم ہے اسلئے جس نے کہا یعنی کوئی اظلم نہیں اُس سے جس نے کہا۔ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ۔ کہ مجھ پر اُترنے والا ہے جیسا اللہ تعالیٰ نے محمد صلعم پر اتارا۔ اور یہ ان لوگوں نے بیباکی و حماقت سے کہا دیا۔ مطلب اُنکا یہ تھا کہ یہ بنائی باتیں ہیں ہم چاہیں تو ہم بھی بنالیں کما قال تعالیٰ واذا تتلی علیهم آیاتنا قالوا قد سمعنا لو نشاء لقلنا مثل ہذا۔ اور بعض نے کہا کہ یہ شخص عبداللہ بن ابی سرح تھا جو آنحضرت صلعم کی وحی لکھا کرتا تھا جب حضرت صلعم نے قولہ تعالیٰ ثم انشأناه خلقا آخر۔ اسکو لکھوایا تو عبداللہ بولا کہ فتبارک اللہ احسن الخالقین تو حضرت صلعم نے فرمایا کہ لکھ یوں ہی نزول ہوا ہے اور یہ مکر قدم تھا مگر یہ شخص سمجھا کہ اگر محمد سچے ہیں تو مجھ پر بھی اُن کے مثل وحی کی گئی پھر آیا کریگی اور اگر یہ جھوٹے ہیں تو میں نے اُن کے مثل کہہ لیا پس اسلام سے مرتد ہو کر مشرکوں کے پاس پہونچا پھر فتح مکہ کے روز مسلمان ہو گیا۔ قال المترجم یہ سورہ مکیہ ہے اور قصہ عبداللہ مذکور کا مدینہ میں واقع ہوا تھا ہاں خبر غیب ہو سکتا ہے اور عموم کلام میں عبداللہ مذکور کے مانند لوگ بھی شامل ہیں لہذا مفسر رحمہ اللہ نے یہی اختیار کیا کہ نزول کے وقت اُسکے مصداق وہی لوگ

Marfat.com

مفسد لوگ تھے پھر ان سے اظلم لوگون کا حال خراب بیان فرمایا۔ وَلَوْ تَرٰى یا محمد اور اگر اے محمد تو دیکھے۔ اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ جبکہ ظالم مذکور سکرات موت مین ہونگے غمرات جمع غمرہ بمعنی شدت۔ جمع آن غمر مانند توبہ و توب۔ قال ابن عباس رض غمرات الموت وہ سکرات موت ہین۔ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَیْدِیْهِمْ۔ اور ملائکہ اپنے ہاتھ بڑھائے ہون گے ف ان ظالمون کی طرف مارنے و عذاب دینے کیواسطے اور ان سے سختی سے کہتے ہون گے کہ۔ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ۔ نکالو اپنی روحون کو ف ہم اُن کو قبض کرینگے۔ مدارک مین کہا کہ یہ بیان ہے روح نکالنے مین سختی و درشتی کرنے کا جسمین بالکل مہلت و آسانی نہ ہوگی اور ابن عباس رض سے روایت ہو کہ ملائکہ سے مراد ملک الموت علیہ السلام مع اعوان و انصار ہین۔ قال ابن کثیر رح باسطو ایدیھم یعنی مارپیٹ سے دست درازی کرنے والے۔ قال الضحاک و ابو صالح یعنی عذاب کرنے پر ہاتھ بڑھانے والے مانند قولہ تعالیٰ ولو تری اذ یتوفی الذین کفروا الملائکۃ یضربون وجوھھم و ادبارھم۔ اسی واسطے فرمایا۔ اخرجوا انفسکم۔ کیونکہ جب کافر کی موت آگئی تو ملائکہ اُسکو عذاب و سختی و خواری و غضب الٰہی کی خبر سناتے ہین پس اُسکی روح اُسکے جسم مین ڈری ہوئی دبکتی ہو اور نکلنا نہین چاہتی ہو پس ملائکہ مارتے و عذاب کرتے ہین اور کہتے جاتے ہین کہ نکالو۔ اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ آج تم لوگ عذاب ہوان و ذلت و خواری دیئے جاؤ گے۔ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَیْرَ الْحَقِّ۔ بوجہ ناحق بہتان باندھنے کے اللہ تعالیٰ پر ف یعنی جھوٹ دعوی نبوت و وحی کئے جانے اور اللہ تعالیٰ کا بیٹا وغیرہ بنانے مین اللہ تعالیٰ کی جناب مین بہتان باندھنے کے سبب سے۔ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰیٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ۔ اور اوتعالیٰ کے آیات سے تکبر کرنے کے سبب سے یعنی ایمان نہ لانے کے سبب سے۔ قال المفسر جواب لو محذوف ہو بسبب ظہور کے یعنی ولو تری یا محمد حین یکون الظالمون مبتلین فی کذا و کذا لرأیت امرا عظیما یعنی اگر تو دیکھتا ظالمون کو جبکہ موت کے وقت ایسے ایسے عذاب مین مبتلا ہوکر بدحال ہون گے تو البتہ تجکو ایک نہایت کریہ منظر ہولناک ان لوگون کا حال نظر آتا بالجملہ کافرون پر یہ حال ہونا ضرور ہے نعوذ باللہ منہ۔ پھر روز حشر کا حال فرمایا۔ وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى یعنی جب حشر کے روز زندہ کرکے اُٹھائے جاوین گے تو اُن سے کہا جاویگا کہ تم ہمارے پاس فرادی آئے یعنی درحالیکہ مال و اولاد اور یار مددگار سب سے منفرد اکیلے ہماری طرف آئے ہو۔ كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ جیسے ہم نے تم کو اول بار پیدا کیا تھا۔ قال المفسر یعنی ننگے پاؤن ننگے بدن بے ختنہ لئے ہوئے یہی حدیث صحیح مین اہل حشر کی حالت بیان ہوئی ہے اور حضرت عائشہ رض نے کہا کہ یارسول اللہ صلعم لوگ کیونکر شرم نہ کرینگے فرمایا کہ اے عائشہ وہ وقت نہایت سخت ہوگا کہ کسی کو کسی کی طرف نظر ہو۔ بدانکہ فرادیً تنوین بنابر لغت بنو تمیم پڑھا گیا اور بالف تانیث مقصورہ پڑھا گیا بنابر آنکہ جمع فرد و فرید ہے اور بعض نے کہا کہ فرد کی جمع فرادی نہین بس اسم جمع ہو اور راغب رح نے کہا کہ فرید کی جمع فرادی ہے۔ بالجملہ وہ حال واقع ہے۔ اے جبتو نا منفرد ین الگ الگ ایک ایک ہو جیسے پیدا ہوئے تھے۔ عکرمہ سے مروی ہوا کہ نضر بن الحارث نے کہا کہ لات و عزی میری سفارش کرینگی تو یہ آیت نازل ہوئی۔ وَتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ اعطیناکم من الاموال۔ اور چھوڑا تم نے وہ سب کچھ جو ہم نے تم کو دیا تھا مال و متاع وغیرہ خول۔ جملہ متاع دنیا جو اللہ تعالیٰ نے بندہ کو دی ہون قال ابن کثیر رح یعنی جو نعمتین و مال تم نے دار دنیا مین جوڑ جوڑ رکھے سب تم نے چھوڑے۔ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ۔ اپنے پیٹھ پیچھے بدون اپنے اختیار کے پس اگر ایمان لاکر اپنی نیت نیک و اختیار سے کار خیر مین صرف کرکے چھوڑا ہوتا تو وہان ملتا اب آخر کار چارناچار چھوڑ آئے۔ حدیث صحیح مین ہو کہ آدمی کہتا ہے کہ میرا مال میرا مال بھلا کچھ

Marfat.com

تیرا مال بھی ہی سوائے اسکے جو تو نے کھاکر فنا کر دیا اور پہنکر پھاڑ ڈالا یا صدقہ دیکر آخرت کیلئے باقی رکھا چھوڑ [illegible]
ہے وہ سب اوروں کے لئے چھوڑ جانے والا ہے۔ وَمَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ۔ الاصنام۔ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ
فِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا۔ یعنی ملامت کرنے کے طور پر اُن سے کہا جائے گا کہ ہم تمھارے ساتھ میں لات عزی وغیرہ بتوں کو جو
سارے زعم میں تمھارے شفیع تھے اب نہیں دیکھتے جن کی نسبت تم کو اعتقاد تھا کہ عبادت کے استحقاق میں یہ لوگ
اللہ تعالیٰ کے شریک ہیں۔ لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ۔ وصلکم ٹکرے ہو گیا وصل و میل تمھارا یعنی تمھارا اجتماع ٹوٹ گیا اور یہ بنا بر قرأۃ
رفع کے ہی یعنی بینکم فاعل واقع ہی اور یہی اکثر قرار رحمہم اللہ کی قرأۃ ہے۔ بین اسم ہے بمعنی وصل یعنی ملاپ اور زجاج رح نے کہا کہ بین ایک
لغت ہے جو وصل اور جدائی دونوں معنی میں آتا ہے پس یہ اضداد میں سے ہی اور یہاں بمعنی اول ہے اور حفص و نافع وغیرہ کی قرأۃ
میں بینکم منصب ہے یعنی تقطع ما بینکم اور یہی ابن مسعودؓ کی قرأۃ ہے اور مراد ما موصولہ سے میل جول ہے۔ وَضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ
تَزْعُمُوْنَ۔ یعنی دنیا میں جو تم کو ان کی سفارش و مددگاری پر گھمنڈ تھا وہ اب سب گم ہو گیا اور یہ بمانند قولہ اذ تبرأ الذین اتبعوا
من الذین اتبعوا ورأوا العذاب وتقطعت بہم الاسباب الآیۃ ف۔ فی العرائس قولہ تعالیٰ ومن اظلم ممن افتری الآیۃ۔ اسمیں اشارہ
ہے کہ امر الٰہی میں ہر مفتری وجھوٹا ایسا ہی ظالم ہے چنانچہ جو کوئی عرفان الٰہی کا دعوی کرے اور عارف بنے وہ ظالم ہے اور لوگوں
کو بہکاتا اور ناحق خراب و برباد کرتا ہے انجام کار خود دین و دنیا میں برباد ہوگا۔ بعض نے کہا کہ جو لائق جناب الٰہی نہ ہو اسکو بیان
کرنا بھی اسی حکم میں داخل ہی۔ سہل بن عبداللہ نے کہا کہ جس نے ذکر کیا اس نے افترا کیا اور مراد ذکر غفلت ہی۔ قولہ تعالیٰ
ولقد جئتمونا فرادی۔ اس سے ظاہر ہوا کہ اعمال تمام مخلوق کے اسکے عظمت وجلال کے ظہور میں ہیچ و مضمحل ہیں جب بندے
پر انوار ازل ظہور کرینگے تو اپنے اعمال بلکہ اپنی ہستی سے بیزاری ظاہر کرینگے کیونکہ اعمال کو کچھ بھی اسکی عظمت کے لائق نہ دیکھینگے
اور نہ کسی نعمت و کرامت کے مقابلہ میں ان کی کچھ ہستی سمجھیں گے اور دیدار قدم کے وقت ایسے ہوں گے جیسے عدم سے نکلے۔ بعض نے کہا
کہ بندہ کا بڑا مقام یہ ہی کہ تمام طاعت وبندگی سے اپنے کو مفلس جان کر او تعالیٰ کی درگاہ میں رجوع لاوے۔ شیخ ابو حفص رح سے
کہا گیا کہ آپ اپنا کون عمدہ عمل لیکر حضور الٰہی میں جا دینگے فرمایا کہ خاموش بھلا فقیر کے پاس سوائے فقر کے کچھ اور بھی ہی کہ ایسے
غنی کی درگاہ میں لیجاوے۔ قال تعالیٰ لقد جئتمونا فرادی یعنی اپنے اعمال واحوال و طاعات سب سے خالی آئے۔ قال
الشیخ مجھے یہاں ایک لطیفہ معلوم ہوا کہ یعنی تم میرے پاس آئے درحالیکہ موحد ہو میری وحدانیت سے اور کشف کیساتھ میرے مشاہدہ
کے شاہد ہو جیسے تم ابتدائے حال میں عدم سے پیدا کر کے میری ربوبیت پر شاہد ہوئے تھے کہ تم نے الست بربکم کے جواب میں بلی
سے ربوبیت کا اقرار کیا تھا بدون اشارہ تشبیہ بدون غلطی تعطیل کے چنانچہ حدیث حضرت صلعم کل مولود یولد علی الفطرۃ الی آخرہ
میں اشارہ ہی کہ فطرۃ ازل پر پیدا ہوتا ہی اور او تعالیٰ نے قولہ وترکتم ما خولناکم وراء ظہورکم سے سبقت ارادہ ازلی پر داغ عبودیت بدون علت ہونیکا اشارہ فرمایا ہی

اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى ؕ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ
اللہ ہے کہ پھوڑ نکالتا ہے دانہ اور گٹھلی نکالتا ہے مردے سے زندہ اور نکالنے والا زندہ سے
مِنَ الْحَيِّ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝ فَالِقُ الْاِصْبَاحِ ۚ وَجَعَلَ
مردہ یہ ہے اللہ پھر کہاں پھرے جاتے ہو پھوڑ نکالنے والا صبح کی روشنی اور [illegible]

Marfat.com

وَجَعَلَ اللَّيْلَ سَكَنًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝

بنائی آرام اور سورج اور چاند حساب یہ اندازہ رکھا ہے زور آور خبردار نے

وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَ

اور اُسی نے بنادیئے تم کو تارے کہ اُن سے راہ پاؤ اندھیروں میں جنگل اور

الْبَحْرِ ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝

دریا کے ہم نے کھول سنائے پتے اُن لوگوں کو جو جانتے ہیں

اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى - یہاں سے عجائب قدرت الٰہی کا بیان ہے اور فالق اسم فاعل از فلق بمعنی شق ہے اے چاک کر دینا اور بعض نے بمعنی خالق کہا اور یہ بعید ہے۔ کما قال ابن جریر؟ اور حب ہر دانہ جسکے اندر گٹھلی نہ ہو مانند گیہوں وغیرہ کے اور نوی گٹھلی جیسے خرما کی گٹھلی ہوتی ہے معنی آنکہ دانہ سے اللہ تعالیٰ درخت اُگاتا ہے جسمیں بالیاں ہزاروں دانہ لاتی ہیں اور گٹھلی سے درخت جمتا ہے جس کا سر ہوا میں بلند ہوتا اور ہری ہری پتیاں شاخیں ہوتی ہیں یہ اسی کی قدرت کاملہ ہے اور مشرک و کافر جن کو اپنا معبود بتاتے ہیں انہیں سے کسی کو ایک پتی کی قدرت نہیں ہے پھر بدون عطف کے مزید توضیح فرمائی بقولہ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ مردے سے زندہ کو نکالتا ہے ف۔ ہر دانہ و گٹھلی و حیوان و انسان کا نطفہ مردہ ہیں اس سے زندہ نکالا اور یہاں سے استیناس ہے کہ ہر درخت سبز ہونا [illegible] ہے وقد قال تعالیٰ فانظر الی آثار رحمة اللہ کیف یحیی الارض بعد موتہا ان ذلک لمحی الموتی الآیۃ پھر فالق پر عطف کیا بقولہ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ - زندہ سے مردہ نکالتا ہے ف۔ جیسے انسان و پرند وغیرہ سے نطفہ و انڈا نکالتا ہے حالانکہ پھر اس سے زندہ [illegible] جیسے مذکور ہوا پس بعد موت کے زندہ ہونے میں ذرہ برابر بھی شک و انکار کو مجال نہیں مگر آنکہ آدمی بیوقوف اندھا ہو [illegible] کی طرف بلایا - ذٰلِكُمُ اللّٰهُ یعنی جس کی قدرتوں میں سے تمہاری سمجھ کے لائق یہ قدرت بیان ہوئی ہے یہی تمہارا اللہ تعالیٰ [illegible] اسی کی خالص عبادت و بندگی واجب ہے فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ - یعنی باوجود ان دلائل کے جو ایمان کے موجب ہیں تم کہاں منہ موڑے جاتے ہو اور مفسر رح نے انی بمعنی کیف لیا یعنی کیونکر منہ موڑتے ہو۔ عن ابن عباس کیونکر جھٹلاتے و کفر کرتے ہو پھر عجیب قدرتیں بیان فرمائیں بقولہ۔ فَالِقُ الْاِصْبَاحِ - اصباح کو شق کرنے والا ہے ف۔ مفسر رح نے کہا کہ اصباح مصدر بمعنی صبح ہے یعنی اصباح بمعنی صبح کے اندر داخل ہونا پس مصدر سے صبح کا نام رکھا گیا اور معنی یہ کہ شق کرنے والا ہے عمود صبح کا اور عمود صبح [illegible] ہے جو صبح کاذب کے وقت تاریکی شب سے ظاہر ہوتی ہے۔ قال فی الکمالین یعنی جو صبح کاذب کے بعد طاری ہوتی ہے اور حاصل یہ کہ اوتعالیٰ اس پردہ نور کو جو صبح کاذب کے وقت ہوتا ہے چہرۂ شب سے کھولنے والا ہے پس جو وہم یہاں وارد ہوتا تھا کہ مشقوق تو تاریکی ہے کہ صبح ظاہر ہوتی ہے اور آیت سے مفہوم اسکے برعکس ہے یہ وہم دفع ہوگیا اور نیز دو وجہ دیگر سے وہم مذکور دور کیا گیا کہ اوتعالیٰ شق فرمایا ہے صبح کے عمود کو جو عکس ہے دن کی روشنی سے و دوم آنکہ اصباح کی تاریکی کو شق کر دینے والا ہے۔ قال قتادہ فالق الاصباح ای فالق الصبح - وَجَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا اور رات کو سکن بنانیوالا ہے ف۔ سکن یوں کہ اسمیں تمام مخلوق تعب و مشقت یعنی تھکاوٹ سے سکون و راحت حاصل کرتی ہے سکن محل سکون قال قتادہ اسمیں ہر چرپایہ و پرند سکون لیتا ہے۔ قال ابن کثیر؟ صہیب رومی رحمہ اللہ کی جورو نے اسکو زیادہ جاگنے پر ملامت کی تو کہا کہ اوتعالیٰ نے رات کو محل سکون بنایا سوائے صہیب کے کہ وہ جب جنت کو یاد کرتا ہے تو اسکا شوق بڑھتا ہے اور جب دوزخ کو یاد

Marfat.com

کرتا ہے تو اسکی نیند اُڑ جاتی ہے۔ رواہ ابن ابی حاتم وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا۔ اور سورج وچاند کو حسبان بنانے والا ہے [illegible]
شمس وقمر کو نصب کا اعراب بنا برآنکہ اللیل کے محل پر عطف ہی کیونکہ اللیل اگرچہ جاعل کا مضاف الیہ ہی یعنی بسبب [illegible]
اسی پر شمس وقمر کا عطف ہی اور حسبان یعنی اوقات کا حساب قرار دیا اور یہ فعل مقدر سے حال ہی یعنی یجریان بحسبان پس با حذف [illegible]
چنانچہ سورہ الرحمن مین ظاہر مذکور ہی اخفش نے کہا کہ حسبان جمع حساب مانند شہبان و شہاب اور ابن عباس سے روایت ہی کہ حساب
یعنی عدد ایام وماہ وسال۔ ابن کثیر رح نے کہا کہ جاری ہوتے ہین بحسبان مقدر بقانون متقن کہ نہ تغیر ہے اور نہ اضطراب [illegible]
بلکہ ہر ایک کیواسطے منزلین ہین کہ جاڑے گرمی مین اسی پر چلتے ہین اور اسی پر رات و دن کی کمی زیادتی ہوتی ہی کما فی قولہ جل
الشمس ضیاء والقمر نورا وقدرہ منازل۔ ذٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ۔ جو مذکور ہوا یہ مقدر کیا ہوا ایسے پاک پروردگار کا ہے جو
غالب ہی اپنی بادشاہت مین دانا ہی اپنی مخلوق سے یعنی یہ تقدیر آلہی عزوجل ہی۔ وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ النُّجُومَ۔ جمع نجم
ہر جرم روشن پس شمس وقمر کو بھی شامل ہے اور ظاہر یہان ماسوائے شمس وقمر کے ثوابت ستارے ہین یعنی اسی پاک عزوجل نے تمہارے
لئے ستارے بنا دیئے لِتَهْتَدُوا بِهَا۔ تاکہ راستہ تلاش کرلو ان نجوم کے ذریعہ سے فِي ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ۔ یعنی اپنے
سفرون مین یعنی رات کی تاریکیون مین خواہ خشکی مین ہو یا سمندر مین ہو اور ظلمات کی اضافت ان دونون کی طرف بسبب
ملابست کے ہی یا ظلمات سے مراد ان دونون کے اندر راہون کا اشتباہ ہی کہ بدون نجوم کے وہان شناخت نہ ہو۔ واضح ہو کہ
اکثر روئے زمین پر ملکون کی راہین بسبب علامت نہونے یا علامت کے ساتھ رات ہونے کی وجہ سے خصوص جہان ریگستان
و جنگل و پہاڑ ہین ہرگز پتہ نہین لگتا کہ کدھر جاوین اور اکثر نادان مسافر تباہ وہلاک ہو جاتے ہین پس اوتعالی نے ستارے ثوابت
پیدا فرمائے جن سے خوب راہ ملجاتی ہی اور آنحضرت صلعم نے انھین سے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کو تشبیہ دی فرمایا دعنہ اصحابی
کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم۔ یعنی میرے صحابہ رضی اللہ عنہم ستارون کے مانند ہین جس سے اقتدا کروگے اُسکے پیچھے راہ پر پہونچ
جاؤگے۔ ظاہر ہوا کہ ستارون کی پیدائش اسلئے نہین کہ کافر ومشرک اُن کی پرستش کرین یا اُن کی طرف سے اپنے حق مین رزق
وغیرہ مقدرات خیال کرین بلکہ یہ فائدہ ہی کہ راہ بھول جاوین تو راستہ کا پتہ لگاوین۔ قال ابن کثیر رح بعض سلف رضی اللہ عنہ
نے فرمایا کہ جس نے ستارون مین سوائے تین باتون کے کچھ اعتقاد کیا تو وہ گمراہ ہوا اور اُسنے اللہ تعالی پر جھوٹ باندھا ایک یہ
کہ اللہ تعالی نے اُن کو آسمان کی زینت کیا ہی اور شیطانون کیلیے رجوم کیا اور اندھیرے مین جنگل یا دریاؤن مین اُن کے ذریعہ
سے راہ ڈھونڈھنے کا فائدہ رکھا ہے عمر بن الخطاب رض سے روایت ہی کہ فرمایا اے لوگو تم ان ستارون سے خشکی وتری مین
راہ ڈھونڈھ لینا سیکھو پھر اپنے اوہام کو روکو کیونکہ واللہ یہ ستارے نہین پیدا ہوئے مگر آسمان کی زینت کیواسطے اور شیاطین
کے رجم کیواسطے اور علامات کیلیئے کہ ان سے راہ ڈھونڈھ لو۔ قتادہ رح سے اسی کے مانند مروی ہی۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت
ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ ستارون سے اسقدر سیکھو جس سے خشکی وتری کی تاریکیون مین راہ ڈھونڈھ لو۔ پھر اور باز [illegible]
رواہ ابن مردویہ والخطیب۔ امام غزالی رح سے جو نقل کیا جاتا ہے کہ علم نجوم مین دقائق ومعرفتین ہین جو اہل علم کی شان ہی [illegible]
اس سے ممنوع ہین تو ایسے کلام سے اگر غزالی رحمہ اللہ کی یہ مراد ہے کہ عجیب قدرت آلہی انسے ظاہر ہے تو وہ تفکر فی خلق [illegible]
[illegible] مین شامل ہی اور اگر مراد یہ کہ اہل علم ان مین بطور معروف نجوم جاننے پر نظر کرین تو یہ صحیح نہین ہی اور حق یہ ہی کہ [illegible]

سے نظر کرنا ممنوع وحرام ہے تو نہین دیکھتا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہو کہ مجھے نہی فرمائی رسول اللہ صلعم نے نجوم مین نظر کرنے سے۔ رواہ ابن مردویہ والخطیب و حضرت ابوہریرہ سے مرفوعًا اسکے مثل الخفین و دلون اتاموں ومرہبی نے روایت کیا اور خطیب نے حضرت عائشہؓ سے مرفوعًا اسی کے مثل روایت کیا۔ ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ آنحضرت صلعم نے حکم دیا کہ جب میرے اصحاب کا ذکر آوے تو زبان سنبھالے رہو اور جب تقدیر کا ذکر آوے تو بد اعتقادی سے بچے رہو اور جب نجوم کا ذکر آوے تو باز رہو رواہ الطبرانی والخطیب۔ ابن عباسؓ سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جس نے نجوم سے علم اقتباس کیا تو اسنے جادو مین سے ایک شعبہ اقتباس کیا۔ رواہ ابن ابی شیبہ و ابوداؤد وابن مردویہ۔ اور بعض آثار و اقوال سلف جن سے مجمل معلوم ہوتا ہو کہ ستارون وغیرہ مین نظر کرنا روا ہو تو برتقدیر صحت کے مراد اُن سے یہ ہو کہ تین اُمور مذکورہ یا مانند دریافت جہت قبلہ کے یا مانند دریافت اوقات نماز کے ان مین نظر کرنا روا ہو۔ عن ابی ہریرۃ عن النبی صلعم اللہ تعالی کے نزدیک محبوب بندے وہ ہین جو نگاہ رکھین سورج و چاند کو اپنی نماز کے وقتون کیلئے رواہ الحاکم وصححہ۔ وعن ابن ابی اوفی وابی الدرداء وابی ہریرۃ نحوہ رواہ ابن شاہین والطبرانی والخطیب والامام احمد۔ اگر کہا جاوے کہ ستارون کی بہت سی تاثیرات کتابون مین لکھی ہوئی جمع ہین اور وہ موافق ہوتی ہین تو جواب یہ ہو کہ تاثیر کے معنی مین کسی چیز مین اپنی قدرت سے اثر کرنا اور یہ بالکل باطل ہو کہ مخلوقات مین سے کوئی چیز خود اس امر پر قادر ہو کہ کسی چیز مین اثر کرے اور اگر یہ مراد ہے کہ اللہ تعالی نے ظاہر مین جو اسباب نظر مخلوق مین رکھے ہین کہ اللہ تعالی کی تاثیر دینے سے اس چیز سے اثر پیدا ہوتا ہو تو اب یہ غور ہوگا کہ جو اثر بیان کرتے ہو یہ کس دلیل سے ثابت ہوئے ہین اگر تجربہ و قیاس گمان سے ہین تو انکا کیا اعتبار ہو اور کیونکر یہ یقین ہوا کہ آیندہ زمانہ مین یون ہی ہوگا خصوص جبکہ بارہا تجربہ کر چکے کہ جنتری مین چاند اُنتیس کا لکھا ہو اور ہرگز نہ ہوا باوجودیکہ مطلع صاف تھا چنانچہ امسال ۱۳۰۲ھ ہجری مین مطلع نہایت صاف تھا اور جنتری سے خلاف تیس کا چاند ہوا پس نجوم پر اعتقاد نہایت بدتر ہے اول تو ان مین خود تاثیر نہین دوم انکا علم فقط وہم و گمان پر ہے سوم تاثیر کا حال معلوم نہین کہ اللہ تعالی تاثیر دے یا نہ دے۔ چہارم حرکت بتقدیر الٰہی ہو نجم چاند نکلنا و بارش ہونا یا نہ ہونا اور جنین وچنان جو نجومی بیان کرتے ہین صدہا مرتبہ تجربہ ہوا کہ بالکل غلط و خلاف نکلا اور ایسی ہی بہت سی وجہین کھلی ظاہر ہین پھر مرد مسلمان مومن کو عقل کی راہ سے بھی ہرگز روا نہین کہ اسپر اعتماد کرے اور شرع پاک صحیح مین صریح مذکور ہے کہ جو اسپر اعتقاد کرے وہ دین اسلام سے منکر ہوا جیسا کہ صحیح احادیث سابق مین مذکور ہو چکی ہین اور دل یون مطمئن کرو کہ جو امر حضرت باری تعالی نے مقدر فرمایا بدون اسکے حکم کے ایک ذرہ تجاوز نہین کرسکتا پھر ستارے وغیرہ جو ایک ادنی مخلوق سب اسکے حکم کے موافق آدمیون کیطرح رات دن حرکت مین یا ثابت ہین اور اسی کی یاد مین مصروف ہین اسی کے حکم مین مسخر و مجبور رہین وہ بھلا کیا کر سکتے ہین لہذا ایسے اعمال کرو جو اللہ تعالی عزوجل کے نزدیک پسندیدہ ہین اور دنیا کو فانی جانو اور موت ضرور آیا چاہتی ہو پس آخرت کا توشہ درست جسکو قبر مین ساتھ لیجاؤ حدیث صحیح مین ہو کہ قبر یا تو جنت کا ایک باغ ہو یا دوزخ کا ایک کھڈ ہو پس اللہ تعالی سے ڈرو اور اس سے مانگو اور کفر و شرک و بداعتقادیون سے بچو اللہ تعالی مجھ پر اور تم پر رحم فرماوے وہی ارحم الراحمین ہو والسلام قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّفْقَهُوْنَ ۔ اے قد بینا الدلالات علی الوحدانیۃ والقدرۃ لقوم یتدبرون ۔ یعنی ہم نے اپنی وحدانیت و قدرت پر دلالات بیان کر دین ایسی قوم کیلئے جو اپنے خالق عزوجل کی عظمت مین فکر کرتے ہین ۔ یہ ایسا کھلا بیان ہو کہ جس قوم کو اللہ تعالی

Marfat.com

نے علم وہدایت فرمائی وہ اسکی عظمت جلال و توحید کے مشاہدے سے پگھلے جاتے ہین وہی خوب یقین لاتے ہین اور جو
خیالات مین پڑے ہین وہ اپنی گراہی کے اندھیرے مین اندھے گھسے جاتے ہین نعوذ باللہ من الضلال ۔ فی الدر المنثور
قولہ تعالیٰ فالق الاصباح الآیۃ۔ صبح انوار شہود کو اہل ایمان و معرفت کیلئے منکشف فرمایا۔ از انجملہ مطلع قلوب انبیاء علیہم السلام
و اولیاء رضی اللہ عنہم سے آفتاب چمکا جس کے نور نے اُن کے چہرون سے ظہور کرکے نیک بندون کو منور کر دیا۔ قال المترجم
حضرت صلعم مین یہ آفتاب بدرجۂ کمال تھا اور اپنے دیکھنے والون کو بھی بشارت دی ہے اور جو شخص کہ حالات صحابہ رضی اللہ عنہم اور
پروانہ کی طرح ان کا اپنی جانین فدا کرنا احادیث و آثار سے جانتا ہے وہ ان اشارات سے معرفت وہدایت پاتا ہے فتذکر۔ قولہ
جاعل اللیل سکنا ۔ جنکو اُنس ہے وہ رات مین اسکا کلام پاک تنہائی مین پڑھتے اور اوتعالیٰ داناتر ہے کہ کیا مکاشفات پاتے ہین۔
قال المترجم حدیث صحیح مین افضل بندہ کو بیان کیا کہ وہ ہے کہ جس نے تنہائی مین اوتعالیٰ کو یاد کیا اور آنسو جاری ہوئے۔ یہ جوش
محبت کی خبر ہے۔ بعض مشائخ نے کہا کہ قلوب و سینہ کو انوار غیب سے کشادہ کرنے والا۔ بعض نے کہا کہ اسرار کو نور معرفت سے منور
کرنیوالا۔ قولہ تعالیٰ وھو الذی جعل لکم النجوم لتھتدوا الآیۃ۔ واضح ہو کہ عوام لوگ جسم و جسمانیات کے متعلق جو قوت ہے اُس کو
عقل سمجھتے ہین اور اہل معرفت کے نزدیک جنکو عوام ظاہری و باطنی حواس کہتے ہین جیسے یہ حواس کچھ چیز نہین ویسی ہی یہ عقل
کچھ چیز نہین ہے بلکہ عقل اُن کے نزدیک جسکا نام ہے وہ عقل کلی ہے اور عارف تابع شریعت و سنت اس سے فیض پاتا ہے بس اشارہ
ہے کہ عقل کے ستارے ہین جس سے حقائق آیات ملتے ہین توضیح از جانب مترجم تمام عبارت شیخ کے ساتھ یون ہے کہ نفوس کی تاریکیون
مین عقول کے ستارون سے حقائق آیات والوار صفات کی راہ ملتی ہے اور روح کے ستارون سے انوار ذات کی ہدایت ملتی ہے
افعال قدرت کے ستارے راہ بتاتے ہین صفات کی اور صفات کے ستارے انوار ذات کی۔ شیخ ابو علی جوزجانی رح نے کہا کہ اللہ تعالیٰ
نے رات کو سکن کر دیا کہ ہر اضطراب سے ساکن ہو کر رضا و تسلیم کے ساتھ درجہ قرب و منزلت حاصل کرو اور نجوم ہدایت سے بارگاہ
رضاء حق عزوجل پر پہونچکر اسکی جنت کی راہ پاؤ اور نعمت دیدار حاصل کرو۔

وَهُوَ الَّذِیٓ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَّمُسْتَوْدَعٌ ۚ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰیٰتِ
اور اسی نے بنا دیا تم کو نکالا ایک جان سے پھر کہین تم کو ٹھہراؤ ہے اور کہین سپرد رہنا ہم نے کھول سنائے پتے
لِقَوْمٍ یَّفْقَهُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِیٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ
اُس قوم کو جو بوجھتے ہین اور اُسی نے اُتارا آسمان سے پانی پھر نکالی ہمنے اس سے اُگنے والی ہر
شَیْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ
چیز پھر اسمین سے نکالا سبزہ جس سے نکالتے ہین دانے جڑے ہوئے اور کھجور کے گابھے مین سے گچھے
دَانِیَةٌ وَّجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّالزَّیْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّغَیْرَ مُتَشَابِهٍ ۗ
لٹکتے ہین اور باغ انگور کے اور زیتون اور انار آپس مین ملتے اور جدا جدا
اُنْظُرُوْٓا اِلٰی ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَیَنْعِهٖ ۚ اِنَّ فِیْ ذٰلِكُمْ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ
دیکھو اس کا پھل جب پھل لاتا ہے اور اُسکا پکنا ان چیزون مین سب پتے ہین یقین لانیوالون کے لئے

وَهُوَ الَّذِیٓ اَنۡشَاَکُمۡ خلقکم۔ تم کو پیدا کر دیا بعد از انکہ تم نہ تھے مگر اللہ تعالیٰ کے علم مین تھے حاصل آنکہ وہی اللہ تعالیٰ خالق پاک ہے جسکی عجائب قدرت پاک ہین سے ہے کہ تم کو پیدا کر دیا۔ مِّنۡ نَّفۡسٍ وَّاحِدَۃٍ آدم علیہ السلام سے۔ اگر کہا جاوے کہ آدم وحوا علیہما السلام سے پیدا ہوئے ہین تو جواب آنکہ حوا بھی آدم کی پسلی سے پیدا ہوئین جیسا کہ مذکور ہو چکا۔ فَمُسۡتَقَرٌّ بکسر قاف قراۃ ابو عمرو اور ابن کثیر رحمہما اللہ تعالیٰ یعنی بعض تم مین سے قرار پکڑ نیوالے ہین رحم مین۔ وَّمُسۡتَوۡدَعٌ۔ بفتح دال یعنی بعض دیگر تم ہین سے اپنے باپون کی پشت مین ودیعت رکھے ہوئے ہین اور اس تفسیر کو عبد الرزاق نے قتادہ رح سے روایت کیا اور سعید بن منصور نے اپنی سنن مین باسناد صحیح اسکو ابن عباس سے روایت کیا۔ قال الحافظ وکذا روی عن ابن مسعود ومجاہد والسلمی وقیس بن ابی حازم وابراہیم النخعی والضحاک والسدی وعطاء الخراسانی اور نیز ابن مسعود رض و ایک گروہ علماء سے اس کے برعکس مروی ہوا یعنی مستقر تو پشت پدر مین اور مستودع رحم مادر مین۔ وفی الکمالین عبد الرزاق نے ابن مسعود رض سے روایت کی کہ مستقر تو دنیا مین اور مستودع آخرت مین۔ اور طبرانی نے ابن مسعود رض کی حدیث روایت کی کہ مستقر تو رحم اور مستودع قبر ہے۔ قال الحافظ اور قول اول زیادہ ظاہر ہے وقال القرطبی یہی اکثر اہل تفسیر کا قول ہے اور اسی پر شاہد ہے قولہ تعالیٰ ونقر فی الارحام ما نشاء اور روایت عبد الرزاق عن ابن مسعود کا شاہد ہے قولہ ولکم فی الارض مستقر ومتاع الی حین لیکن شہادت تمام اس صورت مین ہوگی کہ موافق قراۃ باقی قراء رحمہم اللہ کے فمستقر بفتح قاف پڑھا جاوے بصیغہ ظرف یعنی قرار پکڑنے کی جگہ اور بعض نے کہا کہ مصدر ہے اور مستودع بفتح دال کے مصدر وظرف دونون محتمل ہونے مین اتفاق ہے۔ قَدۡ فَصَّلۡنَا الۡاٰیٰتِ لِقَوۡمٍ یَّفۡقَهُوۡنَ ہم نے آیات کو مفصل کر دیا ایسی قوم کیلئے جو فقہ رکھتے ہین یعنی یفقہون ما یقال لہم۔ جو ان سے کہا جاوے اسکو سمجھ لیتے ہین۔ وَهُوَ الَّذِیٓ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً یہ نوع دیگر از عجائب صنعت الٰہی ہے اور بعض نے کہا کہ ماء یعنی مینہ پہلے آسمان سے ابر مین اُترتا ہے پھر ابر سے زمین پر نازل ہوتا ہے اور ابر کا بخارات سے پیدا ہو جانا اسکے منافی نہین ہے اور مقام ایک تحقیق بسیط کو چاہتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ موقع پر مذکور ہوگی یہان اسقدر تنبیہ کافی ہے کہ ہر چند جاڑے و گرمیون وغیرہ مین بارش ہو لیکن زمین کی حیات جو موسم برسات مین ہوتی ہے اور کسی مینہ سے نہین ہوتی ہے۔ الحاصل اللہ تعالیٰ ہی نے آسمان سے پانی اُتارا۔ فَاَخۡرَجۡنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَیۡءٍ اسمین غیبت سے تکلم کی طرف التفات فرمایا اے اخرجنا بالماء المطر نبات کل شیء ینبت۔ یعنی پھر ہم نے باران رحمت سے ہر ایسی چیز کو جو اُگتی ہے اُگایا۔ حاصل آنکہ کل شیء سے مراد اُگنے والی ہر شئے ہے۔ رہا قولہ تعالیٰ وجعلنا من الماء کل شیء حی۔ مین بھی کہا جا سکتا ہے کہ ہر شئے جو آب باران سے زندہ ہوتی ہے اور حق یہ ہے کہ جس طرح فرمایا ہے بلا تقیید تاویل کے درست ہے لیکن نظر قاصر کے واسطے ایسی تاویل کرنے مین مضائقہ نہین ہے اور یہ تحقیق بھی انشاء اللہ تعالیٰ آویگی۔ فَاَخۡرَجۡنَا مِنۡهُ خَضِرًا۔ فاخرجنا من النبات شیئا خضرا۔ پھر ہم نے نبات مین سے ایک شئ سبز نکالی پس خضر بمعنی اخضر ہے بعض نے کہا کہ قولہ فاخرجنا منہ نبات کل شیء۔ ہم نے پانی سے ہر شئے کی نبات نکالی یعنی آدمیون و ہر قسم کے جانورون پرند و چرند وحشی و پالو وغیرہ ہر ایک کی روزی نکالی پھر اس نبات کی تفصیل فرمائی کہ پھر اس سے ایک سبز چیز نکالی نُّخۡرِجُ مِنۡهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا۔ نکالتے ہین ہم اس اخضر چیز سے دانہ متراکب یعنی ایک دوسرے پر سوار جیسے گیہون وغیرہ کی بالیان ہوتی ہین اور بصیغہ نخرج کے بعد اخرجنا کے تخریج مضارع اسواسطے کہ اس عجیب پیدائش کی تصویر عقل مین آوے۔ سبحان اللہ تعالیٰ عجیب نادر صنعت ہے

[illegible] کہ میوہ کو بعد اُگنے ہی کے کھا جاتے ہیں سو پھل تو لکھا ہی نہیں [illegible]
[illegible] جو جنت کے ہی کھجورے جیسے گچھے شگو فون خوشہ کی صحابن خوالے [illegible]
[illegible] جو تخریج ہے سے کلام مین تھم محض باکسر [illegible]
[illegible] ترجمہ یا سنبھے خوشہ تھے کے اندر غلاف ہوتا ہے یعنی خوشہ خرما پر جسکا
[illegible] ہیں جسکو ہندی میں گچھا کہتے ہیں اور وہ ایک غلاف خاص خرما کے گودہ کو کہتے ہیں
[illegible] ان کی تفسیر عرامین سے کی جو جمع عرجون ہے اور بعض نے کہا کہ
[illegible] بعض قریب بعض یعنی آپس میں ایک دوسرے سے ملی ہوئی بنا بر تعیلول کے دانیہ یعنی مندلیہ یعنی
[illegible] سے مروی ہے کہ چھوٹے درخت جنکے خوشے ملی ہوئی زمین پر پڑی ہیں اور
[illegible] بسبب درخت کی چھوٹائی کے یا بسبب بوجھ کے کہ گودہ خوب بھری ہوئی ہو کیساتھ
[illegible] مِّنْ أَعْنَابٍ وَالزَّيْتُونَ وَالرُّمَّانَ یعنی اور نکالا ہم نے اس پانی سے باغون کو انگور
[illegible] تو بیان کیا پھر خرما کو کہ وہ غذا و اناج کے ساتھ کھانے کے قابل ہوتے
[illegible] بڑی کثرت اور برکت ہے پھر زیتون و رمان کو فرمایا مُشْتَبِهًا وَغَيْرَ مُتَشَابِهٍ یعنی درحالیکہ مشتبہ
[illegible] اور نہیں متشابہ ہیں پھل دونوں کے کذا روی عن قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ کیونکہ زیتون و رمان کے پتے
[illegible] انْظُرُوا إِلَىٰ ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ اے عبرت کی نظر سے دیکھنے والو غور سے دیکھو اس کے ثمر کو
[illegible] ثمر بفتحتین احدی اور بضمتین جمع ثمر مانند شجرہ و شجر اور خشبہ و خشب حاصل آنکہ ابتدائے حال پھل آنے
[illegible] جملہ کیفیات سے ایک یہ کہ کھانے کے قابل نہیں بدمزہ ہوتا ہے وَيَنْعِهِ والی ینعہ یعنی اسکی
[illegible] جب تیار ہو گیا تو کن کیفیات پر ہو جاتا ہے از انجملہ یہ کہ بہت خوش مزہ مرغوب ہوتا ہے - إِنَّ فِي ذَٰلِكُمْ
یعنی ان فی ذلک اور اتصال خطاب کم سے سب کو اس قدرت کی طرف مخاطب فرمایا یعنی اس قدرت عظیم میں - لَآيَاتٍ یعنی
دلالات ہیں او تعالیٰ عز و جل کی قدرت پر کہ وہ پاک پروردگار خالق جو ایسی قدرتوں سے ابتدائی خلقت پر قادر ہے
وہ ضرور بدرجہ اولی بروز بعث و حشر کے دوبارہ زندہ کر دینے پر قادر ہے مگر یہ سب آیات فقط لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ - قوم مومنین کیلئے
ہیں ف پہلے تو خطاب کم سے عام توجہ و تفکر و تدبر کا اشارہ فرمایا اور یہاں قوم مومنین کو خاص کر دیا اسواسطے کہ اس صنعت
او تعالیٰ عز و جل سے انتفاع انھیں لوگوں کو ہے اور باوجود ظہور اس تمام قدرتہائے گوناگون کے مشیت میں چونکہ کافر و
مشرک مطرود ہوئے ہیں ان کی آنکھوں پر پردے پڑے ہیں کہ ان کو یہ نظر ہی نہیں آتا اور یہ خود چشم ایمانی میں عجیب قدرت
نظر آتی ہے اور سخت حیرت ہوتی ہے کہ سبحان اللہ تعالیٰ یہ کہ آنکھوں والے موٹے تازے یہاں اندھے ہیں اللھم ثبت قلبی
و قلوب المومنین علی دینک ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ہدیتنا انک انت الوہاب اے پروردگار تو نے محض اپنے فضل سے یہ ایمان
ہم کو ہبہ فرمائی ہے تو وہاب ہے ہم امید وار ہیں کہ یہ موہبت عظمی ہم سے مسترد نہ ہو تو ارحم الراحمین ہے ف فی العرائس [illegible]
وہو الذی انشاکم الآیۃ - دوسرے مقام پر یعنی سابق میں تفسیر قولہ خلقکم من نفس واحدۃ - بیان ہو چکی ہے سب کچھ [illegible]

پیدا کیا اور جوہر فطرت کا منشار وجود اسکے فعل خاص کا نور ہی اور نور فعل خاص کا منشار وجود اسکی صفت ایجاد کا ظہور ہی اور
یہ ظہور اس کی ذات کے انوار کا ظہور ہی۔ قدم نے عدم پر تجلی فرما کر سب معدوم کو موجود و ظاہر کر دیا اور لطائف خطاب
مین سے اشارہ کیواسطے مخصوص یہ قول یعنی من نفس واحدۃ۔ ہی یعنی بظہور نفس واحدۃ ازلیہ ابدیہ جو منزہ از افتراق و اجتماع ہی پس بعض
قلوب کا مستقر تو ملکوت ہی اور مستودع اسکا عالم جبروت ہی اور بعض عقول کا مستقر مقام ملکوت اور مستودع انکا عالم جبروت ہی اور
بعض عقول کا مستقر آیات ہین اور مستودع انکا صفات ہین اور بعض ارواح کا مستقر تو صفات ہین اور مستودع انکا ذات ہی بایں طور
کہ صفات مین تو بقاء دائمی کے ساتھ باقی ہین اور ذات مین فنار وحدت سے فانی ہین کیونکہ قدم اس امر سے پاک ہی کہ وہان کسی
چیز کا حلول ممکن ہو پس ہر ممکن و حوادث وہان فانی ہین اور یہی فنائے توحید ہی اور نیز مستقر جو آیت کریمہ مین مذکور ہی بس ولون کا
مستقر تو مقامات ہین اور مستودع انکا حالات ہین اور مستقر عقول کا عبادات ہین اور مستودع انکا کرامات ہین اور ارواح کا مستقر
تو انوار معرفت ہین جو تجلی صفات سے ظاہر ہوئے ہین اور مستودع انکا انوار توحید ہین جو تجلی ذات پاک سے ظاہر ہوئے۔ ابن عطاؒ
نے کہا کہ تمام اہل معرفت ایک ہی جہت و منزلت پر پیدا ہوئے ہین جنمین مستقر و مستودع ہین پس مستقر تو حال معرفت مین مکشوف عنہ
ہے اور مکشوف حال معرفت مین مستقر علیہ ہی۔ قال المترجم معنی اس کلام کے یہ ہین کہ اہل معرفت کو اللہ تعالیٰ نے ایک جہت پر
پیدا کیا یعنی جو راہ معرفت اور حاصل معرفت ہی اہل معرفت کو اپنی اپنی منزلت و استعداد مقدر ازلی کے موافق ایک ہی جہت پر
کم و بیش عطا ہوتی ہی پھر تمام امور معرفت جو کسی فرد عارف کے واسطے مقدر ہین وہ دو قسم کے ہو جاتے ہین اس جہت سے کہ جب اس کو
عرفان حاصل ہونا شروع ہوا تو جو مستقر ہے اسکی معرفت جب اس عارف کو عطا کرنی منظور ہوئی تو وہ کشف ہونا شروع ہوا پس
وہ مکشوف عنہ ہوا یہان تک کہ اسکا عرفان کامل اس کو حاصل ہو لیا تب وہ اسمین مستودع ہو گیا اور یہی مستودع بحال معرفت اسکے
اندر مستقر تھا۔ ہکذا الفہم واللہ اعلم۔ اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ مستقر اسکی طاعت و عبادت کے واسطے مع اسپر ایمان رکھنے کے اور
مستودع اسی کے واسطے بعد موت کے اس سے زائل ہی۔ واسطی ؒ نے فرمایا کہ مستقر انوار ذات تا ابد ہی اور مستودع اس کی طرف عود کریگا جبکہ اس سے
جدا ہو چکا ہو۔ محمد بن عیسیٰ ہاشمی نے کہا کہ برابر وہ اپنی مخلوق کا عالم ہی جیسا کہ چاہا ویسا کیا جو اسکے کلام مین مستقر ہوا اسکو لوح محفوظ مین رکھا پھر لوح کو
مقادیر مین ودیعت رکھا جو اسمین مستقر ہوا پھر اسی طرح ایک حالت کے بعد دوسری حالت مین ہوتا رہا یہانتک کہ اسکو درجۂ شقاوت یا سعادت پہونچا پس یہی مستقر و مستودع ہے

وَجَعَلُوا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوا لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍۭ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ

اور ٹھہراتے ہین شریک اللہ کے جن اور اُسنے اُن کو بنایا اور تراشتے ہین اُسکے واسطے بیٹے اور بیٹیان بن سمجھے وہ اس لائق نہین

ع ۱۲ ۵ ۱۸ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ

اور بہت دور ہے ان باتون سے جو بتلاتے ہین نئی طرح بنانے والا آسمان و زمین کا اُسکو کہان سے ہو بیٹا

وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ؕ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

اور اُس کو کوئی عورت نہین اور اُسی نے بنائی ہر چیز اور وہ ہر چیز سے واقف ہے

وجعلوا للہ شرکاء الجن۔ اور مشرکون نے اللہ تعالیٰ کے واسطے جنات ساجھی بنائے ف یہ رد ہی مشرکین کا جنھون
نے اللہ تعالیٰ کیساتھ جسکی قدرت کے نمونہ عجیب غریب اوپر مذکور ہوئے ہین اپنی جہالت و ضلالت سے شریک بنائے عبادت مین

Marfat.com

پس جعلوا فعل اور مشرکین فاعل ہین اور نام پاک بمنزلہ مفعول دوم کے ہے اور شرکا مفعول اول ہے اور الجن اس سے بدل ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرکاء بنائے اور وہ جن ہین۔ اگر کہا جاوے کہ وہ لوگ تو جنون کو نہین بلکہ فقط بتون کو پوجتے تھے تو جواب یہ ہے کہ جنون ہی کی اطاعت کی تھی کہ شیطان نے ان کو بتون کی عبادت کا حکم دیا پس انھون نے عبادت کرنا شروع کیا حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ مصرح مروی ہے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان یدعون من دونہ الا اناثا وان یدعون من دونہ الا شیطانا مریدا لعنہ اللہ وقال لاتخذن من عبادک نصیبا مفروضا ولاضلنہم ولامنینہم ولآمرنہم الآیہ۔ حاصل آنکہ مشرکون نے عبادت کے استحقاق مین جنون کے کہنے سے بتون وغیرہ کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنایا۔ وَخَلَقَهُمْ۔ اے والحال انہ قد خلقہم فکیف یکون شرکاء۔ حال یہ کہ اوتعالیٰ نے جنون کو پیدا کیا پھر کیونکر اسکے شریک ہوسکتے ہین۔ مشرکون نے بتون کی عبادت کی اور جنون کے حکم کی پابندی کی اور یہ بھی شرک ہے چنانچہ قولہ تعالیٰ اتخذوا احبارہم ورہبانہم اربابا من دون اللہ کی تفسیر مین ثابت ہوا کہ عالمون و درویشون کا قول جو کچھ وہ خلاف و باطل کہتے اسکو اُن کے قول کی حیثیت سے مان لیتے تھے پس یہی اُنکا رب بنانا تھا ایسے ہی بتون کی عبادت کرنے مین مشرکون نے جنون کا قول مان کر ان کو شرکاء ٹھہرایا اور جملہ حالیہ سے نکلا کہ بت بھی مخلوق الٰہی ہین اگرچہ مشرکون نے اپنے ہاتھ سے گڑھے ہون اور کسی مخلوق کا حکم اسکا قول لیکر نہ ماننا چاہیئے جیسے مشرکون نے جنون کا قول مان لیا بلکہ حکم فقط اللہ تعالیٰ کا ہے اور عالم و درویش اگر اوتعالیٰ کا حکم بتادے تو مان لینا لازم ہے لیکن اگر اسکو معلوم ہو جاوے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم موافق قرآن یا حدیث کے نہین ہے تو فوراً ترک کردے بالجملہ مشرکون کی گمراہی بیان فرمائی کہ انھون نے جنون کا حکم مان لیا بتون کی عبادت مین اور شریک بنایا۔ وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ۔ اکثرون کی قرأۃ مین خرقوا بتخفیف رائے مہملہ ہے اور معنی اسکے تراش لیا ان لوگون نے۔ چونکہ کثرت سے ایسا واقعہ کیا تھا بایں معنی ایک قرأۃ نافع ؒ مین خرقوا بتشدید رائے مہملہ ہے یعنی کثرت سے ان کافرون نے تراشا و گڑھ لیا حضرت پاک پروردگار کے واسطے بیٹے و بیٹیان بدون علم کے چنانچہ بعض نے کہا کہ عزیر بیٹا تھا اللہ تعالیٰ کا اور بعض نے کہا کہ مسیح ؑ بیٹا تھا اور بت پرستون نے کہا کہ ملائکہ بیٹیان ہین المعنی اور مشرکون نے اسکے لئے بغیر جانے ہوئے بیٹے و بیٹیان تراشین۔ سُبْحٰنَهٗ پاکی ہے اُس پروردگار کے واسطے۔ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ۔ اور برتر ہے اس بات سے جو یہ مردود بیان کرتے ہین کہ اسکی اولاد ہے۔ بلکہ وہ ہر عیب و نقص سے پاک ہے وہ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ یعنی بدون کسی نمونہ کے اُن چیزون کو پیدا کرنیوالا ہے اس سے ان کافرون کا وہم دور کیا کہ جن اوہام سے ان لوگون نے فرزند کو خیال کیا وہ جہالت ہے اس بات سے کہ اوتعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے جو چاہے جیسے چاہے کرے چنانچہ آسمانون و زمین کی خلقت کو جو عجیب قدرت سے ایجاد فرمائے ہین غور سے نہین دیکھتے تاکہ اس وہم مین خوار و برباد نہو پھر ایسے پاک خالق قادر مطلق ذو الجلال والاکرام کی شان سے فرزند وغیرہ نقصان و احتیاج کی باتین کہان ہوسکتی ہین محال ہین۔ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ؕ کیف یکون لہ ولد ولم تکن لہ زوجۃ۔ یعنی کیونکر اسکے فرزند ہوگا حالانکہ اسکے زوجہ نہین۔ اسمین بھی کافرون کو ارشاد ہے کہ بدون باپ کے مثلاً عیسیٰ ؑ کی پیدائش مین تو بیٹا سمجھے اور اللہ تعالیٰ عزوجل کی قدرت کو بھول گئے پھر بدون زوجہ کے بیٹا ہونے کو محال کیون نہین سمجھتے۔ پھر سخت کفر یہ ہے کہ بعضے کافر مریم رضی اللہ عنہا کو زوجہ کہتے ہین حالانکہ وہ ایک نیک بندی مخلوق مانند اور عورتون کے اللہ تعالیٰ کی لونڈی تھی جو اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر راضی و شاکر ملکون ملکون فقیری و محتاجی کی حالت مین اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتی پھری اور اپنے بیٹے حضرت عیسیٰ ؑ پر ایمان لائی اور

اللہ تعالیٰ نے اسکو صدیقہ فرمایا بقولہ وامہ صدیقۃ کانا یاکلان الطعام الآیۃ ۔ پس او تعالیٰ پاک اس سے ہے کہ اسکی زوجہ ہو بلکہ مخلوق ہے وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ اور او تعالیٰ نے ہر چیز کو پیدا کیا اسکی شان پاک یہ ہے کہ مخلوقات کو ایجاد فرماوے ۔ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ اور وہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے اُسپر کچھ پوشیدہ نہین ہے قال البیضاوی وغیرہ اس آیت مین کئی طور سے فرزند کی نفی پر استدلال کیا گیا ۔ اول آنکہ او تعالیٰ مبدع سموات و ارض ہے اور یہ تمام اجسام عظیمہ اسی جنس کے ہین جس جنس کا فرزند بتلاتے ہین کیونکہ یہ بھی مخلوق ہین پس باوجودیکہ ایسے اجسام اسی جنس کی مخلوق ہین اور ولادت سے مبرا ہین کیونکہ برابر اسی طرح چلے آئے ہین ۔ ایک زمانہ دراز گذرا پس او تعالیٰ اُن کی بہ نسبت اولیٰ ہے کہ اس نقص سے بری ہو اور نیز ان اجسام کا اختراع کرنیوالا جسم نہ ہوگا اسکا کوئی فرزند ہو اور نیز کسی کا فرزند ضرور اسکی جنس سے ہوگا اور اسکا نظیر ہوگا حالانکہ اللہ تعالیٰ کا کوئی نظیر نہین ہے دوم آنکہ فرزند سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ ایک جنس کے نر و مادہ سے پیدا ہو حالانکہ او تعالیٰ جل جلالہ مجانست سے پاک ہے ۔ سوم آنکہ او تعالیٰ کا کوئی کفو نہین ہے اور جبکہ فرزند ہوتا ہے فرزند اسکا کفو ہوتا ہے پس او تعالیٰ کا فرزند کفو ممکن نہین ہے دو وجہ سے ایک یہ کہ ہر چیز سوائے او تعالیٰ عزوجل کے ہے وہ اسکی مخلوق ہے پس اسکا کفو نہین ہوسکتی ہے اور دوسری وجہ یہ کہ او تعالیٰ اپنی ذات سے تمام معلومات کا عالم ہے اور اُسکے سوائے کوئی ایسا نہین ہے اور اسپر اجماع ہے چہارم آنکہ باپ کو فرزند کی طرف احتیاج ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو پیدا کیا پس سب اسکی مخلوق ہے پس وہ ہر چیز سے پاک بے پرواہ ہے ف ۔ فی العرائس قولہ تعالیٰ بدیع السموات والارض یعنی بقدرت محکم ان کو اپنے علم ازلی کے موافق اختراع فرمایا جسمین ذرہ برابر بھی تفاوت نہین ہے پس کوئی چیز او تعالیٰ سے مشابہت نہین رکھتی ہر ایک کو او تعالیٰ نے اپنی علم و حکمت کے موافق پیدا کیا اور بعض کو اپنے بندون کی معاش قرار دیا کر دیا ۔ بعض نے کہا کہ وہی مبدع و مبدی ہے اور بعض نے کہا کہ او تعالیٰ تمام اشیاء سے جو مخلوق ہین جمال و کمال مین فوق ہے قال المترجم بلکہ کسی چیز کو اس سے نسبت نہین ہے ۔

ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ ۖ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوهُ ۚ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ

یہ اللہ ہے رب تمھارا اُسکے سوائے کسی کو بندگی نہین بنانیوالا ہر چیز کا سو تم اسکی بندگی کرو اور اُس پر ہر

شَيْءٍ وَكِيلٌ ۝ لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ ۖ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ۝

چیز کا حوالہ ہے اُسکو نہین پاسکتی آنکھین اور وہ پاسکتا ہے آنکھون کو اور وہ بھید جانتا ہے خبردار

ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ ۔ یہی پاک قدرت والا اللہ تمھارا رب ہے ۔ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ نہین کوئی معبود آلہ مگر وہی ۔ اگر کہا جائے کہ مشرکون و کافرون نے اور چیزون کو مخلوقات مین سے مانند بت و غیرہ کے معبود بنایا تو جواب یہ کہ اندھے بیوقوف جانور سے بدتر عقل سے خارج لوگون نے کفر کیا اور شرک کیا اور مخلوق ناچیز کو معبود بنایا اور اُن کی عبادت کرنی شروع کی مگر اُنکے معبود بنانے سے یہ چیزین آلہ نہین ہوسکتی ہین کیونکہ آلہ کے معنی واجب الوجود قدیم ازلی ابدی خالق رازق جامع جمیع صفات کمال علیم و خبیر جس پر کسی مخلوق کی کنہ و ماہیت کچھ ذرہ برابر بھی پوشیدہ نہین اور اسکو کوئی مخلوق اس طرح نہین جان سکتا کہ احاطہ کرے اسکی تمام قدرت کاملہ آسمان و زمین و دیگر اشیاء کی پیدایش مین ظاہر و باہر ہو پس ایسا پاک پروردگار تو آلہ اور وہی اللہ تعالیٰ وحدہ لا شریک لہ ہے اور اسکے سوائے کوئی بھی آلہ نہین ہے اور اسی اللہ تعالیٰ پاک عزوجل کے واسطے عبادت کی

Marfat.com

حق ہے اور کوئی بھی معبود ہونے کی لیاقت نہین رکھتا پس جب کافرون مشرکون نے دیگر اشیاء کو معبود بنایا تو کفر و شرک کیا نہایت ہی بڑا ظلم اپنی جانون پر کیا۔ پس اوتعالیٰ عزوجل نے اگر دائمی عذاب دوزخ مین ان کو ڈالا تو عین انصاف ہے کیونکہ معبود فقط خالق ہے۔ وَهُوَ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ اور وہی پاک پروردگار ہر چیز کا خالق ہے۔ پس اے لوگو قبل موت کے ہوش مین آؤ اور اسی پاک پروردگار کے حکم کو مانو۔ فَاعْبُدُوهُ وحدہ یعنی اسی کی توحید کو یقین مانو اور اسی کی عبادت کرو۔ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ۔ اے حفیظ یعنی وہی ہر چیز پر وکیل یعنی حافظ ہے سب اسی کے رزق سے رزق پاتے ہین اور اسی کی رحمت سے حفاظت مین رہتے ہین اسی کے علم مین ہر ایک کا احاطہ ہے خود فرمایا۔ لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ یعنی نہین ادراک کرتی ہین اسکو ابصار یعنی جملہ ابصار اسکو ادراک نہین کرتی ہین۔ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ اور وہ تمام ابصار کو ادراک فرماتا ہے۔ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ۔ اور وہ لطف و مہربانی والا خوب خبردار ہے پس باوجود نافرمانی و شرک و کفر و عصیان بندون کے جسکو وہ خوب جانتا اور اس سے خبردار ہے یہ صرف اسکا لطف ہے کہ ان کو ایک وقت تک نہین میٹ دیتا ہے لیکن کبھی جب خالص بندون پر زیادہ ظلم ہوتا ہے تو موذی ظالمون پر عذاب نازل ہوتا ہے۔ واضح ہو کہ اقوام متبدعہ یعنی خارجی ورافضی و معتزلہ وغیرہ نے اسی آیت سے اپنے گمان ناقص پر فساد برپا کیا کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار محال ہے کیونکہ اوتعالیٰ فرماتا ہے لاتدرکہ الابصار۔ اور جماعت اہل سنت نے اسکو رد کر دیا اور کہا کہ اس سے محال ہونا ثابت نہین ہوتا اور یہی صحیح و حق ہے اور جماعت صحابہ و تابعین و سلف صالحین و ائمہ علماء سب کے برخلاف ان مبتدعین نے یہ اعتقاد نکالا کہ دیدار آلہی مطلقاً محال ہے اور کلام اسمین تفصیل کیساتھ انشاء اللہ تعالیٰ آویگا یہان صرف مختصر طور پر ان بدعتیون کا رد یہ کافی ہے کہ قولہ لاتدرکہ۔ جملہ نافیہ ہے اور نفی و محال مین فرق ظاہر ہے چنانچہ اگر کہا جاوے کہ آفتاب پر نگاہ نہین ٹھہرتی تو اس نفی سے کیا محال ہونا ثابت ہوا کہ آفتاب پر نگاہ ٹھہرنا محال ہے کیونکہ محال تو وہ ہے جو ممکن ہی نہ ہو اور نفی کیواسطے یہ بات ضرور نہین چنانچہ اگر زید کے پاس آج کپڑا نہین تو روا ہے کہ کل کو ہو جاوے اسی طرح اگر دنیا مین ابصار اسکو نہین دیکھتی ہین تو جائز ہے کہ قیامت مین دیکھین اور ضرور ایسا واقع ہوگا اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت سے والحمد للہ رب العالمین اور درجہ دوم آنکہ لاتدرکہ سے ادراک کی نفی ہے اور رویت کے نفی نہین اور دونون مین فرق یہ کہ ادراک ایسا دیکھنا جو بطور احاطہ ہو اور رویت مطلقاً دیکھنا خواہ احاطہ ہو یا نہ ہو اور ادراک کسی چیز کی کنہ و حقیقت پر واقف ہونا اور اسکو احاطہ کرنا اور رویت فقط دیکھنا پس دیکھنا بدون ادراک احاطہ کے ممکن ہے بلکہ واقع ہے کما فی قولہ تعالیٰ قال اصحاب موسیٰ انا لمدرکون قال کلا۔ یعنی جب موسیٰ مع اسرائیل کے تیز روانہ ہو کر سمندر کے کنارے پہونچے اور فرعون نے مع لشکر پیچھا کیا اور قریب پہونچ گیا تو موسیٰ کے ساتھیون نے کہا کہ ہم ادراک کر لئے جاوینگے تو موسیٰ نے فرمایا کہ ہرگز نہین۔ پس قوم فرعون نے ان لوگون کو ضرور دیکھا تھا جیسا کہ مصرح بھی ہے پھر باوجود دیکھنا ثابت ہونے کے ادراک کی نفی کی پس جائز ہے کہ اوتعالیٰ کا دیدار ہو بدون احاطہ کے چنانچہ فرمایا ولا یحیطون بہ علما۔ پس علم سے احاطہ کی نفی کی حالانکہ اللہ تعالیٰ پر اعتقاد و علم مومنون کو موجود ہے کما فی صحیح مسلم لا احصی ثناءً علیک الحدیث۔ یعنی احاطہ ثناء آلہی کی نفی کی حالانکہ بدون احاطہ کے ثناء موجود ہے۔ قال سعید بن المسیب قولہ لاتدرکہ الابصار یعنی ابصار اسکو احاطہ نہین کرتے ہین۔ قال عطار رح ابصار اسکو احاطہ کرنیسے عاجز ہین۔ قال ابن عباس کسی کی بینائی حضرت باری تعالیٰ کو احاطہ نہین کرسکتی۔ عکرمہ رح پر یہی آیت پیش کی گئی کہ اوتعالیٰ نے لاتدرکہ الابصار فرمایا ہے تو کہا کہ اسے کیا تو آسمان کو

نہین دیکھتا اس نے کہا کہ ہان تو فرمایا کہ کیا تو پورے آسمان کو اپنی نگاہ سے گھیر لیتا ہے۔ یعنی اگر تو گھیر نہین سکتا تو دیکھ سکتا ہے
وجہ سوم آنکہ ہم نے مان لیا کہ ادراک بمعنی رویت ہی یہان مستعمل ہوا ہے تو بھی بدعتیون کا قول نہین بنتا ہے کیونکہ الابصار سے بالاتفاق
بدعتیون کے نزدیک بھی جمیع ابصار مراد ہین پس سلب داخل ہوا موجبہ کلیہ پر اسے لا یدرکہ کل بصر۔ اور رفع ایجاب کلی کا وہ سالبہ
جزئیہ ہے کیونکہ ایجاب کلی کے رفع سے یہ لازم نہین کہ ایجاب جزئی صادق نہ ہو مثلاً کل انسان عالم نہین ہین اسکے منافی نہین کہ بعض انسان
عالم ہین اسی طرح ہم نہین کہتے کہ قیامت مین سب ابصار کو دیدار ہوگا بلکہ بعض کو ہوگا اور وہ مومنین ہین اور کافرون کو نہ ہوگا چنانچہ
فرمایا۔ کلا انہم عن ربہم یومئذ لمحجوبون یعنی قیامت کے روز کافر لوگ اپنے پروردگار سے حجاب [illegible] ہونگے۔ امام [illegible]
نے کہا کہ اس سے ثابت ہوا کہ مومنین محجوب نہ ہونگے بلکہ دیدار سے ان کو کرامت ملیگی۔ وجہ چہارم نفی ادراک سے نور ذات [illegible]
کی نفی مراد ہے عکرمہ نے روایت کی کہ ابن عباس رض نے فرمایا کہ محمد صلعم نے اپنے پروردگار تبارک و تعالی کو دیکھا تو مین نے کہا کہ اللہ تعالی نے تو [illegible]
فرمایا کہ لا تدرکہ الابصار الآیۃ تو فرمایا کہ اے تیری مان مرے یہ تو وہ نور ہے جو اسکا نور ہے جب اپنے نور سے تجلی فرماوے تو کسی چیز کی ہستی [illegible]
ابن مردویہ والحاکم وصححہ اور حدیث ابو موسی اشعری مین جو بخاری و مسلم نے روایت کی کہ آنحضرت صلعم نے خطبہ مین [illegible] حجابہ النور [illegible]
لاحرقت سبحات وجہہ ما انتہی الیہ بصرہ من خلقہ۔ اور ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ اگلی بعض کتابون مین ہے کہ موسی نے جب دیدار کا سوال کیا تو حکم ہوا کہ
اے موسی کوئی زندہ مجھے نہین دیکھ سکتا مگر آنکہ مر جاویگا اور کوئی تر و تازہ نہ دیکھے گا مگر آنکہ خشک ہو جائیگا تا آخر کلمات مترجم کہتا ہے کہ [illegible]
ہبۃ اللہ المحدث نے اسکو کتاب السنۃ مین بطور اثر کے روایت کیا اور یہ سوال موسیٰ خود دلیل [illegible] انشاء اللہ
تعالی مذکور ہوگا اور خود ابن عباس رض و ایک جماعت سے آنحضرت صلعم کا دیکھنا ثابت ہوا اور سورہ [illegible]
مذکور ہوگا۔ عائشہ رض سے اسکے خلاف ثابت ہوا۔ چنانچہ مسروق رح نے حضرت ام المومنین سے روایت کی کہ جس نے [illegible]
نے پروردگار کو دیکھ لیا وہ جھوٹ بولا کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے لا تدرکہ الابصار الآیۃ۔ رواہ ابن ابی حاتم [illegible]
پس عائشہ رض کے کلام سے دنیا مین دیدار کی نفی نکلتی ہے۔ قال اسمعیل بن علیہ وغیرہ فی قولہ لا تدرکہ الابصار۔ یہ دنیا مین ہے [illegible]
اپنے پروردگار کو دیکھین گے۔ قال الرازی فی تفسیر الکبیر قول ام المومنین رضی اللہ عنہا فقط اجتہاد [illegible]
اور یہ نہین دیکھتے کہ جماعت صحابہ مانند ابن عباس رض وغیرہ کے اُنکے برخلاف ہوئے جیسا کہ اوپر گذرا مترجم کہتا ہے کہ قول ام المومنین [illegible]
ہی نہین ہوتا کہ آخرت مین دیدار نہ ہوگا اور دیدار محال ہے بلکہ وہ تو دیدار آخرت کے قائل تھین صرف [illegible] وعظمت الٰہی [illegible]
سے حسب شان پروردگار تعالی عز و جل ہے انکار کرتی تھین قال الحافظ ابن کثیر رح دیدار جلال [illegible] تعالی [illegible]
اسکو ابصار ادراک نہین کر سکتی اسیواسطے ام المومنین عائشہ رض مومنون کے حق مین آخرت کا دیدار ثابت کرتی تھین اور دنیا مین [illegible]
کرتی تھین قال المترجم بیہقی کی روایت صحیح مین اوتعالی عز و جل کے دیدار جنت مین ملنے کے بیان مین ہے [illegible]
یعنی اس پاک پروردگار کی وجہ پاک پر ردا کبریائی ہوگی جنت عدن مین۔ قال البیہقی اسکے معنی یہ ہین کہ اہل جنت [illegible] آنکھون پر جلال
عظمت الٰہی طاری ہوگا جس سے کسی کو بدون اُسکی شان دیدار کے مجال نظر نہ ہوگی ورنہ اوتعالی خود فرماتا ہے کہ وجوہ یومئذ ناضرۃ
[illegible] نبورا للہ تعالی) الی ربہا ناظرۃ۔ قیامت کے روز بعضے چہرے لہلہاتے ہوئے اپنے پروردگار کی طرف ٹکٹکی لگائے ہونگے [illegible]
روز قیامت ہے اور قولہ لا تدرکہ الابصار۔ عام ہے جس سے دیدار قیامت خاص ہوا اور دونون مین تعارض نہین ہے تاکہ [illegible]

اضطرار ہوا در مبتدعین جو استحالہ پر دلیل عقلی لاتے ہین وہ انشاء اللہ تعالیٰ قصہ موسیٰ مین ذکر کر کے رد کیا جائیگا بلکہ [illegible]
آیت کریمہ خود دیدار باری تعالیٰ ثابت ہونے کی دلیل ہے اسکی تقریر مذکور ہوگی اور سوائے ان آیات کے احادیث صحاح [illegible]
عنہم وتابعین وصلحاء اُمت کے متواتر بیشمار ہین جنسے بتواتر قطعی ثابت ہوا کہ سلف اُمت کے درمیان یہ اعتقاد ضروری تھا اور [illegible]
سیوطی رح نے بدور السافرہ مین ایک اچھا ٹکڑا ان آثار واحادیث کا ذکر کیا ہے اور یہان تفسیر مین اس حدیث صحیح بخاری ومسلم پر اکتفا کی
کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ تم عنقریب یعنی قیامت مین اپنے پروردگار کو دیکھوگے جیسے تم چودہوین رات مین چاند کو دیکھتے ہو۔ یعنی کھلے کھلے
دیکھوگے بدون حجاب وشک کے اللہم ادخلنا برحمتک فی عبادک الصالحین آمین اور آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ ہر آیت مثبت رویت کے
متعلق اسکے مناسبات سے باستدلال قطعی ثابت کیا جائیگا۔ ومن اللہ تعالیٰ التوفیق ف ـــــ فی العرائس قولہ تعالیٰ ذلکم اللہ ربکم
جب اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پاک کو تمام اشیا کی پیدائش پر قادر ہونے سے موصوف فرمایا اور اظہار آیات سے مخلوق کو اپنی پاک ذات
پہچنوائی اور حدوث کی عدت سے اپنی ذات کا پاک ہونا ان پر ثابت فرمایا اور اپنی تنزیہ اور تقدیس اظہار کی اور اپنی ذات وصفات کا واحد
وفرد ہونا اور تمام شرک وضد وغیرہ کو محال بتلایا تو وحدانیت ازلی اور جلال قدیم سے وصف فرمایا اور بعد اسکے ان پر اپنی حیات مین عبودیت
لانا لازم کیا بقولہ فاعبدوہ یعنی ایسے پاک پروردگار ہی کی عبادت کرو جو واحد فرد جامع جمیع صفات کمال ہے اور کسی مخلوق پر بھروسہ مت کرو
کیونکہ تمام جہان اور جو کچھ اسمین ہے سب اسکی عظمت وجلال کے حضور مین خضوع مین پڑے ہین یعنی اسکی تقدیر وحکم سے کسی کو سرتابی کی مجال
نہین ہے سب ہی اسکے قبضۂ قدرت مین ہین کوئی کسی کو نفع نہین دیسکتا اور کوئی ضرر نہین دیسکتا وہی ہوتا ہے جو اسکا ارادہ ومشیت ازلی
مقدر ہوا ہے۔ یہی فرمایا وہو علی کل شئ وکیل یعنی اسی پاک پروردگار کی طرف ہر چیز کا مرجع ہے اگرچہ وہ چیز اسکو نہ سمجھے۔ قال الاستاد
پہلے بندون کو اپنی آیات سے پہچنوایا پس جو نہین سمجھے قہر مین زیادہ اندھیرے مین ڈوب گئے اور جو سمجھے ان کو نور عرفان زیادہ ہوا
پھر اپنی صفات صرف سے پہچنوایا اسمین بھی کافرون پر اندھیرے پر اندھیرا چھایا اور مومنون پر نور پر نور چڑھایا پھر اپنی ذات پاک کو
مکاشفہ فرمایا کہ منکر وکافر تو جہنم مین دھنس گئے اور اہل عرفان وتوحید اسمین فانی اور اسکے ساتھ باقی ہوگئے پس قولہ لا الہ الا ہو۔ تو انبیاء
علیہم السلام وبزرگون کی معرفت کا مقام ہے اور قولہ خالق کل شئ یہ عوام کی معرفت ہے۔ پھر اسکے بعد اپنی پاک ذات کا وصف فرمایا بایں طور
کہ حدوث ومخلوقات کی آنکھین اسکی جانب کو احاطہ کرنے سے عاجز ہین اور اسکی ذات وصفات قدیم کے درک کرنے اور اسکی درگاہ
کبریائی مین آنکھ اُٹھانے سے مجبور ومعذور ہین اسکی قدرت کاملہ تمام ذرات وجود کو محیط ہے۔ کما قال تعالیٰ لا تدرکہ الابصار وہو یدرک
الابصار۔ کسی بصر کو اسکے ادراک کی مجال نہین اور ہر بندۂ خالص جبھی اسکے دیدار سے کرامت پاویگا جب اسکے جلال سے بینائی
حاصل کریگا اور ظاہر ہے کہ حادث کو کیا مجال ہے کہ اسکی عظمت ظاہر ہونے کے وقت اپنی خودی وہستی مین باقی رہین بلکہ از خود فانی
ہوکر اسکے جلال کے نور سے آنکھین پاکر اسکو چودھوین رات کے چاند کی طرح مشاہدہ کرینگے اور او تعالیٰ البتہ اپنی قدیم صفت سے مخلوقات
کے ذرہ ذرہ کو دیکھتا ہے پس اہل ایمان وخلوص وتوحید اسکو آخرت مین دیکھین گے بایں طور کہ او تعالیٰ عز وجل آپکو اپنے انوار صفات
سے لباس عطا فرماویگا پس قوت صفات کے انوار سے او تعالیٰ عز وجل کو دیکھین گے اور یہ نہین کہ حادث اپنے حدوث سے
دیکھے کیونکہ حوادث کو اسکی ذات عظمت وکبریائی مین ہستی کی تاب وطاقت نہین ہے۔ ہان او تعالیٰ اپنی تمام مخلوق کے ذرہ ذرہ کو اپنے
علم قدرت سے محیط ہے اُن کے وجود وعدم کو جانتا ہے قولہ وہو اللطیف الخبیر۔ اسکے لطف جمال سے ہے کہ عشق کے ساتھ قلوب

Marfat.com

اسکی وجہ ذوالجلال کی طرف کھینچتے ہیں اور بیخود و عاجز ہوتے ہیں اسی کے لطف سے تمام ارواح اسکی دریائے محبت مین غرق ہوگئین اور اسرار فنا ہوئے اور عقلین اسکی علوم مین مضمحل اور عاجز ہوئین شیخ ابو یزیدؒ نے فرمایا کہ قولہ لا تدرکہ الابصار وتعالیٰ قلوب سے بھی محجوب ہے جیسا کہ ابصار سے محجوب ہے۔ اور اگر کوئی تجلی فرمائی تو جیسے دل ویسی آنکھین دونون برابر ہین۔ بعض نے کہا کہ وتعالیٰ ابصار پر تجلی کرنے کے ساتھ ان پر مطلع ہوتا ہے اور یہ نہین کہ ابصار کو اسکی جناب مین خود رسائی ہو حسینؒ نے کہا کہ لطیف از کُنہ ہو پھر کہان اسکا وصف۔ اسکے لطف سے ہو کہ یاد فرمایا بندہ کو وہ مرحلے مین جبکہ آسمان بینی اور زمین گسترده تھی قبل خلقت وقت و اظہار دوجہان کے مع تمام موجودات کے پس یہ معنی لطیف کے ہین۔ قال المترجم فی الاصل ہکذا قال الحسین فی قولہ اللطیف قال لطف عن الکنہ فانی لہ الوصف ومن لطفہ ذکرہ لعبدہ فی الامور الخالیۃ اذ السماء مبنیۃ والارض مدحیۃ قبل سبق الوقت واظہار الکونین وما فیہما فہذا معنی لطیف انتہی بانی النسخۃ والمترجم لم یحیلہ حق تحصیلہ۔ قاسمؒ نے کہا کہ لطیف وہ ہو کہ کسی کو نہ چھوڑا کہ اسکے نام کی ماہیت پر واقف ہو پھر اسکے وصف کی واقفیت کہان ممکن ہو۔ ابن عطارؒ نے کہا کہ قولہ لا تدرکہ الابصار۔ کوئی فہم اسکو نہین پاتی اور وہ ہر شئے کو علم سے محیط ہو۔ ابوسعید خدریؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپنے قولہ لا تدرکہ الابصار کی تفسیر مین کہا کہ اگر بالفرض تمام جن و انسان و ملائکہ جب سے پیدا ہوئے اور اسوقت تک کہ فنا ہوئے سب کے سب ایک صف باندھین تو کبھی اللہ تعالیٰ کا احاطہ نہین کر سکتے ہین۔ قال المترجم اسکو ابن ابی حاتم نے من طریق بشر بن عمارہ عن ابی روق عن عطیۃ العوفی عن ابی سعید رضی اللہ عنہ روایت کیا ہو اور عطیۃ العوفی ضعیف ہین اور ایسے بعض دیگر پس یہ اسناد ضعیف ہو اور شیخ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ صحاح ستہ والے محدثین مین سے کسی نے اسکو روایت نہین کیا اور سوائے اس اسناد مذکور کے اور کسی سند سے مروی نہین ہوئی پس غریب ہو واللہ اعلم۔ جنیدؒ نے فرمایا کہ لطیف وہ ہو جس نے تیرے قلب کو منور کیا اور غذا سے تیرے جسم کو تربیت کی اور بلاء و محنت مین تجھے ولی کیا اور آگ مین ہوا تو تیری حفاظت فرمائی اور جنت مین تجھے داخل فرماویگا۔ بعض نے کہا کہ لطیف وہ ہو کہ تو نے دعا کی تو قبول فرمایا اور اسکی درگاہ کا قصد کیا تو تجھے جگہ دی اور تو نے اسکی محبت کی تو نزدیک کر لیا اور اسکی اطاعت کی تو تجھے کفایت کی اور اگر تو نے اعراض کیا تو تجھے دعوت فرمائی اور ہدایت کی طرف بلایا اور اگر تو اسکی طرف متوجہ ہوا تو تجھے ہدایت دیدی۔ قال المترجم یہ قول و جنیدؒ کا قول دونون اوفق لسیاق و معنی لغوی ہین۔ فافہم

قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ ج فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ج وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا

تمکو پہونچ چکین سوجھ کی باتین تمھارے رب سے پھر جو سوجھا سو اپنے واسطے اور جو اندھا رہا سو اپنے برے کو

وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ۵ وَكَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ وَلِيَقُوْلُوْا دَرَسْتَ وَ

اور مین نہین تم پر نگہبان اور یون پھیر پھیر سمجھاتے ہین ہم آیتین اور تا کہین کہ تو پڑھا ہے اور

لِنُبَيِّنَهٗ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۵

تا واضح کرین ہم اسکو واسطے سمجھ والون کے

قل لہم یا محمد کہدے ان مشرکون و منکرون سے اے محمد صلعم۔ قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ۔ بصائر جمع بصیرہ بمعنی نور قلب ہو اور مراد یہان حجت و برہان واضح ہو۔ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ۔ اے فمن ابصرہا و آمن فانما ابصرہا لنفسہ لان الفوز

بالجنۃ والنجاۃ من النار لہ۔ یعنی جس نے ان حجتون کو ابصار کیا اور ایمان لے آیا اُسنے اپنے نفس کیواسطے [illegible]
اللہ تعالیٰ کی درگاہ کو کوئی فائدہ نہین کیونکہ ایمان لانے سے جنت کا ثواب اور دوزخ سے نجات پانا اسی [illegible]
[illegible] ہے کہ البصر بمعنی بصیرت [illegible] داخل ہوا جیسے اصبح بمعنی صبح مین داخل ہوا۔ حاصل آنکہ جس نے ان بصائر سے [illegible]
[illegible] تو اپنی ہی ذات کیواسطے حاصل کی۔ کمافی قولہ لیہلک من ہلک عن بینۃ ویحیی من حی عن بینۃ۔ یعنی اوتعالیٰ عزوجل نے مخلوقات کو
پیدا کر کے ان کے لیے بصائر قدرت و آیات قائم کر دیئے ہین تاکہ ہلاک ہونیوالا اُن سے اندھا ہو کر نہ مانے اور ہلاک ہو کر دوزخ مین
جاوے اور زندہ ہونیوالا ابصارت حاصل کر کے جنت مین دائمی زندگی پاوے۔ اسی طرح یہان فرمایا فمن ابصر فلنفسہ۔ ومن عمی فعلیھا
وما انا علیکم بحفیظ۔ اور جو اندھا ہوا اور ان بصائر مین داخل ہوا تو اسکا وبال اسی شخص پر ہے کیونکہ دائمی عذاب دوزخ
مین رہیگا اور مین تم پر حفیظ نہین ہون یعنی آنحضرت فقط ابلاغ رسالت کیواسطے تھے جب آپنے رسالت الٰہی کو تمام و کمال پہونچا
دیا تو اگر کوئی کافر رہے اور نہ مانے آپ سے اسکی بازپرس نہین ہے۔ وکذٰلک یعنی کما بینا ما ذکر کذٰلک نصرف الاٰیٰت
یعنی الآیات لیعتبروا۔ جیسے ہم نے بصائر مذکورہ کو بیان کیا اسی طرح ہم آیات کو صاف صاف ظاہر کرتے ہین تاکہ عبرت و پند
حاصل کرین تاکہ ان پر حجت قائم ہو۔ ولیقولوا درست عطف ہے لیعتبروا مقدر پر۔ قال المفسراے ذاکرت اہل الکتاب
وفی قراۃ درست اے قرأۃ وتعلمت کتب الماضین وجئت بھذا منھا یعنی دارست بمعنی ذاکرت ہے یعنی تونے اہل کتاب سے
باہم مذاکرہ کیا ایک دوسرے سے اور یہ معلوم کر لیا ہے اور ایک قرأت مین درست ہے یعنی تونے پڑھی اور سیکھی ہین اگلون کی
کتابین اور یہ باتین ان کتابون سے لایا ہے اور ابن عامر کی قرأۃ مین درست بسکون تا و فوقانیہ ہے از دروس یعنی یہ باتین گذشتہ
[illegible] ہوئی ہین۔ قال الحافظ فی التفسیر قولہ لیقولوا دارست اے ولیقول المشرکون والکافرون المکذبون دارست یا محمد
من قبلک من اہل الکتاب قارأتھم وتعلمت منھم یعنی تاکہ کہین مشرکین و کافرین کہ باہم ذکر کیا تونے اے محمد اگلی کتابون والون
یہود و نصاریٰ کیساتھ اور باہم ایک دوسرے سے پڑھا اور اُن سے تونے یہ سیکھا ہے۔ یہی ابن عباس و مجاہد و سعید بن جبیر وغیرہ
نے تفسیر کی اور طبرانی رح نے من طریق عمرو بن کیسان از حضرت ابن عباس روایت کی کہ دارست یعنی تونے تلاوت کی مخاصمہ کیا
مجادلہ کیا۔ قال الحافظ اور یہ بمانند قولہ تعالیٰ وقال الذین کفروا ان ہذا الا افک ن افتراہ واعانہ علیہ قوم آخرون فقد جاؤ ظلما
وزورا وقالوا اساطیر الاولین اکتتبھا الآیۃ۔ مترجم کہتا ہے کہ جن لوگون کو وسوسۂ نفس ہے وہ ایسا ہی سمجھتے ہین کیونکہ بالکل
صریح وہم و غلط تھا جو مشرکون نے باندھا تھا جب دیکھا کہ آنحضرت صلعم باوجود امی ہونیکے صحیح صحیح اخبار غیب بیان فرماتے ہین۔ اور اب اُن کی صدق
نبوت پر اقرار کرنا واجب ہوا تو یہ وہم پیدا کیا کہ در پردہ چھپے چھپے وہ دیگر اہل کتاب سے سیکھ لیتے ہین حالانکہ یہ کیا بُرا جھوٹا وہم تھا
کیونکہ اہل کتاب سب دشمن تھے اور کھلی ہوئی عداوت کرتے تھے اگر اُن سے سیکھا ہوتا تو کھلا ہوا ظاہر ہو جاتا اور نیز جدید اخبار غیب
[illegible] مذکور ہین جو خود اہل کتاب کو نہین معلوم تھے پس یہ کافرون کی جہالت و حق سے عداوت کی وجہ سے تھا۔ نعوذ باللہ منہ۔
قال الحافظ تیمی رحمہ اللہ نے ابن عباس سے روایت کی کہ کہا درست یعنی تونے پڑھا اور سیکھ لیا۔ کذا قال مجاہد و السدی
والضحاک و ابن زید وغیرہ واحد اور حسن بصری رح نے پڑھا ولیقولوا درست بسکون تا یعنی پرانا ہو گیا اور محو ہو گیا۔ قال المترجم
اس زمانہ مین بھی بہت سے ملحد زندیق و نیچر پیدا ہوئے جو اللہ تعالیٰ کی توحید و طریقہ عبادت کو پرانی روشنی کہتے ہین [illegible]

ہی روشنی ثابت کرتے ہین اور یہ لوگ ایمان سے بہت دور اور کفر سے بہت قریب ہین واللہ اعلم۔ ذکر الحافظ ابن الزبیر رح نے فرمایا کہ لڑکے دارست پڑھا کرتے ہین اور لفظ تو درست ہی اور بسکون آخر قراءۃ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہی اور قتادہ رح نے درست بفتح آخر پڑھا اور ابی بن کعب رض نے کہا کہ مجھے حضرت صلعم نے ولیقولوا درست پڑھایا۔ رواہ ابن مردویہ والحاکم وقال صحیح الاسناد وَلِنُبَيِّنَهٗ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ۔ یعنی بصائر خود ہدایت ہین لیکن انجام کار یہ ہی کہ کفار کو اس سے گمراہی زیادہ ہوگی اور مومنین کو ہدایت زیادہ ہوگی۔ قال ابن عباس قوم دانا سے مراد وہ لوگ ہین جن کو ہدایت دی ہی اس آیت مین دلیل ہی کہ تصریف آیات ایک قوم کیواسطے ہدایت اور ایک قوم کے ضلالت ہی۔ فـــی العرائس قولہ قدجاءکم بصائر۔ اللہ تعالی نے اپنے بندون پر منت واحسان رکھا ان بصائر آیات سے جن سے صفات ازلیت ظاہر ہوتے ہین اور ان کلمات تامات سے جس سے تجلی ہوتی ہے چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہی کہ اللہ تعالی قرآن مین اپنے بندون کے واسطے تجلی فرماتا ہی۔ ان بصائر سے اللہ تعالی نے عارفین کی آنکھین روشن کین اور ان مین انوار صفات ہین اور صفات از سبحات ذات ہین پس جسمین استعداد از کرم جناب باری تعالی ہی اُسنے اپنی ذات کیواسطے راہ ہدایت پائی اور جسکو یہ استعداد نہین ہی وہ آیات و بصائر و قرآن سے اندھا ہے لہذا قال ومن عمی فعلیہا۔ وبال اسی پر ہی۔ خواص رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے بصائر کو نازل فرمایا پس بشارت اس شخص کو جسکو اُن سے بصیرت حاصل ہوئی اور کمتر بصیرت یہ ہی کہ انسان کو ہدایت حاصل ہو۔ قولہ ولنبینہ لقوم یعلمون۔ اللہ تعالی نے کافرون ومشرکون سے فہم خطاب پھیر کر اسکے حقائق ولطائف کو بندگان مومنین کے دلون مین کشادہ فرمایا کیونکہ حبیب کے خطاب کو حبیب ہی خوب سمجھتا ہی۔ یہ احسان آلہی ہی کہ مطیع بندون کو یہ فہم عطا فرمائی جس سے اپنے دلون کے ودائع سے انوار غیوب کو ادراک کیا اور خطاب کے رموز کو پہچانا اسی واسطے جن لوگون کو یہ صفت حاصل ہوئی ان پر احسان رکھا بقولہ ولنبینہ لقوم یعلمون یعنی جو فہم قدرت آلہی رکھتے اور خطاب آلہی کو سمجھتے ہین اور یقین و ایمان لاتے ہین اور یہ قرآن مجید ایسے لوگون کو نافع نہین جو خطاب و مراد نہین سمجھتے ہین۔ ابن عطا رح نے فرمایا کہ قولہ تعالی لقوم یعلمون۔ ایسی قوم کے لئے جو حقیقت بیان کو جانتے ہین یعنی اللہ تعالی عزوجل کی قدرت وقوت موہوبہ سے وقوف لیتے ہین اور اسی کی تعلیم پر چلتے ہین کسی غلبہ خواہش سے پیش قدمی نہین کرتے اور کسی کاہلی وسستی سے بچھڑتے نہین ہین۔ پس یہی مومنین کاملین ہین ؛؛

اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ۝

تو چل اُسپر جو حکم آوے تجکو تیرے رب سے — کسی کی بندگی نہین سوائے اسکے — اور جانے دے — شریک والون کو

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكُوْا ۭ وَمَا جَعَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۝

اور اگر اللہ چاہتا — تو شریک نکرتے — اور تجکو ہم نے نہین کیا اُنکا نگہبان — اور تجھ پر نہین اُنکا حوالہ

اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ۔ اسمین آنحضرت صلعم کو اور بواسطہ آپ کے آپکی اُمت کو حکم دیا کہ وحی آلہی پر جو بالکل حق وصحیح ہی عمل کرین۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ بس جو امر آلہی ہے وہی حکم وحق ہے باقی سب باطل ہی اور کافرون مشرکون کی طرف مشغول نہون۔ کما قال وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ۔ مشرکون کی طرف التفات نہ کر اور اُنکی باطل باتون پر لحاظ نہ کر کیونکہ حکمت آلہی مین قابل قہر ہین۔ پس کیونکر ان صریح وظاہر آیات و بصائر کو دیکھین گے اور بدون ہدایت آلہی کیونکر

Marfat.com

بینائی پاوینگے۔ ولو شاء اللہ ما اشرکوا چونکہ حکمت کاملہ الٰہی میں راست و صحیح و محکم حکمت ہے لوگ قابل ہدایت نہیں پس او تعالیٰ کی مشیت میں یہ نہیں ہے کہ شرک نہ کریں لہذا یہ ضرور شرک کرینگے پس تو دلگیر مت ہو کہ ایسے صریح آیت پر ایمان کیون نہیں لاتے اور کیون شرک میں خوار ہوتے ہیں۔ وما جعلنٰک علیہم حفیظا۔ اور ہم نے تو رقیب نہیں کیا گیا کہ اُن کے اعمال کا نگہبان ہو اور اُن کے جرمون کی تجھ سے باز پرس ہو۔ وما انت علیہم بوکیل۔ اور تو اُنکے منافع کا پرداخت کرنے والا نہیں کہ جسمین ان کی بہودی ہے خواہ مخواہ ان کو تو اسی طرف لیجاوے بلکہ تجھ پر فقط رسالت پہونچانا واجب ہے اگر آیات و بصائر سے ہدایت لیوین ان کے حق میں بہتر ہے نہ لیوین خود خراب خوار ہون۔ واضح ہو کہ اعرض عن المشرکین۔ کی تفسیر میں بعض نے کہا کہ اس سے فی الحال کے واسطے اعراض مراد ہے پس نسخ جاری نہوگا۔ مترجم کہتا ہے کہ نسخ یہی ہے کہ حکم کسی مدت تک کیواسطے ہو پھر بعد اسکے نہ ہوگا لہذا یہ توجیہ مہمل ہے بلکہ یون کہنا چاہیے کہ یہ حکم اعراض باین معنی نہیں کہ ان کو رسالت کا ابلاغ مت کر کیونکہ بالیقین معلوم ہے کہ آپ پر ابلاغ واجب تھا بلکہ عدم التفات انکے اقوال کی طرف ہے بدین معنی کہ رسالت حقہ ان میں تاثیر نہیں کرتی اور کیون نہیں کرتی ہے پس اس معنی کر اعراض میں نسخ نہیں ہے اور نیز یہ امر مخلہ تدابیر ابلاغ کے ہے حکم عملی شرعی دوامی نہیں ہے پس از قبیل احکام محتملہ نسخ نہیں ہے۔ بعض نے کہا کہ آیۃ السیف سے منسوخ ہے کما قال السدی ۔ والاول اظہر واللہ اعلم۔ و فی قولہ ولو شاء اللہ ما اشرکوا۔ دلیل ہے کہ شرک مشرکون کا و کفر کافرون کا او تعالیٰ کی مشیت پر ہے اگر اسکی مشیت میں ہوتا تو سب ہدایت پر ہو جاتے کما فسرہ ابن عباس اور یہین سے ظاہر ہوا کہ جو کچھ عالم میں ہے سب او تعالیٰ کے احکام قضا و قدر کے تحت میں مسخر و محکوم ہے۔ **فی العرائس** قولہ اتبع ما اوحی الیک من ربک۔ پہلے جملہ اہل علم و ایمان کے واسطے عموماً بیان کیا فی قولہ لقوم یعلمون۔ پھر اُن کے درمیان سے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو اسرار ربوبیت و لطائف محبت و حقائق انبساط مقامات و حالات میں مخصوص فرمایا اور تمام مخلوق سے آنحضرت صلعم کو منفرد کیا اسوجہ سے کہ اورون کو ایسے اسرار کے مطالعہ اور السیح ارادات کی برداشت کی طاقت نہیں ہے کیونکہ تائید نبوت و رسالت فقط آپ ہی کو تھی لہذا اتبع ما اوحی الیک میں خطاب فقط آپ ہی کو مخصوص کیا اسی واسطے درمیان آیت میں اپنی فردانیت و الوہیت کو بقولہ لا الٰہ الا ہو۔ اسی نے تجھ پر وصف و نعت سے تجلی فرمائی کیونکہ تو ہی مخلوق ہے اس استعداد کے ساتھ کہ تجلی و ظہور ازلیت کو برداشت کرے پس تیرے ساتھ مین کسی غیر کو اس مقام میں قیام کی مجال نہیں ہے۔ و قولہ واعرض عن المشرکین۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے وحی میں مقامات متعدد تھے اول وحی خاص الخاص فقط آپ کو نہ کسی غیر کو اور یہ مقام سر السر درمیان و لو اللہ تو ہے یعنی کمال نزدیکی میں سر السر کا مرتبہ ہے جیسا کہ قولہ تعالیٰ فاوحی الی عبدہ ما اوحی میں یہ وحی مخفی مذکور ہے۔ دوم وحی خاص جو آپ و دیگر انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مخصوص ہے جیسا کہ قولہ تعالیٰ انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح والنبیین الآیۃ میں مذکور ہے۔ سوم وحی عام جیسا کہ قولہ بلغ ما انزل الیک من ربک الآیۃ میں مذکور ہے۔ بعض مشائخ نے کہا کہ وحی تو ایک بھید بلا واسطہ ہے اور رسالت و انزال امر ظاہر بواسطہ ہے اسی واسطے فرمایا بلغ ما انزل الیک۔ اور وحی آپکے واسطے امر اسراری تھا بقولہ تعالیٰ فاوحی الی عبدہ ما اوحی۔ اور قولہ واتبع ما اوحی الیک پھر اسمین اولیاء کے واسطے اشارہ یہ ہے کہ ان کو وحی میں اور شیطانی وساوس میں فرق رکھنے کا ادب سکھلایا یعنی تم لوگ حق کی اطاعت کرو اور ماسوائے اسکے جو کچھ وسواس و خیالات ہیں سب چھوڑ دو اور اسکی اتباع کرو جو تمھارے دلمین پاکیزہ الہام خطاب سے آوے

ے دو نزدیکی نزدیکی ۱۲

Marfat.com

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دع ما یریبک الی ما لا یریبک استفت قلبک و ان افتاک المفتون مترجم کہتا ہے کہ الفاظ حدیث بروایت صحیحہ اوپر مذکور ہو چکے ہین حاصل آنکہ شک چھوڑ کر بیشک کو اختیار کر اور فتوی پر نہ جا بلکہ دل کو مطمئن کر لے۔

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ كَذٰلِكَ

اور تم لوگ برا نہ کہو جنکو وہ پکارتے ہین اللہ کے سوائے کہ وہ برا کہہ بیٹھین اللہ کو بے ادبی سے بن سمجھ اسی طرح

زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

ہم نے بھلے دکھائے ہین ہر فرقہ کو اُنکے کام پھر انکو اپنے رب پاس پہونچنا ہے تب وہ جتاویگا جو کچھ کرتے تھے۔

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ صلہ مین یدعون کا فاعل مشرکین ہے اور ضمیر مفعول کی راجع بجانب موصول ہے۔ وہ محذوف ہے اور معنی یہ ہین کہ مت برا کہو ان چیزون کو جن کو پکارتے یعنی جن کی عبادت کرتے ہین مشرک لوگ اور وہ چیزین ماسوائے اللہ تعالی کے ہین۔ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ جس چیز سے نہی فرمائی اس چیز پر یہ نتیجہ مترتب ہے اگر اس چیز سے باز نہ رہا جاوے یعنی مشرکون کے معبودون کو برا کہوگے تو وہ لوگ ظلم و عدوان سے محض جہالت کی وجہ سے اللہ تعالی کو برا کہین گے حالانکہ انکو اللہ تعالی کا علم و معرفت نہین ہے۔ حاصل آنکہ اوتعالی نے رسول اللہ صلعم و مومنون کو بتون وغیرہ مشرکون کے معبودون کو سخت زبانی کیساتھ ذکر کرنے سے منع فرمایا کیونکہ بتون کی ہجو کرنے مین اگرچہ فائدہ مترتب ہے مثلاً باطل اعتقاد ان چیزون کی طرف سے اُٹھ جاوے لیکن اسکے مقابلہ مین ایک فساد بڑھا ہوا بھی موجود ہے وہ یہ کہ مشرکین بھی اہل ایمان کے معبود برحق کو برا کہین گے۔ قال علی بن ابی طلحہ عن ابن عباس مشرکون نے کہا کہ اے محمد تم باز رہو اس سے کہ ہمارے معبودون کو برا کہو ورنہ ہم تمھارے معبود کی ہجو کرینگے پس اللہ تعالی نے منع فرمایا۔ عبدالرزاق نے قتادہ رح سے روایت کی اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسا واقع ہوا تھا اور ابن جریر و ابن ابی حاتم نے سدی رحمہ اللہ سے سرداران قریش کا ابو طالب کے مرض مین جانا اور کہنا کہ منع کرو کہ تمھارا بھتیجہ ہمارے معبودون کے حق مین بدزبانی نہ کرے ورنہ ہم اسکے معبود کے حق مین بدزبانی کرینگے۔ ایک قصہ روایت کیا ہے۔ قال الحافظ اسی قبیل سے کہ مقصود دور ہو حدیث صحیح مین آیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ملعون ہے وہ شخص جسنے اپنے والدین کو گالی دی تو لوگون نے کہا کہ یا رسول اللہ آدمی اپنے والدین کو کیسے گالی دیگا فرمایا کہ دوسرے کے باپ کو گالی دیگا تو وہ اسکے باپ کو گالی دیگا اور دوسرے کی مان کو گالی دیگا تو وہ اسکی مان کو گالی دیگا۔ كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ یعنی جیسے ان مشرکون کے نزدیک ہم نے ان کے کامون کو مزین کر دیا ایسی ہی ہر امت کے نزدیک اسکے افعال کو مزین کیا ہے خواہ واقع مین اچھے ہون یا برے ہون وہ اُمت اُسکو اچھا سمجھکر بجا لاتی تھی اسمین اوتعالی کی مشیت و حکمت بالغہ ہے بندہ کی مجال نہین کہ تمام حکمت آلہی کو محیط ہو سکے جو وہ چاہتا ہے کرتا ہے۔ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ یعنی بعد چندروزہ زندگانی دنیاوی اور اسکی مہلت کے پھر آخرکار اوتعالی کی طرف اُن کا مرجع ہے فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔ اسمین سخت تہدید ہے یعنی جو کرتے تھے وہ ان کو بتلایا جائیگا۔ اور بعض نے اسکو وعدہ وعید دونون پر محمول کیا کیونکہ ابلغ ہے۔ اور آگاہ کرنا بذریعہ نامہ اعمال ہے پس اس آگاہ کرنے سے مقصود یہ کہ انکے نیک اعمال یا بداعمال کی جزا و سزا ملیگی۔ ف۔ فی العرائس قولہ تعالی كذلك زينا لكل امة عملهم۔ اوتعالی نے عوام کو دنیاوی جاہ و مال و قتال مین مبتلا کر دیا اور خواص کو اپنے اعمال آخرت پر نظر رکھنے مین مبتلا کیا پس جو شخص کہ خالص عبادت کرنیوالا حق تعالی کا نہین ہے اسکو لذت قرب و وصال سے محروم کرکے اسی کی مراد پر

مقصود رکھا اور جو شخص خالص بندہ ہو اسکی آنکھ سے پردہ دور کر دیا کہ وہ ان چیزون کی کچھ قدر و منزلت نہین دیکھتا بلکہ اپنے اعمال کو
جو ازل مین اسیر ہوا ہے اسکے شکریہ کے ادا ہونے نہونے سے شرم مین غرق ہے بلکہ ادا نہ ہونے کو بھی نہین صرف احسان پر نظر رکھتا ہے اور
لوگ باطل بیہودہ ہین وہ اپنے اعمال کو اچھا سمجھتے ہین۔ زاہدون کو انکے اعمال اچھے دکھلائے کہ اسمین زیادہ رغبت کرین۔ واسطی نے
فرمایا کہ ہر عمل کرنے والیکو اسکے اعمال پسند ہونا جاری کر دیا پس ایسے لوگ درجہ محققین سے گر گئے اور کوئی نہین بچا سواے
ان بندون کے جنکو اللہ تعالی نے نور مشاہدہ سے محظوظ فرمایا پس اسنے مشاہدہ کیا کہ توفیق ہوئی بلکہ حضرت عزوجل نے احسان کیا
تو مین نے ایسا کیا پس اپنے آپ کو الگ رکھا۔

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا قُلْ اِنَّمَا
اور قسمین کھاتے ہین اللہ کی تاکید سے کہ اگر ان کو ایک نشانی پہونچے البتہ اسکو مانین تو کہہ

الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا يُشْعِرُكُمْ اَنَّهَآ اِذَا جَآءَتْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَنُقَلِّبُ
نشانیان تو اللہ کے پاس ہین اور تم مسلمان کیا خبر رکھتے ہو کہ جب وہ آوین گے تو یہ مانین گے اور ہم الٹ دینگے

اَفْـِٕدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖٓ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمْ فِيْ
ان کے دل اور آنکھین جیسے منکر ہوئے ہین پہلی بار اور چھوڑ رکھین گے ان کو

طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝ ع ۱۳/۱۹
اپنے جوش مین بہکتے۔

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ اے غایۃ اجتہادہم فی الایمان۔ یعنی مشرکون نے اللہ تعالی کی قسم کھائی نہایت اپنی
کوشش سے قسم مین یعنی نہایت کوشش سے سخت و شدید قسمین کھائین اس بات پر کہ لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ
بِهَا۔ اگر کوئی ایسی آیت آجاویگی جسکو وہ اصرار اور ہٹ کر کے مانگتے ہین تو ضرور اسپر ایمان لاوینگے ف۔ یہ اپنے آپ کو قادر
سمجھکر عزور کیا۔ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ تو ان مشرکون سے کہدے کہ آیات تو اللہ تعالی ہی کے قبضۂ قدرت مین ہین۔
وہ تعالی مختار ہی جا ہے بھیجے اور چاہے اپنی حکمت قدیم کے موافق نہ بھیجے اور میرے اختیار مین نہین۔ مین تو فقط ڈرسنانیوالا ہون۔
وَمَا يُشْعِرُكُمْ اَنَّهَآ اِذَا جَآءَتْ لَا يُؤْمِنُوْنَ۔ مفسر رحمہ اللہ نے انہا سے استیناف بکسر ان لیا اور معنی یہ بیان کئے ماشعرکم۔
اے مایدریکم بایمانہم اذا جاءت۔ کس نے تم کو آگاہ کیا ان کے مومن ہو جانے پر جبکہ آیت انکی مانگی ہوئی آجاوے یعنی تم اس بات
کو نہین جانتے ہو قولہ انہا اذا جاءت لایومنون۔ اور علم الٰہی مین یہ بات سابق ہو چکی ہے کہ آیت مقترحہ آنے پر بھی یہ لوگ ایمان نہین لاوینگے۔
قال المترجم اس تفسیر پر مایشعرکم کا خطاب مومنون کو ہے اور بعضے مسلمانون نے حرص کی تھی کہ کاش ان کی مقترحہ آیت آجاتی کیونکہ
مشرکون نے مومن ہو جانے پر حلف کیا تھا جیسا کہ ابن جریر نے محمد بن کعب سے مرسلا روایت کی کہ قریش نے آنحضرت صلعم سے کہا کہ اے محمد تم
ہم کو خبر دیتے ہو کہ موسیٰ کے ساتھ ایک عصا تھا جس سے پتھر کو مارتے تو پانی رواں ہوتا اور عیسیٰ مردون کو زندہ کرتے اور ثمود کا ناقہ تھا
پس تم بھی کوئی آیت لاؤ کہ ہم تمھاری تصدیق کرین پس رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ تم کیا چاہتے ہو تو کہنے لگے کہ یہ کوہ صفا خالص سونا
ہو جاوے آپنے فرمایا کہ بھلا پھر میری تصدیق کروگے تو کہنے لگے کہ واللہ ہم سب تمھارے تابع ہو جاوینگے تو حضرت صلعم نے دعا کی

Marfat.com

پس جبرئیل علیہ السلام نے آکر کہا کہ اگر آپ چاہیں تو کوہ صفا سونے کا ہو جاوے لیکن پھر اگر یہ لوگ تصدیق نہ کرینگے تو اللہ تعالیٰ ان پر عذاب نازل کریگا اور چاہیے تو چھوڑ دیجئے کہ جن کے حق میں توبہ مقدر ہو وہ توبہ کریں تو حضرت صلعم نے فرمایا کہ یہی چاہتا ہوں کہ جن کے حق میں توبہ مقدر ہو وہ توبہ کریں۔ قال ابن کثیرؒ اس مرسل روایت کے شواہد بھی ہیں پھر واضح ہو کہ قولہ انہا اذا جاءت بفتح ان بھی پڑھا گیا اور لایومنون بتاء خطاب یعنی لا تومنون پڑھا گیا ہے اور ما یشعرکم میں خطاب مشرکوں کو قرار دیا گیا قال الحافظ ابن کثیر رحمہ اللہ وما یشعرکم میں خطاب مشرکون کو کیا گیا اور یہی مجاہدؒ کا قول ہے گویا مشرکون سے کہا گیا کہ تم نے کیونکر جانا کہ تم ان قسموں میں سچے ہو بنا بریں قرأۃ انہا بالکسر ہے اور یہ مستقل خبر دی کہ یہ لوگ ایمان نہیں لاوینگے اگرچہ انکی مطلوبہ آیات آدیں بسبب اسکے کہ علم الٰہی میں انکا عدم ایمان مقدر ہو چکا ہے اور بعض نے لا تومنون بتاء خطاب پڑھا۔ پس استیناف بھی ہو سکتا ہے اور بعض نے کہا کہ خطاب مومنون کو ہے یعنی اے مومنو تم نے کیونکر جانا کہ آیات مقترحہ آنے پر مشرکین ایمان لاوینگے۔ و بنا بریں جائز ہے کہ انہا بالکسر ہو جیسے اول صورت میں مذکور ہوا اور جائز ہے کہ بالفتح ہو بنا بریں کہ وہ یشعرکم کا معمول ہے اور درصورت معمول ہونے کے قولہ لایومنون میں لا زائدہ مانند صلہ کے ہوگا جیسے قولہ تعالیٰ ما منعک ان لا تسجد اذ امرتک۔ اور جیسے قولہ تعالیٰ وحرام علی القریۃ التی اہلکناہا انہم لا یرجعون۔ اور معنی آنکہ کس نے تجھے روکا کہ تو سجدہ کر لیتا جبکہ میں نے تجھے حکم کیا تھا اور دوسرے قول میں یہ کہ حرام ہے کہ وہ لوگ رجوع کریں اور معنی اس حالت میں یہ ہونگے کہ اے مومنو تم کو کس چیز نے یقین دلا دیا کہ آیت مقترحہ آنے پر یہ لوگ ایمان لے آوینگے تاکہ تم حرص کرتے ہو اور بعض نے کہا کہ انہا بمعنی لعلہا ہے۔ ابن جریر نے کہا کہ علماء نے ذکر کیا کہ حضرت ابی بن کعب کی قرأۃ میں بجائے انہا کے لعلہا موجود ہے اور نیز عرب کے نثر و نظم سے اسپر بہت سے شواہد ذکر کئے مانند آنکہ اذہب الی السوق انک تشتری شیئا یعنی لعلک تشتری شیئا۔ بازار جا شاید تو کچھ خرید لے۔ اور یہی ابن جریرؒ نے اختیار کیا ہے اور کلام مجید میں ہے وما یدریک لعلہ یزکی۔ واضح ہو کہ زجاج و نحاس وغیرہ نے لا زائدہ ہونے کو خطا و غلط قرار دیا اور ذکر کیا کہ کلام میں حذف بلیغ ہے اے انہا اذا جاءت لا یومنون او یومنون یعنی تم کو کس چیز نے آگاہ کیا کہ آیات آنے پر وہ ایمان نہ لاوینگے یا لاوینگے پس ایک حذف ہوا۔ قال المترجم زیادت لا غلط نہیں ہے اور قول حذف لصدد میں تامل ہے اسواسطے کہ یہ تو عین صواب ہے کہ آیات آنے پر وہ ایمان لادیں یا نہ لادیں پس یہ تو بالضرورۃ معلوم ہے کہ امران دو حال سے خالی نہیں ہے اور اگر کسی ایک بات کے قطع پر انکار ہے تو مقتضائے مقام بدون لا تھا کیونکہ تمہیں کیونکر معلوم ہوا کہ وہ ایمان لے ہی آئیں گے اللھم الا ان یقال ان نفی الشعور عما ہو خلاف المقصود ابلغ فی عدم العلم مطلقا یعنی تم یہ بھی نہیں جانتے کہ ایمان نہ لاوینگے پھر ایمان لانے کو بھی بقرینہ ان کی قسموں کے نہیں جانتے ہو۔ وَنُقَلِّبُ اَفْئِدَتَهُمْ نحول قلوبہم عن الحق فلا یفقہونہا۔ ہم انکے دلوں کو حق کی طرف سے پھیرتے ہیں پس وہ حق کو نہیں سمجھتے ہیں۔ وَاَبْصَارَهُمْ عنہ فلا یبصرونہ فلا یومنون۔ اور انکی بینائیوں کو حق سے پھیرتے ہیں پس وہ لوگ حق کو نہیں دیکھتے۔ پس ایمان نہیں لاتے۔ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوا بِهٖ۔ بما انزل الیک من الآیات۔ اَوَّلَ مَرَّةٍ جیسے کہ وہ لوگ نہ ایمان لائے ان آیات پر جو تجھ پر نازل کی گئیں اول مرتبہ۔ اور یہ تفسیر حضرت ابن عباسؓ و مجاہد وغیرہ سے مروی ہے۔ قال ابن عباس جبکہ مشرکین نے قرآن سے انکار کیا تو کسی چیز پر ان کے دل ثابت نہیں رکھے گئے اور ہر امر سے مردود کر دیئے گئے اور مجاہدؒ نے کہا کہ قولہ و نقلب افئدتہم و ابصارہم یعنی ان کے و ایمان کے درمیان میں ہم روک حائل کر دینگے اور ہر آیت آویگی تب بھی ایمان نہ لاوینگے جیسے کہ

Marfat.com

ہم نے اول مرتبہ ان کے درمیان وان کے ایمان کے درمیان مین حیلولت کر دی کذا قال عکرمۃ وعبد الرحمن بن زید
یعنی جو معجزہ بلیغ کہ ان کو اول مرتبہ عطا کیا گیا اور اس کو دیکھنے وسمجھنے کے بعد ایمان نہ لائے اور وہ پردہ حائل ہوا
تقدیر الٰہی عزوجل سے ان کے خبیث نفس مین شیطان نے ڈالا تھا جس سے نور رحمت کا ظہور ان کے قلب تک نہین
پہونچتا ہی بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے قلوب پر مہر ہے اسی طرح اگر اس معجزہ کے مثل معجزات باہرات ان کو
دیئے جاوین تو بھی وہی پردہ حائل ہوگا پس ہر معجزہ کے وقت اُن کی آنکھین و دل جانب رحمت سے پھیرے
جاتے ہین۔ وَنَذَرُهُمْ نذرہم۔ فِي طُغْيَانِهِمْ ضلالہم اور ہم ان کو چھوڑتے ہین ان کی گمراہی مین ف
جو اُنھون نے اپنی ذات کیلئے اپنی خواہش نفس سے پسند کی ہی يَعْمَهُونَ۔ تیر دون متحیرین۔ درحالیکہ یہ لوگ اس گمراہی مین
متحیر پھرتے ہین ف۔ یہی قول ابو العالیہ وربیع بن انس وقتادہ رحمہم اللہ تعالیٰ ہی۔ کیونکہ انکو نور معرفت نہین پہونچا تو اپنی
تاریکی نفس مین بھٹکتے پھرتے ہین اور عنقریب معلوم ہوگا کہ یہ سب ان کے نفوس خبیثہ کے خطیات مین سے ہے۔ ف
فی العرائس قولہ تعالیٰ ونقلب افئدتہم وابصارہم الآیۃ۔ حق سبحانہ تعالیٰ نے دلون کا پھیرنا اور بینائیون کا لوٹ دینا
اپنی طرف نسبت فرمایا کہ ہم ان کے دلون و بینائیون کو پھیرتے و لوٹتے ہین اور یہ حق ہے اور مترجم کہتا ہے کہ احادیث
صحیحہ مین کثرت سے ثبوت ہی کہ اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت مین سب قلوب ہین وہ جس طرف چاہتا ہے پھیرتا ہے (الصحیحین
وغیرہ) اور بعض احادیث مین ہی کہ قلوب کا حال قبضۂ قدرت الٰہیہ مین اس مثال سے ہے جیسے میدان مین ایک پتا یا پر پڑا ہوتا ہی
کہ ہواؤن کے جھونکے اُسکو اُلٹ پھیر کرتے ہین یعنی اسی طرح جس طرف مشیت الٰہی عزوجل ہی اسی طرف دل پھر جاتے ہین۔
(الصحیح) شیخ نے لکھا کہ جب دلون کا یہ حال ہی تو جہان کسی دل کو حق کی طرف پھیرا یعنی اپنی عظمت و کبریائی مین متوجہ کر کے محبت و
شوق و معرفت سے اپنے معجزات و آیات وصفات کا دیدار اس کو نصیب فرمایا تو بینائی بھی قلب کے پیچھے ہوجاتی ہی کہ وہ
آیات معجزات مین انوار قدرت وعجائب عظمت کو مطالعہ کرتی ہی اور قلب سے موافق ہوجاتی ہے پس نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ معاملات
صحیح ہوجاتے ہین یعنی طاعات صوم وصلوۃ وحج وزکوۃ مین اس کی نیت صالح وخلوص وحیا ہوتی ہے اور اسرار پاکیزہ ہوجاتے
ہین یعنی معارف قلبیہ خلوص کے ساتھ ہوتے ہین اور حالات صافیہ نصیب ہوجاتے ہین جسمین شک ونفاق وبدنیتی وغیرہ
کا میل کچیل نہین رہتا ہی برخلاف اسکے جہان کہین قلب کو اپنی رحمت سے موڑ دیا تو بینائی بھی اندھی ہو کر ٹاپتی پھرتی ہے
اور آیات قدرت مین اس کو انوار عظمت مشاہدہ نہین ہوتے ہین اسی واسطے حضرت سرور عالم ہمیشہ دعا فرماتے رہتے
تھے کہ اے مقلب القلوب میرے قلب کو اپنے دین حق پر ثابت رکھیو۔ (رواہ اصحاب الصحاح) شیخ ابو حمزہ رح
نے کہا کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ جن دلون کی طرف متوجہ ہوا تو وہ دل اسکی جناب مین توبہ کرتے ہوئے خشوع
وخضوع سے متوجہ ہین اور جن دلون سے اعراض فرمایا وہی گمراہی مین خوار ہین (عس) مترجم کہتا ہے کہ
یہان بعضے گمراہ جو اپنے تردد مین متحیر ہین اپنی رعونت نفس مین بڑبڑا دین گے کہ پھر جب گمراہون کے دل ہی
پھیر دیئے گئے تو ہم محض بے خطا اور بالکل گناہ سے پاک ہین ہم کو جہنم مین رکھنا ہم پر زبردستی ظلم ہے مترجم کہتا ہی کہ یہان
دو مقام لکھون جس سے ہر بندہ صالح عاقل کو ان گمراہون کی جہالت عیان ہوجاوے۔ اول مقام یہ ہی کہ

ان گمراہون کے اس سوال ناپاک مین بحث کرون۔ واضح ہو کہ اہل دنیا سب ہی متفق ہین کہ مالک کو اپنی ملکیت مین ہر طرح کا اختیار ہے اور غیر کی ملکیت سے تعرض کرنا ظلم و بیجا تصرف ہی یہ تو اپنے نفس کی پسندیدگی ہے اور جب ان کو جناب باری تعالیٰ کی شان مین نصیحت کی جاوے تو اپنے نفس ناپاک کو بخیطا بتلاوین اور جناب باری تعالیٰ کی شان مین ظلم کہین حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ہر مخلوق کو عدم سے موجود کیا تو اس کو ہر طرح اپنی مخلوق مین تصرف کا اختیار ہے چاہے اُن کو دوزخ مین لاوے یا بہشت مین لاوے تو یہ بدسرشت اپنے آپ کو کس رعونت سے مستحق جانتے ہین حالانکہ جس نے پیدا کیا چاہے وہ ان کو نیست کردے یا بجائے زمین کے ان کو جہنم مین پیدا کرے کیونکہ جب ان کو خود کسی طرح کا اختیار اپنے وجود مین نہین ہی تو استحقاق کہان سے ہوسکتا ہے لیکن باوجود اسکے حق سبحانہٗ عزاسمہٗ نے تمام انعام و محض رحمت سے اپنی مخلوقات کو ممتاز فرمایا ہی اور جس طرح مخلوقات پر ظلم حرام کیا اسی قانون سے اپنی رحمت عام کو بھی جاری فرمایا ہی تاکہ کافرون و بدکارون پر حجت تمام ہو (مقام دوم تحقیق) واضح ہو کہ گمراہون نے اپنی جہالت نفس سے زعم باندھا کہ ہم پر ظلم ہوا ہے حالانکہ یہ بے ادبی کے سوائے محض جھوٹ و بہتان ہی تحقیق یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے مخلوقات کو عالم ازل مین قبل وجود دنیاوی کے پیدا فرمایا کما فی قولہ واذ اخذ ربک من بنی آدم من ظہورہم ذریتہم الآیۃ مین مفصل بیان ہی اور ان کو اپنی ربوبیت سے معرفت عطا فرمائی بقولہ تعالیٰ الست بربکم اور سب نے اقرار کیا کما فی قولہ قالوا بلیٰ الآیۃ۔ پھر بعد اسکے جب دنیا مین ظہور ہوا تو عہد مذکور بالکل فراموش کیا اچھا وہ اگر فراموش تھا تو مخلوقات کو کسی حالت مین یہ گنجائش نہین ہے کہ اپنے آپ کو مخلوق نہ جانے اور اپنے خالق عزوجل کو نہ مانے باوجود اسکے ان کی ہدایت کیلئے انبیاء علیہم السلام بھیجے اور ان کے ذریعہ سے ہدایت کاملہ ہونچائی کہ بعد اسکے کافرون کے واسطے کچھ بھی عذر باقی نہ رہا۔ حاصل یہ نکلا کہ خالق عزوجل نے اپنی حکمت و مشیت کے موافق دنیا مین انواع و اقسام کی اشیاء کو پیدا کیا اور آدمیون کو اس دنیا مین امتحان کیا اور ان کو دو باتون مین منحصر فرمایا اول یہ کہ دنیا کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق لین دوم یہ کہ دنیا کو شیطانی زینت کے موافق لین پھر اگر دنیا کو اللہ تعالیٰ کی شریعت کے موافق لین تو انکا انجام نور قلب و جنت دائمی ہے اور اگر انھون نے دنیا کو شیطانی زینت کے موافق لیا تو نور سے محرومی اور دائمی جہنم ہی پھر جب آدمی پیدا ہوا تو بالغ ہونے تک اسکو معذور فرماکر مطلق العنان کردیا اور بعد بلوغ کے اسکو ان دونون باتون مین مکلف کیا پس مومنون نے عقل سے جان لیا کہ دنیا صرف چند روزہ ہی اور لامحالہ اسکے بعد ایک دار آخرت ہوگا جہان ہر ایک کو عوض دیا جائے اس واسطے کہ دنیا مین ہم دیکھتے ہین کہ جس کو سب لوگ نیکبخت و مطیع و خیرخواہ و عادل جانتے ہین وہ کبھی تنگدست ہوتا ہے اور جس شخص کو سب لوگ ظالم تبہ کار فاسق فاجر جانتے ہین وہ کبھی دنیا مین مالدار بلکہ بادشاہ ہوتا ہے اور غیر ممکن ہے کہ خالق عزوجل نے اپنی مخلوق مین سے نیک کو عمر بھر خوار کیا اور فاجر کو عمر بھر خوش حال رکھا پھر دونون خاک ہین علاوہ ازین انسان جو اشرف المخلوقات ہے اس دنیا مین درخت برگد سے بہت کم زندہ رہتا ہے پس اگر اسکے لئے دار آخرت نہ ہو تو وہ سب مخلوقات سے بدتر نکلے گا اسی طرح اس کثرت سے دلائل صحیحہ موجود ہین کہ بالیقین دار آخرت و جزا و سزا ضروری ہے بالجملہ مومن نے عقل سے معجزات پیغمبری و آیات قرآنی کو پہچانا بر خلاف ان کے کافرون نے دنیا کو شیطانی اتباع مین لیا اور آخرت سے شک کیا اور پیغمبرون کو نہ مانا اور اسی خواہش پر جم گئے۔

Marfat.com

حتی کہ ہزارہا سال عمر پاوین تو بھی اس سے نہ ٹلین تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلون مین دنیا کی ... سے اور زر عقل سے محروم رکھا اور دل پر مہر کر دی پس بدن کے سوائے ان مین کچھ نہین ہے وہ اپنے ... مین مصروف ہین اللہ تعالیٰ نے اُن کے دماغ مین حواس دیدیے کہ وہ لوگ ان حواس سے دنیا دی زینت حاصل اور تن پروری کے سامان پیدا کرنے مین ہوشیار ہین پھر دل سے اندھے اور لایعقل ہو کر دنیا مین اپنی عمر ... سامان جمع کرتے ہین پھر اچانک موت آجاتی ہے تو سب جمع کیا ہوا سامان چھوٹ جاتا ہے اور خود اپنے انجام ... جہنم کو پہونچ جاتے ہین اور ان کو اسقدر مہلت دی گئی مگر اُنھون نے سوائے شرک و کفر کے ہرگز نہ مانا کہ جہنم نصیب ہوئی اب ان لوگون سے پوچھا جاوے کہ تم نے اپنے ہاتھون یہ سب کیا ہے یا اللہ تعالیٰ نے تم پر کچھ ظلم کیا کیونکہ تم نے ہر طرح اپنے قصد و اختیار سے اسی پر عزم کیا کہ اسلام کچھ چیز نہین ہے اور برابر شرک پر قائم رہے اور اسی پر لڑے و مرے پس اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و آپکے اصحاب اخیار رضی اللہ عنہم حتی کہ آخری درجہ کے مسلمانون کو تم پر فتح و نصرت عنایت فرمائی اور تم دنیا و آخرت مین خوار ہوئے۔ فقطع دابر القوم الذین ظلموا والحمد للہ رب العالمین۔

تمت

ساتوان جزو تمام ہوا بعدہٗ آٹھوان و نوان آتا ہے۔

Marfat.com

وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَحَشَرْنَا
اور اگر ہم اُنپر اُتارین فرشتے اور اُنسے بولین مردے اور جلاوین ہم
عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ ۝
اُنپر ہرچیز کو اُنکے سامنے ہرگز ماننے والے نہین مگر جو چاہے اللہ پر یہ اکثر نادان ہین

وَلَوْ اَنَّنَا یعنے اگر ہم اُن لوگون کا سوال نزول آیات و معجزات کا قبول کر کے نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ اُنکی جانب ملائکہ کو نازل فرماتے جیسے اُن لوگون نے ہمارے رسول صادق مصدوق حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا ہے۔ کما قال تعالیٰ او تاتی باللہ والملائکۃ قبیلا الآیۃ۔ یعنی کافرون نے مجادلہ کیا کہ ہم تجھے جب مانین گے کہ چنین و چنان ہو ازانجملہ یہ کہ تو ہمارے روبرو لادے اللہ تعالیٰ کو اور ملائکہ کو یعنے وہ تیرے صدق نبوت کی گواہی دین تب ہم مانینگے اور کہا۔ لولا انزل علیہ الملائکۃ او نری ربنا الآیۃ۔ یعنی رسول پر گواہی کے لیے فرشتے کیون نہین نازل کیئے گئے یعنے جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے لیئے ہمپر گواہی دیتے یا ہم لوگ خود ہی اللہ تعالیٰ کو دیکھ لیتے۔ ہمارے ہمارے باپ دادے جو صدہا برس پہلے مر چکے ہین دوبارہ زندہ ہو کر گواہی دین کہ بیشک یہ شخص رسول ہے یا آیندہ دار آخرت ہے یا قیامت مین حشر و نشر ہوگا بلکہ اُن مُردون کا زندہ ہو کر ہمسے باتین کرنا بھی ہمارے واسطے اس امر کی دلیل ہوگی کہ دوبارہ زندہ ہونا ممکن ہے پس حق عزوجل نے اُن جاہلون کی فہمایش کے لیئے ارشاد فرمایا۔ کہ لو اننا نزلنا الخ یعنے اگر ہم اُنکی خواہش کے موافق اُنپر ملائکہ اُتارین۔ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى کما اقترحوا۔ یا اُنسے مُردے باتین کرین جیسے کہ اُنھون نے ہٹ باندھی تھی پس موتیٰ اگلے زمانے کے زندہ ہو کر آتے۔ وَحَشَرْنَا جمعنا۔ اور جمع کر دیتے ہم عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا اُنپر ہر چیز کو فوج فوج یا آنکھون کے سامنے مَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا تو بھی نہ تھا کہ یہ لوگ ایمان لاوین کیونکہ علم الٰہی مین انکا کافر مرنا مقدر ہو چکا ہے پس ہدایت پر آنا انکی قدرت مین نہین بلکہ اوتعالیٰ کی طرف سے ہے بلکہ ملائکہ و موتیٰ سے انکو استطاعت نہین ہے۔ قُبُلًا بضمتین جمع قبیل یعنے فوج فوج کر کے اور یہی مجاہد رحمہ اللہ نے فرمایا۔ اور حاصل آنکہ اگر آنکے پاس تمام اُمتین گذری ہوئی فوج فوج کر دیجاتین اور وہ رسولون کی سچائی کی گواہی دیتین تو بھی یہ لوگ ایمان نہ لاتے۔ اور علی بن ابی طلحہ و عوفی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے قُبُلًا بضمتین کے معنی مقابلہ و معاینہ کی روایت کیئے اور یہی قتادہ و عبدالرحمن بن زید کا قول ہے۔ اور واحدی رحمہ اللہ نے اہل لغت کا اسپر اجماع ذکر کیا پس نافع و ابن عامر نے جو قبلا بکسر قاف و فتح بار موحدہ بمعنی معائنہ و مقابلہ پڑھا ہے تو دونون قراءۃ کے ایک ہی معنی ہوگئے اور یہی اصل ہے۔ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ احتمال ہے کہ قبلا جمع قبیل بمعنی کفیل ہو جیسے قولہ او تاتی باللہ والملائکۃ قبیلا مین ہے حاصل آنکہ اگر محشور کر دین ہم ہر شئ کہ جو انپر کفیل ہو کہ بعد موت کے جو حال انبیاء علیہم السلام خصوص محمد صلعم نے بیان کیا سب برحق ہے تو بھی ایمان نہ لاوین۔ بیضاوی و زمخشری وغیرہ نے قبیل کی کفیل ہی سے تفسیر لکھی ہے حاصل آنکہ اوتعالیٰ نے ایسے لوگون کے ایمان سے قطعی انقطاع کر دیا کہ جنکے حق مین گمراہی مقدر ہے اگر وہ جملہ آیات دیکھ لین تو بھی ایمان نہین لا سکتے ہین اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ مفسر رح نے اسکو بمعنی لکن قرار دیا یعنے استثنا منقطع ہے اور بیضاوی نے زمخشری کے مانند استثنا متصل کیا بتقدیر آنکہ لیس لہم ان یومنوا فی حال الا فی حال المشیۃ۔ یعنی یہ لوگ نہین ایمان لا سکتے کسی حال مین الا در حالیکہ مشیت الٰہی مین انکا ایمان مقدر ہو۔ و قول مفسر ارجح ہے وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ اے لایعلمون ذالک۔ یعنی انمین سے بہتون کو یہ بات معلوم نہین ہے پس اصل اس بارہ مین یہ ہے کہ اوتعالیٰ نے عزوجل کی طرف رجوع

لا دے اور اُس سے ہدایت کا اور اُسپر ثابت رہنے کا سوال کرے اور آیات وغیرہ پیلا نتی ہے یہ وہم کرنا غلط ہو جانا ضرور ہو کہ درحقیقت ہدایت فقط اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہو پس جسکو او تعالے نے ہدایت نہ دے وہ کبھی ہدایت نہ پاویگا اور یہ آیت بانند قولہ تعالیٰ ان الذین حقت علیھم کلمۃ ربک۔ لا یؤمنون ولو جاءتھم کل آیۃ حتی یروا العذاب الالیم جن لوگون پر تیرے پروردگار کا کلمہ ثابت ہوچکا وہ ایمان نہین لاوینگے اگرچہ اُنکے پاس تمام آیات و معجزات آجاوین یہانتک کہ عذاب الیم دیکھین یعنی عذاب موت و عذاب قبر و عذاب آخرت اُسوقت ایمان لاوینگے لیکن کچھ فائدہ نہوگا اور اسمین حضرت صلعم کو علم دیا اور تسلی فرمائی ۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا

اور اسی طرح رکھے ہین ہمنے ہر نبی کے دشمن شیطان آدمی اور جن سکھاتے ہین ایک دوسرے کو ملمع باتین فریب کی

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ○ وَلِتَصْغٰۤى اِلَيْهِ اَفْـِٕدَةُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ

اور اگر تیرا رب چاہتا تو یہ کام نکرتے تو چھوڑ دے وہ جانین اور اُنکا جھوٹھ اور تا جھکین اُسطرف دل اُنکے جو یقین نہین رکھتے آخرت کا

وَلِيَرْضَوْهُ وَلِيَقْتَرِفُوْا مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ ○

اور وہ اُسکو پسند کرین اور تا کہ کیئے جاوین جو غلط کام کر رہے ہین۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا یعنے اے محمد صلعم ایسے ہی ہمنے اگلے انبیاءؑ کے دشمن کردیے تھے جیسے تیرے دشمن کردیے ہین پس تو غمگین مت ہو پھر عدوًا کا بدل قرار دیا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ شیطان یعنی سرکش و شریر و نافرمان مراد ہو جسکو عربی مین مارد کہتے ہین اور جمع اسکی مَرَدَۃ ہو یعنی ایسے ہی ہر نبی کے دشمن کردیے اور وہ دشمن شیاطین الانس والجن ہین قال قتادہ رح انسانون مین سے شیطان ہین اور جنون مین سے شیطان ہین۔ عن ابی ذر رضی اللہ عنہ فی الحدیث مجھسے رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ تو نے شیاطین الانس والجن سے پناہ مانگی یعنے نماز مین اُنسے پناہ کی دعا مانگی تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا آدمیون مین بھی شیطان ہین فرمایا کہ ہان اور آدمیون کے شیطان بہ نسبت اصلی شیطانون کے زیادہ ضرر پہونچاتے ہین رواہ عبد الرزاق والامام احمد وابن مردویہ وابن جریر وابن ابی حاتم من طرق عنہ منقطعًا وموصولًا کما اوردہ الحافظ رح وذکر ان المجموع یفید انہ حدیث صحیح يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا وحی سے مراد وسواس ہو یعنی آپس مین ایک دوسرے کو وسواس دلاتے و بہکاتے ہین۔ اور زخرف یعنی باطل جو اوپر سے ملمع کیا ہوا اور لیپ پوت دیا گیا ہو یا نقش و نگار بیہودہ کیا گیا ہو مدارک مین ہو کہ مالک بن دینار نے فرمایا کہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھتا ہون تو شیطان بھاگ جاتا ہو ولیکن شیطان الانس بہت سخت ہین کہ میری آنکھون کے سامنے آکر مجھکو بہکاتے ہین۔ بالجملہ شیطان اپنے پردے کرنے والون کو وسواس دلاتا ہو اور وہ لوگ اسکو قبول کرلیتے اور بسبب جہالت اور عدم نور باطن و عدم ہدایت کے نہین پہچانتے کہ یہ شیطان کا وسوسہ ہو پھر اُسکو یقین کرکے دوسرون کو بہکاتے ہین اور یہ سب اہل حق و اہل ایمان کی ایذا رسانی کرتے ہین اور مترجم پناہ مانگتا ہو اللہ تعالے سے ان شیطانون انس وجن سے اور دعا کرتا ہو کہ او تعالیٰ اپنی رحمت سے مترجم کو انکے شر و فتنہ سے محفوظ فرمادے آمین اور واضح رہے کہ بدون مشیت الٰہی کے ان شیطانون کو کوئی قدرت ممکن نہیں اسی واسطے فرمایا وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ ای ما فعلوا الایحاء المذکور۔ اور اگر تیرا پروردگار چاہتا تو یہ لوگ آپس مین ایسے وسوسہ دلانے کو جو مذکور ہوا نہ کرتے لیکن مشیت و حکمت الٰہی مین جاری ہوا اسلیئے یہ سب کے سب ایسی گمراہی و کفر کو کرتے ہین

فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ اے فدع الکفار وما یفتری الکفار من الکفر وغیرہ مما زین لہم یعنی چھوڑ دے کافرون اور اُنکے مفتریات کفر وغیرہ کو جو انکی نظرون مین مزین کیے گئے ہین مفسر رحمہ اللہ نے کہا کہ حکم قتال ہونے سے پہلے یہ حکم آیا تھا وَلِتَصْغٰۤى اِلَيْهِ یہ عطف ہو غرورا پر اور معنی مو سکے میل کرنا ای لتمیل الیہ تاکہ اسکی طرف مائل ہون اَفْـِٕدَةُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ دل اُن لوگون کے جو آخرت پر ایمان نہین لاتے ہین یعنے زخرف وغرور کی طرف کافر لوگون کے دل مائل ہون لِتَصْغٰى مین لام امر نہین ہو بلکہ لام کی ہو۔ اور مفسر رح نے جو غرورا پر عطف قرار دیا وہ باعتبار معنی کے ہو یعنی لیغروہم ولتصغی یعنی زخرف القول کی وحی کرتے ہین تاکہ مغرور ہون اور تاکہ جھکین اُسکی طرف وَلِيَرْضَوْهُ اور تاکہ اس زخرف القول کو گوش دل سے سُنکر اپنے واسطے پسند کرین وَلِيَقْتَرِفُوْا مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ ابن عباس نے فرمایا اور تاکہ کماوین جو کچھ وہ کما رہے ہین یعنی کفار جو گناہ سمیٹ رہے ہین وہ بھر پیٹ خوب کماوین تاکہ آخر قیامت مین جسپر ایمان نہین رکھتے ہین پورا عذاب پاوین۔ ابو حیان رحمہ اللہ نے ذکر کیا کہ ان باتون مین ترتیب نہایت فصاحت کے ساتھ ہو کہ پہلے تو شیاطین کی طرف سے غرور و فریب ہوا جسکو کافرون نے گوش دل سے سُنکر میل کیا پس اپنے حق مین اُسکو پسند کیا پھر اسی کے موافق بداعمالیان کمانے لگے

اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا وَّهُوَ الَّذِيْۤ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا ؕ وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ

اب سواے اللہ کے کسی اور کو منصف کرون اور اسی نے تمکو یہ کتاب بھیجی واضح اور جنکو ہمنے کتاب دی وہ سمجھتے ہین کہ یہ

مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۝ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ؕ لَا مُبَدِّلَ

نازل ہوئی ہو تیرے رب کے پاس سے تحقیق سو تو مت ہو جیو شک لانیوالا اور تیرے رب کی بات پوری سچ ہو اور انصاف کی کوئی بدلنے والا

لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

نہین اُسکے کلام کو اور وہی ہو سنتا جانتا

مشرکون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے چاہا کہ اپنے و انکے درمیان کسی کو حکم بناوین تو نازل ہوا اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا یعنی بھلا سواے اللہ تعالے کے اور کسی کو قاضی و حاکم بناؤن کہ وہ میرے تمہارے درمیان مین حکم ہو حالانکہ وَهُوَ الَّذِيْۤ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ وہی پاک پروردگار ہو جسنے تمہاری طرف قرآن نازل کیا مُفَصَّلًا اس حالت پر کہ وہ قرآن مفصل ہو یعنے اسمین حق کو باطل سے جدا کر کے بیان کیا گیا ہو۔ یہ استفہام توبیخی انکاری ہو یعنے اے مشرکو تمپر ملامت ہو کہ سواے اللہ تعالی کے اور کو حکم بناتے ہو۔ اگر کوئی کہے کہ پھر دنیا مین قاضی و حاکم کیون شرع مین جائز ہین اور نیز اللہ تعالی کے قاضی بنانے سے فیصلہ کیونکر معلوم ہوگا۔ تو جواب یہ ہو کہ جملہ وہو الذی انزل اسی وہم کا رد ہو یعنے اُسنے کتاب مفصل اُتار دی جسمین باطل و حق کو جدا و متمیز کر دیا پس حکم الٰہی میرے تمہارے معاملہ مین اس کتاب سے ثابت ہو۔ اللہ کو قاضی بنانے کے یہ معنی ہین کہ قرآن مجید سے سمجھکر ہر معاملہ کا حکم بتاوے نہ آنکہ اپنی راے سے بتاوے ورنہ حکم حق نہوگا اسمین دلیل ہو کہ قاضی ضرور ہو کہ احکام قرآن کو جانتا ہو۔ اور دلیل ہو کہ مدعی و مدعا علیہ اگر کسی عالم فقیہ سے اپنے مقدمہ مین حکم الٰہی حاصل کرین تو جائز ہو بلکہ یہی صواب ہو کہ مسلمان اس زمانہ مین اسی طرح فیصلہ کر لین تاکہ اپنے معاملہ مین حکم حق حاصل کرین اور کچہریون مین زحمت نہ دین نہ بیہودہ اُٹھاوین۔ فافہم۔ وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ الف لام عہد کا ہو اور مراد توریت ہو لہذا مفسر رح نے کہا کہ معنی آنکہ اور جن لوگون کو ہمنے دی کتاب ای توریت مانند عبد اللہ بن سلام و انکے ساتھیون کے يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ اکثر کی قراءۃ منزل از انزال ہو اور ابن عامر و حفص کی قراءۃ مین تنزیل سے بتشدید ہو فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ امترا بمعنی شک مین ہونا۔ یعنی تو شک والون مین سے

مت ہو۔ اور چونکہ آنحضرت صلعم پر نزول وحی خود تھا پس انکو تو اسمین شک نہین تھا اور یہ ظاہر ہی لہذا مراد اس [illegible]
کہ قرآن مجید حق ہی اور زمخشری وغیرہ نے یہ اختیار کیا کہ معنی یہ ہین کہ تو اس بات مین شک کرنے والا مت ہو کہ اہل کتاب [illegible]
قرآن اللہ تعالی کی طرف سے نازل ہی مترجم کہتا ہی کہ یہ ارجح ہی اسواسطے کہ سورہ مکیہ ہی اور عبد اللہ بن سلام کا ایمان مدینہ مین واقع ہوا لہذا
اد آیت سے یہ ہی کہ اہل کتاب کو قرآن حق ہونیکا علم ہی پس اگر جہال مکہ اسکو نہ مانین تو تجھکو غم نہونا چاہیے اور یہ اخبار از غیب ہی فافہم
بالجملہ تجھکو شک نہ کرنا چاہیے اس امر مین کہ اہل کتاب تیری نبوت اور قرآن کی حقیقت کو اپنی کتابون سے بخوبی جانتے ہین وتمت کلمت ربک
کلمہ سے مراد احکام شرع و وعدہ و وعید ہین اور یہ مومنون پر فضل ہی کہ قرآن مین انکی تکمیل ہوئی ہی یعنی پورا ہوا کلمہ تیرے پروردگار کا صدقًا
وعدلًا از راہ صدق وعدل کے۔ یہ تمیز محول از فاعل ہی یا حال ہی یعنی کوئی اسمین سے کچھ تبدیل نہین کرسکتا چنانچہ فرمایا لا مبدل لکلمتہ
یعنی کوئی چیز ایسی نہین کہ ان احکام کو تبدیل کرے یا اُسکے وعدہ و وعید مین خلاف ہو۔ اس سے ظاہر ہوا کہ احکام شرع مین زمانہ کی گردش سے
کوئی تبدیل نہین ہوسکتی ہی اور جو شخص تبدیل کو جائز سمجھے وہ کافر گمراہ ہی جیسے اس زمانہ مین بعضے ملحد مبتدع کہتے ہین۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ وعید
عذاب مین بھی خلاف نہوگا بلکہ جسکو جسطرح وعید ہوئی ہی ویسا ہی واقع ہوگا مگر اشاعرہ خلف الوعید کو بنظر کرم جائز سمجھتے ہین وھو السمیع العلیم
یعنے ہر قول کا سننے والا اور ہر فعل کا جاننے والا ہی اُسپر کچھ پوشیدہ نہین پس جو کوئی جیسا کریگا اُسکی جزا و سزا پاویگا ف بعض نے کہا کہ قولہ
تمت کلمتہ ربک مین کلمہ سے مراد قرآن ہی اور حاصل آنکہ جیسے توریت وغیرہ مین لوگون نے تحریف کی ویسے قرآن مجید کی تحریف پر کوئی قادر نہوگا
پس اس سے نکلا کہ قرآن مجید ہمیشہ محفوظ رہیگا جب تک کہ اللہ تعالے چاہے اور تمام کے معنی یہ کہ انتہا پر پہونچا اور حضرت انس رض سے روایت
کہ یہ کلمہ لا الہ الا اللہ ہی۔ رواہ ابن النجار وابن مردویہ عنہ مرفوعًا۔ عامر بن عبد اللہ سے روایت ہی کہ فتح مکہ کے روز حضرت صلعم مسجد الحرام مین داخل
ہوے اور بتون کو مارتے اور توڑتے اور باہر پھینکواتے جاتے اور زبان سے پڑھتے جاتے وتمت کلمتہ ربک صدقًا وعدلًا الآیۃ۔ قولہ
صدقًا وعدلًا مفسر رح نے مانند شیخ ابن جریر اور شیخ عکبری رح کے اسکو تمیز قرار دیا اور ابن عطیہ نے کہا کہ یہ صواب نہین کیونکہ اسمین ابہام نہین ہی
اور مترجم کہتا ہی کہ یہ وہم ہی کیونکہ تمام ہونے مین تمامیت باعتبار تکمیل افادہ وغیرہ امور کے ہوسکتی ہی پس صدق وعدل سے مراد ہونا تمیز
کردیا کوا شی نے اسکو حال کہا یا مفعول لہ کا اعراب بیان کیا قتادہ رح نے کہا کہ صدق ان کلمات مین جنمین وعدہ و وعید ہی اور عدل ان کلمات مین جنمین حکم ہی اور بعض نے
کہا کہ ہر وعدہ و وعید واحکام سب صدق و عدل سے ہین نیز وعدہ و وعید واحکام و اگلی اُمتونکے اخبار اور آیندہ قیامت تک ہونیوالے امور کے اخبار وغیرہ جملہ امور
جنکی خبر قرآن مجید مین ہی سب صدق و عدل ہین اور یہ اولی ہی باعتبار عموم کے فافہم قولہ لا مبدل لکلماتہ انمین محمد بن کعب سے مروی ہی کہ جو کچھ امر دنیا و آخرت مین فرمایا
کسی طرح تبدیل نہین ہی اسمین دلیل ہی کہ جو دوزخی ہوا وہ جنتی نہین ہوسکتا اور جو جنتی ہوا ہی وہ دوزخی نہین ہوسکتا اور یہی متواتر اخبار صحیح و آیات کریمہ سے ثابت
اور یہی اہل سنت کا اعتقاد ہی فاحفظہ ف فی العرائس وتمت کلمتہ ربک الآیۃ او تعالی نے اپنے سابق کلمات قدیم سے خبر دی جو کلام نفسی ہین جنمین خود بخود
در ذات خود کلام فرمایا پس جو اہل معرفت توحید بندون کے حق مین قبل اُنکے وجود کے اور قبل اُنکی نماز روزہ وغیرہ نیک اعمال کرنیکے بدون کسی علت و سبب کے ازل
اُنکے وجود کے اُنکے حق مین محض فضل و کرم سے انعام و اکرام مقدر فرمایا ہی اسمین تبدیل کسی فعل و حرکت سے نہین ہوسکتی ہی اور جو اسکی مشیت ہی وہ عین صدق
وعدل ہی پس اہل توحید و عرفان کے حق مین حسن قبول اُسکی مشیت و احسان و فضل ہی او تعالی قادر مختار ہی جو چاہے کرے کسی بندہ کو یا جن
مخلوق ہی دم مارنے کی مجال نہین ہی اور تمام ہونا کلمات کا یہ بھی ہی کہ لطف عنایت سے بدون بندون کی طرف سے کسی علت کے
اُنکو انعام و اکرام سے قطعًا سرفراز کیا اور جو وعدہ فرمایا وہ ضرور واقع ہونیوالا ہی۔ اور قولہ لا مبدل لکلماتہ [illegible]

Marfat.com

اہل ہدایت پر جو سابقہ رحمت ہو اسکو کوئی تبدیل نہین کرسکتا اور موارد امتحان اُنکو مردود نہین کرسکتے جیسے مردود کو ظاہری افعال مقبول نہین کرسکتے ہین بعض نے قولہ صدقا وعدلا کی تفسیر مین کہا کہ صدق ہو مومنین کے لیئے کہ انکو جو دیا سب فضل ہو اور عدل ہو کافرون پر کہ میزان عدل مین ہلاک ہوے اور پورے نہ اُترے

وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ○

اور اگر تو کہا مانے اکثر لوگون کا جو دنیا مین ہین تجھکو بہکا دین اللہ کی راہ سے سب ہی چلتے ہین خیال پر اور سب اٹکل دوڑاتے ہین

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ مَنْ يَّضِلُّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ○ فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ

تیرا رب ہو خوب جانتا جو بہکتا ہو اُسکی راہ سے اور وہ خوب جانتا ہو جو اُسکی راہ پر ہین سو تم کھاؤ اُسمین سے جسپر نام لیا اللہ کا اگر تمکو

بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ○ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ

اُسکے حکم پر یقین ہو اور کیا سبب کہ تم نہ کھاؤ اُسمین سے جن پر نام لیا اللہ کا اور وہ کھول چکا جو کچھ تم پر حرام کیا ہو مگر جسوقت ناچار ہو

اِلَيْهِ ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا لَّيُضِلُّوْنَ بِاَهْوَآئِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِيْنَ ○

اُسکی طرف سے اور بہت لوگ بہکاتے ہین اپنے خیال پر بغیر تحقیق تیرا رب ہی خوب جانتا ہو جو لوگ حد سے بڑھتے ہین

وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ اکثر سے مراد کفار ہین کیونکہ وہی بہت ہین اور اہل ایمان تھوڑے ہین اور بعض نے کہا کہ ارض سے مراد مکہ ہو یعنے مکہ والون مین سے اکثر لوگون کے اور وہ اسوقت کفار تھے اگر تو اطاعت کریگا تو يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ تجھکو دین الٰہی سے بھٹکا دینگے یعنی ایسی باتین وہم وشیطان کی بتلا دینگے جنکے ماننے سے غضب الٰہی ہوتا ہو اور اللہ تعالیٰ مقہور کرکے اسکو ہدایت سے محروم کردیتا ہو اور یہ شرط ہی مقتضی وقوع نہین بلکہ امت کو تعلیم ہو کہ اہل مکہ یا کفار کے باتون پر نہ رہین اور حق سے تجاوز نہ کرین اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ مردار کے بارہ مین مکہ کے کفار نے جھگڑا کیا اور کہا کہ جو اللہ تعالیٰ نے مار ڈالا وہ بہ نسبت لوگون کے مارے ہوے جانور کے بدرجہ اولیٰ کھانا چاہیے تو فرمایا کہ ان یتبعون الا الظن یعنی تیرے ساتھ مجادلہ کرنے مین یہ لوگ نہین پیروی کرتے مگر اپنے وہم وگمان کی جسکی کچھ اصل نہین اور ایسے ہی بتون کے بارہ مین انکو مستحق عبادت خیال کرتے ہین اور مانند اسکے وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ خرص دراصل اندازہ کرنے کو کہتے ہین جسمین تحقیقی بات معلوم نہو جیسے درخت کے پھل اندازہ کرنے کو خرص بولتے ہین پس حاصل آنکہ حالت اُنکی یہ ہو کہ تحقیقی بات کو نہین مانتے اور اپنے اندازہ وتخمینہ پر چلتے ہین جہان خرص جائز نہین ہو پس خارص اپنی خرص کو تحقیق کہے تو جھوٹا ہو لہٰذا مفسر رح نے کذب سے تفسیر کی جیسا کہ بعض سلف سے مروی ہو یعنے نہین یہ لوگ مگر آنکہ جھوٹ بولتے ہین۔ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ مَنْ يَّضِلُّ عَنْ سَبِيْلِهٖ واضح ہو کہ اعلم صیغہ اسم تفضیل ہو اور وہ اسم ظاہر کو نصب نہین دیتا لہٰذا من اس سے منصوب نہین ہوسکتا تو بعض نے کہا کہ مَنْ مقدر بباء ہو اور بعض نے کہا کہ منصوب بفعل یعلم ہو جسکی جگہ اسم تفضیل آیا ہو اور مفسر رحمہ اللہ نے کہا کہ اعلم بمعنی عالم ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کی راہ سے گمراہ مرنے والے کو سواے اسکے کوئی نہین جانتا ہو وہی عالم ہو اور بعض نے کہا کہ اسم تفضیل بھی کبھی اسم ظاہر کو نصب دیتا ہو اور بیضاوی رح نے کہا کہ منصوب بفعل مقدر ہو جسپر اعلم دلالت کرتا ہو اور میں کہتا کہ اعلم بمعنی اسم تفضیل اس معنی مین کہ اوتعالےٰ کا علم محیط وکثیر ہو ان وجوہ کو جنسے علم کا متعلق ہونا ممکن ہو اور نیز لازمی ہو اور نیز علم الٰہی بالذات ہو نہ بالغیر حاصل آنکہ تیرا پروردگار خوب جانتا ہو ہر ایسے شخص کو جو اسکے دین سے گمراہ ہو وهو اعلم بالمهتدين اور وہی خوب جانتا ہو ہدایت وطاعت پر چلنے والون کو پس دونون مین سے ہر ایک کو اُسکا بدلا ثواب یا عذاب دیگا فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اي ذبح على اسم

سو کھایا کرو ایمین سے جسپر اللہ تعالی کا نام ذکر کیا گیا ہو حلال جانورون مین سے یعنی جو اللہ تعالی کے نام پر ذبح کیا گیا ہو ...
جواب شرط مقدر ہی۔ کما قال الزمخشری یا عطف بر محذوف ہی کما قال الواحدی اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ یہ شرط ... 
شرایع الٰہی پر چلنے کے لیئے اشارہ کیا ہی پس یہ خطاب ہی مسلمانون کو اور بعض نے مشرکون کی طرف خطاب قرار دیا یعنی آنکہ جو کچھ اللہ تعالی
حلال کیا اسکو حلال جانو اور جو حرام کیا حرام جانو اور اسی پر عمل کرو اور مردار وغیرہ کو چھوڑ دو لیکن اول ارجح ہی وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ
اللّٰهِ عَلَيْهِ استفہام انکاری ہی یعنی کون مانع ہی تمکو اس سے کہ نہ کھاؤ اُس ذبیحہ کو جسپر اللہ تعالی کا نام مذکور ہوا بعد ازانکہ تمکو اسکے کھانے کی
اجازت دیدی وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ ابن کثیر و ابو عمرو ابن عامر نے فصل بصیغہ مجہول پڑھا اور باقیون نے بصیغہ معروف
پڑھا حفص نے حرم بر بناء فاعل یعنی بصیغہ معروف پڑھا اور باقیون نے بصیغہ مجہول پڑھا ہی و المعنی حال یہ کہ تفصیل کیا تمہارے واسطے
جو تمپر حرام ہوا ہی **قال المفسر** رح یعنے قولہ حرمت علیکم المیتۃ الآیۃ مین تمپر محرمات طعام مفصل بیان کر دیے مین اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ سوائے
اسکے جسکی طرف تم مضطر ہو ان محرمات سے تو اس حال اضطرار مین وہ بھی تمپر حلال ہی۔ المعنی کوئی مانع نہین تمکو کھانے اس چیز سے جسپر اللہ تعالے
کا نام مذکور ہوا اور حال یہ کہ جنکا کھانا حرام ہی وہ تمکو مفصل بتلا دیے اور بنام الٰہی ذبیحہ ان محرمات مین سے نہین ہی واضح ہو کہ استثناء منقطع ہی
جیسا کہ تفتازانی رح نے کہا اور اعراب القرآن ابو البقاء مین ہی کہ از راہ معنی استثناء متصل ہی کیونکہ انکو اللہ تعالی کے نام پر ذبح کیے ہوئے کے
کھانے کو ترک کرنے پر توبیخ کی اور یہ متضمن ہی مطلقاً اباحت پر۔ حاصل آنکہ جنس سے استثناء ہی اور بعض نے کلام کیا کہ اس صورت مین ظرف
عام مقدر سے استثناء ہوا تو مفرغ ہوا متصل نہوا۔ پھر واضح ہو کہ اس مقام مین اشکال ہی جو امام رازی نے تفسیر کبیر مین وارد کیا باین طور کہ یہ سورہ
انعام تو مکیہ ہی پس نزول اسکا سورہ مائدہ مدینہ سے پہلے ہوا خصوص جب کہ سورہ مائدہ کی نسبت آیا ہی کہ وہ قرآن کی سورتون مین سے سب سے
آخر نازل ہوئی ہی اور قولہ حرمت علیکم المیتۃ الآیۃ اسی سورہ مائدہ مین ہی پس یہان جو قولہ وقد فصل لکم ما حرم علیکم سے حوالہ دیا یا اس آیت پر جو پیچھے
نازل ہوئی کیونکر صادق ہوگا کیونکہ جسپر حوالہ ہی اسکا مقدم ہونا لازم ہی۔ پھر امام رازی نے جواب دیا کہ جس آیت پر حوالہ ہی وہ قولہ قل لا اجد فیما اوحی
الی محرما الآیۃ ہی جو کچھ پیچھے مذکور ہی۔ اور دیگر علماء مفسرین نے یہ جواب دیا کہ علم الٰہی ہر موجود و ہونے والے سب کو محیط ہی اور علم الٰہی مین موجود
تھا کہ ترتیب قرآن مجید مین جو محفوظ بحفظ الٰہی ہی سورہ انعام پر سورہ مائدہ مقدم ہوگی اگرچہ نزول مین مقدم ہووے پس باین معنی یہ حوالہ بہت خوب ہی
**مترجم** کہتا ہی کہ بنا برین ثابت ہوا کہ ترتیب قرآن مجید بتوفیق الٰہی عزوجل ہی اور کیون نہین کہ اللہ تعالی عزوجل نے مصرح اس کتاب مجید کی حفاظت
کا وعدہ فرمایا ہی۔ فافہم وَاِنَّ كَثِيْرًا لَّيُضِلُّوْنَ بِاَهْوَآئِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ یضلون مین دو قراءۃ ہین بفتح یا از باب ثلاثی مجرد اور بضم یا از باب
افعال۔ اور مراد ان سے مشرکین عرب ہین جیسا کہ سعید بن جبیر رح وغیرہ سے مروی ہی۔ المعنی البتہ بہت سے یعنی مشرکین گمراہ ہوتے یا گمراہ کرتے
ہین اپنی خواہش نفسانی سے بدون کسی علم کے جسپر وہ اعتماد کرتے ہون اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِيْنَ اعتداء یعنی تجاوز کرنا یعنی
تیرا پروردگار جانتا ہی اُن لوگون کو جو تجاوز کرتے ہین حلال سے حرام کی طرف یعنی گناہ کرتے ہین پس انکو سزا دیگا **فی العرائس**
قولہ تعالی وان کثیرا لیضلون باہوائہم اسی مین وہ لوگ بھی شامل ہین جو ضلالت و بدعت کی طرف بلاتے ہین پھر جب وہ لوگ اپنی فضیحت
ہونے کو دیکھتے ہین تو چاہتے ہین کہ سچے اہل ارادت بھی انھین کے مثل ہو جاوین پس شہوتون کا راستہ انکو بتاتے ہین اور اسکی خوبیان بیان کرتے
ہین چنانچہ اللہ تعالے نے ایسے لوگون کو بیان فرمایا بقولہ اضلوا کثیرا وضلوا عن سواء السبیل۔ اور یہ اس وجہ سے ہی کہ یہ لوگ اللہ تعالے
عزوجل کی معرفت سے جاہل ہین اور اسکے علم سے جو تمام موجود ظاہر و باطن کی ماہیت و حقیقت کو شامل ہی غافل ہین ...

Marfat.com

اس آیت کی تفسیر مین کہا کہ یہ لوگ اپنے نفس کی خواہش پر چلتے ہین اور کتاب الٰہی و سنت رسول اللہ صلعم کو چھوڑتے ہین ٭

وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْسِبُوْنَ الْاِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوْا يَقْتَرِفُوْنَ ۝

اور چھوڑو کھلا گناہ اور چھپا جو لوگ گناہ کماتے ہین سزا پا دینگے اپنے کیے کی

وَذَرُوْا امر و ترکوا اور چھوڑ دو تم لوگ ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ علانیہ و پوشیدہ گناہ بعض نے کہا کہ گناہ زنا اور بعض نے کہا کہ ہر گناہ۔ اول تو مجاہدؒ سے مروی ہے اور ایک روایت مین ہے کہ نیت بد وہ پوشیدہ گناہ ہے۔ اور قتادہؒ نے ظاہر یعنے علانیہ و پوشیدہ و قلیل و کثیر سے تفسیر کی سُدی نے کہا کہ ظاہر الاثم رنڈیون سے زنا کرنا۔ اور باطن الاثم وہ آشنائی کر کے زناکاری ہے۔ عکرمہؒ نے کہا کہ باپ کی منکوحہ سے نکاح کرنا یا بیٹے کی منکوحہ سے نکاح کرنا۔ اور صحیح یہ ہے کہ آیت کریمہ سب کو شامل ہے اور نیز دیگر گناہ ظاہر و باطن سے ممانعت ہے پس ظاہر وہ جو اعضاء و جوارح سے ظاہر مین محسوس ہو اور باطن وہ جو ظاہر نہو پس حسد و غرور و عجب و خودنمائی اور مسلمانون کی بدی سوچنا وغیرہ سب داخل ہین نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مین نے پوچھا کہ یا رسول اللہ اثم کیا ہے فرمایا کہ اثم وہ ہے جو تیرے دل مین کھٹکے اور تو برا جانے کہ لوگ اُسپر مطلع ہون۔ رواہ ابن ابی حاتم وغیرہ بسند صحیح پھر گناہ سمیٹنے والون کو وعید شدید فرمائی اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْسِبُوْنَ الْاِثْمَ کسب بمعنی کمانا اور بندہ گناہ کو پیدا کرنیوالا نہین بلکہ کمانیوالا ہے اور یہی اہل سنت کا مذہب ہے المعنی جو لوگ گناہ کماتے ہین سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوْا يَقْتَرِفُوْنَ اقتراف بمعنی اکتساب المعنی عنقریب آخرت مین جزا دیے جاوینگے بدلے اُس چیز کے جسکو کمایا کرتے تھے **ف**

**فی العرائس** قولہ وذروا ظاہر الاثم الآیۃ۔ ظاہری گناہ وہ ہے جسکی مذمت ثابت از ظاہر قرآن و حدیث ہے اور باطن الاثم وہ جسکی مذمت باطن قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ **قال المترجم** بنابرین تمام عیوب نفس و ریا و خطرات شیطانی و نہایت باریک باتین کہ جب کھلجاوین تو بڑا گناہ معلوم ہوتی ہین سب کو شامل ہے اور یہی کمال تقویٰ ہے اور حدیث صحیح مین جو آیا کہ آدمی مین شیطان ایسی جگہ گھسا ہوا رواں ہے جہان خون رواں ہے تو اسمین ان باطن کے عیوب نفس و خطرات کی طرف خیال رکھنے اور اپنے کو درست رکھنے کا صریح اشارہ ہے۔ فافہم۔ نیز ظاہر الاثم وہ ہے جسکے ساتھ عقول نورانی موافق نہون اور باطن الاثم جنکے ساتھ قلوب صافی موافق نہون اور نیز ظاہر الاثم وہ جو اعضا کو راہ سنت سے کج کرین اور باطن الاثم جو دلون کو مشاہدہ سے تشویش مین ڈالین۔ نیز ظاہر الاثم اس دنیا کی محبت ہے و باطن الاثم جاہ و مرتبہ کی خواہش ہے۔ نیز ظاہر الاثم وہ اعمال نیک جو تجھے مغرور کرین اور باطن الاثم وہ احوال جنکی لذت مین تجھکو سکون ہو۔ بعض نے فرمایا کہ ظاہر الاثم اپنے افعال پر نظر ہے اور باطن الاثم ان افعال پر باطن مین تسکین ہے سہلؒ نے کہا کہ حکم فرمایا ہے کہ اعضاء ظاہر سے نافرمانی اور دل سے انکی محبت چھوڑ دو شبلی رحمہ اللہ نے کہا کہ ظاہری گناہ تو یہ غفلت ہے اور باطنی گناہ یہ کہ سابق تقدیر پر نظر رکھنے سے نسیان ہو۔ اور بعض نے فرمایا کہ باطنی گناہ وہ عقیدے پوشیدہ ہین جو دل مین متردد ہون اور نگاہ باطن کے اندر جو ہون

وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ ؕ وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ

ع ۱۱ اور نہ کھاؤ اُن چیزون مین سے جسپر نام نہین لیا اللہ کا اور وہ گناہ ہے اور شیطان دل مین ڈالتے ہین اپنے رفیقون کے کہ تم سے جھگڑا کرین

وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ ۝

اور اگر تم نے اُنکا کہا مانا تو تم مشرک ہوئے

وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اور مت کھاؤ اس چیز مین سے جسپر اللہ تعالیٰ کا نام ذکر نہ کیا گیا ہو۔ واضح ہو